محاسبۂ قادیانیت

جلد ۱

بابو الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

محاسبۂ قادیانیت

جلد ۱

بابو الٰہی بخشؒ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد اوّل (۱)

مصنف : بابو الٰہی بخش

صفحات : ۴۹۶

قیمت : ۳۰۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : اگست ۲۰۱۵ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

عرض مرتب	۴
تمہید	۱۰
عرض حال	۱۷
باب اوّل......درحالات	۲۲
شرح	۲۹
مرزاقادیانی کے دس جھوٹے الہامات	۳۱
باب دوم......بجواب رسالہ ضرورۃ الامام	۷۷
مرزا کی لعنتیں مرزا پر	۱۴۴
حضرت عمرؓ کے حالات	۱۹۸
الہامات مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم لکھوکے	۲۴۸
الہامات حافظ حاجی مولوی عبدالحق درباره مرزا قادیانی	۲۵۰
کشوف والہامات میاں شیر محمد حدادامرتسری	۲۵۲
عاجز خاکسار کے الہامات	۲۵۳
منشی کنہیالال کا دعویٰ	۳۱۵
اکبر بادشاہ	۳۱۶
بایزید روشن	۳۱۷
مسیلمہ کذاب	۳۱۸
طلیحہ اسدی	۳۲۰
مختار ثقفی	۳۲۰
محمد بن تومرت	۳۲۲
انگریزی اخبار میں سلطان احمد خان کا مضمون	۳۶۳
حکیم نورالدین	۳۸۶
معجزات رسول اللہ ﷺ	۴۲۲
کرامات صحابہ والتابعین والصالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین	۴۲۶
احوال شیطانیہ کے متعلق	۴۳۱
تاثیر کواکب	۴۶۸
باب سوم......متعلق خط مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی ملحقہ رسالہ کا جواب	۴۷۵
باب چہارم......متعلق معافی آنکم ٹیکس وتازہ نشان ملحقہ رسالہ	۴۹۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمدللہ و کفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰے ۰ امابعد!

قارئین کرام! آپ دوستوں کو معلوم ہے کہ محض حق تعالیٰ کی طرف سے عنایت کردہ توفیق واحسان کے ساتھ احتساب قادیانیت کا سلسلہ ساٹھ جلدوں پر پہنچا تو اسے یہاں پر ختم کردیا گیا۔ اس لئے کہ ساٹھ جلدوں پر مشتمل اس سیٹ کو ہمہ وقت مکمل رکھنا، خاصا دشوار کام ہوگیا تھا اور ساٹھ جلدوں کا حساب رکھنا بھی بہت سارے مسائل کا باعث بن رہا تھا۔ چنانچہ مجلس کے رفقاء نے فیصلہ کیا کہ احتساب قادیانیت کو تو ساٹھ جلدوں پر بند کردیا جائے۔ البتہ ردقادیانیت پر قدیم، اہم ترین، نایاب، کتب ورسائل کو شائع کرنے کا سلسلہ بند نہیں ہونا چاہئے۔ وہ جاری رہنا چاہئے۔ اس کے سلسلہ اشاعت کا ٹائٹل بدل دینا چاہئے۔ چنانچہ اس کتاب سے ’’محاسبہ قادیانیت‘‘ کے نام پر نیا سلسلہ شروع کررہے ہیں اور آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب اس سلسلہ کی جلداوّل ہے اور اب انشاءاللہ یہ سلسلہ بھی بڑی تیزی سے جاری رہے گا۔

’’محاسبہ قادیانیت‘‘ کی جلداوّل کی کتاب کا نام ’’عصائے موسیٰ‘‘ ہے جو سن ۱۹۰۰ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد کذاب قادیان، آٹھ سال زندہ رہا اور یہ کتاب اس کے سینہ پر مونگ دلتی رہی۔ واقفین جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی جہاں کہیں اس کتاب یا اس کے مصنف کا نام لیتا ہے جل بھن کر لیتا ہے۔ مصنف اپنی کتاب سمیت مرزا قادیانی کے لئے سوہان روح اور سرطان جسم بنے رہے۔

اس کتاب کے مصنف کا نام بابو الٰہی بخش تھا۔ گورنمنٹ کے ملازم تھے اور اکاؤنٹنٹ کے منصب دار تھے۔ بابو الٰہی بخش، حافظ محمد یوسف، منشی عبدالحق یہ تین چار حضرات تھے۔ جو اہل

حدیث رہنما صوفی محمد عبداللہ غزنوی سے بیعت تھے۔ ادھر اس زمانہ میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کی پشت پر تھے۔ نتیجہ میں یہ حضرات ''رہبر'' کی تلاش میں ''راہزن'' کے ہاتھوں اغوا ہوکر کفرودجل کی وادی میں سرگردان اور محبوس ہوگئے۔

حق تعالیٰ کے کرم کو دیکھئے ادھر مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا کی پشت سے اتر کر اس کے سامنے سروقد ہوکر تلافی مافات کرنے لگے اور ایسی تلافی کی کہ دنیا عش عش کر اٹھی۔ ملک کے کونہ کونہ میں پھر کر مرتد قادیان کے ''کفر بواح'' کے فتوے حاصل کئے۔ ادھر بابو الٰہی بخش، حافظ محمد یوسف اور عبدالحق پر بھی مرزا قادیانی کا کفر الم نشرح ہوگیا۔ آج کی مجلس میں پس منظر واضح کرنے کے لئے ارتجالاً یہ چیزیں نوک قلم پر آگئیں۔ ورنہ مجھے تو بنیادی طور پر اس کتاب ''عصائے موسیٰ'' کے مؤلف بابو الٰہی بخش (متوفی ۷/اپریل ۱۹۰۷ء) کے متعلق عرض کرنا ہے۔ منشی الٰہی بخش گورنمنٹ ملازم تھے۔ ملتان کے رہنے والے تھے۔ ملازمت کے سلسلہ میں ڈیرہ غازی خان اور لاہور بھی رہے۔ اس زمانہ میں مولانا صوفی محمد عبداللہ غزنوی تھے۔ بابو الٰہی بخش ان کے مرید تھے۔ ۱۸۸۳ء براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت ہی بابو الٰہی بخش، مرزا قادیانی کے ہاتھوں وادیٔ کفر میں اغوا ہوگئے۔

اس کتاب کے مؤلف بابو الٰہی بخش مرزا قادیانی کے نظریات پھیلانے میں اس حد تک ساعی تھے کہ بابو پیر بخش پوسٹ ماسٹر جو بعد میں مرزا قادیانی کے خلاف علم لے کر میدان میں آئے اور اپنے زمانہ میں ردقادیانیت کے عنوان پر صف اوّل کے رہنماؤں میں شامل تھے۔ ان کو مرزا قادیانی کا مداح بنانے کی بابو الٰہی بخش نے دعوت دی تھی۔ بابو الٰہی بخش عرصہ تک مرزا قادیانی کے مخلص مرید رہے۔ ہوا یہ کہ ان کے شیخ اوّل مولانا صوفی عبداللہ صاحب غزنوی بھی الہام سناتے تھے۔ مرزا قادیانی کا تو سارا دھندا ہی الہامات کاذبہ کے اردگرد گھومتا تھا۔ بابو الٰہی بخش کو بھی ماحول نے اتنا متاثر کیا، کہ یہ بھی الہامات سنانے لگے۔ ابتداء میں مرزا قادیانی اپنے حق میں اس

کے الہام سن کر سر دھنتا اور ڈونگرے برساتا تھا۔ بابوالٰہی بخش بھی الہامات کی کشتی پر سوار ہوکر دور نکل گئے۔ اب ایک دن بابوالٰہی بخش نے کہا کہ جناب مرزاصاحب! کیا ایک ملہم کو بھی کسی کی بیعت کی ضرورت ہے؟ مرزا قادیانی ایسا شاطر ومکار فوراً تاڑ گیا کہ یہ شکار ہاتھ سے گیا۔ مرزا قادیانی نے فوراً ''ضرورۃ الامام'' نامی کتاب لکھی۔ قادیانی کہتے ہیں کہ یہ کتاب ڈیڑھ دن میں لکھی۔ اگر یہ صحیح ہے تو گویا بابوالٰہی بخش نے سوال کیا کیا؟ گویا مرزا قادیانی کو تتے توّے پر کھڑا کر کے سرتاپیرا سے آتش زدہ کر دیا۔ جب کہ خارش زدہ پہلے سے تھا، وہ پاگلوں کی طرح ہوگیا۔ کتاب نہ لکھتا تو کیا کرتا؟ اب لکھا کیا؟ کہ امام ایسے ہونا چاہئے۔ ویسے ہونا چاہئے۔ خوب قلابے ملائے۔ اس میں سے ایک یہ بھی سنیں۔ مرزا قادیانی نے لکھا (مریدوں کو پیروں کی ایسے ضرورت ہے) جیسا کہ ''عورت کو مرد کی'' (ضرورۃ الامام ص۹، خزائن ج۱۳ ص۴۸۰)

قارئین! بار بار پڑھئے اور سر دھنئے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک امام، ملہم، مامور، پیر، روحانی رہنما کو مرزا قادیانی کس سے تشبیہ دے رہے ہیں؟ مرید اور مطیع کو عورت اور پیر کو مرد کہہ کر مرزا قادیانی کیا سبق دینا چاہتے ہیں؟ یہی نا کہ مرید ساری زندگی نیچے لگا رہے۔ سراٹھا کر چلنے کی اجازت نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کی اس تجویز وتشبیہ پر مرید بابوالٰہی بخش صاحب کے الہامات نے بھی شدت اختیار کر لی۔ اس نے مؤقف اختیار کیا کہ اگر مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ مرزا قادیانی مثیل مسیح ہے تو مجھے الہام ہوا ہے کہ میں مثیل موسیٰ ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے تو مثیل مسیح مرزا بھی مثیل موسیٰ (بابوالٰہی بخش) کے تابع ہے۔ گویا اس الہام نے ساری کایا پلٹ دی۔ مرزا قادیانی بابوالٰہی بخش کو عورت اور خود کو مرد کہتا تھا۔ لیکن اب بابوالٰہی بخش نے خود کو مرد کہہ کر مرزا قادیانی کو عورت بنا دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی کو اس کے ملہم نے یہ کہا کہ: ''بابوالٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے…… تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے۔ ایسا بچہ بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

اے کاش! قادیانی کرم فرما، غور کریں کہ بابو الٰہی بخش، مرزا قادیانی کے اعصاب پر ایسے سوار ہوا کہ وہ مرزا قادیانی کو وہ مرد نظر آنے لگا اور اس مرد کامل نے مرزا قادیانی کے حیض کو بھی ''بچہ'' میں تبدیل کر دیا۔ ''لعنت بر پدر فرنگ'' مرید جو عورت تھا وہ پیر یعنی مرد بن کر مرزا قادیانی کے لئے، بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے کا باعث ہوگیا۔

قادیانی غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی کے ذہن پر بابو الٰہی بخش ایسے سوار ہوا کہ واقعی مرزا قادیانی اسے اپنے اوپر کامیاب سوار کی طرح نہ صرف دیکھنے لگا بلکہ خواب بھی یہی آنے لگے۔

بابو الٰہی بخش کی اپریل ۱۸۹۸ء سے مرزا قادیانی کے ساتھ خط وکتابت شروع ہوئی۔ مرزا قادیانی نے بتکرار واصرار بابو الٰہی بخش کو مجبور کیا کہ تم اپنے الہامات جو میرے بارے میں ہیں وہ شائع کرو۔ اس نے اس کتاب میں نہ صرف وہ الہامات شائع کئے بلکہ مرزا قادیانی کی کتاب ''ضرورت الامام'' کے ایک ایک جملہ کا جواب بھی دیا۔ تو بڑے سائز کی چار سو ساٹھ صفحہ کی کتاب تیار ہوگئی۔ جو ۱۹۰۰ء میں انہوں نے شائع کر دی۔ اب کمپیوٹر پر ان صفحات کی تعداد اور بڑھ گئی ہے۔ یہ کتاب آج سے ایک سو پندرہ سال پہلے کی ہے۔ اس میں الہامات بھی درج تھے۔ میں نے بعض مقامات سے کچھ حصہ حذف بھی کیا۔ لیکن ''جیسا منہ ویسی چپیڑ'' جیسے مرزا قادیانی کا سارا کھیل اس کے ملعونانہ نام نہاد الہامات کے گرد گھومتا تھا۔ اس طرح اس کتاب کے مصنف نے بھی مرزا قادیانی کو اس کے قائم کردہ منہاج پر ہی ایسے زیر کر کے خود اس کی پشت پر سواری کرنے لگا۔ کتاب چھپنے کے بعد بابو الٰہی بخش سات سال زندہ رہا اور مرزا قادیانی کی چمڑی سے کھیلتا رہا۔ مرزا قادیانی کے اس دور میں کیا شب وروز ہوتے تھے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے جو بھی کتاب لکھی اس کتاب ''عصائے موسیٰ'' اور اس کے مصنف کو نشانہ بنایا۔ تا آنکہ اس کتاب کا مصنف ۱۹۰۷ء میں، اور مرزا قادیانی واہی تباہی بکتے ۱۹۰۸ء میں عالم آخرت کو روانہ ہوئے اور

مرزا قادیانی اپنے الہام ’’میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا‘‘ (تذکرہ ص۵۳۵،طبع سوم) کا مصداق بن گیا۔

ایک سو پندرہ سال پہلے کی کتاب چھاپنے پر کہ کس کس طرح، کس کس اللہ کے بندہ نے مرزا قادیانی کو ناکوں چنے چبوائے۔ اس کتاب میں بہت سارے واقعات کا مصنف نے جگہ جگہ ذکر کیا ہے۔ اتنی قدیم کتاب کی اشاعت مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو دعوت دیتی ہے کہ مرزا قادیانی کے تجویز کردہ نسخہ علاج سے مرزا قادیانی کی نام نہاد مسیحیت کا علاج کریں۔ یہی ہوا کہ مرزا مثیل مسیح تو الٰہی بخش مثیل موسیٰ۔ پس مسیح علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے تابع تھے۔ مرزا قادیانی بابو الٰہی بخش کے تابع ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ وہ کیسے؟ الٰہی بخش نے کہا کہ جیسے آپ ویسے میں۔ تم مثیل مسیح تو میں مثیل موسیٰ۔ تو میرے تابع۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ مجھے تو الہام ہوا۔ الٰہی بخش نے کہا کہ مجھے بھی الہام ہوا۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ میرے پاس فرشتہ آتا ہے۔ الٰہی بخش نے کہا کہ میرے پاس بھی آتا ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ تو نے میرا انکار کیا تو جماعت سے خارج۔ الٰہی بخش نے کہا کہ تو نے میرا انکار کیا تو تو بھی اسلام سے خارج۔

لیجئے! مرزا قادیانی کے الٰہی بخش ایسے فٹ ہوا کہ مرزا قادیانی کے الہامات کی گاڑی کا الٰہی بخش ’’ٹوچین‘‘ کیئے نظر آتا ہے۔ بس یہی اس کتاب کا خلاصہ ہے۔ رہے مرزا قادیانی اور الٰہی بخش کے الہامات تو ہماری بلا سے ’’بوم‘‘ بسے کہ ’’ہما‘‘ رہے۔ ویسے بھی بقول مولانا شوکت اللہ میرٹھی کے مرزا قادیانی بغیر دال کے ’’بودم‘‘ تھا۔ اس پر تو ہمارا بھی صاد ہے۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۲۴؍شوال ۱۴۳۶ھ، مطابق ۱۰؍اگست ۲۰۱۵ء

خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

عصائے موسیٰ

جناب بابو الٰہی بخش صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم‘‘

﴿ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور درود بھیجتے ہیں اس کے رسول کریم پر﴾

تمہید

اما بعد! جو کارروائی محرک وموجب تالیف واشاعت کتاب ہذا ہوئی وہ خط وکتابت ذیل سے عیاں ہے۔ جس کی نقل مطابق اصل ہدیہ ناظرین ہے:

۱...... ۲۷/اپریل ۱۸۹۹ء:

از فقیر محمد یوسف

بخدمت بابرکت مخدومی ومکرمی جناب منشی الٰہی بخش ومنشی عبدالحق

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

میں کل ۲۶/اپریل ۱۸۹۹ء کو امرتسر سے بسواری ریل دھاریوال کی طرف جارہا تھا۔ امرتسر کے سٹیشن پر حافظ حامد علی جو مرزاقادیانی کے پرانے رفیق ہیں ملے۔ بٹالہ تک آپ کے الہامات کے بارہ میں جو مرزاقادیانی کی نسبت ہوئے ہیں گفتگو ہوتی رہی۔ حافظ حامد علی نے کہا منشی الٰہی بخش اپنے الہامات کو کیوں نہیں شائع کرتے؟ میں نے کہا کہ الہامات اس واسطے شائع نہیں کئے گئے کہ شاید مرزاقادیانی ناراض ہوجاویں اور نوبت بعدالت پہنچے۔ حافظ حامد علی بٹالہ سے علیحدہ ہوگئے اور قادیان کو چلے گئے۔ آج حافظ حامد علی ۲۷/اپریل کو میرے پاس قادیان سے ایک خط مرزاقادیانی کا لے کر آئے جو آپ کو بجنسہ روانہ کرتا ہوں۔ اب آپ کو لازم ہے کہ جو خط آپ نے مرزاقادیانی کو لکھا ہے یا تو بذریعہ طبع یا بذریعہ قلمی جس طرح مناسب ہو یعنی تین ہفتہ تک جلدی مرزاقادیانی کی خدمت میں روانہ کردیں۔ میرے خیال میں صرف تحریری یعنی قلمی بھیج دیں۔ مرزاقادیانی کو لکھ دیں کہ دو ہفتہ تک بعد مطالعہ واپس فرمادیں۔ ہمارے خیال میں اس خط کا طبع ہونا آپ کی طرف سے مناسب نہیں ہے۔ اگر مرزاقادیانی طبع کرانے کی اجازت دیویں تو طبع کرادیں گے۔ باقی خیریت ہے۔ از دھاریوال جواب امرتسر بدفتر نہر۔

۲...... تحریر مرزا قادیانی:

میرے پاس شیخ حامد علی ساکن تھہ غلام نبی نے یہ بیان کیا ہے کہ حافظ محمد یوسف ڈپٹی کلکٹر انہار نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ لاہور کو مرزا غلام احمد کی نسبت کئی الہامات ایسے ہوئے ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ منشی موصوف کو یہ خبر دیتا ہے کہ غلام احمد مسرف کذاب ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر الہام ہوئے ہیں۔ لیکن منشی صاحب اس مصلحت سے ان الہامات کو کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع نہیں کرتے کہ مبادا مرزا غلام احمد ہم پر انگریزی عدالت میں نالش کر دے۔ ہاں! اگر مرزا غلام احمد یہ تحریری وعدہ لکھ دے کہ میں نالش نہیں کروں گا تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہفتہ عشرہ میں کسی اشتہار یا اخبار کے ذریعہ سے ان الہامات کو منشی الٰہی بخش کے ہاتھ سے شائع کرادیں گے۔ پس چونکہ یہ طریق نہایت عمدہ ہے اور ممکن ہے کہ اس سے کوئی فیصلہ ہو جائے۔ اس لئے میں حضرت عزت کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ میں ایسے الہامات کے شائع کرنے سے کسی عدالت میں نالش نہیں کروں گا۔ ہاں! یہ شرط ہے بلکہ نہایت ضروری شرط ہے کہ منشی الٰہی بخش خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر الہامات شائع کریں۔ یعنی تحریر الہامات کے پہلے یہ قسم کھاویں کہ مجھے اللہ جل شانہ کی قسم ہے جو الہامات ذیل میں لکھتا ہوں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اگر اس تحریر میں میری طرف سے کوئی گستاخی یا جھوٹ یا افتراء ہے تو خدا تعالیٰ اس افتراء کا مجھے پاداش دے۔ یہ لکھ کر یہ الہامات لکھ دیں۔ سو میں یہ رقعہ بخدمت حافظ محمد یوسف صاحب اسی غرض سے لکھتا ہوں۔ الراقم: مرزا غلام احمد بقلم خود!

مکرر یہ کہ یہ بھی شرط ہے کہ منشی الٰہی بخش اپنے تکذیب تفسیق کے الہامات کو اپنے نام اور پورے پتہ عہدہ وسکونت وغیرہ سے شائع کریں اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تین ہفتہ[۱] تک انتظار کر کے یہ رقعہ کسی اشتہار یا اخبار کے ذریعہ سے شائع کر دیا جائے گا۔ اس کی ایک نقل اسی غرض سے رکھی گئی ہے۔ فقط: ۲۷/اپریل ۱۸۹۹ء

گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد	گواہ شد
عبدالرحمٰن حاجی اللہ رکھا	مرزا خدابخش	نورالدین	معراج الدین	عبدالکریم سیالکوٹی

(مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۴۶۸، ۴۶۹، طبع جدید)

۱؎ وعدہ تو کر دیا۔ لیکن حسب عادت ایفا ندارد بجائے تین ہفتہ کے تیس ہفتہ سے بھی زیادہ گذر گئے۔ لیکن یہ رقعہ شائع نہ ہوا۔ شاید اس لئے کہ بموجب حکم قرآن مجید انشاء اللہ نہیں کہا تھا۔

۳...... جواب الٰہی بخش:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

’’نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم‘‘

ازالٰہی بخش بخدمت اخی حافظ محمد یوسف صاحب السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ ورضوانہ

عرض آنکہ والا نامہ جناب وتحریر حضرت مرزا صاحب پہنچی۔ عاجز کو تعجب آتا ہے کہ مرزا قادیانی کو تو ماشاء اللہ متانت مستقل مزاجی وقار اور تجربہ کاری کا بڑا دعویٰ ہے یا اب اس قدر تغیر ہوا کہ کچھ حد نہیں۔ سالہا سال سے وہ عاجز سے واقف ہیں۔ چنانچہ دور دراز تجربہ کے بعد مرزا قادیانی نے رسالہ ضرورۃ الامام میں عاجز کی نسبت کئی تعریفی الفاظ بھی درج فرمائے ہیں: ’’یعنی بے شر انسان نیک بخت متقی، پرہیزگار اور فرمایا ہے کہ ابتداء سے ہمارا ان کی نسبت نیک گمان ہے اور اخیر پر دعا فرمائی ہے کہ خدا پاک اس کے ساتھ ہو۔ فقط!‘‘

(ضرورۃ الامام ص۲۶، خزائن ج۱۳ ص۴۹۷)

یہ رائے مرزا قادیانی کی کچھ سرسری نہیں۔ بلکہ مدت مدید وعرصہ بعید کے تجربہ کا نتیجہ ہے اور اب مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ یہ عاجز قسم تحریر کرے اور پھر الہامات لکھے۔ نیز شرائط مقرر فرماتے ہیں کہ اپنا نام، پتہ، سکونت وغیرہ لکھے۔ اس تغیر وتبدیل حالات سے عاجز بہت متعجب ہے اور بار بار خیال آتا ہے کہ علیم خبیر نے جو اپنے فضل وکرم سے مرزا قادیانی کے حالات کے تغیر کی عاجز کو الہاماً آیت شریفہ ’’**ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیر واما بانفسھم**‘‘ ﴿بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا اس معاملت کو جو ساتھ کسی قوم کے ہے جب تک کہ وہ بدل ڈالیں جو ان کے جی میں ہے۔﴾ میں اطلاع فرمائی۔ کیسی صحیح ہے۔ ’’**سبحان اللہ**‘‘ واقعی سب کچھ اللہ پاک کے قبضہ قدرت میں ہے اور ذرہ ذرہ پر اس کا اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔

’’**یقلب کیف یشاء یفعل ما یشاء ۰ ویحکم ما یرید**‘‘ (پھیرتا ہے اور کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے) جناب خیال فرماویں کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ اوّل عاجز کی نسبت تحریر فرمایا کیا وہ صحیح نہیں کہ اب عاجز سے قسم وغیرہ شرائط لیتے ہیں۔ کیا خدانخواستہ عاجز کی ان سے کسی قسم کی عداوت دشمنی مقابلہ یا کچھ حسد وبغض ہے۔ معاذ اللہ! یا عاجز ان پر زور ڈالتا ہے کہ وہ خواہ نخواہ ضرور عاجز کے الہامات کو قبول وتصدیق کریں تاکہ عاجز پر کسی قسم کی شرائط قائم کرنے کی ضرورت وحاجت ہو یا مرزا قادیانی کے نزدیک نعوذ باللہ وہ ذات پاک قادر جل جلالہ عالم الغیب والشہادۃ بدون پتہ نشانی وقسم عاجز کے شناخت کرنے وپاداش دینے میں

مغالطہ کھانے والی ہے۔ جناب کو خود معلوم ہے اور مرزا قادیانی بھی خوب جانتے ہیں کہ عاجز ایک گمنام بے تعلق اور بفضل وکرم مولیٰ غنی وکریم مستغنی المزاج شخص ہے اور شہرت وجاہ طلبی سے الحمدللہ اس ارحم الرحمین کی منت بیکران واحسان بے پایاں سے متنفر وبیزار پھر عاجز کو کیا ضرور ہے کہ ایسے فضول وبے ضروری مخالف اخلاص شرائط کا پابند ہو۔ ہاں! الہام الٰہی کی پابندی ضرور ہے اور اپنے اختیار سے باہر ہے۔ مرزا قادیانی کے مخالف جو الہام عاجز کو ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں وہ سوائے آپ کے اور تین چار دیگر رفقاء کے بلحاظ ملاقات دیرینہ وبنظر ناراضگی مرزا قادیانی اب تک کسی کو نہیں سنائے گئے اور اسی خیال سے شائع بھی نہیں کئے۔ اگر مرزا قادیانی بخوش دلی وفراخ حوصلگی واخلاص ان ربانی شہادات کو یعنی الہامات کو بلاکسی شرط واکراہ وعذر کے سننا گوارا فرماتے ہیں جیسا کہ اہل اللہ کی شان ہوتی ہے تو عاجز کو حسب اجازت وارشاد مرزا ان کے بیان وشائع کرنے میں کچھ عذر نہیں۔ لیکن جناب غور فرمالیں کہ جو امور مخالف طبیعت، مخالف وجاہت اور خصوصاً سلسلہ پیری مریدی کے حارج ومضر ہوں تو وہ ضرور طبعاً ناگوار گذرا کرتے ہیں اور پھر جب غصہ[1] آجاتا ہے تو انسان بے قابو ہوکر ایسا ہی ہوجاتا ہے جیسا حدیث شریف میں آیا ہے۔ البتہ عباد الرحمٰن جن کا حافظ وناصر خود وہ عزاسمہ ہو اور جو حکم ’’**والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین**‘‘ (اور پی جانے والے غصہ کو اور معاف کرنے والے لوگوں سے اور اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو) کے ادب ولحاظ وتعمیل کرنے والے ہوں وہ البتہ مستثنیٰ

[1] ’’**قال رسول اللہ ﷺ ان الغضب من الشیطان وان الشیطان خلق من النار وانما یطفأ النار بالماء فاذا غضب احدکم فلیتوضأ (ابوداؤد)**‘‘ ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ غضب شیطان سے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی بجھاتا ہے۔ پس جب تم میں سے کسی کو غضب (غصہ) آوے تو وہ وضو کرے۔﴾ ’’**عن ابی ذر ان رسول اللہ ﷺ قال اذا غضب احدکم وھو قائم فلیجلس فان ذھب عنه الغضب والّا فلیضطجع (رواہ احمد والترمذی)**‘‘ ﴿ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آوے تو اگر کھڑا ہے تو بیٹھ جاوے۔ اگر پھر بھی غصہ فرو نہ ہو تو لیٹ جاوے۔﴾ ’’**الا ان الغضب جمرۃ فی قلب ابن اٰدم الا ترون الیٰ حمرۃ عینیه وانتفاخ اوداجه فمن وجد من ذلک شیئا فلیصق خدہ بالارض**‘‘ ﴿خبردار غصہ ایک کوئلہ ہے۔ آدمی کے دل میں کیا تو اس کی آنکھوں کی سرخی اور رگوں کا پھولنا نہیں دیکھتے جو شخص ایسا محسوس کرلے اسے چاہئے کہ اپنا رخسار زمین سے لگاوے۔﴾ ’’**ان الغضب جمرہ توقد فی القلب الم تروا الیٰ انتفاخ اوداجه وحمرۃ عینیه فاذا وجد احدکم من ذلک شیئا فان کان قائما فلیجلس وان کان جالسا فلیتم**‘‘ ﴿بیشک غصہ ایک کوئلہ ہے جو دل میں سلگایا جاتا ہے۔ کیا تم اس کی رگوں کو پھولنے اور سرخی انکھوں کو نہیں دیکھتے۔ پس جب کوئی اس حالت کو محسوس کرتے ہوا گر کھڑا ہے تو بیٹھ جاوے اگر بیٹھا ہو تو لیت جاوے۔﴾ ’’**قال رسول اللہ لیس الشدید بالصرعة انما الشدید الذی یملک نفسه عند الغضب علیه**‘‘ ﴿فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سخت زور آور وہ نہیں جو دوسرے کو گرادے بلکہ وہ ہے جو بوقت غضب اپنے نفس پر قابو رکھے۔﴾

ہیں اور غصہ میں بے قابو نہیں ہوتے اور نہ کسی قسم کی ایذا رسانی کی کارروائی کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ سو یہ ہر ایک کا منصب نہیں۔ بحکم آیت کریمہ ''**وما یلقّھا الا الذین صبروا وما یلقّھا الا ذوحظ عظیم**'' (اور یہ بات صبر والوں کو اور بڑے نصیب والے کو ملتی ہے) عاجز خاکسار تو رضا مولیٰ کا خواہاں ہے اور اس کے احکام کا پابند کسی سے کچھ مقابلہ نہیں اور نہ کچھ غرض وہ مالک جو چاہے گا آپ ہی سب کچھ کرا لے گا۔ فقط: لاہور، ۷؍مئی ۱۸۹۹ء یوم یکشنبہ!

۴...... جواب مرزا قادیانی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

''نحمدہ ونصلی'' ۱۵؍مئی ۱۸۹۹ء

بخدمت مکرمی حافظ صاحب حافظ محمد یوسف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ اگرچہ وہ شرائط جو میں نے لکھے تھے وہ سب قوم کے فائدہ کے لئے لکھی تھی اور ان کے لکھنے سے نہ یہ غرض تھی کہ منشی الٰہی بخش پر مجھے اعتبار نہیں اور نہ یہ غرض تھی کہ میں نعوذ باللہ ان کے لئے کوئی بدمنصوبہ سوچتا ہوں۔ محض نیک نیتی سے لکھا گیا تھا۔ لیکن چونکہ مجھے آسمانی فیصلہ مطلوب ہے۔ یعنی یہ مدعا ہے کہ تا لوگ ایسے شخص کو شناخت کر کے جس کا وجود حقیقت میں ان کے لئے مفید ہے، راہ راست پر مستقیم ہو جاویں اور تا لوگ اس شخص کو شناخت کر لیں جو درحقیقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے امام ہے اور ابھی تک یہ کس کو معلوم ہے کہ وہ کون ہے۔ صرف خدا کو معلوم ہے یا ان کو جن کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے بصیرت[1] دی گئی ہے۔

اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ پس اگر جناب منشی الٰہی بخش کے الہامات درحقیقت خداتعالیٰ کی طرف سے ہیں تو وہ الہام جو میری نسبت ان کو ہوئے ہیں۔ اپنی سچائی کا کوئی کرشمہ[2] ظاہر کریں گے اور اس طرح یہ خلقت جو واجب الرحم ہے مسرف کذاب سے نجات پا جائے گی اور اگر خداتعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا امر ہے جو اس بدظنی کے برخلاف ہے تو وہ امر روشن ہو جائے گا۔ لہٰذا میں اس بات سے تو باز آیا کہ منشی کے منہ سے قسم کا اقرار لوں۔ گو خدائے تعالیٰ نے بھی قسمیں کھائی ہیں اور ہمارے سید اور مولیٰ آنحضرت ﷺ کے سامنے بعض اوقات قسمیں کھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ ''**والذی نفسی بیدہ**'' (قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے) لیکن میں عام لوگوں کو زیادہ توجہ دینے کے لئے خود اس وقت منشی الٰہی بخش کو قسم دیتا ہوں اور

۱؎ سوا چند مریدین جناب کے باقی ساری دنیا کے مسلمان آپ کے نزدیک بے بصیرت ہیں۔ معاذ اللہ!

۲؎ خود بدولت کے الہامات کی سچائی کا کرشمہ دربارہ داماد مرزا احمد بیگ و میعاد عبداللہ آتھم وغیرہ جو ظاہر ہوا اس کو بھی مدنظر رکھیں۔

میری طرف سے منشی موصوف کو یہ قسم ہے کہ اے منشی الٰہی بخش آپ کو اس خدائے قادر ذوالجلال غیور کی قسم ہے کہ میری نسبت جس قدر آپ کو خداتعالیٰ کی طرف سے الہامات ہوئے ہیں وہ سب کے سب مع ترجمہ لکھ کر کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کر دیجئے۔

میں آپ کو اے منشی الٰہی بخش پھر اس قادر قدوس کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ان الہامات میں سے جو آپ نے حافظ محمد یوسف کو یا منشی عبدالحق کو یا کسی اور کو سنائے ہیں یا ابھی سنائے نہیں کوئی الہام مخفی نہ رکھئے۔ میں پھر تیسری مرتبہ اے منشی الٰہی بخش آپ کو اس حی وقیوم لا الہ الا اللہ کے مصداق کی قسم دیتا ہوں جس نے آنحضرت ﷺ پر قرآن شریف نازل کیا ہے اور قسم کا منشاء یہی ہے کہ آپ اسی کے منہ کے لئے اسی کی عزت کے لئے اسی کے نام کے ادب کے لئے وہ کل الہامات جو میری نسبت آپ کو ہوئے ہیں اس خط کے پہنچنے سے ایک[۱] ہفتہ تک کسی اشتہار کے ذریعہ سے شائع کرا دیجئے اور دس اشتہار میری طرف بھی بھیج دیجئے اور کوئی الہام جو میری نسبت ہو چکا ہے مخفی نہ رکھئے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ نعوذ باللہ میری طرف سے نہ کوئی آپ پر نالش ہوگی اور نہ کسی قسم کا بیجا[۲] حملہ۔ آپ کی وجاہت وشان پر ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے سب کام بدذاتی ہیں۔ میں صرف خداتعالیٰ سے عقدہ[۳] کشائی چاہوں گا تا وہ لوگ جو مجھے مسرف کذاب کا نام دیتے ہیں جو قرآن میں فرعون اور کسی اشد کافر کا نام ہے اور وہ لوگ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ آپ فیصلہ کرے۔ میں تین قسموں کے ساتھ آپ کی خدمت میں عرض کی ہے اور یہ سنت رسول اللہ ﷺ اور تمام پیغمبروں کی ہے کہ جب قسم دے کر ان کو پوچھا جاتا تھا تو وہ اس جواب کو بغیر کم یا زیادہ کرنے کے اور بغیر کسی قسم کی خیانت وتحریف کو ٹھیک ٹھیک مطابق واقعہ بیان کر دیتے تھے۔ سو اب اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ اپنے منہ سے قسم کھانے سے الگ رہے۔ مگر میرا مدعا یہی اس طور سے حاصل ہو جائے گا۔ ضرور نہیں کہ اظہار قسم کرو۔

(دستخط) مرزاغلام احمد قادیانی! (مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۴۷۰،۴۷۱، طبع جدید)

۱؎ دینی امور میں جلدی وگھبراہٹ کی کیا ضرورت ہے۔ حدیث شریف میں ہے: ’’الا ناۃ من اللہ العجلۃ من الشیطان (رواہ الترمذی) خصلتین یحبھما اللہ الحلم والاناۃ (ای الوقار) (رواہ المسلم)‘‘

۲؎ اس وعدہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ اخبار الحکم ۲۳؍جون ۱۸۹۹ء، ۱۰؍جولائی ۱۸۹۹ء میں کچھ کچھ لکھا۔ ۲۴؍جولائی ۱۸۹۹ء، پھر ۹، ۳۰؍ستمبر ۱۸۹۹ء میں بہت لکھا۔ کسی میں کذاب کے خداتعالیٰ پر افتراء کر کے دوچار فقرے سنا کر مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرنے والا۔ راستباز کے بالمقابل بول اٹھنے والا۔ کہیں تفرقہ پرداز الہام کا مدعی، نقاب سے منہ باہر کر، برقع پرے پھینک دے، میدان میں نکل وغیرہ۔ کہیں متکبر سڑی خود پسند، سنن انبیاء علیہم السلام سے ناواقف پر ظلمت روح تاریکی کی روح وغیرہ لکھا ہے۔ شاید یہ الفاظ آپ کے یہاں معیوب وبیجا حملہ خیال نہیں کئے جاتے۔ غرض عہد کر کے اس کے ایفا کی کچھ پرواہ نہیں۔ معاذ اللہ! (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۵…… جواب الٰہی بخش:

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

’’نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم‘‘

’’الٰہی بخش بخدمت مخدومی ومکرمی اخی حافظ محمد یوسف صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض آنکہ۔ والا نامہ جناب حضرت مرزاصاحب محکومہ ۱۵؍مئی ۱۸۹۹ء جو بذریعہ رجسٹری جناب کے نام تھا موصول ہوا۔ حضرت مرزاصاحب فرماتے ہیں کہ شرائط جولکھی تھیں قوم کے فائدہ کے لئےلکھی گئی تھیں۔ لیکن عاجز کے خیال میں اب تک نہیں آیا کہ قسم کھانے میں قوم کا کیا فائدہ ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا تو حکم ہے:’’لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم‘‘(اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کے لئے نشانہ نہ بناؤ) خیر اب تو مرزاقادیانی نے ناحق کی قسموں سے عاجز کو معاف فرماکر خود عاجز کو بے ضرورت قسمیں دی ہیں۔ کیونکہ بموجودگی ارشاد:’’ومن اظلم ممن افتریٰ علے اللہ کذباً او کذب بالحق لما جاء ہ الیس فی جہنم مثوی للکٰفرین‘‘ (اوراس شخص سے کون بڑا ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترائی کرے یا جب اس کو پاس حق آوے اس کو جھٹلادے۔ کیا جہنم کافروں کے لئے ٹھکانا نہیں ہے) کے مؤمنین، خاشعین کو ان کی کچھ ضرورت نہیں۔ اگرچہ عاجز اب تک شش وپنج میں تھا کہ اشاعت الہامات میں خواہ نخواہ انگشت نمائی کا موجب بننا اور اپنی گوشہ گزینی میں خلل ڈالنا کیا ضرور ہے۔ لیکن چونکہ اب مرزاقادیانی اصرار فرماتے اور اللہ جل جلالہ کی قسمیں ڈالتے ہیں۔ لہٰذا مجبوراً عاجز ان کے ارشاد کی تعمیل میں حتیٰ الوسع سعی کرے گا:’’وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم‘‘(اور مجھے توفیق نہیں۔ مگر اللہ غالب اور بزرگ ہے) لیکن جو چیز عاجز کی وسعت اختیار سے باہر ہے۔ اس کے واسطے عاجز ہرگز کوئی وعدہ نہیں کرسکتا۔ الہامات کوئی پانچ، دس، پندرہ نہیں کہ کل شائع ہوسکیں۔ ہاں! کوشش کررہا ہوں کہ ان کا معتدبہ حصہ معہ تفہیمات وتشریحات ان کی خدمت میں گذارش ہوجاوے اور چونکہ مرزاقادیانی نے قوم کے فائدہ کا لفظ لکھ کر یاد دلادیا ہے۔ لہٰذا اس کو مدنظر رکھنا بھی ضرور ہوا تاکہ ارشاد:’’خیر الناس من ینفع الناس‘‘پر کچھ عمل ہوجاوے۔ چنانچہ اس ضمن میں ان کے ساتھ چند مسائل مندرجہ رسالہ ضرورۃ الامام بھی استفساراً پیش کرنے کو لازمی ولابد سمجھ کر شامل کئے جارہے ہیں۔ سوانشاء اللہ العزیز ختم ہونے پر مرزاقادیانی کے ارشاد کی تعمیل کروں گا۔ دربارہ میعاد

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) ۳؎ لیکن آپ تو اقرارنامہ لکھ چکے ہیں کہ میں خدا کے پاس اپیل بھی نہ کروں گا۔ لہٰذا اب عہد شکنی آپ کو شایاں نہیں۔ کیونکہ ایفاء عہد کی تعریف جو اللہ پاک نے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے اور پھر نقض عہد پر جو وعید آئی جناب کو وہ سب بحیثیت ایک مسلمان ومتبع قرآن مجید ہونے کے مدنظر چاہئے۔ من مؤلف!

یک ہفتہ جناب خیال فرماویں کہ عاجز مزدوری وملازمت پیشہ ہونے کے باعث نہایت ہی عدیم الفرصت ہے۔لہٰذا اس قلیل میعاد کا جس کی بلحاظ ربانی کام ومنفعت رسانی خلق اللہ ہونے کے کچھ ضرورت نہیں۔ عاجز ہرگز اس کا وعدہ نہیں کرسکتا۔ دیکھئے! مرزاقادیانی جو ماشاء اللہ بالکل فارغ البال اور سوائے ایسے اشغال کے اوران کو کچھ شغل ہی نہیں باوجود طول طویل میعادی وعدوں کے عہدہ برآ نہیں ہوسکے۔ چنانچہ ان کے وعدے درباب براہین احمدیہ وسراج منیر، رسالہ قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ، منن رحمان وغیرہ جن کے وقت معہود کو گذرے ہوئے سالہا سال گذر گئے، پر غور فرماویں باوجودیکہ ان کے پاس استعداد، لیاقت، فرصت، چھاپہ خانہ، آدمی، کارکن وسب اسباب وسامان موجود ومہیا ہیں۔ پھر یہ عاجز خاکسار بیچارہ باایں بے بضاعتی، عدیم الفرصتی بے سروسامانی، بے مائگی وکم لیاقتی کس طرح میعاد کا پابند ہوسکتا ہے۔ ہاں ان شاء اللہ الرحمٰن اپنی طرف سے تعمیل ارشاد میں ہرگز کوتاہی نہ ہوگی۔ آئندہ اختیار بدست قادر مختار ہے۔ بلکہ اس کی تالیف کے بارہ میں الہام بھی ہوا ہے کہ: ’’**بسم اللہ مجرمها و مرسها ان ربی لغفور رحیم**‘‘(اللہ کے نام سے ہے اس کا چلنا اور ٹھہرنا۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے) لہٰذا اس کا چلنا اور ٹھہرنا اسی مالک وقادر مطلق کے ہاتھ ہے۔ خاکسار بالکل ناچیز وبے حقیقت ہے۔ والسلام۔ خیر ختام!

لاہور مورخہ ۲۳؍مئی ۱۸۹۹ء یوم سہ شنبہ!

عرض حال

عاجز ورفقاء عاجز نے ہر چند حتی المقدور کوشش وسعی کی کہ امور مندرجہ ہذا کی نسبت مولوی نورالدین سے کچھ استفسار کرا کر اپنی تسلی کریں اوران کی طبع واشاعت کی نوبت نہ آئے۔ لیکن خدا پاک کی قدرت وحکمت کہ مولوی صاحب ممدوح نے باوجود درخواست، اس کو قبول نہ فرمایا۔ بلکہ اشاعت کی ہدایت فرمائی اور مرزاقادیانی نے تو اس قدر اصرار فرما کر مجبور کر دیا کہ طوعاً وکرہاً ان کے ارشاد کی تعمیل کرنی پڑی۔ لہٰذا عاجز ان کی اشاعت واظہار میں بالکل بری الذمہ ہے۔

۲...... بعض احباب کی معرفت کمترین کی استماع میں آیا کہ متبعان مرزاقادیانی بہت منتظر ومؤکد ہیں کہ کتاب جلد نکالو۔ مرزاقادیانی اس کے جواب یعنی رد کے لئے مستعد وآمادہ بیٹھے ہیں۔ اس کے نکلنے کی دیر ہے۔ ایک پھونک سے اڑ جائے گی یا طغیانی دریاء معرفت کے لہروں میں بہا دی جائے گی۔ بھلا آسمان سے زمین کی کیا نسبت۔ چنانچہ مرزاقادیانی کی بالواسطہ تحریرات سے بھی اس کی تصدیق ہوئی سو بجواب عرض ہے کہ اگر فی الحقیقت تردید کے لئے ہاتھ میں قلم لئے

ہوئے ہمہ تن تیار ہیں تو عاجز اگرچہ نسبت آسمانی وزمینی مذکورہ بالا کا معترف ہے۔ لیکن اس جلد بازی کے معاملہ میں خود مرزاقادیانی کا مضمون مندرجہ سرورق براہین احمدیہ حصہ دوم قابل توجہ ہے۔ جس میں آپ نے براہین کی نسبت مخالفین کی ایسی ہی حرکت پر بڑا عاقلانہ ومنصفانہ جواب دیا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قبل از وقوف برحق وباطل وصحت وسقم مضمون تردید کے لئے کمر بستہ ہونا ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے۔ حق طلبی وانصاف پسندی کا تو یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ اگر حق ہو تو آدمی مقبول کرنے کے لئے تیار رہے۔ ورنہ اظہار حق کے لئے اس کی تردید کرے۔ نہ یہ کہ پہلے ہی سے اس کے ردومقابلہ کی دل میں ٹھان لے۔ چنانچہ اس مضمون کو جس دلچسپ نظم میں آپ نے ادا فرمایا ہے وہ یہ ہے:

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟ خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل سے ہٹاؤ گے یا نہیں؟ حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضد وتعصب میں ڈوبتے؟ آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات؟ کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب؟ پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

(براہین احمدیہ ص۷۵، خزائن ج۱ ص۷۵)

پھر تعجب ہے کہ باوجود اپنے اس محققانہ ومدبرانہ جواب کے عاجز خاکسار کی عاجزانہ تحریر پر جس کی کیفیت وماہیت آشکارا نہیں ہوئی۔ ویسے ہی قابل اعتراض کلمات کا اظہار کرنا کیونکر مناسب وجائز سمجھا گیا۔

عذر

اگرچہ عاجز خاکسار ورفیق مددگار کو کبھی تحریر وتالیف کا موقعہ نہیں پڑا۔ نہ اس قسم کے کام کی مشق ومہارت وشوق ہے۔ بلکہ ایسا شغل عاجز ورفقائے عاجز کی نسبت عادت ومذاق کے بالکل مخالف ہے۔ لیکن خبیر بصیر عزاسمہ نے یہ شعور وبصیرت بخشی ہے کہ تحریر وتقریر میں تکرار اور اسی مضمون کا بار بار اظہار واذکار ناظرین وسامعین کو طبعاً مکروہ وناگوار گزرتا ہے۔ بقول ؎

مکرر گرچہ شہد آمیز باشد
طبیعت راملال انگیز باشد

مگر چونکہ مرزا قادیانی کی تصانیف کا اکثر تکرار پر مدار کار ہوتا ہے۔ بنابرآن مجیب کو بحالت لاچاری بدرجہ اضطراری اس کی پیروی ناگزیر با اینہمہ تکرار کی تخفیف کی حتی الامکان بہت سی کی گئی ہے۔ لیکن بعض جگہ اس کا تدارک کماحقہ نہیں ہوسکا۔ علاوہ ازیں عاجز کی مرضی وارادہ کی کچھ پیش نہیں گئی۔ قلم سے جو قادر مختار نے چاہا نکلتا گیا۔ حالانکہ عاجز ورفقاء عاجز سے نہ کوئی عالم نہ مولوی نہ منطقی نہ فلسفی نہ دین سے کامل طور پر واقف وماہر۔ علاوہ ازیں اگر ہماری مرضی وارادہ پر منحصر ہوتا تو اس تحریر تک ہرگز نوبت ہی نہ پہنچتی۔ لیکن ادھر مرزا قادیانی کے فرمان اور ادھر سب سے بڑھ کر احکم الحاکمین ''وھو القاھر فوق عبادہ'' (اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے) کے مشیت وارادہ اور پھر الہامات نے ایسا کیا کہ بے اختیار اضطرار الہام ''فاصدع بما تؤمر'' (سو سنادے کھول کر جو تجھ کو حکم ہوا) کی تعمیل کرا کر چھوڑی۔ جس کے باعث یہ کتاب باوجود اختصار اس قدر ضخیم ہوگئی۔

۲...... اس میں جو واقعات مندرج ہیں اکثر ذاتی واقفیت وتجربہ پر مبنی ہیں اور ان کے اظہار میں حتی المقدور بہت احتیاط کی گئی ہے۔ مثلاً تکرار دعائے استخارہ: ''اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ھٰذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری اوفی عاجل امری واجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شرلی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری اوفی عاجل امری واجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ'' (یااللہ! میں تیرے علم کے ساتھ استخارہ کرتا ہوں اور طلب قدرت تیری قدرت سے کرتا ہوں اور تیرے فضل عظیم سے سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ تو قدرت والا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا۔ تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو چھپی چیزوں کو جاننے والا ہے۔ یاالٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر میرے حق میں خیر ہے میرے دین ومعاش وانجام کار میں یا میرے جلدی ودیر کے امور میں پس مقدر کر اس کو میرے لئے اور آسان کردے اور اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر میرے حق میں شر ہے۔ میرے دین اور معاش وانجام کار میں یا میرے جلدی ودیر کے امور میں پس اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے ہٹالے اور میرے

لئے خیر مقدر کر جہاں سے ہو پھر اس پر مجھ کو راضی کر دے) اور دخل نفس وشیطان سے تعوذ کے لئے ادعیہ معوذات کا ورد رہا۔ باایں ہمہ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو لازمہ بشریت ہے۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام جن کی شان میں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:''**ولقد عهدنا الیٰ اٰدم من قبل فنسی ولم نجد له عزما**''(اور البتہ تحقیق عہد کیا تھا ہم نے طرف آدم کی اس سے پہلے پس بھول گیا اور نہ پایا ہم نے واسطے اس کے قصد خلاف) کی عاجز اولاد میں سے ہے اور خطا ونسیان سے مبرا ومنزا نہیں ہوسکتا۔

یارب غفرا ان طغت اقلامنا — یا رب معذرة من الطغیان
بحیٰوة وجهک خیر مسئول به — وبنور وجهک یا عظیم الشان
وبک المعاذ ولا ملاذ سواک — انت غیاث کل مکذ ولهفان
ولک المحامد کلها حمدا کما — یرضیک لا یغنی علے الازمان
وعلیٰ رسولک فضل الصلوٰة — التسلیم منک واکمل الرضوان
وعلیٰ صحابته جمیعاً والاولیٰ — تبعوهم من بعد بالایمان

(یارب بخش دے اگر ہماری قلمیں حد سے بڑھیں...... یارب ہم حد سے بڑھنے سے عذر کرتے ہیں...... تیری وجہ مبارک کی حیات سے جو خیر سے اس کا سوال ہے......اور تیری ہی وجہ مبارک سے ہے عظیم الشان...... اور تیرے ہی ساتھ پناہ ہے اور بغیر تیرے کوئی جائے پناہ نہیں......تو ہی فریادرس ہے ہر غمگین سوال کرنے والا کا......اور تیرے ہی واسطے تمام محامد ہے...... ایسی جن سے تو راضی ہوا اور کسی وقت بھی کم نہ ہوں......اور تیرے رسول پر تیری طرف سے افضل الصلوٰۃ......اور سلام اور کامل رضا مندی......اور اس کے تمام اصحاب پر......اور ان پر جو بعد میں ایمان سے ان کی راہ چلی)

۳...... چونکہ انسان، مختلف الطبائع ومذاق وخیالات ہوتے ہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ خاکسار کی نسبت ان کی رائیں بھی مختلف ہوں۔ کوئی کہے کہ ساری عمر ملازمت میں مصروف دنیا رہنے پر یہ انعام یزدانی وفضل رحمانی کیونکر ہوسکتا ہے تو ان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ آیت شریف:''**رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله**''(وہ مرد کہ نہیں غافل کرتی ان کو سوداگری اور نہ خرید وفروخت ذکر اللہ سے) پر جو عاجز کو کئی بار الہام بھی ہو چکی ہے۔ غور فرماویں

نیز خیال فرماویں کہ حدیث شریف ’’لا یشقٰے جلیسھم ‘‘ (مردان خدا کا ہم مجلس شقی نہیں رہتا) یہی اس کو معاون ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ اور تجربہ ہوا ہے کہ شیخ سید عبداللہ غزنوی کے اکثر دشمن بھی ان کی صحبت کے فیض وبرکت سے محروم نہیں رہے اور عاجز کو تو بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس ان کی صحبت بابرکت کا بہت حصہ نصیب ہوا۔ ’’فالحمدللہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه کما یحب ربنا ویرضٰی ‘‘ اگر اس سے بھی اطمینان نہ ہو تو حدیث شریف: ’’ان اللہ تعالیٰ لیؤید الدین بالرجل الفاجر ‘‘ (ٹھیک اللہ تعالیٰ اس دین کی تائید مرد فاجر سے کرالیتا ہے) میں فکر کر کے فیصلہ کرلیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے کام گنہگار رجل فاجر سے بھی لے لیتا ہے۔ پھر سب سے آخر مثل ’’خذما صفاودع ماکدر ‘‘ (صاف لے لو اور مکدر چھوڑ دو) تو ہر شخص کے لئے موجود ہے۔ فقط: ’’فالحمدللہ رب العالمین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله الامین وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین وعلےٰ اٰله واصحابه واحبابه وعباد اللہ الصالحین اجمعین ۰ اٰمین ثم اٰمین ۰ ثم اٰمین ‘‘

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

’’نحمده ونصلے علیٰ رسوله الکریم ‘‘

’’الحمدللہ نحمده ونستعینه ونستغفره ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یهداللہ فلا مضل له ومن یضلله فلا هادی له واشهد ان لا اله الا اللہ وحده لاشریک له شهادة تکون للنجاة وسیلة ولرفع الدرجات کفیلة واشهد ان محمداً عبده ورسوله ولا رسول بعده صلوٰت اللہ وسلامه علیه وعلیٰ اٰله واصحابه واحبابه واتباعه وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین والملائکة المقربین وعباداللہ الصالحین ۰ اٰمین ‘‘

الہام

’’ان ارید الا الاصلاح وما توفیقی الا باللہ علیه توکلت والیه انیب ۰ اما بعد ‘‘ (نہیں ارادہ میرا مگر اصلاح اور ہیں توفیق میری مگر ساتھ اللہ تعالیٰ کے اسی پر توکل کیا میں نے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں)

باب اوّل ...... درحالات

فصل نمبر:۱...... عاجز کا تعارف مرزا قادیانی سے قریباً طبع حصہ سوم براہین احمدیہ اور ملاقات ۱۸۸۴ء سے ہے۔ یعنی اس وقت سے جب کہ موجودہ حاضر باشان ومریدان سے شاید ہی ان کا کوئی آشنا وواقف ہو۔ اس وقت ان کی دعوت اسلام، مخالفین اسلام کو بذریعہ براہین ودیگر اشتہارات ووعدہ اور حرجانہ بصورت عدم تشفی معترضین اور پھر بحث مباحثہ دربارہ اثبات معجزات شق القمر وغیرہ وتصنیف سرمہ چشم آریہ ۱۸۸۶ء وغیرہ خدمت اسلامی واعلاء کلمتہ اللہ ہیں۔ عاجز مع رفیقان ان کے ساتھ شامل تھا۔ بناء علیہ مرزا قادیانی عاجز سے اور عاجز ان کے ہر حال سے بخوبی ماہر ہے۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی کے مخالفین عاجز ورفقاء عاجز کو بھی ان کی جماعت سمجھ کر سب وشتم کرتے اور لکھتے رہے۔

فصل نمبر:۲...... وہ اشتہا جو کئی ہزار طبع ہوکر ممالک دوردراز میں پیشوایان غیر مذاہب ودہریان وفلاسفران وغیرہ کو بھیجا گیا تھا اس کا ترجمہ وروانگی وغیرہ سب عاجز کے ہاتھ سے ہوکر نکلے۔ اس ابتداء وقت میں اس قدر تو ملاقات ویک جہتی کہ مرزا قادیانی عاجز ورفقاء عاجز کا ذکرونام اپنی کتب میں بھی درج فرماویں یا اب کثرت مریدان وحاشیہ نشینان میں آپ کے حافظہ سے وہ سب کچھ ایسا محو ہوا کہ موقع ملاقات گذشتہ پر مرزا قادیانی نے عاجز ورفیق عاجز کو ایسا ناواقف وبیگانہ خیال فرمایا کہ اپنے دعاوی ودلائل دعاوی کی تبلیغ شروع کردی اور جب تک وہاں رہے آپ اس میں مصروف رہے۔ اس تغیر وتبدیل حافظہ وطبیعت مرزا قادیانی کا نہایت ہی تعجب ہوا اور خاص کر اس لئے کہ مرزا قادیانی نے یہ خیال نہ فرمایا کہ ان کی کون سی مطبوعہ تحریر ہے جو عاجز ورفقاء عاجز نے نہیں دیکھی اور کون سا دعویٰ ودلیل ہے جو نہیں سنی اور معلوم نہیں جن کی تبلیغ ان کو مکرر، سہ کرر ضروری معلوم ہوئی۔

فصل نمبر:۳...... اشتہارات وتصانیف تو مرزا قادیانی کی سب پہنچتی رہی۔ البتہ ملاقات کو ضرور عرصہ گذر گیا تھا۔ جس کے واسطے مرزا قادیانی نے ملتان سے واپس ہوتے ہوئے لاہور میں باصرار فرمایا کہ یہاں خلوت میسر نہیں ہوتی۔ ضرور قادیان آؤ ملاقات کو بہت عرصہ ہوگیا ہے۔ آپ کے اس اصرار پر جو وعدہ کیا گیا تھا اس کی ایفا کا بہت خیال تھا۔ جس کے باعث ۱۸۹۸ء میں قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ لیکن مرزا قادیانی نے خلوت موعودہ کا کچھ خیال نہ فرماکر ایسی اجنبیت

ظاہر فرمائی کہ گویا عاجز کے حال اسے ان کو کچھ آ گہی نہ تھی۔’’انا ﷲ وانا الیہ راجعون‘‘الخیرفی ماوقع امید کہ اس میں بھی کئی مصالح وحکمتیں اس خالق مالک عزیز وحکیم کی ہوں گی۔

فصل نمبر:۴...... اظہار حقیقت کے لئے بعونہ تقدس وتعالیٰ کچھ اپنا حال تحریر کرتا ہوں۔’’وافوض امری الی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم‘‘خاکسار کو الہامات جن کو مرزا قادیانی مکالمات الٰہیہ سے ہمیشہ تعبیر کرتے ہیں۔ محض اللہ پاک کے فضل وکرم سے مرزا قادیانی کی ملاقات سے پہلے اوّل اوّل سید شیخ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں بوقت اعتکاف عشرہ اخیر رمضان المبارک ۱۲۹۸ھ میں شروع ہوئے۔ اگرچہ رویاء صادقہ ومکاشفات اس سے بھی پہلے شروع تھے۔ مواقع ضرورت وحاجت میں الہامات ونصرت فراوان ہوتی رہی۔ چنانچہ ۱۸۸۳ء میں ایک افسر سے ناموافقت ہونے پر الہام ہوا:’’لا یتخذوا من دونی اولیاء‘‘ترجمہ: سوائے میرے مت کسی کو کارساز بناؤ۔

پھر الہام ہوا:’’نجوت من القوم الظلمین‘‘ترجمہ: قوم ظالموں سے تجھ کو نجات ملی۔ اور یہ الہام اسی طرح پورے ہوگئے۔ الحمدللہ! اور اب تک کوئی ایسا موقع یاد نہیں کہ جس میں مجھ کو الہامات کی کچھ بھی تاویل وغیرہ کرنے کی حاجت ہوئی ہو۔ کثرت سے پورے ہوگئے اور ایسے بھی ہیں جن کا ابھی انتظار ہے اور بعض (غیر زبان والوں سمیت) ایسے بھی ہیں جن کا مطلب اب تک بخوبی منکشف نہیں ہوا اور جن کے انکشاف اور تکمیل کی امید قادر مطلق کے فضل وکرم پر واثق ہے۔ کیونکہ ان میں عاجز کوئی دخل ہرگز نہیں۔

نوٹ...... فصل نمبر۵ سے فصل نمبر۱۱ تک تمام مواد ہمارے موضوع سے متعلق نہ تھا۔ اس لئے حذف کئے بغیر چارہ نہ تھا۔ لٰہذا حذف کردیا۔ (فقیر مرتب)

فصل نمبر:۱۲...... عاجز کثیر العیوب میں نقائص سستی وکاہلی بھی تھے سوالحمدللہ علیٰ احسانہ واکرامہ کہ بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس دور ہوگئی ہیں اور ہوتی جاتی ہیں۔ مثلاً صبح کی نماز قریباً ہمیشہ قضا ہوجاتی تھی۔ یوم ارشاد:’’واصطنعتک لنفسی. ولا تنیا فی ذکری (طٰہٰ:۴۱،۴۲)‘‘(اور پسند کرلیا میں نے تجھ کو واسطے ذات اپنی کے پس نہ سستی کرمیرے ذکر میں) سے وقت پر ادا ہونے لگی۔ اشغال غیر سے سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا تعلیمات میں جو کچھ سستی ہوگئی تھی وہ حکم:’’شرع لکم من الدین ما وصّٰکم (شوریٰ:۱۳)‘‘(مقرر کیا ہے واسطے تمہارے دین سے وہ چیز کہ حکم کیا تھا ساتھ اس کے) سے دور ہوکر ورد سورہ فاتحہ ومداومت ذکر یاحی یاقیوم برحمتک استغیث پر خود بہ خود

تاکیدوتعمیل شروع ہوگئی اور قساوت قلبی میں کمی ہونے لگی اور ارشاد:’’ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسئولا (بنی اسرائیل:۳۶) ‘‘ (بتحقیق کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے پوچھا جائے گا) بھی نصب العین ہونے لگا۔ نماز ظہر عادتاً میں دیر سے پڑھتا تھا۔ حکم’’اقم الصلوٰة لدلوک الشمس (بنی اسرائیل:۷۸) ‘‘(قائم کر نماز کو وقت ڈھلنے آفتاب کے) سے اس کی جلدی کی فکر پڑگئی۔ مسجد میں نماز پڑھنی بھی اتفاقیہ میسر ہوتی تھی۔ ارشاد ؎

فرماتے ہیں نبی کہ جلا دوں میں ان کے گھر
ہوتے نہیں جو آن کے شامل نماز میں

سے گھر میں بلاعذر نماز پڑھنے سے اب دل ڈرتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس یہ بھی حکم ہوا ہے ؎

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
نیز میں عاشق ہوں اس اپنی پوری صدا کا
مخالف نبی کا ہے دشمن خدا کا

بلکہ جسمانی کمزوری ودیگر بیماریوں کو بھی بدون استعمال ادویات ومقویات شافی مطلق وقادر برحق کے فضل وکرم سے آرام ہوگیا ہے۔ چنانچہ عاجز کی نظر جو ہمیشہ سے ضعیف وکمزور تھی اور مرزا قادیانی کو بھی کئی مرتبہ دعا کے واسطے درخواست کی جس کے جواب میں دوا وعینک کے استعمال کا جو عاجز پہلے ہی سے کرتا تھا۔ نیز کچھ نذر ماننے کا ارشاد فرماتے رہے۔ اب الحمدللہ کثیراً بہت اچھی ہے۔ بسااوقات عینک کی حاجت نہیں ہوتی۔ اس میں بھی سوائے اقسام سرمہ جو عاجز کی صغرسنی سے عادت ہے اور کوئی تدبیر وحیلہ نہیں کیا۔ اس سے ثابت ویقین ہوتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا منشاء مبارک ضرور کچھ طاعت وخدمت لینے کا ہے۔’’وذلک فضل اللہ تعالیٰ فالحمدللہ کثیراً کثیراً‘‘

فصل نمبر:۱۳...... منامات ورؤیائے صادقہ بھی بہت ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے بارہ میں بھی کئی موقعہ ہوئے مثلاً بدھ ۱۷؍نومبر ۱۸۹۷ء کو دیکھا کہ ایک مسجد میں ہم تینوں یعنی خاکسار، رفیق الطریق، وحافظ جی موجود تھے۔ عاجز مسجد کے اندر، رفیق وضو والی نالی کے اندرونی دیوار پر اور حافظ جی باہر کی دیوار کی نالی پر وضو کر رہے تھے۔ اس جگہ مرزا قادیانی کی بیعت کی نسبت بحث ہوا۔ میں نے انکار کیا اس پر حافظ جی نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے۔ توبہ ہی

کرنی ہے۔ خاکسار نے کہا اگر توبہ ہی کرنا ہے اور کچھ مضائقہ نہیں تو مرزا قادیانی آپ کے ساتھ یا میرے ساتھ کریں۔ غرض ان کی (مرزا قادیانی کی) عبداللہ کی تحقیر کرنی ہے۔ یہ رؤیا مرزا قادیانی کو خوب واضح کر کے سنایا تھا۔ جو بحیثیت رؤیا وخواب ہونے کے کچھ دلیل یا قابل اعتراض تو نہیں ہوسکتا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اس پر ناراض ہوکر ایک رسالہ ''ضرورۃ الامام'' تحریر فرما کر شائع کردیا اور بایں دعاوی علم وفضل ارشاد رسول مقبول ﷺ ''**رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتّٰی یستیقظ**'' (قلم تین شخصوں سے اٹھائی گئی ہے۔ ایک سونے والے سے اس کے بیدار ہونے تک) پر کچھ لحاظ وخیال نہ کیا۔

جمعہ ۷؍جنوری ۱۸۹۸ء رؤیا میں مرزا قادیانی سے جا کر ملا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے تمہاری نسبت دیکھا ہے کہ تم ''ی'' تک نہیں پہنچے۔ ابھی ''م'' تک ہو اور اس کی ایک وجہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کی نسبت دیکھا ہے کہ آپ کو جو کچھ ملا ہے میری بدولت حاصل ہوا ہے۔ آپ کا اشارہ شاید بیعت کی نسبت ہے۔ سو اس کے لئے حکم ہو چکا ہے کہ ''**فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم**'' مرزا قادیانی نے طنزاً فرمایا کہ تم نے بیعت کب یا کہاں کری ہے۔ میں نے کہا عبداللہ سے، مرزا قادیانی نے فرمایا وہ تو مٹی ہوگئے۔ میں نے کہا کہ آپ بھی مٹی ہو جاویں گے اور میں بھی ہم سب اس پر کشیدہ رو ہوگئے۔

فصل نمبر:۱۴...... ان ہی اسباب کے باعث مرزا قادیانی سے اتفاق نہیں ہوا۔ کیونکہ الہام: ''**فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم**'' (پس تم اس بیعت کے ساتھ جو تم کر چکے ہو خوش ہو) سے یہی مفہوم ہوا کہ بیعت اوّل سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ والی ہی موجب بشارت ہے۔ کیونکہ بیعت بھی بموجب مفہوم مرزا قادیانی کے ایک قسم کی بیع ہے۔ جیسا کہ رسالہ ضرورۃ الامام میں کئی جگہ ایسا لکھا ہے۔

اور بشارت بیعت سید عبداللہ مرحوم والی بظاہر ان سب اصحاب کے واسطے عاجز کو معلوم ہوتی ہے جو سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر چکے اور اس پر قائم ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

دوم...... اور الہام ''**شرع لکم من الدین ما وصّٰکم به**'' سے یہی مراد ہے کہ جو شیخ ممدوح علیہ الرحمۃ تلاوت سورۂ فاتحہ ''**ویاحی یا قیوم برحمتک استغیث**'' ومداومت ذکر فرمایا کرتے تھے۔ اس پر کاربند و پابند ہونا چاہئے۔ چنانچہ مولوی عبدالرحمٰن مرحوم لکھوکے کے والے جو عالم باللہ متبع وعاشق سنت رسول اللہ ﷺ مستغرق ذکر وعابد وزاہد ہونے کے سوا بڑے محتاط بھی تھے

اور اپنی صفائی قلب والہام کے ذریعہ سے عبداللہ کی خدمت میں استفادہ کے لئے خراسان پہنچے تھے۔ انہوں نے جب عبداللہ کے بعد میں مرزا قادیانی کی بیعت کا ارادہ کیا تھا تو ان کو بھی الہام ہوا تھا۔ ’’اتستبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر ‘‘ (کیا تم بدلتے ہو وہ چیز جو ناقص ہے بدلے اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے) الحمدللہ! کہ ان کا یہ الہام بھی عاجز کی تفہیم واعتقاد کا شاہد ومصدق ہے۔

فصل نمبر:۱۵...... عاجز کے رؤیا والہامات جو پورے ہوئے ان میں کئی وہ ہیں جو مرزا قادیانی کے پاس قادیان جانے میں پورے ہوئے۔ مثلاً اوّل جو ۲۹؍اپریل ۱۸۹۸ء جمعہ کو خواب میں دیکھا تھا کہ میں اور مرزا قادیانی بالمقابل ایک خاص ہیئت پر بیٹھے ہیں اور لوگ باہر سے جھانکتے ہیں کہ عیسیٰ وموسیٰ ہیں۔ چنانچہ ۲۴؍ستمبر ۱۸۹۸ء ہفتہ کو یعنی اسی ہیئت وشکل سے مرزا قادیانی کے بیٹھنے اور بٹھلانے سے پورا ہوا۔ جیسا کہ اسی موقع پر مرزا قادیانی کو جتلایا گیا تھا۔ فالحمدللہ علیٰ ذلک!

دوم...... اس خواب کو مرزا قادیانی کے مریدین بغیر غور وتأمل سے سننے کے الہام کہہ کر اس بات پر بڑا زور دیتے ہیں کہ اس سے مرزا قادیانی کا عیسیٰ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن وہ بھولے بھالے اپنی ناواقفی وکم سمجھی پر خیال نہیں کرتے کہ اوّل تو اس بنا پر ان کو چاہئے کہ عاجز کو بھی موسیٰ مانیں اور عیسیٰ کو اس کا تابعدار خیال کر کے اس سے موسیٰ کی اطاعت کا اقرار کرادیں۔ کیونکہ عیسیٰ خود موسیٰ کا متبع تھا۔ حسب اقرار مولوی نورالدین جن کا خط اس بارہ میں عاجز کے پاس موجود ہے اور اگر عاجز کے موسیٰ ہونے سے انکار کریں۔ جیسا کہ عاجز خود ایسے گستاخانہ وخودتراشیدہ خیالات سے بیزار ومتنفر ہے تو مرزا قادیانی کے عیسیٰ ہونے سے ان کو بدرجہ اولیٰ انکار کرنا چاہئے۔ ورنہ ’’نؤمن ببعض ونکفر ببعض ‘‘ (ہم بعض کے ساتھ ایمان لاتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں) والا معاملہ ہوگا۔

سوم...... چونکہ خواب تعبیر طلب بھی ہوتے ہیں۔ سو کتاب تعبیر میں لکھا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام را اگر در خواب بیند مبتلا گردد با اہل وعیال وبعد ازاں حالش نکو گردد و بر دشمن ظفر یابد عیسیٰ کی تعبیر تو نہیں ملی۔ لیکن مسیح عیسیٰ چونکہ ایک ہی ہیں اور مسیح کے معنی قاموس ومنتہے الارب میں کذاب کے بھی لکھے ہیں۔ لہٰذا یہ امر قابل غور وتوجہ ہے۔

چہارم...... خواب کی اکثر تعبیریں عجیب ہوتی ہیں۔ جیسا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

خواب تعبیر کا ذکر خود اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے اور ایسی بہت عجیب تعبیریں رسول اللہ ﷺ سے بھی احادیث میں مروی ہیں تو اس کی تعبیر بھی بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ عاجز کا مقابلہ (جیسا خواب میں بالمقابل بیٹھنے سے ظاہر ہے) اس شخص سے ہوا جو اپنے آپ کو بنام عیسیٰ و مسیح ابن مریم غلطی سے مشہور کرتا ہے اور موافق الفاظ ''بعد ازاں حالش نگوں گردد و بر دشمن ظفر یابد'' کے اللہ تعالیٰ انجام بخیر کر کے فتح و ظفر عنایت فرماوے گا۔ واللہ اعلم!

سونا حق اختلاف کا مقدمہ تو مرزا قادیانی نے بلاخواہش وارادہ عاجز اب شروع کر رہی دیا ہے۔ پھر تعجب کہ ایسی صریح اپنے مخالف خواب کو مریدین مرزا قادیانی موافقت پر کس طرح حل کر کے اس کو اپنے مفید مطلب قرار دیتے ہیں۔

پنجم...... یہ تو عرفی نام کی طرح ہیں۔ جیسے مرزا قادیانی نے اپنے تئیں غلطی سے عیسیٰ مشہور کیا ہے اور چونکہ عاجز کے اکثر الہامات میں نام موسیٰ علیہ السلام آیا ہے جس کا اصل سرو حال تو اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کو معلوم ہے۔ لیکن اس قدر مشابہت و مناسبت تو عاجز کو معلوم ہے کہ جس طرح سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا نام دریا سے نکلنے پر موسیٰ کہا گیا تھا۔ جیسا کہ تفسیر معالم التنزیل میں ہے: ''فقالت (رأسیة) قد سمیته موسیٰ لانا وجدناہ فی الماء والشجر فموا الماء وسٰی ھو الشجر'' (کہا اشبہ نے میں نے اس کا نام موسیٰ اس لئے رکھا کہ ہم نے اس کو پانی میں درخت کے پاس پایا۔ پس تو پانی وسٰی درخت ہے) انتہی ایسا ہی تیسیر القرآن میں ہے کہ موسیٰ نام رکھا۔ اس واسطے کہ ''مو'' قبطی زبان میں پانی کو کہتے ہیں اور سٰے درخت کو۔ اسی طرح یہ عاجز بھی خوردسالی میں دریا میں ڈوب کر اور پھر چوب کے ساتھ اٹک کر نکلا ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب! اس نام پر عاجز کو ان کے مرید اپنی طرف سے کہتے ہیں کہ میں نعوذ باللہ موسیٰ ہونے کا مدعی ہوں جو سراسر بہتان، افتراء وغلط ہے اور عاجز نے دوسری جگہ اس پر مفصل لکھا ہے۔

ششم...... اور پھر اس خواب کا ظہور بھی خود قادیان میں مرزا قادیانی کے مکان پر ہی ہوا جہاں ان کو سوائے حضرت اقدس عیسیٰ بن مریم مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اور کہنا بے ادبی و گناہ میں داخل کر رکھا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے روزمرہ خطوط وقبالہ وغیرہ میں اپنی قلم سے مرزا غلام احمد قادیانی ہی لکھتے ہیں۔

ہفتم...... یہ ظاہر ہے کہ خواب والہام میں کوئی نام آجانے سے وہ شخص بالکل وبعینہ وہی نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو مرزا قادیانی اس بناء پر آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، موسیٰ، نیز مریم علیہم

الصلوٰۃ والسلام سب کچھ بن بیٹھیں۔ صرف خصوصیت سے عیسیٰ علیہ السلام بننے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر آج تک ان الہامی ناموں کے سبب کوئی ملہم مؤمن، مطیع ومتبع رسول اللہ ﷺ اس امر کا قائل ومدعی نہیں ہوا۔ یہ ناواقفی کا باعث ہے کہ مرزاقادیانی نے ایسی ٹھوکر کھائی ہے۔ واللہ اعلم • بحقیقت الحال والمآل!

ہشتم...... مرزاقادیانی نے چونکہ خودبخود بغیر کسی رہبر کے کام شروع کیا اور چلایا ہے۔ لہٰذا مسئلہ الہام میں بہت غلطیاں وٹھوکریں کھائی ہیں اور پھر متقدمین ماہرین کتاب وسنت رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو کچھ اس بارہ میں لکھا ہے۔ اس پر توجہ نہیں کی۔ کاش وہ مدارج السالکین ہی پڑھ لیتے۔ جس میں صدیق کو محدث سے اکمل اور بباعث کمال صدیقیت ومتابعت کے اس کا استغنا تحدیث والہام وکشف سے بیان کر کے فرمایا: ’’وکان ھذا المحدث یعرض ما یحدث بہ علی ماجاء بہ الرسول فان وافقہ قبلہ والاردہ‘‘ (اور وہ محدث جو اس سے تحدیث ہوتی ہے اس کو جو رسول لایا ہے اس پر عرض کرتا ہے۔ اگر موافق ہو قبول کرتا ہے۔ ورنہ رد کرتا ہے) ایسا ہی حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے: ’’وقد وقع الامر کذلک حتی ان المحدث منھم اذا تحقق وجودہ لا یحکم بما وقع لہ بل لا بدلہ من عرضہ علیٰ القراٰن فان وافقہ اوو افق السنۃ عمل بہ والاترکہ‘‘ (ایسا ہی ہوتا رہا ہے کہ محدث حکم نہیں کرتا جو اس سے واقع ہو۔ بلکہ اس کو چارہ نہیں۔ اس کے عرض کرنے سے قرآن مجید پر پس اگر موافق ہو اس سے یا سنت سے تو عمل کرتا ہے نہیں تو اس کو ترک کرتا ہے) پھر مدارج میں لکھا ہے: ’’والعصمۃ منتفیۃ الاعن الرسل ومجموع الامۃ فمن این للمخاطب ان ھذا الخطاب رحمانی او ملکی بای برھان او بای دلیل والشیطن بقذف فی النفس وحیہ ویلقی فی السمع خطابہ فیقول المغرور المخدوع قیل لی وخوطبت وصدقت ولکن الشان فی القائل لک والمخاطب وقد قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لغیلان بن سلمۃ وھو من الصحابۃ لما طلق نساء ہ وقسم ما لہ بین بنیہ انی لاظن الشیطان فیما یسترق من السمع سمع بموتک فقذفہ فی نفسک‘‘ (اور عصمت تو انبیاء اور اجماع امت کے سواسب سے منتفی ہے۔ پس مخاطب کو کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب رحمانی ہے یا فرشتہ کی طرف سے ہے۔ اس امر کی کیا دلیل ہے۔ حالانکہ شیطان نفس میں اپنا وحی اور کانوں میں اپنا خطاب ڈالتا ہے۔ پس مغرور اور

فریب دیا گیا۔ کہتا ہے مجھ سے یہ کہا گیا ہے اور مجھے خطاب ہوا ہے اور مجھے یہ سچ کہا گیا ہے۔ حالانکہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے غیلان بن سلمہ کو جو صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھا۔ جب کہ اس نے اپنی عورتوں کو طلاق دی اور اپنا مال بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ فرمایا کہ میرا یہ گمان ہے کہ شیطان کے استراق سمع میں تیری موت سن کر تیرے نفس میں ڈال دی ہے۔ انتہی!) دیکھئے! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جب احتیاط کا یہ حال ہے تو پھر دوسرے کسی بیچارے کی کیا حقیقت ہے۔

دوم...... الہام قبل از روانگی لاہور ۲۲؍ستمبر جمعرات کو الہام ہوا: ''**ان اللہ لا یغیر منا بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم اتل ما اوحی من کتابک**'' جو عاجز کی اپنی کتاب مرزا قادیانی کو سنا دینے سے پورا ہوا۔

شرح

مرزا قادیانی کے بعض مرید الزاماً کہتے ہیں کہ تم کو اولاً جب عبداللہ کی توہین سے رنج نہیں پہنچا تھا تو مرزا قادیانی کے مخالف الہام نہ ہوتے تھے۔ اب کیوں ہونے لگے۔ یہ تمہارے فساد نفس کا باعث ہے۔ سو اس کے جواب میں یہ الہام: ''**ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم**'' خاص توجہ و غور کے لائق ہے۔ کیونکہ یہ اس وقت کا ہے جب ہم محبت و اشتیاق ملاقات میں حسن ظن سے ملتبس تھے۔ ان کے سوا کئی اور بھی ہیں جن کو حسن ظنی مرزا قادیانی کی طرف منسوب نہیں ہونے دیتی تھی۔ لیکن اب ان کی تکرار و انکشاف سے ان کو مرزا قادیانی کے مخالف ماننا پڑا۔ چنانچہ دو تین جو کئی ماہ پیشتر کے ہیں۔ آئندہ درج ہوں گے۔ یہ تغیر حالت مرزا قادیانی کی خبر کیسی عبرت ناک و صحیح ہے۔ جس کے ثبوت میں مرزا قادیانی کی تحریر و تصانیف ابتدائے و سابقہ جو نرمی و ملائمت سے مظہر نسبت عبودیت میں جیسا کہ منشی محمد رمضان کے درباره الہام نکاح۔ منشی نبی بخش ملازم ریلوے کی بجائے لڑکا لڑکی پیدا ہونے کے اعتراض و سخت سست کہنے پر بھی مرزا قادیانی نے سواء دعاء کے کہ: ''اے قادر مطلق ان کو آنکھیں بخش سمجھ عطاء کرنے کی توفیق دے۔'' زیادہ نہیں کیا اور پھر حال کی تحریر و تصانیف جو مملو علو و بلندی ہیں۔ جیسا کہ غریب کم زبان خادمان قرآن مجید و احادیث شریف مولویان کو بھی غول الاغویٰ، مضل، ملعون وغیرہ کہہ کر بس ہی نہیں کرتے۔ خود شاہد صادق ہیں اور یہ الہام مشعر تغیر حالت مرزا قادیانی (اوّلاً) ۲۶؍دسمبر ۱۸۹۷ء بروز یک شنبہ ہوا تھا۔ پھر اس کی تشریح ۹؍مئی ۱۸۹۸ء جمعرات کو الہامات ذیل میں ہوئے۔ ''**فتزل قدم بعد ثبوتھا. قل ھو اللہ احد. الخ**'' (پس ثابت ہونے کے بعد قدم پھسلا یا پھسل جائے گا تو کہہ اللہ ایک ہے۔ آخر تک) یہ صریحاً مرزا قادیانی کی تراشیدہ تثلیث

مندرجہ کتب نیز خود بدولت کے واسطے ابن اللہ وابنیت جائز کرنے کا ردو جواب معلوم ہوتا ہے۔
’’کانوا قوماً عالین. ففررت منکم لما خفتکم فوهب لی ربی حکما وجعلنی من المرسلین‘‘
سوم الہام: بوقت روانگی قادیان ۲۴؍مئی ۱۸۹۸ء ہفتہ کا الہام: ’’انما ھی زجرة واحدة فاضت لک شفتاک انائب رسول اللّٰہ‘‘ (سوائے اس کے نہیں کہ وہ ڈانٹنا ہے ایک بار جاری ہوگئے۔ تیرے لئے تیرے دونوں ہونٹ اے نائب رسول اللہ) جو میرے الہامات کو تمام وکمال مرزا قادیانی کو سنا دینے وپڑھ دینے سے پورا ہوا۔ کیونکہ کثیر التعداد اوراق اس قدر قلیل المقدار وقت میں میرے جیسے کند زبان سے پڑھے جانے کی ہرگز امید وتوقع نہ تھی۔ خصوصاً بعد طی منزل وتکان سفر۔

چہارم...... رویاء ۱۷؍نومبر ۱۸۹۷ء کا جو حق خواب تھا کہ ہم کو بیعت کے واسطے مرزا قادیانی کے تاکید کرنے سے عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیر منظور ہے۔ یہ خواب خوب وضاحت سے مرزا قادیانی کو سنایا گیا تھا۔ لیکن باوجود سن لینے کے بھی آپ اس سے رک نہ سکے اور اس کی تصدیق کے واسطے علانیہ کئی طرح سے کئی موقع پر اس فانی فی اللہ وباقی باللہ کی ناحق توہین وتحقیر کی۔ جو بالکل صحیح نہ تھی۔

فصل نمبر:۱۶...... اثناء گفتگو میں مرزا قادیانی نے فرمایا کہ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مولوی محمد حسین کی نسبت یہ یہ الہام تھے۔ لیکن اب اس کے برخلاف ظاہر ہوا۔ غرضیکہ وہ الہام صحیح نہ نکلے۔ سو بجواب اس کے عرض ہے کہ اوّل تو کوئی ایسا الہام نہیں۔ کیونکہ عاجز ورفقاء عاجز حاشیہ نشینان عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے الہامات موجود ہیں اور ان کی زبان سے بھی بہت سے سننے کا اتفاق ہوا۔ کبھی کوئی ایسا الہام نہ دیکھا نہ سنا۔ ہاں گاہے ان پر ان کی عدم التفاتی وکم توجہی کا افسوس کرتے دیکھتے سنتے تھے۔ خود مولوی سے بھی کبھی اس کا ذکر نہیں سنا۔ اگر کوئی ایسا الہام ہوتا تو مولوی صاحب ان کے فرزندان کے مقابلہ میں اس کو کیوں پیش نہ کرتے اور مولوی صاحب کا ایسا نہ کرنا بھی ایک ایسی دلیل ایسے الہام کے نہ ہونے کی ہے کہ کسی دوسری دلیل کی حاجت نہیں رکھتی۔ مرزا قادیانی نے عبداللہ کا الہام: ’’کنتم خیر امة اخرجت للناس‘‘ (تم بہتر امت ہو جو کہ لوگوں کے واسطے نکالے (بنائے) گئے ہو) خود بدولت کے ہاتھ سے پورا نقل کیا ہوا سنایا تھا اور اس کو بڑے اصرار وکوشش سے مولوی محمد حسین کے حق میں ثابت کرنے کے معنے کرتے تھے۔ حالانکہ وہ صریحاً خود عبداللہ مرحوم کی اپنی نسبت تھا۔ چنانچہ ان کے الہامات میں جو موجود ہیں اس

طرح درج ہے کہ: ’’بروقت اضطراب و بے قراری کہ چکنم کہ مولای من راضی شود۔‘‘ الہام شد: ’’کنتم خیر امۃ اخرجت للناس‘‘

مرزا قادیانی کے دس جھوٹے الہامات

فصل نمبر۱۷...... پھر اگر تنزل سے فرض بھی کر لیں کہ عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی الہام یا اجتہاد مولوی محمد حسین کی فضیلت کے بارہ میں ایسا تھا اور وہ پورا نہ ہوا۔ بلکہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا تب بھی کوئی مضائقہ وحرج و باعث تحقیر عبداللہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خود مرزا قادیانی کے الہامات، منامات واجتہادات بھی تو کئی ایسے ہیں جو بالکل پورے نہیں ہوئے۔

بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ مثلاً مرزا قادیانی کا الہام: ’’اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء‘‘ (اصل (جڑ) اس کا ثابت ہے۔ (یعنی زمین میں) اور فرع (شاخ) اس کی آسمان پر ہے) (مکتوبات ج۱ ص۵۱۰، مکتوب سوم بنام میر عباس علی شاہ) میر عباس علی مرحوم لدھیانوی کی نسبت جو اپنی زندگی ہی میں نہایت منحرف ومخالف ہوکر مقابلہ کے واسطے مرزا قادیانی کو بلاتا، للکارتا، اشتہار دیتا رہا اور اسی مخالفت میں ان کا خاتمہ ہوا۔ حالانکہ مولوی محمد حسین، حیات عبداللہ میں ان کے تابع وثناء خوان رہے اور اب تک بدستور ادب کرتے ہیں اور پھر ابھی خاتمہ کی کس کو خبر ہے کہ وہ بفضل وتوفیق اوسبحانہ وتعالیٰ آخرکار ’’کنتم خیر امۃ‘‘ والوں میں بھی بخوبی داخل ہوجاویں۔ ’’واللہ علیٰ کل شئ قدیر‘‘ اور ارشاد: ’’لا یشقیٰ جلیسھم‘‘ بھی نہایت صادق الوقوع ہی مشاہدہ ہو چکا ہے کہ عبداللہ غزنوی مرحوم کے جلیس گو اوّل اوّل بعض بیگانہ، منحرف، مخالف، دشمن رہے۔ لیکن آخرکار شقاوت ومخالفت سے نکل کر تابع ومعتقد ہوکر فائز المرام ہوگئے اور مولوی محمد حسین تو ان کے خود معتقد رہے اور وہ محبت سے ان کے واسطے دعائیں کرتے رہے۔ اس صورت میں بفضلہ تعالیٰ ان کا فائز المرام ہونا تو کچھ بھی مشکل نہیں اور مرزا قادیانی کی مخالفت میں اللہ جل جلالہ نے مولوی کو یہ توفیق تو عطا فرمائی ہے کہ انہوں نے اس پیرانہ سالی میں قرآن مجید کلام رب حمید حفظ کیا۔ اپنی اولاد کو کرایا۔ اگر مرزا قادیانی فرماویں کہ وہ الہام میر عباس علی کے اس وقت حالت موجودہ کی نسبت تھا۔ جب اس میں ثابت قدمی موجود تھی۔ زبردست قوت اخلاص کی پائی جاتی تھی اور میر صاحب عرصہ دس سال تک بڑے اخلاص ومحبت اور ثابت قدمی سے مخلصوں میں شامل رہے اور بہت سے الہامات صرف موجودہ حالت کے آئینہ ہوتے ہیں۔ عواقب امور سے ان کو کچھ تعلق نہیں ہوتا اور جب تک انسان زندہ ہے اس کے سوء خاتمہ پر حکم نہیں کرسکتے۔ وغیرہ!

جیسا کہ مرزا قادیانی نے فیصلہ آسمانی میں خود تحریر فرمایا ہے تو غور وتأمل کریں کہ عبداللہ علیہ الرحمۃ کا الہام اوّل تو کوئی ایسا ہے نہیں اور اگر ہو بھی تو وہی معنے حالت موجود وصلاحیت والے کیوں نہ کئے جاویں۔ یہ تو انصاف نہیں کہ اپنے واسطے کچھ اور، دوسرے کے واسطے کچھ کیا۔ یہ عمل ''ویل للمطففین'' میں داخل نہیں ہوسکتا۔

۲...... مرزا قادیانی کا رؤیا والہام جو اوّل فرزند ہونے کی نسبت تھا۔ لیکن لڑکی ہوئی تھی۔ چنانچہ جب عاجز نے امرتسر میں ان سے کہا کہ آپ نے تو فرزند کا حلیہ بھی مجھ سے بیان کیا تھا۔ اس پر جواب دیا کہ علم تعبیر میں ایسا ہی ہے کہ اگر لڑکا دیکھا جاوے تو لڑکی مراد ہوتی ہے۔

۳...... پھر مرزا قادیانی کا الہام فرزند کی نسبت جس کو بشیر موعود سمجھ کر اس کی ہر ایک تقریب عقیقہ وغیرہ پر نہایت وثوق سے دھوم دھام کی گئی۔ اشتہار بدیں مضمون جاری فرمایا۔

محمد عربی کہ ابروی ہر دو سراست
کسی کہ خاک درش نیست خاک برسر اوست

''جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقاً'' (تذکرہ طبع سوم ص۶۳۰)

خوشخبری! اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸/اپریل ۱۸۸۶ء میں پیش گوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجود میں پیدا نہ ہو تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہوگا۔ آج ۱۶/ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷/اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲/بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔ **فالحمدللہ علیٰ ذالک!**

اب دیکھنا چاہئے کہ یہ کس قدر بزرگ پیش گوئی ہے جو ظہور میں آئی۔ وغیرہ!

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۴۱)

پھر قلمی نقول اس اشتہار کے بذریعہ رجسٹری مخالفین کو روانہ فرمائیں۔ مہد بنوانے پر عاجز کو تحریر فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر زیادہ روپیہ خرچ ہو۔ کیونکہ یہ ایسا ایسا ہے جتنی خدمت ہم سے ہو کم ہے۔ وہ فرزند بیچارہ طفولیت میں ہی بغیر پوری کرنے شرائط وبشارات الہام متعلقہ کے وفات پاکر اجر وذخر وفرط وشافع ومشفع، دعا جنازہ پڑھی جانے کا محل بنا۔

۴...... والد مولوی محمد حسین کی وفات کی نسبت میعاد ایک سال فرمودہ مرزا قادیانی بھی بہت طول ہوگئی تھی۔ یعنی اس میعاد مقررہ میں وہ فوت نہیں ہوئے تھے۔ شاید آپ کہہ دیں کہ انابت،

استغفار ورجوع الیٰ اللہ کے سبب ان کی بھی عمر بڑھ گئی تھی۔ لیکن بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی فرمودہ میعاد تو پوری نہ ہوئی اور اٹکل بازی کی مد ہی میں رہے۔

۵...... سید امیر شاہ صاحب رسالدار میجر سردار بہادر کے گھر فرزند ہونے کی نسبت مرزا قادیانی نے اپنی دستخطی خط میں جو موجود ہے ۵/اگست ۱۸۸۸ء سے ۱۵/اگست ۱۸۸۹ء تک اپنے اوقات صافیہ کو وقف فرما کر تحریر فرمایا تھا کہ اگر میں نے اس عرصہ میں بفضل رب قدیر جس کے اختیار میں سب کچھ ہے کوئی کھلی کھلی بشارت جو مقرون بصدق ہو آپ کی نسبت نہ پائے یا اس بشارت کے موافق نتیجہ ظہور میں نہ آیا تو پھر میری نسبت آپ (امیر شاہ صاحب) جس طور کا بداعتقاد چاہیں اختیار کریں اور یقین کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بلکہ آپ ہی کو اپنا عہد پورا کرنا ہوگا اور یہ تاریخ کتاب میں لکھ لی ہے۔ آپ بھی اس کو لکھ چھوڑیں۔ ضرور یادداشت لکھ لیں اور فرمایا کہ: ’’آپ بکلی مطمئن ہوکر اور خیال اور تشویشات چھوڑ دیں اور پکے صدق اور اعتقاد سے میرے وعدہ کے منتظر رہیں۔ جس وقت سال کے عرصہ میں میری طرف سے کوئی بشارت ملی تو خواہ آپ اس کو اخبار میں چھپوادیں اور اگر وہ بات جھوٹی نکلے تو پھر مجھ سے مواخذہ کریں اور میرا دامن پکڑ لیں اور اس گرامی نامہ کی ابتداء میں فرمایا کہ میں اپنے نفس سے حلفاً عہد کر چکا ہوں کہ آپ کے لئے انتہائی درجہ توجہ، جدوجہد کروں اور یقین رکھتا ہوں کہ میں اس جدوجہد میں کامیاب ہو جاؤں۔ وغیرہ!‘‘ وہ معاملہ بھی اب تک ویسا ہی ہے نہ اوقاف صافیہ کو وقف کرنے کا کچھ نتیجہ ہوا اور نہ کوئی بشارت ہی آئی۔ باوجودیکہ رسالدار صاحب نے اپنی حسن ظنی وفراخ دلی سے پانچ سو روپیہ بھی جس کی عوض مرزا قادیانی نے اپنے اوقات صافیہ کا ایک سال وقف کیا تھا پیشگی دے دیا۔ جس کے واسطے مولوی محمد حسین صاحب اپنے رسالہ میں کچھ نہ کچھ لکھتے رہے ہیں اور عاجز ورفیق عاجز کو اس معاملہ میں دلال قرار دیتے رہے ہیں۔ حالانکہ سالہا سال کے بعد اب تھوڑے عرصہ سے ہم کو یہ حال معلوم ہوا ہے۔

۶...... پھر عبداللہ آتھم والے الہام میں مرزا قادیانی کا خیال وفہم ایک ہی پہلو یعنی اس کی موت کی طرف ہی رہا۔ چنانچہ فیروز پور میں حافظ محمد یوسف کے برادران کی استفسار پر آپ نے یہی فرمایا تھا کہ اس میں کوئی تاویل نہ ہوگی۔ ضرور یہی ہوگا اور آپ نے (شہادت القرآن علے نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان ص۸۲) پر بھی فرمایا کہ: ’’جب بمقام امرتسر مسٹر عبداللہ آتھم کو ان کی موت کی نسبت پیش گوئی سنائی گئی۔ وغیرہ!‘‘ تعجب ہے وہ حافظ نابینا جو عیسائیت سے

تائب ہوکر بذریعہ خواب مسلمان ہوا تھا۔ اس کا تو وہ خواب جو اس نے مرزا قادیانی کے مخالف چھپوا کر تحدی کر کے مشتہر کیا تھا کہ:’’عبداللہ آتھم اندر میعاد کے ہرگز نہیں مرے گا۔‘‘ بالکل سچا نکلا حالانکہ اس کو کسی فضیلت والہام وغیرہ کا کچھ دعویٰ نہ تھا اور مرزا قادیانی کی تفہیم واجتہاد بایں دعاوی صحیح نہ نکلے۔ جس کے واسطے مرزا قادیانی وتمام جماعت مریدین نے خضوع وخشوع وسرگرمی سے دعائیں کرنے میں بھی اپنی طرف سے کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی۔ نہایت تعجب ہے۔

۷...... پھر مرزا احمد بیگ کے داماد کی وفات والی میعاد بھی مدت ہوئی گذر چکی ہے۔ جس کے بعد اس کی منکوحہ نے مرزا قادیانی کی زوجیت میں داخل ہونا تھا۔ جس کے متعلق شہادت القرآن میں صفحہ ۸۰ تحریر فرمایا ہے کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی نسبت جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے۔ جس کی میعاد اس تاریخ سے جو ۲۱؍ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔ کیونکہ احیاء واماتت دونوں خداتعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خداتعالیٰ اس کی خاطر اس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہراوے۔ سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہوں۔ بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں۔ انتہی!

اور اس پیش گوئی کو بہت ہی عظیم الشان اور چھ کرامتوں کا مجموعہ فرمایا۔ لیکن بخلاف اشتہار وتفہیم مرزا قادیانی اب بجائے گیارہ ماہ مقررہ کے چھ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے معاملہ اسی طرح ہے۔ بموجب ارشاد اللہ سبحانہ وتعالیٰ:’’**اذا جآء اجلهم لا يستاخرو لا ساعة ولا يستقدمون** (الاعراف:۳۴)‘‘ (جب آتا ہے وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ہیں ایک ساعت اور نہ آگے نکل جاتے ہیں)’’**ما تسبق من امة اجلها وما يستاخرون** (الحجر:۵)‘‘ (نہیں آگے نکل جاتی کوئی جماعت وقت اپنے سے اور نہ پیچھے رہ جاتے ہیں) کی الٰہی میعاد تو آگے پیچھے ہرگز نہیں ہوتی اور ایک نہ ایک دن آخر سب نے مرنا ہی ہے۔ لیکن اس میں مرزا قادیانی اپنی تحریر واصرار پر توجہ وخیال کریں کہ کس زور سے اس پیش گوئی کو اپنے صدق وکذب اور نہایت درجہ کا مقبول خداتعالیٰ ومنجانب اللہ وصادق ہونے کا معیار قرار دیا تھا اور اب اس معیاد کو گذرے ہوئے کتنی مدت گذر چکی ہے؟

۸...... شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کو اشتہار فروری ۱۸۹۳ء (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۷۹) بذریعہ رجسٹری بھیجا۔ جس میں خوف دلانے والے الہامات درج کر کے لکھا کہ اگر ایک ہفتہ میں معافی طلب خط چھپوانے کے لئے نہ بھیج دیں تو پھر آسمان پر میرا اوران کا مقدمہ دائر ہوگا اور میں اپنی دعاؤں کو جوان کی عمر بحالی عزت وآرام کے لئے تھیں واپس لے لوں گا۔ اس مقدمہ کا فیصلہ ہی اب تک نامعلوم ہے۔ شیخ صاحب کا کوئی معافی طلب خط چھپا ہوا نہیں دیکھا۔ شدید مرزاقادیانی نے شفقت سے اس میں راضی نامہ دے دیا ہو اور مشتہر نہ کیا ہو۔ اگرچہ ایسا کرنا ضروری تھا۔ اس لئے کہ دائری مقدمہ کا اشتہار مشتہر کر چکے تھے۔

۹...... خان بہادر ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب کی اوّل زوجہ کی بیماری پر صحت کی دعاء کے لئے مرزاقادیانی کو لکھا گیا تھا۔ ان کی نسبت مرزاقادیانی بہت کچھ تحریر فرماتے رہے۔ بلکہ ان کے انتقال کے بعد مرزاقادیانی نے ان کی صحت کا حال استفسار فرمایا۔ جب حقیقت حال سے خبر دی گئی تو فرمایا کہ ہم نے بھی ایک بکری سلخ ہوتی دیکھی تھی۔ لیکن پہلے کچھ نہیں فرمایا۔

۱۰...... گول کمرہ جو ملحق مکان مرزاقادیانی ہے واسطے رہائش انگریزوں مخالفین جن کے نام خطوط مع اشتہار جاری ہوئے تھے۔ تعمیر ہوا تھا اب تک کوئی ایسا مہمان آن کر اس میں فروکش نہیں ہوا اور نہ اب اس میں گنجائش باقی ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت امور والہامات مرزاقادیانی ہیں۔ لیکن سردست بلحاظ طوالت ان ہی موٹی موٹی دس نظیروں پر اکتفا کیا ہے۔ ’’تلک عشرۃ کاملۃ (البقرہ: ۱۹۶)‘‘ (یہ دس ہوئے پورے) قرآن مجید کی آیت کریمہ کا ثواب حاصل کرنے کو عاجز لکھ دیتا ہے۔

فصل نمبر:۱۸...... مرزاقادیانی و مریدین مصدقین گو بوجہ حسن ظن ان سب امور میں آپ کی تائید میں کچھ نہ کچھ تاویل ومعنے کر لیں۔ کسی میں غلطی اجتہادی کسی میں غلطی فہم اور کسی میں انذاری الہامات میں سنت اللہ کے موافق توبہ واستغفار وانابت سے فائدہ اٹھانا۔ لیکن امور متذکرہ بالا سب کے سب میں اگر غلطی اجتہادی وغلطی فہم ہی قائم کریں تو مقام غور ہے کہ پھر مرزاقادیانی کے دعاوی والے الہامات میں ویسی ہی غلطی کیوں ناممکن ہے اور درصورت اس طرح امان اٹھ جانے کے مرزاقادیانی کے دوسرے الہامات منامات واجتہادات کی صحت وصداقت پر سوائے مرزاقادیانی کے مریدین ومصدقین کے دوسروں کے لئے اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ خصوصاً جب کہ واقعات مندرجہ ذیل بھی پیش نظر ہوں۔

اوّل...... اس اندھے حافظ کا (جس کو مرزا قادیانی کے مرید بڑی سختی سے مفتری وکذاب وغیرہ وغیرہ کہتے ہیں) تحدی سے مقابلتاً اشتہار دیکھ کر کہ عبداللہ آتھم میعاد کے اندر ہرگز نہیں مرے گا۔ سچا نکلنا جو بظاہر مقابل کے خذلان سے کم نہیں بلکہ حق تو یہ ہی معلوم ہوتا ہے اور فراست انسانی بھی جیسا کہ عاجز پر منکشف ہوا ہے۔ یہی گواہی دیتی ہے کہ حی وقیوم نے حکمت کاملہ سے اپنی مخلوق کو غلطی دعاوی مرزا قادیانی پر متنبہ کرنے کے واسطے ایسا ہی مقدر کیا کہ مرزا قادیانی بباعث اپنے نقص وکمی کے اصل حقیقت نہ سمجھ کر غلط پہلو اس کی موت پر ہی اخیر تک جمے واصرار کرتے رہے۔ کیونکہ بظاہر تو ازروئے قانون قدرت ومشاہدہ واقعات اس کا میعاد مقررہ مرزا قادیانی کے اندر مر جانا کچھ عجائبات سے نہ تھا۔ بلکہ بلحاظ کبرسنی وضعف ونقص صحت اور ان سب سے بڑھ کر مرزا قادیانی کی دھمکی موت سے خوفزدہ ہونے کی حالت میں بہت ہی اغلب تھا۔ لیکن حکیم وعادل جل جلالہ نے مرزا قادیانی کے دعویٰ مشتہرہ کی مخالف اس کو میعاد کے بعد بھی کئی ماہ تک زندہ رکھا۔

دوم...... عاجز کمترین کے معلومات بھی اگر بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس لائق اعتماد وحق ہیں اور اس کی وسیع رحمت پر امید ہے کہ ضرور ہیں تو مرزا قادیانی کے دعاوی کا معاملہ ایسا ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ رؤیا عاجز مورخہ ۲۴؍اگست ۱۸۹۷ء یوم منگل بھی اسی کا مثبت ہے۔ جس میں بابی وامی جناب رسول کریم ﷺ خاکسار بے مقدار کے پہلو راست کی طرف نہایت نفیس سفید شرعی لباس میں قبلہ رو تشریف فرما ہوئے تو اس وقت عاجز نے ایک شخص سفید پوش کو جو کمترین کی ساق راست کے پاس بیٹھا تھا کہا کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلاؤ۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہمارے خاتمہ پر تشریف لاویں۔ کیونکہ ساق وپاؤں انسان کا آخری حصہ ہوتا ہے اور اس اخیر پر بیٹھنے والے کو حضرت مسیح علیہ السلام کے بلانے کے لئے بھیجا تو گویا وہ بعد میں اخیر پر یعنی ہمارے خاتمہ پر آنے والے ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب!

سوم...... پھر انگریزی الہام بھی مندرجہ انجیل موجودہ مروجہ حال اور جو مقولہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کہا جاتا ہے:

If I will that he tarry till I come what is that to there.

ترجمہ...... اگر میں چاہوں کہ جب تک میں آؤں وہ یہیں ٹھہرے تو تجھ کو کیا۔ انجیل، یوحنا باب ۲۱ آیت:۲۲ اسی کا مشاہدہ ومصدق ہے اور وہ ابھی آنے والے ہیں۔

چہارم...... مزید براں! چونکہ عاجز بخطاب موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام الہام میں مخاطب کیا

جاتا ہے تو یہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ جیسے سیدنا مسیح علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لائے تھے ابن بھی مسیح علیہ السلام بعد ہی میں تشریف لاویں۔

پنجم...... عاجز کا الہام بھی ہے کہ عیسیٰ نتواں گفت بہ تصدیق خرے چند۔ ایک دوسرے موقعہ پر یہ اس طرح ہوا۔ عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند۔ صلواۃ بر انکس کہ ہمین ورد گوید۔

نظر بریں! وجوہات ودلائل ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کو سردست بہ تقاضاء بشریت ونواقفیت جیسے متذکرہ بالا الہامات کی تفہیم واجتہادات میں خطا ہوئی ہے۔ ایسے ہی ان دعاوی والے الہامات میں بھی خطا ہوگئی ہے۔ کیونکہ اب مرزا قادیانی کی طرف سے خطا ونسیان والی کاروائیاں بھی شروع ہوگئی ہیں جو بظاہر بالکل مخالف منصب وشان عیسویت ومہدویت ہیں۔ بلکہ عام مؤمنین کے بھی شایان حال نہیں ہیں۔

فصل نمبر:۱۹...... مثلاً یاد پڑتا ہے کہ مولوی حکیم نورالدین نے مرزا قادیانی کی صداقت کے بارہ میں فرمایا تھا کہ یہ دیکھنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کے مخالفین کیسے افراط وتفریط میں پڑ کر حیلہ وحوالہ مکرو فریب سے فرضی وبناوٹی کارروائی مرزا قادیانی پر الزام لگانے کے واسطے کرتے ہیں۔ یہ ایک معقول دلیل تھی اور مرزا قادیانی نے خود بھی رسالہ شہادۃ القرآن کے ص۱۱ میں بضمن تشریح پیشگویان تحریر فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں علماء اس امت کے یہود کے مشابہ ہو جائیں گے اور دیانت اور تقویٰ ان سے جاتی رہے گی۔ جھوٹے فتویٰ اور مکاریاں اور منصوبے ان کا دین ہوگا اور دنیوی لالچوں میں گرفتار ہو جاویں گے وغیرہ!

سو افسوس کہ اب وہ بھی کارروائی اور منصوبہ بازی دنیوی لالچوں میں گرفتاری وغیرہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہی ظاہر ہونے لگی۔ یعنی مولوی محمد حسین کو کافر بنانے کے واسطے اور کل الہامات واشخاص مندرجہ اشتہار ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء کو چھوڑ کر صرف ایک دو ہی جز ''جزاء .... سیئة بمثلها'' کو اور نیز ''ترهقهم ذلة'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۹۱) کو کسی ضرورت کے سبب پورا کرنے کے لئے ایک مرید کی معرفت ایسی کارروائی کی گئی اور اس نیک بخت راست باز مرید نے خلاف ضمیر وخلاف راستی بیان وحیلہ حوالہ کر کے امرتسر سے فتویٰ حاصل کیا جو بظاہر راست بیانی وصحیح طور سے بھی حاصل ہوسکتا تھا۔ کیونکہ فتویٰ تو اگر بغیر اس حیلہ کے بھی استفسار کیا جاتا تو جواب وہی تھا جو اب ملا ہے تو پھر اس الہام مندرجہ اشتہار ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء والی کو بجائے ۱۳/ماہ کے چند روز ہی میں پورا کرنے کی سعی وتکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر الہام الٰہی تھا تو ضرور ضرور

خود بخود پورا ہوتا۔ یہ امر کس قدر قابل غور وافسوس ہے اور کبھی کسی اہل اللہ نے ایسی کارروائی کی ہے؟ ہرگز نہیں۔

۲...... قابل غور ہے کہ اس اشتہار ۲۱/نومبر ۱۸۹۸ء کی پیشانی پر مرزا قادیانی نے لکھا ہے ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں اور مبارک وہ جو خدا کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے دیکھیں۔ پھر اس میں خود بدولت کو ایک طرف اور مولوی محمد حسین ملا محمد بخش جعفر زٹلی مولوی ابوالحسن تبتی کو دوسری طرف خداتعالیٰ کے حکم کے نیچے بیان کر کے عربی الہامات کا خلاصہ مطلب یہ لکھا کہ جو لوگ سچے کی ذلت کے لئے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں خدا ان کو ذلیل کرے گا۔ میعاد تیرہ ماہ ۱۵/دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵/جنوری ۱۹۰۰ء تک خداتعالیٰ کے الہام سے مقرر فرمائی اور لکھا کہ اس فیصلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب آسانی سے یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ میں آگیا۔ خدا سچوں کو فتح بخشے۔ آمین!

تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اس محکمہ عالیہ میں مقدمہ دائر تو کر دیا۔ لیکن اس کے بعد بایں دعویٰ توکل واقبال علی اللہ وغیرہ تقرب وفضائل بے شمار معہ یقین صدق وراستی خود بدولت پھر خداتعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے انتظار کیوں نہ کیا۔ حالانکہ جو الہامات اس اشتہار میں ہیں ان میں یہ الہام بھی ہے۔ ’’**فاصبر حتّٰی یأتی اللہ بامرہ**‘‘ (صبر کر یہاں تک کہ اللہ کا حکم آوے) جس پر مرزا قادیانی کو ضرور کاربند ہو کر صبر سے منتظر رہنا ضروری تھا۔

۳...... پھر یہ بھی الہام اس میں ہے: ’’**ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون**‘‘ (تحقیق اللہ تعالیٰ متقیوں اور مؤمنوں کے ساتھ ہے) اور چونکہ مرزا قادیانی تمام دنیا کے متقین محسنین سے اپنے آپ کو اعلیٰ وافضل مانتے ودعویٰ کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کو اس الہام پر بھی امید کر کے کہ فتح ضرور ہماری ہی ہوگی۔ انتظار کرنا چاہئے تھا نہ یہ کہ ان سب امور کو بالائے طاق رکھ کر وبازیچہ طفلاں سمجھ کر گھبراہٹ سے اس اشتہار کے متعدد الہامات میں سے صرف ایک دو الہام کو فوراً پورا کرنے کے واسطے ایسی ناجائز کارروائی حصول فتویٰ کے لئے کرتے۔

۴...... پھر اس خلاف راستی کارروائی سے کئی الہاموں میں سے صرف ایک دو الہام ایک شخص مولوی محمد حسین کی نسبت بایں کوشش پورے تو فرمائے۔ لیکن دوسرے دو کس فریق ثانی میں سے جو باقی ہیں ان کا کیا ہوا؟ معافی کے لائق تو وہ بظاہر اس لئے نہیں کہ بقول مرزا قادیانی گند اور گالیوں

سے پراشتہارتوان دونوں ہی کی طرف سے نکلا تھا۔جس پر مرزا قادیانی نے فیصلہ خداتعالیٰ پر چھوڑ کراشتہار شائع فرمایا تھا۔ نیز باقی ماندہ الہامات کا بھی حال معلوم نہ ہوا کہ کیوں واپس لئے گئے۔

۵...... بالآخر مرزا قادیانی کے اشتہار ودعا کا اثر بھی جوظاہر ہوا وہ تو یہی ہے کہ مولوی محمد حسین کو چار مربعہ زمین سرکاری کی طرف سے نہر چناب پر عطاء ہوئی جس پر کاشتکار ومزارعین مقرر کر کے مولوی صاحب نے آبادی وکاشت کرالی اور مرزا قادیانی نے جوفرضی دل خوش کن ذلت ان کی حصول فتویٰ سے کی اس کی حقیقت یہ کہ وہ فتویٰ مرزا قادیانی کے دستخطی انکار مہدی علیہ السلام پر جو مرزا قادیانی کے مرید نے جھوٹ موٹ مرزا قادیانی کا مخالف وسائل بن کر پیش کیا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے خود استفتاء مشتہر ۳؍جنوری ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے کہ ایک شخص مہدی موعود کے آنے سے جوظاہر وباطن خلیفہ برحق بنی فاطمہ سے ہوگا۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے قطعاً انکار کرتا ہے اوراس جمہوری عقیدہ تمام اہل سنت کو سراسر لغو وبیہودہ سمجھتا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا ایک قسم کی ضلالت والحاد خیال کرتا ہے۔ کیا ہم اس کو اہل سنت میں سے وراہ راست پر سمجھ سکتے ہیں یا وہ کذاب اجماع کا چھوڑنے والا وملحد ودجال ہے۔ ’’بینوا توجروا‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۹۶، ص۱۰۰) پر لکھا، بالآخر ہم مردانہ طور پر اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہیں کہ یہ خیالات ان تمام مولویوں کے کہ خونی مہدی بنی فاطمہ سے خلیفہ یعنی بادشاہ ہوگا۔ جبر سے دین کو غالب کرے گا۔ بالکل لغو باطل اور جھوٹا عقیدہ ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۰۴) اس پر مفتیان نے جوفتویٰ دیا وہ صریحاً بحق مرزا قادیانی ہوا نہ بحق مولوی محمد حسین۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنا الہام واشتہار سچا کرنے کو وہ فتویٰ مولوی محمد حسین پر چسپاں کردیا اور فتح مشتہر کرتے وقت بجائے نام اصلی سائل اس مرید کے خلاف واقعہ خود بدولت کو بالقابہ السائل لکھ کر اشتہار شائع کردیا۔ جس کا حال مولوی عبدالحق غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے اشتہار ۹؍جنوری ۱۸۹۹ء میں اور کچھ ایک کتاب ’’دو مسلمانوں کا حلفی بیان‘‘ مطبوعہ مطبع اسلامیہ لاہور میں درج ہے۔ لہٰذا اس سے مولوی محمد حسین کا کیا بگڑا۔ بلکہ زبردست مرزا قادیانی کی عجلت وکارروائی حصول فتویٰ لوگوں کو معیوب معلوم ہوئی۔ پھر دوسرے دوکس اشتہار دہندگان راضی خوشی اسی طرح مستعد ومقابل مرزا قادیانی قائم ہیں۔ کسی قسم کی ذلت کو بھی نہیں پہنچی۔

۶...... دوسری طرف اس میعاد اشتہار میں جوکامیابی بحق مرزا قادیانی ہوئی وہ یہ ہے:

اوّل...... مقدمہ صرف بنام مرزا قادیانی قائم رہ کر مولوی محمد حسین اس میں بطور گواہ پیش ہوئے اوراخیر پر ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء کو مرزا قادیانی سے قسمیہ اقرارنامہ لیاگیا کہ کسی کوذلت پہنچنے کی خبروالی

پیش گوئی شائع نہ کریں اور خداتعالیٰ کے پاس فریاد (اپیل) کرنے سے بھی اجتناب کریں۔ مباحثہ میں دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ بھی استعمال نہ کریں۔ مولوی محمد حسین یا ان کے کسی دوست پیرو کو مباہلہ کے لئے نہ بلائیں۔ ان کی نسبت لفظ کافر دجال کاذب بطالوی نہ لکھیں۔ وغیرہ!

دوم...... مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے حالات وکمالات ایک خط وکتابت موسومہ ’’خلاف بیانی‘‘ میں شائع ہوکر مظہر حقیقت ہوئے۔

سوم...... مرزا قادیانی کے مرید کا اشتہار مرہم عیسیٰ علیہ السلام والی کی اشاعت دل ازار خیال ہوکر حکماً بند کی گئی۔ چنانچہ اب اس کا مقدمہ مرزا قادیانی کے مرید کی طرف سے چیف کورٹ میں دائر ہے۔ یہ اس میعاد کے اندر کا ذکر ہے اور جو کچھ ہوگا اس میعاد سے باہر ہوگا۔

چہارم...... پھر ایک مرزا قادیانی کا مرید جو سنا ہے کہ مرزا قادیانی کو معقول رقم ماہوار نذرانہ بھیجتا تھا۔ قضاالٰہی سے فوت ہوگیا۔ باقی حالات اﷲتعالیٰ عالم الغیب الشہادہ کو معلوم ہیں۔ اب ناظرین دیکھ لیں کہ تیرہ ماہ والے اشتہار کا نتیجہ کس کے حق میں ہوا۔ آیا مرزا قادیانی کے یا ان کے مخالف فریق کے۔

فصل نمبر:۲۰...... پھر طرفہ یہ کہ میعاد تیرہ ماہ اب قریب الاختتام تھی کہ مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کے ڈھارس باندھنے کو اور ان کے قیام کی خاطر ایک اور اشتہار مورخہ ۵؍نومبر ۱۸۹۹ء جاری فرمایا اور میعاد تین برس آخر ۱۹۰۲ تک اور بڑھادی ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۷)

۲...... اس میں لکھا ہے: ’’مجھے تیری عزت وجلال کی قسم کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے دسمبر ۱۹۰۲ء تک پوری ہوجائے گی میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کردے جو تیری نظر میں شریر، پلید، بے دین، کذاب، دجال، خائن، مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں الزاموں وبہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا (یہ معما معلوم نہیں ہوا کہ مرزا قادیانی نے یہاں بھی صرف سمجھنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ سیدھا مؤمنین، منیبین کی طرح یہ کیوں نہیں فرمایا کہ پھر میں توبہ واستغفار ورجوع کروں گا) جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۷۷)

تونے مجھے مخاطب کر کے کہا میں تیری ہر ایک دعا قبول کروں گا۔ مگر شرکاء کے (لفظ

شرکاء چونکہ عام وبے تخصیص ہے۔ لہٰذا اس الہام سے ظاہر ہے کہ الہامی شرکاء کے بارہ میں بھی مرزاقادیانی کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ پس اگر یہ الہام سچا ہے تو مرزاقادیانی کو اس پر خیال رکھنا چاہئے) بارے میں نہیں تب ہی سے میری روح دعاؤں کی طرف دوڑتی ہے اور میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعاء قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود، ملعون، کافر، بے دین، خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔ اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن وصلح کاری پھیلے۔ (کیا آج کل امن وصلح کاری نہیں ہوگی پس اگر یہی حال ہے تو مرزاقادیانی نے ستارہ قیصرہ وغیرہ میں امن وصلح کاری کی تعریف کس دلیل پر کی ہے؟)

۳...... عجائب۔ یہ امر ہے کہ مرزاقادیانی کے مریدین ہمیشہ آئندہ کی تاریخوں کے منتظر وشائق رہتے ہیں اور گذشتہ تواریخ تجازب وغلطیوں کی پرواہ نہیں کرتے اور یہ عمدہ حسن اعتقاد ہے جو دوسروں سے ہونا مشکل ہے۔

۴...... مرزاقادیانی وان کے مریدین وغیرہ کے بہت قابل توجہ یہ امر ہے کہ مرزاقادیانی جس الہام وپیش گوئی کو بڑے اصرار سے اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیتے ہیں اس میں اس خالق ومالک، حکم وعدل کی طرف سے مرزاقادیانی کے مخالف ہی فیصلہ ہوتا ہے۔ مثلاً:

۱...... داماد مرزااحمد بیگ والی پیش گوئی کو کئی کرامتوں کا مجموعہ قرار دے کر اس کو اپنے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۸)

۲...... پھر عبداللہ آتھم والے معاملہ کس قدر زور دیا کہ اگر ایسا نہ ہوا تو مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ گلے میں رسہ ڈالا جاوے۔ پھانسی دی جاوے۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۴۳۵)

۳...... پھر اس تیرہ ماہ والے اشتہار کا فیصلہ بھی خدتعالیٰ پر چھوڑ کر صدق وکذب کا اس کو معیار قرار دیا اور لکھا کہ اگر میں جھوٹا، دجال، ظالم ہوں تو فیصلہ شیخ محمد حسین کے حق میں ہوگا اور اگر محمد حسین ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔

۴...... اب غور کریں کہ ان سب میں اللہ تعالیٰ نے کیا فیصلہ فرمایا اور کیسا صدق وکذب ظاہر ہوا اور کون سچا نکلا۔

۵...... پھر اگر مرزاقادیانی کے دعویٰ کے موافق ان کے الہامات کو سچا قبول کیا جاوے تو وہ بھی حسب شرائط قرارداده مرزاقادیانی بظاہر مرزاقادیانی کے مخالف ہی ظاہر ہوئے ہیں۔ جیسا کہ اوپر

ذکر ہوا اور اگر سچا قبول نہ کریں تو نتیجہ ظاہر ہے۔غرض بہرحال دعاوی مرزا قادیانی ہرگز قابل التفات نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ کسی طرح بھی مرزا قادیانی کی کچھ تائید وموافقت نہیں ہوئی۔لہٰذا اگر عاجز مخلوق الٰہی ان کو قبول نہ کریں تو ان کا کیا ذمہ۔

۶...... مرزا قادیانی ہروقت اشاعت الہام واشتہار ہرایک طرح کا موکد اقرار ومدار تو باصرار تمام کر لیتے ہیں۔لیکن میعاد گذر جانے پر مرزا قادیانی ان عہد وپیماں کا ہرگز کچھ خیال نہیں کرتے۔ ایک تاریخ گذر جانے پر دوسری تاریخ ڈال دیتے ہیں۔

۷...... جب پہلے میعاد مرزااحمد بیگ والی کو گذرے ہوئے پانچ برس سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکاہے اور مرزا قادیانی نے ابھی تک حسب اقرار خود کذب وصدق کا فیصلہ مان کر رجوع نہیں کیا تو اب اس تین برس والی میعاد پر کیا اعتماد ہوسکتا ہے کہ اس کے بھی اسی طرح گذر جانے پر قائل ہوکر مان لیں گے اور رجوع فرمالیں گے اور اپنے کل اقرار پورے کریں گے۔ جب عام مؤمن مسلمان اپنے عہد وپیماں واقرار کا پاس ولحاظ کرتا ہے تو مرزا قادیانی کو بایں دعویٰ خصوصیت وفضیلت کے سب سے زیادہ اور بڑھ کر اپنے عہد واقرار کا پاس ولحاظ فرمانا چاہئے۔ کیونکہ صادقین کا صادق الوعد ہونا قرآن مجید کی شرط ہے۔

۸...... یہ تو منہمک بہیمیت،غفلت شعار وعاقبت فراموشوں کا کام ہے کہ ؎

عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گذرتی ہے

کے مقولہ کے موافق کسی امر کی پرواہ نہ کی جاوے۔صرف چندروزہ گذران ہی مدنظر ہو اور اسی کے فکر وانتظار میں استدادتواریخ سے بسر کرنے کو غنیمت سمجھا جاوے۔گو اغراض نفس طلب جاہ وطول امل کو چھوڑ کر کسی عاشق دنیا کو کب گوارا ہوسکتا ہے کہ اپنے نفس کے مخالف حقیقت الحال علانیہ قبول کر کے اپنی گذران میں خلل انداز ہو۔لیکن اہل اللہ وعارفان باللہ کے نزدیک بفضلہٖ تعالیٰ یہ کچھ مشکل نہیں۔ان کا تو آیات قرآن مجید ’’ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب‘‘ (جوکوئی ڈرے اللہ تعالیٰ سے وہ اس کے واسطے مشکلات سے مخلصی کی راہ نکالے گا اور ایسی جگہ سے اس کو رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان نہ ہو) ’’ومن یتوکل علے اللہ فھو حسبہ (الطلاق:۲،۳)‘‘ (اور جوکوئی اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے پس وہ اس کے لئے کافی ہے) پر کامل ایمان اور قول وفعل ’’یکفیک من وسع الخلائق رحمۃ ۰ وکفایۃ

ذوالفضل والاحسان ’’(کافی ہے تجھ کو وہ جس کی رحمت وکفایت مخلوق پر وسیع ہے اور وہ صاحب فضل واحسان ہے)

فصل نمبر:۲۱...... عبداللہ آتھم والی میعاد گذر جانے پر جب لوگوں نے حتیٰ کہ مولوی نورالدین نے بھی ایک شخص کے استفسار پر لکھا کہ یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور صحیح نہیں نکلی تو مرزاقادیانی نے ناراض ہوکر علاوہ بے ایمان بداعتقاد بنانے کے طرح طرح کی دشنام وگالیاں دیں۔ لیکن خلاف مشاہدہ کوئی شخص کیونکر صم بکم ہوکر جبراً قبول کر سکتا تھا کہ یہ بلاکم وکاست پوری ہوگئی۔ لہٰذا مرزاقادیانی نے اپنی صداقت منوانے کے لئے پیرایہ کو بدل کر دوسرا پیرایہ اختیار کیا اور عجیب نرالی نئی منطق سے اپنی پیش گوئی مندرجہ اشتہار ۲۱؍نومبر ۱۸۹۸ء کو مکرر ثابت کیا ہے۔ یعنی ایک ہی امر وشی کو خود بدولت کے لئے باعث عزت ومقبولیت اور اسی کو دوسرے غریبوں کے لئے موجب ذلت وخواری قرار دیا ہے اور ارشاد قرآن مجید:’’ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوا ھم اووزنوھم یخسرون (المطففین: ۱تا۳)‘‘(وائے ہے ان کم کرنے والوں کے لئے جو اپنے لئے لوگوں سے پورا ماپ لیں اور دوسروں کے لئے ماپ یا وزن میں کم کردیں) کا کچھ لحاظ نہیں فرمایا۔ چنانچہ ایک طویل اشتہار ۱۷؍دسمبر ۱۸۹۹ء اس بارہ میں شائع فرمایا ہے۔ جس کی پیشانی ہے ایک عظیم الشان پیش گوئی کا پورا ہونا۔

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۹۲)

۲...... اگرچہ ان مضامین سے عاجز کو کچھ تعلق نہیں۔ لیکن چونکہ یہ بذیل ذکر کارروائی ودعاوی مرزاقادیانی خواہ نخواہ آگئے ہیں۔ لہٰذا جو کچھ ظاہر معلوم ہوا عرض ہے باقی متعلق اشخاص خود جواب دیں تو دیں۔

۳...... اشتہار میں مرزاقادیانی لکھتے ہیں کہ اب تک بعض کوتاہ اندیش نادان دوست محمد حسین کے خلاف واقعہ طور پر یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی اور جو پیش گوئی میں ذلت کا وعدہ تھا وہ اب تک ظہور میں نہیں آیا۔ پھر ص۲ میں لکھا کہ یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوئی۔

۱...... محمد حسین کی تحریر جس میں یہ تھا کہ مہدی کی حدیثیں صحیح نہیں ظاہر ہوکر اس پر فتویٰ ہوگیا۔ ذلت ہوئی۔

جواب...... عجیب معاملہ ہے مرزاقادیانی احادیث مہدی کی اپنے دل پسند خلاف سلف وخلف تاویل کریں۔ مہدی علیہ السلام کو خونی کہہ کر اس کے آنے سے انکار اور تمام امت اہل سنت سے مخالفت کریں تو ان کی عزت اور دوسرے کسی کا ان کو صحیح نہ کہنا ہی ظاہر ہو تو اس کی ذلت۔

۲...... ص۳ میں لکھا کہ الہامی عبارت ’’اتعجب لامری ‘‘میں لام کے صلہ کو غلط کہا۔ ذلت ہوئی۔ کیونکہ یہ اہل ادب واہل بلاغت کی کلام دیوان حماسہ وغیرہ میں پایا جاتا ہے۔

جواب...... مرزا قادیانی قرآن مجید کی آیات، احادیث وراویوں کے ناموں میں غلطیاں کریں اوران غلطیوں کی فہرستیں چھپیں جن کا ذکر دوسری جگہ آیا ہے۔ جیسا کہ آیت کریمہ: ’’اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اهل البیت انه حمید مجید ‘‘(کیا تعجب کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے امر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں تم پر ہیں ...... گھر والو تحقیق اللہ تعالیٰ تعریف کیا گیا اورنہایت بزرگ ہے)

(جیسا مولوی محمد حسین فرماتے ہیں کہ ہم نے تو صرف اسی قدر کہا ہے۔ زیادہ کچھ نہیں کہا) تب بھی وہ اس حق ودرست کہنے پر ذلیل اور عجب تر یہ کہ مرزا قادیانی بدعویٰ حمایت فوقیت قرآن مجید کلام خالق کی فصاحت وصلہ کے مقابلہ پر دوسری مخلوق کی کلام سے عجب کا صلہ لام پیش کرتے ہیں۔ پھر زیادہ تعجب یہ کہ متفق علیہ حدیث کے الفاظ ’’عجبنا له بساله ویصدقه ‘‘(ہم نے اس کے سوال اور پھر اس کی تصدیق کرنے پر تعجب کیا) تو ثبوت صلہ لام کی خاطر تحریر فرماوے۔ لیکن اس حدیث میں جو مضمون نزول ملائکہ ہے کہ جبریل علیہ السلام زانو بزانو رسول اللہ ﷺ کے بیٹھ کر سوال کرتے اور پھر تصدیق کرتے اس کے مرزا قادیانی قابل نہیں۔ آپ جبرائیل علیہ السلام کا ہیڈ کوارٹر آفتاب مقرر فرماتے ہیں۔

۳...... محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائی گئی کہ وہ آئندہ مجھے دجال، کافر، کاذب نہیں کہے گا۔ قادیان چھوٹے کاف سے نہیں لکھے گا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۹۹)

جواب...... مرزا قادیانی سے بھی سب سے اوّل اسی اقرار نامہ پر دستخط کرائے گئے کہ الٰہی الہامات کسی کی ذلت وغیرہ والے شائع نہ کریں گے۔ خدا تعالیٰ کے پاس اپیل نہ کریں گے۔ بٹالہ سے نہ لکھیں گے وغیرہ تو مرزا قادیانی کی اس میں عزت دوسرا جس کو الہام کا دعویٰ بھی نہ ہو وہ اگر اس اقرار پر دستخط کرے تو ذلت۔

۴...... جعفر زٹلی وغیرہ کی قلمیں ٹوٹ گئیں۔ اگر ذلت وغیرہ کی موت اس پر وارد نہیں ہوئی تو اب کیوں نہیں گالیاں نکالتا۔ ابوالحسن تبّتی کہاں ہے۔ اس کی زبان کیوں بند ہوگئی۔ ان سب کے منہ میں لگام دی گئی۔

جواب...... جعفر زٹلی کی قلم کہاں اور کیونکر ٹوٹی جب اس کی مضامین برابر چھپتے ہیں۔ بلکہ

مرزا قادیانی کی طرف سے تو اخبار الحکم ۲۳؍ستمبر ۱۸۹۹ء میں ان کی زبان درازی مکرر کی شکایت کی گئی اور گورنمنٹ کو توجہ دلائی گئی کہ ان کا خیال رکھے اور یہاں ثبوت مدعا کے لئے تجاہل عارفانہ کر کے فرمایا کہ قلمیں ٹوٹ گئیں اور منہ بند ہوگئے۔

۵...... خلاف تہذیب کا عذاب عدالت میں پیش ہونے اور پبلک پر ظاہر ہونا عزت ہے یا بے عزتی اور عدالت کی طرف سے مواخذہ ہونا موجب سرفرازی ہے یا شان مولویت کو اس سے ذلت کا دھبہ لگتا ہے۔

جواب...... مرزا قادیانی کی خود ایجاد لعنتیں مسلمانان پر گالیاں اپنی زبان سے ان کو سرکار کا باغی بنانا وغیرہ۔ مضامین بقول مرزا قادیانی تمام بلاد میں شائع ہوں تو ان کی عزت۔ لیکن دوسرے کسی کی خلاف تہذیب تحریر ظاہر ہو تو اس کی ذلت پھر مولوی صاحب زور سے انکاری ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہماری اپنی کوئی ایسی تحریر عدالت میں ہرگز پیش نہیں ہوئی۔

۶...... عالمانہ عزت میں فرق آیا۔ اس لئے کہ انہوں نے اخبار میں شائع کر دیا کہ مقدمہ میں عاجز بری نہیں ہوا۔ بلکہ ڈسچارج ہوا جو غلط ہے۔

جواب...... مرزا قادیانی اقرارنامہ کو نوٹس کہیں تو عزت، دوسرا کوئی بری کو ڈسچارج کہے جو لفظ بعینہ فیصلہ انگریزی میں ہے اور اس کا ترجمہ لفظ رہا فیصلہ اردو میں تو ذلت، مرزا قادیانی نے بلاضرورت عربی الفاظ سے مقابلہ کر کے طول بحث کی ہے۔ اس جگہ تو ان الفاظ سے غرض ہے جو عدالت نے لکھے اور موجود ہیں۔

۷...... اس میعاد میں بموجب ایک پیش گوئی کے عبدالحق غزنوی کی زندگی میں چوتھا لڑکا مبارک احمد پیدا ہوگیا جو میری عزت کا موجب اور محمد حسین اور اس کے گروہ جعفر زٹلی وغیرہ کی ذلت کا موجب ہوا ہوگا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱۱)

جواب...... مرزا قادیانی کے گھر فرزند قادیان میں ہوا اور امرتسر میں تب تک ایک شخص زندہ رہے تو اس سبب ذلت لاہور اور بٹالہ اور تبت کے خاص خاص اشخاص اور ان کے گروہ پر۔ مرزا قادیانی اپنے اس قاعدہ کے رو سے تو جس قدر فرزندان ان کے مخالفین کے گھروں میں پیدا ہوں۔ ان کو اپنے مخالفین کے لئے عزت اور خود بدولت وگروہ والا کے لئے باعث ذلت قبول فرمالیا کریں تو عین انصاف ہے۔

۸...... مقدمہ کے بعد خداتعالیٰ کے کرم وفضل نے میری طرف دنیا کو رجوع دیا اور دے رہا ہے۔ یہ بھی اس شخص کی صریح ذلت ہے جو اس کے برخلاف میرے لئے چاہتا تھا۔

جواب...... مرزا قادیانی بایں دعویٰ انس محبت شوق وذوق الٰہی اقبال علے اللہ ودعویٰ نیابت نبوت ارشاد قرآن مجید ’’انما اموالکم واولادکم فتنة ‘‘(تمہارے مال اوراولا دفتنہ ہے) واحادیث مذمت دنیا کو نظر انداز فرما کر رجوع دنیا کو اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم کہہ کر عزت والے بنیں۔لیکن دوسرا کوئی قرآن مجید حفظ کرنے اور ورود وظائف کے سبب لوگوں سے کم مخالطت کرے تو وہ ذلیل۔ پھر عبداللہ آتھم کی پیش گوئی پوری نہ ہونے پر جولوگ قادیان میں جمع تھے ان کے چلے جانے پر اور جو مرید کہتے تھے کہ ہم کس ریش سے واپس اپنے شہر کو جاویں۔ان کے جواب میں تو فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوا کہ عام اناپ شناپ لوگوں کا رجوع نہ ہونے دیا۔غرض اس وقت رجوع نہ ہونے میں کامیابی اوراب رجوع ہونے میں۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۱۰)

۹...... مولوی محمد حسین کو کچھ زمین مل گئی سو رسول اللہ ﷺ کی حدیث موجود ہے:’’لا تدخل سكة الحرث على قوم الا اذلهم ‘‘(کھیتی کا آلہ اور لوہا کسی قوم میں نہیں آتا جو اس قوم کو ذلیل نہ کرے)’’انه صلى الله عليه وسلم راى شيئا من الة الحرث فقال لا يدخل هذا بيت قوم الادخله الذل ‘‘(آنحضرت ﷺ نے............ ہیں سے کچھ دیکھا تو فرمایا کہ یہ کسی قوم کے گھر میں داخل نہیں ہوتا مگر اس قوم کو ذلیل کر دیتا ہے)

جواب...... اوّل مولوی محمد حسین کو زمین کا نہ ملنا ذلت کہا جاتا تھا۔اب جب مل گئی تب بھی حدیث شریف ذلت والی موجود، لطف یہ کہ مرزا قادیانی پشتون آباواجداد سے حارث، زمیندار، اسی پر معاش وگذران کرنے پر بھی اور زمین دیوار بدیوار رکھ کر عزت والے بلکہ مسیح، مہدی، مجدد امام الزمان اور مولوی محمد حسین اپنی سکونت سے مسافت بعیدہ سینکڑوں میلوں پر زمین ملنے اور دوسرے مزارعان سے کاشت وآباد کرانے پر ذلت والوں میں شاید مرزا قادیانی فرماویں کہ ہم نے اسی وجہ سے زمین وباغ بذریعہ رجسٹری رہن انتقال کر دیا ہے تو جواب ظاہر ہے کہ اس رہن وانتقال پر بھی وہ زمین کہیں دوسری جگہ نہیں گئی گھر کی گھر ہی میں رہی اور کل زمین رہن بھی نہیں ہوئی۔

۱۰...... کسی ریاست میں محمد حسین کا وظیفہ مقرر ہو گیا۔اس کو کوئی دانشمند عزت قرار نہیں دے گا۔ بلکہ اس جگہ تو وہ فقرہ یاد آتا ہے کہ:’’بئس الفقير علىٰ باب الامير ‘‘(برا ہے وہ فقیر جو امیر کے دروازہ پر ہو)

جواب...... مرزا قادیانی ہر ضرورت وامر میں اشتہارات شائع کر کے اقرار ومدار وعدہ کر کے کبھی بنام قیمت کتاب کبھی درستی وفراخی مکان کبھی بنام مدرسہ ومہمان خانہ ومسجد باوجود دعویٰ صاحب وسعت وجائیداد ہونے کے آئے دن غربا ومتوسط الحال اشخاص سے چندہ وروپیہ بطور خیرات

وصدقات وصول کرتے رہیں اور حدیث رسول اللہ ﷺ: ’’ان رسول اللہ ﷺ قال وھو علی المنبر ھو یذکر الصدقة والتعقف من المسئلة لید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا ھے المنفقة والسفلی ھی السائلة متفق علیه ‘‘(رسول اللہ ﷺ نے جب آپ منبر پر صدقہ اور سوال سے پرہیز کرنے کا ذکر فرمارہے تھے فرمایا کہ اوپر کا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والا اور نیچے والا سائل ہے)وغیرہ جو اس بارہ میں ہیں ان سب کو پس پشت ڈالنے پر بھی معزز وعزت والے اور دوسرے کسی کا اگر کسی ایسی ریاست وسرکار سے وظیفہ مقرر ہو جس کی آمدنی لاکھ ہا، کروڑ ہا روپیہ ہو اور اس قدر فراوانی مال بظاہر ہوتی بھی اسی لئے ہے کہ دوسری مستحق مخلوق کا اس میں حصہ ہو اور ان کو اس خزانہ میں سے کسی کو کچھ دینے سے کوئی تکلیف بھی ہرگز نہیں ہوتی۔ گویا ایسا ہی جیسا کہ دریا میں سے قطرہ سوایسی ریاست سے بھی اگر کسی کو کچھ ملے تو اس کی ذلت۔ سبحان اللہ!

۴...... عرض مرزاقادیانی کی بزبان خود ہر طرح سے ہر امر میں عزت اور دوسری غریب مخلوق کی ہر طرح سے ہر امر میں بزبان مرزاقادیانی ذلت وخواری اور پھر مرزاقادیانی خیر خواہ مخلوق رحمت اللعالمین، انک لعلی خلق عظیم وغیرہ سب کچھ۔

۵...... اسی طرح مرزاقادیانی نے بعد مباہلہ مولوی عبدالحق غزنوی کی نسبت بھی لکھا ہے کہ وہ اور اس کا گروہ ذلیل ہوا اور ہماری ہر طرح سے عزت اور قبولیت ہوئی۔ یہ مرزاقادیانی کے دلائل وکمالات ہیں۔ جن پر ان کے مرید مفتون اور قربان ہیں۔

۶...... یہ امر باعث حمد وشکر وقابل تسکین ہے کہ پیش گوئیوں کی تاثیر وتکلیف وصداقت خود بذات خاص مرزاقادیانی کو ہی محسوس ومعلوم ہوتی ہے۔ الحمدللہ! کہ دوسری مخلوق الٰہی جن کے ڈرانے اور دھمکانے کے لئے ان کی اشاعت وغیرہ کی تکلیف اٹھائی جاتی ہے۔ ان کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔ گویا اوّل پیش گوئی کرنے کی پھر اس کی اشاعت کی۔ انتظار کی وبالآخر اس کی صداقت وتاثیر معلوم ومحسوس ہونے کی غرض یہ سب تکالیف مرزاقادیانی نے وفور شفقت علی خلق اللہ کے باعث نہایت مہربانی وہمدردی سے اپنی ہی ذات پر گوارا کر رکھی ہیں۔ دیگر عاجز بندگان اس محنت ودردسری سے بری وآزاد ہیں۔ اگرچہ مرزاقادیانی مزید براں اپنی زبان وقلم کو یہ تکلیف بھی ساتھ ہی دیتے رہتے ہیں کہ جن کے حق میں پیش گوئیاں تھیں۔ وہ تباہ وبرباد وذلیل ہوگئے۔ ان کا کچھ باقی نہیں رہا۔

فصل نمبر:۲۲...... اس اشتہار میں مرزا قادیانی کے اور امور بھی بہت عجائب ہیں۔ مثلاً آپ ہر پیش گوئی کو عظیم الشان ہی لکھتے ہیں۔ کبھی کسی کو ادنیٰ، معمولی یا اوسط شان والی نہیں فرماتے تاکہ لوگوں کو کچھ فرق وامتیاز تو معلوم ہو یہ شاید اس لئے کہ خود بدولت جو عظیم الشان ہوئے۔ لہٰذا ان کا ہر امر عظیم الشان ہوا۔

۲...... مولوی محمد حسین پر اعتراض کرتے ہیں کہ: ’’انہوں نے اقرار کیا کہ آئندہ دجال کافر کاذب نہیں کہے گا۔ اب دیکھو وہ استفتاء ان کا کہاں گیا۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے اب تک اور اخیر زندگی تک انہیں عقائد پر قائم ہوں۔ جن کو محمد حسن نے کلمات کفر قرار دیا ہے۔‘‘

جواب...... جب آپ انہیں عقائد پر قائم ہیں تو پھر مرزا قادیانی یہ کیونکر کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ ہم پر افتراء ہیں۔ ہمارا وہی عقیدہ ہے جو دوسرے مسلمانوں کا۔

جیسا کہ کتب وغیرہ میں لکھا ہے اور ’’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘‘ بھی مسلمانوں کی تسکین کی خاطر پڑھ دیا کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ مولوی محمد حسین کا استفتاء کہاں گیا۔ بجواب مولوی صاحب استفسار پر کہتے ہیں کہ فتویٰ اسی طرح قائم ہے۔ ہم سے کوئی پوچھے تو وہ ہی کہیں گے۔ ہاں! بحث مباحثہ میں ایسے الفاظ حسب اقرار جانبین استعمال نہیں کریں گے اور ظاہر یہی ہے کہ اگر مرزا قادیانی اقرار نامہ پر دستخط کرنے سے اپنے کتب واشتہارات ومضامین وعقائد مندرجہ کو کالعدم خیال کریں تو فتویٰ بھی نہیں رہے گا۔ ورنہ جب تک وہ عقائد موجود ہیں تب تک وہ فتویٰ بھی موجود وقائم وکارگر رہے گا۔

۳...... اشتہار کے ص۵ میں لکھا ہے کہ: ’’میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر، دجال نہیں ہوسکتا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۰۳)

میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ میں کبھی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا۔ اپنے دعویٰ سے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ ماسوا اس کے ملہم اور محدث کیسا ہی اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ ہاں! بدقسمت منکر۔

جواب...... جب یہ امر صحیح ہے تو پھر آپ نے خط مورخہ ۱۶؍جون ۱۸۹۹ء اسمی خاکسار میں خود بدولت کے حق میں یہ الہام کیسے لکھ دیا ہے کہ: ’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا تعالیٰ اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰)

۴...... اشتہار کے ص ۶ میں لکھا ہے کہ: ’’اولیاء اللہ کی مخالفت میں اللہ اس کا دشمن ہو کر دولت ایمان اس سے چھین لیتا ہے۔ تب بلعم کی طرح صرف لفاظی اور زبانی قیل وقال اس کے پاس رہ جاتی ہے۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۰۳ حاشیہ) نسبت انس، شوق، ذوق، محبت، تبتل، تقویٰ، اس سے کھوئی جاتی ہے۔‘‘

جواب...... مرزا قادیانی براہ مہربانی خود بدولت کی لفاظی اور حیل کی طرح بھی خیال فرماویں اور پھر انس، شوق، ذوق، محبت، تبتل، تقویٰ کو جن کا ذکر دوسرے مواقع پر ہوا ہے دیکھیں۔ نیز یہ کہ مرزا قادیانی کو بحث مباحثہ، سب وشتم، لعن طعن، مخلوق دیگر تردداتا سے ایسی فرصت اور وقت ہی کب ملتا ہے کہ آپ ان امور کی طرف متوجہ ہوں۔ ہاں! خالی الفاظ بیشک آپ کے پاس بہت ہیں۔

صرف مرزا قادیانی ہی پر کیا منحصر ہے۔ اگر کوئی واقعی صادق الحال عالی شان عارف باللہ بھی خدانخواستہ خود بینی وخود فروشی کی فضولیات میں پڑ کر ان پرقساوت ونامبارک الفاظ کا شغل ومشق کرے تو ممکن نہیں کہ ان منحوس الفاظ کی شامت وتاثیر سے اس میں ان اخلاق فاضلہ واعمال حسنہ کی توفیق باقی رہ جائے۔

۵...... پھر اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ: ’’انجام کار اس مخالفت کے پردہ میں کسی دن کسی عظیم الشان مسئلہ کی مخالفت یا نشان کا انکار کر بیٹھتا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۰۳، حاشیہ)

جواب...... مرزا قادیانی نے جو مسائل کا انکار کیا ہے جیسے عظیم الشان مسئلہ تصویر کا جس کی نسبت اس قدر وعید متفق علیہ احادیث میں وارد ہیں اور آج تک سلف وخلف امت کا عمل بھی اسی پر رہا۔ اس کو ہیچ سمجھ کر خود بدولت نے جو طرح طرح کی اپنی تصاویر کھنچوائیں اور اس کے جواز پر اپنا عمل سند گردانا ان کی طرف خوب خوض وتدبر سے غور کر کے سوچیں کہ اس کا محرک کون سا باعث ہوا ہے؟

۶...... ص۱۳ میں فرمایا کہ: ’’ہم بدل بیزار ومتنفر ہیں کہ ان لوگوں کا نام بھی لیں۔ چہ جائیکہ ان کے حق میں پیش گوئی کر کے ایسے خطاب سے ان کو کچھ عزت دیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱۵)

جواب...... ’’سبحان اللہ! اللہ اکبر، مرسلون‘‘ اور ’’مجددون‘‘ اور ’’رحمت اللعالمین ۰ وانک لعلی خلق عظیم‘‘ کے خطاب والوں کی یہی شان ہے کہ دعویٰ تو فنا، نیستی وخاکساری وخیر خواہی اور اس پر غصہ وغضب، تکبر وعلو کا یہ حال وخیال اسی واسطے تو مرزا قادیانی کے دعاوی وحالات کے اضداد واختلافات کو دیکھ کر مخلوق کو حیرانی ہوتی ہے کہ یا الٰہی یہ کیا قیل وقال وحال وچال ہے۔ مولوی روم نے کیا عمدہ فرمایا۔

عاشق تصویر ووہم خویشتن
کے بود چون عاشقان ذوالمنن

ونیز دوسرا شعر جواس مضمون کو صاف کرنے کے بعد عاجز کو کشفا دکھلایا گیا۔

حدیث عشق از بطال منیوش
کہ در سختی کند یاری فراموش

۷...... اب غور فرماویں کہ مرزا قادیانی نے جو اس اشتہار کے اخیر میں الفاظ ’’سراسر ترک حیا ونا منصف۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۱۶،۲۱۷) دوسرے غریبوں کے حق میں تحریر فرمائی ہیں۔ آیا یہ انصاف ہے؟ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد: ’’**الحیاء من الایمان والایمان فی الجنة** ‘‘(حیاء ایمان، جنت میں ہے)’’**وان لکل دین خلقاً وخلق الاسلام الحیاء** ‘‘(ہرایک دین کا ایک خلق (خصلت) ہوتا ہے اور اسلام کا خلق حیا ہے) کے موافق تو کسی کو تارک حیا یا حیا سے خالی کہنا گویا اس کو ایمان واسلام سے جواب دینا ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی ابھی فرما چکے ہیں کہ: ’’میں کسی کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتا۔‘‘ تدبر فرماویں۔

فصل نمبر:۲۳...... چونکہ سید عبداللہ غزنوی مرحوم کی صحبت کا سالہا سال اتفاق رہا۔ اس فانی فی اللہ، باقی باللہ کی نسبت عبودیت بھی جو خود ان پر نہایت غالب تھی بہت سرایت کر گئی۔ بمصداق ؎

جمال ہمنشین درمن اثر کرد
وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

مثلاً جب عاجز کو الہام ہوا کہ: ’’**من عنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو** ‘‘ (کون ہے جس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ کیوئی نہیں جانتا ان کو مگر وہ ہی) اور اس کے بعد ایک شخص سامنے آیا اور پوچھا کہ تم اپنے لئے یہ چاہتے ہو تو میں نے کہا کہ ہرگز نہیں اور اپنا سینہ اس کے سامنے کر کے کہا کہ توجہ سے دیکھو میرے دل میں یہ خیال مطلق نہیں آیا۔

۲...... اس مرحوم کے بعد جس اہل اللہ سے اتفاق ملاقات ہوا، خواہ نخواہ بے اختیار اس مرحوم کے اخلاق فاضلہ تجرد وتبتل وانابت واستغراق ذکر دوستوں ودشمنوں کے لئے خالص اللہ دعا دینے نہ دینے والا یک سان غیر اللہ سے استغنا ’’**فلا تزکوا انفسکم** ‘‘ پر عمل اور اس کی تعلیم وتکرار التفات اہل دنیا سے بیزاری، تعظیم وتکریم بے جا سے نفرت وغیرہ وغیرہ پیش نظر ہو کر اس دوسرے

اہل اللہ کی صفات واخلاق کا مقابلہ ہو جاتا ہے اور جو اخلاق ان اخلاق سے معارض ومخالف ہوں ان سے بے اختیار طبیعت بھڑکتی ہے اور ہرگز موافقت ودلچسپی پیدا نہیں ہوتی۔ مثلاً جب کوئی اپنی مدح سرائی وطلب شہرت کے لئے کوئی پہلو اختیار کر کے کسی طرح ساعی ہو۔ دشمنوں کے لئے سب وشتم میں ان دشمنوں ومخالفوں سے بھی بڑھ کر مصروف رہے۔ دینے والے کی تعریف وشہرت وتحسین میں مبالغہ کرے۔ مخلصین ومحبین سے بھی دعا کی اجرت ونذرانہ وعوضانہ کا تقرر واصرار کرے اور پھر پیشگی ادا کرنے کی ترغیب بھی کسی نہ کسی پیرایہ میں ساتھ ہو۔ ’’فلا تزکوا انفسکم ‘‘ کے خلاف اظہار فضیلت ہی شیوہ بنائے واہل دنیا کا خواہ کسی مصلحت ہی سے ہو از خود شکرگزار ورطب اللسان ومداح ہو تو مجبوراً وبے اختیار بباعث غلبہ نسبت عبودیت نہایت شاق وناگوار گزرتا ہے۔

۳...... مرزاقادیانی کے عادات واخلاق کا نہ عاجز معہ رفقا صرف واقف ہی ہے۔ بلکہ قائل ہے ان کی مہمان نوازی جس کا دنیا ودین میں نافعہ ومفید ہونا ظاہر وثابت ومحقق ہے۔ دعویٰ خدمت اعلای کلمتہ اللہ جو مسلمانوں کو نہایت عزیز وپیارا ہونے کے باعث ان کی رجوع ومیلان طبیعت کے واسطے اثر مقناطیسی کا حکم رکھتا ہے) بمقابلہ مخالفین اسلام اوران کے اعتراضات دور کرنے کو ہر طرح سے زبانی ہروقت کمربستہ اوران کے مقابلہ میں دلائل قرآنی بیان کر کے ان کو لاجواب وساکت وملزم کرنے پر تیار اور ملکہ تحریر ایسا کہ ایک ہی سوال کے جواب میں نفیاً واثباتاً ہر دو قسم کے ایسے دلائل پیش کرنے کہ مخاطب حیران رہ جاوے وغیرہ۔

لیکن سدراہ اور مشکل یہ امر ہوا کہ جب کبھی کوئی امر مخالف اخلاق عبودیت خواہ کسی مصلحت سے ہی ہو مرزاقادیانی سے ظہور پذیر ہوتا رہا ہے تو اوّل تو عاجز مع رفقاء بباعث حسن ظن کے اس کو اخلاص پر حمل کرتے رہے اور اگر بہت ہی مشکلات اور موانع اس میں پیدا ہوئے تو بوجہ غلبہ نسبت عبودیت عاجز معہ رفقاء اس میں موافقت ودلچسپی سے معذور رہے۔ کیونکہ اس میں بے اختیاری تھی اور یہ بھی ایک بھاری وعظیم موجب علیحدگی کا ہے۔ جس کے سبب سے مرزاقادیانی کی ہاں میں ہاں وہر ایک امر میں موافقت نہیں ہوسکی۔

فصل نمبر:۲۴...... توہین وتحقیر سید عبداللہ غزنوی مرحوم کی جو مرزاقادیانی نے عاجز کے رؤیا کی صداقت کے لئے کی، اس پر تو بہت ہی تعجب ہوا۔ خصوصاً اس لئے کہ نہ صرف بوقت حیات عبداللہ کے مرزاقادیانی خود کئی مرتبہ ان کے پاس دعا کے واسطے آئے۔ بلکہ ان کے بعد عالم روحانی میں

بھی ان سے استفادہ یعنی سوال تعبیر رؤیا کی کرتے رہے۔ جیسا کہ خاتمہ تبلیغ میں خود مرزا قادیانی نے تحریر فرمایا ہے کہ: ’’رأیت فی تلک الرؤیا شیخاً صالحاً اسمه عبدالله الغزنوی قد مات فی السنین فسالته من تاویل هذه الرؤیا‘‘ (دیکھا میں نے اس خواب میں ایک شیخ صالح جس کا نام عبداللہ الغزنوی تھا اور جو کئی سال سے رحلت کر چکے تھے پس میں نے ان سے اس خواب کی تعبیر کا سوال کیا) (آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ ص۵۷۶)

۲...... مرزا قادیانی کئی مواقع پر ان کی مدح وثناء تحریر و بیان فرما چکے ہیں اور اب ملاقات گذشتہ پر مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کہ محمد حسین کو سمجھاؤ تب پردہ پوشی عبداللہ مرحوم کی ہوتی ہے۔ ورنہ کچھ باقی نہیں رہتا۔ علاوہ نازیبا تناقض ہونے کی کس قدر خلاف ہدایت وارشاد اسلام ہے اور کیسا ارشاد: ’’تلک امة قد خلت‘‘ (اس کا ترجمہ گزر چکا)

’’واذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساوهم‘‘ (اپنے گذشتگان کی نیکیاں ذکر کرو اور ان کے عیبوں سے بندر ہو) وغیرہ کے مخالف ومنافی ہے۔

۳...... مرزا قادیانی کی قلم سے بھی عبداللہ غزنوی مرحوم کی نسبت لفظ صالحا ہی نکلا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ایک مرد صالح کی توقیر میں آیا ہے۔ لیکن تعجب وافسوس یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے جو فرزندان واولاد کے بارہ میں مراعات پدری کا آیات ’’وکان ابوهما صالحاً (الکهف:۸۱)‘‘ (اور ان کا باپ صالح تھا) ’’فکان ابواه مؤمنین (الکهف:۸۰)‘‘ (اس کے والدین ایمان والے تھے) میں سبق دیا ہے مرزا قادیانی نے بایں دعویٰ قرآن دانی وفضل وکمال واخلاق فاضلہ اس مراعات خداوندی کے خلاف جن مکروہ الفاظ سے ان کی اولاد کلمہ گو پابند صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ کو یاد کیا ہے۔ ناگفتہ بہ وقابل شرم ہے۔

۴...... مرزا قادیانی نے عاجز ورفیق عاجز کو عندالملاقات مخالف ومحض ناواقف ٹھہرا کر سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے مکذبین اور ان کی بدانجامی کے متعلق نیز دیگر کئی غیر متعلق قصص سنائے۔ ان سے بھی تعجب وحیرانی ہوئی۔ کیونکہ وہ منکرین ومخالفین کے قصص ہیں اور یہاں الحمدللہ کسی قسم کی مخالفت وتکذیب ان امور سے نہیں تھی۔

فصل نمبر:۲۵...... مرزا قادیانی نے فرمایا کہ ملہم عالم وخاندانی ہونا چاہئے تاکہ اس پر کوئی اعتراض نہ ہو اور بروقت بحث وسوال قرآن واسلام پر ڈگری نہ کرائے۔ وغیرہ! یہ دلیل مرزا قادیانی کی نہایت تعجب وحیرت افزاء ہے کیا ان کو معلوم نہیں کہ ایسے ہی شرائط کے مقابلہ پر جو کفار مکہ نے

رسول اللہ ﷺ کے پیش کئے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ’’اللہ اعلم حیث یجعل رسالته (الانعام:۱۲۴) ویختص برحمته من یشاء (البقرہ:۱۰۵)‘‘ وغیرہ کا جواب کافی ودندان شکن دیا تھا۔

۲...... پھر خود جناب رسول اللہ ﷺ کو جب پہلے ارشاد: ’’اقراء باسم ربک الذی خلق (العلق:۱)‘‘ آیا۔ تو صاف امی ہونا مان کر یہی فرمایا کہ: ’’ما انا بقارئ‘‘ لیکن جب خالق مالک رحمٰن رحیم واہب العطیات نے فضل وکرم کیا تو سب کچھ ہوگیا۔ ایسا کہ تمام دعویدار مشیخت وعلوم ہیچ وپوچ ہوگئے۔

۳...... مرزاقادیانی اپنی ہی عربی لیاقت کے دعوے کی طرف خیال کریں کہ حسب تحریر وقول خود اوّل کیا تھی اور اب مدح وثناء مخلوق وغیرہ مضامین میں کتنے کتب لکھ ڈالیں جن کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کراماتاً پیش فرماتے رہتے ہیں۔ اگرچہ ایک صوفی منش وفقیر مزاج مولوی صاحب جو وعظ اخلاص وبیان عیوب ومکر نفس وتاکید عبادت الٰہی وامتثال اوامر واجتناب نواہی وفکر طیاری عقبیٰ کرتے رہنے کی علاوہ خود بھی رقیق القلب وکثیر البکاء تھے۔ انہوں نے تو یہ مضمون بیان کیا تھا کہ اوّل اوّل ہم مرزاقادیانی کی تحریر وتصانیف کو بہت قدر ومنزلت سے دیکھتے تھے اور خیال تھا کہ اگر یہ اپنے دعاوی میں صادق ہیں تو ہم کو قبول کرنے میں کیا عذر ہے۔ لیکن جب بعد میں ایک عربی تحریر نکلی جس پر بڑا دعویٰ تھا کہ یہ بطور نشان ہے اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا اور نہ اس میں کوئی غلطی پکڑ سکتا ہے تو اس روز سے ہماری سب امیدیں کافور ہوگئیں۔ کیونکہ ہم لوگ بھی عربی سے واقف تھے اور عمریں اسی میں گذاری تھیں اور اس تحریر میں صریح صریح اغلاط ہر قسم ایسی تھیں کہ ان کی تکذیب وابطال دعویٰ کے لئے انہیں کو کافی سمجھ کر قابل توجہ وجواب خیال نہ کیا۔ لہٰذا اس روز سے مرزاقادیانی کی تحریرات کا دیکھنا اور ادھر التفات کرنا ختم ہوگیا اور جس قدر لوگ امید میں تھے سب نے مایوس ہوکر اس طرف سے رخ پھیر لیا۔ انتہے فقط!

یہ بیان مولوی صاحب کا صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ مولوی محمد حسین نے جو نمونہ کے طور پر فہرست اغلاط عبارت مرزاقادیانی کی اپنے رسالہ میں مشتہر کی ہے اور جو اغلاط دوسروں نے مرزاقادیانی کی عربی عبارت واشعار سے نکالی ہیں ان کا مرزاقادیانی نے کبھی جواب نہیں دیا۔ تاکہ لوگ دیکھتے کہ مرزاقایانی کے دعاوی فصاحت بلاغت کہاں تک صحیح ہیں۔

۴...... ایسا ہی مرزاقادیانی کے مرید خاص ومصدق مولوی نورالدین نے بھی ایک مولوی

صاحب کے اس اعتراض کا کہ ’’فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب‘‘ نام بموجب محاورہ عربی کے صحیح نہیں۔ کیونکہ عربی میں مقدمہ جھگڑے وتنازعہ پر جیسا کہ اردو میں معمول ہے بولا نہیں جاتا۔اب تک نہ معلوم کیوں جواب نہیں دیا اور اس کو موافق محاورہ کیوں ثابت نہیں کیا۔

۵...... خیر یہ تو مولویان وعالمان کا قال وحال ہے۔عاجز امی محض کو اس سے کیا بحث مقصد تو صرف یہ ہے کہ قادر قیوم علی کل شیٔ قدیر جب کچھ چاہتا ہے سب کچھ جس سے چاہے کرالیتا ہے۔’’وذلک علی اللہ یسیر ‘‘(اور یہ اللہ پر آسان ہے)اور اس کے ارادہ اور مشیت پورا ہونے کی کسی شرط کی حاجت نہیں۔پھر تعجب ہے کہ مرزا قادیانی بایں دعاوی علوم ایسی شرط ضروری قرار دیویں۔

۶...... عاجز کے نزدیک تو باتباع ہادی نبی الامی علیہ الصلوٰۃ والسلام امی ہونا فخر ہے۔ونیز دلیل صداقت کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صاحب الہام کا اس میں کچھ دخل ودست اندازی نہیں۔یہ سب کچھ اس قادر قدیر وعزیز وحکیم کا کام ہے اور ارشاد سراپا صدق حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ جو پاک کتاب قرآن مجید میں حضرت ہادی جن وانس ﷺ کو ہے کہ:’’ما کنت تتلوا من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذاً الارتاب المبطلون (العنکبوت:۴۸)‘‘(نہ تو اس سے پہلے کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ ہاتھ سے لکھتا تھا۔(اگر ایسا ہوتا)اس وقت البتہ باطلوں کو شک کرنے کا موقع ملتا)بھی اسی کا مصدق وشاہد ہے اور عاجز کو اپنی نالائقی اور بے بضاعتی کے خیال پر یہ الہام بھی ہوا ہے ؎

داد حق را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت داد اوست

نیز:’’واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ‘‘(اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاں اس کی رسالت کا محل ہے)

فصل نمبر:۲۶...... ایسا ہی شرط خاندانی کا حال ہے۔اس کے دو پہلو ہیں۔اوّل نسب سو اس کے فخر سے پرہیز کرنے کے واسطے یہ ارشاد سید الاولین والآخرین:’’ان اللہ قد اذھب عنکم عبیۃ الجاھلیۃ وفخرھا بالآباء انما ھو مؤمن تقی اوفاجر شقی الناس کلھم بنو اٰدم واٰدم من تراب‘‘(بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی عادتیں اور باپوں سے فخر کرنا دور کر دیا ہے۔سو اس کو نہیں وہ مؤمن پرہیزگار ہے یا فاجر شقی سب لوگ آدم علیہ السلام کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے تھا)کافی ووافی ہے۔

۲...... علاوہ ازیں حسب ونسب سلسلہ نبوت ورسالت میں تو ایک مسلم مسئلہ ہے۔ لیکن ولایت والہام کے واسطے اس کی کچھ حاجت وضرورت نہیں۔ جیسا کہ صحابہ کرام جو بعد از رسل افضل مانے گئے ہیں۔ ان میں سیدنا بلال، صہیب وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حال سے ظاہر ہے اور طالوت اور لقمان کا حال بھی جن کا ذکر اللہ پاک نے تعریف سے قرآن مجید میں فرمایا ہے اکثروں کو معلوم ہے کہ اللہ پاک کے فضل وکرم نے نسب کی کچھ پرواہ نہیں کی۔

۳...... پہلو دوم خاندانی ہدایت ومعرفت تقرب وتوحید باری تعالیٰ سو اس کو تو اتباع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کیا ذکر خود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی اللہ جل جلالہ نے ضروری امر قرار نہیں دیا۔ جیسا کہ حال سیدنا ابراہیم جد نبیتا ولوط وغیرہ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے ظاہر ہے۔ یہاں بھی وہی ''اللہ اعلم حیث یجعل رسالته (انعام:۱۲۴)'' (اللہ تعالیٰ اچھا جانتا ہے جہاں اپنی رسالت قائم کرے)''واللہ یختص برحمته من یشاء (البقرہ:۱۰۵)'' (اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کرتا ہے) کے ارشاد واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر ہی کارساز ومختار ہے۔''یخرج الحئی من المیت ویخرج المیت من الحی (انعام:۹۵) وھو العزیز الحکیم'' (زندہ کو مردے سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا)''وھو علیٰ کل شئ قدیر'' (اور وہ ہر شئے پر قادر ہے) کون سی چیز اس کے واسطے مشکل وانہونی ہے؟

۴...... جب رسالت جیسے اہم ومہتم بالشان امور میں اس قادر مطلق ''صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفواً احد'' (بے نیاز نہ کسی نے اس کو اور نہ اس نے کسی کو جنا اور نہیں کوئی اس کے برابر) نے کچھ پرواہ شرائط کی نہ کر کے اپنا سارا کام کرالیا تو اتباع انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خصوصاً امت خیرالوریٰ وسید الاولین والآخرین کے لئے کہ جن کے واسطے ''کنتم خیر امة (آل عمران:۱۱۰)'' کا خطاب ہے۔ ایسے شرائط کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ بلکہ بغیر ایسے شرائط کے اس قادر مطلق کا کام چلنا محال سمجھنا۔''ماقدروا اللہ حق قدرہ (الزمر:۶۷) مالکم لا ترجون اللہ وقاراً (نوح:۱۳) الم تعلم ان اللہ علےٰ کل شئ قدیر (البقرہ:۱۰۶)'' (اور وہ ہر شئے پر قادر ہے) وغیرہ وغیرہ احکام کا مخاطب ومقابل بننا ہے۔''ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا (البقرہ:۲۸۶)'' (اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو خطا ونسیان پر)

۵...... ہاں! شاید مرزا قادیانی حسب رواج ہندوستان سیدوں ومغلوں کو اصل خاندانی خیال

فرماتے ہوں سو عاجز کے پیرو شیخ سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ باوجود سید ہونے کے باتباع ارشاد ورسول اللہ ﷺ کبھی اس امر کی شیخی وفخر تو بجائے خود نام بھی اس کا نہ لیتے اور نہ ایسا نام رکھتے جس میں اس کا شائبہ ہو۔ بلکہ فرماتے: ''درعجم نسب راہیچ اعتماد نیست''

۶...... اور ظاہر بھی ہے کہ ہندوستان وپنجاب میں شہر اور پرگنے سادات سے پر ہیں۔ علمدار حسین علی نقی ومیر باقر اور پنجاب میں بوبہ شاہ، نتھو شاہ وگلاب علی وغیرہ نام سے آخر سید بن جاتے ہیں اور بن گئے ہیں۔

۷...... ایسا ہی حال مغلوں کا ہے جن کے جد امجد (بقول مؤرخین) چنگیز خان بدھ مذہب واس کے سلسلہ نسب کا حال وخونریزی مسلمانان کس کو معلوم نہیں۔

۸...... ہاں! دولتمندی وریاست دنیا میں خاندانی بنادیتی ہے۔ غیر قوموں کا ذکر کیا ضرور کہ رنجیت سنگھ بھی ساہنسی جاٹ ہوکر برہمنوں اور کھتریوں سے مہاراج کہلاتا رہا۔

۹...... عاجز کو ان امور میں سے کسی سے بھی تعلق نہیں ہے۔ میں تو اسی خاندان وشرافت کا قائل ہوں جس کو میرے محسن مولیٰ قدیر وحکیم نے اپنی کتاب مجید میں ''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الحجرات:۱۳)'' (بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ بہت تم سے وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتا ہے) کے ارشاد سے شرف بخشا ہے۔ وبس کیونکہ ارشاد ''فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یؤمئذ ولا یتساء لون فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسھم فی جھنم خالدون تلفح وجوھھم النار وھم فیھا کالحون (۱۰۱تا۱۰۴)'' (پس جب پھونکا جاوے گا بیچ صور کے پس نہیں نسب درمیان ان کے اس دن اور نہ ایک دوسرے کو پوچھے گا۔ پس جوشخص کہ بھاری ہوئے تول اس کے، پس یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانے والے، اور جوشخص کہ ہلکے ہوئے تول اس کے، پس یہ لوگ وہی ہیں جنہوں نے ٹوٹا دیا جانوں اپنی کو، بیچ دوزخ کے ہمیشہ رہیں گے۔ جھلس دیوے گی منہ ان کے کو آگ اور وہ بیچ اس کے تیوری چڑھاتے ہیں) بھی خاندانی فخر وشیخی کی نفی کرتا ہے۔

''اللھم اجعلنی بفضلک ورحمتک من المتقین المسلمین واجعلنی من عبادک الصالحین الذین لا خوف علیھم ولاھم یحزنون ولا تجعلنی من الذین ومع الذین یفتخرون بالانساب اٰمین'' (اے اللہ مجھ کو اپنے فضل ورحمت سے اپنے

ڈرنے والے، تابعداری کرنے والے اور نیک بندوں میں سے بنا۔ جن پر کچھ خوف نہیں اور نہ غمگین ہوں گے اور نہ کران میں سے اور ایسوں کے ساتھ جونسبوں کا فخر کرتے ہیں)

فصل نمبر:۲۷...... عاجز کو اکثر بخطابات وبمکالمات خاص ومتعلق حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام الہام ہوتے ہیں۔ جیسے الہام: ’’اصطنعتک لنفسی ولا تنین فی ذکری ۰ واضمم یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء ۰ ...... فاسلک یدک فی جیبک تخرج بیضاء للناظرین ۰ اصطنعتک لنفسی ثم جئتک یٰموسیٰ ۰ لا یخاف لدی المرسلون ۰ الم تریک فینا ولیداً ۰ سنشد عضدک رب زدنی علماً نجوت من القوم الظٰلمین جاء من جانب الطور الایمن وقربناہ نجیاً ۰ الّٰلھم اشرح لی صدری ویسرلی امری ۰ احلل عقدہ من لسانی یفقھوا قولی ۰ ھارون اخی اشدد بہ ازری ۰ ان بورک من فی النار ۰ رب بما انعمت علی فلن اکون ظھیراً للمجرمین ۰ کان عند اللہ وجیھاً ۰ لقد لقینا من سفرھا ھذا نصیباً ۰ کلا ان معی ربی سیھلین ۰ ففرتمنکم لما خفتکم فوھب لی ربی حکماً وجعلنی من الصالحین من المصلحین ۰ من المرسلین جاعلوہ من المرسلین اسمع واری فقولاً لہ قولاً لبنا ۰ خذما اتیتک وکن من الشاکرین ۰ وذکرھم بایام اللہ ۰ انھا لشرذمۃ قلیلون ۰ رب نجنی برحمتک من القوم الظلمین ۰ اصطفیتک علی الناس ۰ نسبحتک کثیراً ونذکرک کثیراً ۰ کنت بنا بصیراً ۰ قد اوتیت سوء لک یٰموسیٰ ۰ لقد مننا علیک مرۃ اخریٰ ۰ فتناک فتوناً القیت علیک محبۃ منی ۰ قد جئتک بآیۃ یٰموسیٰ ۰ انا اخترتک ۰ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر‘‘ (میں نے تجھے اپنے لئے برگزیدہ کیا اور تو میرے ذکر میں سست نہ ہو اور تو اپنا ہاتھ گریبان سے ملا تو بلاعیب سفید نکلے گا تو اپنا ہاتھ گریبان میں داخل کر تو نکلے گا سفید جس سے دیکھنے والے خوش ہوں۔ میں نے تجھے اپنے لئے برگزیدہ کیا۔ پھر آیا میں تیرے پاس اے موسیٰ۔ میرے پاس فرستادے نہیں ڈرتے۔ کیا ہم نے تجھے اپنے ہاں بچہ نہیں پالا۔ عنقریب ہم تیرا بازو مضبوط کریں گے۔ اے رب مجھے علم زیادہ کر نجات پائے تو نے قوم ظالموں سے۔ اس کو آمادہ ہم نے اس کو کنارے طور برکت والے سے اور قریب کیا ہم نے سرگوشی کرتے ہوئے۔ یا اللہ میرا سینہ کھول اور میرے کام آسان کر میری زبان سے گرہ کھول دے تاکہ میری بات سمجھیں۔ ہارون میرا بھائی

مضبوط کرا سکے ساتھ میری قوت۔ یہ کہ برکت دیا گیا ہے وہ جو آگ میں ہے۔ اے میرے رب بہ سبب اس کے کہ تو نے مجھ پر انعام کیا میں گنہگاروں کا ہرگز مددگار نہ ہوں گا اور اللہ کے نزدیک وجاہت والا تھا۔ البتہ تحقیق ہم کو اپنے اس سفر سے سختی پہنچی ہے۔ ہرگز نہیں بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے۔ عنقریب مجھے ہدایت کردے گا۔ پس میں تم سے بھاگا جب ڈرا تم سے پس اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم بخشا اور اللہ نے مجھے صالحین اور مصلحین اور فرستادوں سے بنایا۔ اس کو فرستادوں میں سے بنانے والے ہیں۔ میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس دونوں کہو اس سے بات نرم۔ لے جو ہم نے دیا ہے تجھ کو اور ہو شکر گزاروں سے اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ایام یعنی کاموں سے ڈرا۔ تحقیق وہ لوگ جماعت ہے قلیل۔ اے میرے رب مجھے اپنی رحمت سے قوم ظالموں سے نجات دے۔ میں نے تجھے لوگوں پر برگزیدہ کیا۔ ہم تیری تسبیحیں بہت کہیں گے اور تجھ پر بہت یاد کریں گے۔ تو ہمارے ساتھ دیکھنے والا ہے۔ تحقیق تو سوال اپنا دیا گیا ہے۔ اے موسیٰ! تحقیق ہم نے تجھ پر دوسری مرتبہ احسان کیا۔ ہم نے تجھے کئی طرح پر آزمایا (محبت میں ڈالا) میں نے تجھ پر اپنی محبت ڈالی۔ تحقیق آیا میں تیرے پاس ساتھ نشانیوں کے۔ اے موسیٰ میں نے پسند کیا تجھ کو۔ اے میرے رب جو نازل فرماوے تو مجھ پر خیر سے تحقیق میں اس کا حاجت مند ہوں)

۲...... اور علاوہ الہامات کے رؤیا بھی اسی کے مشابہ ہیں مثلاً خضر علیہ السلام سے ملاقات وناموافقت اور پھر اپنے ہاتھ میں عصائے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دیکھنا اور اس سے بلند اوڑنے والے پتنگوں کو نیچے کر کے زمین پر لانا۔ گو ان سب کا اصل مقصد وکامل طور پر مدعا تو تب ہی ظاہر ہوگا جس وقت خالق مالک علے کل شئ قدیر اپنے فضل وکرم سے ظاہر فرما کر مناسبت ومتابعت تامہ کی توفیق عنایت فرماوے گا۔ لیکن سردست ظلم وفساد سے نفرت اور بہبودی خلق اللہ کا جوش وخیال تو البتہ زیادہ ہو گیا ہے اور دیگر خواص جب واہب العطیات عطاء فرما کر ممتاز فرماوے گا تو دیکھا جاوے گا کیونکہ تکلف وبناوٹ سے کھینچ تان کر خواہ نخواہ بہت سے عالی اوصاف سے اپنے آپ کو متصف بنانا اور جتلانا عاجز کے نزدیک معصیت وتقول علی اللہ ہے۔ جس کی نسبت عاجز کو تاکیدی حکم بھی ہو چکا ہے۔ الہام: ’’لا تقدموا بین یدی اللہ‘‘ (اللہ تعالیٰ سے آگے بڑھ کر بات نہ کہو)

۳...... اور جو کچھ آج تک ہوا اور یہ سلسلہ جو شروع ہے جس میں بڑے بڑے وعدے محض فضل وکرم مولیٰ کریم سے میرے جیسے ہیچ در ہیچ کو معہ خطابات والقاب الہام ہوئے ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ میرا ان میں کچھ دخل وتمنی نہیں۔ اللہ تبارک کے اپنے ہی فضل وکرم اور اپنے ہی ارشاد: ’’واللہ

یختص برحمته من یشاء واللہ یهدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم ‘‘کے منشاء کے موافق ہے۔ کیونکہ میری طرف سے تو عبادت، زہد، محنت، لیاقت وغیرہ میں صفر ہی صفر ہے۔

فصل نمبر:۲۸...... مرزا قادیانی غور فرماویں کہ کیا ان خطابات موسوی کے باعث عاجز بھی ان کی طرح اپنے آپ کو مثیل یا مطلق موسیٰ علیہ السلام خیال کرلے۔ یا حسب اصطلاح صوفیاء کرام موسوی المشرب؟

۲...... اور مثیل ہونے میں تو حسب مذاق مرزا قادیانی اس حدیث مرقومہ مرزا قادیانی کی بھی (اگرچہ محدثین کو اس میں کلام ہے) تصدیق ہوتی ہے جس میں فرمایا: ’’لو کان موسیٰ وعیسیٰ حییّن لما وسعهما الا اتباعی ‘‘ (اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو میری تابع داری کے سوا کچھ نہ بن آتا) کیونکہ اس وقت بزبان خود بموجب الہام ہر دوان خطابات کے مخاطب موجود ہیں اور بظاہر اتباع سید الاولین والآخرین ﷺ کے دعویدار۔

۳...... یہ مسئلہ مرزا قادیانی کے مذاق عملی کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔ ورنہ کمترین تو خود اپنے عقیدہ کی تشریح اوپر کر آیا ہے اور ایسے نازیبا ومخالف شرع خیالات پر استغفار پڑھتا ہے۔ ’’استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیه ‘‘ (میں اپنے رب سے بخشش مانگتا ہوں تمام گناہوں سے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں) عاجز کو تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری واتباع کا فخر ہی بس ہے اور دل وجان سے ’’اٰمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل اٰمن باللہ وملائکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله وقالوا سمعنا واطعنا غفر انک ربنا والیک المصیر (البقرہ:۲۸۰) ‘‘ (رسول اور مؤمن اس چیز کے ساتھ ایمان لائے جو کہ اس کی طرف اس کے رب سے نازل ہوا۔ ہر ایک ان میں سے اللہ اور فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں کے ساتھ ایمان لایا اور کہا ہم رسولوں میں سے کسی میں ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور تابعداری کی تیرے حکموں کی اور بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف سے رجوع کرتا) پڑھتا ہے۔

فصل نمبر:۲۹...... چونکہ عاجز کے الہامات ورؤیا صحیح وصادق واقع ہوتے رہتے ہیں اور تو اور خود مرزا قادیانی نے بھی ان کو عملاً تصدیق فرمایا ہے تو پھر جائے غور ہے کہ رؤیا والہامات ذیل کو عاجز کیونکر صحیح وصادق خیال نہ کرے۔

۱...... مثلاً قادیان میں دوسری رات ۲۶؍ستمبر ۱۸۹۸ء کو مجھ کو دکھایا گیا کہ میری چارپائی کے

نیچے ایک چاہ ہے کہ اگر میں نیچے قدم رکھوں تو اس میں گر جاؤں گا اور الہام بھی ہوا کہ:’’دعھم وتوکل علی الحی الذی لا یموت ‘‘یعنی چھوڑ ان کو اور حی الذی لایموت پر توکل کر۔ جس کے ساتھ یہی تفہیم تھی کہ اگر رفعت شان عطیہ بارگاہ رحمٰن حنان منان کو چھوڑ کر تنزل یعنی بیعت کروں تو نافرمان ہو کر گر جاؤں گا۔

۲...... اور ۲۵؍ستمبر کو یعنی ایک دن پہلے یہ الہام بھی ہو چکا تھا۔’’لا تبدیل لکلمات اللہ‘‘ (اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہوتی) جس سے مراد ہے کہ پہلے احکام وحالت میں کچھ تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ جو ایسا ہی ہوا کہ مرزا قادیانی کی تقریر و دلائل وغیرہ سن کر خیالات میں کچھ بھی تبدیلی نہ ہوئی اور عاجز اس میں بالکل معذور و بے اختیار ہے خاکسار بے مقدار کی ہر حالت وہر امر میرے خالق مالک مولیٰ ومحسن کے ہاتھ واختیار میں ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!

فصل نمبر:۳۰...... بعض عرصہ کے الہامات کا آج کل نہایت عمدہ طرح سے ظہور ہو رہا ہے۔ مثلاً:

الف...... ۲۴؍فروری ۱۸۹۸ء مطابق ۳؍شوال ۱۳۱۵ھ جمعرات کا’’ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم واللہ علیم بالمفسدین لا حول ولا قوۃ الا باللہ ۰ ان ترک انا اقل منک مالا وولداً فعسیٰ ربی ان یوتین خیراً من جنتک ویرسل علیھا حسباناً من السماء فتصبح صعیداً زلقاً ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجباً ۰ کرمنا نبی اٰدم جعلتہ کالرمیم سنت من قد ارسلنا ولن تجد لسنتنا تحویلاً ۰ اقم الصلوٰۃ ولا تھنو اولا تحزنوا انتم الاعلون ۰ قل رب زدنی علماً‘‘(تحقیق وہ لوگ کہ تیرے ساتھ بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جو شخص بیعت کو توڑے۔ پس اس کے توڑنے کا وبال اس کی جان پر ہے۔ پس تم اپنی بیع پر جو کہ کی ہے خوش ہو اور اللہ سینہ کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ نہیں پھرنا بدی سے، اور نہیں قوت نیکی کی، مگر ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے۔ اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کمتر دیکھتا ہے۔ پس شتاب ہے کہ رب تیرے باغ سے مجھے اچھا دیوے اور اس پر آسمان سے ایسا عذاب بھیجے گا کہ وہ ہو جاوے۔ زمین پھسلتی۔ کیا تو نے گمان کیا ہے کہ اصحاب غار اور نوشتہ والے ہماری نشانیوں میں سے عجب ہیں۔ ہم نے بنی آدم کو عزت دی۔ میں نے اس کو بوسیدہ ہڈی کی طرح کر دیا۔ طریقہ ان لوگوں کا جو ہم نے بھیجے ہیں اور تو ہرگز

ہمارے طریقہ کے لئے تغیر بنائے گا قائم رکھ نماز کو اور مت سستی کرو اور مت غم کھاؤ تم ہی بلند یعنی غالب ہو تو کہہ اے میرے رب میرا علم زیادہ کر) اس کے اکثر حصص مرزا قادیانی کے ہی متعلق ہیں۔ چنانچہ آپ نے ’’واللہ علیم بالمفسدین/ واللہ علیم بذات الصدور ‘‘ کی تصدیق ایک سراسر ناحق اختلاف وفساد کی بنیاد رکھنے اور ’’ان ترک انا اقل منک مالا وولداً ‘‘ کی تصدیق اپنی جماعت کے اظہار فضیلت وکمالات اور عاجز کی کم لیاقتی وبے بضاعتی کو طرح طرح سے رسالہ ضرورۃ الامام میں بیان فرما کر خوب کردی ہے۔ گوخود اس کو محسوس نہ فرماویں اوران کو معلوم بھی نہ ہو جیسا کہ اکثر ایسے مواقع پر کم توجہ لوگوں کا ایسا ہی حال ہوا کرتا ہے۔ لیکن اگر غور فرماویں گے تو معلوم ہو جاوے گا کہ ضروران الہامات کی تصدیق ہوکر پوری ہوگئی ہے۔ لہٰذا باقی حصہ الہام ’’فعسیٰ ربی ان یؤتین خیراً من جنتک ویرسل علیھا حسباناً من السماء فتصبح صعیداً زلقا ‘‘ بہت توجہ وغور کے قابل ہے۔ کیونکہ جب ایک جزو پورا ہوگیا تو بقیہ بھی انشاء اللہ العزیز لابد پورا ہوکر رہے گا۔ نیز ’’کرمنا بنی اٰدم ۰ جعلتہ کالرمیم ۰ انتم الاعلون ‘‘ وغیرہ وغیرہ بھی قابل غور ہیں۔ مطلب صاف وظاہر ہے اور اس کا وقوع لابد ہونا اس کی پرواز بنیاد سے ہی اظہر من الشمس ہے۔ ارادہ احکم الحاکمین ضرور ضرور ہوکر ہی رہتا ہے۔ خواہ سارا جہان اس کا سدراہ ومانع ہو۔ حسب ارشاد خداوندی ’’لو اتبع الحق اھواء ھم لفسدت والارض ومن فیھن بل اٰتینھم بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون ‘‘ (اگر حق ان کی خواہشوں کے تابع ہو جائے تو آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے فاسد ہو جاوے۔ بلکہ لائے ہیں ہم نے ان پاس ذکران کا پس وہ ذکر اپنے سے اعراض کرنے والے ہیں) وبقول مرزا قادیانی

غرض رکھتے نہیں ہرگز خدا کے کام بندوں سے

جس کا عاجز کو بھی الہاماً ارشاد ہوچکا ہے

ب...... ایک اور الہام اس سے بھی پہلے ۱۰؍جنوری ۱۸۹۸ء یوم پیر والا یعنی ’’قل ھل انبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوٰۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ‘‘ (تو کہہ کیا میں تم کو ان لوگوں کی خبر دوں جو کہ اپنے عملوں میں خسارہ کرنے والے ہیں وہ وہی لوگ ہیں کہ ان کی کوشش دنیا کی حیاتی میں ضائع ہوگئی اور وہ گمان کرتے ہیں کہ اپنے کام کررہے ہیں) جس کی صداقت بذریعہ رسالہ کشف الغطاء ودیگر اشتہارات مرزا قادیانی اب ظہور میں آئی غور طلب ہے۔ حسن ظن کرنے والوں کو حسن ظنی کا پردہ بمصداق حدیث شریف

’’حبک الشیٔ یعمی ویصم ‘‘اس قدر حائل ہوا تھا کہ اگر کشف الغطاء یہ پردہ نہ کھولتا تو وہم وگمان کی رسائی بھی وہاں تک نہ ہوتی اور اضطراب وحیرت میں پڑے رہتے۔ مگر ہاں سچے الہام کا (خواہ نرمی سے ہو خواہ سختی سے) یہ ضرور خاصہ ہونا چاہئے کہ خود ملزم سے اپنی راستی کا اقبال کراوے۔ پس کون جانتا تھا کہ مرزاقادیانی کی انیس سالہ کارروائی خیرخواہی وامداد وتعریف مخلوق کے لئے تھی نہ کہ خدمت اعلاء کلمتہ اللہ وحصول رضائے خالق مولیٰ کریم وسعادت عقبیٰ کے لئے جس کے آپ ہمیشہ دعویدار رہے اور اب بھی بظاہر ہیں۔ سو کشف الغطاء وغیرہ نے ایک سربمہر راز نہفتہ کا افشاء کر کے ہاتھی کے دانتوں کی مثال کا نمونہ دکھلا دیا۔ جس میں مرزاقادیانی نے خود ان امور کا اعتراف فرمایا ہے۔

۲…… چنانچہ اس کے سرورق پر تاج عزت جناب ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کا واسطہ ڈال کر (کشف الغطاء ٹائٹل، خزائن ج۱۴ ص۱۷۷) سے شروع کیا ہے کہ: ’’یہ تو میرے باپ اور بھائی کا حال ہے اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے۔ اس لئے میں اسی درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں۔ میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہئے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہئے اور میں نے اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں۔ بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل وجان اختیار کریں۔ یہ کتابیں عرب اور بلاد شام کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔ اگرچہ میں سنتا ہوں کہ بعض نادان مولویوں نے ان کے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی سے ایک اندرونی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں ان تحریروں کے عوض گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں۔ (کشف الغطاء ص۹، خزائن ج۱۴ ص۱۸۵)

جواب…… یہ تو مرزاقادیانی کی عبارت آرائی ہے کہ ایک امر کو دوسری شکل میں کر دیا۔ مرزاقادیانی کی نسبت مسلمانوں کا ایسا خیال وگمان تو کبھی سننے میں نہیں آیا۔ بلکہ ان کا اعتقاد وقول تو اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ تو ایسا کہتے ہیں کہ مرزاقادیانی ایسے ہوشیار پولیٹیکل ہیں کہ قانون دانی کے زور وحوصلہ سے ادھر تو مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ میں صلیبی اعتقاد کو توڑنے اور پاش پاش

کرنے آیا ہوں اور یہ کام میرے ہاتھ سے ہوکر رہے گا۔ چنانچہ یہ مضامین مع ردعقائد صلیبی وتحقیر وبے ادبی سیدنا مسیح علیہ السلام جابجا ان کے کتب ورسائل واشتہارات میں درج ہیں اور ادھر گورنمنٹ سے کہتے ہیں کہ یہ سب کاروبار میں آپ کی خیرخواہی اور امداد میں کررہا ہوں۔ (قاضی فضل احمد صاحب نے کتاب کلمہ فضل رحمانی میں بھی اس امر کی کچھ تشریح کی ہے) پھر مرزاقادیانی باوجود دعویٰ اسلام کے رسول اللہ ﷺ کے ان احکام کا کچھ خیال نہیں کرتے جو دورخی کارروائی کی مذمت میں آئے ہیں۔ جیسا: ’’**قال رسول اللہ ﷺ لتجدن اشر الناس یوم القیمة ذوالوجهن الذی یأتی هولاء بوجه وهولاء بوجه متفق علیه ۰ قال رسول اللہ ﷺ من کان ذاوجهین فی الدنیا کان له یوم القیمة لسان من نار** (رواہ الدارمی)‘‘ (فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تو لوگوں سے بہت برا قیامت کے دن اس شخص کو پاوے گا جو دورخا ہو۔ ایک طرف کچھ دوسری طرف کچھ کہے)

۳...... پھر جیسا کسر صلیب یعنی صلیب توڑنے کے اور سیدنا مسیح علیہ السلام کی موت اور قبر کا پتہ وکھوج لگانے کے مرزاقادیانی پیچھے پڑے ہیں۔ ویسا ہی دیگر مسائل کی ترمیم وتنسیخ کے بھی درپے ہوکر اپنے من گھڑت مسائل کہ حضرت جبرائیل کا ہیڈکوارٹر آفتاب ہے۔ شخصی وجود سے نزول ملائکہ سے انکار، لیلۃ القدر ظلمت کے زمانہ کا نام ہے۔ کواکب کی تاثیر، اپنے لئے ابن اللہ کہہ سکنا جائز، روح القدس روح الامین وغیرہ ان حالتوں کے نام ہیں جو خالق ومخلوق کی محبت کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہیں۔ وفات مسیح علیہ السلام مسیح علیہ السلام کے معجزات کو مسمریزی تاثیر کہنی بغیر مطابق ہونے وصادق آنے اوصاف احادیث متعلقہ کے خود مسیح موعود ومہدی مسعود بن بیٹھنے خود بدولت کو خیرخواہ دوسرے مسلمانوں کو خونی مہدی وخونی مسیح کا منتظر کہہ کر سرکار کا بدخواہ قرار دینے اور جو کوئی آپ کی تابعداری وبیعت میں داخل نہ ہو اس کو جہنمی وغیرہ بنانے اور ان مسائل کو دوسروں سے منوانے کے لئے دن رات مصروف وسرگرم ہیں۔ وغیرہ!

ان ہی مسائل کے سبب مسلمان مرزاقادیانی سے مخالف ہیں۔ جیسا کہ فتویٰ میں درج ہے نہ اس لئے کہ مرزاقادیانی سرکار کی خیرخواہی کا اظہار کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود بھی دیوانوں اور پاگلوں کی طرح خلاف احکام وتعلیم اسلامی ایسی سرکار کی بدخواہی ومخالفت کا خیال نہیں کرتے۔ جس سے ان کو ادائے شعائر اسلام میں بلاکسی روک ٹوک وممانعت کے ہر طرح آزادی ہے اور اس نعمت کے عوض وہ صحیح وجائز شکرگزاری سے بھی غافل نہیں ہیں۔

۴...... پھر ص۶ میں فرمایا کہ: ’’مجھے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ بعض دانشمندوں کے دلوں پر ان تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انہوں نے ان وحشیانہ عقائد سے توبہ کی ہے۔ جن میں وہ برخلاف اغراض اس گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ ان نیک تاثیرات کے لئے میری مذہبی تحریریں جو پادریوں کے مخالف تھیں بڑی محرک ہوئی ہیں۔ ورنہ جس زور کے ساتھ میں نے مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے بلایا ہے اور جابجا سرحدی نادان ملاؤں کو جو ناحق آئے دن فتنہ انگیزی کے اور افغانوں کو مخالفت کے لئے ابھارتے ہیں۔ سرزنش کی ہے یہ پرزور تحریریں گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں متعصب اور نادان مسلمانوں کے لئے قابل برداشت نہ تھیں اور اب اہل عقل جب ایک طرف دینی حمایت کے مضمون میری تحریروں میں پاتے ہیں اور دوسری طرف میری یہ نصیحتیں سنتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی اور اطاعت کرنی چاہئے تو وہ میرے پر کوئی بدظنی نہیں کر سکتے۔‘‘ (کشف الغطاء ص۹،۱۰، خزائن ج۱۴ ص۱۸۵،۱۸۶)

جواب...... اب تنقیح طلب یہ امر ہوا کہ وہ کون دانشمند تھے۔ جنہوں نے وحشیانہ عقائد سے توبہ کی ہے اور وہ کون اور کہاں متعصب نادان مسلمان تھے یا ہیں جن کو مرزاقادیانی کی گورنمنٹ کی حمایت والی تحریریں قابل برداشت نہ تھیں۔ مرزاقادیانی کے کشف الغطاء میں تو لکھا ہے کہ بعض دانشمندوں کے دلوں پر ہماری تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور ستارہ قیصرہ میں جو اس کے بعد قریب ہی شائع کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ہماری کتابوں کی اشاعت کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے غلط خیالات چھوڑ دیئے ہیں۔ دیکھئے کہاں بعض اور کہاں لاکھوں اور ثبوت ہر دو میں ندارد۔ براہ مہربانی زیادہ نہیں۔ اگر چند ہی ایسے اشخاص کا نام تحریر فرمایا ہوتا تو بہتر تھا۔ تاکہ سرکار اور دوسرے لوگ ان سے دریافت کر کے مرزاقادیانی کے صدق اور راست بیانی کا یقین کرتے۔ بظاہر تو اس کا کچھ وجود نہیں ہے۔ ہاں! غریب مسلمانوں کو خود بدولت کے تراشیدہ مسائل وفات مسیح علیہ السلام، لیلۃ القدر، نزول ملائکہ، تاثیر کواکب وغیرہ سے ناموافق بلکہ مخالف ہونے کے سبب مرزاقادیانی خواہ نخواہ، سخن سازی وزورتحریر سے دوسرے پیرایہ میں وحشی، متعصب، نادان، مخالف اغراض گورنمنٹ بنا کر اور برا بھلا کہہ کر اپنا دل خوش کرتے ہیں۔ سو ان کا اختیار ہے۔ لیکن راستی اور خشیت اللہ مدنظر فرماویں۔

۵...... پھر آگے چل کر فرمایا کہ اب گورنمنٹ غور فرماسکتی ہے کہ جس حالت میں میرا باپ گورنمنٹ کا ایسا سچا خیرخواہ تھا اور میرا بھائی بھی اسی کے قدم پر چلا تھا اور میں بھی انیس برس سے

یہی خدمت اپنی قلم کے ذریعہ سے بجالاتا ہوں تو پھر میرے حالات کیونکر مشتبہ ہوسکتے ہیں۔ میری تمام جوانی اسی راہ میں گزری اوراب دائم المرض اور پیرانہ سالی کے کنارہ پر پہنچ گیا ہوں اور ساٹھ سال کے قریب ہوں۔ وہ شخص سخت ظلم کرتا ہے جو میرے وجود کو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ٹھہراتا ہے۔ (کشف الغطاء، خزائن ج۱۴ص۱۸۶)

جواب...... جو شخص مرزا قادیانی کی کارروائی کا حال کچھ بیان کرے وہ تو سخت ظلم کرنے والا ہے اور مرزا قادیانی خود بدولت دوسرے تمام مسلمانوں کو وحشیانہ عقائد والے متعصب نادان وغیرہ آزاردہ الفاظ کہہ کر خونی مسیح وخونی مہدی کے اپنی رائے اور اپنے منہ سے منتظر بنا کر گورنمنٹ کے لئے خطرناک ٹھہرا کر آئے دن رسالہ واشتہار شائع کرتے رہنے سے بھی ظالم نہ بنیں۔ بلکہ عادل اورمنصف ہی بنے رہیں۔ یہ بھی خوب انصاف اور خیرخواہی اسلام واسلامیان ہے۔

۶...... رسالہ کشف الغطا کے بعد مرزا قادیانی نے ستارہ قیصرہ قادیان میں طبع کر کے شائع کیا۔ اس میں آپ اپنا اخلاص محبت جوش اطاعت حضور ملکہ معظّمہ اوران کے معزز افسروں کی نسبت اور سچے محبت واخلاص کی تحریک سے جشن جوبلی پرخون دل سے لکھ کر تحفہ قیصریہ جناب ممدوحہ کی خدمت میں روانہ کرنا اورقوی یقین سے اس کے جواب سے عزت دئے جانا اور امید سے بڑھ کر سرفرازی کا موجب ہونا اور جواب کا منتظر رہنا وغیرہ وغیرہ بیان کر کے فرمایا ہے کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب (دوسری جگہ پچاس ہزار سے کچھ زیادہ جس کا بظاہر کچھ ثبوت نہیں) اپنے رسالہ مبسوط کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک نیز دوسرے بلاد اسلامیہ تمام ملکوں میں یہاں تک کہ اسلام کے مقدس شہروں مکہ ومدینہ، روم، قسطنطنیہ، بلاد شام، مصر، کابل، افغانستان جہاں تک ممکن تھا شائع کئے ہیں۔ روحانی انسان وکامل ریفارمر کے وجود کو عادل بادشاہ کی نیک نیتی ہمت وہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے۔ تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ برپا کیا۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری (ملکہ معظّمہ کی) نگاہیں ہیں۔ دوعیب وغلطیاں مسلمانوں میں ایک تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔ دوسرا خونی مسیح وخونی مہدی کے منتظر ہیں۔ (خزائن ج۱۲ص۲۶۵)

ان کے مقابل ایک غلطی عیسائیوں میں بھی ہے وہ یہ کہ مسیح جیسے مقدس اور بزرگوار کی نسبت جس کو انجیل میں نور کہا گیا ہو نعوذ باللہ لعنت کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ (خزائن ج۱۲ص۲۷۴)

اور حضرت مسیح علیہ السلام جو بقول ان کے خدا سے نکلا جو سراسر نور جو آسمان سے ہے

جو علم کا دروازہ اور خدا شناسی کی راہ اور خدا کا وارث ہے روشنی بخشنے والا چاند[۱] اس کی نسبت نعوذ باللہ یہ خیال کرنا کہ وہ لعنتی ہوکر خدا سے مردود ہوکر خدا کا دشمن ہوکر، دل سیاہ ہوکر خدا سے برگشتہ ہوکر، معرفت الٰہی سے نابینا ہوکر شیطان کا وارث بن گیا۔ مسلمانوں کا جہاد کا عقیدہ مخلوق کے حق میں بداندیشی اور عیسائیوں کا یہ عقیدہ خود خدا کے حق میں بداندیشی ہے۔ ہزارہا مسلمان خدا کے عجیب اور فوق العادت نشانوں کو دیکھ کر میرے تابع ہوگئے اور خطرناک وحشیانہ عقائد چھوڑ کر میرا گروہ ایک سچا خیرخواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا ہے۔ وغیرہ، وغیرہ!

ایک جگہ کہا کہ میں اس قدر خدمت گورنمنٹ بائیس برس تک کرتا رہا ہوں۔ دوسری جگہ کہا کہ ہزارہا مسلمانوں کے دل میری بائیس تیئس سال کی کوششوں سے صاف ہوگئے ہیں۔ وغیرہ۔

۷...... جس طرح مرزا قادیانی کے مسائل سب سے نرالے ہیں اسی طرح آپ کا حساب بھی سب سے نرالا انوکھا وعجیب ہے۔ مثلاً کشف الغطا جو ۲۷/دسمبر ۱۸۹۸ء کو طبع فرما کر شائع کیا۔ اس میں سرکاری خدمات کا عرصہ انیس برس لکھا ہے اور اس کے بعد ستارہ قیصرہ جو ۲۴/اگست ۱۸۹۹ء کو طبع کر کے شائع فرمایا۔ اس میں بائیس تیئس سال کی خدمات لکھے ہیں۔ غرض طبع رسالہ کشف الغطا اور رسالہ ستارہ قیصرہ میں عرصہ تو صرف آٹھ ماہ سے بھی کچھ کم گذرا۔ لیکن مرزا قادیانی کی خدمات سرکار کا عرصہ ان چند ماہ میں تین چار برس کا زیادہ ہوگیا۔ اس کے بعد حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست مرقومہ ۲۷/ستمبر ۱۸۹۹ء کے ص۲ میں فرمایا ہے۔ لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیرخواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو بیس برس کی مدت سے میں اپنے دل جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی، عربی، اردو اور انگریزی میں شائع کررہا ہوں۔ انتہی!

سبحان اللہ! کیا حافظہ ہے اور کیسا پکا وصحیح حساب کہ ایک سے دوسرا ہرگز نہیں ملتا اور پھر یہ رسائل انگریزی میں ترجمہ کرا کر پیش اس سرکار کے کئے گئے ہیں۔ جس کے افسر اقلیدس! جبراً مقابلہ، علم ہندسہ وحساب وغیرہ کو بالاستیعاب تحصیل کر کے ملازمت میں بعد امتحان وکامیابی قدم رکھتے ہیں۔

۱؎ یہ موقعہ اظہار مدح وتعریف بھی قابل غور ہے۔ مرزا قادیانی اس کو (ضمیمہ انجام آتھم ص۹) سے جس میں سیدنا مسیح کی نسبت درشت وسخت الفاظ استعمال کئے ہیں مقابلہ کر کے مطابق فرماتے تو بہتر ہوتا۔

۸...... مرزا قادیانی کی میعاد میں بھی شاید اسی حساب سے یعنی آٹھ ماہ سے بھی کم عرصہ میں تین تین، چار چار برس بڑھتے وزیادہ ہوتے ہیں تو اس طرح پر بیشک ابھی کئی میعادیں مرزا قادیانی کے الہامات کی باقی ہوسکتی ہیں۔ لہٰذا معترضین کو چاہئے کہ آئندہ اس نوایجاد حساب کا خیال رکھیں اور زبان وقلم کو طعن واعتراض سے روکیں اور جو میعاد مشتہرہ، مرزا قادیانی ہو اس کو شش چند کر لیں۔ کیونکہ حسب نظیر بالا مرزا قادیانی کے نزدیک ساٹھ یوم برابر ایک سال کے ہوئے۔ یہاں پہنچ کر تقدیراً احادیث متضمن علامات ''بین یدی الساعۃ'' ذکر دجال وبعثت ونزول مسیح ابن مریم علیہ السلام کے دیکھنے کا اتفاق ہوا تو معلوم ہوا کہ احادیث سیر دجال والی میں بھی قریباً اسی طرح کا حساب ہے۔ مثلاً اسماء بنت یزید (القاریۃ من ذوات الفضل) کی حدیث میں ہے کہ سال مثل مہینے کے اور مہینے مثل جمعہ (ہفتہ) کے اور جمعہ مثل دن کے الخ ہوگا اور مفصل حدیث نواس بن سمعان میں ہے کہ ایک دن مثل سال کے اور ایک دن مثل مہینے کے اور ایک دن مثل جمعہ کے ہوگا۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے جب عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا سال کے برابر دن میں ایک دن کی نماز ہم کو کافی ہوگی تو بجواب فرمایا کہ نہیں اوقات کا اندازہ کرنا۔ اس سے ان ملکوں میں جہاں کہیں دن بہت لمبا اور رات بہت چھوٹی اور اس کے مقابل قطب میں دن چھوٹا اور رات لمبی ہوتی ہے۔ وہاں اگر آبادی انسانی ہو تو وہاں کے اوقات نماز کا مسئلہ بخوبی حل ہو جاتا ہے۔ بالآخر اگر یہ تحریریں مرزا قادیانی کی راستی وصدق دل سے ہیں تو مدعا حاصل والہام عاجز صحیح اور اگر مرزا قادیانی وان کے مریدین فرماویں کہ یہ کسی مصلحت سے ایسا کشف الغطا وستارہ قیصرہ وغیرہ مین بیان کیا ہے تو یہ اعتراض اس پر قائم ہوگا کہ یہ امر مہدویت، مجددیت، عیسویت، وامام الزمانی کے بالکل مخالف ہے کہ پولٹیکل چال سے خلاف راستی ایسی بناوٹی بات لکھ کر شائع کی جاوے۔ راستی تو کسی حالت میں بھی مؤمن چھوڑ نہیں سکتا۔

ج...... ایک اور ان سے بھی پہلے یعنی ۱۹ر نومبر ۱۸۹۷ء یوم جمعہ کا رؤیا نہایت عجیب وغریب ہے۔ خواب میں دیکھا کہ سفید رنگ کے مضبوط بنائے ہوئے دو تین جوڑے ہوئے پتنگ مع ڈور میرے سر پر کٹ کر یا ٹوٹ کر آپڑی۔ (یعنی پتنگ تو سر سے اونچا اور ڈور میرے ساتھ آلگی) جو میں نے اپنی اسسٹنٹ (معاون) کے سپرد کئے پھر بہت ڈور کھنچتا رہا جو بہت مضبوط اور زور طلب تھی۔ حتیٰ کہ میرے معاون دوست نے بھی کچھ ذکر اس کا کیا اور میں نے کہا کہ ۳۰ تار کی ہے اور جب پتنگ کو نیچے اتار رہا تھا تو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا کے ساتھ یہ کام کر رہا تھا جو اس وقت میرے ہاتھ میں تھا۔ اس کے بعد الہام ہوا: ''لا یخاف لدی المرسلون''

سربلند قابل توجہ ہے کہ ۱۸۹۷ء کا رؤیا کیسا صحیح اسی طرح ظہور میں آیا۔ دوتین سفید جوڑے ہوئے۔ پتنگ یعنی ایک پتنگ تو مرزا قادیانی کا رسالہ ضرورۃ الامام۔ دوسرا مولوی عبدالکریم صاحب کا خط۔ تیسرا کرامت نامہ معافی انکم ٹیکس تازہ نشان جوسب برنگ سفید اور ایک ساتھ جوڑے ہوئے ہیں۔ بذریعہ اشاعت اڑ کر عاجز کے سر پر آن پڑے اور لطف یہ کہ ضرورۃ الامام کے مضمون کے صفحہ بھی ۴۰ ہی ہیں جن پر وہ پتنگ مرزا قادیانی نے مضبوط کر کے اڑایا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ پر یہ عصاء موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جس نے ان کو بلندی سے نیچے کیا پھر الہام ’’**لا یخاف لدی المرسلون**‘‘ اور سربلند ہی بہت قابل غور ہیں کہ رؤیا والہامات اس طرح صریح واقعی طور پر واقع وظہور ہونے پر بھی عاجز کیونکر ان پر یقین نہ کرے اور خواہ نخواہ ان کی تکذیب ہی کرے۔

۲...... ہاں! اس خواب میں مرزا قادیانی کے رسالہ کی پتنگ کے ساتھ مشابہت بھی غور طلب ہے۔ کیونکہ میں نے سنا ہوا ہے اور تجربہ بھی ہوا ہے کہ پتنگ کی تعبیر (شاید بہ سبب کم حوصلگی وشیخی بلند پروازی کے) سفلہ وکمینہ ہوتی ہے۔ اگرچہ مرزا قادیانی نے اس کو ’’**ما اریکم الا ما اریٰ وما اهدیکم الا سبیل الرشاد**‘‘ (نہیں دکھاتا میں تم کو مگر جو میں خود دیکھتا ہوں اور میں تم کو راہ بتاتا ہوں بھلائی کی) کا نسخہ اپنی جماعت مریدین کے لئے تجویز فرما کر اڑایا تھا۔

۴...... اور خواب نامہ میں بھی پتنگ کی تعبیر بادفروش ودروغ گوہی لکھی ہے۔ جو بظاہر اس کے عین مطابق موافق ہے۔ **واللہ اعلم!**

فصل نمبر:۱۳...... قادیان سے واپس آ کر تو الہامات واحکامات کی بارش شروع ہوگئی۔ مختصراً متعلق ملاقات مرزا قادیانی وغیرہ حسب اصرار وتاکید مرزا قادیانی درج ذیل ہیں۔

۲...... ان الہامات کی بعض تفہیمات ایسی بھی ہیں جن کے بیان واظہار کو مرزا قادیانی کا ادب ولحاظ تو اجازت نہیں دیتا۔ لیکن بموجب ان کے اصرار وقسمیں دینے وتاکید اظہار کے ان کا اخفا بھی خلاف دیانت وامانت معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اظہار حقیقت حال وتعمیل حکم مرزا قادیانی کی خاطر کچھ لکھ دیئے ہیں۔ ’’**وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وهو ارحم الراحمین وبالمؤمنین رؤف رحیم**‘‘

۳...... ممکن ہے کہ ان کے فہم میں کچھ خطا وغلطی ہو۔ کیونکہ شاید ذوالوجوہ مجازات واستعارات وغیرہ کے سبب سے ہی متقدمین نے الہامات کو ظنی قرار دیا ہے اور اسی لئے عاجز کو ان تفہیمات پر اصرار نہیں۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

۴...... ۲۸ر ستمبر ۱۸۹۸ء ’’انما انت منذر من یخشاھا ‘‘(تو اس شخص کو ڈرانے والا ہے جو ڈرتا ہے اس سے) اس سے عاجز کی علیحدہ منصب انداز پر خدمت کرنے سے مراد معلوم ہوتی ہے۔ ’’مردوا علی النفاق ‘‘(خوگر ہو گئے ہیں او پر نفاق کے) اپنے ضمیر کے خلاف محض اپنی فضیلت جتلانے کو عبداللہ غزنوی مرحوم کی نیز الہامات عاجز کی بے اصل توہین وحقارت اور ہم پر زور ڈالنے کی نسبت معلوم ہوتا ہے۔ ’’کانتا رتقا ففتقناھما ‘‘(وہ دونوں آپس میں ملے ہوئے تھے۔ پس ہم نے جدا کر دیا ان دونوں کو) مرزا قادیانی ومولوی عبدالکریم کی علیحدگی کی تفہیم ہے جو مولوی صاحب کے مضمون دعا بخلاف درد تحریر مرزا قادیانی لکھنے پر کچھ تو ظاہر ہو چکی ہے اور ارشاد کچھ آئندہ بھی ہو اور جس کا ذکر اس رسالہ میں علیحدہ باب سوم میں ہوا ہے خاکسار کو عجز وبشریت سے یہ خیال آیا کہ اپنے قبض کے باعث دیا۔ مرزا قادیانی کی ناراضی سے شاید کچھ نقصان والہام بند ہو۔ اس پر الہام ذیل میں حفاظت وسلامتی کی تسلی فرمائی گئی۔ ’’واللہ خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین ‘‘(اور اللہ بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ بہت رحم کرنے والا ہے سب رحم کرنے والوں کا) ’’فسلام لک انتھی ‘‘(پس سلامتی ہے تیرے لئے) ’’فسبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم‘‘

۵...... ۲۹ر ستمبر جمعرات ۱۸۹۸ء ’’ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب ‘‘(بے شک اللہ تعالیٰ اس شخص کو جو کہ مسرف کذاب ہے ہدایت نہیں دیتا) ’’یھدی‘‘ سے مراد ہم کو اپنی راہ پر مجبور اور ہم پر غلبہ کرنا معلوم ہوا۔ مسرف سے اپنی اہلیہ کے پاس بعوض پانچ ہزار روپیہ کے جائیداد تیس برس کے لئے بذریعہ رجسٹری رہن کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ اس سے اپنے شرعی وارثوں کو محروم کرنا بتلاتے ہیں۔

۶...... لوگوں نے جس مقصد ومراد کے واسطے روپیہ دیا اور بھیجا اس کو غیر محل مثلاً زیور ومکان بنوانے اور دیگر غیر جگہ صرف کرنا بھی اسراف ہے۔ کذاب سید عبداللہ غزنوی مرحوم پر افتراء اور ان کے الہام کا برعکس ظہور پذیر ہونا بیان کرنا خود خطوط لکھ کر دوسروں کے نام سے بھجوانے وعدہ خلافی براہین وسراج منیر وغیرہ کے بارہ میں بھی کذب میں داخل ہے۔ نیز تدابیر وحیلہ حوالہ الہامات پورا ہونے کے لئے کرنے اور تاویلات بیجا سے ان کی صداقت ثابت کرنا بھی ازیں قبیل میں بلکہ غالباً وبلاریب مرزا قادیانی کے موجودہ دعاوی کی نسبت ہے جس کے اندر سب باتیں آجاتی ہیں۔ ’’لاتستوی بایات اللہ ‘‘(نہیں برابر ہوتی جماعت ساتھ آیات اللہ تعالیٰ کے) معلوم ہوتا ہے جو آیات اللہ عزوجل نے خاکسار کے لئے مقدر فرمائی ہیں ان کی برابری

مرزا قادیانی کی جماعت کونصیب نہیں۔

۳۰/ستمبر جمعہ ’’عسیٰ ربک ان یبعثک مقاماً محموداً‘‘ (شتاب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود میں کھڑا کرے گا)

ہیچ قومی را خدا رسوا نکرد
تادلی صاحبدلی نامد بدرد

’’الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ‘‘ (کیا نہیں آیا وہ وقت واسطے ایمان والوں کے کہ ڈریں دل ان کے اللہ کی یاد سے) ’’ھل اتیٰ علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً‘‘ (کیا آیا ہے انسان پر زمانہ کا وقت کہ نہیں تھا کچھ چیز ذکر کیا گیا) ہرسہ قابل غور ’’نزل من الحق‘‘ (حق کی طرف سے اترا) ابوداؤد کا حال بتلاؤ کو کلان کا حال بتلاؤ۔

۱...... ابوداؤد سے مرزا قادیانی کی مرزا احمد بیگ والے معاملہ کے لئے سعی وکوشش کرنے کی نسبت ایما پایا جاتا ہے۔ گو عاجز تو جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معصوم ومحفوظ مانتا وجانتا ہے۔ لیکن حسب قصہ مشہورہ جس طرح کہتے ہیں کہ سیدنا داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عورت کے واسطے سعی فرمائی تھی۔ اسی طرح مرزا قادیانی کی سعی دربارہ نکاح منکوحہ داماد احمد بیگ کے مشابہت کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔

۲...... لفظ ابو علےٰ سبیل المحاورہ شاید اس لئے ہو کہ مرزا قادیانی کی سعی وحیلہ حوالہ میں ناحق زیادتی وتشدد ہے۔ کیونکہ:

اوّل...... جناب داؤد علیہ السلام کے قصہ کی روایات میں بہت اختلاف ہے۔ جس سے اس کی صحت ثابت نہیں ہوتی۔

دوم...... وہ شخص اوریا حضرت داؤد علیہ السلام کے زیر حکم وماتحت تھا۔

۳...... بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کا ابھی نکاح نہیں ہوا تھا۔ صرف خطبہ ہی تھا۔ برخلاف اس کے مرزا قادیانی کا کسی طرح کا بھی حکم واسطہ اس شخص سے نہیں اور پھر اس کا نکاح ہوکر وہ اب صاحب اولاد بھی ہو چکا ہے۔

۴...... پھر بموجب تفاسیر داؤد علیہ السلام نے آگہی پر توبہ واستغفار بھی کی۔ جیسا آیت کریمہ: ’’وظن داؤد انما فتناہ فاستغفر ربہ وخر راکعاً واناب‘‘ کی تفاسیر میں مفسر لکھتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی باوجود ناکامی کے اس امر پر بدستور مصر، غرہ ونازاں ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

۵...... اور کوکلان ایک بلند آواز خوش گلوخا کی رنگ کی جسیم پست قد ٹنگنی چڑیا کا نام ہے جس کا آواز ایسا پسند ہے کہ موسیقی والے اظہار تعریف آواز کے لئے اپنے گویوں کا نام بھی کوکلان رکھتے ہیں۔ سواس سے اس شخص کی آواز کی مشابہت ہے جو مرزا قادیانی کی مدح سرائی میں غلو کرتا۔ چلا چلا کر بولتا مختلف اور گونا گوں پیرائیوں میں مثل کوکلان زبان کھولتا اور ثنا کرتا ہے۔

۶...... یہ ہر دو فقرہ ابوداؤد و کوکلان کیفیت اصلی حالت کے اظہار کے لئے الہام ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ جن سے ایک صاحب کے طبعی خیال کا حال ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے صاحب کا یہ حال کہ سب سرمایہ جائیداد ولیاقت صرف گویائی، خوش آوازی، لسانی اور زبان درازی مثل کوکلان خوش آواز کے زبانی ہی زبانی ہے اور باطنی مذاق روحانیت اخلاص ومعرفت انس ومحبت سے بالکل مثل کوکلان کے معرا ہیں۔ **واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واکمل!**

اور اسی لئے ایسے الہامات وتفہیمات کا شائع کرنا عاجز خاکسار کو ہرگز ہرگز پسند نہیں تھا۔ کیونکہ علاوہ ناموافق طبیعت ونسبت عبودیت عاجز کے یہ پیرایہ نصیحت دینی وہمدردی مخلوق الٰہی کے بھی مخالف ہے۔ لیکن حسب تاکید اصرار واللہ جل شانہ وعم نوالہ کی قسمیں دینے مرزا قادیانی کی عاجز نے بادل ناخواستہ مجبوری سے ان کو لکھا ہے۔ جس کے ذمہ وار خود مرزا قادیانی ہیں۔

۷...... اور ہر دو کا حال بتلانے سے بظاہر یہی مراد ہوسکتی ہے جیسا کہ اس کتاب میں حسب اصرار وتاکید مرزا قادیانی کے ہر دو کا حال بموجب منشاء الہام کے بتلایا وظاہر کیا گیا۔ گویا کہ یہ الہام مرزا قادیانی کے اصرار وتاکید وقسمیں دینے سے پورا واقع ہوگیا۔ **واللہ اعلم بالصواب!**

۸...... یکم/اکتوبر، ہفتہ ''**خواناً اثیماً**'' (خیانت کرنے والا گنہگار) اس کی تشریح مسرف کذاب میں گذر چکی۔

۹...... ۴/اکتوبر، منگل ''**من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الأخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا**'' (جو شخص یہاں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہے اور بہت گم گشتہ راہ) اس پر عاجز کو اضطراب وتردد ہوا کہ شاید یہ میری نسبت ہو اس پر رات کو یعنی دوسرے روز بدھ کو الہام ہوا۔ ''**سلام لک**'' (سلام ہے یا سلامتی تیرے لئے) ''**تغلبون**'' (تم غالب ہوگے) ''**یحل علیہ غضب فقد ھوےٰ فتدبر**'' (اس پر اللہ کا عذاب اترا یا اترے گا۔ پس تحقیق کر گیا)

۱۰...... ۱۰/اکتوبر، پیر ''**فاصدع بما تؤمر**'' (آشکارا کر جس کا تجھ کو حکم کیا گیا ہے) ''**واللہ ذوالفضل العظیم**'' (اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم کا ہے) ''**لقد اٰثرک اللہ**'' (تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ کو پسند کیا) بار بار۔

۱۱...... ۱۵/اکتوبر، ہفتہ ’’انی مھین لمن اراد اھانتک ‘‘ (بے شک میں اس شخص کو جو کہ تیری اہانت کرنے کا ارادہ کرے ذلیل کرنے والا ہوں) کئی دفعہ ’’فسیکفیکھم اللہ ‘‘ (پس اللہ ان کو تیری طرف سے کفایت کرے گا) ’’ان اللہ بہ علیم ‘‘ (بے شک اللہ اس کے ساتھ جاننے والا ہے) ’’قل کل یعمل علی شاکلتہ فربک اعلم بمن ھوا ھدی سبیلاً ‘‘ (تو کہہ ہر ایک اپنے طریق پر عمل کرتا ہے۔ پس تیرا رب جانتا ہے اس شخص کو جو کہ بہت راہ پانے والا ہے) اوڑ جائیگی۔ زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ قابل غور ہے اور عاجز کا ان میں ذرہ دخل وتمنی نہیں۔ ’’وکفیٰ باللہ شھیداً ‘‘

۱۲...... ۲۷/اکتوبر ۱۸۹۸ء، جمعرات۔ رسالہ ضرورۃ الامام کے کھولنے ومطالعہ سے پہلے الہام ہوا: ’’الھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۰ یارب ان قومی اتخذوا ھذا القراٰن مھجوراً ‘‘ (اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر اور تو اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے) بعد ختم مطالعہ رسالہ مذکور کے الہام ہوا۔

۱۳...... ۲۸/اکتوبر ۱۸۹۸ء، جمعہ ’’قل لو کنتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا الا مسکتم خشیۃ الانفاق ۰ کان الانسان عجولاً ‘‘ (تو کہہ اگر تم میرے رب کے خزانوں کے مالک ہوتے تو البتہ تم خرچ ہو جانے کے ڈر سے بند کر رکھتے ہے۔ انسان جلدی کرنے والا) دیکھئے کہ ضرورۃ الامام کی کیفیت اور اس کی جلد بازی کا کیا صریح بیان ہے۔

۱۴...... ۲۹/اکتوبر ۱۸۹۸ء، ہفتہ ’’فاستقم کما امرت ‘‘ (پس تو جب حکم کیا گیا ہے قائم رہ) بار بار یہ رسالہ کے دوبارہ پڑھنے سے پیشتر ہوا۔ ’’الربک البنات ولکم البنون ‘‘ (کیا تیرے رب کے لئے ہیں بیٹیاں اور تمہارے لئے ہیں بیٹے) ایک چھاونی کا مجمع دیکھا جس کا یہ اعتقاد ہے۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے دوسرے خاکساروں کے الہامات کو بمقابلہ اپنی ناچیز ہیچ ونظر حقارت سے دیکھنے کا جواب قابل توجہ ہے۔ اسی الہام کے ساتھ اور مواقع پر ’’مالکم کیف تحکمون ‘‘ (کیا ہے تم کو تم کیا حکم کرتے ہو) بھی ہے۔ کہاں تک لکھوں صفحوں کے صفحہ ہیں اس واسطے کوئی کوئی مختلف اوقات میں سے درج کر کے بس کرتا ہوں۔

۱۸...... مرزا قادیانی کے ایک مرید سے ۴/دسمبر ۱۸۹۸ء اتوار کو کچھ باتیں ہوئیں۔ جس میں انہوں نے علاوہ اور امور کے عاجز کے فہم کی غلطی بیان کی اور کہا کہ تم نے (عاجز نے) اپنی ہی چارپائی کے نیچے چاہ دیکھا ہے۔ لیکن انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ یہ چاہ اور گر جانے اور خوف کی

جگہ قادیان مرزا قادیانی کے مکان میں ہی ظاہر ہوئی۔ پہلے کبھی لاہور میں جو فی الحال جائے قیام وسکونت عاجز ہے کبھی دکھائی نہیں گئی۔

۱۹...... نیز انہوں نے بلا لحاظ اس بات کے کہ یہ الہام تو بحالت موافقت ہوا ہے نہ بحالت مخالفت۔ یہ بھی کہا کہ ’’دعھم‘‘ سے مراد مخالفت کا چھوڑنا ہے نہ کہ مرزا قادیانی وان کی جماعت کو۔ لیکن اس پر پھر وہی سوال آتا ہے کہ ملہم کو جو تفہیم ہوئی اس کو بالائے طاق رکھ کر ہر ایک مخالف اپنی حسب مرضی دوسرے کے الہام کے معنے کرنے وبنانے کا مجاز ہے جو کسی صورت کسی کو بھی قابل تسلیم نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے اس امر پر بہت زور دے کر لکھا ہے جو عنقریب بیان ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

۲۴...... مرزا قادیانی کے ایک مرید نے عاجز کے الہامات کو کہا کہ یہ جوز ومویز ہیں۔ نیز دیگر جماعت کا مرزا قادیانی کی باتیں سن کر دل مضمحل تھا۔ اس پر ۱۲ر دسمبر ۱۸۹۸ء پیر کو پھر تسکین ملی۔ ’’لقد اثرک اللہ‘‘ (تحقیق اللہ نے تجھے اختیار کرلیا ہے) ’’ان وعداللہ حق‘‘ (تحقیق اللہ کا وعدہ سچا ہے) ’’انما انت منذر من یخشٰھا‘‘ (سوااس کے نہیں تو اس شخص کو ڈراتا ہے جو اس سے خوف کرے) ’’ھل ھن ممسکات رحمتہ‘‘ (کیا وہ اللہ کی رحمت کو بند کر سکتے ہیں) ’’الذین اٰمنوا اشد حباً للہ‘‘ (جولوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں) ’’قل اننی ھداتی ربی الیٰ صراط مستقیم‘‘ (تو کہہ اللہ نے مجھے سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی ہے)

۲۵...... ایک رات منام میں عاجز مرزا قادیانی کو مع اور دو شخصوں کے جو تھوڑے فاصلہ پر کھڑے تھے جن کا پتہ وشناخت یاد نہیں رہا دور سے ایک صحرا میں گھومتے دیکھ رہا تھا۔ اس کے بعد الہام ہوا۔

کہہ دے اے بادصبا اجڑے ہوئے یاروں سے
راہ ملتی ہی نہیں دشت کے آواروں سے

’’لمن شآء منکم ان یستقیم‘‘ (واسطے اس شخص کے کہ چاہے تم میں سے) اس میں لفظ اجڑے ہوئے ان اصحاب کی شان میں معلوم ہوتا ہے جو گھر بار اجاڑ کر یا خانہ بدوش اور گھر والوں سے علیحدہ ہوکر مرزا قادیانی کے پاس آتے جاتے یا ڈیرہ لگاتے ہیں۔ واللہ اعلم!

۲۶...... بسا اوقات عاجز کو خیال آتا کہ اب مرزا قادیانی اپنی تنزل حالت پر مطلع ہوکر توبہ واستغفار سے قابل التواب غفار کو راضی کرلیں گے تو پھر کسی نصیحت وتحریر کی ضرورت نہ رہے گی۔ اس پر الہام ہوا: ’’ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم

عذاب الیم ’’(مہر کردی اللہ نے اوپر دلوں اور کانوں ان کے کے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے عذاب ہے دکھ دینے والا)

۲۷...... جب مرزا قادیانی کی طرف سے عاجز کو اظہار الہامات کا سخت تقاضا ہوا تو الہام ہوا۔ ’’یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون ‘‘(ارادہ کرتے ہیں کہ بجھاویں اللہ تعالیٰ کے نور کو ساتھ مونہوں اپنے کے اور اللہ پورا کرنے والا ہے۔ اپنے نور کو خواہ کافروں کو برا لگے)

۲۸...... پھر مرزا قادیانی نے جو بمقتضائے طبیعت اپنا وتیرہ بنا رکھا ہے کہ باوجود دعویٰ ہمدردی وخیرخواہی خلق اللہ ہمیشہ ان کو دھمکانے ڈرانے کے لئے برا کہنا کون سا اور بددعاؤں سے ان کی بدانجامی کی خبریں مشتہر کرتے رہنا اس کی نسبت الہام ہوا۔

جو اور کا چاہے برا اس کا برا ہو جائے گا

’’سنسمہ علے الخرطوم‘‘(شتاب داغ دیویں گے ہم اس کو اوپر ناک کے)

فصل نمبر:۳۲...... اس کتاب کے تحریر کرنے میں جو ردوقدح ہو رہا تھا اس پر یہ الہام ہوا۔

قصہ کوتاہ کردور نہ درد سر بسیار بود

اور جب عاجز پہلے مختصر مسودہ مرتبہ یار مددگار کی تکمیل ونقل کر رہا تھا۔ اس پر الہام ہوا: ’’انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ‘‘(تحقیق وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور تحقیق وہ ساتھ نام اللہ مہربان بخشش کرنے والے کے ہے) اور چند روز بعد ’’اتونی مسلمین ‘‘(چلی آؤ میرے پاس مسلمان ہو کر) بھی ہوا اور جب ختم کر چکا تو الہام ہوا: ’’مارمیت اذرمیت ولکن اللہ رمٰی ‘‘(نہ پھینکا تو نے جب کہ پھینکا تو نے لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا) فرمایئے عاجز کا اس میں کیا ذمہ ہے۔

۲...... غرضیکہ چند بطور نمونہ متعلق ملاقات مرزا قادیانی وعلیحدگی وطمانیت اور تسکین عاجز خاکسار کے بارہ میں ہیں۔ نیز مرزا قادیانی کی جماعت کے اعتراضات کے جواب میں جو بعد شیوع رسالہ ضرورۃ الامام ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں۔ گو عاجز کی طرف سے تو یہاں تک خاموشی واخفا تھا کہ روانگی قادیان کی خبر بھی کسی کو نہیں کی گئی تھی۔ لیکن ’’فاصدع بما تؤمر ‘‘(کھول کر مفصل بیان کر جس کا تو امر کیا جاتا ہے) وغیرہ الہام کے ظہور کے واسطے خود مرزا قادیانی نے رسالہ ضرورۃ الامام شائع فرما کر ایسی تحریک کی کہ مجلسوں، جماعتوں اور گلی کوچوں میں خاکسار گمنام کا ذکر چرچا وجستجو شروع ہوگئی اور غیر شہروں سے خط آنے لگے۔ باوجودیکہ کمترین کو اپنی نسبت لفظ

الہام کے بیان واستعمال سے بھی شرم آتی تھی۔الحق ’’ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن اعلم ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر ۰ وان اللہ قد احاط بکل شئ علماً ‘‘(یہ بھی الہامی تعلیم ہے)اسی طرح ارادہ واحکام الٰہی خودبخود پورے ہوتے ہیں اوران کوکوئی روک نہیں سکتا۔

۳...... جب یہ کتاب قریباً ختم ہوکر مسودہ سے مقابلہ ہورہی تھی تو مرزا قادیانی کے مریدوں میں سے بعض تو اپنے نفسانی الہام واضغاث احلام کے پیغام بھیج کر ڈراتے،بعض عاجز کے رفقاء کو، رفاقت سے باز رہنے کے خطوط بھیجتے اور بعض دیگر لغوافواہیں اڑاتے ان سب کی کیفیت وماہیت اس جامع الہام سے ظاہر ہوئی۔الہام ؎

یہ لوگ دغاباز جفا جوئے رزالی کرتے ہیں ہرایک بات میں کیا حیلے حوالے

یہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء جمعرات کاواقع ہے۔

فصل نمبر:۳۲...... اکثر الہامات ایسے ہیں جن میں بعض بعینہ اسی صورت میں وبعض بشمولیت وارتباط دیگر آیات وفقرات بہت تکرار سے ہوتے رہتے ہیں۔ان کوحتیٰ المقدور درج نہیں کیا اور اگر کوئی ہوگیا ہوتو عجز بشریت ہے۔ان الہامات پرخوب توجہ ونظر عمیق فرماکر عدل وانصاف سے سخن پروری اورضد وتعصب سے دل کوخالی کر کے غور فرماویں کہ عاجز ان سب الہامات کوجن میں عاجز بے مقدار کا ذرہ بھی کچھ دخل وآرزو نہیں معاذ اللہ، معاذ اللہ! ہیچ وپوچ سمجھ کرسب کوپس پشت ڈال کر اورسب کا انکار کر کے حسب منشاء وارشاد مرزا قادیانی کے مولوی نورالدین کی کیونکر پیروی کرسکتا ہے؟ جیسا کہ مرزا قادیانی نے رسالہ (ضرورۃ الامام ص۲۹) پر لکھا ہے۔

۲...... اوراس درجہ کی بے ادبی نافرمانی گستاخی وناشکری اس عاجز خاکسار ذرہ بے مقدار سے کیونکر ہو سکے۔جب کہ ایک ادنیٰ درجہ کے شک وشبہ پر فوراً زجروتوبیخ صادر ہوتی ہے اور پھر جو الہام ہوتا ہے اکثر آیات قرآن مجید میں ہوتا ہے اورپھر مثل روز روشن نصف النہار کے اسی طرح ظاہر وواقع بھی ہوجاتا ہے۔

۳...... اورتو اورخود مرزا قادیانی نے بھی بحالت اختلاف عاجز کے کئی رؤیا والہاموں کے صداقت کا عملی ثبوت ظاہر فرمایا ہے۔پھر خاکسار ان کا انکار کیونکر کر سکے۔عاجز معذور ہے اوردعا میں مصروف ہے۔مرزا قادیانی بھی اپنے حال پرخیال کر کے دعا کریں۔امید کہ فتاح العلیم واحکم الحاکمین اپنے فضل وکرم سے خود فیصلہ فرماوے گا۔عاجز کوکسی سے بھی کسی قسم کا خدانخواستہ مقابلہ وضد ہرگز نہیں۔لیکن الہامات کی مخالفت کسی طرح نہیں کرسکتا۔کیونکہ شرعی معیار کے رو سے وہ ایسے نہیں کہ ان پراعتبار نہ کیا جاوے۔

فصل نمبر:۳۴...... مرزا قادیانی کی جماعت نے بعد مطالعہ رسالہ ضرورۃ الامام کے بنظر توہین وتحقیر الہامات عاجز کے معنے وتفہیم اپنی سمجھ وپسندیدگی کے موافق معہ اپنے الہام وکشف ومنامات وغیرہ کے الٹ پلٹ بیان کئے ہیں اور اب تک کرتے ہیں۔ گو عاجز کو اس کی ہرگز کچھ پرواہ نہیں۔ کیونکہ مقصود وارادہ باری تعالیٰ احکم الحاکمین، علیٰ کل شیٔ قدیر بیدہ ملکوت السموات والارض تو کسی مخالف وموافق کی رائے ومعنے وفہم کے موافق وتابع نہیں ہوسکتا۔ وہ تو بہرحال اپنی منشاء ومطلوب ومقصود کے مطابق ہی ہوکر رہے گا۔ اس میں ناراضگی ورنجیدگی اور ذہن آزمائی ورائے زنی کی کیا ضرورت ہے۔ ’’ما کان اللہ لیعجزہ من فی السموات ولا فی الارض انہ کان علیماً قدیراً‘‘ (آسمان اور زمین کے رہنے والوں سے کوئی اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتا۔ تحقیق وہ صاحب علم وصاحب قدرت ہے)

۲...... لیکن یہ امر توجہ وغور طلب ہے کہ اگر ملہم کی اپنی تفہیم کو بالائے طاق رکھ کر ہر ایک شخص کو دوسرے کے الہامات کی تفہیم ومعنے بنانے وبیان کرنے کا اختیار ہے اور وہی قابل تسلیم ہیں تو پھر کسی ملہم اور اس کے الہامات کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا۔ ہر مخالف اپنی مرضی کے موافق ایسا گھر بنا لے گا کہ جس سے ملہم بیچارہ تحت الثریٰ میں مردود اور اس کے مخالف عرش بریں کے نزدیک مقبول تسلیم کئے جاویں۔ وھذا عجب کل العجب۔

۳...... اور امید کہ مرزا قادیانی خود ہی اس قاعدہ کو ہرگز قبول نہ فرماویں گے اور مسلم نہ مانیں گے کہ ان کے الہامات کے معنے ان کے مخالف اپنی مرضی وپسند کے موافق خود کرلیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے اس اشتہار میں جو ۷/اگست ۱۸۸۷ء مطابق ۱۶/ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ جو بضمن وبعد اشتہار ۸/اپریل ۱۹۸۶ء مطابق ۲/رجب ۱۳۰۳ھ خوشخبری کے عنوان سے شائع فرمایا۔ اس اشتہار کے اخیر آریوں کے اعتراضوں کی تردید میں خود لکھا کہ الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں جو ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنے کرتا ہے۔ کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی کسی تصنیف کے عقدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عندالعقل زیادہ معتبر نہیں ہے۔ بلکہ خود سوچ لینا چاہئے کہ ملہم جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کرلیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ دار ہوتا ہے اور اس کی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسا کوئی کسی مصنف کو کہے کہ تیری

تصنیف کو یہ معنے نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں۔

۴...... اس تحریر و فیصلہ مرزا قادیانی سے بھی ظاہر ہے کہ سوائے ملہم کے کوئی دوسرا اس ملہم کے الہام کی معنی وتفسیر وتشریح کرنے کا ہرگز مجاز نہیں۔ بس لہٰذا مریدین کو اپنے پیر کی رائے و فیصلہ کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

ہاں! اگر مرید عرفان ومعرفت میں اپنے پیر سے بھی سبقت لے گئے ہیں تو پھر ان کا اختیار ہے اور چونکہ مرزا قادیانی کو اپنی فضیلت وبزرگی کے قائم رکھنے کے لئے اپنے مریدین کی تصدیق وسرٹیفکیٹ حاصل کر کے شائع کرنے کی آج کل ضرورت وحاجت پڑی ہے۔ جیسا کہ اشتہارات مشتہرہ مریدین سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ امر ظاہر کرتا ہے کہ ان کا قدم معرفت میں ضرور کچھ مرزا قادیانی سے بڑھا ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم‘‘

باب دوم ...... بجواب رسالہ ضرورۃ الامام

فصل نمبر:۱...... اگرچہ قیل وقال وبحث مباحثہ سے عاجز نہایت متنفر ہے۔ لیکن محض اس نظر سے کہ مرزا قادیانی یہ خیال نہ فرماویں کہ ہماری ناصحانہ تحریر ضرورۃ الامام کو بے ضرورت سمجھ کر دیکھا بھی نہیں۔ لہٰذا اس ثبوت میں کہ اس کو عاجز ورفقاء نے نہایت توجہ وغور سے مطالعہ کیا ہے۔ اس کی نسبت ذیل میں کچھ عرض کرتا ہے۔ وھو ھذا!

فصل نمبر:۲...... مرزا قادیانی نے لکھا: ’’امابعد! واضح ہو کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کرے۔ اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ یہ حدیث ایک متقی کے دل کو امام الوقت کا طالب بنانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جاہلیت کی موت ایک ایسی جامع شقاوت ہے جس سے کوئی بدی وبدبختی باہر نہیں۔ سو بموجب اس نبوی وصیت کے ضروری ہوا کہ ہر ایک حق کا طالب امام صادق کی تلاش میں لگا رہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۲، خزائن ج۱۳ ص۴۷۲)

جواب...... احادیث کے صحیح وقابل حجت ہونے اور ان کے مواضع صدور منشاء ومعانی وغیرہ کے بارہ میں گفتگو کرنا تو عالموں ومولویوں کا منصب ہے۔ لہٰذا اس امر کو ان پر موقوف رکھ کر عرض ہے کہ عاجز اس کو قبول ومنظور کرتا ہے اور الحمدللہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کہ عاجز نے

امام صادق کی طلب یا تلاش میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور الحمدللہ کہ بموجب وعدہ سراپا صدق ’’والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ‘‘(اور جن لوگوں نے محنت کی ہمارے لئے البتہ دکھلاویں گے ہم ان کو راہ اپنی) کی امام صادق عبدمن عباد الرحمٰن برحق یعنی سید عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم کو پایا اوران سے بیعت کی اورالحمدللہ کہ بہت انعام واکرام واحسان ارحم الراحمین کے اس بیعت کی بدولت مشاہدہ کئے جن کا عاجز کچھ ذکر کر چکا ہے۔

۲...... ان کی رحلت کے بعد بھی جس کو ربانی ونورانی عباد الرحمٰن میں سے سنا اس کی خدمت کرنے اس کے پاس حاضر ہونے سے کبھی تساہل نہیں کیا۔ چنانچہ اسی تلاش وطلب رضا ومعرفت الٰہی وطبعی مذاق کے باعث مرزا قادیانی سے بھی ملاقات وموافقت ہوئی تھی اور خوب عرصہ تک سالہا سال رہی اور طبعا بلا ارادہ خود بہ خود سید عبداللہ مرحوم کی اخلاق وعادات حالات فیض صحبت واثر نورانیت وروحانیت ودوسرے طرف مرزا قادیانی کے اخلاق وعادات حالات اثر صحبت وغیرہ کا جوفرق معلوم ہوا کچھ تو عرض ہو چکا ہے اور کچھ آئندہ ہوگا۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ بندہ عاجز نے صرف ہمت وتگ ودو میں حتیٰ المقدور خود قصور نہیں کیا اور مرزا قادیانی کے دعاوی کے لحاظ سے شراب (شربت) عرفان مرزا قادیانی کے ہاں خیال کر کے حسن ظن سے بہت قدم بازی کی۔ لیکن قطع منازل ومراحل کے بعد جب سراب ہی نظر آیا تو لاچار مایوس ہوکر حکماً واپس آنا پڑا۔

فصل نمبر:۳...... (ضرورۃ الامام ص۲، خزائن ج۱۳ ص۴۷۲،۴۷۳) ’’یہ صحیح نہیں ہے کہ ہر ایک شخص جس کو کوئی خواب سچی آوے یا الہام کا دروازہ اس پر کھلا ہو وہ اس نام سے موسوم ہوسکتا ہے۔ بلکہ امام کی حقیقت کوئی اور امر جامع اور حالت کاملہ تامہ ہے۔ جس کی وجہ سے آسمان پر اس کا نام امام ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ صرف تقویٰ اور طہارت کی وجہ سے کوئی شخص امام نہیں کہلا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’واجعلنا للمتقین اماماً‘‘ پس اگر ہر ایک متقی امام ہے تو پھر تمام مؤمن متقی امام ہی ہوئے اور یہ امر منشاء آیت کے برخلاف ہے۔‘‘

جواب...... اگر یہ امر حق ہے کہ سچی خواب یا الہام وتقویٰ وطہارت سے کوئی امام نہیں کہلا سکتا تو مرزا قادیانی اپنی مسیحیت، مہدویت، مجددیت، محدثیت، امام الزمانی کی بنیاد پھر کیوں انہی امور ودعاوی پر قائم فرماتے ہیں؟ ہاں! سوائے ان امور ودعاوی کے اگر کوئی اور خاص حکم الٰہی ہے تو وہ ظاہر فرماویں۔ لیکن وہ حکم بھی پھر الہام ہی میں داخل ہوگا۔

۲...... اور اگر مرزا قادیانی کسی اور علامات کسوف وخسوف وغیرہ سے تمسک فرماویں تو یہ بھی خیال میں رہے کہ کیوں جائز نہیں کہ وہ علامات وغیرہ کسی دوسری غریب مخلص شخص کے واسطے

ہوں۔ جو شیخی وریا کو بموجب حدیث شریف ’’ان یسیر الریاء شرک ‘‘(بے شک ریا تھوڑا بھی شرک ہے) شرک وگناہ جان کر حسب منشاء واحکام احادیث شریفہ ’’من سمع سمع اللہ به ومن یرئ یرائ اللہ به ‘‘(جو شخص سناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سناوے گا اور جو دکھلا وا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عملوں کا دکھلاوا کرے گا) ’’بحسب امرئ من الشرک ان یشار الیه بالاصابع فی دین اودنیا الامن عصمه اللہ ‘‘(آدمی کو برائی سے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کی طرف دینی یا دنیاوی امور میں انگلیوں سے اشارہ کیا جاوے مگر اللہ جس کو بچالے) ’’ان اللہ یحب الابرار الا لقیاء الاخفیا ‘‘(بے شک اللہ تعالیٰ نیکوں، پرہیزگاروں، پوشیدہ عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے) کے اپنا حال ابھی خود نہ ظاہر کرنا چاہتا ہو اور جس کو اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین وغالب علی امرہ وھو علی کل شئ قدیر اسی زمانہ میں امام برحق بنانا چاہتا ہو اور وہ شخص کسی ایسی جگہ وحالت میں ہو جس کا ظہور خود بخود بغیر اس کی کوشش واشتہار دینے کے خود مالک وخالق کرے۔ جیسا کہ احادیث میں ہے:’’ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبریل فقال انی احب فلانا فاحبه قال فیحبه جبریل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبه اھل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض ‘‘(جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص کو محبت کرتا ہوں۔ پس اس کو محبت کرو۔ فرمایا پس جبریل اس کو محبت کرتا ہے۔ پھر منادی کرتا ہے آسمانوں میں پس کہتا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو پیار کرتا ہے۔ پس اس سے محبت کرو۔ پس اس کو پیار کرتے ہیں آسمان والے پھر اس کے لئے قبولیت رکھی جاتی ہے زمین میں)

۳...... پھر اگر تقویٰ وطہارت لازمہ امامت نہیں ہے تو پھر کیا فسق وفجور دغا وفریب، تکبر، شیخی، عہد شکنی، خیانت لازمہ امامت میں ہرگز نہیں۔

۴...... تعجب ہے کہ اللہ جل جلالہ تو تقویٰ اور تقویٰ والوں کے حق میں فرماتا ہے۔ ’’ورحمتی وسعت کل شئ فساکتبها للذین یتقون ‘‘(اور میری رحمت ہر شئے کے لئے واسع ہے۔ پس میں اس کو لکھوں گا ان لوگوں کے لئے جو ڈرتے ہیں تقویٰ کرتے ہیں) ’’الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ لاتبدیل لکلمت اللہ ذلک ھو الفوز العظیم ‘‘(بے شک اللہ کے دوستوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غم کریں گے جو ایمان لائے اور ڈرتے ہیں ان کے لئے بشارت ہے دنیا کی حیاتی میں اور آخرت میں اللہ کے کلمے بدلتے نہیں۔ یہی ہے مراد پانا بڑا)

’’وانجینا الذین اٰمنوا وکانوا یتقون ‘‘(اور ہم نے ایمان والوں کونجات دی اور وہ ڈرتے تھے)’’ولاجر الاٰخرة خیر للذین اٰمنوا وکانوا یتقون ومن یتق اللّٰہ یجعل له مخرجاً ویرزقه من حیث لا یحتسب ‘‘(اور آخرت کا اجران لوگوں کے لئے ہے کہ ایمان لائے اور ڈرتے ہیں بہتر ہے اور جو شخص ڈرے اللہ تعالیٰ سے کرے گا اس کے لئے راہ نکلنے کی مشکل سے اور اس کو اس جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اس کو گمان نہیں ہوتا)’’ومن یتق اللّٰہ یجعل له من امرہ یسراً ‘‘(اور جو شخص ڈرے اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں آسانی)’’ومن یتق اللّٰہ یکفر عنه سیاٰته ویعظم له اجراً ‘‘(اور جو شخص ڈرے اللہ تعالیٰ سے معاف کرے گا اس کی برائیں اور بہت دے گا اس کے لئے ثواب)اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث شریف میں ہے:’’فاما المنجیات فتقویٰ اللّٰہ فی السر والعلانیة عن ابی ذر ان رسول اللّٰہ ﷺ قال له ان لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضله بتقویٰ ان اولی الناس بی المتقون من کانوا وحیث کانوا ‘‘(لیکن نجات دینے والی چیزوں سے اللہ سے ظاہر اور پوشیدہ ہیں ڈرنا ہے۔ابوذر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا تو کسی سرخ سیاہ سے بہتر نہیں مگر تو اس پر تقویٰ سے فضیلت لے جاوے۔تحقیق قریب تر آدمیوں کے میری طرف وہی لوگ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں،کوئی ہوں،کہیں ہوں)’’ان اللّٰہ یحب الابرار الاتقیاء ‘‘(بے شک اللہ نیکوں تقویٰ والوں کو دوست رکھتا ہے)اور مرزاقادیانی بایں دعویٰ علم وامامت تقویٰ وطہارت کو معمولی وایسی خفت کی نظر سے دیکھتے اور بیان کرتے ہیں۔کیا اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ کے صریح احکام وارشاد کی مخالفت لازمہ امامت ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔کیونکہ تقویٰ ہی مدارنجات اور ہر مؤمن کا سرمایہ ہے۔

۵...... آیت کریمہ:’’واجعلنا للمتقین اماماً ‘‘ کی تفسیر بھی مرزاقادیانی نے نرالی کی ہے کہ:’’اگر ہر ایک متقی امام ہے تو پھر تمام مؤمن متقی امام ہی ہوئے اور یہ امر منشاء آیت کے برخلاف ہے۔آپ خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل وکرم سے یہ دعا تعلیم فرمائی اس کا مطلب تو ظاہروباہر ہے۔امام پیشرو آگے چلنے والا ہوتا ہے اور پیشرو وہ ہوگا جو دوسرے ہمراہیوں سے افضل ہوگا۔سواس آیت کریمہ میں مؤمنین کو ترقی درجات کے لئے حث وترغیب فرمائی کہ وہ دوسروں سے زیادہ تقویٰ وطہارت کی سعی کر کے بڑھنے اور امامت کے خواستگار ہوں۔کیونکہ امام تب ہی ہوسکیں گے جب دوسروں سے زیادہ تقویٰ وخشیت وانابت کریں گے نہ کہ زبانی باتیں بنانے سے یہ صاف وسیدھی تفسیر ہے جس کو مرزاقادیانی نے صرف اپنی ہی امامت ثابت کرنے کے خیال پر

دوسری طرح بیان کیا ہے تاکہ لوگ مغالطہ کھا کر اس آیت سے ہرایک کا امام ہو جانا خیال کر کے اس کو محال جانیں اور آپ کی طرف رجوع کریں۔ خیال فرمایئے تقویٰ وخشیت اللہ مدنظر و معمول بہ نہ ہونے سے قرآن مجید کی تفسیر میں شیخی، دلیری، بے باکی کے سبب ایسی ایسی لغزشیں ہوتی ہیں۔

اے بسا علم و ذکاوات و فن

گشتہ رہرو راچو غول راہ زن

''اللھم احفظنا بفضلک ورحمتک فانک انت خیر الحافظین''

۶...... مرزاقادیانی کا یہ فرمانا کہ: ''امام کی حقیقت کوئی اور امر جامع اور حالت کاملہ تامہ ہے جس کی وجہ سے آسمان پر اس کا نام امام ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۲، خزائن ج۱۳ ص۴۷۲)

اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ جو حالت کاملہ تامہ ظاہر ہے وہ تو معلوم ہو رہی ہے۔ دوسری حقیقت اور امر جامع جب تک معلوم نہ ہوں عاجز مسلمان کیونکر سمجھیں۔ ہاں! جب معلوم ہوں تو معیار اسلام قرآن مجید وحدیث شریف سے دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ کیسی ہیں اور آسمان پر نام وہ دیکھے جس کو اللہ پاک علم خبیر آسمان کے حال سے واقف کرے۔ بیچارے عاجز زمینی لوگ آسمان کا حال کیا جانیں۔ مرزاقادیانی کو براہ مہربانی ''تکلموا الناس علی قدر عقولھم'' (لوگوں سے ان کی عقل کے موافق کلام کرو) مدنظر رکھ کر عام لوگوں سے ایسی بات کہنی چاہئے کہ وہ سمجھ سکیں۔ کیونکہ ہدایت کا امر تو ہر خاص وعام کے واسطے عام اور آسان وسریع الفہم ہی ہونا چاہئے۔ دقائق اور آسمانی حال ہرایک شخص کہاں سمجھ سکتا ہے اور پھر دین میں چیسان کی ضرورت بھی نہیں۔

فصل نمبر:۴...... (ضرورۃ الامام ص۲، خزائن ج۱۳ ص۴۷۳) ''بموجب نص قرآن کریم کے ہرایک ملہم اور صاحب رؤیا صادقہ امام نہیں ٹھہر سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم میں عام مؤمنین کے لئے یہ بشارت ہے کہ: ''لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا'' (ان کے لئے خوشخبری ہے حیاتی دنیا میں) یعنی دنیا کی زندگی میں مؤمنین کو یہ نعمت ملے گی کہ اکثر سچی خوابیں انہیں آیا کریں گی یا سچے الہام ان کو ہوا کریں گے۔''

جواب...... جب یہ نعمت عام ہے تو پھر مرزاقادیانی ان ہی عام نعمائے ودعاوی کی بنیاد پر کیوں خصوصیت کا دعویٰ فرماتے ہیں۔ اس کو دلائل شرعیہ سے ثابت کریں کہ دوسرے غریب مؤمنین تو ان نعمتوں سے عام ہی رہے اور خود بدولت ان ہی کے سبب کیوں خاص ہوگئے۔ باوجودیکہ خود بدولت کے الہامات اور مشتہرہ پیش گوئیاں اس طرح پوری بھی نہ ہوں جن کے لئے بعد میں

عذرات وتاویلات رکیکہ کی آپ کو تکلیف اٹھانی پڑے اور دوسرے غریب ملہمین کی خواب والہامات بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس اسی طرح پوری ہوں اوران کوایسی کوئی تدبیر وتکلیف آپ کی طرح نہ کرنی پڑے۔

فصل نمبر:۵...... (ضرورت الامام ص۲،۳، خزائن ج۱۳ص۴۷۳) ’’پھر قرآن مجید میں ایک دوسرے مقام میں ہے: ’’ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا‘‘ یعنی جولوگ اللہ پرایمان لاتے ہیں اور پھر استقامت اختیار کرتے ہیں فرشتے ان کو بشارت کے الہامات سناتے رہتے ہیں اوران کوتسلی دیتے رہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بذریعہ الہام تسلی دیے گئے۔ لیکن قرآن ظاہر کررہا ہے کہ اس قسم کی الہامات یا خوابیں عام مؤمنوں کے لئے ایک روحانی نعمت ہے۔ خواہ مرد ہوں خواہ عورت۔‘‘

جواب...... یہ صحیح اورقرآن مجید کا ارشاد سراپا صدق وراست ہے۔ مرزا قادیانی کی تحریر سے ظاہر ہے کہ ملہمین الہامات کے کیسے پابند وفرمانبردار ہوتے ہیں کہ ہرگز ان سے ان کا خلاف نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ ام موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الہام الٰہی کی فرمانبرداری کی کہ بموجب حکم الہام: ’’اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم‘‘ (یہ کہ اس کوصندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دے) کی اپنے جگر پارہ وقرۃ العین کو دریا میں ڈال دیا اور مرزا قادیانی نے (براہین ص۲۶۴، خزائن ج۱ص۲۹۴) میں بھی لکھا ہے کہ: ’’جوامر بذریعہ الہام کسی پرنازل ہواس کے لئے اور ہرایک کے لئے کہ کوئی وجہ یقین کرنے کی رکھتا ہے یا خدانے کوئی نشان یقین کرنے کا اس پر ظاہر کردیا ہے۔ واجب العمل ہے اور جوشخص جس کوالہام کی نسبت باور دلایا گیا ہے اس پر عمل کرنے سے عمداً دستکش ہووہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ بلکہ اس کے خاتمہ بدہونے کا اندیشہ ہے۔‘‘

۲...... سواسی طرح عاجز کا حال ہے کہ جوالہامات مرزا قادیانی کی مخالفت میں ہوتے ہیں کسی طرح ان کی خلاف ورزی ونافرمانی نہیں کرسکتا۔ ورنہ مرزا قادیانی کوخوب معلوم ہے کہ عاجز کی طبیعت میں بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس خواہ مخواہ کی شرارت ومقابلہ ومخالفت کا مادہ معاذ اللہ نہیں فالحمدللہ حمداً کثیراً۔

۳...... عام روحانی نعمت کا ذکر کچھ تو ہوچکا ہے اور کچھ آئندہ ہوگا اور آیت کریمہ میں جو استقامت کا ذکر ہے اس پر مرزا قادیانی توجہ فرماویں کہ خود بدولت کی استقامت کا کیا حال ہے کہ چھوٹے چھوٹے امور میں بھی کس قدر تردد کوشش وسعی فرماتے ہیں۔ استقامت حال تو کہاں مجرد قال میں بھی اس کا نام ونشان پایا نہیں جاتا۔ ایک جگہ کچھ، دوسری جگہ کچھ۔ تیسرے موقع پر ان

کے مخالف لکھ دیتے ہیں اور کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ جس کا کچھ حال باب اوّل میں گذرا اور کچھ انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

فصل نمبر:۶ ...... (ضرورۃ الامام ص۳، خزائن ج۱۳ ص۴۷۳) ’’اوران الہامات کے پانے سے وہ لوگ امام وقت سے مستغنی نہیں ہوسکتے اور اکثر یہ الہامات ان کے ذاتیات کے متعلق ہوتے ہیں اور علوم کا افاضہ ان کے ذریعہ سے نہیں ہوتا اور نہ کسی عظیم الشان تحدی کے لائق ہوتے ہیں اور بہت سے بھروسہ کے قابل نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض وقت ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جاتے ہیں اور جب تک امام کی دستگیری افاضہ علوم نہ کرے تب تک ہرگز ہرگز خطرات سے امن نہیں ہوتا۔ اس امر کی شہادت صدر اسلام میں موجود ہے۔‘‘

جواب...... جب ’’مرزا قادیانی کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ الہامات کے سبب لوگ امام وقت سے مستغنی نہیں ہوسکتے۔‘‘ تو مرزا قادیانی یہ بھی تو فرماتے کہ خود بدولت نے کس امام وقت کی دستگیری سے علوم حاصل کئے ہیں اور اگر خود بدولت کو بلادلیل اس سے مستثنیٰ فرماویں تو دوسرے غریبوں کو کیوں مستثنیٰ نہیں کرتے؟

۲...... مرزا قادیانی سے استغنا و ناموافقت کا باعث عاجز تو عرض کر چکا ہے کہ واقعی حالات معاملات تجارب اور الہامات کے سبب سے ہیں۔

۳...... الہامات متعلق ذاتیات، سو الحمدللہ کہ عاجز کے الہامات ایسے نہیں ذاتیات کے متعلق بھی ہوتے ہیں۔ لیکن عظیم الشان امور وواقعات کی نسبت کثرت سے ہوتی ہیں اور قابل بھروسہ اس لئے کہ اسی طرح واقع وظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ عاجز ان میں امام بنایا جاتا ہے۔ بخطاب موسیٰ علیہ السلام پکارا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کی مخالفت میں بہت کچھ آتا ہے۔ اس لئے مجبوراً معذور ان الہامات کی نافرمانی وناشکری کے خوف سے مرزا قادیانی کی دستگیری کا طالب نہیں ہوسکتا اور بار بار حکم ہوتا ہے۔ ’’مالک من دون اللہ من ولی ولا نصیر ‘‘ (اللہ کے سوا تیرا کوئی دوست اور مددگار نہیں) ’’لا تتخذوا من دونی اولیاء ‘‘ (میرے سوا کسی کو دوست نہ بناؤ) ’’الم نشرح لک صدرک ‘‘ (کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا) ’’الرحمٰن علم القراٰن ‘‘ (رحمان نے قرآن سکھایا) ’’واللہ یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث ۰ واللہ غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ‘‘ (واللہ تیرا رب تجھے برگزیدہ کرے گا اور حدیثوں کی تاویل یعنی خوابوں کی تعبیر سکھاوے گا اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے) وغیرہ۔

۴...... پھر افاضہ علوم جو مرزا قادیانی سے مریدین کو ہوا وہ بظاہر تو بحث ومباحثہ اپنی تعلّی دوسرے مسلمانوں کی تحقیر وتبرہ بازی ہی دیکھنے میں آئی ہے۔ جس کا نمونہ اخبار الحکم خاص کر۹، ۳۰/ستمبر ۱۸۹۹ء ودیگر خطوط میں موجود ہے اور مرزا قادیانی نے خود بھی اعلان التواء جلسہ دسمبر ۱۸۹۳ء اور پھر اشتہار ۲۹/مئی ۱۸۹۸ء میں کچھ بیان کیا ہے۔

۵...... اور مرزا قادیانی کا فرمان کہ: ’’نہ کسی عظیم الشان تحدی کے لائق ہوتے ہیں اور بہت سے بھروسہ کے قابل نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض وقت ٹھوکر کھانے کا موجب ہو جاتے ہیں۔‘‘ بہت منصفانہ اور مطابق واقعہ والہامات خود بدولت مرزا قادیانی کے ہی مرزا قادیانی انصاف اور تحمل وتامل سے خیال فرماویں کہ ان کے الہامات مذکورہ باب اوّل کی تحدیوں کا کیا نتیجہ ہوا اور وہ سب کس بھروسہ کے قابل ثابت ہوئے۔ ہاں! یہ ظاہر ہے کہ ہٹ اور ضد کی قوت اور زور تحریر سے مرزا قادیانی نے ٹھوکر کو ٹھوکر زبان سے نہیں مانا۔ سو ایسی ہمت اور عالی حوصلگی بے شک نادر الوجود ہے اور غریب عام مسلمانوں ومؤمنوں سے ہونی مشکل ومحال ہے۔

۶...... مرزا قادیانی نے چونکہ سنت اللہ کے خلاف خود کسی کو امام نہیں بنایا اور نہیں مانا اور بے امام ہی کام چلایا ہے۔ اسی واسطے مرزا قادیانی کو ایسی ناکامیوں کے خطرات سے امن نہیں ملا اور ٹھوکر پر ٹھوکر پیش آئی۔ گو وہ خود زبان سے قبول نہ کریں۔ لیکن دوسرے مسلمان تو جانتے اور دیکھتے ہیں اور امید کہ ان کے عقل وذہین مریدین میں سے بھی کئی اس کے قائل ہوں گے۔ سلسلہ سلوک میں سنت اللہ کا ذکر عاجز نے اوراق آئندہ میں کیا ہے۔

فصل نمبر:۷...... (ضرورۃ الامام ص۳، خزائن ج۱۳ ص۴۷۲) ’’کیونکہ ایک شخص جو قرآن شریف کا کاتب تھا۔ اس کو بسا اوقات نور نبوت کے قرب کی وجہ سے قرآنی آیت کا اس وقت میں الہام ہو جاتا تھا۔ جب کہ امام یعنی نبی ﷺ وہ آیت لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دن اس نے خیال کیا کہ مجھ میں اور رسول میں کیا فرق ہے۔ مجھے بھی الہام ہوتا ہے۔ اس خیال سے وہ ہلاک کیا گیا اور لکھا ہے کہ قبر نے بھی اس کو باہر پھینک دیا جیسا کہ بلعم ہلاک کیا گیا۔‘‘

جواب...... کاتب وحی قرآنی اور بلعم کے قصہ کو یہاں کچھ تعلق وربط نہیں۔ کیونکہ نہ عاجز کبھی مرزا قادیانی کے الہامات کا کاتب بنا اور نہ بلعم کی طرح معاذ اللہ کسی موسوی نسبت ونورانیت والے کے کبھی مقابل ہوا اور نہ کبھی الہامی وغیرہ شیخی کر کے دوسروں پر اپنی فضیلت ثابت کرنے کا ساعی ہوا۔ جس شخص میں یہ امراض ہوں اور وہ بلعم کی طرح موسوی نسبت اور نورانیت والے کی مخالفت کرے اور مقابل ہو۔ اس کو ضرور ڈرنا اور عبرت پکڑنا چاہئے۔

۲...... اور جو کوئی بدنصیب اس سیدالاولین والآخرین ﷺ کی برابری کا حرف بھی زبان پر لاوے یا بدبختی سے برابری وہمسری کا خیال کرے یا اس امامت کا شریک بننا چاہے اس کو قبر سے باہر پھینکنا کیا اور جو پاداش وسزا ملے وہ تھوڑی ہے۔ اگرچہ یہ عقیدہ وراز نہیں کھلا کہ مرزا قادیانی خود کس حوصلہ سے آیت شریفہ ''**مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد**'' کی تفسیر کرنے میں اور نبوت کی تقسیم کاملہ ناقصہ بیان کر کے بڑے فخر سے خود بدولت کو اس کا مشارالیہ قرار دے کر رسالت ونبوت کے مسند پر تکیہ لگانے کا حوصلہ کرتے ہیں جو اور کسی مؤمن بندہ عاجز کا جگر وحوصلہ نہیں۔

۳...... زیادہ تعجب یہ کہ اس آیت قرآن مجید ''**مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد**'' (خوشخبری دینے والا ایک رسول کی کہ آوے گا پیچھے مجھ سے اس کا نام احمد ہے) کا اشارہ مرزا قادیانی کے اپنے حق میں مقرر کرنے سے جو جو اعتراض وارد ہوتے ہیں و یا تحقیر و نقص قرآن مجید وشریعت اسلامی کے لازم آتے ہیں۔ ان کی آپ نے کچھ پرواہ نہیں کی۔

۴...... مثلاً آیت قران مجید میں اسم احمد آیا ہے اور مرزا قادیانی کا اصلی نام جو والدین نے رکھا ہے اور اب تک ویسا ہی مشہور ومعروف ہے اور آپ اپنے ہاتھ سے وہ ہی کاغذات وقبالوں میں لکھتے ہیں۔ وہ غلام احمد ہے تو پھر مرزا قادیانی اس آیت کے مشارالیہ کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی کو اتباع وغلامی احمد ﷺ سے ننگ وعار ہے کہ لفظ غلام کو دور کر کے مجرد احمد بنتے ہیں؟

۵...... قرآن مجید جس کی شان ''**کتب مبین ۰ تبیان لکل شئ ۰ وفصلت اٰیاتہ**'' ہے اور جس کے نازل فرمانے والے کی شان ہے۔ ''**ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة لا یعلمها ولاحبة فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین**'' (اور وہ اللہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور کوئی پتا اس لئے علم کے سوا نہیں گرتا اور نہ کوئی ورنہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے جو نہیں کھلی کتاب میں (یا جو نہیں کتاب بیان کرنے والی ہیں)) اور جس نے یہ ارشاد فرمایا: ''**ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدکر**'' (اور تحقیق ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کیا۔ پس کیا کوئی ہے نصیحت پکڑنے والا) یہ آیت عاجز کو کئی بار الہام بھی ہوئی ہے۔

اس ذات تعالیٰ وتقدس ومالک نے کیا دوسرے احکام دین ومدار نجات امور تو نہایت روشن کھلے کھلے نازل فرما کر اس میں درج فرما دیئے اور اس اہم امر میں ایسا معمّا وخفا رکھا کہ تیرہ سو سے کچھ زیادہ عرصہ تک اس کو امت محمدی میں سے کسی نے نہ سمجھا اور آخر چودھویں صدی میں

مرزا قادیانی کواس کے اظہار وعقدہ کشائی کی تکلیف کرنی پڑی۔

۶...... قرآن مجید جو عام ہدایت خلق اللہ کے واسطے اس ہادی نے نازل فرمایا کیا اس میں لفظ غلام بہمراہ لفظ احمد درج فرماتا۔ اس خالق مالک دو جہاں کو معاذ اللہ کچھ دشوار تھا ویا مرزا قادیانی کا نام صرف احمد اس قادر ذوالجلال کو رکھوا دینا معاذ اللہ کچھ مشکل تھا یا نعوذ باللہ اس ارحم الراحمین کو ایسے اہم امر باعث ہدایت ونجات کو بدیہی وظاہر طور پر درج کتاب عزیز خود نہ فرما کر عاجز بندوں کو تذبذب ومشکلات میں ڈالنا منظور تھا؟ معاذ اللہ!

۷...... پھر رسول اللہ ﷺ کو''**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی**'' (آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی) نازل فرما کر یہ بھی ارشاد فرمایا:''**بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته**'' (جو کچھ کہ رب کی طرف سے تم پر نازل ہوتا ہے پہنچاوے اگر تو ایسا نہ کرے تو تو نے اس کی رسالت نہیں پہنچائی) تو کیا انہوں نے بھی اور سب کچھ تو فرمادیا، پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ استنجا بول وبراز وغیرہ ضروریات کے مسائل وہدایات بھی فرمادیں اور یہ اہم مسئلہ ظاہر نہ فرمایا اور ایسا ہی صحابہ کرام واہل بیت عظام وائمہ مجتہدین بلکہ تمام امت پر صدہا سال تک یہ امر پوشیدہ رہا اور اب صرف مرزا قادیانی پر ہی یہ راز ظاہر ہوا کہ اس آیت میں جس احمد کی بشارت ہے وہ خود بدولت ہیں اور طرفہ تر یہ کہ جس قدر احمد یا غلام احمد اب تک ہوئے اور آئندہ ہوں گے ان سب بیچاروں کو محروم کردیا؟

۸...... کیا اسلامی شریعت وقرآن مجید مرزا قادیانی کے نزدیک معاذ اللہ ایسی چیستان ہیں کہ مدارنجات والے امور کی اوّل آسانی سے سمجھ ہی نہیں آسکتی ویا آسکتی ہے تو صدہا سال کے بعد ایسے مشکل سی۔ استغفراللہ! اور آپ غور کریں کہ اس سے آپ ان کا نقص ثابت کررہے ہیں یا کمال اور ان کی تحقیر کررہے ہیں یا عزت توجہ وغور فرماویں کیا یہ ہی خدمت اسلام ہے۔ جس پر آپ کو فخر ہے؟ **فتدبر وتفکر!**

۹...... ایسے مسائل تراشنے میں مرزا قادیانی تقویٰ وخشیت الٰہی کو مدنظر رکھ کر یہ تو خیال فرماتے کہ امت محمدی کس طرح اور کیونکر ان بے اصل امور کو بغیر شہادت کتاب وسنت وغیرہ دلائل شرعی قبول کرے گی۔

۱۰...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ کاتب کو نور نبوت کے قرب کی وجہ سے اس آیت کا الہام ہوجاتا تھا۔ لیکن عاجز کو تو نورانیت وروحانیت کا اثر حسب فحوائے حدیث شریف''**مثل الجلیس**

الصالح والسوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک واما ان یھدیک واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ریحا طیبة ونافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک واما ان تجد منه ریحا خبیثة وبمصداق خیارکم الذین اذا را وذکر الله“ (ہم نشین نیک اور بد کی مثال کستوری (نافہ مشک) کے اٹھانے والے اور لوہار کی دکان کے پھونکنے والے کی طرح ہے۔ پس کستوری کا اٹھانے والا یا تو تجھ کو مفت عطاء کرے گا ویا تو بقیمت اس سے خریدے گا ویا اس سے اچھی خوشبو ہی حاصل کرے گا اور لوہار کی دکان پھونکنے والا یا تو تیرے کپڑے جلاوے گا ویا تو اس سے بدبو پاوے گا اور اچھے تمہارے وہ ہیں جن کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آجاوے) وغیرہ جیسا کہ سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں کرائی۔ العین محسوس ومعلوم ہوا کرتا تھا۔ مرزا قادیانی کی صحبت میں جس کا بارہا اتفاق ہوا کبھی اس اثر کا اثر معلوم ومحسوس نہیں ہوا۔ زبانی بحث مباحثہ اور لے دے ہی سنتے رہے۔ ہاں! یہ اثر ضرور دیکھنے میں آیا کہ جس شخص کا مرزا قادیانی سے خاص تعارف وبے تکلفانہ تعلق نشست وبرخاست ہوا۔ بہ شرطیکہ اس کو اور کسی قسم کی محتاجی وحاجت نہ ہو، وہی اخیر پر مرزا قادیانی کی محبت صحبت وقبول دعاوی سے دست بردار ہو کر علیحدہ ہوگیا۔ جیسا میر عباس علی لدھیانوی، مرحوم فتح خان، منشی غلام قادر فصیح وغیرہ اور حافظ حامد علی بھی جس کی نسبت یاد پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی فرمارہے تھے کہ یہ اگر نبی کی صحبت میں بھی بیٹھے تو اس کی طبیعت کو اثر نہ ہوگا۔ اگرچہ اب پھر وہ مرزا قادیانی کے بظاہر معتقدین میں سے ہے اور عاجز خاکسار تو معذور ہی ہے۔ کیونکہ علاوہ دیگر تجارب کے الہامات بھی عدم موافقت مرزا قادیانی پر زور دے رہے ہیں۔

فصل نمبر:۸...... (ضرورۃ الامام ص۳، خزائن ج۱۳ ص۴۷۳) ”مگر عمر رضی اللہ عنہ کو بھی الہام ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے تئیں کچھ چیز نہ سمجھا اور امامت حقہ جو آسمان کے خدا نے زمین پر قائم کی تھی۔ اس کا شریک بننا نہ چاہا۔ بلکہ ادنیٰ چاکر اور غلام اپنے تئیں قرار دیا۔ اس لئے خدا کے فضل نے ان کو نائب امامت حقہ بنادیا۔“

جواب...... امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امامت حقہ کے کیونکر چاکر وغلام نہ بنتے جب کہ خداداد بصیرت مشاہدات وتجارب واثر نور نبوت سے ان کو وہ امامت خدائے پاک عزوجل کی قائم کی ہوئی نظر آرہی تھی۔ ایسا ہی اب بھی جس کو مرزا قادیانی کی امامت اسی طرح حقہ ثابت ہو جاوے تو پھر کیوں اس کو قبول نہ کرے گا۔ لیکن جس کو عرصہ دراز کا تجربہ ملاقات ومعاملات اور پھر بغیر کسی تمنی وخیال مخالفت کے الہام مثل بارش اس کی تردید ومخالفت کریں۔ وہ بیچارہ ملہم کیا

کرے۔ باوجودیکہ وہ غریب عاجز ہو بھی بقول مرزا قادیانی کے بے شر انسان نیک بخت وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مرزا قادیانی نے اس کو خود تحریر فرمایا۔

۲...... اپنی فضیلت جتانے کو کسی کا شریک بننا تو نادانی بوالہوسی تکبر وتعلّی وغیرہ میں داخل ہے۔ حافظ حقیقی اپنے عاجز بندگان کو ایسی مہلک امراض سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

ہاں! تمام دنیا کو اپنا ادنیٰ چاکر وغلام بنانے کا مرزا قادیانی کو بڑا عشق ہے اور اس امر کی بہت تمنا وآرزو ہے کہ کوئی بھی مرزا قادیانی کے سامنے اپنے آپ کو کچھ چیز نہ سمجھے جو کچھ سمجھے مرزا قادیانی ہی کو سمجھے۔ جس کے واسطے طرح طرح کے تدابیر وتحاریر ہوتی رہتی ہیں کہ کسی طرح کوئی شخص ان کی چاکری وغلامی سے باہر نہ رہ جاوے جو بظاہر خاصہ الوہیت ہے اور مخالف شان عبودیت اور الحمدللہ! کہ عاجز حقیقتاً بلا تصنع اپنے آپ کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اور یہاں جائز شرعی اطاعت ومرزا قادیانی کو کچھ سمجھنے وماننے میں بھی کوئی عذر نہیں۔ بشرطیکہ مالک ومحسن مولی کی اس میں رضا ہو اور وہ خود سمجھاوے اور اس کا حکم فرماوے اور وہ کتاب وسنت کے موافق وثابت ہو جاوے۔ ’’**یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید**‘‘ (اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے حکم دیتا ہے) ’’**اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب**‘‘ (اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اس کو ہدایت کرتا ہے)

۳...... اور یہ ظاہر ہے کہ محض نیابت وجانشینی کی آرزو میں جس کا مرزا قادیانی نے اشارہ کیا ہے۔ یا حب جاہ یا خورد ونوش بلا تکلیف جسمانی یا سیدھے، سادے بندگان الٰہی سے اپنی نفس کی خاطر خدمت وتواضع کرانے کے لئے کون مخلص مؤمن طالب رضا الٰہی بغیر کسی برہان ودلیل شرعی کے صرف دیکھا دیکھی بے ثبوت وزبانی خشک تقریری امامت کو قبول کر سکتا ہے۔

فصل نمبر:۹...... (ضرورۃ الامام ص۳، خزائن ج۱۳ ص۴۷۴) ’’اور اویس قرنی کو بھی الہام ہوتا تھا۔ اس نے ایسی مسکینی اختیار کی کہ آفتاب نبوت وامامت کے سامنے آنا ہی سوء ادب خیال کیا۔ سیدنا حضرت مصطفیٰ ﷺ بارہا یمن کی طرف منہ کر کے فرمایا کرتے تھے کہ: ’’**اجد ریح الرحمن من قبل الیمن**‘‘ یعنی مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اویس میں خدا کا نور اترا ہے۔‘‘

جواب...... اس سراج منیر امام وسید الاولین والآخرین ﷺ کا جس قدر کوئی بموجب حکم رب العالمین واحکم الحاکمین ادب کرے، کم ہے اور یہ ادب اس کی اپنی سعادت لیکن مرزا قادیانی غور کریں کہ یہ خوب ادب ہوا جس سے اویس قرنی رضی اللہ عنہ مرتبہ صحابیت رسول کریم ﷺ سے محروم رہ کر

تابعین رحمۃ اللہ علیہ میں داخل ہوئے۔

۲...... مرزا قادیانی نے ان کی حاضری کا مانع ادب تحریر فرمایا ہے۔ لیکن حدیث شریف میں تو ہے: ’’ان رسول اللہ ﷺ قال ان رجلا یاتیکم من الیمن یقال له اویس لا یدع بالیمن غیر امر له قدکان به بیاض فدعا اللہ فاذھبه الا موضع دینار اوالدرھم فمن لقیه منکم فلیستغفرلکم وفی روایة یقول ان خیر التابعین یقال له اویس وله والدة وکان بیھاض فمروہ فلیستغفر لکم (رواہ مسلم)‘‘ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی یمن کی طرف سے جس کا نام اویس ہے تمہارے پاس آوے گا۔ یمن میں صرف اس کی ماں ہوگی اور اس کے بدن پر برص کے سفیدی تھی۔ اس نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دینار یا درہم کے برابر کی جگہ کے سوا باقی تمام بدن اچھا کر دیا۔ پس جو تم میں سے اسکو ملے تو تمہارے لئے بخشش کی دعا کرائے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ تابعین سے بہتر وہ شخص ہے جس کا نام اویس ہے اور اس کی والدہ ہے اور اس کے بدن میں سفیدی ہے۔ پس اس کو کہو کہ تمہارے لئے بخشش مانگے) ان میں تو کچھ ذکر واشارہ ادب کے سبب حاضر نہ ہونے کا نہیں ہے۔ حاضری کا مانع ان کی صرف والدہ کی رعایت ظاہر ہوتی ہے۔

۳...... ہاں! مرزا قادیانی کی خود بدولت کے ادب کا خیال بہت رہتا۔ معلوم ہوتا ہے سو اگر حاضری اور زیارت میں بقول مرزا قادیانی سوٴ ادب ہے تو پھر مرزا قادیانی اپنے مریدین کو ایسی سوء ادبی سے منع کیوں نہیں فرماتے۔ بلکہ ترغیب وحشت زیارت وحاضری بذریعہ اشتہارات فرما کر ان کو سوء ادبی کا عادی ومشاق کیوں بناتے ہیں۔ اگر فرماویں کہ وہ زیارت کو نہیں بلکہ ادائے چندہ ونذرانہ کے لئے آتے ہیں تو یہ کام وہ گھر بیٹھے بھی بذریعہ منی آرڈر کر سکتے ہیں۔ خواہ نخواہ تکلیف سفر اٹھا کر گستاخ وبے ادب بننے کی ان کو کیا ضرورت۔

۴...... مرزا قادیانی نے فرمایا کہ سیدنا حضرت مصطفیٰ ﷺ بارہا یمن کی طرف منہ کر کے فرماتے۔ ’’اجد ریح الرحمن من قبل الیمن‘‘ یہ ایک باطنی حس وروحانی بصیرت کا ذکر ہے اور بجائے کتابوں سے ایسے الفاظ واہل کمالات کے حال لکھے ہوئے دیکھ کر مجرد زبانی بیان کرنے سے انسان کی خوش بختی تو اس میں ہے کہ اللہ عزوجل واہب العطیات اپنے فضل وکرم سے وجدانی طور پر یہ ذائقہ وحس روحانی عطاء فرما کر کرائے۔ العین اس بصیرت کا مشاہدہ کرائے۔ لیکن افسوس وتعجب ہے کہ باوجود دعاوی فضائل بے شمار مرزا قادیانی کی صحبت میں اس حس وبصیرت کا کبھی چرچا وذکر نہیں سنا ارنہ دیکھنے میں آیا۔ حالانکہ فقراء ذاکرین وصوفیاء منیبین جن کو کسی قسم کا بھی دعویٰ نہیں

ان میں یہ حسن وبصیرت اکثر پائی جاتی اور دیکھنے میں آتی ہے۔

۵...... اور زیادہ افسوس یہ کہ مرزا قادیانی کو بجائے ایسی کوشبو آنے کے ایسی ایذا وہ بو آتی محسوس ہوتی ہے کہ مرزا قادیانی کواس کے مقابل سب وشتم اور عربی میں نئی طرز کی لعنتیں مثلاً ’’علیه نعال لعن الله الف الف مرة‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ص۳۳۰)

’’شیطان الاعمی والغول الاغوی وھو شقی کالامروھی من الملعونین‘‘ (انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ص۲۵۲) وغیرہ لکھنے کی تکلیف کرنی پڑتی ہے۔

۶...... اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اگر احیانا مرزا قادیانی کبھی اپنی اس حسن وبصیرت باطنی وروحانی کے اظہار کی خاطر کسی بندہ خدا کو بوجہ اس کی خدمات واحسان کی تعریفی الفاظ مثل بے شر متقی پرہیز گار وغیرہ کہہ کر اس خوشبو کا محل قرار بھی دے دیں تو کچھ عرصہ بعد مجبور ہوکر خود ہی اس خوشبو کو رسوائی اور ذلت کی بدبو کہہ کر اپنے پہلے قول کی تکذیب وتردید کر دیتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قسام ازل نے حکمت کاملہ سے خود بدولت میں اس حس کا جوہر رکھا ہی نہیں۔ کیونکہ جو شخص روحانی وباطنی خوشبو میں محو ہو۔ اس کو کسی ایسے بیجا وغیر شرع شغل سب وشتم ولعن وطعن وغیرہ فضولیات میں مصروفیت کی گنجائش وفرصت ہی کہاں ملتی ہے۔

فصل نمبر:۱۰...... (ضرورۃ الامام ص۳،۴، خزائن ج۱۳ص۴۷۴) ’’مگر افسوس کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ امامت حقہ کی ضرورت کو نہیں سمجھتے اور ایک سچی خواب آنے یا چند الہامی فقروں سے خیال کر لیتے ہیں کہ ہمیں امام الزمان کی حاجت نہیں کیا ہم کچھ کم ہیں اور یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ ایسا خیال سراسر معصیت ہے۔ کیونکہ جب کہ ہمارے نبی ﷺ نے امام الزمان کی ضرورت ہر ایک صدی کے لئے قائم کی ہے اور صاف فرمادیا ہے کہ جو شخص اس حالت میں خدائے تعالیٰ کی طرف آئے گا کہ اس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا۔ وہ اندھا آئے گا اور جاہلیت کی موت مرے گا۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے کسی ملہم یا خواب بین کا استثناء نہیں کیا۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملہم ہو یا خواب میں ہو اگر وہ امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہیں ہے تو اس کا خاتمہ خطرناک ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اس حدیث کے مخاطب تمام مؤمن اور مسلمان ہیں اور ان میں ہر ایک زمانہ میں ہزاروں خواب میں اور ملہم ہوتے آئے ہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ امت محمدیہ میں کئی کروڑ ایسے بندے ہوں گے جن کو الہام ہوتا ہوگا۔‘‘

جواب...... مرزا قادیانی کا افسوس اس لحاظ سے تو بجا ہے کہ سوائے قلیل گروہ مریدین کے دنیا کے دوسرے مسلمانوں نے مرزا قادیانی کی امامت کو حقہ اور پھر اس کی ضرورت کو نہیں قبول کیا اور نہیں

سمجھا۔ لیکن اس میں ان غریب مسلمانوں کا کچھ قصور نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے جو سمجھانے کا پیرایہ وطریقہ ہے۔ خلاف شریعت ایسا مسہلون والا (جلاب دے کر پیٹ کو چالو کرنے کو مسہل کہتے ہیں۔ مرتب) اختیار فرمایا کہ جس سے شفااور تسکین تو بجائے خود وہ غریب سب وشتم لعن طعن حقارت وتوہین اوراس تفاخر وتعلّی مرزا قادیانی کی سن کر، دیکھ کر سمجھنے کو کبھی نزدیک بھی نہ آئیں۔ بلکہ جو غریب لوگ سننے سنانے سے یا حسن ظن سے بامید ظہور صداقت راغب بھی ہوں۔ وہ بھی متنفر ہو جائیں۔

۲...... اور پھر بہت سے بڑھ کر یہ کہ جو مسائل مرزا قادیانی پیش کریں۔ وہ صریح صریح مخالف قرآن مجید وحدیث شریف وغیر سبیل المؤمنین ہوں۔ جیسا نزول ملائکہ، تعریف لیلۃ القدر، عملدرآمد تصویر وغیرہ گوان اعمال سب وشتم، لعن وطعن، توہین وتحقیر مؤمنین وتفاخر وتعلّی ومسائل خلاف قرآن مجید واحادیث کے بموجب قول مولوی صاحب علیہ الرحمتہ۔

در حق او نور در حق تو نار ۔۔۔ در حق اورد ودر حق توخار

در حق او نیک در حق تو بد ۔۔۔ در حق او خوب در حق تو رد

در مقامی حنظل و جائے شکر ۔۔۔ در مقامی خشکی و جائے مطر

دوسری غریب مخلوق الٰہی وخصوصاً مسلمین مؤمنین کو فائدہ ہی ہوا۔ یعنی اس قادر قدیر کے فضل وکرم سے یہی امور باعث پرہیز نجات ومخلصی از غیر سبیل المؤمنین ہو گئے۔

حاکمست و یعفل اللہ ما یشاء ۔۔۔ اوز عین درد انگیزد دوا

کیونکہ وہ ہر لحظہ وہر آن اپنی عاجز مخلوق پر بہت الرحیم وارحم الراحمین ہے اوراپنے مخلصین منیبین کا حافظ وناصر اورشکور علیم ہوکران کی اخلاص وانابت کو ضائع نہیں کرتا۔

وھو المغیث لکل مخلوقاتہ ۔۔۔ وکذا یجیب اغاثۃ اللھفان

وھو الودود یحبھم ویحبہ ۔۔۔ احبابہ والفضل للمنان

(اوروہ اپنی تمام مخلوق کے لئے فریادرس ہے اورایسا ہی اندوہگین کی فریاد قبول کرتا ہے اوروہ بہت دوست رکھنے والا ہے ان کو دوست رکھتا ہے اوراس کے دوست اس کو دوست رکھتے ہیں اور فضل کرنا اس منان کا کام ہے)

۳...... ایک سچا خواب یا چند الہامی فقروں کی نسبت عرض ہے کہ عاجز خاکسار کی ایک یا دو سچی خواب نہیں اور نہ چند الہام ہیں۔ بلکہ دفتر کے دفتر ہیں۔ جن میں سے کچھ اس کتاب میں درج ہوئے ہیں۔ مرزا قادیانی کا اختیار ہے کہ کسی دوسرے شخص اوراس کی منامات والہامات کو خود

بدولت کے مقابل ہیچ و پوچ ولاشے محض خیال فرماویں۔ بقول شاعر ؎

اس سرزمین کے ہم ہیں جہاں آسمان نہیں رفعت کبھو کسی کی گوارا یہاں نہیں

لیکن عاجز پر اپنے شیخ وامام مرحوم کی نسبت عبودیت ایسی غالب ہے کہ واقعی بلاتصنع اپنے آپ کو خاکسار وذرہ بے مقدار سمجھتا ہے۔ حالانکہ میرے محسن مولیٰ کی بے حدو بے نہایت احسان واکرام مجھ پر ہیں۔ جن کا شکریہ بحکم ''ان تعدوا نعمة اللّٰہ لا تحصوھا ''(اگرتم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار کرو تو تم ان کو شمار نہیں کر سکتے) عاجز سے ہرگز ادا نہیں ہوسکتا اور یہ سب فضل وکرم اسی ذات پاک کا ہے کسی اور کا دخل نہیں۔ ''ان الفضل بید اللّٰہ واللّٰہ یختص برحمتہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم ''(تحقیق فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کرتا ہے۔ خاص کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے)

۴...... جو کوئی سچی خواب اور الہاموں سے شیخی اور تکبر میں ایسا ازخود رفتہ ہو کہ اپنے آپ کو سب کا امام بنائے کسی دوسرے کو اپنا ثانی اور برابر نہ سمجھے۔ وہ ضرور عاصی اور خطاکار ہے اور اس کے واسطے شریعت میں اور کئی وعید ہیں اعاذنا اللہ منہا اور جو اپنے کو عاجز اور ہیچ سمجھے اس پر کوئی الزام نہیں آسکتا۔

۵...... مرزا قادیانی نے (ضرورۃ الامام ص۴، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷) فرمایا کہ ''جس نے اپنے زمانہ کے امام کو شناختنہ کیا وہ اندھا آئے گا۔'' لیکن جو احادیث دربارہ امامت مرزا قادیانی نے درج رسالہ فرمائی ہیں ان میں تو کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس کا ترجمہ ''اندھا آئے گا'' کیا جاوے۔ ہاں! موتت جاہلیت کا ذکر ضرور ہے۔ معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی نے اندھا آئے گا کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے؟ یا محض وعید اور دھمکی کو اور قوت دینے کے واسطے یہ لفظ اپنی طرف سے لگادیا ہے اور اگر یہ صورت ہے تو کیا امام الزمان کو قرآن مجید وحدیث شریف کی تفسیر ومعنی میں اپنی طرف سے کچھ کم وزیادہ کر لینا جائز ہے؟

۶...... قرآن مجید میں بے شک آیت شریفہ ہے: ''ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشة ضنکاً ونحشرہ یوم القیمة اعمٰی قال رب لم حشرتنی اعمٰی وقد کنت بصیراً قال کذلک اتتک اٰیٰتنا فنسیتھا وکذلک الیوم تنسیٰ وکذلک نجزی من اسرف ولم یؤمن باٰیٰت ربہ ولعذاب الاٰخرة اشد وابقٰی ''(اور جوشخص میرے ذکر سے اعراض کرے۔ پس اس کے واسطے گذارہ تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھاویں

گے۔ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے۔ حالانکہ میں دیکھنے والا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماوے گا جیسا کہ تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تو نے بھلا دیں۔ ایسا ہی آج تو بھلایا جاوے گا اور ہم اس شخص کو جو اسراف کرے اور اپنے رب کی آیتوں کے ساتھ ایمان نہ لاوے ایسا ہی بدلا دیتے ہیں اور عذاب آخرت البتہ بہت سخت ہے اور بہت پائیدار ہے) سو اگر مرزاقادیانی فرماویں کہ موت جاہلیت ایسی جامع شقاوت ہے جس سے کوئی بدی وبدبختی باہر نہیں۔ جیسا آپ نے شروع رسالہ میں فرمایا ہے اور فرماویں کہ موت جاہلیت سے بڑھ کر اور کیا اندھا پن ہوگا تو پھر آیت کریمہ کے جملہ ''کذلک اتتک اٰیتنا فنسیتھا و کذلک الیوم تنسیٰ'' کی بھی یہ تفسیر کیوں نہیں ہوسکتی ہے کہ جس شخص نے کسی مصیبت اور مقدمہ کے وقت خیرالحافظین کی حفاظت وکفایت ونصرت کی۔ آیات کو نسیا منسیا کر کے التفات لغیر اللہ کیا۔ غیراللہ سے واسطہ ڈال کر ملتجی رحم ومخلصی ہوا وہ قیامت کو اس لئے اندھا آئے گا کیونکہ حافظ حقیقی وناصر ومالک تحقیقی کو چھوڑ اور بھلا کر کسی دوسرے کو مخلصی وحاجت کے لئے واسطے ڈالنے وپکارنے سے اور کیا زیادہ اندھا پن ہوگا؟

۷...... اس آیت شریف کے جملہ ''وکذلک نجزی من اسرف'' میں مسرف یعنی بیجا وفضول خرچ کرنے والے کو بھی اس سزا میں داخل فرمایا ہے تو یہ امر بھی استفسار طلب ہوا کہ عرق کیوڑہ، بید مشک کی بسی وزنی گاگریں مسافت دور دراز سے زر کثیر صرف فرما کر تفریح نفس کے واسطے منگوانی خس ٹٹی اور استعمال برف موسم سرما کے قریب بھی فرماتے رہنا وغیرہ اسراف میں داخل ہے یا نہیں؟ کیونکہ امام الاولین والآخرین ﷺ جن کی ظاہری باطنی نیابت کی مرزاقادیانی دعویدار ہیں اور جن کی نسبت (براہین ص۲۶۱، خزائن ج۱ ص۲۹۰) میں خود لکھا ہے کہ: ''سونے کے لئے اکثر زمین پر بستر اور رہنے کے لئے ایک چھوٹا سا جھونپڑا اور کھانے کے لئے نان جو یا فاقہ اختیار کیا دنیا کی دولتیں بکثرت ان کو دی گئیں۔ پر آنحضرت ﷺ نے اپنے پاک ہاتھوں کو دنیا سے آلودہ نہ کیا۔'' (حاشیہ) اور مرزاقادیانی تو مفاتح کنوز یعنی سب کنجیاں خود اپنے پاس ہی رکھتے ہیں) اور ہمیشہ فقر کو تونگری پر اور مسکینی کو امیری پر اختیار کیا اور اس دن سے جو ظہور فرمایا اس دن تک جو اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے۔ بجز اپنے مولیٰ کریم کے کسی کو کچھ چیز نہ سمجھا۔ ان کی دنیوی گذران واوقات بسری کا حال اور ان کے خلفائے راشدین المہدیین اور ان کے بعد دوسرے مستند اہل اللہ وعباد الرحمٰن کی دنیوی گذران کا حال نہ فقط مسلمانوں ہی کو بلکہ مخالفین کو بھی معلوم ہے کہ یہ سب بزرگان کیسے زاہدانہ وبے تکلفانہ اس مسافر خانہ میں رہے اور کسی سے بھی اس درجہ کی

خاطر و تواضع نفس خوش گذرانی۔ اس قدر زیور بناتے رہنا، مکان وغیرہ کی فراخی و عمدگی کے واسطے آئے دن چندہ ہو کر اس کا اہتمام رکھنا ہرگز مروی نہیں۔ پھر اس دعویٰ اتباع ظاہری و باطنی کی کس طرح ان سے مطابقت ہو سکتی ہے۔

۸...... رہا مرزا قادیانی کا امام الزمان کے سلسلہ میں داخل نہ ہونے والے کا خاتمہ خطرناک بیان فرمانا وغیرہ سو اس کی نسبت عاجز عرض کر چکا ہے کہ الہامات مانع ہو کر عاجز کو موجودہ حالت پر قائم رہنے کے لئے تاکید فرماتے ہیں۔ جیسا ''**فاستقم کما امرت**'' بلکہ مرزا قادیانی کی مخالفت پر اطمینان و تسلی دیتے رہتے ہیں۔ مثلاً

عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرچند
صلوٰۃ بران کس کہ ہمیں ورد بگوید

وغیرہ وغیرہ جن کے سبب خاکسار معذور ہے اور عاجز سے الہامات کی مخالفت ہو نہیں سکتی۔

۹...... مرزا قادیانی دوسرے کسی ملہم یا خواب بیں کو اپنے امام الزمان کے سلسلہ میں داخل ہونے سے مستثنیٰ نہیں کرتے۔ لیکن خود کسی کے سلسلہ میں داخل ہونا گوارا و پسند ہرگز نہیں فرماتے۔ حالانکہ سنت اللہ کے موافق خود رسول اللہ سید ولد آدم ﷺ بھی اس تعلیم و تعلم سے مستثنیٰ نہیں رہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں جبریل علیہ السلام کا ان کو اوّل آن کر معانقہ میں ''**اقراء باسم ربک الذی خلق**'' (پڑھ اپنے اس رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا ہے) کہنے اور آپ کے ''**ما انا بقارئ**'' (میں پڑھ نہیں سکتا) فرمانے پر تین دفعہ دبانے اور چھوڑنے سے ظاہر ہے۔ جس کا مفصل ذکر آئندہ آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

فصل نمبر:۱۱...... (ضرورۃ الامام ص۴، خزائن ج۱۳ ص۴۷۴) ''پھر ماسوا اس کے حدیث و قرآن سے یہ ثابت ہے کہ امام الزمان کے وقت میں اگر کسی کو کوئی سچی خواب یا الہام ہوتا ہے تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا ہی پرتو ہوتا ہے جو مستعد دلوں پر پڑتا ہے۔''

جواب...... بہتر ہوتا اگر مرزا قادیانی قرآن مجید کی آیت کریمہ اور حدیث شریف اپنے اس قاعدہ تراشیدہ کے ثبوت میں لکھ دیتے۔ لیکن خیر مرزا قادیانی نے تو اس کی کبھی کچھ پرواہ ہی نہیں کی۔

۲...... اب غور فرماویں کہ بظاہر اور عندالعقل جو امر ثابت اور عندالمسلمین مسلم ہے وہ تو یہ ہے کہ امام الزمان کا وقت بہ نسبت دوسرے زمانوں کے زمانہ مبارک نبوی کے ساتھ مشابہت ومناسبت تامۂ رکھتا ہے۔ لہٰذا اس میں دوسرے عامہ الہامات منامات کشوف وخوارق عادات کی چنداں حاجت وضرورت نہیں۔ کیونکہ اس میں نور امام الزمان ایسا شعلہ زن وقوی التاثیر ہوتا ہے

کہ اس قوی التاثیر انوار والہامات ومکالمات کے مقابل دوسروں کے الہامات ومکالمات وغیرہ کی کچھ ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ جس طرح کہ آفتاب کے سامنے ستاروں وچراغوں کی کچھ ضرورت وحاجت نہیں پڑتی۔

۳…… چنانچہ مدارج السالکین میں لکھا ہے:''**وھی عند اقتراب الزمان (ای قرب القیٰمة) لا تکاد تخطی کما قال النبی ﷺ وذلک لبعد العهد بالنبوة واثارھا فتبعوض المؤمنون بالرؤیاء واما فی زمن قوة نور النبوة ففی ظھور نورھا وقوته ما یغنی عن الرؤیا ونظیر ھذا الکرامات التی ظھرت بعد عصر الصحابة رضی اللہ عنہم ولم تظھر علیھم لا ستغناء ھم عنھا بقوة ایمانھم واحتیاج من بعدھم الیھا بضعف ایمانھم وقد نص احمد رحمۃ اللہ علیہ علی ھذا المعنی**''(وہ قریب قیامت کے وقت نزدیک ہے کہ خطا نہ جاویں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور یہ سبب دوری زمانہ نبوت اور اس کے آثار کے ہے۔ پس ان کے بدلے مومنوں میں خوابیں دی گئیں۔ لیکن زمانہ قوت نور النبوت اور اس کے ظہور کے وقت ایسی رؤیا کی کچھ ضرورت نہ تھی اور اس کی نظیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے بعد کرامتوں کا ظاہر ہونا ہے جو کچھ ان پر ظاہر نہیں ہوئیں۔ اس لئے کہ صحابہ کرام کو قوت ایمانی کے باعث ایسی کرامتوں کے ظہور کی حاجت نہ تھی۔ بخلاف ان کے بعد والوں کے کہ ضعف ایمانی کے سبب وہ ایسے کرامات کے محتاج تھے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہی ایسا ہی فرمایا ہے)

۴…… ایسا ہی فرقان بین اولیاء الرحمان واولیاء الشیطان میں ہے:''**ومما ینبغی ان یعرف ان الکرامات قدتکون بحسب حال الرجل فاذا احتاج الیھا ضعیف الایمان والمحتاج اتاہ فیھا مایقوی ایمانه ویسد حاجته ولکن من ھو اکمل ولایته للہ منه مستغنیا عن ذلک فلا یاتیه مثل ذلک لعلو درجته وغناہ عنھا لا بنقص ولایته ولھذا کانت ھذہ الا مور فی التابعین اکثر منھا فی الصحابة انتھی**''(اور یہ سمجھنے کے لائق ہے کہ کرامات حسب حال ہر انسان کے ہوتے ہیں۔ پس جب ضعیف الایمان یا محتاج کو ان کی طرف حاجت ہوتی ہے تو کرامات میں سے ایسا اس کو ملتا ہے جس سے اس کا ایمان قوی اور حاجت براری ہو۔ لیکن جو شخص اس سے ولایت میں اکمل ہے وہ اس سے مستغنی ہے۔ اس کو کرامات کی حاجت نہیں بباعث اس کے علو درجات اور غنا کے نہ بباعث نقص اس کی ولایت کے اور یہ ہی سبب ہے کہ یہ امور بہ نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اکثر ہوئے) اس سے ثابت ہے کہ زمانہ نبوت وزمانہ امامت علیٰ منہاج النبوۃ میں دوسرے مؤمنین

کے منامات والہامات ومکالمات ومکاشفات کمتر ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ایسے بابرکت ونورانی زمانہ کے بعد ودوری کی وجہ سے الہامات ومکالمات ومکاشفات ومنامات کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا واہب العطیات ایسے وقت میں اپنے خاص بندگان کی تسکین وتسلی کے لئے نیز اس لئے کہ قوت ایمانی میں ترقی ہواور بصیرت وبینائی حاصل ہواور زمانہ مبارک نبوۃ کے برکات وانوار تازہ ہیں۔ الہامات ومنامات کا سلسلہ جاری فرماتا ہے۔

۵...... زمانہ نبوت یا زمانہ امامت علی منہاج النبوۃ میں دوسروں پر الہامات وغیرہ کا دروازہ اس لئے بھی بند ہونا ضروری معلوم ہوتا ہے تا کوئی نادان مقام نبوت وامامت کا مدعی نہ ہو یا نبی یا امام برحق کی برابری وہمسری کا خیال نہ کرے اور نوبت نزاع ومخالفت نہ پہنچے۔

اب دیکھئے کہ یہ پرانا قدیمی مسلمہ مسئلہ قوی مدلل ومعقول ہے یا مرزا قادیانی کا محض اپنی فضیلت ثابت کرنے کے خیال والا نیا تراشیدہ مسئلہ؟ انصاف وغور فرماویں۔

۶...... پھر عاجز کو تو مرزا قادیانی کے دعویٰ واظہار امامت کے پہلے ہی سے رؤیا صادقہ ومکاشفات کا سلسلہ شروع ہے۔ یعنی جب سے کہ مرزا قادیانی سے واقفی ملاقات بھی نہ تھی اور فانی فی اللہ باقی باللہ یکہ تار میدان توحید وتفرید وتجرید سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے۔ جن کی خدمت میں مرزا قادیانی بھی کئی دفعہ دعا کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ اس مرحوم کے فیض صحبت ونور سے اس کے ملنے والے بفحوائے ''**واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلاً**'' کی التفات لغیر اللہ وتعریف وتوصیف اہل دنیا کو شرک سمجھ کر مستغرق نسبت عبودیت ومداوامت ذکر وتوجہ الیٰ اللہ میں بفضل وکرم ارحم الراحمین ویسے رنگین وملہم ہو جاتے تھے تو پھر عاجز کیونکر اپنے آپ کو مرزا قادیانی کا طفیلی سمجھے اور کیا امام الزمان کے نور کے پرتوہ سے امام الزمان ہی کے مخالف الہام ہوا کرتے ہیں؟ اگر امام الزمان کے نور کا پرتوہ ایسا راست وراست نما ہے کہ اس کے صدق کے اثر سے راست راست وسچ سچ خواب والہام اس کی طفیل دوسروں کو بھی ہوتے ہیں تو امام الزمان صادق کو ضرور ولازم ہے کہ ان الہامات ومنامات کو خود بھی قبول کرے اور اگر اس نور وپرتوہ امام میں ایسی راستی کی تاثیر نہیں ہے تو پھر وہ نور وپرتوہ کس کار آمد وکس مرض کی دوا ہے۔ اس پر غور کریں۔

فصل نمبر:۱۲...... (ضرورۃ الامام ص۴، خزائن ج۱۳ ص۴۷۵) ''حقیقت یہ ہے کہ جب دنیا میں کوئی امام الزمان آتا ہے تو ہزارہا انوار اس کے ساتھ آتے ہیں اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو جاتی ہے اور انتشار روحانیت ونورانیت ہوکر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں۔ پس جو شخص

الہام کی استعداد رکھتا ہے۔ اس کو سلسلہ الہام شروع ہو جاتا ہے اور جو شخص فکر وغور کے ذریعہ سے دینی تفقہ کی استعداد رکھتا ہے۔ اس کے تدبر وسوچنے کی قوت کو زیادہ کیا جاتا ہے اور جس کو عبادات کی طرف رغبت ہو اس کو تعبد وپرستش میں لذت عطاء کی جاتی ہے اور جو شخص غیر قوموں کے ساتھ مباحثات کرتا ہے۔ اس کو استدلال اور اتمام حجت کی طاقت بخشی جاتی ہے اور یہ تمام باتیں درحقیقت اسی انتشار روحانیت کا نتیجہ ہوتا ہے جو امام الزمان کے ساتھ آسمان سے اترتی اور ہر ایک مستعد دل پر نازل ہوتی ہے۔''

جواب...... پرتوہ تاثیرات والہامات وغیرہ کا مسئلہ ابھی کچھ تو بیان ہو چکا ہے۔ گستاخی معاف یہ سب وشتم، لعن وطعن، تحقیر وتوہین سلف وخلف وعلماء وفقراء سجادہ نشینان وغیرہ موجودہ زمان جن میں اکثر غریب مسکین مزاج وعابد وذاکرین ودرس گویان قرآن مجید واحادیث رسول رب العالمین ﷺ بھی ہیں جن کی عمریں ذکر وخدمت قرآن مجید وحدیث شریف میں گذریں اور جنکو مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف میں درج وذکر فرمایا ہے۔ کیا ہی وہ انوار ہیں یا ان انوار کا لازمہ ہیں جو امام الزمان کے ساتھ آرہے ہیں؟ کیونکہ ابھی تک تو یہی انوار عام وخاص پر ظاہر وروشن ہوئے ہیں۔

۲...... اور آسمان میں ایک صورت انبساطی پیدا ہو کر انتشار روحانیت ونورانیت ہو کر نیک استعدادوں کا جاگ اٹھنا بھی اکثر یہی ظاہر ہوا ہے کہ سواد اعظم وگروہ کثیر علماء ومولویان وغیرہ کی طرف سے مرزا قادیانی وان کے دعاوی کے مخالف کتب ورسائل وغیرہ تحریریں اس انبساط وانتشار کے سبب ہو رہے ہیں۔ اگرچہ مرزا قادیانی کی طرف سے بھی ان سب کے مقابلہ میں باوجود حکم والہام ''**فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل** ''(پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے) کی کچھ کمی وکوتاہی نہیں۔ بلکہ خوب خاطر خواہ زیادتی ہے۔

۳...... الہام کا سلسلہ یہ بھی مرزا قادیانی کے ظہور ودعویٰ سے پہلے ہی شروع ہے۔ مرزا قادیانی نے ابھی خود فرمایا ہے کہ مؤمن اور مسلمان ان میں ہر ایک زمانہ میں ہزاروں خواب بین اور ملہم بھی ہوتے آئے ہیں۔

پھر کچھ خیال آنے پر فرمایا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ امت محمدیہ میں کئی کروڑ ایسے بندے ہوں گے جن کو الہام ہوتا ہوگا۔ عاجز بھی ان کے اس قول سے متفق ہے اور دیکھا بھی ہے کہ مرزا قادیانی سے اوّل ہی سید عبداللہ غزنوی اور ان کے اصحاب میں نیز دیگر متبعان رسول اللہ ﷺ میں یہ سلسلہ جاری تھا اور جب یہ حال ہے تو پھر یہ قول مرزا قادیانی کا کیسا ہوا کہ امام الزمان کی روحانیت ونورانیت سے مستعد شخصوں کو الہام کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ حالانکہ بقول مرزا قادیانی کوئی

زمانہ اس سے خالی نہیں رہا۔ جیسا کہ آپ کے لفظ ’’ہر ایک زمانہ‘‘ سے ظاہر ہے۔

۴...... ابھی فرمایا کہ ہر ایک زمانہ میں ہزاروں خواب بین وملہم ہوتے آئے ہیں۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ کروڑوں ایسے امت محمدیہ میں ہوں گے پھر اس کے برخلاف فرمایا کہ امام الزمان کے وقت میں اگر سچی خواب یا الہام ہوتا ہے تو وہ درحقیقت امام الزمان کے نور کا ہی پرتوہ ہوتا ہے۔ یہ مرزا قادیانی کے کمالات ہیں کہ توجہ ہی نہیں فرمائی کہ جب ہر زمانہ میں یہ ہی حال ہے تو پھر امام الزمان کی کیا فضیلت اور اس کے زمانہ کی کیا خصوصیت ہوئی؟

۵...... دینی تفقہ کا بھی یہی حال امت محمدیہ میں ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس کسی زمانہ میں کمی نہیں ہوئی۔ ہاں! آج کل اس طرف ایسے اشخاص کا قحط سا ہوگیا ہے اور کوئی تفقہ دینی والا مثل حضرات گزشتگان شیخ عبدالحق صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب، شاہ عبدالعزیز صاحب، مولوی اسمٰعیل صاحب شہید، مولوی محمد اسحاق صاحب، مولوی عبدالحئی صاحب، نواب قطب الدین خان صاحب، نواب صدیق الحسن خان صاحب کا مثل وہم پلہ مشکل سے ملتا ہے۔ گو دوسرے ملکوں میں اب بھی لائق وفائق فقہاء موجود ہیں۔

۶...... تعبد وپرستش میں لذت اس کی نسبت مرزا قادیانی خود ہی منصفی کریں۔ عاجز چشم دید حالات عرض کردیتا ہے۔ وہو ہذا! سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی سرسری ملنے والے اور صحبت قلیل میں بیٹھنے والے بھی کثرت سے احکام شرع کے ایسے پابند ہوتے کہ کئی اشخاص ایک ہی صحبت وملاقات میں سب کچھ چھوڑ کر ارشاد ’’ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا‘‘ (اللہ کے واسطے لوگوں پر حج ہے خانہ کعبہ کا جو شخص اس کی طرف راستہ کی طاقت رکھتا ہو) یہ آیت عاجز کو کئی بار الہام بھی ہوئی ہے۔ واحکام ’’من حج لله فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدته امه‘‘ (جو شخص اللہ کے لئے حج کرے پس بے پردگی فحش اور فسق نہ کرے تو وہ وہاں سے ایسی حالت میں واپس آتا ہے کہ جیسا کہ اس کو اس کی ماں نے جنا تھا) ’’العمرة کفارة لما بینهما‘‘ (عمرہ سے عمرہ تک کفارہ ہوتا ہے۔ واسطے اس کے جو درمیان ان دونوں کے ہو) ’’والحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة‘‘ (اور حج مبرور کا بدلا سوائے بہشت کے اور کچھ نہیں) ’’اتی رجل النبی ﷺ فقال ان اختی نذرت ان تحج وانها ماتت فقال النبی ﷺ لو کان علیها دین اکنت قاضیه قال نعم قال فاقض دین الله فهوا حق بالقضاء متفق علیه‘‘ (ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میری بہن نے نذر مانی ہے کہ حج کرے گی اور وہ مرگئی ہے۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتا۔ اس نے کہا

ہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کر اس کا ادا کرنا سب سے ضروری ہے) ’’من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاھرۃ اوسلطان جائر او مرض حابس فمات ولم یحج فلیمت انشاء یھود یا وانشاء نصرانیا‘‘ (جو شخص کہ اس کو حج سے حاجت ظاہری یا بادشاہ جابر یا مرض روکنے والی مانع نہ ہو اور وہ سوا حج کرنے کے مرجاوے تو وہ خواہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر) ’’الحاج والعمار وفداللّٰہ ان دعوہ اجابھم وان ستغفروہ غفرلھم ‘‘ (حاجی اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ اگر اس سے دعا کریں تو قبول کرتا ہے۔ اگر بخشش مانگیں تو ان کو بخشتا ہے) ’’اذا لقیت الحاج فسلم علیہ وصافحہ ومرہ ان یستغفر لک قبل ان یدخل بیتہ فانہ مغفور لہ‘‘ (جب تو حاجی سے ملے تو اس پر سلام کر اور مصافحہ کر اور اس سے کہہ کہ تیرے لئے گھر میں داخل ہونے سے پہلے دعا کرے۔ اس لئے کہ وہ بخشا ہوا ہے) وغیرہ کی ایسی تعظیم وتکریم وتعمیل کی کہ استطاعت پر فوراً حج کو روانہ ہوگئے۔ نماز نوافل تہجد ذکر وغیرہ تو ان کی معمولی عادات میں داخل تھے اور اب تک اس مرحوم کی ملنے والوں کا یہی حال ہے اور شاید کوئی ہوگا جو استطاعت رکھ کر حج نہ کر آیا ہو۔ حالانکہ عبداللہ مرحوم بباعث مصروفیت ذکر وانابت الی اللہ کے کسی کو زبانی کم کہتے تھے۔ لیکن ان کی اپنی محبت اطاعت واتباع شریعت کا ایسا تیز وبرقی اثر تھا کہ خود بخود ان کے پاس بیٹھنے اور ان کی زیارت سے دوسروں کو بھی وہ اثر پیدا ہوا تھا۔

۷...... برخلاف اس کے مرزا قادیانی خود بدولت کے فیض واثر صحبت کی طرف خیال فرماویں کہ خود بدولت بھی اب باوجود استطاعت بلکہ ہزارہا روپیہ کی آمد وجائیداد کے اور ایسا ہی دیگر مریدین واصحاب بلکہ خاص الخاص کو بھی باوجود کامل استطاعت کے حج کا خیال ہی نہیں۔ حالانکہ بعض اہل استطاعت اس سفر حج سے بھی دور دراز کا سفر کرآتے ہیں۔ لیکن اس طرف توجہ ہی نہیں اور نہ مرزا قادیانی کبھی اس کی تیاری ویا دوسروں کو تاکید وامر ہی فرماتے ہیں۔ باوجودیکہ بقول مرزا قادیانی اب ان کے مرید آسودہ ومعزز اشخاص اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر، تحصیلدار، عہدہ داران پولیس، ڈاکٹران، تجار ومنشیان وغیرہ کثرت سے ہیں۔ نہ معلوم کہ اس میں کیا سر ومصلحت ہے۔ کیا حج اعظم ارکان اسلام میں سے نہیں یا کچھ اور سبب سے، ویا زیارت وملاقات امام الزمان ہی اس کے قائم مقام ہوجاتی ہے؟

۸...... رہی مباحثات باقوام غیر اور استدلال اور اتمام حجت کی طاقت سو یہ بھی اس امت مرحومہ میں ہمیشہ سے جاری رہی ہے۔ سلف کا حال تو کتب میں درج ہے۔ ایک واقعہ اتمام حجت وباہمی مباحثہ کا بطور نمونہ اس جگہ ہدیہ ناظرین ہے۔ وہ یہ کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ’’بغیۃ

المرتاد فی رد القائلین بالحلول والاتحاد ’’میں لکھا ہے کہ ہمارے پاس شہر دمشق میں ایک بڑا شیخ مشہور تھا جس کو ابن ہود کہتے تھے اور فرقہ اتحاد جن کو ہم نے دیکھا ان میں وہ زہد ومعرفت وریاضت میں بہت بڑا تھا۔ ابن سبعین کی بہت تعظیم کرتا اور اس کو ابن عربی اور اس کے غلام ابن اسحاق پر فضیلت دیتا تھا اور اکثر بڑے اور چھوٹے اس کے حکم کی اطاعت کرتے تھے اور اس کے اصحاب خاص اس کے حق میں یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ابن ہود مسیح ابن مریم ہے اور کہتے تھے کہ اس کی ماں کا نام بھی مریم ہے اور وہ نصرانیہ تھی اور نسبت حدیث نبوی ﷺ ’’**ینزل فیکم ابن مریم**‘‘ یعنی اترے گا تم میں ابن مریم علیہ السلام۔ ان کا عقیدہ تھا کہ وہ یہ ہی ہے اور یہ کہ روحانیت عیسیٰ اس پر نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے مرید نے بھی یہی کہا ہے ؎

روح القدس سے اس نے بھی تائید پائی ہے
عیسیٰ میں روح جو تھی وہ ہی اس میں آئی ہے

اور مجھ سے مناظرہ کیا اس بارہ میں اس شخص نے جو ان لوگوں کے نزدیک معرفت علوم فلسفہ وغیرہ میں افضل تھا۔ معہ اس کے دخل زہد وتصوف میں بھی۔ اس معاملہ میں میری ان سے مخاطبات ومناظرات ہوئے۔ جن کا ذکر طوالت ہے۔ یہاں تک کہ میں نے ان کے دعویٰ کا فساد احادیث صحیحہ سے جو نزول المسیح علیہ السلام میں وارد ہیں بیان کر دیا اور یہ کہ وہ وصف ابن ہود پر مطابق نہیں آتی اور میں نے ان کے فساد قرمطہ (نیچریت) کو جس میں وہ داخل ہوگئے تھے واضح کر دیا۔ حتیٰ کہ میرا ان کا مباہلہ قرار پایا اور میں نے ان سے حلف کر کے کہہ دیا کہ جن امور کا تم اس شخص سے انتظار کرتے ہو وہ ہرگز پورے نہ ہوں گے اور اللہ عزوجل ہرگز اس شخص کا امر پورا نہ کرے گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے میری قسموں کو پورا کیا۔‘‘ **والحمدﷲ رب العلمین** ’’یہ بھی اس لئے ہوا کہ وہ میری ہی تعظیم کرتے اور میرے حال سے خوب واقف تھے۔ ورنہ ان کا اعتقاد تھا کہ سب لوگ ان کی حقیقت اور باریک اسرار محجوب ہیں اور لوگ ان کے نزدیک مثل چوپاؤں کے ہیں۔ وغیرہ!

عربی عبارت طوالت کے لحاظ سے نہیں لکھی صرف ترجمہ ہی لکھ دیا ہے۔ یہ سلف کے استدلال واتمام حجت کا نمونہ ہے اور خلف میں سے حال ہی میں مولوی رحمت اللہ صاحب مولوی محمد علی صاحب بچھراون والے شیخ عبیداللہ صاحب حافظ ولی اللہ صاحب لاہوری وامام فن مناظرہ دہلوی سرسید بالقابہ وغیرہ۔ یہ بھی مرزا قادیانی سے اوّل ہی عمدہ مناظرین ومباحثین موجود تھے اور اب بھی بہت اشخاص ہیں جن کی طرف سے کبھی کوئی آدمی دوسری جانب مخالفین کے گروہ میں جا کر

داخل ہوتا نہیں سنا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے مباحثہ امرتسر کے بعد مرزا قادیانی کے مریدین ومتعلقین میں سے مرتد ہوکر دوسری طرف جاکر شامل ہوگئے۔

علاوہ ازیں ان سب سے بڑھ کر خود بدولت کی مباحثات کی مرزا قادیانی نے کچھ اور ہی حکمت وعلت غائی کشف الغطا میں بیان فرمائی ہے۔

۹...... ہاں! یہ امر قابل پذیرائی وظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے اکثر مریدین میں مباحثات واستدلال کی قوت ومشق ایسی ترقی پر ہے کہ اقوام غیر تو بجائے خود باہم بھی اس کا ایسا چرچا وذکر رہتا ہے کہ سب ذکر فکر انابت الیٰ اللہ واپنی فکر بلائے طاق رکھ کر اوقات خطبہ میں بھی جس کے واسطے حکم ہے کہ: ''**اذا قلت لصاحبک یوم الجمعة انصت والامام یخطب فقد لغوت**'' (جب تو جمعہ کے دن اپنے ساتھی کو امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔ کہے کہ چپ کر پس تحقیق تو نے لغو کام کیا) اشارہ وبات کبھی کبھی ہوتی رہتی ہے اور بعد فراغ نماز تو مجلس قیل وقال فوراً شروع ہو جاتی ہے۔ بلکہ بعضے جلسوں میں تو یہاں تک اس کا شغل ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے بعضے مریدین بعضے اکابر وارا کین وپیشوایان دین واسلام مثل سید شباب اہل الجنۃ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شہادت میں بحث مباحثہ کر کے اپنی بے علمی وبے خبری سے اعتراضات شروع کر دیتے ہیں اور بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ حضرت امام صاحب نے خواہ مخواہ سلطنت میں مداخلت کر کے مخالفت کی۔ **اعاذنا اللہ من هذا الجهل وسوء الادب!**

اب مرزا قادیانی حالات مذکورہ پر غور وتأمل فرماویں کہ سلسلہ الہام دینی تفقہ تعبد وپرستش کے لذت میں بہ نسبت سابق کیا۔ ترقی وزیادتی امام الزمان کی طفیل سے ہوئی اور مباحثات میں استدلال واتمام حجت کی طاقت بخشی جانے پر کہاں تک نتیجہ مرتب ہوا؟ بات وہ جو عمل سے ثابت ہو صرف زبان کے دعویٰ سے کیا ہوسکتا ہے۔

۱۰...... مرزا قادیانی کے مریدین نے اپنی طبائع پر خیال کر کے ایسا ہی کلمہ امام ہمام علیہ السلام کی شان میں شاید ناواقفی سے کہا ہوگا۔ دوسروں کا کیا ذکر خود مولوی حکیم نوردین نے بھی اپنے ایک خط ستمبر ۱۸۹۹ء میں ایک مولوی صاحب کو جواب میں[1] ''**لا یلدغ المؤمن من حجر واحد مرتین**'' (مؤمن ایک ہی سوراخ میں سے دو دفعہ زخم نہیں کھاتا) ''**وامرهم شوریٰ بینهم**'' (کام ان کا آپس میں مشہور ہے) ''**وشاورهم فی الامر**'' (اور ان سے مشورہ کرو کام میں)

۱؎ دیکھئے اس حدیث شریف کو امام حسین صاحب علیہ السلام پر چسپاں کرنا کیسا دلیری وبے باکی کا کام ہے۔ نعوذ باللہ!

تحریر فرما کر امام حسین علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام جو تجربہ کر چکے تھے کہ اہل عراق نے سیما اہل کوفہ نے جناب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ سے بے وفائی کی۔ جناب سبط اکبر امام حسن سے بدعہدی کے مرتکب۔ اب اس حجر میں کیوں جا گھسے۔ پھر جناب امام حسین علیہ السلام کو ابن عباس رضی اللہ عنہ وعبداللہ بن الزبیر قیس عبداللہ بن عمر نے منع فرمایا ہے اور قطعاً مشورہ نہ دیا۔ آپ نے مشورہ کے خلاف کیوں فرمایا۔ مگر اب تو ہم کہتے ہیں کہ امام حسین کو آخر نصرت ملی اور یزید بدنام کام ہوا۔ انتہیٰ!

ورنہ کون مسلمان سیدنا امام حسین علیہ السلام کی شان عالی وحالات ارفع سے واقف نہیں۔ بنت رسول اللہ ﷺ کے فرزند جس کی شان میں صلے اللہ علیہ وسلم فرماویں۔ ''فاطمة بضعة منی فمن اغضبها اغضبنی '' (فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ پس جس نے اس کو غصہ کیا۔ اس نے مجھ کو غصہ کیا) پھر خود ان کے واسطے فرماویں۔ ''الحسن والحسین هما ریحانی من الدنیا '' (حسن وحسین دونوں میری راحت ورحمت وخوشبوئیں دنیا میں) پھر سیدنا الامام رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہ تھے۔ شکل وشباہت میں۔ اہل بیت رسول اللہ ﷺ جن کی شان میں فرمایا: ''یایها الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم به لن تضلوا کتاب الله وعترتی اهل بیتی '' (اے لوگو! میں چھوڑتا ہوں تم میں اگر اس کو پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ کتاب اللہ اور میری اہل بیت ہے) پھر فرمایا: ''انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم '' (میں اس سے لڑنے والا ہوں جو ان سے لڑے اور صلح کرنے والا ہوں جو ان سے صلح کرے) فرمایا: ''الحسن والحسین سید اشباب اهل الجنة '' (حسن وحسین سردار جوانان اہل جنت ہیں) آپ ان کو گود میں لیتے اور فرماتے: ''هذان ابنای وابنا ابنتی اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من یحبهما '' (یہ میرے فرزند اور میری لڑکی کے فرزند ہیں یا الٰہی میں ان کو محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور اس سے محبت کر جو ان کو محبت کرے) رسول اللہ ﷺ بحالت خطبہ ممبر سے اتر کر ان کو اٹھا کر اپنے آگے بٹھلاتے۔ پھر خاص امام حسین علیہ السلام کے حق میں فرمایا: ''حسین منی وانا من حسین احب الله من احب حسینا '' (یہ حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے)

۱۱...... علاوہ فیض صحبت محبت شفقت تعلیم رسول اللہ ﷺ کے امیر المؤمنین، امام المسلمین علی کرم اللہ وجہہ کی وصیت اپنے فرزندوں کو دیکھئے کہ فرمایا: ''وصیکما بتقوی الله ولا تبغیا الدنیا وان نغتکما ولا تبکیا علی شئ زوی عنکما وقولا الحق وارحما الیتیم

واعینا الضائع واصنعا لا خرق وکونا للظالم خصیما وللمظلوم ناصر او اعملا بما فی کتاب اللہ ولا تاخذ کما فی اللہ لومۃ لائم ’’(میں تم کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور دنیا کو نہ چاہو اگرچہ تم پر غلبہ کرے جو چیز تم سے چلی جاوے اس پر رومت اور حق کہو۔ یتیم پر رحم، بے کس کی مدد کرو۔ شکستہ کو جوڑو ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار رہو۔ قرآن مجید پر عمل کرو اور اللہ کی راہ پر کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرو)

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ آپ ان سب امور کے سچے عامل تھے۔ سلطنت ودنیا ان کے آگے ہیچ وبے وقر تھی۔ ان کو دنیاوی سلطنت کا ہرگز خیال نہ تھا۔ غرض آپ کے بہت فضائل ہیں۔ ایسے عالی شان پیشوایان اسلام کے حق میں اعتراض یا کلمہ بے ادبی وہ ہی کہے جس کو کچھ ادب کی تعلیم وتاکید نہ ہو۔

۱۲...... ایک طرح سے تو مرزاقادیانی کے مریدین معذور ہیں۔ کیونکہ جب مرزاقادیانی خود اصحاب کبار بلکہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں بھی کچھ کا کچھ کہہ دیتے ہیں تو مرید کیونکر نہ کہیں۔ اوپر ایسے فضول ولغو کلمات جدل بحث مباحثہ سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے۔ جن کو ان سے پرہیز کی تعلیم ہو یا وہ ذکر اللہ عزوجل میں بموجب حکم وارشاد اللہ تبارک وتعالیٰ کے مصروف ہو۔

۱۳...... اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تو جس کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو اس کے لئے فرمایا کہ اس کی بات مت مان۔ آیت کریمہ:’’ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا ‘‘(مت کہا مان جس کا دل غافل کیا ہم نے اپنے ذکر سے) ذکر کی تاکید میں فرمایا:’’فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون ‘‘(یاد کرو مجھ کو میں تم کو یاد کروں گا اور میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو) ’’فاذکروا اللہ کذکرکم اٰباء کم او اشد ذکراً ‘‘(پس یاد کرو اللہ کو جیسا یاد کرنا تمہارا اپنے باپوں کو ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ یاد کرنا) فلاں کا مدار ذکر کثیر پر فرمایا۔ جیسا’’واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون ‘‘(یاد کرو اللہ کو بہت تاکہ تم چھٹکارا پاؤ)’’یایھا الذین اٰمنوا اذکرو اللہ ذکراً کثیراً وسبحوہ بکرۃ واصیلاً ‘‘(اے ایمان والو یاد کرو اللہ کو بہت یاد کرنا اور اس کی پاکی بیان کرو صبح وشام)’’واذکراسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا ‘‘(یاد کر نام اپنے رب کا اور منقطع ہو سکی طرف منقطع ہونا)’’ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ ‘‘(پکارو اپنے رب کو عاجزی سے وپوشیدہ)’’واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفۃ ودون الجھر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغفلین فی بیوت ‘‘(اور ذکر کر اپنے رب کا اپنے میں جی عاجزی اور خوف سے اور نہ پکار کر صبح اور شام اور بہت ہو غافلوں میں)’’اذن اللہ ان ترفع

ویذکر فیہا اسمہ ’’(گھروں میں اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ بلند کیا جاوے اور ذکر کیا جاوے اس میں اس کا نام) پھر ذاکرین کی تعریف میں فرمایا:’’والذکرین اللہ کثیراً والذاکرات اعداللہ لھم مغفرۃ واجراً عظیماً ‘‘(اور یاد کرنے والے اللہ کو بہت یاد کرنے والیاں تیار کیا ہے۔ اللہ نے ان کے واسطے بخشش اور اجر عظیم)’’ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف اللیل والنھار لایٰت لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودًا وعلیٰ جنوبھم ‘‘(تحقیق پیدا کرنے آسمانوں اور زمین اور اختلاف رات اور دن میں البتہ نشانان ہیں واسطے صاحبان عقل کے وہ جو یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر) ’’رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ‘‘(وہ مرد کہ نہیں غافل کرتی ان کو تجارت اور خرید وفروخت ذکر اللہ سے)’’ولشبر المخبتین الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم ‘‘(اور خوشخبری دی عاجزی کرنے والوں کو وہ جو وقت ذکر اللہ کے ان کے دل ڈر جاتے ہیں)’’انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم ‘‘(مؤمن وہی ہیں کہ جب ذکر کیا جاوے اللہ کا ڈر جاتے ہیں دل ان کے) پھر عدم وکمی ذکر کو قساوت قلبی گمراہی نفاق اور عقوبت کی علامت فرمائی۔ جیسے’’فویل للقسیۃ قلوبھم عن ذکر اللہ اولئک فی ضلال مبین ۰ اللہ نزل احسن الحدیث کتبًا متشابھًا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الیٰ ذکر اللہ ‘‘(پس...... ہے واسطے ان کے جن کے دل سخت ہوگئے۔ یاد اللہ کی سے پس یہ لوگ گمراہی ظاہر میں ہیں۔ اللہ نے نازل فرمائی عمدہ بات کتاب ہے بعض اس کی مانند دوسری کے دوہرائے جانے والے بال کھڑے ہوئے ہیں۔ اس سے ان کے جو ڈرتے ہیں رب اپنے سے پھر نرم ہو جاتے ہیں جلد ان کے اور دل ان کے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف)’’لا یذکرون اللہ الا قلیلاً ‘‘(نہیں یاد کرتے اس کو مگر تھوڑا)’’ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمیٰ ‘‘(جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تحقیق اس کے واسطے معیشت تنگ ہے اور اٹھادیں گے ہم اس کو دن قیامت کے اندھا) ’’ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطاناً فھو لہ قرین ‘‘(جو رحمٰن کے ذکر سے غفلت کرے ہم چھوڑتے ہیں اس پر ایک شیطان۔ پس وہ اس کا ہمنشیں ہوتا ہے) رسول اللہ ﷺ کو ذاکرین کی مجلس کی تاکید فرمائی:’’واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک عنھم ‘‘(تھام رکھ اپنی جان کو ساتھ ان کے جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام چاہتے ہیں رضامندی اس کی اور تیری آنکھیں نہ پھریں

ان سے)اور سب سے بڑھ کر ذکر اللہ کو دل کی امراض جن سے افکار تردداتِ جنگ وجدال بحث مباحثہ غم وہم لاحق حال ہوتے ہیں۔ ان کے علاج کا یہی ایک کامل طمانیت بخش نسخہ فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:’’الا بذکر اللہ تطمئن القلوب‘‘(خبردار اللہ کی یاد سے دل تسلی پکڑتے ہیں)

۱۴...... یہ تو قرآن مجید میں ذکر اللہ کے احکام ہیں۔ اب جو احادیث شریف اس بارہ میں ہیں ان کو دیکھئے:’’قال رسول اللہ ﷺ لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملئکۃ وغشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ (مسلم)‘‘(فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو جماعت ذکر اللہ کے واسطے بیٹھتی ہے اس کے اردگرد فرشتے آتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانپتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس والوں میں ان کا ذکر کرتا ہے)ایضاً فرمایا:’’سیروا ھذا جمدان (نام جبل قریب مدینہ طیبہ) سبق المفردون قالوا وما المفردون یا رسول اللہ قال الذاکرون اللہ کثیراً والذاکرات (مسلم)‘‘(سیر کرو اس جمدان کی سبقت لے گئے مفردون پوچھا مفردون کون ہیں۔ فرمایا اللہ کا ذکر بہت کرنے والے اور کرنے والیاں)ایضاً فرمایا:’’مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر مثل الحی والمیت متفق علیہ‘‘(مثال اس کی جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ایسی ہے جیسے مثال زندہ اور مردہ کی ہے)ایضاً:’’یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معہ اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسہ ذکرتہ فی نفسی وان ذکرنی فی ملا ذکرتہ فی ملأ خیر منھم متفق علیہ‘‘(فرماتا ہے اللہ تعالیٰ میرا بندہ جیسا مجھ پر ظن کرتا ہے میں اسی کے موافق اس سے کرتا ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے۔ پس اگر جی میں ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے جی میں کرتا ہوں تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر جماعت میں کرتا ہوں)’’یقول اللہ تعالیٰ ومن تقرب منی شبرا تقربت منہ ذراعا ومن تقرب منی ذراعا تقربت منہ باعا ومن اتانی یمشی اتینہ ھرولۃ ومن لقینی بقراب الارض خطیئۃ لا یشرک بی شیئًا لقیتہ بمثلھا مغفرۃ (مسلم)‘‘(فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو شخص میرے قریب ہوا ایک بالشت میں ایک ہاتھ اس سے قریب ہوتا ہوں اور جو میرے قریب ہوا ایک ہاتھ میں اس سے دو ہاتھ کے پھیلاؤ سے زیادہ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف معمولی چال سے آوے میں اس کی طرف تیز رفتار سے آتا ہوں اور جو مجھ سے زمین کے برابر گناہ لے کر لیکن میرے ساتھ اس کو شریک نہ کیا ہو تو میں اس کو اسی قدر بخشش سے ملوں گا)

غرض اللہ عزوجل ہر ایک فعل میں اپنے عاجز بندوں سے موافق اپنی عزت وجلال وعظیم الشانی وبرتری وفضل وکرم کے ان کے اعمال سے بڑھ کر ان سے سلوک فرماتا ہے۔ پھر ایک طویل حدیث ذاکرین کے باب میں ہے کہ ملائکۃ اللہ راستوں میں اہل الذکر کو تلاش کرتے ہیں اور جب جماعت ذاکرین اللہ کو پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ یہ ہے۔ آؤ پس اپنے بازوؤں سے ان کو احاطہ کرتے ہیں۔ آسمان دنیا تک پھر اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے (حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے) کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں ملائکہ کہ تیرا تقدس تیری بڑائی، تیری حمد، تیری بزرگی ذکر کرتے ہیں۔ فرماتا ہے کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں ملائکہ، قسم ہے تیری تجھ کو نہیں دیکھا۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر دیکھیں تو؟ پس عرض کرتے ہیں اگر تجھ کو دیکھیں تو اس سے زیادہ تیری عبادت کریں۔ زیادہ تعظیم زیادہ تسبیح کریں۔ پھر فرمایا ہے کہ کیا سوال کرتے ہیں؟ عرض کرتے ہیں کہ تجھ سے بہشت مانگتے ہیں۔ فرماتا ہے کیا انہوں نے اس کو دیکھا؟ عرض کرتے ہیں قسم ہے یارب اس کو نہیں دیکھا۔ پس فرماتا ہے اگر اس کو دیکھتے؟ عرض کرتے ہیں اگر اس کو دیکھتے تو اس کی بہت حرص اور سخت طلب اور عظیم رغبت کرتے۔ پھر فرماتا ہے کس شے سے پناہ مانگتے ہیں؟ عرض کرتے ہیں کہ آگ سے۔ فرماتا ہے کیا اس کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں قسم ہے یارب اس کو نہیں دیکھا۔ فرماتا ہے کہ اگر دیکھتے؟ عرض کرتے ہیں کہ اگر دیکھتے تو نہایت خوف سے اس سے بہت بھاگتے۔ پس فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ تحقیق میں نے ان کو بخش دیا۔ ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص ان میں کا نہیں ہے وہ اپنی کسی حاجت کے سبب آیا تھا۔ پس فرماتا ہے کہ وہ ایسی جماعت ہے کہ ان کا ہم مجلس شقی (نامراد) نہیں رہتا۔ (بخاری)

فرمایا: ''الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاها عند ملیککم وارفعها فی درجاتکم وخیر لکم من انفاق الذهب والورق وخیرلکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقهم ویضربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر اللہ (احمد، ترمذی، ابن ماجه) '' (کیا میں نہ بتلاؤں تم کو وہ جو تمہارے اعمال سے بہتر اور پسندیدہ ہے۔ تمہارے مالک کو اور بہت بلند کرنے والا تمہارے درجات کا اور بہتر خرچ کرنے سونے اور چاندی مضروب سے اور بہتر اس سے کہ تم اپنے دشمنوں سے لڑکر ان کو مارو اور وہ تم کو ماریں۔ عرض کی ہاں فرمائیے۔ فرمایا وہ ذکر اللہ ہے) فرمایا: ''اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا وما ریاض الجنة قال حلق الذکر (ترمذی) '' (جب تم ریاض جنت سے گذرو تو خوب سیر ہو باغ جنت کیا ہے۔ فرمایا

جماعت وحلقہ ذکر) فرمایا: ’’من قعد مقعد الم یذکر اللہ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ ومن اضطجع مضجعا لا یذکر اللہ فیہ کانت علیہ من اللہ ترۃ (ابوداؤد) ‘‘(جو شخص کہیں بیٹھے اوراس میں ذکر اللہ نہ کرے وہ اس پر باعث حسرت ونقصان ہوگا۔ ایسا ہی جو کہیں لیٹے اورذکر اللہ نہ کرے وہ باعث حسرت ونقصان ہوگا اس پر) ’’ما جلس قوم مجلسا لم یذکروا اللہ فیہ ولم یصلوا علی نبیہم کان علیہم ترۃ فان شاء عذبہم وان شاء غفرلہم (ترمذی) ‘‘(اگر کوئی قوم باہم بیٹھے اوراس میں ذکر اللہ نہ کرے اورنہ نبی ﷺ پر درود بھیجے وہ باعث حسرت ونقصان ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عذاب کرے ویا چاہے تو بخش دے) فرمایا: ’’لا تکثروا الکلام لغیر ذکر اللہ فان کثرۃ الکلام لغیر ذکر اللہ قسوۃ للقلب وان ابعد الناس من اللہ القلب القاسی (ترمذی) ‘‘(بغیر ذکر اللہ کے زیادہ کلام نہ کرو۔ تحقیق زیادتی کلام بغیر ذکر اللہ کے دل کو سخت کرتی ہے اوراللہ تعالیٰ سے بہت دور سخت دل ہے) ’’ان رسول اللہ ﷺ سئل ای العباد افضل وارفع درجتہ عند اللہ یوم القیامۃ قال اذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات قبل یا رسول اللہ ومن الغازی فی سبیل اللہ قال لو ضرب بسیفۃ فی الکفار والمشرکین حتیٰ ینکسر ویختضب دماً فان ذاکر اللہ افضل منہ درجتہ (احمد وترمذی) ‘‘(رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون عبادت کرنے والے افضل وارفع ہیں۔ درجہ میں نزدیک اللہ تعالیٰ کے دن قیامت کے، فرمایا اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں۔ کہا یا رسول اللہ جو غازی ہو فی سبیل اللہ اس سے بھی فرمایا اگرچہ اپنی سیف سے کفار ومشرکین سے لڑے۔ یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جاوے اور خود لہولہان ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔ اس سے درجہ میں افضل ہے) فرمایا: ’’الشیطان جا ثم علی قلب ابن اٰدم فاذا ذکر اللہ خنس واذا غفل وسوس (بخاری تعلیقا) ‘‘(شیطان ہمیشہ قلب ابن آدم پر لازم رہتا ہے جب ذکر اللہ کرتا ہے دور ہوجاتا ہے اورجب غافل ہوتا ہے وسوسہ ڈالتا ہے) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے ذاکر اللہ غافلوں میں ایسا ہے جیسا مقاتل فراریوں میں اورذاکر اللہ غافلوں میں مثل شاخ سبز کے ہے۔ خشک درخت میں یا مثل سبز درخت کے درختوں میں اورذکر اللہ غافلین میں مثل چراغ کے ہے۔ خانہ تاریک میں اورذاکر اللہ کو اللہ جل جلالہ اس کا مقام جنت میں بحالت زندگی دکھلا دیتا ہے اوراس کے واسطے بخشش برابر شمار بنی آدم اور بہائم کے ہوتے ہیں۔ فرمایا: ’’ان اللہ تعالیٰ یقول انا مع عبدیؔ اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ (بخاری) ‘‘(تحقیق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور جب اس کے لب حرکت کرتے ہیں) فرمایا:''لکل شئ صقالة وصقالة القلوب ذکر اللہ وما من شئ انجی من عذاب اللہ من ذکر اللہ قالوا ولا الجهاد فی سبیل اللہ قال ولا ان یضرب بسیفه حتی ینقطع (بیهقی)''(ہر شئے کے واسطے صیقل ہے اور صیقل دلوں کا ذکر اللہ ہے اور کوئی شئے عذاب سے سواذکر اللہ کے زیادہ نجات دینے والی نہیں پوچھا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں فرمایا کہ نہیں اگرچہ تلوار سے لڑتے لڑتے منقطع ہو جاوے)

۱۵...... غرض فضائل ذکر اللہ عزوجل بے حدو بے حساب ہیں۔ مسلمان مومنوں کا تو یہی سرمایہ ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔ فحشاء اور منکرات سے روکنے والی ذاکر اللہ سے بڑھ کر اور کوئی شئے نہیں۔ جیسا اللہ تبارک وتعالیٰ خود فرماتا ہے:''ان الصلوٰة تنهیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر''(تحقیق نماز باز رکھتی ہے فحش ومنکرات سے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے)

افسوس ہے کہ اسی کی اجنبیت وقلت کے باعث مرزا قادیانی کی مجلس اوران کے مریدین میں بحث، مباحثہ، مجادلہ، مکابرہ، شیخی، عجیب ریا، فخر غیبت سب وشتم وغیرہ منکرات کا شغل وچرچا رہتا ہے۔ کاش وہ اس طرف متوجہ ہوتے اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک اعلیٰ وارفع حالات پر تعظیم وتکریم سے خیال کرتے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے:''کان رسول اللہ ﷺ یذکر اللہ علی کل احیانه (مسلم)''(رسول اللہ ﷺ ہر وقت ذکر اللہ کرتے) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ریاض الصالحین میں''باب ذکر اللہ تعالٰ قائما وقاعدا ومضطجعا ومحدثا وجنبا وحائضا الا القران فلا یحل لجنب ولا حائض''(باب ذکر اللہ تعالیٰ کھڑے، بیٹھے، لیٹے بے وضو بحال جنب وحیض سوائے قرآن مجید کے جوجنبی وحائض کو پڑھنا درست نہیں) باندھ کر اس حدیث شریف کو اس میں لکھا ہے:''عن عبداللہ بن ابی اوفی قال کان رسول اللہ ﷺ یکثر الذکر ویقل اللغو ویطیل الصلوٰة ویقصر الخطبة ولا یانف ان یمشی مع الا رملة والمسکین فیقضی له الحاجة''(عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے ذکر کرتے۔ سواذکر بات کم کرتے۔ نماز طول اور خطبہ مختصر کرتے بیوہ اور مسکین کے ہمراہ چلنے میں دریغ نہ فرماتے اوران کا ہر کام کرتے) ویا کم سے کم ان کو خوش نصیبی سے کوئی خالص مخلص مطیعان ومتبعان وظاہری وباطنی پیروان سید الاولین واکرم السابقین والاحقین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلی سائر النّبیین کی مجلس وصحبت بابرکت نصیب ہوتی تا وہ اس نعمت بے بہا سے کچھ حاصل کرتے اوران کو معلوم ہوتا کہ

عباد الرحمٰن کیسے ’’وھم عن اللغو معرضون ‘‘(اور وہ فضول بات سے اعراض کرتے ہیں) کے پابند ہوکر چلتے پھرتے اور اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر آن و ہر لحظہ باتباع ہادی جن وانس ذکر اللہ میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔’’اللھم اجعلنا منھم بفضلک ورحمتک یا ارحم الراحمین ‘‘(یا اللہ ارحم الراحمین ہم کو ان میں سے بنا اپنے فضل اور رحمت سے) ’’اللھم اعنا علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک ۰ اٰمین ‘‘(اے اللہ ہماری مدد کر اوپر اپنے ذکر شکر اور عمدہ عبادت کے آئیں)

۱۶...... لیکن بات یہ ہے کہ یہ دولت عظمیٰ ہر یک کے نصیب کہاں بقول مولوی روم علیہ الرحمۃ ؎

اذکر اللہ کار ہر اوباش نیست
ارجعی برپای ہر قلاش نیست

حکایت: اکتوبر ۱۸۹۷ء میں خاکسار ہمدردی کے لئے ایک دوست کے پاس جالندھر گیا۔جن کے مصیبت زدہ ہونے کی خبر ملی تھی اور خیال یہ تھا کہ اس حادثہ سے ان کو انابت الیٰ اللہ اور ذکر الٰہی کی طرف توجہ وکشش ہوئی ہوگی۔لیکن وہاں اس کا کچھ اثر نہ پاکر ایسا تعجب ہوا کہ دل پر نہایت بے قراری وآہ زاری طاری ہوئی۔اسی وقت عاجز واپس آیا اور بحالت قلق ریل کے سٹیشن پر الہام ہوا ؎

کلاہ خسروی وتاج شاہی
بہر کل کے رسد حاشا وکلا

الحمدللہ یہ الہام بھی مضمون بالا کا مصدق ہے۔

۱۷...... القصہ جو فرقہ فقرا اہل دل اس مذاق کے راغب ومدعی ہیں ان سب میں کم وبیش علی قدر علم وواقفیت شرعی یہ نسبت ذکر اللہ ضرور ضرور پائی جاتی ہے۔گو طریقوں میں اختلاف ضرور ہے۔ لیکن اس نسبت سے کوراپن مرزا قادیانی اور ان کی جماعت ہی میں دیکھنے میں آیا ہے۔ جہاں صرف زبانی بحث مباحثہ قیل وقال تحقیر مؤمنین مسلمین وغیرہ پر سارا مدار رہتا ہے۔ وبس حالانکہ مرزا قادیانی کو دعویٰ اس قدر ہے کہ سب ذاکرین وفقراء ان کے آگے ہیچ وگرد ہیں۔ بلکہ خود بدولت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وبعض انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل جانتے ہیں اور سید عبداللہ صاحب غزنوی جیسے مستغرق ذکر جس کو خود فرما چکے ہیں کہ ’’مکالمات الٰہیہ سے مشرف بمرتبہ کمال اتباع سنت کرنے والے اور تقویٰ اور طہارت کے جمیع مراتب ومدارق کو ملحوظ اور مرعی رکھنے والے ان صادقوں اور راست بازوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی طرف کھینچا ہوا ہوتا ہے۔ پرلے درجہ کے معمور الاوقات اور یاد الٰہی میں محو اور غریق اور اسی راہ میں کھوئے گئے۔‘‘

اب مرزا قادیانی ان سے اپنے مریدین مستغرق بحث مباحثہ کو سو درجہ بہتر بقسم بیان کرتے ہیں۔ تعجب ہے لیکن بات تب تھی جب انصاف سے اور اس نسبت ذکر اللہ سے واقف ہوکر پھر ایسا فرماتے۔

۱۸...... ذوالقعدہ ۱۳۱۷ھ مطابق مارچ ۱۹۰۰ء میں جب یہ مضمون ذکر اللہ تعالیٰ عزوجل اس کتاب میں درج کیا گیا تو اس پر الہام ہوا: ''**کتاب قد نص فیه رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله**'' جس کا ترجمہ ومطلب یہ ہے کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں خوب آشکارا ہوا ہے۔ مضمون آیت کریمہ ''**رجال لا تلهیهم**'' کا فالحمدللہ!

فصل نمبر:۱۳...... ''اور یہ ایک عام قانون اور سنت الٰہی ہے جو ہمیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رہنمائی سے معلوم ہوا اور ذاتی تجارب نے اس کا مشاہدہ کرایا ہے۔ مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھ کر ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ پہلے نبیوں کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔''

(ضرورۃ الامام ص۴، خزائن ج۱۳ ص۴۷۵)

جواب...... عام قانون وسنت الٰہی ذاتی تجارب کے مشاہدہ کی نسبت کچھ ذکر ہو چکا ہے۔ اب خصوصیت زمانہ مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں عرض ہے کیا مرزا قادیانی کو قرآن مجید سے یہ معلوم نہیں ہوا کہ عورتوں کو پہلے بھی الہام ہوتے رہے ہیں۔ جیسے ام موسیٰ ومریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو اور چونکہ سید الاولین والآخرین ﷺ کا زمانہ خیر القرون ہونے کے باعث بدرجہا ان سے بہتر وبڑھ کر تھا تو اس میں بھی ضرور ہے کہ بقاعدہ مرزا قادیانی ان سے بھی بڑھ کر الہامات ہوتے ہوں۔ پھر اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں عورتوں کو الہام ہوں۔ جن کی حسب مسئلہ مذکورہ جواب۔ فصل نمبر:۱۱ کچھ ضرورت تو نہیں اور اگر ہوں بھی تو معمولی بات ہوئی نہ۔ خاص پس اس زمانہ کو بڑھ کر خصوصیت کیا ہوئی؟

۲...... جس حدیث میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں عورتوں کو الہام ہونے کا اور نابالغ بچوں کے نبوت کرنے کا ذکر ہے وہ حدیث مرزا قادیانی نے درج نہیں فرمائی کیا وجہ؟ بہتر ہوتا کہ وہ حدیث درج فرمادیتے تاکہ دعویٰ بادلیل اور آپ کا صدق ظاہر ہو جاتا۔

۳...... رسول اللہ ﷺ ودیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منصب نبوت کے لئے تو مرزا قادیانی چالیس برس تعلیم وغیرہ کے لئے ضروری بیان فرمایا کرتے ہیں اور یہاں ارزانی فرما

کر یا خود بدولت کی فضیلت کے ثبوت کو قوی کرنے کے لئے فرمایا کہ اس وقت نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے اور عجب یہ ہے کہ جن کتابوں کو خود اصلی نہیں مانتے اور بالکل ناقابل اعتبار کئی جگہ بیان کرتے اور لکھتے ہیں یہاں انہی کے لہجہ واقوال بے سند وبے دلیل پر تمسک کرتے ہیں کہ کسی طرح کچھ ہاتھ پڑ جائے اور یہ نہیں خیال کرتے کہ محرف کتب کا کون اعتبار کرتا ہے۔ جن کی تحریف آئے دن معرض بحث میں رہتی ہے اور مسلمان دوسروں کو منوا کر چھوڑتے ہیں۔ بہرحال اب تک بظاہر اس کا کچھ ثبوت وظہور نہیں ہوا۔

۴...... کیا اس تمہید سے مرزا قادیانی کا اپنے کسی نابالغ بچہ کے لئے دعویٰ نبوت کی بنیاد دو پڑی جمانا مرکوز خاطر ہے؟ مرزا قادیانی پہلے یہی اپنے فرزند کی نسبت تعریفی الفاظ مقدس روح، پاک، نوراللہ، مبارک، مسیحی نفس، روح الحق، کلمۃ اللہ، علوم ظاہری وباطنی سے **مظہر الاوّل والآخر، مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء**، نور، خدا کا روح، اسیروں کی رستگاری کا موجب وغیرہ وغیرہ مشتہر کر چکے ہیں۔

فصل نمبر۱۴...... ’’اور یہ سب کچھ مسیح موعود کی روحانیت کا پرتو ہوگا۔ جیسا کہ دیوار پر آفتاب کا سایہ پڑتا ہے تو دیوار منور ہو جاتی ہے اور اگر چونہ اور قلعی سے سفید کی گئی ہو تو پھر تو اور بھی زیادہ چمکتی ہے اور اگر اس میں آئینے نصب کئے گئے ہوں تو ان کی روشنی اس قدر بڑھتی ہے کہ آنکھ کو تاب نہیں رہتی۔ مگر دیوار دعویٰ نہیں کر سکتی کہ یہ سب کچھ ذاتی طور پر مجھ میں ہے۔ کیونکہ سورج کے غروب کے بعد پھر اس روشنی کا نام ونشان نہیں رہتا۔ پس ایسا ہی تمام الہامی انوار امام الزمان کا انعکاس ہوتا ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۵، خزائن ج۱۳ص۴۷۵)

جواب...... پرتوہ اور امام الزمان کے انوار کے انعکاس کا مسئلہ اور اس انعکاس سے امام الزمان ہی کے مخالف الہام ہونے کا بیان اور پھر انتشار روحانیت ونورانیت کا ذکر ہو چکا ہے۔

۲...... دیوار اگر پہلے بے نور ہو اور بعد میں نور سے منور ہو (نہ سایہ سے جیسا کہ مرزا قادیانی نے فرمایا) تو بے شک وہ دیوار طفیلی ہوگی اور قبول کیا جاوے گا کہ یہ نور کسی اور کا ہے۔ لیکن جس حالت میں کہ وہ دیوار طلوع آفتاب مخیلہ مرزا قادیانی سے پہلے ہی بفضل وکرم واہب العطیات نور السمٰوات والارض مہبط انوار رحمت خداوندی ہو تو وہ کیونکر اور کس طرح اپنے تئیں طفیلی سمجھے۔ جیسا کہ اوّل ذکر ہوا۔

۳...... رہا زبانی دعویٰ سو وہ تو کلیتاً مرزا قادیانی کی ملکیت وقبضہ میں ہے۔ دوسرے کسی عاجز کا جو دیوار سے بھی اپنے آپ کو کمتر وناچیز سمجھتا ہو اس کا کیا مقدور وکیا حوصلہ کہ کسی قسم

کے دعویٰ کا خیال دل میں یا حرف زبان پر لاوے۔ کاش مرزا قادیانی ہی مولوی صاحب کے مقولہ پر توجہ ونظر کرتے۔

راہ فانی گشتہ راہ دیگر ست
زانکہ ہشیاری گناہ دیگر ست
چون زخود رستی ہمہ برہان شدی
چونکہ گفتی بندہ ام سلطان شدی

خیر مرزا قادیانی نہ کریں۔ لیکن خاکسار کو تو ہر دم اپنا عجز وعبودیت مدنظر ہے اور یہاں تو اس خالق مالک رحیم وکریم کے فضل وکرم کی ہر دم حاجتمندی وہر آن اس کا سوال ہے۔

یا کریم العفو ستار العیوب — انتقام از ما مکش اندر ذنوب
بے طلب ہم سیدھی گنج نہان — رائیگاں بخشیدہ جان جہان
یا کریم العفو حی لم یزل — یا کثیر الخیر شاہ بے بدل
ھکذا انعم الیٰ دار السلام — بالنبی المصطفیٰ خیر الانام

۴...... یہ بھی زبردستی سے مجرد دعویٰ ہے کہ الہامی انوار امام الزمان کے انوار کا انعکاس ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ انوار تو بقول مرزا قادیانی قدیم ہی سے اس امت مرحومہ میں ہر ایک زمانہ میں بفضل وکرم مبداء فیوض وبطفیل اتباع ہادی جن وانس چلے آتے ہیں۔ جیسا آپ خود بھی بیان کر چکے ہیں پھر خواہ نخواہ بار بار اثبات فضیلت خود بدولت کے لئے امام الزمان کے انوار کا انعکاس بے دلیل کہے جانا کیا ضرور ہے؟ ہاں! اس کی تصدیق تب ہوسکتی ہے جب بقول مرزا قادیانی سورج غروب ہونے پر یعنی بساط نوری امام الزمان کے بعد ان انوار کا نام ونشان نہ رہے۔

فصل نمبر:۱۵...... ''اگر کوئی قسمت کا پھیر نہ ہو اور خدا کی طرف سے کوئی ابتلاء ہو تو سعید انسان جلد اس دقیقہ کو سمجھ سکتا ہے اور خدانخواستہ اگر کوئی اس الٰہی راز کو نہ سمجھے اور امام الزمان کے ظہور کی خبر سن کر اس سے تعلق نہ پکڑے تو پھر اوّل ایسا شخص امام سے استغنا ظاہر کرتا ہے۔ پھر استغناء سے اجنبیت اور پھر اجنبیت سے سوءِ ظن بڑھتا ہے اور پھر سوءِ ظن سے عداوت پیدا ہوتی ہے اور پھر عداوت سے نعوذ باللہ سلب ایمان تک نوبت پہنچتی ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۵، خزائن ج۱۳ ص۴۷۵)

جواب...... جو امام برحق اور اس کی امامت علی منہاج النبوۃ ہو اس سے بے تعلقی اجنبیت استغنا بے شک جرم ہے۔ اعاذنا اللہ منہا۔ لیکن جو امام بغیر اعمال کے مجرد زبانی دعویٰ امامت کرے اور اس آڑ میں مسائل مسلمہ شرعیہ نبویہ وقرآنیہ کی ترمیم وتنسیخ وردوبدل کر کے اپنے لچر منگھڑت مسائل

شائع کرے اوراوصاف امامت، زہد، قناعت، توکل، صبر، رضا، تبتل، انابت، تقویٰ، مصروفیت، ذکر وغیرہ کی بجائے تن آسانی، خوش گذرانی، حرص مال، محبت جاہ، ادب وریاست کا شیدا ہو۔ التفات بغیراللہ خوشامد چاپلوسی اہل دنیا کر کے دنیاوی خطاب وعزت کا خواہاں وعاشق ذراسی دھیمی تکلیف پر دھڑا دھڑ واویلا ومیموریل بھیجنے پر آمادہ اپنے مریدین کو جمع رکھنے اور دیگر مردمان کراپنا معتقد بنانے میں مصروف دن رات غیبت سب وشتم ولعن وطعن مسلمین مؤمنین میں مشغول دوسرے مسلمین کو کافر بنانے کے لئے حیلہ حوالہ سے فتویٰ حاصل کرنے میں مشاق طول اہل میں تیس برس کے واسطے رجسٹری کرانے اور غیر سبیل المؤمنین اپنی وجماعت واہل بیت کی طرح طرح کی تصاویر اتروانے میں دلیر ہو۔ فرمایئے ایسے امام سے بے تعلقی اجنبیت، استغنا، جتہ حصول، رضائے رب العالمین بموجب حکم قرآن مجید واحادیث شریف درست ہے یا نہ؟ انصاف سے غور فرماویں نظر بریں حالات مرزا قادیانی اوّل اپنی امامت باوجود موجودگی اوصاف وحالات متذکرہ بالا کے ادلہ شرعیہ سے ثابت کرلیں۔ پھراس پر یہ تفریع اٹھاویں۔ ’’**ثبت العرش ثم النقش**‘‘ (اوّل شفقت قائم کرو پھراس پر نقش لکھو)

۲…… یہ بھی غور فرماویں کہ عوام کا تو کیا ذکر خواص علماء، محدثین، فقہاء، محققین، صوفیہ کرام، صاحب کشف وبشارات ومجاہدات، اصحاب الہامات ومکالمات بلکہ قریباً سب اہل اسلام مرزا قادیانی سے نہ صرف ناموافق بلکہ سخت مخالف ہیں اوراس لئے کہ خود بدولت میں سوائے مجرد دعویٰ اپنی تعلّی وشیخی وخودسرائی وغیرہ کے اور کوئی علامت امامت نہیں ہے۔ آپ اس پر تدبر کریں۔

۳…… قریب قریب اسی طرز کے الفاظ اجنبیت عداوت ختم علی القلب وغیرہ مرزا قادیانی نے رسالہ آسمانی فیصلہ میں بھی لکھے ہیں۔ مرزا قادیانی کو تو یہ ترکیب الفاظ مرغوب خاطر ہوئے اور جب تک ختم علے القلب اور سلب ایمان تک نوبت نہ پہنچ لے اور کل دھمکیاں اور دینی دنیوی بلائیں خود بدولت سے تعلق نہ پکڑنے والے پر نازل نہ فرمالیں بس نہیں فرماتے۔ لیکن جن عاجزوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے ان کی حالت بھی مدنظر فرماویں کہ ان کو کیسی ایذارسانی ہے اوراس کا ان پر کیا اثر اور کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو تو ہمدردی خیرخواہی و بہبودی وفیض رسانے خلق اللہ اور رحمتہ للعالمین ہوکر تشریف آوری کا دعویٰ ہے اور عمل یہ کہ دوسری مخلوق الٰہی کے سلب ایمان، تباہی ہلاکت اور خود بدلت کی بہتری خطاب عزت درازی حیات کا وظیفہ اور جو اشتہار وپیش گوئی ہو وہ بھی اسی مضمون کی غرض یہی شفقت الخلق ورحمۃ اللعالمینی مرزا قادیانی سے ظاہر ہورہی ہے۔ کیا شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے اس مشہور مقولہ پر کبھی خیال نہیں کیا۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمنان ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام
کہ بادوستانت خلاف ست و جنگ

۴...... بے شک بخیال مرزا قادیانی تو قسمت کے پھیر اور خدا کی طرف سے ابتلاء سے بری محفوظ ہوکر سعید انسان تب ہی ہوسکتا ہے جب مرزا قادیانی کی چاکری، غلامی وتابعداری میں داخل ہوکر بیعت کر کے مرزا قادیانی کو اپنے نفس معہ لوازم کا مالک بناوے۔لیکن مرزا قادیانی نے (ص۳،خزائن ج۱۳ص۴۷۳) میں فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لاتے اور استقامت اختیار کرتے ہیں فرشتے ان کو بشارت کے الہامات سناتے رہتے ہیں اور تسلی دیتے رہتے ہیں......اور اس قسم کے الہامات یا خوابیں عام مؤمنوں کے لئے روحانی نعمت ہے۔

اور (ص۴،خزائن ج۱۳ص۴۷۴) میں فرمایا ہے کہ:''امت محمدیہ میں کئی کروڑ ایسے بندے ہوں گے جن کو الہام ہوتا ہوگا......مستعد دلوں پر پرتوہ پڑتا ہے۔'' وغیرہ تو جب الہامات ارحم الراحمین کی طرف سے فضل ورحمت وروحانی نعمت ہیں اور بیشک ضرور ہیں تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے صاحب نعمت وفضل کو باوجود استغراق وانابت الیٰ اللہ، مسکنت، عبودیت، وانکساری مع شکر گزاری نعماء واہب العطیات واقرار واعتراف قصور ہمت ولیاقت واستعداد خود کس لئے قسمت کا پھیر وابتلا ہوا اور امام کی شناخت سے محرومی، اجنبیت، سوء ظن، عداوۃ اور اخیر پر سلب ایمان کی بلا کیوں اس پر وارد ہوگی۔حالانکہ ارشاد:''ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اولئک اصحٰب الجنۃ خلدین فیھا جزاءً بما کانوا یعلمون''(تحقیق وہ لوگ کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔پھر ثابت رہے اور پر اس کو پس ان پر نہ خوف ہے اور نہ غم کھاویں گے۔وہ صاحب بہشت ہیں۔اس میں ہمیشہ رہیں گے۔بدلہ اس چیز کا کہ وہ کرتے تھے) میں صریح صریح اخیر خلود جنت تک کا وعدہ اس رحیم کریم عزاسمہ کا ہے۔ مرزا قادیانی عاجزوں پر رحم فرماویں اور اس شہنشاہ عالی جاہ ارحم الرحمین کی رحمت بے پایاں وشفقت وتلطف فراوان کے واسطے اس قدر تشدد سے ایسا محدود وتنگ پیمانہ حسب خیال وحوصلہ خود مقرر فرما کر غریب بندگان ارحم الراحمین کو ایسا ناامید ومایوس نہ فرماویں اور یہ غور کریں کہ جس پروہ رحیم وکریم ایسا فضل وکرم کرے۔اس کو امام کی مخالفت کی ایسے الہام کیوں ہوں۔

۵...... ہاں! اگر اس قادر مطلق احکم الحاکمین وغیاث المستغیثین وہادی المضلین کا اس بیچارہ وبے گناہ عاجز ملہم کو بذریعہ الہام ہی تباہ وہلاک کرنے کا ارادہ ہے تو ’’انا للّٰہ وانا الیہ راجعون‘‘ (تحقیق ہم اللہ کے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں) پھر کسی دوسرے کی کیا پیش جاسکتی ہے۔ لیکن چونکہ اس ذات پاک ارحم الراحمین نے خود ہی فرمایا ہے: ’’ورحمتی وسعت کل شئ‘‘ (اور میری رحمت نے سمالیا ہر شے کو) ’’الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۰ الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ذلک ھو الفوز العظیم‘‘ (خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈر اوپر ان کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ جو ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے واسطے ان کے ہے خوشخبری زندگانی دنیا میں اور بیچ آخرت کے نہیں بدلنا کلام خدا کی کو یہ ہے مراد پانا بڑا) ’’الا من تاب واٰمن وعمل صالحًا فاولٰئک یبدّل سیّئاتھم حسنات وکان اللّٰہ غفوراً رحیما‘‘ (مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور عمل نیک کئے پس لوگ بدل ڈالتا ہے اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے) ’’اللھم اجعلنا منھم وادخلنا فیھم بفضلک ورحمتک یا ارحم الرحمین ۰ اٰمین ثم اٰمین‘‘ (اے اللہ ہم کو ان ہی میں سے کر اور ان میں داخل کر اپنے فضل اور رحمت سے یا ارحم الراحمین) اور حدیث شریف میں بھی ’’ان رحمتی سبقت غضبی‘‘ (بے شک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے اور غالب آ گئی ہے) اور ایک روایت میں ’’غلبت غضبی‘‘ فرمایا ہے۔ اس لئے امید واثق ویقین کامل ہے کہ وہ ہرگز ہرگز ایسا نہ کرے گا بلکہ بموجب ارشاد: ’’ان وعد اللّٰہ حق‘‘ (تحقیق اللہ کا وعدہ حق ہے) وغیرہ کے روز بروز انعامات واحسانات فراوان درفراوان فرماوے گا۔

فصل نمبر:۱۶...... ’’جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ظہور کے وقت ہزاروں راہب ملہم اور اہل کشف تھے اور نبی آخرالزمان کے قرب ظہور کی بشارت سنایا کرتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے امام الزمان کو جو خاتم الانبیاء تھے قبول نہ کیا تو خدا کے غضب کے صاعقہ نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے تعلقات خدا تعالیٰ سے بکلی ٹوٹ گئے اور جو کچھ ان کے بارہ میں قرآن شریف میں لکھا گیا اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہ ہی ہیں جن کے حق میں قرآن شریف میں فرمایا گیا۔ ’’وکانوا یستفتحون من قبل‘‘ اس آیت کے یہ ہی معنے ہیں کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے نصرت دین کے لئے مدد مانگا کرتے تھے اور ان کو الہام اور کشف ہوتا تھا۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۵، خزائن ج۱۳ص۴۷۶)

جواب…… جن بدبختوں نے امام الزمان خاتم الانبیاء ﷺ کو قبول نہ کیا انہوں نے تو اللہ پاک غیور بلکہ اغیر کے صاعقہ غضب سے ضرور ہلاک ہونا ہی تھا اور سب ایسے متکبر حق کو قبول نہ کرنے والے ہلاک ہوگئے اور ان کے تعلقات بھی خداتعالیٰ سے بکلی ٹوٹ گئے اور یہ ضروری تھا۔ لیکن یہاں تو معاملہ ہی اس کے برعکس ہے۔ یعنی جو لوگ مجرد دعویدار امام الزمانی کو قبول نہیں کرتے۔ بلکہ ان دعاوی کو بنظر کراہت دیکھتے ہیں اور نہ صرف خود بلکہ اوروں کو بھی ان کے قبول کرنے سے مانع ہوتے ہیں۔ ان کا کچھ حرج ونقصان بظاہر نہیں ہوا اور نہ ان پر غضب کا صاعقہ گرا نہ ان کے تعلقات خداتعالیٰ سے ٹوٹے۔ (گو مرزاقادیانی خود بدولت کے صاعقہ سے تقریراً وتحریراً ان کو نیست ونابود وبرباد فرماتے رہتے ہیں) اور باوجود آپ کے بزبان خود مستجاب الدعوات ہونے کے بھی ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ بلکہ ان کی ہر حال میں بظاہر تو ترقی ہی ہے۔ شعائر اسلام عبادات ذکر الٰہی وغیرہ میں وہ بدستور مشغول ومصروف ہیں۔ جیسا کہ جماعت سید عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی ومولوی عبدالحق وغیرہ جن کو مرزاقادیانی کے مخالف الہام بھی ہوتے رہتے ہیں۔ مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی ومولوی رشید احمد صاحب گنگوہی وغیرہ جو باوجود ضعف وکبرسنی کے درس وتدریس قرآن مجید واحادیث رسول، رب العالمین وغیرہ اوراد میں ویسے ہی مصروف فراہمی وذخیرہ عاقبت ہیں اور ایسا ہی مولوی محمد ابراہیم صاحب ودیگر عالمان ومولویان کا حال ہے۔ مرزاقادیانی خیال فرماویں کہ ان کے کون سے تعلقات خداتعالیٰ سے ٹوٹے ہیں۔

۲…… دنیوی حالات کا ذکر کچھ ضرور نہیں کہ سب سے بڑھ کر مرزاقادیانی کی مخالفت کرنے والے مولوی محمد حسین صاحب کو سرکار سے زمین بھی مل گئی اور مرزاقادیانی نے ادھر اقرارنامہ لکھ دیا کہ آئندہ کوئی ضرروخوف والی پیش گوئی بھی نہ کریں گے۔ بلکہ اپنے خدا کے آگے اپیل بھی نہیں کریں گے۔ اب غور فرمائیے کہ کس کے تعلقات ٹوٹے اور کس کے مربوط ومضبوط ہوئے۔

۳…… اور عاجز خاکسار تو اس امر کا خود قائل ہے اور اس کا ذاتی تجربہ ومشاہدہ کر رہا ہے کہ مرزاقادیانی کی ملاقات وارتباط کے سبب جو کچھ قبض وغفلت لاحق حال رہتی تھی۔ وہ ان کی علیحدگی سے مبدل ربط ہوکر انعامات تقرب الٰہی میں بہت ہی ترقی وافزونی ہوئی ہے اور اس پر الہامات کی اس قدر زیادتی ہوئی کہ کچھ حد نہیں۔ الحمدللہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ لما ربنا وترضی۔

’’الحمد للّٰہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللّٰہ‘‘ (سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے ہدایت کیا ہم کو طرف اس کی اور نہ تھے ہم کہ راہ پاویں اگر نہ

راہ دکھانا ہم کو اللہ تعالیٰ) یہ آیت شکریہ الہامی تعلیم ہے۔ بظاہر تو اس کا یہی سبب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مجرد دعویٰ ہی تھا اور خود ساختہ مشیخت اور دیگر عاجز بندگان الٰہی وامت خیر الوریٰ رسالت پناہی ﷺ کی تحقیر وتوہین کے سوا اور کچھ چیز نہیں۔ جس کی علیحدگی سے افضال واکرام الٰہی عزشانہ میں روزافزوں ترقی معلوم ہورہی ہے۔ ’’اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ اللھم رحمتک ارجوا فلا تکلنی الیٰ نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ لا الہ الا انت یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اللھم لا تجعلنی من الذین ومع الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا ویریدون علوا فی الارض وفسادا اٰمین ثم اٰمین‘‘ (اے اللہ ہمیں حق کو حق دکھلا اور اس کی تابعداری نصیب کر اور باطل کو باطل دکھلا اور اس سے پرہیز نصیب کر۔ اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ پس تو مجھے میرے نفس کی طرف ایک لحہ آنکھ کا سپرد نہ کر اور میرے تمام کام درست کر۔ کوئی معبود سوائے تیرے نہیں۔ اے زندہ اور قائم رہنے والے تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتا ہوں۔ اے اللہ نہ کر تو مجھے ان لوگوں سے اور ان کے ساتھ نہ کر جو خوش ہوتے ہیں۔ اس پر جو کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تعریف کئے جاویں اور زمین میں فساد اور بلندی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آمین ثم آمین)

۴...... چونکہ مرزاقادیانی علم وفضل وقرآن مجید وحدیث شریف کے حقائق ومعارف کے بزبان خود دریا بلکہ سمندر ناپیدا کنار ہیں۔ لہٰذا ان کے دعویٰ علم وحقائق معارف کی نسبت بھی کچھ بیان کرنا ضروری ہے۔ سو وہ یہ ہے کہ اوّل تو لفظ راہب صیغہ واحد بجائے صیغہ جمع راہبان کے مرزاقادیانی نے لکھا ہے۔ دوم رہبان تو نصاریٰ تھے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ ’’بان منھم قسیسین ورھباناً وانھم لا یستکبرون‘‘ (اس لئے کہ ان میں عالم اور راہب میں اور وہ تکبر نہیں کرتے) چنانچہ معالم التنزیل میں بھی ’’والرھبان من النصاریٰ اصحاب الصوامع‘‘ (اور راہب نصاریٰ کے وہ لوگ تھے جو کہ عبادت خانوں میں رہتے تھے) لکھا ہے اور ’’وکانوا من قبل یستفحون‘‘ (اور اس سے پہلے طلب فتح کی کرتے تھے) والے یہودی تھے۔ جیسا کہ اکثر تفاسیر میں ہے، معالم میں ہے: ’’وکانوا یعنی الیھود من قبل مبعث محمد ﷺ یستفتحون یستنصرون علی الذین کفروا علےٰ مشرکی العرب‘‘ (اور یہودی محمد ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے طلب فتح کی یعنی مدد مانگا کرتے تھے۔ ان لوگوں پر جو کافر تھے یعنی عرب کے مشرکوں پر) ایسا ہی جامع البیان میں ہے۔ ’’وکانوا الیھود والواو

للحال من قبل قبل نزوله يستفتحون على الذين كفروا يستنصرون علےٰ المشركين يقولون اللهم انصرنا بنبى اخرالزمان المنعوت فى التوراة ‘‘(حالانکہ یہوداس کے نزول سے پہلے کافروں پر فتح طلب کرتے تھے اور مشرکوں پر مدد مانگتے تھے۔ اے اللہ ہمیں بواسطہ نبی آخرالزمان جو کہ تورات میں صفت کئے گئے ہیں مدد کر) تو اب خیال کریں کہ یستفتحون کے یعنی نصرت مانگنے والے تو یہود تھے اور مرزا قادیانی نے لکھ دیا ہے کہ راہب یعنی نصاریٰ تھے اس کی کیا وجہ؟

۵...... پھر پارہ اوّل قرآن مجید کی یہ آیت شریف ’’وکانوا من قبل یستفتحون ‘‘کو بھی صحیح نہیں لکھا بلکہ الٹ پلٹ کر کے ’’وکانوا یستفتحون من قبل ‘‘ لکھ دیا ہے۔ حالانکہ ’’انی متوفیک ورافعک ‘‘کے معنی پس و پیش خیال کرنے والوں کو مرزا قادیانی طعن وملام کا نشانہ بنایا کرتے ہیں۔ (یہاں بھی شہتیر و تنکے کی مثال کو یاد کرنا لازم تھا)

۶...... مرزا قادیانی نے اخیر عبارت میں فرمایا ہے کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ یہ لوگ خداتعالیٰ سے نصرت دین کے لئے مدد مانگا کرتے تھے اور ان کو الہام اور کشف ہوتا تھا۔ انتہی اس آیت کے ماقبل و مابعد کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں یہودیوں کی استکبار تکذیب کفر بے ایمانی و بغاوت وغیرہ کا ذکر ہے۔ کوئی ایسا لفظ نہیں جس کے معنی الہام و کشف ہوں۔ نہ معلوم مرزا قادیانی نے الہام و کشف کس لفظ و جملہ کے معنی و تفسیر کی ہے؟

۷...... ویا بنظر و بدلیل وسیع الاختیاری و مناصب امام الزمان باوجود موجودگی احکام ’’من قال فى القراٰن برائه فليتبوأ مقعده من النار ٭ من قال فى القراٰن برآئه فاصاب فقد اخطأ ‘‘(جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کہے۔ پس وہ اپنی جگہ دوزخ میں تیار کرے اور جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کہے اور ثواب کو پہنچے تو یہی خطاب کیا) وغیرہ مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے یہ معنی و تفسیر اپنا الہامی جوہر دکھلانے کو بڑھا دی ہے۔ جیسا احادیث امامت کے معنی و تفسیر میں لفظ اندھا آئے گا بڑھا دیا تھا۔

۸...... اور ایسا ہی مرزا قادیانی کی یہ بھی عادت ہے کہ اپنے بیان و تحریر کے وقت اثبات مدعا کے لئے خواہ موقوف منقطع شاذ منکر معلل مرسل مدلس مضطرب مدرج وغیرہ کیسی ہی ہو۔ لیکن مرزا قادیانی اکثر لفظ حدیث صحیح اپنی طرف سے ضرور لگا دیا کرتے ہیں اور مقابلہ میں دوسروں سے صحیح بخاری جس کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔ اس کی احادیث کو بھی قبول کرنے میں چون و چرا و تعامل وغیرہ پیش فرما دیا کرتے ہیں اور پھر عمل کے وقت وہ تعامل بھی نسیاً منسیا جیسا کہ

خود بدولت وجماعت وغیرہ کی کئی قسم کی تصویریں اتروانے کے وقت کسے تعامل وحکم وغیرہ کی بھی کچھ پرواہ نہیں کی۔ مرزا قادیانی کے مریدین اس پر غور وفکر کریں۔

فصل نمبر:۱۷...... ’’اگرچہ وہ یہودی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔ خداتعالیٰ کی نظر سے گر گئے تھے۔ لیکن جب عیسائی مذہب بوجہ مخلوق پرستی کے مر گیا اور اس میں حقیقت ونورانیت نہ رہی تو اس وقت کے یہود اس گناہ سے بری ہوگئے کہ وہ عیسائی کیوں نہیں ہوتے۔ تب ان میں دوبارہ نورانیت پیدا ہوئی اور اکثر ان میں سے صاحب الہام اور صاحب کشف پیدا ہونے لگے اور ان کے راہبوں میں اچھے اچھے حالات کے لوگ تھے اور وہ ہمیشہ اس بات کا الہام پاتے تھے کہ نبی آخرالزمان اور امام دوران جلد پیدا ہوگا۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۵،۶، خزائن ج۱۳ ص۴۷۶)

جواب...... عیسائی مذہب میں مخلوق پرستی تو بعد میں نادانوں نے ملائی۔ مذہب کا اس میں کچھ ذمہ نہیں۔ یہودی سیدنا مسیح علیہ السلام کی نافرمانی وانکار سے تائب تو بجائے خود ان کی دشمنی وبدزبانی سے کبھی باز نہ آئے۔ کم سے کم مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عناد اور ان کے حق میں دشنام دہی اور طرح طرح کے اتہام تو چھوڑتے لیکن یہ بھی نہ چھوڑا۔ اب تک بدستور ویسے ہی ہیں تو پھر ان میں نورانیت اور خداتعالیٰ وپاک کی خوشنودی ورضامندی کے علامات وبرکات یعنی الہامات وکشوف کیسی آگئی اور وہ گناہ سے بغیر توبہ بلکہ باوجود اصرار وہٹ کے کیسے بری ہوگئے؟ اور ان کے راہبوں میں اچھے اچھے حالات کے نورانی لوگ صاحب الہام وکشف کی طرح ہوگئے۔ (مرزا قادیانی بایں دعویٰ فضل وعلم فصاحت وبلاغت بار بار یہود کو راہب ہی لکھتے ہیں۔ راہب تو نصاریٰ تھے۔ ان کو یہود سے کیا تعلق؟ احبار فرمایئے) کیا کسی مؤمن کے نزدیک معاذ اللہ عناد وتوہین وتحقیر سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کبھی کسی وقت باعث وموجب نورانیت والہام وکشف وغیرہ علامات رضائی وخوشنودی رب غیور ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی اس پر نظر ثانی وغور فرماویں۔

۲...... مرزا قادیانی کا ابھی تو اس بات پر زور تھا کہ تمام الہامی انوار ومکاشفات منامات وبرکات وغیرہ امام الزمان کا انعکاس ہوتا ہے اور یہاں پہنچ کر حافظہ نباشد والی مثل کے موافق ان ظلمانی متمرد وسرکش ’’ویقتلون النّبیین بغیر حق‘‘ (نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں) کے مصداق یہودیوں کو جو امام الزمان سے بہت دور تر پیدا ہوئے تھے ان کو صاحب الہامات مکاشفات نورانیت اور اچھے اچھے حالات والے بیان کیا ہے۔ اب فرماویں کہ یہ کس کا انعکاس تھا؟

۳...... مسیح علیہ السلام کی انکار عداوت دشمنی ومخالفت میں تو ان بدقسمتوں پر یہ انعامات خداوندی ہوئی۔ اگر مرزا قادیانی کی طرح وہ سیدنا مسیح علیہ السلام کے خیرخواہ وثناخوان ہوتے تو نہ معلوم کہ پھر وہ کن انعامات کے مستحق ہوتے۔ سبحان اللہ! مرزا قادیانی کے حقائق ومعارف جن پر آپ اور آپ کے مریدین دلدادہ ہیں۔ ذرا انصاف سے ان پر توجہ وغور فرماویں۔

فصل نمبر:۱۸...... ’’مگر جب کہ وہ نبی موعود اس پر خدا کا سلام ظاہر ہوگیا۔ تب خود بینی وتعصب نے اکثر راہبوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے دل سیہ ہوگئے۔ مگر بعض سعادتمند مسلمان ہوگئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا۔ پس یہ ڈرنے کا مقام ہے۔ خداتعالیٰ کسی مؤمن کی بلعم کی طرح بدعاقبت نہ کرے۔ الٰہی تو اس امت کو فتنوں سے بچا اور یہودیوں کی نظیریں ان سے دور رکھ۔ آمین ثم آمین!‘‘ (ضرورۃ الامام ص۶، خزائن ج۱۳ ص۴۷۶)

جواب...... واقعی خود بینی اور تعصب یعنی ’’انا خیر منه‘‘ وہیچو ما دیگرے نیست کہنا عام مخلوق الٰہی اور امت خیر البریہ ﷺ کو بنظر توہین وتحقیر دیکھنا اپنی فضیلت وبزرگی ہر پہلو سے ثابت وقائم کرنے کی تدابیر میں مصروف رہنا بےضرورت منصوبہ جات ناجائز وحیلہ والہ کر کے اپنے اقوال کی تصدیق کرنا یا فتویٰ حاصل کرنے اور قرآن مجید واحادیث شریفہ کی عبارت کے معنے وتفسیر میں ’’یحرفون الکلم عن مواضعه‘‘ (بدل ڈالتے ہیں کلموں کو اپنی جگہوں سے) کے مصداقوں کی طرح اپنی طرف سے اپنے مفید مطلب کمی زیادتی کرتی وغیرہ یہ سب بےشک ایسے امراض ہیں جن سے انسان سیہ دل ہوکر ہلاک اور آخر بصورت منیب وتائب نہ ہونے کے خود بدعاقست ہوجاتا ہے۔ حافظ حقیقی ومالک تحقیقی اپنے فضل وکرم سے اس امت کو اپنے حفظ وآمان میں رکھے اور ہم عاجز بندوں کو بموجب مقولہ ؎

ہر کسے ناصح برائے دیگران
ناصح خودکم بود اندر جہاں

ہمارے اپنے عیوب اور اغلاط وزلات پر بصیرت واطلاع بخش کر ان سے تائب ہونے وپرہیز کی توفیق بخشی ؎

یا غیاث المستغیثین اھدنا
لا افتخار بالعلوم والغنا
لا تزغ قلبا ھدیت بالکرم
واصرف السوء الذی خط القلم

(اے فریاد طلب کرنے والوں کے فریادرس ہم کو ہدایت کر علوم اور غنا سے کوئی فخر نہیں ان دلوں کو جو کہ تیری بخشش سے ہدایت یاب ہوئے ہیں۔ کج نہ کر اور اس برائے کو جو کہ قلم کے لکھی ہے محو فرما)

۲...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ’’جب کہ وہ نبی موعود اس پر خدا کا اسلام ظاہر ہوگیا۔ تب خود بینی اور تعصب نے اکثر راہبوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے دل سیاہ ہوگئے۔‘‘ لیکن اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتا ہے: ’’لتجدنّ اشدّ الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصٰرٰی ذلک بان منھم قسیسین ورھباناً وانھم لا یستکبرون واذا سمعوا ما انزل الی الرسول ترٰی اعینھم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا اٰمنا فاکتبنا مع الشھدین وما لنا لا نؤمن باللہ وما جاء نا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین فاثابھم اللہ بما قالوا جنّٰتٍ تجری من تحتھا الانھٰر خالدین فیھا وذلک جزاء المحسنین‘‘ (مومنوں کے ساتھ دشمنی کرنے میں سب لوگوں سے زیادہ یہود اور مشرکوں کو تو پاوے گا اور مؤمنوں کے ساتھ دوستی میں زیادہ قریب ان لوگوں کو پاوے گا جنہوں نے کہا ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں علماء اور رہبان گوشہ نشین ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے اور جب وہ چیز جو رسول کی طرف اتاری گئی ہے سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں کو دیکھتا ہے کہ حق کے پہچاننے سے آنسو بہاتے ہیں۔ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لائے ہیں۔ پس ہم کو شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ اور ہم اللہ اور اس کے ساتھ جو ہمارے پاس آیا ہے کیونکر ایمان لاویں۔ حالانکہ ہم طمع کرتے ہیں کہ اللہ ہم کو قوم صالح میں داخل کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کہنے کے عوض بہشت بدلہ دیا۔ جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بدلہ ہے نیکوکاروں کا) مدعا یہ کہ مرزا قادیانی راہبوں کو خود بین متعصب سیاہ دل بناتے ہیں اور اللہ پاک ان کو بہت قریب از روئے محبت مؤمنین سے قسیسین ورہبان غیر متکبر حق منکر و پہچان کر رونے والے ایمان کا اقرار کرنے والے قول صالحین میں داخل ہونے کی آرزو کرنے والے اور پھر ان کو ثواب جنت جزاء المحسنین دینا فرماتا ہے۔ دیکھئے کس قدر فرق پڑ گیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ تو نصاریٰ کی جس مذہب پر ہماری موجودہ گورنمنٹ ہے۔ قرآن مجید میں اس قدر تعریف فرماوے اور مرزا قادیانی ان کو سرکش منکر مغضوب علیہ یہود سے نسبت دین جو مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں۔ جیسے قرآنی الفاظ ’’لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود‘‘ میں صریح ارشاد ہے۔

۳...... اسلام میں تو جو آئے گا ضرور سعادت سے حصہ لے گا۔ لیکن اسلام کے معنے کیا کرتے ہیں۔ گردن نہادن، فرمانبردار ہونا احکام کو قبول کرنا اور مرزاقادیانی نے بھی گو اور طرح سے حقائق معارف سے رنگین کر کے معنے کئے ہیں۔ لیکن مقصود ومطلب میں کچھ ایسا فرق نہیں۔ لیکن مشکل تو یہ امر ہے کہ جس شخص کو دوسرے تمام مخلوق کو اپنا فرمانبردار بنانا اور سب کی گردنیں اپنے حکم کے آگے جھکوانا اور سب کے نفس کا معہ لوازم مالک بننا منظور اور مدنظر ہو وہ اپنی گردن کیونکر جھکائے گا اور اسلام کو گو زبان سے اچھا کہے۔ اس کی فرمانبرداری کیونکر قبول کرے گا اور یہ ہی سخت ڈرنے کا اور خوف کا مقام ہے اور اسی واسطے اخیر پر عاجز مرزاقادیانی کی دعا پر بھی آمین ثم آمین کہتا ہے۔

۴...... مرزاقادیانی نے اوّل تو فرمایا کہ الہامی انوار وبرکات مکاشفات منامات وغیرہ امام الزمان کے انوار کا انعقاس ہوتا ہے۔ پھر اس قول کی پرواہ نہ کر کے ان ظلمانی متمرو سرکش ونافرمان مخالف ومقابل انبیاء یہود کو جو زمانہ امام الزمان سے بہت دورتر پیدا ہوئے تھے ان کو صاحب الہام مکاشفات ونورانیت بنایا۔ اب یہاں آن کر پھر اس کے برعکس تحریر کر دیا کہ سید الاولین والآخرین ﷺ برحق امام الزمان کے بابرکت ونورانی عہد کے وقت راہب ہلاک اور سیاہ دل ہوگئے۔ گویا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد زمانہ فترۃ میں تو الہامات مکاشفات نورانیت بہت رہے اور جب آفتاب صداقت ونورانیت طلوع ہوا تو الہامات بند ہوکر وہ ملہمین مردود ومغضوب علیہم ہوگئے۔ سبحان اللہ! مرزاقادیانی کسی جگہ قرار واستقامت تو فرماویں۔ ہر بات پر حاشیہ نشینان واہ واہ کرنے والے موجود ہیں۔ لہٰذا مرزاقادیانی کو ان اختلافات انقلابات کی پراہ نہیں ہے اور روحانیت کے مذاق کی کمی کے سبب ان پر نظر پڑتی۔

۵...... دیکھئے خلاف منشاء کلام رب عزیز قرآن مجید وشریعت اسلامی اپنی طرف سے منگھڑت قاعدہ تراشنے میں بموجب حکم والہام عاجز ''ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً'' (اور اگر یہ غیراللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف بہت پاتے) کے انسان کہاں کا کہاں ٹکریں مارتا پھرتا اور کیسی حیرانی واختلافات میں سرگشتہ وسرگردان ہوتا ہے۔ مرزاقادیانی ومریدین اس پر بہت توجہ وغور فرماویں۔

فصل نمبر:۱۹...... ''اب ایک ضروری سوال یہ ہے کہ امام الزمان کس کو کہتے ہیں اور اس کی علامات کیا ہیں اور اس کو دوسرے ملہمین اور خواب بینوں اور اہل کشف پر ترجیح کیا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام الزمان اس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی روحانی تربیت کا خداتعالیٰ متولی ہوکر اس کی فطرت میں ایک ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہان کے معقولیوں اور

فلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے۔ وہ ہر ایک قسم کی دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے۔ اس لئے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔'' (ضرورۃ الامام ص۶، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷)

جواب...... اگرچہ اس سوال کا مختصر اور مرزا قادیانی کے پسند خاطر تو اسی قدر جواب تھا جو انہوں نے (ص۲۴، خزائن ج۱۳ ص۴۹۵) میں بقلم جلی تحریر فرمایا ہے کہ: ''امام الزمان میں ہوں۔'' لیکن مرزا قادیانی نے اسی پر بس نہیں فرمائی اور انصاف یہ ہے کہ حالات ہی ایسے ہیں جن سے مرزا قادیانی معذور ہیں۔ یعنی حاشیہ نشینان فدائیان ہی ایسے مل گئے ہیں کہ یا تو ''ماھٰذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون'' (کیا ہیں یہ مورتیں کہ تم واسطے ان کے اعتکاف کرنے والے ہو) کی طرح سرنگوں ویا تاثیر ادویات مقویات ومعجونات واشغال اطعمہ واشربہ گوناگوں کی طاقت سے داؤ دینے اور لوٹ پوٹ ہو کر ''اہاہا کیا عرفان اور معرفت کے سمندر پلٹ دیئے۔'' کہنے کو حاضر وموجود ہیں۔ جس کا نمونہ کسی اہل اللہ وربانی کی مجلس میں نہ دیکھا نہ سنا۔

۲...... اور اس پر مرزا قادیانی کو فرصت کثیر عمر بھر کی عادت تحریر طبیعت میں بحث مباحثہ کا مذاق خود بدولت سخن آرائی کے مشتاق مضامین کی آمد قلم ہاتھ میں غرض سب سامان موجود۔ پس جو پسند خاطر ہوا بلا تأمل تحریر فرمادیا۔ کون مانع ومزاحم ہوسکتا ہے اور انہی اسباب کی وجہ سے مرزا قادیانی نے علامات امام الزمان وعلامات الہام میں بہت کچھ خامہ فرسائی فرمائی ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ ''ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید'' (نہیں بولتا کوئی بات مگر اس کے پاس ہے نگہبان تیار) کے ارشاد کو ایسے اہم وضروری امور میں مدنظر رکھتے بالتخصیص بدعوے سپہ سالاری افواج محمدیہ ﷺ۔

۳...... کیونکہ یہ اسلامی (محمدی) فوج کچھ بے آئینی وبے قانونی وخودسر ہرگز نہیں۔ عام ہو یا خاص سپاہی ہو یا افسر سپہ سالار، رعیت ہو خواہ حاکم خودمختار، آقا ہو یا غلام۔ غرض ہر ایک کے لئے اس کے ہر ایک امر دینی ودنیوی معاد ومعاش کے واسطے ایسا کامل وغیر مبدل پاک قانون موجود ہے جس ضوابط وقوانین شارع علیہ السلام کے وقت سے مقرر ومنضبط ہو چکے ہیں اور چونکہ وہ دستور العمل قوانین الٰہی ربانی ہیں۔ لہٰذا تغیر وتبدل نسخ وترمیم کو ان میں دخل وگنجائش نہیں اور تیرہ سو برس سے زیادہ کا تجربہ اس پر شاہد ہے کہ اس عالی شان بابرکت محکم قانون کی پیروی وپابندی مثمر حسنات کونین اور اس سے انحراف وروگردانی منتج سیئات دارین یعنی خسر الدنیا والآخرۃ ہے۔ لہٰذا

لازم تھا کہ جو کچھ ہدایت وبہتری اسلام واسلامیان کے نام سے خواہ اوصاف امام خواہ شرائط الہام کچھ ہی ہوتا اگر تحریر فرماتے تو ان کو سنداً مرفوعاً انہیں ضوابط وقوانین کی قید وحوالہ سے تحریر فرماتے۔ کیونکہ یہاں مطلق العنان نہیں چل سکتی اور ہر ایک متنفس مطیعان ومتبعان آنحضرت ﷺ سے مجاز ہے اور حق رکھتا ہے کہ بہ حکم ’’**فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی اللہ والرسول**‘‘ (پس اگر تم کسی شئ میں تنازع کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو) کے طالب دلیل وسند اس قانون الٰہی کا ہو۔

۴...... پس اگر یہ اوصاف امام وشرائط الہام وغیرہ اس پاک قانون میں درج ہیں اور اس ہادی وافسر سراپا صدق واعتبار وسپہ سالار فوج عزیز الغفار ﷺ سے مروی ومنقول ہیں تو کسی کا کیا مقدور کہ امنا وصدقنا نہ کہے اور سر تسلیم خم نہ کرے۔ ورنہ یہ سب بے سند وبے دلیل خانہ ساز، منگھڑت خودتراشیدہ باتیں مردود ومطرود ہیں اور ہرگز اس آئینی فوج کے لائق التفات نہیں۔ کیونکہ بحکم خداوندی جل جلالہ ’’**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً**‘‘ (آج کے دن میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام تمہارے لئے دین پسند کیا) کے دین اسلام اپنے سب اصولوں وفروعات میں کامل وپورا ہو چکا ہے۔ کون سی صداقت وکون سا امر دینی ودنیوی ہے جو اس پاک وکامل اسلامی قانون میں درج نہیں۔ شقی ازلی وبدبخت لم یزلی ہے۔ وہ شخص جو اس کو کامل واکمل نہ مانے یا اپنی خودساختہ تشریحات ودلائل کا اس کو محتاج جانے **اعاذنا اللہ منہا**۔

۵...... مرزاقادیانی نے علامات امام الزمان میں فرمایا ہے کہ اس کی روحانی تربیت کا خداتعالیٰ متولی ہوکر اس کی فطرت میں امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے۔ بجواب اوّل بھی عرض ہو چکا ہے کہ امر ہدایت سہل وآسان وسریع الفہم ہونا ضروری ہے تاکہ عام وخاص اس کو سمجھ کر فائدہ اٹھاسکیں۔ لیکن مرزاقادیانی کی طبیعت عادت مستمرہ کے باعث دقائق کو نہیں چھوڑ سکتی۔ گو وہ عام بیچاروں کے واسطے چیستان ہو جاویں۔ سو اب سوال یہ ہے کہ دوسرے بندگان کی تربیت کا کون متولی ہوتا ہے۔ کیا سوائے رب العالمین، خالق ومالک کے کوئی اور ہے جو کسی کی ربوبیت کرے اور تربیت کا متولی ہو؟ جواب یہی ہوگا کہ نہیں تو پھر فرماویں کہ اس میں امام الزمان کی کیا خصوصیت ہوئی؟

۶...... اور اگر مرزاقادیانی کی مراد واشارہ اس تربیت کی طرف ہے جس کا ذکر جناب پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فتوح الغیب کے ص۲۳۲ میں فرمایا ہے جو اکثر مرزاقادیانی کے

مطالعہ میں ہوتی تھی تو ان کی دوسری عبارت کی طرف بھی نظر فرمانی چاہئے۔

جناب پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک کی چوتھی حالت میں وہ ایسا ہوتا ہے۔

’’**فهو العبد الذی کفت یده من جلب مصالحه ومنافعه وعن ردمضاره ومفاسده کالطفل الرضیع مع الظئرة والمیت الغسیل مع الغاسل فیتولی بدالقدر تربیته من غیران یکون له اختیار وتدبیر فان عن جمیع ذلک لاحالولا مقام ولا ارادة بل اقیام مع القدر ناره یبسطه واخری یقبضه وتارة یغنی وتارة یفقر ولا بختار ولا یتمنی زوال ذلک وتغیره بل الرضی الدائم والموافقة الا بدیة فهو اخرما ینتهی الیه احوال الاولیاء والابداله انتهی**‘‘ (پس وہ ایسا بندہ ہے کہ اپنی بہتری اور نفع کی چیزوں کے لینے اور ضرر دینے والی اور فساد ڈالنے والے چیزوں کے روکنے سے اس کے ہاتھ بند ہوتے ہیں۔ جیسا کہ لڑکا شیر خوار گو د دایہ کے ہاتھ یا میت غسل والی نہلانے والے کے ہاتھ ہوتی ہے۔ پس تقدیر کا ہاتھ اس کی تربیت کا متولی ہو جاتا ہے۔ سوا اس کے کہ اس میں اس کا کچھ اختیار اور تدبیر ہو فانی ہوتا ہے۔ ان تمام سے نہ حال ہوتا ہے اور نہ مقام نہ ارادہ بلکہ اس کا قیام تقدیر کے ساتھ ہوتا ہے جو کبھی اس کو کھولتی ہے اور کبھی اس کو بند کرتی ہے۔ کبھی اس کو غنی کرتی ہے اور کبھی محتاج کرتی ہے اور وہ اس کے زوال اور تغیر کو پسند اور خواہش نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ کی رضا اور ابدی موافقت کو چاہتا ہے اور یا خیر درجہ ہے۔ جس کی طرف اولیاء اور ابدال کے احوال کا انتہی ہے)

۷...... اب مرزا قادیانی حالات خود بدولت تدابیر حصول فتویٰ امرتسر انصرام مقدمہ گورداسپور تحاریر وخطوط خود لکھ کر مخالفوں کو دوسروں کے نام سے بھجوانے جیسا کہ خود عاجز ورفیق سے بھی کئی مرتبہ کہا کہ ہم مسودہ لکھ دیتے ہیں۔ تم اپنے نام سے مولوی محمد حسین کو بھیج دینا مطبع خاص اپنا اور کلیتاً اپنے کام کے واسطے لیکن دکھلانے کو نام حکیم فضل دین صاحب کا دینوی عزت کا خطاب حاصل کرنے کے لئے جو برسوں سے سعی وکوشش کر رہے ہیں اور تدابیر جلسہ جوبلی جلسہ طاعون کر کے تحریریں بھیج رہے ہیں۔ کبھی تبلیغ، تحفہ قیصریہ، کشف الغطاء، نالہ درد، خلاصۃ البلاغ، راز حقیقت، ستارہ قیصریہ انگریزی ترجمہ کرا کر قیمتی جلدیں بند ہوا کر ولایت روانہ فرمارہے ہیں اور ان کے شکریہ کی امید پر الہامات ’’قیصر ہند کی طرف سے شکریہ‘‘ ’’ایک عزت کا خطاب‘‘ ’’لک خطاب العزت‘‘ ’’ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔ وغیرہ۔ مشتہر فرمارہے ہیں اور چونکہ یہ سب کاروائی مرزا قادیانی بہت احتیاط سے کرتے ہیں اور عام لوگوں کو اس کی خبر نہیں۔ لہٰذا خود بدولت تجاہل عارفانہ کر کے اشتہار ۲۲/اکتوبر ۱۸۹۹ء واخبار الحکم مورخہ ۳۱/اکتوبر ۱۸۹۹ء میں

فرماتے ہیں کہ: ’’ایک اور دوسرا الہام متشابہات میں سے ہے جو ۲۴/اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا۔ وہ یہ ہے کہ ’’قیصر ہند کی طرف سے شکریہ‘‘ اب یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے۔ کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں۔ میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہامات متشابہات میں سے ہوتے ہیں جب تک خود خدا ان کی حقیقت ظاہر نہ کرے۔‘‘

۸...... بظاہر یہ سب کچھ اس واسطے اور اس خیال پر معلوم ہوتا ہے کہ ہم (مرزا قادیانی) جو برسوں سے اپنے والد اور بھائی کی خدمت بھر سانی پچاس[۱] سواران بایام غدر جتلا رہے ہیں اور اپنی انیس برس کی خدمات پیش کر کے احسان جتلا رہے ہیں جن کی معمولی شکریہ کے الفاظ میں رسید آنے کی امید و کچھ خیر ہے۔ سو جس وقت وہ آ گیا تو لوگ جو اس ہماری محنت ومشقت وسعی کے واقف نہیں ہیں۔ ان پر ہمارے الہامات کا صدق ثابت ہو جاوے گا اور وہ ہم کو مان جائیں گے۔ لیکن صدق اور راستی تو اس میں تھی کہ یہی امر ظاہر کھلے کھلے صاف بیان کیا جاتا کہ ہم محنت وسعی کر رہے ہیں اور ہم کو شکریہ اور خطاب کی امید ہے۔ اگرچہ اس پر یہ اعتراض تو پھر بھی قائم رہتا کہ ابتداء اسلام سے کوئی امام مجدد مہدی نائب رسول اللہ ﷺ ایسا بھی ہوا ہے جس کی یہ کارروائی ہو اور دنیوی چندروزہ خطابوں اور عزتوں کے واسطے اس نے ایسی مشقت وجان کاہی کی ہو۔ وغیرہ!

۹...... اب ان سب کو حالات مذکورہ بالا جناب پیر جیلی سے مقابلہ فرماویں۔ اگر وہ حالات خود بدولت ایسے ہی ثابت ہوں یعنی وہ بندہ ایسا ہو جاتا ہے جیسا طفل شیر خوار گود دایہ میں یا میت غاسل کے ہاتھ میں نہ اس کا کچھ اختیار وتدبیر ہوتی ہے۔ بلکہ ان سب سے فانی نہ اس کا کچھ حال نہ مقام نہ ارادہ بلکہ شاکر بتقدیر جو کبھی اس کو بسط وکبھی قبض کرتی کبھی غنی کبھی فقیر کرتی ہے اور وہ کچھ اختیار نہیں کرتا اور نہ آرزوئے زوال وتغیر حالت کی کرتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ راضی وموافق اپنے مولیٰ کی تقدیر کے رہتا ہے اور یہ اخیر درجہ احوال اولیاء وابدال کا ہے۔ انتہی!

اور چونکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تو اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کے حالات تو اور بھی زیادہ ارفع واولیٰ ہونے چاہئیں۔ پس اگر یہ ثابت ہو جاوے تو بے شک

[۱] اس امر کی تردید میں (کلمہ فضل رحمانی ص۲۵) میں بحوالہ تحفہ مرزائیہ درج ہے کہ مرزا غلام مرتضیٰ نے بعہد سکھان تلاش معاش میں کوئی دوسرا روزگار نہ ملنے پر جمعدار محمد بخش ککے زئی دھرم کوٹی کے فرزندان کی تعلیم پر بمشاہرہ پانچ روپیہ ونان نفقہ کے چند مدت گذاری۔ بعہد سرکار انگریزی ڈپٹی گوپال سہا نے ملکیت اراضی قاضیاں مغل ان کے نام کر دی۔ بایام غدر اپنے پاس سے ایک سوار بھی نوکر رکھ کر مدد سرکار میں نہیں دیا اور اس وقت ان کے پاس فقط ایک گھوڑی چھوٹی سی سرخی اپنے زیر سواری تھی۔

مرزا قادیانی اس تربیت کا ذکر کریں۔ ورنہ بغیر حالت کے خالی نام وقال سے کیا فائدہ اور نیز جناب پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان اقوال کی طرف بھی توجہ فرماویں۔ ’’کیف یخرق لک العوائد وانت ما خرقت من نفسک العوائد وطالب الحظ لیس بصادق فی محبتہ ولایتہ فمن اختار مع اللہ غیرہ فھو کذاب‘‘ (کس طرح علیحدہ ہوں تجھ سے روکاوٹیں درآنحالیکہ تو نہیں دور کرتا اپنے نفس سے رکاوٹوں کو خط کا طالب محبت الٰہی اور اپنی ولایت میں سچا نہیں اور جو شخص اللہ کے سوا اس کے غیر کو اختیار کرے وہ بڑا جھوٹا ہے)

۱۰...... فطرت میں امامت کی روشنی رکھنا۔ سو اس کو وہی جانے وقبول کرے جو اندرونی روشنی وشمع کو دیکھے یا معلوم کر سکے۔ ہاں! صوفیا وفقرا جن میں اس حس وبصیرت وکشف وغیرہ کا چرچا ودعویٰ ہے وہ تو قریباً کل کے کل مرزا قادیانی کے حالات ادعائیہ سے سخت متنفر ومنکر ہیں اور ثقہ ومعتمد فقراء اہل کشف جن کے کشف کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے وہ تو یہی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہاں کچھ بھی روشنی ونورانیت نہیں خالی۔ بانگ دہل ودعویٰ ہے اور یہی سبب ہے کہ ایسے اہل باطن وکشف میں سے آج تک کوئی بھی مرزا قادیانی سے مانوس ومتفق نہیں ہوا اور ایسا ہی ملہمین کا حال ہے۔

۱۱...... دوسرے اکثر ناخواندہ وکم علم اور فقراء اہل اللہ کے حالات سے ناواقف عام وغیرہ کے قبول ورجوع کا کچھ اعتبار اعتماد نہیں۔ کیونکہ وہ تو ہر ایک نئی چیز کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ دیکھئے۔ چیت رام کی جماعت جو صلیبی شکل لاٹھی پر قرآن مجید لٹکائے داڑھی مونچھ صفا مانگتے پھرتے ہیں اور اسی طرح کھیڑا والوں کا مجمع جو مالیر کوٹلہ وغیرہ کے گردونواح میں اکثر خاکروبوں کا ہے اور مرزا قادیانی کو بابا مرزا کہہ کر ادب کرتے ہیں۔ ایسا ہی دوسری تکالیف شرعیہ سے بھاگنے والوں چار آبرو کی صفائی ودیگر فسق وفجور ومحرمات شرعیہ میں منہمک رہنے والوں کا حال ہے اور ایسا ہی بعض کچھ پڑھے لکھے ذائقہ ولذت اسلامی سے ناواقف عجز وانکسار وعبودیت پر بباعث نیچریت وفلسفہ مضحکہ اڑانے والے صرف زبانی خشک وخالی تقریروں کے دلدادہ جو ذرا سی زبانی تعریف قرآن مجید واسلام کو سن کر بمقابلہ اپنے معلومات وبے مذاقی کے غنیمت جاننے والے ہیں۔ وہ بیچارے بھی ناواقفوں ہی میں داخل ہیں۔ پس ایسوں کا دیکھا دیکھی مان لینے اور اعتقاد کر لینے اور ہاں میں ہاں ملانے کا کیا اعتبار اور کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

۱۲...... وہ سارے جہان کے معقولیت وفلسفیوں سے ہر ایک رنگ میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے جواب مباحث تو بہت ہیں اور ہر ایک مباحثہ کر سکتا ہے۔ ہاں! خصم کو مغلوب کر

کے منوالینا کچھ کام ہے۔ لیکن جو کچھ مرزا قادیانی کے مباحثات کا اب تک نتیجہ ہوا وہ بظاہر تو یہی ہے کہ مخالفین اسلام تو اوّل بھی مخالف ہی تھے۔ لیکن مرزا قادیانی نے نمک مرچ لگا کر ان کی اور ان کے معبودوں کی خبر لینے سے ان کو اسلام وہادی اسلام کے مقابلہ میں سب وشتم کرنے، سخت وسست کہنے ولکھنے کا حوصلہ بڑھا دیا وموقع دیا متبعان ومعتقدان اسلام میں سے جن کے ساتھ مرزا قادیانی کا باوجود طرح دینے وٹالنے کے مباحثہ ہوا ان کا حال بھی ظاہر ہے۔ ان کا مغلوب ہونا تو کہاں انہوں نے جو کتب وغیرہ مرزا قادیانی کے مخالف لکھی ہیں ان کا مرزا قادیانی کبھی جواب نہیں دیتے اور کئی مولوی صاحبان مثل مولوی عبدالحق ومولوی عبدالمجید دہلوی وغیرہ ایسے ہیں جن کے اصرار وملتجی ہونے پر بھی مرزا قادیانی نے ان سے گفتگو کرنی منظور نہیں کی۔ ہاں! سارے جہاں کے معقولیوں وفلسفیوں میں سے ایک مولوی حکیم نورالدین تو بے شک مرزا قادیانی کے مغلوب یا ہم مذاقی کی وجہ سے مسخر ہوئے ہیں۔ سو عاجز دعا کرتا ہے کہ اللہ پاک ان کا ہادی ہو کر ان کی دستگیری فرماوے۔ آمین!

۱۳...... دقیق در دقیق اعتراضات کا خداتعالیٰ سے قوت پا کر عمدگی سے جواب دیتا ہے۔ جو اب ہر ایک انسان چرند وپرند بلکہ ذرہ ذرہ اسی مبدء فیوض دواہب العطیات سے قوت پاتا ہے۔ اس میں بھی امام الزمان کی کچھ خصوصیت نہیں اور مرزا قادیانی کے عمدگی سے جواب دینے کا بظاہر تو یہی ثمرہ ہوا ہے کہ بعد مباحثہ امرتسر مرزا قادیانی کے مرتدین میں سے دو کس کی تو خبر ہے کہ مرتد ہو کر دوسری طرف جاملے۔ ’’انا للّٰہ وانا الیہ راجعون‘‘ (بے شک ہم اللہ کے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں)

۱۴...... اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے۔ جواب یہ اصلاح کا سامان بھی ایسا عمدہ ہوا ہے کہ باستثناء مریدین مرزا قادیانی دوسرے جملہ مولویان وعالمان وفقرائے سجادہ نشینان وغیرہ غرض قریباً کل اہل اسلام سے مشتامشتی جنگ ومخالفت ہے۔ جب اوّل سامان اصلاح میں یہ حالت ہے تو دیکھئے خود اصلاح کیا کرشمہ ظاہر کرتی ہے۔ ’’اللھم انی اعوذبک بوجھک الکریم وباسمک العظیم وبکلماتک التامۃ من شر ما انت اخذ بناصیتھا انک انت الغفور الرحیم‘‘ (اے اللہ تحقیق میں تیری بزرگ ذات اورنام عظیم اور کلمے تامہ کے ساتھ اس شئے کے شر سے جس کی پیشانی کو تو پکڑنے والا ہے پناہ مانگتا ہوں۔ تحقیق تو بخشنے والا ہے مہربان) حافظ حقیقی اپنی کل مخلوق خصوصاً امت محمد ﷺ کو ایسی اصلاح سے جو سراسر منتج الشر والفتن ہو مفوظ ومامون رکھے۔ آمین ثم آمین!

۱۵...... مسافر خانہ کے جواب میں عرض ہے کہ ہادی جن وانس ﷺ نے مسافر خانہ کیا بلکہ فرمایا:''الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر ○ اذا رأیت اللّٰہ عزوجل یعطی العبد من الدنیا علیٰ معاصیه ما یحب فانما هوا ستدراج ثم تلیٰ رسول اللّٰہ ﷺ فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیٔ حتّٰی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتةً فاذاهم مبلسون ''(دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہےاور کافر کے واسطے بہشت ہے۔ جب تو دیکھے کہ اللہ تعالیٰ آدمی کو باوجود اس کے نافرمانیوں کے دنیا میں سے وہ چیزیں جو کہ وہ پسند کرتا ہے دیتا ہے تو یہ اس کے لئے استدراج ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ پس جب وہ اس شئے کو کہ اس کے ساتھ نصیحت کئے گئے تھے، بھول گئے تو ان پر وارد ہر شئے کے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ وہ اس شئے سے کہ دیئے گئے خوش ہوگئے تو ہم نے ان کو ناگہان پکڑ لیا۔ پس اس وقتمیں وہ ناامید ہوگئے) اس پر غور کریں:''وعن انس انه مشی الیٰ النبی ﷺ بخبز شعیروا هالة سخنة ولقد رهن النبی ﷺ ذرعاله بالمدینة عند یهودی واخذ منه شعیر الا هله ولقد سمعة یقول ما امسی عند اٰل محمد صاع برولاصاع حب وان عنده لتسمع نسوة (بخاری) ''(انس سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی طرف تھے۔ جو کی روٹی اور باسی سالن یعنی شوربا لے کر گیا اور اس وقت نبی ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس مدینہ میں گروتھی اور آپ نے اس سے اپنے اہل کے لئے غلہ جو لیا تھا اور میں نے ان سے سنا کہ فرماتے کہ آل محمد ﷺ کے پاس نہ صاع گیہوں کی ہے اور نہ کسی اور دانہ کی اور اس وقت آپ کی نو بیویں تھیں) ''وعن انس ان رسول اللّٰہ ﷺ کان لا یدخر شیئا لغدٍ ''(انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی شئے روز افروا کے واسطے نہ رکھتے)''عن سهل بن سعد ؓ قال مارای رسول اللّٰہ ﷺ النقی من حین انبعثه اللّٰہ تعالیٰ حتے قبضه اللّٰہ تعالیٰ ''(سہل بن سعد سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے مبعوث ہونے کے زمانہ سے لے کر اخیر وقت تک سیدہ نہیں دیکھا) ''عن عروة عن عائشة ؓ انها کانت تقول واللّٰہ یابن اختی ان کنا ننظر الیٰ الهلال ثم الهلال ثلثة فے شهرین وما اوقد فی ابیات رسول اللّٰہ ﷺ نار قلت یا خالت فما کان یعیشکم قالت الاسود ان التمر والماء ''(عروہ سے روایت ہے وہ عائشہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتی تھیں۔ مجھے اللہ کی قسم ہے اے میری بہن کے فرزند ہم ایک چاند پھر دوسرا چاند اسی طرح تین چاند دو مہینے میں دیکھتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ نہ جلتی۔ میں نے کہا اے میری خالہ کس چیز پر تمہاری گذران تھی۔ کہا اسودان یعنی کھجور

اور پانی پر) ’’عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت ما شبع اٰل محمد من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ ﷺ‘‘ (عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ محمد ﷺ کی آل دو دن پے درپے رسول اللہ ﷺ کی وفات تک جو کی روٹی سے سیر نہیں ہوئے) یہ تو کھانے کا حال تھا اور استراحت کے بارہ میں جب جسد مطہر ومبارک پر بوریا کے نقش دیکھ کر فرش بچھانے کی اجازت مانگی گئی تو فرمایا: ’’وما لی والدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرة ثم راح وترکها عرض علی ربی لیجعل بطحاء مکة ذهبا فقلب لا یارب ولٰکن اشبع یوما واجوع یوما فاذا جعت تضرعت الیک وذکرتک واذا شبعت حمدتک وشکرتک‘‘ (مجھے دنیا سے کیا تعلق ہے۔ میں تو دنیا میں اس سوار کی طرح ہوں جو درخت سے سایہ پکڑتا ہے اور اس کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ میرے رب مجھ پر پیش کیا کہ مکہ کا بطحا (میدان) سونا کردے۔ میں نے کہا مجھے اے رب یہ منظور نہیں۔ لیکن میں ایک دن سیر ہوں اور ایک دن بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی کروں اور جب سیر ہوں تو تیرا حمد اور شکر کروں) غرضیکہ آنحضرت ﷺ نے باوجود موجودگی زبردست وعالی شان سلطنت کے جس طرح اس دار ناپائیدار میں گذران کی اور جو جائیداد دنیا میں چھوڑ گئے سب کو اظہر من الشمس ہے۔ ’’عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال اخرجت لنا عائشة رضی اللہ عنہا کساء وازارا قالت قبض رسول اللہ ﷺ فی هذین‘‘ (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہم کو ایک چادر اور ایک تہ بند نکال کر دکھلایا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان میں جان بحق ہوئے) ’’عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت توفی رسول اللہ ﷺ ودرعه مرهونة عند یهودی فی ثلثین صاعا من شعیر‘‘ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بوقت رحلت رسول اللہ ﷺ کے ذرع ایک یہودی کے پاس بعوض تیس صاع جو کے رہن تھی) یہ دین ودنیا کی سلطنت اور یہ گذران اور دنیا سے رخصت کے وقت یہ جائیداد، سبحان اللہ کوئی ایسی نظیر پیش کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں اور ایسا ہی حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ ’’عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال انی لاول العرب رمی بسهم فی سبیل اللہ ولقد کنا نغز وامع رسول اللہ ﷺ مالنا طعام الاورق الحبلة وهذا السمر حتی ان کان احدنا لیضع کما یضع الشاة ماله خلط‘‘ (سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہا کہ میں عرب سے پہلا شخص ہوں کہ جس نے اللہ کے راستہ میں تیر چلایا اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں جاتے تھے اور ہمارا طعام درختوں کے پتے اور کیکر ہوتا۔ یہاں تک کہ ہمارا ساتھی بکری کی طرح مینگنیں کرتا جو آدمی کے پاخانہ کی طرح ملا ہوا نہ ہوتا) ’’وعن

ابن عمر ؓ قال کنا جلوسا مع رسول اللہ ﷺ فقال رسول اللہ ﷺ من یعوده (سعلین عیادة) منکم فقام وقمنا مع ونحن بضعة عشر وما علینا نعال ولا حقاف ولا قلانس ولا قمص نمشی فی تلک السباخ حتّٰی جئناه ’’(اور ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ پس فرمایا تم میں سے کون اس یعنی سعد بن عبادہ کی عیادت کرنے جاتا ہے۔ پس آپ کھڑے ہوئے اور ہم بھی اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ہم کچھ اور پر دس آدمی تھے اور ہمارے پاؤں میں نہ پاپوش تھی اور نہ موزے اور نہ ٹوپیاں اور نہ کرتے ہم اس شورزمین میں چل کر آئے۔ یہاں تک کہ سعد بن عبادہ کے پاس داخل ہوئے آخر تک) وغیرہ۔ یہ عاشقان الٰہی کے حال ہیں۔ غرض دنیا کو مسافر خانہ کہنا تو انہیں کو زیبا تھا جو مسافر خانہ جان کر مسافروں والا گذارہ کرتے تھے۔ لیکن دوسرے اہل ودل۔

عاشق تصویر ووہم خویشتن
کے بود چون عاشقان ذوالمنن

کی مصداق کس منہ وزبان سے مسافر خانہ کہہ سکتے ہیں جو دن رات کیوڑہ، بید مشک، ہوائی پانی، برف، خس ٹٹی، مرغی، انڈا، مشک، پلاؤ، زردہ، پشمینہ قالین، لحاف وغیرہ میں منہمک مستغرق ہیں اور ہزار ہا روپیہ کی جائیداد وزیور رکھتے ہیں اور طول امل کا یہ حال ہے کہ تیس تیس برس کے واسطے رہن جائیداد کا معاہدہ ہوتا ہے۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

۱۶...... اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں پڑتا۔ جواب اس بارہ میں مرزا قادیانی کی الہامی پیش گوئیاں ومیعاد مقررہ وتفہیم مشہورہ مندرجہ باب اوّل کی نسبت جو کچھ ظہور میں آیا وہی بہت ہے۔ زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہاں! ان واقعات پر مرزا قادیانی کا حوصلہ ہٹ وایستادگی بے شک قابل داد ہیں۔

فصل نمبر:۲۰...... ’’وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۶، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷)

جواب...... سپہ سالاری کے فرائض منصبی بھی ایسی عمدگی سے ادا ہوئے ہیں کہ سوائے چند سپاہیان خانہ بدوشان حاضر باشان خدمت والا کی دوسری کل فوج ناراض متنفر بلکہ برسر مقابلہ حالانکہ اکثر ان میں ذاکرین دعا گو بے شر بقول مرزا قادیانی واستخارہ کنان کہ اللہ عزوجل ان کو اس سپہ سالار کی طرف اگر وہ واقعات منجانب اللہ ہی راغب ومائل کرے۔ لیکن تقدیر الٰہی ولیاقت وسلوک

مرزا قادیانی سے یوماً فیوماً مخالفت ہی بڑھتی جاتی ہے۔ بلکہ جو حسن ظن کے سبب متأمل ومتنفر تھے انکو بھی اصل حالات سے آگاہی واطلاع بذریعہ مخالف الہامات کے شروع ہوگئی ہے۔

۲...... فوج کی ناراضگی کے کئی وجوہ ہوتے ہیں۔ مثلاً اوّل: یہ کہ افسر کولیاقت وتجربہ کثیر التعداد فوج سنبھالنے کا نہ ہو۔ دوم: فوج کی طاقت ووسعت وفہم سے زیادہ کام وبوجھ اس پر ڈالا جاوے۔ سوم: اپنی تعظیم وتکریم ادب وقواعد میں اس پر تشدد وجبر وبدسلوکی کی جاوے۔ وغیرہ۔ اب مرزا قادیانی خود ہی فکر وغور فرماویں کہ ان میں سے کون سا سبب وجہ ہے؟

۳...... مرزا قادیانی تو سپہ سالاری وافسری کے بہت عاشق ودل دادہ ہیں جو کوئی جناب حضور حضرت اقدس وغیرہ کہہ کر آپ سے کچھ عرض کرے اور اپنے آپ کو خادم غلام جا کر کہے اس پر آپ خوش، راضی اور مسرور الوقت ہوتے ہیں۔ لیکن براہ مہربانی ان احادیث شریف واحکام وفرمان ہادی علیہ صلوٰۃ الرحمٰن کو بھی جو افسری وامارت کے متعلق ہیں ملاحظہ فرماویں۔ ’’اللھم من ولی من امر امتی شیئا فشق علیھم فاشق علیہ ومن ولی من امر امتی شیئا فرفق بھم فارفق بہ قال اتدرون من السابقون الیٰ ظل اللہ عزوجل یوم القیامۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال الذین اذا اعطوا الحق قبلوہ واذا سئلوہ بذلوہ وحکموا للناس کحکمھم لا نفسھم قال ما من رجل یلی امر عشرہ فما فوق ذلک الا اتی اللہ عزوجل مغلولا یوم القیامۃ یدہ الیٰ عنقہ فکہ برہ او اوبقہ ثمہ اولھا ملامۃ واوسطھا ندامۃ واخرھا خزی یوم القیامۃ ‘‘(اے اللہ جو شخص میری امت کے کسی امر پر والی ہو اوران پر مشقت ڈالے تو تو بھی اس پر مشقت ڈال اور جو شخص میری امت کے کسی امر پر والی ہو اوران کے ساتھ نرمی کرتے تو تو اس کے ساتھ نرمی کر۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن اللہ کے سایہ کی طرف کون سبقت پہنچانے والے ہیں۔ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہت اچھا جانتا ہے۔ فرمایا وہ لوگ ہیں کہ تب حق دیئے جاویں تو قبول کریں اور جب جس سے سوال کئے جاویں تو خرچ کریں اور لوگوں پر اسی طرح کا حکم کریں۔ جس طرح اپنے نفسوں پر کرتے ہیں۔ فرمایا کوئی آدمی نہیں جو کہ دس یا دس سے زیادہ آدمیوں پر والی ہو۔ مگر قیامت کے روز اللہ کے پاس ہاتھ جکڑے ہوئے آوے گا اس کو اس کی نیکی چھڑا دے گی یا گناہ اس کو ہلاک کرے گا۔ اوّل اس کا ملامت ہے اور اوسط اس کا ندامت اور اخیر اس کا قیامت کے دن خواری ہے)‘‘ وعن عمر بن الخطاب ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ ان افضل عباد اللہ عند اللہ منزلۃ یوم القیمۃ امام عادل رفیق وان شر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ ‘‘(عمر بن

خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے تمام بندوں سے اللہ کے نزدیک مرتبہ میں افضل امام عادل رفیق یعنی نرمی اور لطف کرنے والا ہے اور سب سے بڑا مرتبہ میں قیامت کے روز امام ظالم سختی کرنے والا ہے) امام جائر خرق موسیٰ ومعاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمانے پر فرمایا: ’’یسرا ولا تعسرا وبشرا ولا تنفرا وتطاوعا ولا تختلفا‘‘ (فرمایا تم دونوں لوگوں کے ساتھ آسانی کرنا سختی وتنگی نہ کرنا اور بشارت دینا، بھگانا نہیں اور ایک دوسرے کی تابعداری کرنا اختلاف نہ کرنا)’’عن معاذ بن جبل ان رسول اللہ ﷺ لما بعثه الیٰ الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال قضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنة رسول اللہ ﷺ قال فان لم تجد فی سنة رسول اللہ قال اجتهد رائیی ولا اٰلو قال فضرب رسول اللہ ﷺ علی صدره وقال الحمدللہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی به رسول اللہ‘‘ (معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب اس کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ جب تیرے پاس فیصلہ آوے گا تو تو کس طرح فیصلہ کرے گا۔ معاذ نے کہا کہ اللہ کی کتاب سے فرمایا اگر تو اللہ کی کتاب میں نہ پاوے گا تو پھر کیا کرے گا۔ معاذ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت سے فرمایا اگر اس میں بھی اللہ پاوے۔ معاذ نے کہا اپنے اجتہاد یعنی کوشش رائی سے اور قصور نہ کروں گا کہا پس رسول اللہ ﷺ نے اس کے واسطے حمد ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے رسول کو اس چیز کی توفیق دی جس کو اللہ کا رسول پسند کرتا ہے)’’وعن عمر بن الخطاب انه کان اذا بعث عماله شرط علیهم ان لا ترکبوا برزو تاولا تاکلوا نقیا ولا تلبسوا رفیقا ولا تغلقوا ابوابکم دون حوائج الناس فان فعلتم شیئا من ذلک فقد حلت بکم العقوبة ثم یشیعهم‘‘ (عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق وہ جب اپنے عاملوں کو بھیجتے تو ان پر یہ شرطیں کرتے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوں اور سیدہ نہ کھاویں اور باریک کپڑا نہ پہنیں اور لوگوں کی حاجتوں کے لئے اپنے درواز بند نہ کرو۔ پس اگر تم اس میں سے کوئی شئے کرو تو تمہیں ضرور سزا ملے گی یا تم پر عذاب اترے گا۔ پھر ان کو خود ساتھ جا کر رخصت کرتے) وغیرہ۔

۴…… یہ امام اور سپہ سالار کے فرائض منصبی ہیں۔ اب غور فرماویں کہ جب کوئی شخص ان احکام کی بالکل مخالفت کر کے سپہ سالاری اور امامت بغیر اوصاف واعمال کے زبانی قائم کرے تو اسلامی سپاہ اس افسری وسپہ سالاری کو کیونکر قبول کر سکتی ہے۔ آپ اسلامی عقائد واحکام کی پابندی شروع کریں۔ پھر دیکھیں کہ کیسی کامیابی ہوتی ہے۔ لیکن عملاً ہو زبانی جمع وخرچ سے کچھ حاصل نہیں

ہوسکتا اور دین کی دوبارہ فتح کرنے کی نسبت یہ عرض ہے کہ فتح کسی نتیجہ سے ظاہر متحقق صحیح وثابت ہوتی ہے۔ یہ قانون مسلم مشاہدہ شدہ ہے کہ فاتح ہمیشہ ہر امر میں غالب ومعزز اور بارعب ہوتا ہے اور مغلوب اس کی عزت کرتا ڈرتا اور مؤدب ودبک کر رہتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی کلمہ اور امر بے ادبی ومنافی شان فاتح مغلوب سے سرزد نہیں ہوتا۔ سو اگر مرزاقادیانی کے زمانہ میں یہی نوبت وحالت اسلام کی ایسی ہوگئی ہے تو لاریب فتح صحیح وحق ہے اور اگر مغلوب وبے باک، بے خوف، دلیر ودریدہ دہن ہوکر بدزبانی گندسب وشتم کے فوارے بن گئے ہیں تو مرزاقادیانی خود ہی انصاف فرماویں کہ کیسی فتح ہوئی۔ مجرد خود اعتقاد مریدین کی تعریف وتوصیف پر خیال نہ کر کے انصافاً بحکم ''استفت قلبک ولو افتاک المفتون ''(اپنے دل سے فتویٰ پوچھ اگرچہ مفتی تم کو فتوے دے چکیں) اپنے دل سے فتویٰ پوچھیں کہ اس کا نام فتح ہے یا شکست؟

فصل نمبر:۲۱...... ''اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لئے ضروری ہوتے ہیں اور وہ تمام علوم جو اعتراضات کے اٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ضرور ہیں اس کو عطاء کئے جاتے ہیں۔'' (ضرورۃ الامام ص۷، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷)

جواب...... مرزاقادیانی نے یہ کیفیت وتعریف بیان نہیں فرمائی کہ کس کام وعمل کے لئے اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں۔ خیر کچھ ہی ہو، بہرحال مرزاقادیانی کے مریدین سے جو کچھ آج تک ظہور میں آیا وہ تو یہ ہی جنگ وجدال، قیل وقال یا اظہار فضیلت خود بر دیگر بندگان رب العالمین وتحقر وتوہین پیشوایان برگزیدگان دین متین ویا اکل وشرب وخوشگذارنی ہی ہے۔ جیسا کہ مرزاقادیانی نے خود ہی ان کی تعریف شہادۃ القرآن کے اخیر ودیگر اشتہارات میں مفصل فرمائی ہے۔ پھر کسی میں بھی ذکر وفکر مسکنت انکساری وانابت الیٰ اللہ وفکر حج وغیرہ ارکان اسلام کی نسبت بظاہر دکھائی نہیں دیتی اور غیب کا حال عالم الغیب والشہادۃ کو معلوم ہے۔ شرائط اصلاح واعتراضات اٹھانے کا حال عرض ہوچکا ہے۔ وہ ازیں امام صاحب سے تو کسی صورت میں مریدین آگے بڑھ ہی نہیں سکتے۔ پس امام صاحب کے حالات پر ہی ان کے حالات کا اندازہ بخوبی ہوسکتا ہے۔

فصل نمبر:۲۲...... ''اور باایں ہمہ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کو دنیا کے بے ادبوں اور بدزبانوں سے بھی مقابلہ پڑے گا۔ اس لئے اخلاقی قوت ہی اعلیٰ درجہ کی اس کو عطاء کی جاتی ہے۔''

(ضرورۃ الامام ص۷، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷)

جواب...... اعلیٰ درجہ قوت اخلاقی میں توحید، توکل، تبتل، توبہ، انابت، صبر، شکر، خوف، رجا، فقر، زہد، محبت وشوق، رضائے الٰہی، نیت واخلاص وصدق اور طول امل چھوڑ کر فکر موت وتیاری عقبی وغیرہ بھی داخل ہیں اوران اوصاف کا امام میں جومخلوق الٰہی کی اصلاح وہدایت کے واسطے مامور ہونا ضروری ہے اور بے شک امام میں یہ اوصاف ضرور ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ دیکھنا چاہئے کہ مرزاقادیانی میں بھی یہ اوصاف موجود ہیں؟ سوان ہرایک میں جومرزاقادیانی کا عملدرآمد رہا ہے جس کا اس عرصہ کی ملاقات میں مشاہدہ وتجربہ ہوا اور جومرزاقادیانی کا ان اخلاق میں درجہ ورتبہ ہے وہ مع شواہد ونظائر قابل ذکر تھا۔ لیکن چونکہ مرزاقادیانی نے بے ادبوں اور بدزبانوں کے مقابلہ پرصرف خوش اخلاقی ہی کو مرادلیا اور ذکر کیا ہے۔ لہٰذا اس جگہ مرزاقادیانی کی خوش اخلاقی وشیریں کلامی کا جوانہوں نے اپنے کتب واشتہارات میں ظاہر فرمائی ہے اور جس کا بالاستیعاب ذکر تو مشکل وطول ہے۔ لیکن بطور نمونہ چند الفاظ وکلمات وفقرات اظہار حقیقت کے لئے بدل ناخواستہ لکھتا ہوں اوران کی نقل کرنے سے اﷲتعالیٰ کی پناہ وبخشش مانگتا ہوں۔

۲...... مثلاً:

الف...... اے بدذات فرقہ مولویان تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑو! ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والا، اندھے، نیم دہریہ، ابولہب، اسلام کے دشمن، اسلام کی عار مولویو، اے جنگل کے وحشی، اے نابکار، ایمانی روشنی مسلوب ہوئے، احمق مخالف، اے پلید دجال، اسلام کے بدنام کرنے والے، اے بدبخت مفتریو، اعمی، اشرار، اوّل الکافرین، اوباش، اے بدذات خبیث دشمن اﷲ ورسول کے، ان بےوقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔

ب...... بے ایمان اندھے مولوی، پلید طبع، پاگل، بدذات جھوٹا، بدگوہری ظاہر نہ کرتے، بے حیائی سے بات بڑھانا، بددیانت، بے حیا انسان، بدذات فتنہ انگیز، بدقسمت منکر، بدچلن، بخیل، بداندیش، بدظن، بدبخت قوم، بدگفتار، بدباطن، نکتہ چین، باطنی جذام، بخیل کی سرشت والے، بیوقوف جاہل بیہودہ، بدعلماء۔

ت...... تمام دنیا سے بدتر، تنگ ظرف، ترک حیا، تقویٰ ودیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا، ترک تقویٰ کی شامت سے ذلت پہنچ گئی۔ تکفیر ولعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے۔

ث...... ثعلب (لومڑی جیسے) ’’ثم اعلم ابہا الشیخ الضلال والدجال البطال‘‘

ج...... جھوٹ کی نجاست کھائے، جھوٹ کا گوہ کھایا، جاہل وحشی جادہ صدق وثواب سے

منحرف ودور، جلساز، جیتے ہی مرجاتا، چوہڑے چمار۔

ح...... حمار، حمقا، حق وراستی سے منحرف، حاسد، حق پوش۔

خ...... خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیرا اپنے اندر رکھتے ہیں۔ خنزیر سے زیادہ پلید خطا کی ذلت انہی کے منہ پر، خالی گدھے، خائن، خیانت پیشہ، خاسرین، خالیۃ من نور الرحمٰن، خام خیال، خفاش۔

د...... دل کے مجذوم، دھوکہ دہ، دیانت ایمانداری راستی سے خالی، دجال دروغگو، ڈوموں کی طرح مسخرہ، دشمن سچائی، دشمن قرآن، دلی تاریکی۔

ذ...... ذلت کی موت ذلت کے ساتھ، پردہ دری، ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کردیں گے۔

ر...... رئیس الدجالین، ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے۔ روسیاہ، روباہ باز، رئیس المتصلفین، رأس المعتدین، راس الغاوین۔

ز...... زہرناک مادے والے، زندیق

س...... سچائی چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی۔ سفلی ملا بے بصر، سیاہ دل منکر، سخت بے حیا ہوگا جو اس فوق العادت سلسلہ سے انکار کرے۔ سیاہ دل فرقہ کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ سادہ لوح، سانپ، سفہاء، سفلہ، ''سلطان المتکبرین الذی اصناع دینہ بالکبر والتوھین''

ش...... شرم وحیاء سے دور، شرارت وخباثت، شیطانی کارروائی والے، شریف از سفلہ نمی ترسد بلکہ از سفلگی او میترسد، شریر مکار، شیخی سے بھرا ہوا، شیخ نجدی۔

ص...... صم عمی۔

صدر القناۃ نیوش صدرک ضربہ

ویریک رمانی بحار دماء

(سر نیزہ ترا پارہ پارہ خواہد کرد نیزہ در گندہ من ترا دریائے خون خواہد نمود)

ض...... ضال۔ ''ضرھم اکثر من ابلیس اللعین''

ط...... طالع منحوس، ''طبتم نفسا بالغاء الحق والدین'' (خوش شدہ آید کہ حق ودین برا باطل کنید)

ظ...... ظالم ظلمانی حالت۔

ع...... علماء السوء، عداوت اسلام، عجیب دیندار والی عدو العقل والنہی، عقارب، عقب الکلب (سگ بچگان)، عدو دہا۔

غ...... غول الاغوی، غدار سرشت، غافل۔

ف...... فیمت یا عبدالشیطان الموسومہ بہ، فریبی، فن عربی سے بے بہرہ، فرعونی رنگ۔

ق...... قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے۔ ''قست قلوبھم کما ھی عادۃ النوکی'' (دلہائے شان سخت شد چنانکہ عادت جاہلان است) ''قد سبق الکل فی الکذب والمین'' (از ہمہ در دروغ وناراستی سبقت بردہ است)

ک...... کتے، گدھا، کینہ ور، گندے اور پلید فتوے والے، کمینہ، گندی کارروائی والے، کہماء (مرزا داندھے)، گندی عادت، گندے اخلاق، گندہ دہانی، گندے خیال والے ذلت سے غرق ہو جاتا۔ کج دل قم کوتاہ نظر کھوپڑی میں کیڑا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جاویں گے۔ گندی روحو۔

ل...... لاف وگذاف والے، لعنت کی موت۔

م...... مولویت کو بدنام کرنے والو۔ مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے منافق، مفتری، مورد غضب، مفسد، مرے ہوئے کیڑے۔ مخذول، مہجور، مجنون درندہ، مغرور، منکر، محجوب مولوی، مکس طینت مولوی کی بک بک، مردار خوار مولویو۔

ن...... نجاست نہ کھاؤ، نااہل مولوی، ناک کٹ جائے گی، ناپاک طبع لوگوں نے، نابینا علماء، نمک حرام، نفسانی، ناپاک نفس، نابکار قوم ابھی تک حیا وشرم کی طرف رخ نہیں کرتی، کا منہ کالا ہوا، نفرتی وناپاک شیوہ، نادان متعصب، نالائق، نفس امارہ کے قبضہ میں، نااہل حریف، نجاست سے بھرے ہوئے، نادانی میں ڈوبے ہوئے، نجاست خواری کا شوق۔

و...... وحشی طبع، وحشیانہ عقائد والے۔

ہ...... ہامان، ہالکین، ہندوزادہ۔

ی...... یک چشم مولوی، یہودیانہ تحریف، یہودی سیرت، ''یاایھا الشیخ الضال والمفتری البطال''، یہود کے علماء، یہودی صفت وغیرہ۔

(نمبر۲ کے تحت میں الف سے یاء تک مرزا قادیانی کی بدزبانی کے الفاظ اس کی کتابوں سے نقل کئے گئے ان تمام کے حوالہ جات احتساب قادیانیت ج۲ رسالہ شرائط نبوت میں درج ہو چکے ہیں۔ لہٰذا یہاں حوالے درج نہیں کئے۔ مرتب)

۳...... مرزا قادیانی کی کتب وغیرہ تو ان کلمات سے لبالب ہیں۔ لیکن بہت ہی اختصار کر کے ضمیمہ رسالہ انجام آتھم ودوسرے اوراق سے جو الفاظ سرسری دیکھنے سے نظر سے گذرے ان میں سے بھی بہت چھوڑ کر یہ لئے ہیں اور مرزا قادیانی نے ان کو اکثر ان مسلمان علماء اہل قبلہ پابند صوم وصلوٰۃ، حجاج، حافظان قرآن مجید کلام رب رحیم وحدیث رسول کریم کے نام لے کر استعمال فرمایا ہے جو اکثر خدمت قرآن مجید وحدیث شریف واپنے وظائف واوراد وذکر اللہ میں شب وروز مصروف ہیں اور ان میں بہت ایسے ہیں جن کی مجلس میں کبھی مرزا قادیانی کا ذکر بھی مشکل سے ہوتا ہے اور مرزا قادیانی نے بعض جگہ تو کل قوم کو ہی مخاطب کیا ہے۔

۴...... پھر ان ہی الفاظ پر کفایت وبس نہیں فرمائی۔ بلکہ اپنی طرف سے عربی عبارت میں عجیب لعنتیں تصنیف کر کے لکھی ہیں۔ مثلاً: رئیس الدجالین اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ (قدرت قادر عزوجل مرزا قادیانی کی زبان وقلم سے بجائے درود ہزارہ ہزار لعنتیں نکلی ہیں۔ یعنی مسلمین، مؤمنین تو درود ہزارہ پڑھتے ہیں اور مرزا قادیانی ہزار لعنتوں کا ورد کرتے ہیں۔ اپنا اپنا نصیب ہے) اخرہم شیطان الاعمے، الغول الاغوی یقال لہ، وہو کالامروہی من اللعونین، مخالف ومکذبون۔ لعنت پڑی جو دم نہیں مار سکتے۔ لعنت ہے ایسی خوشی پر، مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت پس میں نے اشتہار دے دیا ہے جو شخص اس کے بعد سیدھے طریق سے میرے ساتھ معاملہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آوے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔ وغیرہ!

دوسری قوموں کا یہاں ذکر نہیں جن کے واسطے ہزار لعنت پوری کر کے اپنی کتاب میں شائع کی ہے۔ اب تعجب یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بایں فضل وعلم ونیابت نبوت سید الاولین والآخرین ﷺ کے ارشادات: ’’**لا یکون المؤمن لعّانا، لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش ولا البذی، لا تلاعنوا بلغة اللہ ان اللعانین لا یکونون شهداء یوم القیمة، لا ینبغی لصدیق ان یکون لعانا، ان العبد اذا لعن شیئا صعدت اللعنة الیٰ السماء فتغلق ابواب السماء دونها ثم تهبط الیٰ الارض فتغلق ابوابها دونها ثم تاخذ یمینا وشمالا فاذالم تجد مسا غار جعت الیٰ الذی لعن فان کان لذلک اهلا والّا رجعت الیٰ قائلها ٭ من لعن شیئا لیس له باهل رجعت اللعنة علیه. سباب المسلم فسوق وقتاله کفر، المسلم من سلم المسلمون من لسانه وید وغیره**‘‘ (مومن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ مومن نسبوں میں طعن اور لعنت کرنے والا اور فحش اور

بیہودہ بکنے والانہیں ہوتا۔اللہ کی لعنت کے ساتھ لعنت نہ کرو۔ بے شک لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ نہ بنیں گے۔صدیق کولائق نہیں کہ لعنت کرنے والا بنے۔تحقیق بندہ جب کسی پرلعنت کرتا ہےتو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے تو آسمان کے دروازے اس کے آگے بند کئے جاتے ہیں۔ پھرزمین کی طرف اترتی ہےتواس کے دروازے اس کے آگے بند کئے جاتے ہیں۔ پھروہ دائیں بائیں پھرتی ہے تو جب کوئی راستہ گذرنے کا نہیں پاتی تو ملعون کی طرف لوٹتی ہے۔ اگروہ لعنت کے قابل ہوتا ہے ورنہ کہنے والے کی طرف واپس آتی ہے۔جوشخص ایسی شے کولعنت کرتا ہے جوکہ لائق لعنت کے نہیں ہوتی تو وہ لعنت اس کی طرف لوٹتی ہے۔مسلمان کوگالی دینافسق ہے اوراس سے لڑائی کرنی کفر ہے۔مسلمان وہ شخص ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں) کامرزا قادیانی نے کیوں خیال ولحاظ نہیں کیا۔

۵...... پھر یہ تو مرزا قادیانی کا عام غریب مومنین ومسلمین کے ساتھ سلوک ہوا۔اب اس سے بڑھ کرصحابہ کرامؓ میں سے صدیق اکبرؓ کی شان میں مرزا قادیانی ایک خط میں لکھتے ہیں کہ ’’میں وہی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیاوہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہےتوانہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرکیاوہ تو بعض انبیاء سے بھی افضل ہے۔‘‘انتہی!

۶...... پھرابن مسعودؓ کی نسبت (ازالہ اوہام ص۵۹۶،خزائن ج۳ص۴۲۲) میں لکھتے ہیں: ’’حق بات یہ ہے کہ ابن مسعودؓ ایک معمولی انسان تھا۔نبی اوررسول تونہیں تھا۔اس نے جوش میں اگرغلطی کھائی توکیااس کی بات کو’’ان ھو الا وحی یوحیٰ‘‘میں داخل کیا جائے۔‘‘انتہی!

یہ مرزا قادیانی نے اوّل بحالت انکارمباہلہ ابن مسعودؓ کی نسبت لکھا تھا۔لیکن بعد میں خودہی مباہلہ کرنے پرمصر ہوگئے۔یعنی جب آپ مباہلہ کرنا نہیں چاہتے تھےتو صحابہ کرامؓ تک لے دے کردی اور پھر بعد میں جب خود تیار ہوئے تو اس کے واسطے اصرار کر کے لوگوں کو دعوت کی اور مباہلہ نہ کرنے والے کو بہت کچھ سخت وسست کہا۔

۷...... پھراسی جگہ (ازالہ اوہام ص۵۹۶،خزائن ج۳ص۴۲۲) میں سب صحابہ کرامؓ کی نسبت فرمایا کہ:’’صحابہ کے مشاجرات واختلافات پرنظرڈالو۔حضرت معاویہ بھی توصحابی تھے جنہوں نے خطاپرجم کرہزاروں آدمیوں کے خون کرائے۔اگرابن مسعود نے خطا کی کون ساغضب آ گیااور بیشک اس نے اگرجزئی اختلاف میں مباہلہ کی درخواست کی توسخت خطا کی۔‘‘

جواب...... آخرمرزا قادیانی کوبھی وہی خطا کرنی پڑی اورسخت خطا کی اوروہی بات ہوئی۔’’من عیّرا خاہ بذنب لم یمت حتی یعملہ‘‘اس کے بعدمرزا قادیانی نے صحابہ کرامؓ کا

اختلاف بیان کر کے لکھا ہے کہ: ’’اب کیا یہ سارے سچ پر تھے اور جب ایک قسم کی کسی سے غلطی ہوئی تو دوسری قسم کی بھی ہوسکتی ہے۔ یہ کیا جہالت ہے کہ صحابی کو بکلی غلطی اور خطا سے پاک سمجھا جائے اور اس کے مجرد اپنے ہی قول کو ایسا قبول کیا جائے۔ جیسا نبی ﷺ کا قول قبول کرنا چاہئے۔ مسلمانوں خدا سے شرماؤ۔ انتہیٰ!‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۹۷، خزائن ج۳ ص۴۲۲)

۸…… اصحاب انبیاء علیہم السلام پر بھی بس نہ کر کے خود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان عالی میں کچھ کی کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت جو الفاظ ناگفتنی لکھے ہیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اکثر لوگوں کو معلوم ہیں اور اس کتاب میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے۔ پھر خاتم النّبیین وسید المرسلین ﷺ کی شان مبارک میں بھی ایسی دلیری وبے باکی سے فرق نہیں کیا اور (ازالہ ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳) میں لکھ دیا ہے کہ ’’کئی امور کی حقیقت وکیفیت ان پر تہ عمیق تک وحی الٰہی سے نہیں کھلی۔‘‘ گویا اپنی واقفیت وحقیقت شناسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ معاذ اللہ!

۹…… اب ان امور سے ظاہر ہے کہ اس خلق کی جو مرزاقادیانی نے ظاہر کیا ہے ان میں قوت تو بے شک ہے اور بہت ہی آمد مضامین ہی ظاہر کر رہی ہے کہ دریا موج زن کی طرح مرزاقادیانی سے یہ کلمات نکلتے چلے جاتے ہیں اور مرزاقادیانی بھی دلیری سے بے دھڑک جو سامنے آیا اس کے واسطے لکھ کر شائع کرتے جاتے ہیں اور یہ بھی عیاں ہے کہ مرزاقادیانی اس قوت اخلاقی کو منافی شان امامت نہیں جانتے۔ بلکہ اس کا لازمہ خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی (کتاب ضرورۃ الامام ص۷، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷) پر لکھا ہے کہ: ’’اخلاقی قوت سے یہ مراد نہیں کہ ہر جگہ وہ (امام) خوامخواہ نرمی کرتا ہے۔ کیونکہ یہ تو اخلاقی حکمت کے اصول کے برخلاف ہے۔ ہاں! وقت اور محل کی مصلحت سے کبھی معالجہ کے طور پر سخت لفظ بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ لیکن اس استعمال کے وقت نہ ان کا دل جلتا ہے اور نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ نہ منہ پر جھاگ آتی ہے۔‘‘ اگر کوئی سخت لفظ سوختہ مرزاقادیانی اور مجنونانہ طیش سے نہ ہو اور عین محل پر چسپاں اور عند الضرورت ہو تو وہ اخلاقی حالت کے منافی نہیں ہے۔ وغیرہ!

۱۰…… مرزاقادیانی نے اپنی اس قوت اخلاقی کے جواز کے ثبوت میں سید الاوّلین والآخرین ومسیح علیہما السلام والصلوٰۃ کو سخت الفاظ استعمال کرنے کی نسبت کی ہے۔ جس کا جواب کافی اسی جگہ دیا گیا ہے کہ اس کا ہرگز کچھ ثبوت نہیں ہے۔ پہلے ازالہ میں سخت الفاظ کے استعمال کی حمایت میں بہت کچھ لکھ کر کہا ہے کہ دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا خواہ وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری

شئے ہے۔ پھر کہا ہے کہ ہمیں دشنام دہی سے منع کیا گیا ہے۔ نہ یہ کہ اظہار حق سے روکا گیا ہو۔

پھر (ازالہ اوہام ص۲۲) میں لکھا ہے: ’’آنحضرتﷺ نے حق کی تائید کے لئے صرف الفاظ سخت ہی استعمال نہیں فرمائے۔ بلکہ بتوں کو جوان کی نظر میں خدائی کا منصب رکھتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے توڑا بھی۔‘‘ پھر (ازالہ ص۲۶ حاشیہ) میں لکھا ہے کہ زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کران پر لعنت بھیجنا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: ’’**اولئک علیهم لعنة اللّٰه والملائکة والناس اجمعین خٰلدین فیها**‘‘ خداتعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولہب بعض کا کلب اور خنزیر کہا اور ابوجہل خود مشہور ہے۔ ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں۔ استعمال کی ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے: ’’**فلا تطع المکذبین ودوالو تدهن فیدهنون ولا تطع کلّ حلّاف مهین همّازٍ مشآء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زانیم سنیسمه علی الخرطوم**‘‘ (ازالہ ص۲۷، خزائن ج۳ ص۱۱۵،۱۱۶) اس کے بعد مرزاقادیانی نے بددعا کی ہے کہ اے خدا قادر مطلق ہماری قوم کے بعض لمبے ناک والوں کے ناک پر بھی استرا رکھ۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۹ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۱۷)

۱۱...... جواب: جو کچھ مرزاقادیانی نے اخلاقی قوت واستعمال سخت الفاظ میں لکھا ہے۔ اس کا جواب اسی جگہ عرض ہوا ہے۔ امید کہ ناظرین دیکھ کر انصاف کریں گے۔ باقی جو عبارت ازالہ کے حوالہ سے درج ہوئی ہے۔ اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ مرزاقادیانی نے خود اقبال کیا ہے کہ دشنام دہی سے ہمیں منع فرمایا گیا ہے۔ اس لئے یہاں یہی سوال ہے کہ پھر دشنام دہی کیوں کی گئی؟

۱۲...... بیان واقعہ کی نسبت یہ عرض ہے کہ اللہ جل جلالہ تو عالم اغیب والشہادہ اور خالق کل شئ ہونے کے باعث ہر ایک کے واقعی اور اصل حالات سے محرم وواقف ہوکر اپنی مالکیت خالقیت ربوبیت کے استحقاق حقہ سے جو کسی کی نسبت فرمادے، بجا ہے۔ لیکن مرزاقادیانی چونکہ ایسے حالات وکسی کے انجام سے واقف نہیں اور نہ ایسے (خدائی) حقوق رکھتے ہیں تو وہ کیونکر کسی کو برا بھلا حلال زادہ حرام زادہ کہہ سکتے ہیں؟

۱۳...... لعنتوں اور ولید بن مغیرہ کی نسبت آیت کریمہ میں دیکھ لیجئے۔ کوئی کسی کا نام نہیں ہے۔ لعنتوں میں بھی یہی ہے کہ جو صدق وراستی ومخلوق الٰہی کے دین ودنیا کی فلاح کے مخالف اور اپنی جانوں کے دشمن ہوکر ظالم اور مرتکب جرائم ہیں۔ ان پر اللہ عزوجل کی پھٹکار رہے۔ ان میں نام کسی کا نہیں۔ غرض بری افعال اوران کے کرنے والوں کی مجرد مذمت ہے۔ ابولہب کا نام اس واسطے

آ گیا کہ اس نے پیغام الٰہی جو سراسر فلاح دارین کے واسطے تھا ایک مقبول و مسلم صادق ﷺ سے سن کر اور راستی کا دشمن بن کر گستاخی سے ’’تب لک‘‘ زبان سے نکالا۔ اس کی سزا میں وہی کلمہ معہ اس کے نام کے رب غیور نے بطور یادگار اپنی کتاب عزیز میں نازل فرمایا نہ وہ ایسا کرتا نہ سزا پاتا۔ پھر سوائے ابولہب کے اور کسی ایسے معتوب کا نام قرآن مجید میں نہیں جو دیگر نام مثل فرعون وہامان وغیرہ آئے ہیں۔ صرف ان کے حالات وقصص عبرت کے لئے مذکور ہوئے ہیں۔ حالانکہ مرزاقادیانی نے ذرا ذرا سے اختلاف اور اپنی ذات کی خفیف بے ادبی پر نام لے لے کر خوب دشنام ولعنتیں اپنے تصانیف میں درج کی ہیں۔ دیکھئے کس قدر فرق عظیم ہے۔

۱۴...... بابی وامی رسول اللہ ﷺ کی سخت الفاظی ہرگز ہرگز کسی کی نسبت بھی مروی نہیں۔ سرور کائنات کے حلم نرمی عفو ودرگذر کی نظیر کہیں بھی نہیں ہے۔ کچھ قدرے قلیل ذکر اس کا عرض ہوتا ہے۔ بتوں کا ہاتھ سے توڑنا دوسری بات ہے وہ تو ضروری تھا۔ کیونکہ معبود باطلہ کا نابود کرنا تردید شرک واثبات توحید میں داخل ہے اور خاص واصل مدعا بعثت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ آج کل تو دشنام دہی کو برا جاننے والے خود بت پرست عقل خداداد کے باعث بت شکنی ومورتی کھنڈن پر آمادہ ہیں اور توڑتے ہیں۔ لیکن بات تو دشنام دہی وسخت کلامی پر ہے جو اس مخاطب بخطاب ’’انک لعلیٰ خلق عظیم‘‘ (بے شک تو خلق عظیم پر ہے) سے ہرگز مروی نہیں۔ چنانچہ آپ نے مشرکین پر بددعا کرنے کے سوال پر خود فرمایا: ’’انی لم ابعث لعاناً وانما بعثت رحمۃ‘‘ (تحقیق میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا۔ میں تو رحمت بھیجا گیا ہوں) پس جب وہ ذات مبارک دوسروں کو ایسے لعن طعن وفحش کی باتوں سے منع کر کے ارشاد فرماوے: ’’المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ‘‘ (ترجمہ گذر چکا) تو وہ ذات بابرکات مطہر خود کیونکر اور کس طرح ان امور کو پسند وگوارا کر کے فاعل ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں اور لعنت کی ممانعت میں تو آپ نے بہت تاکید ووعید فرمائی ہے۔ جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

۱۵...... اب یہ امر فیصلہ طلب رہا کہ مرزاقادیانی تو اس خلق کو خلق عظیم میں داخل کر کے اس کو جائز ومباح بلکہ لازمہ امامت قرار دیتے ہیں اور دوسرے مسلمان بحوالہ قرآن مجید وحدیث شریف وعمل باجماع سلف وخلف استعمال لعن وطن وسب وشتم کو اخلاق رزیلہ میں شمار کرتے ہیں۔ لہٰذا بحکم: ’’فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاٰخر ذلک خیر واحسن تاویلاً ۰ فلا وربک لا یؤمنون حتٰی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً‘‘ (پس اگرتم

کسی شئے میں جھگڑا کرو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان رکھتے ہو۔ اچھا ہے اور انجام میں بہتر ہے۔ پس قسم ہے تیرے رب کی وہ ایمان والے نہیں ہوتے جب تک تجھے اپنی اختلاف میں حاکم نہ بناویں اور پھر تیرے فیصلہ سے اپنے دل میں ذرا تنگی نہ پاویں اور پورے طور پر تسلیم کر لیویں) اس کا فیصلہ قرآن مجید وحدیث شریف رسول اللہ ﷺ سے ہونا چاہئے۔ تاکہ اختلاف رفع ہو۔ پس مرزا قادیانی آیات قرآن مجید: ’’ادفع بالتی ھی احسن فاعف عنھم واصفح ولیعفوا ولیصفحوا فاصفح الصفح الجمیل الا تحبون ان یغفر اللہ لکم والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ولا تسبّوا الذین ‘‘ (تو اس طریقہ سے دفعہ کر جو کہ اچھا ہے۔ پس ان سے معاف کر اور درگذر کر۔ ان کو چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں۔ پس تو اچھے طور پر درگذر کر۔ کیا تم یہ دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہیں بخشے اور غصہ کے کھانے والے اور درگذر کرنے والے لوگوں سے) وغیرہ کو جو در بارہ عفو درگذر رفیق وغیرہ ہیں۔ ان کو مع احادیث: ’’لم یکن رسول اللہ ﷺ فاحشا ولا متفحشا ولا سخاباً فی الاسواق ولا یجزی السیئة بالسیئة ولکن یعفو ویصفح ‘‘ (رسول اللہ ﷺ نہ تو فاحش تھے اور نہ فحش کا ارادہ کرنے والے اور نہ بازاروں میں غل کرتے اور نہ بدی کا بدلہ بدی دیتے تھے۔ بلکہ معاف اور درگذر فرماتے) اور دوسری احادیث جن میں ذکر ہے کہ ایک اعرابی نے کپڑا ڈال کر ایسا مضبوط کھینچا کہ اس کے نشان گردن مبارک پر پڑ گئے اور اس شدت کے بعد سوال کیا۔ جس پر آپ نے تبسم فرما کر اس کو عطاء کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اسی طرح ایک یہودی نے جو بہت مالدار تھا اس نے ایسا سختی سے تقاضا کیا کہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز آپ نے اس کے پاس پڑھیں۔ اگرچہ صحابہ کرام ؓ اشارہ وکنایہ سے اس کو دھمکاتے رہے اور رسول اللہ ﷺ سے بھی عرض کی کہ یا رسول اللہ! یہودی آپ کو حبس کر رکھے؟ بجواب فرمایا کہ مجھ کو میرے رب نے منع فرمایا ہے کہ میں کسی معاہدہ وغیرہ کے ساتھ ظلم کروں۔ اس نرمی وشفقت پر وہ یہودی مشرف باسلام ہوگیا اور نصف مال اپنا فی سبیل اللہ دے دیا اور عذر کیا کہ میں نے آپ کی صفت توراۃ میں دیکھی تھی۔ اس کی صحت وموافقت کے لئے میں نے ایسا کیا ہے۔ وغیرہ! کو مرزا قادیانی مدنظر رکھ کر اس طرح نام بنام لعن طعن، سب وشتم کرنے کا ثبوت کتاب اللہ وسنت سے فرماویں اور کسی ربانی امام برحق کی جس نے ان کو جائز ومباح سمجھ کر استعمال کیا ہو؟ معتبر کتب سے معہ دلائل نظیر بتلاویں تاکہ اس مسئلہ کے اختلاف کا تو فیصلہ ہو جائے۔

مرزا کی لعنتیں مرزا پر

۱۶...... عاجز ایک رات اس مضمون کی مزید تکمیل کے لئے ضمیمہ انجام آتھم میں مرزا قادیانی کی گوہر فشانی دیکھ کر ان کے جوہر وکمال در بارہ ایجاد واظہار دشنام پر حیران تھا۔ اس رات مرزا قادیانی کے انجام وجہ اور ان کے زیر مشق مسبوب غریب مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوئے۔’’فیمت وهو کافر ۰ ردت الیه لعانه ۰ وازلفت الجنة للمتقین غیر بعید‘‘ (خاتمہ بحالت کفر ہوگا۔ اس کی لعنتیں اسی کی طرف لوٹائی گئیں اور نزدیک کی جاوے گی بہشت واسطے متقین کے نہیں دور) یہ ہفتم رمضان شریف ۱۳۱۷ھ یوم سہ شنبہ کا واقعہ ہے۔ قابل غور۔

فصل نمبر:۲۳...... ’’اور بنی نوع کی سچی ہمدردی اس کے دل میں ہوتی ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۷، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷)

جواب...... بے شک سچی ہمدردی انسانی خاصیت ولازمہ ہے۔ لیکن ’’امثله کل اناءٍ یترشح بما فیه‘‘ (جو کچھ برتن میں ہو وہی اس سے نکلتا ہے) جو دل میں ہوتا ہے وہ ہی زبان سے نکلتا ہے کے موافق جو الفاظ مرزا قادیانی نے مسلمانوں، مؤمنوں، عالموں، فقراء، سجادہ نشینوں وغیرہ کے حق میں استعمال وتحریر فرمائے ہیں جن کا ذکر نمبر گذشتہ میں گذرا کیا یہ اسی سچی ہمدردی کا جوش ہے اور اگر یہی ہمدردی ہے تو اس کے اظہار کا یہی پیرایہ وطریقہ اسلام وقانون الٰہی نے مقرر فرمایا ہے؟

۲...... اگر مرزا قادیانی فرماویں کہ یہ سب کچھ ہمدردی سے کہا گیا ہے تو پھر اس کے نتیجہ کی نسبت یہ سوال ہوگا کہ بجائے موافقت ومحبت کے جو اصلاح اور ہمدردی کے لازم ملزوم ہیں مخالفت وعناد ودشمنی جو مرزا قادیانی کی اصلاح وسچی ہمدردی سے چاروں طرف پھیلی ہوئی نظر آرہی ہے اس کا کیا سبب ہے۔ کیونکہ عطایائے ربانی یعنی اصلاح وہمدردی منزلہ آسمانی کے ایسے خراب تباہ وبرباد کن نتائج تو کبھی نہیں ہوئے نہ کسی نے دیکھے نہ سنے۔ بلکہ ایسا ہوتا رہا ہے۔ جیسا قرآن مجید میں فرمایا ہے:’’واذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخواناً‘‘ (اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو کہ تم پر ہے۔ جب کہ تم دشمن تھے۔ پس تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ پس تم اللہ کی نعمت سے بھائی ہوگئے) جس کا مبارک نتیجہ واثر بھی تمام دنیا پر ظاہر وثابت ہوگیا۔ پھر مرزا قادیانی کی اصلاح وہمدردی کا نتیجہ جو اس کے برخلاف ظہور پذیر ہوا ہے اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے اس کو حسب منشاء قانون الٰہی نہیں برتا۔ کیا یہ ممکن تھا کہ ’’ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن‘‘ (تو لوگوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت اور

نیک وعظ سے بلا اوران سے حسن طریق سے مناظرہ کر) کے مطابق تعامل وکارروائی ہواور پھر ناکامی ہو؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔

۳...... ہاں! مرزا قادیانی کی طرف سے یہ عذر ہوسکتا ہے کہ ہم نے تو یہ لکھا ہے کہ:’’بنی نوع کی سچی ہمدردی اس کے دل میں ہوتی ہے۔‘‘ سو ہمارے دل میں سچی ہمدردی بھری ہوئی ہے اور اسی طرح اصلاح کے بارے میں فرماویں کہ ابھی اس کا پورا سامان لے کر اس مسافرخانہ میں آئے ہیں اور ایسا ہی تمام ضروری شرائط اصلاح اور اعلیٰ درجہ کی قوت اخلاقی ہم کو عطاء ہوئی ہے اور یہ سب کچھ سچی ہمدردی سامان وضروری شرائط اصلاح اعلیٰ درجہ کی قوت اخلاقی ہمارے پاس موجود ہیں۔ تو براہ مہربانی فرماویں کہ انیس بیس برس بلکہ ۲۳،۲۴ برس تو مرزا قادیانی کو بقول خود اپنا منصبی کام شروع کئے ہوئے گذر چکے ہیں تو اصلاح قوت اخلاقی اور سچی ہمدردی وغیرہ مرزا قادیانی کب شروع فرماویں گے؟ کیونکہ عاجز مخلوق الٰہی عموماً اور اہل اسلام خصوصاً تو ان امور کی ازبس حاجت مند محتاج حقدار اور خواہاں ہیں۔

فصل نمبر:۲۴...... ’’اور اخلاقی قوت سے یہ مراد نہیں کہ ہر جگہ وہ خوانخواہ نرمی کرتا ہے۔ کیونکہ یہ تو اخلاقی حکمت کے اصول کے برخلاف ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جس طرح تنگ ظرف آدمی دشمن اور بےادب کی باتوں سے جل کر اور کباب ہوکر جلد مزاج میں تغیر پیدا کر لیتے ہیں اور ان کے چہرہ پر اس عذاب الیم کے جس کا نام غضب ہے نہایت مکروہ طور پر آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور طیش اور اشتعال کی باتیں بے اختیار اور بےمحل منہ سے نکلتی چلی جاتی ہیں۔ یہ حالت اہل اخلاق کی نہیں ہوتی۔ ہاں! وقت اور محل کی مصلحت سے کبھی معالجہ کے طور پر سخت لفظ بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ لیکن اس استعمال کے وقت نہ ان کا دل جلتا نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی ہے نہ منہ پر جھاگ آتی ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۷، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷)

جواب...... غالباً مرزا قادیانی کو خود بدولت کی درفشانی اور سخت الفاظ استعمال کرنے کی یاد بظاہر اس قاعدہ کے وضع کی محرک ہوتی معلوم ہوتی ہے مرزا قادیانی نے تو اس خصلت کو بہت عالی شان اور کامیاب خیال فرما کر امام الزمان کے اوصاف میں درج فرمایا ہے۔ لیکن کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج کل تو اس خصلت وعادت والی پولیٹکل لوگوں سے دنیا بھری پڑی ہے۔ ولایت تو اس وصف کے اشخاص کا مخزن ہی ہے۔ لیکن یہاں پنجاب میں بھی ریاستوں کا یہی حال ہے کہ اکثر اہل کاران بلالحاظ مذہب اسی خصلت واوصاف کی ہیں۔ ان کی باہم کیسی ہی دشمنی ناچاکی وعناد بغض ہو۔ لیکن باہمی مکالمہ وگفتگو میں خواہ کیسی ہی مخالفت پر ہو کیا مقدور کہ چہرہ پر تغیر، غضب،

طیش اور اشتعال وغیرہ کا کچھ اثر بھی نمایاں ہو خندہ پیشانی اور ہنستے ہنستے ہی اپنے مخالف دشمن کو بہت کچھ کہہ لیں گے اور اس کا کام تمام کردیں گے۔ تو مرزا قادیانی فرماویں کہ اس خصلت سے وہ سب امام الزمان بن جاویں گے؟ اسلام میں حسن اخلاق کی تاکید بیشک لیکن سخت الفاظ کا استعمال جو مرزا قادیانی جائز ومباح کر کے خود بلاتأمل استعمال کر لیتے ہیں اس کا ہرگز حکم نہیں ہے۔ بلکہ رفیق ونرمی سے پیش آنے کا ارشاد ہے۔

۲...... اس قاعدہ مرزا قادیانی سے تو ہر ایک بدلگام سخت زبان باتباع نفس وشیطان خندہ پیشانی وبناوٹی ہنسی سے کسی کو لعنت ملامت سب وشتم کہہ کر اور اس طرح ارمان وجوش نکال کر بعد میں صاحب اخلاق فاضلہ بننے کے واسطے بدستاویز قاعدہ موضوعہ مرزا قادیانی کہہ سکتا ہے کہ میں نے اخلاقی حکمت کے اصول کی مخالفت نہیں کی۔ کیونکہ نہ میں جل کر کباب ہوا نہ مزاج میں تغیر ہوا نہ طیش نہ اشتعال نہ بے اختیار و بے محل بات منہ سے نکالی۔ بلکہ یہ سب کچھ محل و مصلحت کے سبب معالجہ کے طور سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ میرا دل اندر سے آرام وانبساط وخوشی میں ہے۔ تو مرزا قادیانی انصاف سے فرماویں کہ وہ ایسی منافقانہ بات وحیلہ سے اپنی بدزبانی ودشنام دہی وغیرہ کے جرم سے بری ہوگیا؟ اور اگر ایسا ہی ہے تو یہ بہت عمدہ نسخہ کسی غریب کو جوش نفس سے بے آبرو کر کے پھر بری ہوجانے کا ہے۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ شریعت اسلامی ایسے لغو وخود تراشیدہ اوصاف وقواعد کو کہاں تک پسند وجائز رکھتی ہے؟

۳...... مرزا قادیانی خاندانی طبیب بھی ہیں۔ وقت ومحل کی مصلحت سے معالجہ کا طریق ان سے بہتر کون جان سکتا ہے اور مسلمانوں کا بھی ایمان ہے کہ اگر معالجہ موافق حکمت الٰہی وطب نبوی ﷺ کے ہووے تو ممکن نہیں کہ کارگر وشفائے کامل نہ ہووے۔ پھر تعجب ہے کہ مرزا قایانی نے بدعویٰ طب جسمانی وروحانی وقت اور محل کی مصلحت کو پس پشت ڈال کر نہ صرف مخالفوں بلکہ دوسرے غریب موافقوں اور خیرخواہوں کو بھی ایسے سخت مسہل دیئے ہیں کہ ان کا اصلی حالت پر آنا مشکل بلکہ محال ہوگیا ہے جو بظاہر نتیجہ مخالفت ارشاد ''**ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ** (النحل:۱۲۵)'' کا ہے، غور فرماویں۔

فصل نمبر:۲۵...... ''ہاں! کبھی بناوٹی غصہ رعب دکھلانے کے لئے ظاہر کردیتے ہیں اور دل آرام اور انبساط اور سرور میں ہوتا ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۷، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷)

جواب...... سبحان اللہ! یہ وصف امام الزمان کا تو مرزا قادیانی نے پہلے سے بھی بڑھ کر وضع کر کے تحریر فرمایا ہے۔ براہ مہربانی اس تراشیدہ وبناوٹی وصف پر غور فرماویں کہ دل آرام وانبساط وسرور

میں اور ظاہر میں زبان اور چہرہ سے بناوٹی غصہ اور وہ بھی خالی رعب دکھلانے کے لئے غرض اندر کچھ باہر کچھ تو مرزا قادیانی غور کریں کہ اس میں اور نفاق اور تقیہ میں بظاہر کیا فرق ہے اور کیا یہ خصلت دوسرے امور کو بھی ساقط الاعتبار میں کرتی؟ کیونکہ ہر موقع تحریر وتقریر پر اس بناوٹی عادت سے شک وشبہ ہوسکتا ہے کہ یہ امر اس وقت واقعی صحیح وسچ نہیں۔ شاید بناوٹی ہو بلکہ امام الزمانی کی بھی اسی اصل بناوٹی پر بنا ہو۔

۲...... غرض عادت تقیہ کی طرح کسی بات وفعل کا اعتبار نہیں ہوسکتا اور لطف یہ کہ مرزا قادیانی چونکہ بزبان خود امام الزمان ہیں اور یہ وصف امام الزمان کا لازمہ ہے تو جو کچھ آپ نے آج تک اپنی زبانی تحریر وتقریر میں نصیحت فرمائی یا غصہ سے نہی عن المنکر فرمایا۔ اس پر بھی یہی شک ہوسکتا ہے کہ وہ غصہ مرزا قادیانی اور نہی عن المنکر بناوٹی اور رعب دکھلانے کے لئے ہوگا نہ حقیقی طور پر اور مرزا قادیانی کا دل آرام وسرور میں تھا اور دراصل اس میں کراہت غصہ وغیرہ کچھ نہ تھا۔ اب مرزا قادیانی فرماویں کہ اس وصف وخصلت کا اثر کہاں تک پہنچا اور یہ قابل تعریف ہوئی یا قابل مذمت ونفرت؟

۳...... رسول اللہ ﷺ صحابہ کبار کا ایسے اشخاص سے جن کو وہ دل سے پسند نہ فرماتے۔ لیکن پھر بھی ان سے حسن اخلاق سے پیش آنا مروی ہے۔ جیسا حدیث شریف میں آیا ہے: ’’ان رجلا استاذن علے النبی ﷺ فقال اذنوا له فبئس اخوا العشیرة فلما جلس تطلق النبی ﷺ فی وجهه وانبسط الیه فلما انطلق الرجل قالت عائشة یا رسول الله قلت له کذا وکذا ثم تطلقت فی وجهه وانبسطت الیه فقال رسول الله ﷺ متی عاهدتنے فحاشا ان شر الناس عند الله منزلة یوم القیمة من ترکه الناس اتقاء شره وفی روایة اتقاء فحشه ویذکر عن ابی الدرداء انا لنکشر فی وجوه اقوام وان قلوبنا لتلعنهم انتهی‘‘ (تحقیق ایک آدمی نے نبی ﷺ پر آنے کی اجازت مانگی۔ پس آپ نے فرمایا اس کو اجازت دو۔ پس یہ برا ہے اپنے قبیلہ کا بھائی پس جب وہ بیٹھا تو نبی ﷺ اس کے ساتھ کشادہ پیشانی اور انبساط کے ساتھ پیش آئے۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ آپ نے اس کے حق میں ایسا اور ایسا فرمایا تھا۔ پھر آپ نے کشادہ پیشانی اور انبساط سے کلام کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا۔ اے عائشہ تو نے مجھے کب فحش کہنے والا پایا ہے۔ بیشک اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب لوگوں سے برا منزلت میں وہ شخص ہے کہ اس کو لوگ اس کے شر سے ڈر کر چھوڑ جاویں اور ایک روایت میں ہے اس کے فحش سے ڈر کر اور ابوالدردا

سے مذکور ہے کہ ہم قوموں کے منہوں پر تو کشادہ پیشانی کرتے ہیں حالانکہ ہمارے دل انہیں لعنت کرتے ہیں) ان سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ جن سے دلی الفت نہ ہو ان سے بھی رفق وخوش خلقی سے ملنا پیش آنا آ خلاق حسنہ اور مطابق ارشاد ''ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذوحظ عظیم (حم السجدہ: ۳۴،۳۵) ''(دور کر بدی کو اس طریق سے جو کہ احسن ہے۔ پس اس وقت وہ شخص کہ تیرے اور اس کے درمیان عداوت ہے۔ ایسا ہو جائے گا کہ گویا دوست ہے۔ حمایت کرنے والا اور اس خصلت کو وہی لوگ پاتے ہیں جو کہ صابر ہیں اور اس کو سوا اس شخص کے جو بڑا نصیب والا ہے دوسرا کوئی نہیں پاسکتا) کے موافق ہے۔ یعنی اخلاق فاضلہ کے لئے نفس کی مخالفت کر کے مخلوق الٰہی کی خیرخواہی مدنظر رکھ کر ان کو اچھا نمونہ دکھلانا عین عبادت احکم الحاکمین رب کریم واتباع سیدالمرسلین مخاطب بخطاب ''انک لعلیٰ خلق عظیم (القلم:۴) ''(بے شک تو خلق عظیم پر ہے) ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا قاعدہ ووصف تو اس کے بالکل مخالف وبرعکس ہے۔ یعنی خلاف تعلیم اسلام خلق ذمیمہ یعنی غصہ بناوٹی کا اظہار اور وہ بھی نہ خدا کے بلکہ مجرد اپنا رعب دکھلانے کے لئے جو کسی طرح بھی شریعت اسلامی میں جائز نہیں۔ افسوس اور تعجب تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دام افتادہ مرید مرزا قادیانی کے ان امور کو بھی حقائق ومعارف میں داخل کر کے قربان ہوئے جاتے ہیں۔ اللہ پاک ان کو بصیرت اور ہدایت بخشے۔ آمین!

''صدق رسول اللہ ﷺ یقول اللہ عزوجل یا عبادی کلکم ضال الا من ہدیت فاسالونی الھدی اھدکم وکلکم فقراء الا من اغنیت فاسالونی ارزقکم وکلکم مذنب الا من عافیت ''(رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو۔ مگر وہ شخص کہ اس کو میں ہدایت کروں پس تم مجھ سے ہدایت مانگو۔ میں تم کو ہدایت کروں گا اور تم سب فقیر ہو۔ مگر جس کو میں غنی کروں پس تم مجھ سے مانگو میں تمہیں رزق دوں گا اور تم سب گنہگار ہو مگر جس کو میں عافیت دوں یا معاف کروں) الحق انسان نہایت عاجز وکمزور ہے۔ دعویٰ تو یہ اور کرتا ہے تو کہاں کا کہاں جا پڑتا ہے اور بے شک وشبہ جب تک اللہ عزوجل کا فضل وکرم نہ ہو اس کا کہیں اور کچھ ٹھکانا نہیں۔ ''اللھم ارحمنا واحفظنا من ذلت الاقدام والافھام والاقلام اٰمین ''(اے اللہ ہم پر رحم فرما اور ہمیں قدموں، فہموں اور قلموں کی لغزش سے محفوظ رکھ)

فصل نمبر:۲۶...... ''یہی وجہ ہے کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین

کے حق میں استعمال کئے ہیں۔ جیسا کہ سور، کتے، بے ایمان بدکار وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ آپ اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ تھے۔ کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھلاتے اور نرمی کی تاکید کرتے ہیں۔ بلکہ یہ لفظ جو اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور مجنونانہ طیش سے نہیں نکلتے تھے۔ بلکہ نہایت آرام اور ٹھنڈے دل سے اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے۔'' (ضرورۃ الامام ص۷، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷)

جواب...... معاذ اللہ، معاذ اللہ! سخت الفاظ کے استعمال کی نسبت سیدنا عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف عاجز ہرگز باور وقبول نہیں کرسکتا۔ کیونکہ قرآن مجید جس میں سیدنا مسیح ودیگر انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح وثناء اللہ پاک فرماتا ہے اور مؤمنین کو تعظیم وتکریم کرنے کو یہ ارشاد صداقت وہدایت بنیاد ہے۔''اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسولہ وقالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر (البقرہ:۲۸۵)''(رسول اس چیز کے ساتھ ایمان لایا جو اس کی طرف اس کے رب کے پاس سے نازل ہوئی اور مؤمن بھی ہر ایک اللہ اور فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں کے ساتھ ایمان لایا اور کہا کہ ہم اس کے رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور کہا کہ ہم نے سنا اور تسلیم کیا اے ہمارے پروردگار تیری مغفرت چاہئے اور تیری طرف لوٹنا ہے) اس قرآن مجید میں تو اس کا کچھ ذکر نہیں ہے۔

۲...... بلکہ اس کے برخلاف قرآن مجید میں تو مسیح علیہ السلام کی نرم مزاجی اور ہر نا پسندیدہ اخلاق وخصلت سے سلامتی کے بارہ میں یہ ارشاد ہے:''وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارًا شقیًا والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیًا (مریم:۳۲)''(اور اپنی ماں کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے والے اور مجھے جبار بدبخت نہیں بنایا اور سلامتی ہے مجھ پر اس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن کہ میں مروں گا اور جس دن کہ میں زندہ ہوکر اٹھایا جاؤں گا) پھر مخبر صادق ﷺ نے بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے ایسے سخت الفاظ کی نسبت کچھ نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا:''لیس المؤمن بالطعان ولا باللعان ولا الفاحش البذی۰ ان شر الناس منزلۃ یوم القیامۃ من ترکہ الناس اتقاء فحشہ''(مومن طعنہ اور لعنت کرنے والا اور فحش بیہودہ گو نہیں ہوتا۔ یعنی مؤمن میں یہ خصلتیں نہیں ہوتیں۔ بے شک برا لوگوں کا منزلت میں قیامت کے دن وہ شخص ہے کہ لوگ اس کو اس کے فحش سے ڈر کر چھوڑ جاویں) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:''متی عاھدتنی فحاشا''(تو نے مجھے کب فحش کہنے والا پایا ہے) جن

سے ثابت ہے کہ لعن طعن، فحش، بدزبانی، بدگوئی اللہ تعالیٰ وتقدس کونہایت ناپسندیدہ ومبغوض ہے۔ اسی واسطے کسی مومن کا یہ شعار نہیں۔ پس جب مؤمن کی یہ شایان حال نہیں اور وہ ان رزائل سے پاک ہوتا ہے تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو ہدایت کے منصب پر اخلاقی وروحانی وغیرہ تعلیم کے واسطے اخلاق فاضلہ کے ساتھ رحمت الٰہی سے دنیا میں تشریف لاتے ہیں وہ تو بدرجہ اولیٰ ان رزائل سے پاک ہوتے ہیں۔ سخت بے ادبی وتوہین ہے۔ اگر کوئی نافہمی سے ایسے امور کی نسبت ان عالی شان مطہرین معصومین کی طرف کرے۔ اعاذنا اللہ منہا، نظر بران مسلمانوں کی کیا مجال اور ان کو کیا حاجت اور ضرورت ہے کہ محرف کتب کے حوالہ سے ایسے حرکات کی نسبت جماعت انبیاء مقربان الٰہی کی طرف کو قبول کرلیں۔

۳...... یہ تو مرزا قادیانی ہی ہیں کہ اس نبی معصوم علیہ السلام کی نسبت حوصلہ سے کچھ نہ کچھ تحریر فرماتے رہتے ہیں اور یہاں بھی نہ معلوم کہ ان کی جگہ گدی نشینی کی ضرورت سے ویا خود بدولت کی درفشانی سب وشتم کو جائز ومباح قرار دینے کے لئے محرف کتب کی دستاویز پر دلیری وبے خوفی سے فرمادیا کہ: ’’یہ لفظ اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے۔‘‘ اعاذنا اللہ من سوء الادب!

عاجز نہ مولوی نہ مباحث نہ کسی کی جگہ گدی نشینی کا حاجت مند وخواہش مند۔ لہٰذا عاجز تو ان کی بلکہ کسی نبی علیہ السلام کی شان میں بے ادبانہ کلمات کا اعادہ کرنا بھی معصیت اور موجب ناراضی وسخط رب غیور جانتا ہے اور ڈرتا ہے۔

اے خنک جانے کہ عیب خویش دید
ہر کہ عیبے گفت آن برخود خرید
حد خود بشناس و دربالا پر
تانیفتی در نشیب شور و شر

اور عاجز کو الہاماً ارشاد بھی ہوچکا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از لطف رب

۴...... پھر مسلمانوں کو تو ’’**انک لعلٰی خلق عظیم** (القلم:۴)‘‘ کے مخاطب ﷺ کے اخلاق فاضلہ ومبارکہ کی پیروی واتباع کا بموجب ارشاد ’’**ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** (العمران:۳۱)‘‘ (اگر تم اللہ تعالیٰ کو محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو پیار کرے گا) حکم ہے تو پھر ان کو کسی اور کے اخلاق کے نمونہ کی اور وہ بھی بے سند وبے دلیل

وغیر معتبر کتب کے حوالہ سے جن کو مرزا قادیانی خود بے اصل فرما چکے ہیں کیا حاجت ہے؟

فصل نمبر:۲۷...... ’’غرض اخلاقی حالت میں کمال رکھنا اماموں کے لئے لازمی ہے اور اگر کوئی سخت لفظ سوختہ مزاجی اور مجنونانہ طیش سے نہ ہو اور عین محل پر چسپاں اور عندالضرورت ہو تو وہ اخلاقی حالت کے منافی نہیں ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۷، خزائن ج۱۳ص۴۷۸)

جواب...... یہ صحیح ہے کہ اخلاقی حالت میں کمال اماموں کے لئے لازمی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی خود بدولت کے کمال کا پتہ ونشان بتلاویں کہ کہاں اس کا ظہور ہوا ہے؟ اور اب تک جو کچھ مرزا قادیانی کی طرف سے کمال اخلاق ظاہر ہوا اس کا ذکر ابھی ہو چکا ہے جو کسی طرح امام تو کہاں عام مومن کے بھی شایان حال نہیں۔ ہاں! اگر مرزا قادیانی کمال کے معنی ومراد زیادتی وفراوانی لیتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی ایک کہے تو اس کے مقابل ارشاد ’’**وجزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی الله انه لا یحب الظلمین** (شوریٰ:۴۰)‘‘ (بدلہ برائی کا ویسے ہی برائی ہے جو معاف کردے اور صلح کرے اس کا ثواب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا) کو نظر انداز کر کے اس کو اس کی دو چند سہ چند کہہ کر بلکہ عاجز کم زبان بے گناہ اور کچھ بھی نہ کہنے والے کی بھی خبر لیتے لیتے بس نہ کرنا تو یہی کمال مرزا قادیانی کا اظہر من الشّمس ہے اور سب مانتے ہیں۔

۲...... اگر مرزا قادیانی کے نزدیک جب سوخت مزاجی اور مجنونہ طیش نہ ہو تو جس قدر کوئی لعن طعن سب وشتم اپنے مخالف کو کرنا چاہئے وہ سب جائز ومباح ہے؟ تو براہ مہربانی قرآن مجید وحدیث شریف سے اس کی سند بیان فرماویں اور کیا ارشاد: ’’**لیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر الله لکم والله غفور رحیم** (نور:۲۲)‘‘ (چاہئے کہ قصور بخشو اور درگذر کرو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے) ’’**وان الساعة لاٰتية فاصفح الصفح الجميل ان ربک هو الخلاق العليم** (الحجر:۸۵)‘‘ (اور قیامت ضرور آنے والی ہے تو وضعداری کے ساتھ درگزر کر تحقیق رب تیرا وہی پیدا کرنے والا اور واقف ہے) بھی جو ابھی عرض ہو چکے ہیں۔ وہ بھی مرزا قادیانی کے نزدیک کچھ قابل لحاظ وعمل ہیں یا خیر؟

۳...... یہ بھی غور فرماویں کہ سوائے قلیل گروہ مریدین مرزا قادیانی جو کسی سبب سے مرزا قادیانی کی درفشانی سب وشتم سے بچ رہے ہیں کیا دوسرے تمام خاص وعام مسلمین ومؤمنین ان لعن وطعن کا ہی محل ہیں اور انہی غریبوں پر ان کو چسپاں کرنے کی مرزا قادیانی کو اشد ضرورت تھی؟ اور کس لئے؟ کیا اس لئے کہ وہ بیچارے مرزا قادیانی کے پاس حاضر ہو کر یہ فیض وکمالات

اخلاقی نہ اڑا لی جائیں؟

فصل نمبر:۲۸...... ’’اور یہ بات بیان کردینے کے لائق ہے کہ جن کو خداتعالیٰ کا ہاتھ امام بناتا ہے۔ ان کی فطرت میں ہی امام کی قوت رکھی جاتی ہے اور جس طرح الٰہی فطرت نے بموجب آیت کریمہ ’’اعطٰے کل شئً خلقه (طٰہٰ:۵۰)‘‘ ہرایک چرندوپرند میں پہلے سے وہ قوت رکھ دی ہے جس کے بارہ میں خداتعالیٰ کے علم میں یہ تھا کہ اس قوت سے اس کو کام لینا پڑے گا۔ اس طرح ان نفوس میں جن کی نسبت خداتعالیٰ کے ازلی علم میں یہ ہے کہ ان سے امامت کا کام لیا جاوے گا۔ منصب امام کے مناسب حال کئی روحانی ملکی پہلے سے رکھی جاتی ہیں اور جن لیاقتوں کی آئندہ ضرورت پڑے گی ان تمام لیاقتوں کا بیج ان کی پاک سرشت میں بویا جاتا ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۸، خزائن ج۱۳ص۴۷۸)

جواب...... باربارہی بات کبھی فطرت میں امامت کی روشنی رکھ دینا اور کبھی فطرت میں امامت کی قوت رکھی جانا خیر یہ مرزاقادیانی کی عادت مستمرہ ہے کہ عبارت میں اعادہ وتکرار کی کبھی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن عاجز اسی پہلے جواب پر اکتفاء کرتا ہے جو عرض ہو چکا ہے۔

۲...... ’’خداتعالیٰ کا ہاتھ امام بناتا ہے۔‘‘ یہ بھی تکرار ہے۔ جس کے لئے وہ ہی عرض ہے کہ اور مخلوق کو کون بناتا ہے۔

۳...... یہ امر ظاہر ہے کہ جب کسی قوت کا ظہور ہوتا ہے تب ہی دوسروں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوت اس کی فطرت میں ہے۔ جس طرح مرزاقادیانی اوّل قانون وعدالت انگریزی کے شغل میں اور اپنے مقدمات وغیرہ میں مصروف تھے۔ اس وقت کسی کو کیا معلوم تھا کہ مرزاقادیانی میں مہدویت، مسیحیت، مجددیت، امام الزمان کی قوتیں بھی ہیں۔ اسی طرح کسی اور عاجز بندہ کی فطرت میں وہی قوتیں امام الزمانی وغیرہ کی اگر خالق مالک علیٰ کل شئے قدیر نے رکھی ہیں جن کا ظہور بوقت ظہور کام ومنصب کے ہونا ہے تو مرزاقادیانی ان کو خود بدولت کے سامنے کیوں محال خیال فرماتے ہیں؟ امامت کوئی منصب نبوت تو نہیں کہ اس کو ختم ہوئے تیرہ سو برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور اللہ عزوجل کا ایسا خزانہ نہیں کہ اس میں کسی شئے کی کمی ہو۔

۴...... آیت شریف: ’’اعطٰی کل شئً خلقه ثم هدٰی (طٰہٰ:۵۰)‘‘ (ہرشئے کو پیدا کیا پھر ہدایت کی) مرزاقادیانی نے پوری کیوں نہیں تحریر فرمائی؟ کیا اس لئے کہ آخری جملہ ’’ثم هدٰی‘‘ مرزاقادیانی کے مدعا کے کچھ مخالف پڑتا ہے؟ اپنی بات کی اس قدر پاس وپچ کی کیا ضرورت ہے۔ قرآن مجید کے تو حرف حرف میں برکات اور دس دس نیکیاں ہیں۔ جن کے حصول کی

مؤمنوں کو ہمیشہ حاجت و پیاس رہتی ہے۔

فصل نمبر:۲۹...... ’’اور میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع کے فائدہ اور فیض رسانی کے لئے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضرور ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۸، خزائن ج۱۳ص۴۷۸)

جواب...... غور فرماویں کہ ایک شخص زاھد کی مفروضہ قوتیں تمام جہاں کے لئے کیونکر موافق و پسند خاطر ہو سکتی ہیں۔ مثلاً اگر مرزاقادیانی فرماویں کہ امام میں ایسی قوت کا ہونا ضروری ہے کہ اس کے گھر میں ہزارہا روپیہ کا زیور ہوتا کہ امام جب چاہے اپنی جائیداد کو جس میں اور ورثاء کا بھی حق ہو اس کے عوض رہن کر کے اس کو لے لے۔ جیسا کہ مرزاقادیانی نے خود رہن زمین باغ میں عمل کیا ہے تو فرماویں کہ دوسرا غریب مفلس امام جو امام الاوّلین والآخرین ﷺ کے قدم بقدم چلنا پسند رکھتا ہو وہ یہ قوت کہاں سے بہم پہنچاوے۔

۲...... اسی طرح اگر مرزاقادیانی فرماویں کہ امام میں ایسی قوت ہونی ضروری ہے کہ اس کے واسطے عرق کیوڑہ و بید مشک کی گاگریں خس ٹٹی مشک وغیرہ اشیا مسافت دور دراز سے چلی آویں۔ جیسا مرزاقادیانی کے واسطے آتی ہیں تاکہ لوگوں کو اس طرح کی خاطر و تواضع امام کے ثواب سے فیض پہنچے تو فرماویں کہ دوسرا غریب آدمی جو امیر المؤمنین عمرؓ کی طرح شہد کا شربت بھی جو بلادرخواست و بلااشراف نفس آیا ہو پینا پسند نہ کرے۔ وہ کیونکر اس کو پسند و منظور کرے گا۔ یا آپ کہیں کہ امام قانون دان ایسی قوت والا صاحب حوصلہ ہو کہ طرح طرح کے اقرار و مدار اور وعدہ کر کے روپیہ قیمت کتب وقبولیت دعا عطائے فرزند وغیرہ کے نام و اعتبار پر پیشگی حاصل کر کے اپنے قبضہ و تصرف میں لے آوے اور پھر وعدہ وغیرہ کو بالائے طاق رکھ کر پیچھے مریدین سے مشتہر کرادے کہ امام وقت و خلیفۃ اللہ کو نبیوں، بقالوں، تنگ دلوں، زرپرستوں کے حساب کتاب سے کیا کام؟ گویا جو کچھ امام کئی وعدہ کر کے لے وہ مثل مال غنیمت کے ہے۔ جیسا اخبار الحکم میں شائع ہوا۔ مگر جو شخص توکل علی اللہ اور کسب حلال کو فرض سمجھے اور ہاتھ کی مزدوری سے کما کر کھانے کو بموجب حکم حدیث شریف **’’ما اکل احد طعا ما قط خیرا من ان یاکل من عمل بیدہ وان نبی اللہ ﷺ کان یاکل من عمل یدہ‘‘** (دونوں ہاتھ سے کما کر کھانے سے کوئی کھانا بہتر نہیں۔ تحقیق نبی اللہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے) پسند کرے اور حق العباد کے مواخذہ سے از بس خائف و ترساں ہو تو اس بیچارہ سے یہ کام اور یہ حوصلہ کیونکر ہو سکے؟ وغیرہ۔ اسی طرح اور بہت نظائر ہیں لیکن بخوف طوالت بس کرتا ہوں۔

۳...... ہاں! سیدھے طریق سے بجائے اپنے ایجاد طبع و مجوزہ اوصاف و قوتوں کے اگر یہ کہہ

دیں کہ امام میں ظاہری باطنی اتباع سید الاولین والآخرین ﷺ کی قوت ووصف ہو تو اس کو بے چون وچرا مسلمان مان لیں گے وبس۔

فصل نمبر:۳۰...... ’’اوّل قوت اخلاق چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام الزمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام الزمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس پر آیت:’’انک لعلٰی خلق عظیم (القلم:۴)‘‘ کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۸، خزائن ج۱۳ ص۴۷۸)

جواب...... اخلاق کا ذکر مرزا قادیانی پہلے بھی کر چکے ہیں۔ پھر اسی کو بار بار تحریر فرماتے ہیں۔ اگرچہ جواب عرض ہو چکا ہے۔ لیکن بقیہ اب عرض ہے۔ مرزا قادیانی کا اختیار ہے کہ یہ درفشانی تو خود بدولت کریں اور دوسرے غریبوں کو اوباش، سفلہ، بدزبان اور جو چاہیں بناویں۔ لیکن انصاف سے سوچیں کہ جو جو سخت الفاظ ضعیف العمر مولویان عالمان مصروف درس قرآن مجید وحدیث شریف، اوراد ووظائف وذاکرین اللہ فقراء وغیرہ کی نسبت مرزا قادیانی کی زبان وقلم سے نکلے ہیں ویسے یا ان سے نصف وربع ہی ان میں سے کسی نے بھی اپنی زبان سے کبھی نکالے ہیں؟ ہرگز نہیں۔

۲...... اگر مرزا قادیانی فرماویں کہ ہمارے فتوے میں انہوں نے کافر دجال وغیرہ الفاظ لکھے ہیں تو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ وہ ایک شرعی مسئلہ کے متعلق ہیں کہ جس کے عقائد خلاف اسلام قرآن مجید وحدیث شریف ہوں۔ وہ ایسا ہے ورنہ مرزا قادیانی کی طرح سب وشتم، لعن وطعن، فواحش وغیرہ جو آپ نے نام بنام درفشانی کی ہے ایسے ہرگز نہیں۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی تو ’’انک لعلیٰ خلقٍ عظیم (القلم:۴)‘‘ کے دعویدار ہیں۔ لہٰذا برداشت وصبر ہی مناسب تھا، نہ کہ اس سے سو درجہ زیادہ کہہ کر بھی بس نہ ہو اور آئے دن لکھتے ہی رہیں اور لطف یہ کہ یہ عملدرآمد نہ قابل شرم ہو نہ اخلاق رزیلہ میں شمار ہو۔ نہ کچی طبیعت والے بنیں اور اس پر اعلیٰ درجہ کی قوت اخلاقی اللہ عزوجل کی دوستی تحمل وامام الزمانی غرض کسی میں بھی ذرہ فرض نہ آئے۔ بلکہ ’’انک لعلیٰ خلق عظیم (القلم:۴)‘‘ کے مصداق بنے رہیں۔ یہ عجیب قابل تعریف مضبوطی ہے کہ

اس مثال کی طرح جوایک کتاب میں درج ہے۔

چــون وضــو مــحــکــم

وضو میں کسی طرح بھی شکست نہیں آتی۔ لیکن یہ خوبی بظاہر اسی عمدہ نسخہ کی ہے جو مرزا قادیانی نے ایجاد فرمایا ہے کہ جو مرضی ہو وہ زبان وقلم پر آوے کہا جاوے صرف طیش نفس مجنونانہ جوش، منہ میں جھاگ، آنکھیں نیلی پیلی نہ ہوں۔ دل آرام وانبساط وسرور میں ہو۔ پھر کچھ حرج نہیں۔ سبحان اللہ!

۳...... اس نسخہ سے تو تبّرہ باز شیعوں کو بھی اچھا حیلہ وبہانہ ہاتھ آتا ہے۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم جو کچھ کہتے وکرتے ہیں محل ومصلحت وقت سے کرتے ہیں۔ ہمارا دل آرام انبساط وسرور میں ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم کو اسی تبّرہ بازی ہی میں سرور ہے۔ لہٰذا ہم اصول حکمت اخلاقی کی کچھ مخالفت نہیں کرتے۔ انتہی!

اس نسخہ مرزا قادیانی کا ان کو شکرگزار ہونا چاہئے کہ اہل سنت والجماعت کے ایک بڑے بھاری اعتراض سے ان کو بری کر دیا۔ گو محتاط واہل علم شیعہ اوّل بھی اس قابل شرم عمل تبرہ کو براجانتے تھے۔ ایسے اختیارات سوائے امام الزمان کے اور کون عمل میں لاسکتا ہے؟

۴...... دوسرے غریب مسلمان بھی جو ’’انک لعلیٰ خلقٍ عظیم (القلم:۴)‘‘ سے حصہ حاصل کرنے کی خاطر طرح طرح کے مجاہدات سعی وکوشش کیا کرتے ہیں۔ وہ بھی اس نسخہ سے اچھا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کہ جو زبان پر آوے گالی گلوچ وغیرہ کسی کو کہہ لیں۔ لیکن طیش مجنونانہ جوش نہ ہو اور زبان سے کہہ دیں کہ دل آرام میں ہے۔ پھر ’’انک لعلیٰ خلقٍ عظیم (القلم:۴)‘‘ کے اچھے خاصے مصداق ہیں۔ کسی محنت مجاہدہ کی کیا ضرورت ہے۔ گویا مرزا قادیانی کا یہ فیض عام ہوگیا۔ ’’جزاہ اللہ بما ھو اھلہ‘‘

فصل نمبر:۳۱...... ’’دوم قوت امامت ہے جس کی وجہ سے اس کا نام امام رکھا گیا ہے۔ یعنی نیک باتوں اور نیک اعمال اور تمام الٰہی معارف اور محبت الٰہی میں آگے بڑھنے کا شوق دینی روح اس کی کسی نقصان کو پسند نہ کرے اور کسی حالت ناقصہ پر راضی نہ ہو اور اس بات سے اس کو درد پہنچے اور دکھ میں پڑے کہ وہ ترقی سے روکا جائے۔ یہ ایک فطرتی قوت ہے جو امام میں ہوتی ہے اور اگر یہ اتفاق بھی پیش نہ آوے کہ لوگ اس کے علوم ومعارف کی پیروی کریں اور اس کے نور کے پیچھے چلیں۔ تب بھی وہ بلحاظ اپنی فطرتی قوت کے امام ہے۔ غرض یہ دقیقہ معرفت یاد رکھنے کے لائق ہے کہ امامت ایک قوت ہے کہ اس شخص کے جوہر فطرت میں رکھی جاتی ہے کہ جو اس کام کے لئے

ارادہ الٰہی میں ہوتا ہے اور اگر امامت کے لفظ کا ترجمہ کریں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ قوت پیشروی غرض یہ کوئی عارضی منصب نہیں جو پیچھے سے لگ جاتا ہے۔ بلکہ جس طرح دیکھنے کی قوت سننے کی قوت اور سمجھنے کی قوت ہوتی ہے اسی طرح یہ آگے بڑھنے اور الٰہی امور میں سب سے اوّل درجہ پر رہنے کی قوت ہے اور انہیں معنوں کی طرف امامت کا لفظ اشارہ کرتا ہے۔''

(ضرورۃ الامام ص۸، خزائن ج۱۳ ص۴۷۹)

جواب...... بات تو مختصر ہے جس کو مرزاقادیانی نے خواہ مخواہ بے ضرورت عبارت طول کر کے لکھا ہے۔ کہیں آگے بڑھنے کا شوق، نقصان پسند نہ کرنا، حالت ناقصہ پر راضی نہ ہونا، ترقی کے رو کے جانے سے درد پہنچنا، کہیں دقیقہ یادرکھنے کے لائق بنادیا وغیرہ۔ غرض ایک ہی مطلب کو بار بار دوسرے الفاظ میں بیان کر کے بے فائدہ تحریر کا حجم بڑھایا ہے۔ یہ تو مسلّم ہے کہ مرزاقادیانی کو فرصت اور فراغت اور ثنائے خود بخود گفتن کا عشق ہے۔ لیکن اس تکرار وطوالت فضول سے حاصل کیا؟ بات وہ جو ظہور میں آوے سو جو کچھ قوت امامت آج تک مرزاقادیانی سے ظہور میں آچکی ہے۔ اس کا ذکر تو اس تحریر میں اکثر ہے اور خاص امور کا ذکر اپنی اپنی جگہ ہوا ہے۔ آئندہ جو کچھ ظاہر ہوگا دیکھا جاوے گا۔

۲...... ہاں! مرزاقادیانی فرما سکتے اور فرمایا ہے کہ امام دوسروں سے آگے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ سو ہم نے (مرزاقادیانی نے) جو کچھ ایفائے عہد، امانت، دیانت، حصول، فتویٰ میں عمل کیا یا جو تدابیر کین یا مولوی عالمان وفقراء وسجادہ نشینان وغیرہ مخلوق الٰہی کی جو خاطر کی اور خبر لی اور تحریریں فرمائیں۔ یہ دوسرے لوگوں سے بڑھ کر ہے یا نہ؟ تو ان امور میں مرزاقادیانی کی امامت بیشک قابل تسلیم ہے۔ لیکن پھر یہ مشکل پیش آوے گی کہ عملدر آمد واظہار قوت امامت جن جن امور میں مرزاقادیانی سے ہوا۔ یہ نیک باتوں، نیک اعمال الٰہی معارف اور محبت وتقرب الٰہی ونور وغیرہ میں کیونکر داخل ہوسکتا ہے؟

۳...... مرزاقادیانی کو کمالات فصاحت بلاغت وحقائق دقائق کا بڑا دعویٰ ہے۔ یہ تو غور کریں کہ جو دقیقہ یادرکھنے کے لائق مرزاقادیانی نے فرمایا وہ کیا دقیقہ ہے اور اس کے یادرکھنے سے حاصل کیا وہ تو کئی مرتبہ آپ کہہ چکے ہیں۔ ص۷ میں آپ نے کہا ہے کہ ''جس کو خداتعالیٰ کا ہاتھ امام بناتا ہے ان کی فطرت میں امامت کی قوت رکھی جاتی ہے۔'' مدعا اور مطلب تو ایک ہی ہے صرف لفظ دوسروں میں لکھ کر یادرکھنے کے لائق بنادیا ہے۔ پھر:

۴...... ہر ایک جانتا ہے کہ تمام مخلوق کی جبلت وفطرت کا یہی حال ہے۔ انسان، حیوان،

روباہ، کوّا، بھیڑیا، بچھو، مکار، دغاباز وغیرہ سب مخلوق اپنی اپنی فطرت کے موافق کام کرتے ہیں اور عاجز کا اس پر ایمان ہے کہ ’’اعطی کلّ شئ خلقه ثم هدٰی ‘‘(ہر ایک شئے کو اس کی پیدائش دی پھر ہدایت کی یعنی اس کی پیدائش دے کر اس کو اس کے کاموں میں لگادیا جو کہ اس کے واسطے مناسب تھے) یعنی بعد خلق خالق محسن وحکیم نے جو چاہا ہدایت کی اس کو ہر طرح سے اختیار ہے اور آیات قرآن مجید سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ جیسا ’’فهدی اللّٰه الذین اٰمنوا لما اختلفوا فیه من الحق باذنه واللّٰه یهدی من یشاء الیٰ صراطٍ مستقیم (البقرہ:۲۱۳) فریقاً هدٰی وفریقًا حقّ علیهم الضلالة انهم اتخذوا الشیطین اولیاء من دون الله ویحسبون انّهم مّهتدون (اعراف:۳۰) ولقد بعثنا فی کل امة رسولاً انا عبدو الله واجتنبوا الطاغوت فمنهم من هدی الله ومنهم من حقت علیه الضلالة (النحل:۳۶) ان تحرص علیٰ هدٰهم فان الله لا یهدی من یضل وما لهم من نّٰصرین واضلّ فرعون قومه وما هدٰی (طٰہٰ:۷۹) ‘‘(پس اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اس حق کی طرف جس میں لوگوں نے اختلاف کیا اور اللہ تعالیٰ سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ اس کو جو چاہتا ہے ایک فریق کو ہدایت کی اور ایک فریق پر گمراہی ثابت ہوئی۔ اس لئے کہ انہوں نے شیطان کو دوست پکڑا۔ سوا اللہ تعالیٰ کے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں اور تحقیق ہم نے ہر ایک امت میں رسول بھیجا اور اس نے کہا کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت یعنی ماسوائے اللہ تعالیٰ سے اجتناب کرو۔ پس ان میں سے بعض وہ تھے کہ ان کو اللہ نے ہدایت کی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوئی۔ اگر تو ان کی ہدایت پر حرص کرے پس تحقیق اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں کرتا جو گمراہی اختیار کرتا ہے اور ان کے واسطے کوئی مددگار نہیں اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہیں کی) آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا۔’’اجتباه ربّه فتاب علیه وهدٰے سبح اسم ربک الاعلیٰ الذی خلق فسوّٰی والذی قدّر فهدٰی (الاعلیٰ:۱،۲،۳) الم یجدک یتیمًا فاٰوٰی ووجدک ضالًّا فهدٰے (الضحیٰ:۶،۷)‘‘ (پھر برگزیدہ کیا اس کو رب اس کے نے پس پھر آیا اوپر اس کے اور ہدایت فرمائی اور تسبیح کہہ تو اپنے رب اعلیٰ کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ پس صحیح الاعضاء بنایا اور مقدر کیا پس ہدایت کی۔ کیا اس نے تجھے یتیم پاکر جگہ نہیں دی اور محبت وطلب میں کھویا ہوا پاکر ہدایت نہیں کی یعنی کی ہے) وغیرہ!

۵...... نہ معلوم مرزاقادیانی اس پر کیوں زور دیتے ہیں اور بار بار لکھتے ہیں کہ فطرت ہی میں ہر شئے رکھی جاتی ہے۔ مرزاقادیانی کا اس سے کیا مدعا حاصل ہوتا ہے؟ کیا یہ کہ خود بدولت اوّل ہی

امام بنے بنائے دنیا میں تشریف لائے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہو تب بھی امامت تو کاموں سے ثابت ہوگی۔ دیکھئے کئی نسب سے سید ہوتے یا عام انسانی نسل سے افضل ہونے کے دعویدار ہوتے ہیں۔ لیکن فضیلت وبزرگی تو تب ہی ہوگی جب سیدوں اور انسانوں والے کام ظاہر ہوں گے اور کوئی خشیت اللہ کو خیر باد کہہ کر فسق وفجور حیلہ وحوالہ ناجائز وسائل سے پیٹ پالنے میں مصروف یا انسان ہوکر تکبر وتعلّی ودرندگی اور ایذا رسانی مخلوق میں مشغول ہو تو اس کی جبلت اور فطرت کی عمدگی کے دعویٰ کا کیا فائدہ اور کیا نتیجہ؟

۶...... علاوہ ازیں اگر یہ ہی مان لیں کہ ہمہ قدرت ہمہ اختیار والا علیٰ کل شئی قدیر جو چاہے اور جب چاہے اوّل یا بعد میں کر دے بنا دے۔ فطرت میں یا بعد میں تو اس میں کیا حرج ہے۔ بلکہ ارشاد ''**وللہ الامر من قبل ومن بعد واللہ غالب علیٰ امرہ** (الروم:۴)''(اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں سب کام پہلے اور پچھلے اور اللہ تعالیٰ اپنے سب کاموں پر قابو رکھتا ہے) کے عین مطابق ہے۔

۷...... عاجز کو تو ایسا سوجھایا گیا ہے کہ علیم بذات الصدور اللہ جل جلالہ نے جو قرآن مجید میں ''**اٰمنوا**'' کے ساتھ ''**عملوا الصلحٰت**'' کی برابر قید وتاکید لگائی ہے۔ اس میں یہی حکمت ہے کہ مخلوق الٰہی کسی کی فرضی فطرتی جوہرواری کی مجرد دعویٰ سے دھوکہ میں نہ آجائے۔ بلکہ اس کے اعمال سے اس کے دعویٰ کو جانچیں اور پرکھیں اور انجیل مروجہ میں بھی (گو وہ بوجہ تحریف مسلمہ قابل سند نہیں) جس کے حوالہ سے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام پر دشنام دہی کے عادی ہونے کا الزام لگایا ہے۔ یہی ہے کہ: ''درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے۔'' جس سے صاف ظاہر ہے کہ ''**اٰمنوا**'' کے ساتھ ''**وعملوا الصلحٰت**'' کا ہونا لازمی ولابد ہے۔ تاکہ اگر جنگلی آگ کا زہریلا کڑوا ثمر آم کے ہم شکل وہم رنگ ہونے کے باعث اصلی شیریں آم ہونے کا دعویدار ہو تو کھانے والے کو ضرور ہے کہ اوّل اچھی طرح سوچ کر سمجھ کر تشخیص کر لے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی شکل وشباہت سے دھوکہ کھا کر اصلی پیڑ آم کا ثمر سمجھ کر بعد میں پشیمانی اٹھاوے۔

۸...... پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''اگر اس امام کی کوئی پیروی نہ کرے تب بھی بلحاظ فطرت وہ امام ہے۔'' یہ عجیب فلاسفی بھی توضیح کے قابل ہے کہ جب ایک شخص تنہا ہو تو اس کو پیشرو (امام) یا پس رو سے تعبیر کرنا کون سی عقلمندی ہے؟ پس وپیش کی تمیز جب ہی ہوسکتی ہے جب کوئی آگے یا پیچھے ہو اور جب بیچارہ اکیلا ہو تو کیا معلوم کہ دوسرے کے مقابلہ پر آگے چلنے والا ہے یا پیچھے رہ جانے والا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام والی مثال یہاں مطابق نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ان کی

نبوت رسالت اور امامت تو اللہ عزوجل کی طرف سے مسلمہ ہے اور انہوں نے فرائض منصبی بھی ادا کردیئے۔ خواہ بدبختی سے کوئی ان کی پیروی نہ کرے وہ تو ضرور بہرحال نبی رسول وامام ہی ہیں۔ لیکن یہاں تو ابھی یہی امر ثبوت طلب ہے کہ امامت متدعویہ مرزا قادیانی بناوٹی وخودساختہ ہے یا اللہ عزوجل کی طرف سے؟ اگرچہ خداتعالیٰ کی طرف سے نہ ہونے پر مشاہدہ تجربہ دیرینہ ملاقات ومعاملات اور پھر الہامات سے خاکسار کی تو پوری تسلی وتشفی ہوچکی ہے۔ فالحمدللہ!

۹...... پھر یہ فرمایا کہ: ''یہ کوئی عارضی منصب نہیں۔'' بجواب عرض ہے کہ مستقل وقدیمی کہاں سے ہوا؟ جب نہ فقط آدمی بلکہ سب دنیا ہی عارضی ہے تو منصب کیا چیز ہے؟ اور اگر یہ مطلب ہے کہ تازیست ضرور آدمی کے ساتھ ہر حال میں رہتا ہے تو یہ بھی نہیں ہے۔ آیات کریمہ ''واللہ غالب علیٰ امرہ (یوسف:۲۱) واللہ علیٰ کل شیٔ قدیر. یفعل ما یشآء ویحکم ما یرید. یمحوا اللہ ما یشآء ویثبت ''(اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شیٔ پر قادر ہے اور جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے) صاف فرمارہی ہیں کہ مالک قادر کا ہر طرح سے ہر چیز پر کامل اختیار ہے جو چاہے کرے۔ دیکھئے اس زندگی میں آدمی کی آنکھ کان ودیگر اعضاء موہوبہ ناشکری وشامت اعمال سے چھن کر وہ ان سے محروم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح روحانی ملکات ومناصب اگر تغیر حالت ناشکری، تعلّی، وتفاخر، ایذا وتحقیر مخلوق الٰہی کے باعث چھن جاویں تو کیا تعجب اللہ جل جلالہ نے خود فرمایا ہے۔''افامنوا مکر اللہ فلا یا من مکر اللہ الا القوم الخٰسرون (اعراف:۹۹)''(کیا پس نڈر ہوگئے تدبیر الٰہی سے پس نڈر نہیں ہوئے۔ تدبیر الٰہی سے مگر قوم خسارہ پانے والی) اب خیال فرماویں کہ اس حالت میں منصب عارضی ہویا مستقل قدیمی مستقل قدیم لم یزل لا یزال حی وقیوم تو ایک ہی ذات پاک منزہ ہے وبس۔

۱۰...... ہاں! اگر مسلمانان اپنے اصلی منصب عبودیت کو مدنظر رکھ کر فرمانبردار وحلقہ بگوش احکام قرآنی وتعلیمات وہدایات روحانی سرور کائنات آنحضرت ﷺ ہمیشہ رہیں اور کسی حالت پر فخر، تکبر، وتعلّی نہ کر کے مدام قولاً وفعلاً ''ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکوننا من الخٰسرین ''(اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو ہم پر بخشس ورحم نہ کرے تو ہم خسارہ پانے والوں سے ہوجاویں گے) نیز''اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین ''(اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مار اور مسکینوں کے زمرہ میں میرا حشر کر)۔

جز خضوع و بندگی و اضطرار
اندران حضرت ندارد اعتبار
تاج ازان اوست وزان ماکمر
وائے اوکز حد خود دار و گذر

والی حالت میں مصروف رہیں تو اس کے فضل وکرم پر امید واثق ہے کہ ایسے مناصب بھی وہ ذات پاک دوامی طور پر برقرار رکھے اور یہ سب اسی کی توفیق واحسان پر موقوف ہے۔ ورنہ انسان بیچارہ کی کیا حقیقت وہستی۔

جہان آفرین گر نہ یاری کند
کجا بندہ پرہیز گاری کند
ہر دلے راسجدہ ہم دستور نیست
مز و رحمت قسم ہر مزدور نیست
لیک استغفار ہم دردست نیست
ذوق توبہ نقل ہر سرمست نیست

فصل نمبر:۳۲...... ’’تیسری قوت بسطت فی العلم ہے جو امامت کے لئے ضروری اور اس کا خاصہ لازمی ہے۔ چونکہ امامت کا مفہوم تمام حقائق ومعارف اور لوازم محبت اور صدق اور وفا میں آگے بڑھنے کو چاہتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے تمام دوسرے قویٰ کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے اور ’’رب زدنی علماً‘‘ کی دعا میں ہردم مشغول رہتا ہے اور پہلے سے اس کے مدارک اور حواس ان امور کے لئے جوہر قابل ہوتے ہیں اس لئے خداتعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۹، خزائن ج۱۳ص۴۷۹)

جواب...... علم کے بارہ میں کچھ باب اوّل میں شرط عالم وخاندانی کے ذیل میں اور کچھ آئندہ بذیل حقائق ومعارف وصرفی نحوی غلطیاں وغیرہ کے جوعرض ہو اس کو ملاحظہ فرماویں۔ ’’قل رب زدنی علمًا‘‘ (اور دعا کرتے رہو کہ اے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر) کی تعلیم مع ’’الرحمٰن علم القراٰن (الرحمان:۱،۲) واللہ یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث واللہ غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون (یوسف:۲۱)‘‘ (رحمان نے قرآن سکھایا۔ اور اللہ تیرا پروردگار تجھ کو برگزیدہ کرے گا اور تجھ کو باتوں کی تعبیر سکھائے گا اور اللہ اپنے امر (کام یا ارادے) پر قادر ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے) وغیرہ عاجز کو

بذریعہ الہام ہوتی رہتی ہے اور گو عاجز کو ہرگز کسی قسم کا دعویٰ نہیں۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ یہ یقین کامل ہے کہ یہ احسانات انعامات واحکام بے وجہ وعبث نہیں۔

فصل نمبر:۳۳...... ’’اور اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اس کے برابر ہو۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۶، خزائن ج۱۳ ص۴۷۷)

جواب...... زبان اور قلم سے ہر ایک جو چاہے دعویٰ کرے اور اپنے آپ کو بنالے۔ لیکن بات وہ جو محض قول ہی نہ ہو بلکہ فعل سے ثابت وظاہر ہو جاوے۔ مرزاقادیانی نے فرمایا ہے کہ قرآنی معارف جاننے میں کوئی دوسرا اس کے برابر نہ ہو۔ بہت اچھا رسالہ (ضرورۃ الامام) میں چند آیات قرآن مجید مرزاقادیانی نے تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں:

اوّل...... ’’وکانوا من قبل یستفتحون‘‘ کو ’’وکانوا یستفتحون من قبل‘‘ تحریر فرمادیا۔

دوم...... ’’اعطیٰ کل شئٍ خلقه‘‘ کا آخری جملہ ’’ثم ھدٰی‘‘ نہ معلوم مخالف مدعا ہونے یا کسی اور سبب سے بالکل چھوڑ دیا۔ لکھا ہی نہیں۔

سوم...... ’’والله اعلم حیث یجعل رسالته‘‘ کو ’’الله یعلم حیث یجعل رسالته‘‘ لکھا ہے۔

چہارم...... احبار ورہبان میں امتیاز نہ کر کے یہود کو رہبان لکھ دیا جو دراصل نصاریٰ ہوتے ہیں۔

پنجم...... ترجمہ اور تفسیر آیات واحادیث میں جو حسب پسند خاطر کمی بیشی فرمائی۔ نیز تفسیر آیات جو شہادت القرآن میں مفید مدعا خود خلاف کبراء امت جس کا ذکر دوسرے موقع پر ہے وہ علاوہ رہی۔

اب غور فرماویں کہ یہی قرآنی معارف ہیں جن میں کوئی دوسرا مرزاقادیانی کے برابر نہیں؟ معارف تو بجائے خود آیات بھی صحیح نہیں لکھیں اور عام فہم امور بھی درست نہیں بیان کئے۔ عاجز تو کوئی عالم مولوی نہیں اور نہ ایسے امور کی طرف توجہ۔ لیکن یہ ایسے عام فہم امور ہیں کہ عام کم علم مسلمان قرآن خوان بھی ان کو جانتے اور سمجھتے ہیں اور ایسی غلطیوں کو کلام رب عزیز میں گناہ جانتے ہیں۔

۲...... مرزاقادیانی شاید یہ فرماویں کہ یہ سہو کاتب ہیں وغیرہ۔ لیکن لطف تب ہے کہ مرزاقادیانی اصل مسودہ دستخطی خود بدولت اس کے ثبوت میں اطمینان معترضین کے لئے پیش کریں۔ جس سے ثابت ہو کہ بیشک سہو کاتب ہے۔ اگرچہ احبار یہود کو بار بار راہب لکھنا وغیرہ تو کسی صورت میں سہو کاتب ہو نہیں سکتا ویا سیدھا صاف مؤمنین اہل اللہ کی طرح اعتراف فرماویں کہ ہم سے ہی ایسا ہوا ہے۔ لیکن یہ امر بموجودگی دعاوی بے شمار بظاہر خیلے مشکل ودشوار معلوم ہوتا ہے اور دوسری طرف ’’ربنا ظلمنا انفسنا‘‘ کے اقرار کرنے والے کی اولاد ونسل

کے لئے کچھ مشکل ودشوار بھی نہیں ہے۔ کیونکہ بنی آدم انسان سے غلطیاں ہوتی ہی ہیں۔ پھر مرزا قادیانی سے ہونا کیا تعجب وکیا حرج؟ ہاں! غلطی کا اعتراف اور اسے توبہ لازمی وفرض انسانی ہے اور اس پرہٹ واصرار نسبت شیطانی ''اللھم اجعلنا من التوابین واجعلنا من المتطھرین سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک ''(اے اللہ ہم کو توبہ وطہارت حاصل کرنے والوں سے بنا تو پاک ہے۔اے اللہ اور ہم تیری حمد کرتے ہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں)

۳...... رہا کمالات افاضہ واتمام حجت ان کا بھی ان ہی امور پر قیاس کرنا چاہئے اور ان کی نسبت پہلے کچھ عرض بھی ہو چکا ہے۔

فصل نمبر:۳۴...... ''اس کی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے۔''

(ضرورۃ الامام ص۹، خزائن ج۱۳ص۴۷۹)

جواب...... بقول ؎

خود خویشتن گم ست کرا رہبری کند

جس کو اپنی غلطیوں کا ہی پتہ نہ لگے اور ان کو سالہا سال تک صحیح نہ کر سکے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے ایام الصلح میں خود اعتراف کیا ہے اور نہ غلطی سے بچ سکے۔ وہ دوسرے کے علوم کی کیا تصحیح کرے گا۔ ہاں! اگر زبردستی خداتعالیٰ کا خوف چھوڑ کر اپنی غلطی کا اقرار نہ کرے اور خواہ مخواہ فضیلت جتانے کو دوسروں کی غلطیاں بنا کر ان کی تصحیح کرتا جائے۔ اس کو کیا کہیں اور اس کا کیا علاج۔ مثلاً جو کوئی لیلۃ القدر کو جس کو اللہ جل جلالہ ''خیر من الف شھر ''(بہتر ہے ہزار ماہ سے) فرمادے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس کی نہ صرف تعریف فرماویں بلکہ حکم دیں۔''...... لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الا واخر من رمضان ''(تم لیلۃ القدر کی تلاش کرو رمضان کے آخری عشرہ کے طاق راتوں میں) اور اس میں دعا ''اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی ''(اے اللہ تو معاف کرنے والا دوست رکھتا ہے معافی کو پس معاف کر مجھ سے) پڑھنے کی ہدایت کریں اور دیگر فضیلتیں بیان فرماویں۔ لیکن وہ بہادر بے خوف بے ضرورت اس کو ظلمت کا زمانہ قرار دے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (فتح اسلام ص۵۴، خزائن ج۳ص۳۲) میں لکھا ہے کہ: ''تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے۔ لیلۃ القدر اس ظلمانی زمانہ کا نام ہے۔ جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ درحقیقت یہ رات نہیں ہے یہ زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے۔''

اب غور وانصاف فرماویں کہ یہی پیغمبر ﷺ کی پیروی ومحبت ہے کہ وہ فرماویں وہ رات ہے اس کو عشرہ آخر کے وتر رمضان میں تلاش کرواور آپ مخالفت اور مقابلہ سے حقیقت فہم بن کر کہیں کہ درحقیقت یہ رات نہیں یہ زمانہ ہے۔ کیا آنحضرت ﷺ سے آپ معاذ اللہ زیادہ حقیقت جانتے ہیں؟ اورزور سے ''درحقیقت'' لکھ کران کی مخالفت کرتے ہیں۔ فتدبر!

۲...... اور ایسا ہی نزول ملائکہ میں ان کے شخصی وجود کے ساتھ زمین پر اترنے سے انکار اور حضرت جبریل علیہ السلام کا اپنے نورانی سایہ ڈال کر مستعد کے دل میں اپنی عکسی تصویر لکھ دینا۔

۳...... روح القدس، روح الامین شدید القویٰ ذوالافق الاعلیٰ ان حالتوں کے نام ہیں جو خالق اور مخلوق کی محبت کے جوڑ سے متولد وپیدا ہوتی ہیں۔

۴...... جبرائیلی نور کا ہیڈ کوارٹر آفتاب ہے۔

۵...... تاثیرات نجوم۔

۶...... دجال سے مراد ہر ایک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا۔

۷...... اسی طرح دوسرے شرعی ودینی مسائل کو اپنے مطلب ومدعا کے لئے استعارات۔

۸...... اور مسیح علیہ السلام کے معجزات والی آیات قرآن مجید کو متشابہات بلکہ معجزات کو مسمریزم کی تاثیر کہی۔

۹...... صریح صریح احادیث رسول اللہ ﷺ میں خلاف سلف وخلف کبراء امت خواہ مخواہ کچھ کا کچھ لکھے۔ تو کیا تصحیح علوم ورائے صائب ہونے کے یہ ہی علامات ونتائج ہیں؟ شاید حصول فتویٰ امرتسر والا میں جس میں الہام خود بدولت ''جزاء سیئة بمثلها'' کی مرزا قادیانی نے صداقت ثابت کی ہے۔ اس میں بلحاظ ظاہر خیال کرتے ہوں کہ ہماری رائے صائب بڑی ہے۔ اس حیلہ سے فتویٰ حاصل کرلیا۔ لیکن خوش قسمتی سے کسی کے علوم کی صحت کا باعث پھر بھی نہیں ہوئی۔ بلکہ مسلمانوں کے لئے باعث حیرانی وافسوس ہوئی کہ یہ دعاوی صدق وراستی کے اور یہ کارروائی خلاف حق۔

فصل نمبر:۳۵...... ''اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق اسی کی طرف ہوتا ہے۔ کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نور فراست اس کی مدد کرتا ہے اور وہ نوران چمکتے ہوئے شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا۔'' وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء'' (ضرورۃ الامام ص۹، خزائن ج۱۳ص۴۷۹)

جواب...... یہ عبارت گذشتہ کا اعادہ وتکرار ہے۔ بہر حال مجرد دعویٰ سے اور زبانی کہنے سے کہ حق ہماری طرف ہے۔ ہرگز حق ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ حق ثابت ہوتا ہے۔ دلائل وبراہین سے اور سب سے بڑھ کر اللہ عزوجل کی کلام پاک سے جیسا ارشاد ہے۔’’ **ویحق اللہ الحق بکلماتہ ولو کرہ المجرمون** (انفال:۸) **ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ علیم بذات الصدور** ‘‘(اور ثابت کرتا ہے اللہ تعالیٰ حق کو اپنے کلموں سے۔ اگرچہ برے لگیں مجرموں کو، اور مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ باطل کو اور ثابت کرتا ہے حق کو اپنے کلموں سے بے شک وہ جاننے والا ہے سینہ کی باتوں کو)

۲...... یہ عمدہ اور خوشی کی بات ہے کہ اس امر کا فیصلہ ہو جاوے کہ حق مرزا قادیانی کی طرف ہے۔ سو اگرچہ امور تو بہت ہیں اور حقائق دینی بھی اعلیٰ علوم ہیں۔ لہٰذا ان سب کو دوسرے موقع کے واسطے رکھ کر سردست زیادہ نہیں۔ دو آیات قرآن مجید کی فقط صحت عبارت ہی کی نسبت جو عام مسلمانان اور کم علم حافظان قران مجید بھی سمجھ سکتے ہیں اور قرآن مجید سے بڑھ کر کوئی دینی حقائق بھی نہیں ہو سکتے اور جن کی نسبت عاجز نے بجواب (فصل نمبر۳۳) اور نزول ورؤیت ملائکہ کی نسبت بحوالہ احادیث بجواب عبارت (ضرورۃ الامام ص۱۶، خزائن ج۱۳ص۴۷۷) عرض کیا ہے۔ ان میں اگر مرزا قادیانی خود بدولت کی طرف حق ثابت کر دیں۔ یعنی وہ آیات اسی طرح ثابت ہوں۔ جس طرح مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمائے ہیں اور نزول ملائکہ بدلائل شرعیہ وارشاد سید الاولین والآخرین ﷺ ویسا ہی متحقق ہو جاوے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے تو عاجز ان میں حق ان کی طرف مان کر بعد میں دوسرے امور ودینی حقائق بیان فرمودہ مرزا قادیانی استفسار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کرے کہ اسی طرح دیگر اختلافات بھی رفع ہو کر فیصلہ ہو جاوے اور عاجز کو الہاماً یہ دعا بھی تعلیم ہوئی ہے۔’’ **اللھم افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین** ‘‘(اے اللہ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ساتھ حق کے فیصلہ کر اور تو اچھا ہے فیصلہ کرنے والا ہے)

۳...... نور فراست اور چمکتے ہوئے شعاعوں کا حال بھی اس میں کھل جائے گا۔ اگرچہ کچھ نور فراست کا حال مرزا قادیانی نے خود بھی کتاب (ایام الصلح ص۴۱، خزائن ج۱۴ص۲۷۲) میں یوں بیان کیا ہے۔’’اس جگہ یاد رہے کہ میں نے‘‘ براہین احمدیہ میں یہ غلطی سے توفی کے معنی ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں...... وہ میری غلطی ہے۔ الہامی غلطی نہیں میں بشر ہوں اور بشریت کے عوارض مثلاً جیسا کہ سہو ونسیان غلطی تمام انسانوں کی طرح مجھ میں بھی ہیں۔ گو میں جانتا ہوں کہ کسی

غلطی پر مجھے خدا تعالیٰ قائم نہیں رکھتا۔ مگر یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں اپنے اجتہاد میں غلطی نہیں کر سکتا۔ خدا کا الہام غلطی سے پاک ہوتا ہے۔ مگر انسان کا کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔ کیونکہ سہو ونسیان لازمہ بشریت ہے۔ میں نے براہین احمدیہ میں یہ بھی اعتقاد ظاہر کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر واپس آئیں گے۔ مگر یہ بھی میری غلطی تھی جو اس الہام کے مخالف تھی کہ جو براہین احمدیہ میں لکھا گیا۔ کیونکہ اس الہام میں خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور مجھے اس قرآنی پیش گوئی کا مصداق ٹھہرایا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خاص تھی اور آنے والے مسیح موعود کی تمام صفات مجھ میں قائم کئے۔'' اب مرزا قادیانی خود ہی انصاف کریں کہ قرآنی حقائق معارف تو کہاں خود اپنے الہام ہی کے سمجھنے میں کیسی غلطیاں کھائیں اور نور فراست کا کیا حال ہوا۔ رائے صائب کیسی ضعیف ونا تواں رہی اور کس قدر سالہا سال کے بعد ان غلطیوں پر آپ کو اطلاع ہوئی اور اب ہی کیا دلیل ہے کہ غلطی پر اطلاع ہوئی یا غلطی پر اور غلطی ہوگئی اور یہ ہی امر بظاہر متحقق ہے۔

بہر حال عاجز کو بہت خوشی ہوئی کہ الحمدللہ آخر اپنی باری کچھ تو سہو ونسیان وغلطی کو قبول فرمایا ہے۔ یہ بھی غنیمت ہے۔ بمقابلہ اس افضلیت تکبر وعلو وتفاخر وتعلّی کی جس کا اظہار اب تک مرزا قادیانی کرتے رہے۔ شکر ہے کہ اب ذرا تنزل فرما کر بشریت ولوازم بشریت کو منظوم فرمایا ہے۔

۴...... امید کہ مرزا قادیانی اگر انابت سے دعا اور غور کریں گے تو ان کو یہ بھی معلوم ہو جاوے گا کہ الہام میں کسی نبی ورسول کے نام پر پکارے جانے ہی سے وہ ملہم امت سے نکل کر وہی نبی اور رسول ہرگز نہیں بن جاتا۔ کیونکہ نبوت ورسالت ختم ہو چکی ہے اور یہ بھی غور کا مقام ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے الہامات میں دوسرے بھی انبیاء علیہم السلام کے نام سے اپنے تئیں مخاطب ہونا لکھا ہے۔ مثلاً آدم، ابراہیم، یوسف، داؤد، سلیمان، موسیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین بلکہ ایک جگہ مریم بھی لکھا ہے تو کیا اس سے آپ یہ سب کچھ بن گئے؟ اور اگر آپ کے نزدیک امر مسلم ہے تو پھر خصوصیت سے حضرت مسیح بننے میں کیا حکمت ہے؟ کیا اس لئے کہ ان کی جگہ واسامی زمین پر خالی تھی اور مسلمان وغیرہ ان کے منتظر تھے؟

۵...... مرزا قادیانی کے فہم واجتہاد کی غلطیاں اور بھی بہت ہیں جن میں سے کچھ عاجز نے مختصر طور پر عرض کی ہیں۔ مرزا قادیانی ان پر نیز اس امر پر کہ الہام میں باسم وبخطاب انبیاء علیہم السلام پکارے جانے سے کوئی ملہم وہ نبی نہیں بن سکتا۔ اگر تأمل وغور وٹھنڈے دل سے بلا طیش وجوش نظر فرماویں گے اور سلف صالحین کی تحقیق وتحریر دربارہ الہام توجہ سے دیکھیں گے تو امید ہے کہ بہ شرط

اخلاص وانابت بہت فائدہ ہوگا اور کیا عجب کہ اپنے دعاوی پر نظر ثانی کر کے غلطی کے دور کرنے کی اللہ پاک توفیق عطاء فرماوے اور اس طرح سے اختلاف کلیۃ رفع ہو جاویں۔ غلطی ہو جانا کچھ بھی عجب نہیں۔ خصوصاً جب کوئی بے امام وبلا رہبر وپیر اس کوچہ میں قدم رکھے اور اللہ پاک تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے قانون کی خلاف ورزی کرے۔ لیکن رجوع وتوبہ سے سب کچھ معاف ہوکر واہب العطیات کے انعام کے دروازے کھل جاتے ہیں اور درجات میں ترقی ہوتی ہے۔ اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے توفیق رفیق کرے۔ آمین!

۶...... مرزا قادیانی نے (ضرورۃ الامام ص۳، خزائن ج۱۳ ص۴۷۳) میں فرمایا کہ ''رسول اللہ ﷺ کا یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو کا آنا بیان فرمانا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس میں خدا کا نور اترا ہے۔''

پھر (ص۴ ج۱۳ ص۴۷۵) میں فرمایا کہ امام الزمان کے ساتھ ہزارہا انوار آتے ہیں اور انتشار روحانیت ونورانیت ہوکر نیک استعدادیں جاگ اٹھتی ہیں...... مگر مسیح موعود کے زمانہ کو اس سے بھی بڑھ کر خصوصیت ہے۔'' اب یہاں پہنچ کر مخالف فرمودہ سابق فرماتے ہیں کہ وہ نوران چمکتے ہوئے شعاعوں کے ساتھ (بغیر امام) دوسروں کو نہیں دیا جاتا۔ انتہی!

سبحان اللہ! گویا آج کل جو کچھ ہیں مرزا قادیانی ہی ہیں۔ دیگر مخلوق ہیچ وبے نور، یہ ہی عجیب خصوصیت سب سے بڑھ کر خود بدولت کے عہد کو ہوئی؟

فصل نمبر:۳۶...... ''پس جس طرح مرغی انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے لے کر ان کو بچے بناتی ہے اور پھر بچوں کو پروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر ان کے اندر پہنچا دیتی ہے۔ اسی طرح یہ شخص اپنے علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ سے رنگین کرتا رہتا ہے اور یقین اور معرفت میں بڑھاتا جاتا ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۹، خزائن ج۱۳ ص۴۷۹)

جواب...... یہاں تو مرزا قادیانی نے توحید وخالقیت وتربیت الٰہی کو حد تک پہنچا دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عالم تو بجائے خود عام مسلمانان بھی خلق وتربیت وغیرہ کو خالق ومالک بدیع السموات والارض ومابینہما کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں۔ کاش مرزا قادیانی نے ''قدرت الٰہی سے'' کا جملہ مرغی کے بچے بنانے وغیرہ کے ساتھ لکھ دیا ہوتا۔ مرغی بیچاری خاک اور اپنا سر بناتی ہے اور خاکستر جوہر پہنچاتی ہے۔ وہ پہلے اپنے آپ کو تو بنائے مرغ خار بلی کتے کی گرفت اور پھر ذبح وغیرہ سے بچائے۔ یہ سب اسی خالق مالک رب رحمٰن رحیم کی صفت ربوبیت ہے جو ہو رہا ہے۔ ہر چرند پرند انسان، حیوان بلکہ ذرہ ذرہ اس قادر حی وقیوم لم یلد ولم یولد کے حکم اذن وتحت میں خدمت کر رہا

ہے۔ اگر کوئی بوجہ نادانی شیخی سے اپنی ٹانگ اڑائے یا ان خاص صفات خالق کی نسبت کسی دوسری مخلوق کی طرف کرے تو اس کی کم فہمی ونادانی ہے۔

۲...... خیر جس طرح سے عوام ناواقفی وشیخی سے کہا کرتے ہیں کہ ہم نے یہ کیا وہ کیا۔ اسی طرح مرزاقادیانی نے بھی بلاخیال مرغی کو بچہ بنانے والی جوہر پہنچانے والی اور خود بدولت کو علوم روحانیہ سے رنگین کرنے والا اور یقین ومعرفت بڑھانے والا فرمادیا۔ لیکن یہ امر دعویٰ مشاہدہ جمال الٰہی وعرفان اور معرفت کی نہایت منافی ومخالف ہے اور محل تعجب اس قادر وخالق جل جلالہ کی مشیت قدرت واختیار وغیرہ مدنظر رکھنے کے واسطے قرآن مجید میں حکم ہے کہ آئندہ کا کوئی وعدہ کرتے وقت انشاءاللہ ضرور کہو۔ جیسا فرمایا: ''ولا تقولن لشئ انی فاعل ذلک غدًا الا ان یشاء اللہ'' (اور مت کہہ کسی شئے کے لئے کہ میں کل کروں گا۔ مگر کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو) اور اسی لئے عام مؤمنین ہر امر پر اللہ تعالیٰ کی قدرت واختیار کو بات چیت میں زبان پر لاتے ہیں۔ چونکہ مرزاقادیانی کو تقرب ومشاہدہ جمال الٰہی کا دعویٰ تمام جہان سے بڑھ کر ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپ باایں دعاوی پیدائش وخلق بچہ ہائے مرغی پر بھی خالق ومالک اللہ پاک جل شانہ وعم نوالہ کا اسم مبارک یاد نہ فرماویں۔

۳...... کیا آیات قرآن مجید ''لا الہ الا ھو خالق کل شئ فاعبدوہ وھو علیٰ کل شئ وکیل (انعام:۱۰۲) قل ائینکم کتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہ اندادًا ذلک رب العلمین (حٰم السجدہ:۹) قل اللہ ینجیکم منھا ومن کل کربٍ ثم انتم تشرکون. قل من یرزقکم من السمآء والارض ام من یملک السمع والابصار ومن یخرج الحیّ من المیت ویخرج المیت من الحیّ ومن یدبر الامر فسیقولون اللہ فقل افلا تتقون (یونس:۳۱) فذٰلکم اللہ ربکم الحق فماذا بعد الحق الا الضلال فانّٰی تصرفون (یونس:۳۱) قل ھل من شرکآئکم من یبدو الخلق ثم یعیدہ (یونس:۳۴) قل اللہ خالق کل شئ وھو الواحد القھار (الرعد:۱۶) ھل من خالق غیر اللہ یرزقکم من السماء والآرض لا الہ الا ھو فانّٰی تؤفکون (فاطر:۳) اللہ خالق کل شئ وھو علیٰ کل شئ وکیل (الزمر:۶۲)'' (نہیں کوئی معبود مگر وہ پیدا کرنے والا ہر شئے کا پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر شئے پر نگہبان ہے تو کہہ کیا تم کفر کرتے ہو اس اللہ کے ساتھ جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور اس کے واسطے شریک بناتے ہو وہ............رب ہے جہاں والوں کا تو کہہ اللہ نجات دیتا ہے تم کو اس سے اور ہر سختی سے۔

پھر تم شریک مقرر کرتے ہو تو کہہ کون رزق دیتا ہے تم کو آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کانوں اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے اور کون تدبیر کرتا ہے امر کی پس شتاب کہیں گے اللہ پس تو کہہ کیا پس تم نہیں ڈرتے؟ پس یہ اللہ تمہارا رب سچا ہے۔ پس نہیں ہے حق کے پیچھے مگر گمراہی پس کس طرف پھیرے جاتے ہو تم تو کہہ کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے کہ خلقت کو پیدا کرے اور پھر لوٹا دے؟ تو کہہ اللہ ہر شئے کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ایک ہے غالب۔ آیا کوئی پیدا کرنے والا سوا اللہ کے ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دے۔ نہیں کوئی معبود مگر وہی پس کس طرف پھرے جاتے ہو۔ اللہ ہر شئے کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر شئے پر وکیل ہے) کی طرف مرزاقادیانی نے توجہ نہیں فرمائی۔ یا شاید وہ دل سے محو ہوگئے ہیں۔ جیسا کہ مقام عبودیت اور اپنی حد سے بڑھنے والوں کا حال ہوا کرتا ہے۔

۴...... دیکھئے پیر صاحب جن کی کتاب فتوح الغیب کا مرزاقادیانی مطالعہ فرمایا کرتے ہیں وہ بھی فرماتے ہیں۔''این انت من خالق الشیاء المکون کل شیٔ ''(تو کہاں دور جا پڑا ہے خالق ہر شئے اور ہست کرنے والے کل شئے سے) پھر سب سے اخیر پر خود بدولت ہی کا مؤلفہ ومسلمہ مقولہ خیال فرمایا ہوتا ۔

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفران ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب وبہتان ہے
بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آسان ہے

۵...... پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''ثم الذین کفروا بربھم یعدلون''(پھر جو لوگ کافر ہوئے وہ (دوسروں کو) اپنے رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں) ایسا ہی تجرید التوحید میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شرک کرنے والوں میں وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا پیدا کرنے والا ثابت کرتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے برابر اس کو نہ کہے اور یہ قدریہ مجوسیہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ حیوان کے افعال کا پیدا و پرورش کرنے والا نہیں۔ نہایت تعجب ہے کہ مرزاقادیانی بایں دعاوی حقائق ومعارف کے مرغی کو بچے بنانے والی وجوہر پہنچانے والی اور خود بدولت کو رنگین کرنے والا وغیرہ فرماتے ہیں؟ ایسی ایسی باتوں سے اس صادق موحد وخالص متوکل اعنی سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے توحیدی حالات ومقالات یاد آتے ہیں جن کی صحبت بابرکت بزبان حال یہی وعظ کرتی تھی ۔

تشھد بان اللہ جل جلالہ
متفرد بالملک والسلطان
وھو القدیر فکل شئ فھو مقد
ورلہ طوعا بلا عصیان
وعموم قدرتہ تدل بانہ
ھو خالق الافعال للحیوان

(تم شہادت دو اس امر کی کہ اللہ جل جلالہ ملک اور بادشاہت میں اکیلا ہے اور وہ قادر ہے اور ہر شیئے اس کے واسطے طوعاً بغیر نافرمانی کے مقدور ہے اور اس کی عموم قدرت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ حیوانوں کے واسطے افعال کا پیدا کرنے والا ہے)

۶...... خیر یہ تو عالی حالات وطبقہ اعلیٰ کی باتیں ہیں۔ یہاں تو بڑا تعجب یہ ہے کہ باوجود دعویٰ علوم تمام جہان مرزا قادیانی کو یہ بھی خبر نہیں کہ اب ایسی ایسی کلین ایجاد ہوگئی ہیں جن میں قدرت الٰہی سے انڈوں کے بچے بدون محنت وہمت مرغی بن جاتے ہیں اور وہ جوہر بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور عرصہ بھی کم لگتا ہے اور نہ فقط یہ مصنوعی کلین ہی بلکہ دوسرے بے جان اشیاء مثل روئی وبھوسہ وغیرہ بھی بحکم الٰہی یہ کام ایسے حسن وخوبی سے دیتے ہیں کہ خود مرغی سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اکثر مرغیاں اپنی نافہمی وبے تمیزی سے سارے انڈوں کو سمیٹنے کی لیاقت وطاقت نہ رکھ کر ان کو پراگندہ وتتر بتر کر کے خراب وگندہ کر دیتی ہیں اور بعض بدخصلت خودغرض ایسی بھی ہوتی ہیں کہ ان کو چونچوں سے توڑ کر کھا جاتی ہیں۔

اب دیکھئے کہ جب مرزا قادیانی نے مرغی کو صفت خالقیت وحدہ لاشریک میں شریک کر دیا تو ان مصنوعی اشیاء کو کن صفات میں خالق ومالک کا عدیل قرار دیں گے۔

۷...... مرزا قادیانی نے بقول خود مرغی کی طرح بچے بنا کر پروں کے نیچے رکھ کر اپنے جوہر پہنچا کر علوم روحانیہ سے صحبت یابوں کو علمی رنگ میں رنگین اور یقین ومعرفت میں جیسا بڑھایا ہے اس کا کچھ مختصر حال دوسری جگہ عرض ہوا ہے اور کچھ مرزا قادیانی نے براہ مہربانی آ گاہی مخلوق کے لئے خود بھی اپنے رسالہ شہادۃ القرآن کے اخیر پر التوائے جلسہ کے اعلان میں اور اس کے بعد اشتہار ۲۹؍مئی ۱۸۹۸ء میں تحریر فرمایا ہے جو قابل ملاحظہ ہے۔ پھر یہ بھی حل طلب ہے کہ جو اصحاب سالہا سال سے صحبت کا فیض اٹھا کر علوم روحانیہ سے علمی رنگ میں رنگین ویقین ومعرفت میں اس عرصہ دراز میں کامل اور فارغ التحصیل ہو چکے ہیں ان کاملوں کو دوسری مخلوق الٰہی کے فائدہ پہنچانے کی

خاطر رخصت کیوں نہیں ملتی؟ اگر وہ طالبان سالہا سال وعرصہ دراز میں بھی اب تک کمال کو نہیں پہنچے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے لائق نہیں ہوئے تو دو حال سے خالی نہیں یا طالبان ہی غبی طبیعت وسنگ مزاج ہیں۔ جس پر شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا مصرعہ ''تربیت نااہل را چون گرگان برگنبدست'' والا صادق آئے گا۔ ویا اثر صحبت وتعلیم ہی خود کمزور وناقص ہے۔ بہرحال یہ ہر دو امور ایسے جلیل الشان دعویٰ امامت کے لئے باعث کسر شان ہیں جب دعا کا اثر بجلی کی طرح ہو۔ آسمانوں میں غلغلہ ملائک میں شور واضطراب پڑے۔ تقدیریں بدلیں۔ الٰہی ارادے اور رنگ پکڑیں۔ تموج والا کن کبھی خطا نہ جائے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے رسالہ ضرورۃ الامام کے ص۱۱ وغیرہ میں لکھا ہے تو وہاں جوہر پہنچانے اور تاثیر صحبت میں اس قدر عرصہ نہ دیر کے کیا معنے؟

فصل نمبر:۳۷...... ''مگر دوسرے ملہموں وزاہدوں کے لئے اس قسم کی بسطت علمی ضروری نہیں۔ کیونکہ نوع انسان کی تربیت علمی ان کے سپرد نہیں کی جاتی اور ایسے زاہدوں اور خواب بینوں میں اگر کچھ نقصان علم وجہالت باقی ہے تو چنداں جائے اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کسی کشتی کے ملاح نہیں ہیں۔ بلکہ خود ملاح کے محتاج ہیں۔ ہاں! ان کو ان فضولیوں میں نہیں پڑنا چاہئے کہ ہم اس روحانی ملاح کی کچھ حاجت نہیں رکھتے۔ ہم خود ایسے اور ایسے ہیں۔''

(ضرورۃ الامام ص۹، خزائن ج۱۳ ص۴۸۰)

جواب...... بسطت علم کی نسبت عرض ہو چکا ہے۔ نوع انسان کی تربیت علمی جب مالک خالق علیم کسی کے سپرد کرتا ہے اس کے سب سامان بھی آپ ہی اپنے فضل وکرم سے عطاء فرماتا ہے۔ اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں اور نہ سامان ہی ختم ہو چکے ہیں۔

۲...... نعماء الٰہی میں جو بلالحاظ وبلا استحقاق ہر قسم ادنیٰ اعلیٰ مخلوق پر واہب العطیات ومنزل البرکات کے فیضان عام سے مثل باران رحمت ہر آن وہر لحظہ نازل ہورہی ہیں ان میں اس قدر امساک وبخل وحسد کی کیا ضرورت ہے؟

۳...... کبھی مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ تقویٰ طہارت سے کوئی شخص امام نہیں کہلاسکتا۔ کبھی ہر ایک ملہم وصاحب رؤیا صادقہ امام نہیں ٹھہر سکتا۔ کبھی دوسرے عاجز ان کے الہام کی تحقیر کہ ان سے افاضہ علوم نہیں ہوتا نہ کسی تحدی کے لائق ہوتے ہیں۔ بلکہ ٹھوکر کا موجب ہوتے ہیں۔ خطرات سے امن نہیں، کبھی امامت کی شرکت سے ترہیب، کبھی امامت کی ادنیٰ چاکری وغلامی کی ترغیب، کبھی امامت کی حاجت نہ سمجھنے کے خیال کو سراسر معصیت فرمانا، کبھی امام کی شناخت نہ کرنے پر اس کو اندھا اٹھنا فرمانا، کبھی غلامی وسلسلہ میں داخل نہ ہونے والے کا خاتمہ خطرناک بتانا۔ کبھی

مؤمنین کے رؤیا والہامات کو امام کے نور کا پرتو کہنا، کبھی الہام، فکر، غور، تفقہ دینی کی استعداد اور تدبر سوچنے کی قوت، رغبت، عبادات، مباحثات، استدلال، اتمام حجت کی طاقت خود بدولت امام ہی کے طفیل عطاء ہونا، کبھی قسمت کا پھیر لگا کر غریبوں کے سلب ایمان تک نوبت پہنچانا، بلعم کی مثال دے کر ڈرانا، کہیں امام الزمان کو حسب پسند وخود تراشیدہ اوصاف سے متصف کرنا، کہیں جہاں کے معقولیوں وفلسفیوں کو ہر رنگ میں مباحثہ کر کے مغلوب کرنا، دقیق در دقیق اعتراضات کا عمدگی سے جواب دینا، کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہ پڑنا۔ کبھی محمدی فوجوں کی سپہ سالاری، کبھی دین کی دوبارہ فتح، کبھی اس کے جھنڈے کے نیچے آنے والوں کو اعلیٰ درجہ کے قویٰ عطاء ہونا، امام کا قوت اخلاقی میں کمال فطرت میں، امامت کی روشنی وقوت جو درشت بات کا متحمل نہ ہو سکے وہ کسی طرح امام الزمان نہیں ہوسکتا۔ الٰہی امور میں سب سے اوّل درجہ رہنے کی قوت اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہ ہونا جو قرآنی معارف جاننے وکمالات افاضہ اتمام حجت میں اس کے برابر ہو۔ اس کی رائے صائب دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے۔ حق اسی کی طرف ہوتا ہے۔ غرض جس قدر عمدگی وبہتری افضلیت وکمال وغیرہ ہیں وہ سب خود بدولت کے لئے اور جو نقصان علم جہالت کمی وغیرہ ہے وہ سب دوسرے عاجزوں کے لئے تجویز فرمانا۔ اب مرزا قادیانی براہ مہربانی ان سب کا جواب جو عاجز کو الہاماً تعلیم ہوا ہے۔ انصاف سے اس پر غور فرمائیں کہ کیسا باصواب وکامل ہے۔ یعنی رسالہ ضرورۃ الامام کے مطالعہ کے بعد الہام ہوا۔ ’’**قل لو کنتم تملکون خزائن رحمة ربی اذًا لا مسکتم خشیة الانفاق** ‘‘(تو کہہ اگر تم مالک ہو میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو اس وقت تم خرچ ہو جانے سے ڈر کر بند کر رکھو) اور مرزا قادیانی نے سرورق رسالہ پر جو اظہار فضیلت کر کے لکھا ہے کہ: ’’صرف ڈیڑھ دن میں تیار ہو کر مطبوع ہوا۔‘‘ اس کی نسبت الہام ہوا: ’’**کان الانسان عجولاً** ‘‘(ہے انسان جلدی کرنے والا) ذرہ دیر کے لئے غصہ ومخالفت دور فرما کر انصاف سے سوچیں اور مولوی رومی صاحب کے ابیات پر بھی نظر کریں۔

چند حرف طمطراق و کاروبار	کاروبار خود بہیں وشرم دار
کبرزشت واز گدایان زشت تر	روز سرد و برف انگہ جامہ تر
چند دعویٰ ودم باد بردت	اے تراخانہ جوبیت العنکبوت
اے تو بندہ این جہان محبوس جان	چند گوئی خویش را خواجہ جہان
کریکی و از قذر آ گندۂ	طمطراقی درجہان افگندۂ
آنچہ منصب میکند باجاہلان	از فضیحت کے کند صدار سلان

احمقان سرور شد استند وزبیم　　عاقلان سراہا کشیدہ درگلیم
ہر کہ بالا تر رود ابلہ ترست　　کاستخوان او تبر خواہد شکست
ہست الوہیت ردائے ذوالجلال　　ہر کہ درپوشد برد گرود و بال
خویش راعریان کن از فضل و فضول　　تگاکند ہر دم ترا رحمت نزول
اے خنک آنرا کہ ذلت نفسہ　　وائے آن کز سرکشی شد خوی او

۴...... کشتی کا ملاح بننے کا الہام بھی عاجز کو ہوتا ہے اور کشتی کی تیاری کا حکم بھی الہاماً ہو کر پھر الہام ہوا۔ ’’بسم اللہ مجرھا ومرسٰھا ان ربی لغفور الرحیم (ہود:۴۱)‘‘ (اللہ کے نام سے ہے۔ اس کا چلنا اور ٹھہرنا بے شک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے) پھر الہام ہوا: ’’ان الذین ظلموا انھم مغرقون‘‘ (تحقیق وہ لوگ کہ ظلم کیا انہوں نے وہ ہی غرق کئے جاویں گے) جن کے ظہور کی قادر قدیر کے فضل وکرم سے امید واثق ہے۔ یہ بھی بہت دفعہ ہوا ہے۔ ’’ساوریکم اٰیٰتی فلا تستعجلون‘‘ (قریب دکھلاؤں گا میں تم کو اپنی نشانیں پس تم جلدی نہ کرو)

۵...... جب عاجز اپنے آپ کو ناچیز محض ذرہ بے مقدار سمجھتا ہے اور کسی قسم کے علوم مرتبت فضیلت، لیاقت کا دعویدار نہیں تو فضولیوں میں پڑنے کا کیا ذکر۔ ہاں! الہام کی اطاعت وفرمانبرداری جو اختیار سے باہر ہے اس سے چارہ وگزیر نہیں ہوسکتا۔

۶...... یہ بھی قابل غور ہے کہ ہادی المضلین وارحم الراحمین جل جلالہ وعم نوالہ جب ایک عاجز شخص کو محض اپنے فضل وکرم سے کسی مجرد زبانی دعویدار ملاح کو گرداب ضلالت میں خود غوطہ کھاتا ہوا اور ڈوبتا ہوا اور کشتی کو معہ سواران غیر مامون والٹے رستہ پڑنے کے سبب معرض ہلاکت میں اور درصورت توبہ واستغفار کرکے ہوش سنبھال کر اپنی مخلصی ونجات کا فکر نہ کرنے کے قریب الغرق دکھلاوے تو وہ عاجز شخص پھر کیونکر اس غوطہ کھانے والے اور ڈوبنے والے ملاح اور اس کی ناقص وپرخطر کشتی کی طرف التفات ونظر کرسکتا ہے؟ ہاں! اگر اللہ پاک اس کو توفیق وہمت دے گا تو ڈوبنے والوں کے بچانے کی حتی الوسع کوشش کرے گا۔ ’’وما توفیقی الا باللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم‘‘

فصل نمبر:۳۸...... ’’اوران کو یاد رکھنا چاہئے کہ ضرور ان کو حاجت ہے جیسا کہ عورت کو مرد کی حاجت ہے۔ خدا نے ہر ایک کو ایک کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس جو شخص امامت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اگر وہ ایسا دعویٰ زبان پر لائے گا تو وہ لوگوں سے اسی طرح ہنسی کرائے گا جیسا کہ ایک نادان ولی نے باشادہ کے روبرو ہنسی کرائی تھی۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۰، خزائن ج۱۳ ص۴۸۰)

جواب…… اگر یہ قاعدہ مرزا قادیانی کا ایسا ہی کلیہ وضروری ہے کہ اس امر میں دوسرے کی حاجت لابد ہے۔ جیسا کہ بقول مرزا قادیانی عورت کو مرد کی تو مرزا قادیانی یہ بھی تو فرماتے کہ آپ نے ایسی حاجت کے وقت کس مرد خدا کی طرف رجوع فرمایا تھا؟ اور اگر خود بدولت کو اس سے مستثنیٰ فرماویں تو دوسرے کسی عاجز کے حق میں اس اشتہار کو بلادلیل خودغرضی سے کیوں محال فرماتے ہیں۔ کیا وہ قاعدہ استثناء مثل نبوت ختم ہو چکا ہے یا بطور ٹھیکہ دوامی مرزا قادیانی تک ہی محدود ہو چکا ہے؟

۲…… حاضر باشان دربار خود بدولت کی مدح وثناء وچاپلوسی پر اعتماد نہ فرماویں۔ ذرا دوسروں کی تصانیف وتقاریر بھی دیکھیں، سنیں اور پھر سوچیں کہ مرزا قادیانی پر ان کی طبع زاد نو ایجاد مسائل وتراشیدہ وخود پسندیدہ حقائق معارف کے سبب کسی قدر ہنسی واعتراض ہو رہے ہیں۔ دوسروں پر ہنسی ہونے سے تکلیف نہ اٹھاویں۔ اوّل خود بدولت پر ہنسی کا فکر وتدارک فرماویں۔ سید الاوّلین والآخرین ﷺ کے حال مبارک کی طرف غور کریں کہ باوجود اس عظمت وشان کے کیا فرمایا کرتے۔ چنانچہ فرمایا: ’’ما احب انی حکیت احدا وان لی کذا وکذا‘‘ (مجھے پسند نہیں کہ میں کسی کی نسبت بات کروں اور میرے لئے ایسا ایسا ہو) ابوذرؓ کو وصیت میں فرمایا: ’’لیحجزک عن الناس ما تعلم من نفسک‘‘ (تجھے اپنے نفس کا ذکر لوگوں سے باز رکھے) ’’واللہ لا ادریٰ واللہ لا ادریٰ وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم‘‘ (قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا اور میں رسول اللہ کا ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا) اور خود بدولت بدعویٰ نیابت نبوت دوسرے غریبوں میں مصروف ہو کر اپنی حالت سے ایسے غافل اور بےفکر۔

فصل نمبر:۳۹…… ’’اور قصہ یوں ہے کہ کسی شہر میں ایک زاہد تھا جو نیک بخت اور متقی تو تھا مگر علم سے بے بہرہ تھا اور بادشاہ کو اس پر اعتقاد تھا اور وزیر بوجہ اس کی بے علمی کے اس کا معتقد نہیں تھا۔ ایک مرتبہ وزیر اور بادشاہ دونوں اس کے ملنے کے لئے گئے اور اس نے محض فضولی کی راہ سے اسلامی تاریخ میں دخل دے کر بادشاہ کو کہا کہ اسکندر رومی بھی اس امت میں بڑا بادشاہ گذرا ہے۔ تب وزیر کو نکتہ چینی کا موقعہ ملا اور فی الفور کہنے لگا کہ دیکھئے حضور فقیر صاحب کو علاوہ کمالات ولایت کے تاریخ دانی میں بھی بہت کچھ دخل ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۰، خزائن ج۱۳ ص۴۸۰)

جواب…… مرزا قادیانی کے دربار میں ہر بات بجا وبےجا پر واہ واہ تعریف ومدح وثناء کرنے والے لوگ موجود ہیں اور مدح وثنا کا اثر ونتیجہ بموجب حدیث شریف نیز حسب مقولہ مولوی رومی صاحب؎

تو بدان فخر آوری کز ترس و بند　　　چاپلوست کرد مردم روز چند
ہر کرا مردم سجودی میکنند　　　زہر اندر جان اومے افگنند

ضروری ولازمی ہے لہٰذا حاضر باشان کی بے جا و بے ضرورت خود غرضانہ مدح وثنا کا یہ اثر ونتیجہ ہے کہ مرزا قادیانی کو خیال ہی نہیں رہا کہ اور لوگ ایسے بے سروپا ولغو قصص سن کر پسند کریں گے یا فضول سمجھ کر کشیدہ وکبیدہ خاطر ہوں گے؟ کیا مرزا قادیانی کو معلوم نہیں کہ ایسے قصہ کہانیاں کون سنتا وپسند کرتا ہے؟ موجودہ وقت میں تو ایسے بناوٹی وتراشیدہ قصص آماجگاہ اعتراضات ہوتے ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا ہر موافق ومخالف وغیرہ کا خود بدولت کے حاشیہ نشینان پر قیاس فرمانا صحیح نہیں اور نہ یہ اہل اللہ معمور الاوقات کی شان ہے کہ ایسے فضول قصے اپنی فضیلت کے ثبوت میں تراش کر لوگوں کو سنائیں۔

۲...... اب دیکھئے کہ یہ کیسا لغو قصہ تراشا ہے اور آیا اس لائق ہے کہ رسالہ ضرورۃ الامام میں درج ہو کر اس کی تقویت کا باعث ہو؟ ایک زاہد تھا (جس کو پہلے نادان وبے علم فرمایا) نیک بخت اور متقی تو تھا پھر فضول کی راہ سے اسلامی تاریخ میں دخل بھی دے دیا۔ مرزا قادیانی غور کریں کہ یہ کیا تقویٰ اور نیک بختی ہوئی اور نیک بخت متقی سے ایسا کب ہوسکتا ہے کہ فضولی کی راہ چلے؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی خود بدولت کے شرف صحبت سے فیض یافتہ ولی ہوگا۔ جہاں دخل در معقولات خودنمائی شیخی وفضولیات کے سوا آج کل اور کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ ورنہ اگر اللہ عزوجل کی طرف سے وہ ولی پیرو سلف صالحین ہوتا تو وہ فضول بات کی دلیری کیونکر کرسکتا؟ مؤمن متقی نیک بخت تو ارشاد ''والذین ہم عن اللغو معرضون'' (اور وہ بیہودہ کاموں سے کنارہ کشی کرتے ہیں) کو نصب العین رکھ کر فضول باتوں سے پرہیز کرتے بچتے اور امن میں رہتے ہیں۔ جیسا قرآن مجید میں مؤمنوں، متقیوں اور اولیاؤں کے واسطے آیا ہے۔

۳...... مرزا قادیانی کو شاق تو ضرور گزرے گا۔ مگر عرض کئے بغیر رہا نہیں جاتا کہ سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت کی یہ تاثیر تھی کہ ان کے اکثر ملنے والے حدیث شریف ''ومن حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ'' (عمدگی اسلام آدمی سے یہ ہے کہ بیہودہ باتوں کو چھوڑ دے) کے نہ فقط عالم بلکہ جید عامل تھے۔ لغو بے جا کام تو کہاں فضول لفظ بھی زبان پر نہ لاتے۔ اب فرمائیے کہ جب ولی کے دیکھنے والوں کا یہ حال ہو تو خود ولی ایسے بیہودہ کام کا مرتکب کب ہوسکتا ہے؟

۴...... پھر وزیر بھی کوئی قرب وجوار مرزا قادیانی کا باشندہ حقیقی نورانیت وروحانیت کا دشمن اور فقط بے نفع خشک علم سوکھی وخالم خالی تقاریر کا عاشق ہوگا جو اس ولی زاہد نیک بخت متقی کا باعث بے علمی معتقد نہ تھا۔ جس طرح کوئی کم بخت بدقسمت خشک علم والا سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا بجائے ''اشھد ان لا الہ الا اللہ. اسھد ان لا الہ الا اللہ '' اور بجائے ''حی علیٰ الصلوٰۃ. حی علی الصلوٰۃ '' کہنے کے سبب معتقد نہ ہو۔ لیکن معروف بمعلم الملکوت وبلعم کا باعث بے نفع وجہنم رسان علم کے معتقد ہو۔ ''اعاذنا اللہ من علم لا ینفع وقلب لا یخشع ونفس لا تشبع ودعاء لا یسمع '' (اللہ تعالیٰ ہم کو پناہ دے ایسے علم سے جو نفع نہ دے اور ایسے دل سے جو نہ ڈرے اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے۔ یعنی قبول نہ ہو)

۵...... مرزا قادیانی کسی کی نکتہ چینی سے ناراض ودرہم برہم ہوں۔ لیکن وہ اہل اللہ وبندگان الٰہی جن پر عبودیت خشیت انابت استغراق کا غلبہ ہے۔ ان کو کسی ناواقف نادان اور مصداق ؎

اے تومارستہ ازیں فانی رباط
توچہ دانی سھو وسکر وانبساط
توچہ دانی ذوق آب دیدگان
عاشق نانی توچون ناویدگان

کی نکتہ چینی کی پرواہ ہی کیا ہے؟

۶...... مرزا قادیانی تو متانت ذہانت فہم وذکاودوراندیشی کے بڑے دعویدار ہیں اور ان کا ایسا حال پہلے کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آیا۔ لیکن اب تو تصدیق مدعا کے لئے کیسے کیسے لغو قصص والفاظ ان کی زبان وقلم سے نکلتے ہیں اور خود بدولت کو ان کا کچھ خیال وپرواہ نہیں ہوتی کہ یہ کیسے ہیں اور ان کا نتیجہ کیا ہوگا۔ وہی بات حق ہوئی۔ ''ان اللہ لا یغیر ما بقومٍ حتّٰی یغیروا ما بانفسھم (الرعد:۱۱) '' (اس کا ترجمہ گذر چکا ہے) اس پر فکر توجہ وغور کریں۔

فصل نمبر:۴۰...... ''سو امام الزمان کو مخالفوں اور عام سائلوں کے مقابلہ پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کے رویے، ہیئت کے رو سے طبعی کے رو سے جغرافیہ کے رو سے اور کتب مسلمہ اسلام کے رو سے عقلی بنا پر اور نقلی بنا پر بھی۔'' انتہیٰ! اس کے بعد پھر خود بدولت کی مدح وثنا کی طرف خیال چلا گیا۔ فرمایا: ''امام الزمان حامی بیضہ اسلام کہلاتا ہے۔ اس باغ کا خدا تعالیٰ کی طرف سے باغبان ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس پر فرض ہوتا ہے کہ ہر ایک اعتراض کو دور کرے اور ہر ایک

معترض کا منہ بند کردے۔ اسلام کی خوبی اور خوبصورتی بھی دنیا پر ظاہر کردے۔ نہایت قابل تعظیم وکبریت احمر کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کے وجود سے اسلام کی زندگی ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اسلام کا فخر اور تمام بندوں پر خداتعالیٰ کی حجت ہوتا ہے۔ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس سے جدائی اختیار کرے۔ وہ اسلام کی عزت کا مربی، تمام مسلمانوں کا ہمدرد، کمالات دینیہ پر دائرہ کی طرح محیط ہوتا ہے۔ اسلام وکفر کی کشتی گاہ میں وہی کام آتا ہے اسی کے انفاس طیبہ کفرکش وہ بطور کل کے باقی سب اس کی جز ہوتے ہیں۔

او چو کل و تو چو جزئی نے کلی
تو ہلاک استی گراز دے بگلی

(ضرورۃ الامام ص۱۰، خزائن ج۱۳ ص۴۸۰)

جواب...... مرزاقادیانی کا اختیار ہے کہیں علمی قوت کی ضرورت کو بڑھاویں۔ کہیں الہام کے مقابل علم وفضل کو ہیچ ٹھہراویں۔ اگرچہ ہر ایک مطلق العنان وشریعت اسلامی سے آزادی پسند کا نفس امارہ کسی ضابطہ وقاعدہ کی پابندی کو خلل انداز خودمختاری سمجھ کر اس کا متحمل ہونا گوارا نہیں کرتا۔ لیکن دعویداران اسلام ومتبعان شریعت خیرالانام پر تو ضرور ضرور پابندی ضوابط ولحاظ قول خود لازم لابد ہے۔

۲...... مرزاقادیانی نے اوّل خود ہی براہین ص۱۵۵ سے الہام کی مدح وثناء شروع کر کے طول طویل بحث سے اس کی فضیلت ثابت فرمائی۔ پھر ص۱۶۱ میں فرمایا۔

ہمان بہتر کہ ما آن علم حق از حق بیاموزیم
کہ این علمے کہ ماواریم صد سہو وخطا وارد

پھر فرمایا۔ میں جداً وقطعاً کہتا ہوں کہ الہام کے بغیر مجرد عقل کے پیروی میں صرف ایک نقصان نہیں بلکہ یہ وہ آفت ہے کہ کئی آفات اس سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر ص۱۹۵ میں فرمایا کہ جو شخص صرف براہین منطقیہ کے زور سے راہ راست کی طرف کھینچنا چاہتا ہے اگر اس کی مغززنی پر کچھ ترتیب اثر بھی ہو تو صرف ان ہی خاص طبیعتوں پر ہوگا جو بوجہ تعلیم یافتہ لائق وفائق ہونے کے اس کی عمیق ودقیق باتوں وفلاسفری تقریری کو سمجھ سکیں۔ انتہی!

پھر ازالہ میں بھی بہت ہی اس کی تعریف لکھی ہے۔ اب اس اپنی سب تحریر وتوصیف کو منسوخ وہیچ کر کے علم کو بڑھا دیا۔ اس طرح پھر کسی دوسرے موقعہ ضرورت پر سلطان القلمی کے زعم سے الہام کو بڑھاویں گے تو فرمایئے کہ اعتبار اور قیاس کس پر ہوا؟ فتدبر وتفکر! یہی حالات

مرزا قادیانی کی تحریر وسلطان القلمی ہیں اور لطف یہ کہ مریدین میں سے کوئی آنکھ کھول کر نہیں دیکھتا کہ آپ کیا کررہے ہیں؟

۳...... علمی قوت کا ذکر ہو چکا ہے۔ علم ہو لیکن ’’رب زدنی علماً‘‘ کے ساتھ دعا آنحضرت ﷺ ’’اللھم انی اعوذبک من علمٍ لاینفع وقلب لا یخشع ونفس لا تشبع ودعاء لا یسمع‘‘ بھی ہو یعنی اس علم سے جس پر تفاخر وتعلّی کر کے معروف معلم الملکوت بلعم وغیرہ متکبر خود بین تباہ وہلاک ہوئے۔ اس سے ہر آن اللہ عزوجل کی پناہ وحفاظت کا سوال ہو اور کیا خوب فرمایا ہے مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ؎

اے بسا علم وذکاوات وفطن — گشتہ رہ رو را چوغول راھزن
پیشتر اصحاب جنت ابلھند — تازشر فیلسوفی مے رھند
ھر کہ او بیدار تر پردرد تر — ھر کہ او آگاہ تر رخ زرد تر
جان جملہ علمھا انیست واین — کہ بدانی من کیم دریوم دین

۴...... بے سمجھ معترضین نے اس پاک ربانی دین اسلام پر اعتراض کر کے آج تک کیا بنایا ہے جو آگے بناویں گے؟ طبابت ہیئت، طبعی، جغرافیہ وغیرہ کے زور سے جس کا جی چاہے زور لگالے۔ اعتراض کرلے ؎

درشب مھتاب ماہ را برسماک — ارسگ وازعو عوایشان چہ باک

والا معاملہ ہی اس کا کسی کے اعتراضوں سے کچھ نہیں بگڑ سکتا۔ اس کا بنانے والا خود اس کا حافظ وحامی ہے اور مرزا قادیانی نے معترضین کا مونہہ بند کیا ہے یا ان کو بہ نسبت سابق دہن دریدہ وزیادہ زبان دراز بنانے کا فرض ادا کیا ہے؟ خود ہی انصاف فرماویں۔

۵...... اس پاک دین اسلام کی خوبصورتی وخوبیاں اس کی پاک کتاب کی ہدایات موافق ومناسب فطرت انسانی ’’لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا‘‘ (اللہ تعالیٰ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جس کے اٹھائے گی اس کو طاقت ہو) سے بخوبی روشن وظاہر ہیں۔ اگر کسی خفاش سیرت کو ضعف بصارت نابینائی ودیگر علل سے وہ نظر نہ آویں تو اس کا اپنا قصور ہوگا۔ اس کا کچھ حرج نہیں۔ یہ کسی دوسرے کی مدد کا محتاج ودوست نگر نہیں۔ اس کی خوبصورتی کا ظہور اور اس کی زندگی کا مدار کسی کے وجود پر کیا منحصر اور کوئی بیچارہ اس کا فخر اس کی عزت کا مربی کیا ہوسکتا ہے۔ بلکہ جو طالب رضائے الٰہی ہو اس کی خود اس میں زندگی اور اسی میں اس کی عزت وفخر ہے کہ وہ اس کا خادم وچاکر بن کر رہے۔ اس کا مالک عجیب عزیز وحکیم وقادر ہے۔ اس نے اس کی خدمت نہ صرف عالی

شان جماعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کرائی ہے۔ بلکہ مخالف دشمن سے اور فاجر فاسق سے غرض جس سے چاہے اس کی خدمت لے لیتا ہے۔ جیسا کہ مخبر صادق ﷺ نے فرمایا: ’’ان اللہ تعالیٰ یؤید الدین بالرجل الفاجر ‘‘(بے شک اللہ تعالیٰ فاجر کے ساتھ دین کی مدد کرتا ہے) پھر جس خدمت پر مرزا قادیانی فخر وناز فرماتے ہیں س کی کیفیت تو الہام ’’قل ھل انبئکم بالاخسرین اعمالاً ‘‘(کیا خبروں میں تم کو ساتھ بہت نقصان والوں کے از روئے عملوں کے) الآیۃ میں گذر چکی ہے اور خود بدولت نے بھی کشف الغطاء وغیرہ میں اعتراف فرمایا ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور ظاہر تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اسلامی خدمت کی آڑ میں اپنے تصرف ومداخلت سے اسلام واسلامیان کی بہت تحقیر توہین کی ہے جس کا معاملہ اللہ پاک کے سپرد ہے۔

۶...... خدا تعالیٰ کی طرف سے اسلامی باغ کا باغبان ہونا منصب تو بہت عالی ہے لیکن غور کریں کہ مرزا قادیانی کو کیا یہی حکم ملا ہے کہ تمام بڑے بڑے معمر معتمر سایہ دار مبارک درخت جن سے ہزارہا نے فیضان اسلام یعنی قرآن مجید وحدیث شریف حاصل کیا۔ ایسے درختوں پر آپ دن رات نہ صرف چھانٹ وتراش کا ہاتھ چلاویں۔ بلکہ سب وشتم ولعن کے تبر سے ان کو جبراً اس اسلامی باغ سے کاٹ کر باہر پھینکتے رہیں؟ اور قصور صرف یہ کہ مرزا قادیانی کی غلامی وچاکری میں داخل ہوکر ہر بات خانہ ساز وموضوعہ پر خواہ کیسی ہی مخالف قرآن مجید وحدیث شریف ہو آمناً وصدقنا کیوں نہیں کہتے۔ یہ عجائب باغبانی تو ضرور دیکھنے میں آئی ہے۔ کیونکہ ابھی تک کوئی عمدہ پودہ تو باغ میں نہیں لگا جو لگے ہیں وہ ایسے خاردار وناہموار ہیں کہ پاس اور دور سے گذرنے والوں بلکہ محسنوں کے لباس عزت وآبرو کا ان سے محفوظ رہنا مشکل ہے۔ اس کاٹ چھانٹ وتبراندازی سے اگر مرزا قادیانی کا یہ مقصود دلی ہے کہ اصل دین اور وہ رسول امین ﷺ کو تقویم پارینہ قرار دے کر اور مد منقولات میں جیسا آپ اکثر کہا کرتے ہیں داخل کر کے ایک نیا دین بمصداق کل جدید لذیذ حسب خواہش وتمنّے نفس وضع کر کے خود بدولت اس کے بانی مبانی ہونے کا فخر ورتبہ حاصل کریں تو ان کا اختیار ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ حسب وعدہ ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ‘‘(ہم نے اتارا ہے اس ذکر کو اور ہم ہی اس کے حافظ اور نگہبان ہیں) کے وہ اس پاک محکم دین کا ہرگز کچھ نقصان نہ کر سکیں گے۔ بلکہ اپنا ہی نقصان کریں گے۔

۷...... طلب تعظیم وتکریم جو ایک شاخ الوہیت ہے۔ حسب ارشاد قرآن مجید ’’ولہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم ‘‘(اس کے واسطے ہے بزرگی آسمان اور زمین میں اور وہ غالب ہے حکمت والا) نہ معلوم مرزا قادیانی اس تعظیم سے کب سیر ہوں گے۔ نفس

توضرور’’ھل من مزید ‘‘(کچھ اور بھی ہے) کہنے والے کی طرح سیر ہونے والا نہیں۔لیکن عارفان الٰہی توان امور سے خوب واقف ہوتے ہیں اور اس کی اصلاح کے فکر میں رہتے ہیں۔کیا خیر القرون والا عملدر آمد یعنی اظہار عبودیت کے لئے اپنی تعظیم وتکریم پسند نہ کرنا اور اپنی مدح وثناء سن کر ناراض ہونا اب بخیال مرزا قادیانی قابل اتباع وپیروی نہیں رہا کہ آپ ہمیشہ اسی کی طلب وخواہش میں رہتے ہیں اور اپنی تحریر وتصانیف میں اسی کی تاکید کرتے ہیں؟

۸...... کبریت احمر میں اب کیا کسر باقی رہ گئی ہے۔روپیہ، زیور، مکانات وغیرہ جائیداد میں اس دام گستری واشتہار بازی وغیرہ کی بدولت کچھ کمی نہیں رہی۔لیکن مرزا قادیانی کو ارشاد’’زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من اذھب والفضۃ والخیل المسوّمۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیوٰۃ الدنیا واللہ عندہ حسن المآب (العمران:۱۴)‘‘(زینت دی گئی لوگوں کے لئے محبت خواہشوں کی عورتوں سے اور بیٹیوں سے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی سے اور گھوڑے نشاندار اور چار پائے اور کھیتی سے فائدہ ہے زندگانی دنیا کا اور اللہ تعالیٰ کے پاس اچھی بازگشت ہے) نیز ان احادیث شریف پر جن میں آنحضرتﷺ کی معاش مبارک کے حالات ہیں اور جن کی ظاہری وباطنی پیروی ومحبت کا آپ کو بڑا دعویٰ ہے ان سب پر خیال ونظر چاہئے۔

۹...... کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس سے جدائی اختیار کرے۔جواب ایک طرف ارشاد شارع علیہ الصلوٰۃ وعلماء ربانی دوسری طرف فقراء، صوفیہ کرام اور پھر الہامات ملہمین سالہا سال کے چشم دیدہ حالات، پھر معاملات مشاہدات تجارب وغیرہ سب یک زبان ہوکر ایسے زبانی، فرضی، خودغرض مخالف مسائل اسلامی امام سے جدائی وہجرت کی تاکید اکید فرماویں تو پھر اتفاق کیونکر ہو؟ ہاں! اگر کوئی معاذ اللہ ان سب کو بھلا کر اور عقل سلیم کو جواب دے کر مجنونانہ’’حبک الشئ یعمی ویصم ‘‘(تیرا ایک شئے کو دوست رکھنا اس کے عیوب دیکھنے سے اندھا اور سننے سے بہرا کردیتا ہے) کا مصداق بن جائے تو امر دیگر ہے۔علاوہ ازیں:

الف...... نسبت ناری تکبر وعلو واستکبار’’انا خیر منہ ‘‘والی ونسبت ترابی عبودیت وانکسار’’ربنا ظلمنا انفسنا‘‘کے اقرار والے میں بوجہ ناجنسیت میل جول کس طرح ممکن ہے۔

ب...... پھر بلحاظ اغراض دنیوی جس کو جواد وغنی وواہب العطیات نے اپنے فضل وکرم سے حاجت ادویہ مقویات واکل وشرب وغیرہ کی ضروریات سے مستغنی کیا ہو اس کو غلامی چاکری اور خلاف شریعت ہاں میں ہاں ملانے کو حاضر باشی کی تکلیف مالایطاق اٹھانے کی کیا ضرورت؟

ت...... جو عاجز فضول امور سے متنفر اپنے فکر عقبیٰ میں مصروف اور طلب رضاء الٰہی میں مشغول ہو۔اس کو تحقیر وتوہین مؤمنین بحث ومباحثہ رووقدح والی مسجد سے کیونکر اتفاق ہوسکتا ہے؟

۱۰...... اعتراض دور کرنے اور معترضین کا منہ بند کرنے، مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرنے، کمالات دینیہ پر محیط ہونے، اسلام وکفر کی کشتی گاہ میں کام آنے وغیرہ کا حال دوسرے مواقع پر عرض ہوا ہے۔

۱۱...... اخیر پر جو فرمایا:

تو ہلاک استی گرازوے بگلی

سو یہ تو ہر ایک کے لئے جو مرزا قادیانی کی غلامی اختیار نہ کرے اس کی ہلاکت کا وظیفہ تو معمولی طور پر ان کے ورد زبان رہتا ہے۔اس کا ذکر بھی اور جگہ آیا ہے۔تعجب ہے کہ بایں دعویٰ ہمدردی مسلمانان ایسے کوسنے، تباہی ہلاکت، ذلت وغیرہ۔آزاروہ خلافت شریعت الفاظ تقریر وقلم سے نکالتے وقت مرزا قادیانی حدیث شریف ’’**عن ابی هریرة** رضی اللہ عنہ **قال قال رسول الله** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **اذا قال الرجال هلک الناس فهوا هلكهم** ‘‘(ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آدمی کہے کہ لوگ ہلاک ہوگئے تو وہ سب سے زیادہ ہونے والا ہے) پر کیوں خیال نہیں کرتے؟

فصل نمبر:۴۱...... ’’چوتھی قوت عزم ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور عزم سے مراد یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ تھکنا اور نہ نومید ہونا اور نہ ارادہ میں سست ہو جانا، بسا اوقات نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں کو جو امام الزمان ہوتے ہیں۔ایسے ابتلاء پیش آجاتے ہیں کہ وہ بظاہر ایسے مصائب میں پھنس جاتے ہیں کہ گویا خداتعالیٰ نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا ہے اور بسا اوقات ان کے وحی والہام میں فترت واقع ہو جاتی ہے کہ ایک مدت تک کچھ وحی نہیں ہوتی اور بسا اوقات ان کی بعض پیش گوئیاں ابتلاء کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر ان کا صدق نہیں کھلتا اور بسا اوقات ان کے مقصود کے حصول میں بہت کچھ توقف پڑ جاتی ہے اور بسا اوقات وہ دنیا میں متروک اور مخذول اور ملعون اور مردود کی طرح ہوتے ہیں اور ہر ایک شخص جو ان کو گالی دیتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ میں بڑا ثواب کا کام کر رہا ہوں اور ہر ایک ان سے نفرت کرتا اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ سلام کا بھی جواب دے۔لیکن ایسے وقتوں میں ان کا عزم آزمایا جاتا ہے۔وہ ہرگز ان آزمائشوں سے بے دل نہیں ہوتے اور نہ اپنے کام میں سست ہوتے ہیں۔یہاں تک کہ نصرت الٰہی کا وقت آجاتا ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۱، خزائن ج۱۳ ص۴۸۱)

جواب...... قوت عزم تو اللہ عزوجل نے کارخانہ دنیا چلانے کے واسطے ہر ایک میں حسب حیثیت رکھی ہے۔ جب تک عزم نہ ہو کوئی کام اچھا یا برا ہو نہیں سکتا۔ دیکھئے ڈاکوؤں و رہزنوں میں کیسی اعلیٰ قوت عزم ہوتی ہے کہ مرنے مارنے سے بالکل نہیں ڈرتے۔ ایسا ہی چور، جعلساز، دغا باز و دیگر جرائم پیشہ کا حال ہے کہ باوجود تنبیہ وسزا یابی بھی اپنے شیوہ دل خواستہ سے باز نہیں آتے۔ اسی طرح کئی دھوکہ باز و منصوبہ باز بذریعہ اپنی چالوں وتقاریر کے ناخدا ترسی سے لوگوں کو ٹھگنے اور لوٹنے والے دن رات اپنے عزم میں مصروف وسرگرم ہیں۔ جیسا کہ مرزاقادیانی نے خود براہین ص۲۱۳ میں فرمایا کہ صالح آدمی نیک راہ میں فکر کر کے نیک باتیں نکالتا ہے اور چور نقب زنی کے باب میں فکر کر کے کوئی عمدہ طریق نقب زنی کا ایجاد کرتا ہے۔ تو پس کیا یہ سب ناخدا ترس اس قوت عزم سے بموجب قاعدہ مرزاقادیانی کے امام الزمان بن جاویں گے۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ غرض ہر جاندار حصول مدعا کے واسطے ایسا ہی عزم بالجزم رکھتا ہے۔ اس میں امام الزمان کی کیا خصوصیت ہے؟ علاوہ ازیں جس قدر مقصود زیادہ جائے امید وبار آور ہو۔ عزم بھی ویسا ہی قوی ہوتا ہے۔

۲...... اگر مرزاقادیانی نے تصنیفات امام حجت الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے فائدہ اٹھایا ہوتا تو آپ جانتے کہ حب جاہ وقبولیت خلق جس میں خود بدولت بظاہر مبتلا ہیں ایسے عزم طلب امور میں کہ ان کے حصول میں ہلاکت کا سامنا بھی ہیچ ہے۔ اس کے عشق ونشہ میں بعض نادان لوگ اپنے دست وبازو ودیگر اعضاء خشک وبے کار کر دیتے ہیں۔ بعض عضو کاٹ دیتے ہیں۔ بعض ناخن نہیں کاٹتے، بال نہیں کترتے۔ بعض کھڑے رہتے ہیں بیٹھتے نہیں۔ بعض آہنی میخوں پر بیٹھتے اور لیٹتے ہیں اور بعض بے عقل زندہ درگور ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ ان امور کو رضائے خالق ومالک سے کچھ تعلق نہیں۔ اس کی رضا تو اس میں ہے کہ انسان اپنے تمام قوی واعضائے ظاہری وباطنی جو موہوبہ الٰہی میں ان سب کو اسی کے حکم کے موافق اس کی رضامندی کے کاموں میں لگائے اگر کوئی ناسمجھی سے ان نعمتوں کی ناقدری کر کے بے جا تکلیف اپنے اوپر ڈال کر مصیبت میں پڑے گا تو محنت رائیگاں، اسی طرح کوئی کم فہمی سے اپنے روحانی ملکات وعزم کو کسی دنیوی فانی لذات وغیر اخلاص وغیرہ کے قصد سے صرف کرے گا تو وہ بھی ان نعماء کا ناشکر وخاسرین میں ہوگا۔ اسی غنی وصمد کو ایسے اعمال کی کچھ پرواہ وحاجت نہیں۔

۳...... لیکن افسوس یہ کہ مرزاقادیانی اپنے خیال وپندار میں ایسے محو وسرشار ہیں کہ کسی کو خاطر میں ہی نہیں لاتے۔ چنانچہ عاجز کو خوب یاد ہے کہ جب آپ لاہور میں تالاب کے پاس فروکش تھے تو بندہ نے بطور خوشخبری خدمت والا میں عرض کیا کہ محمد وب صاحب نے احیاء العلوم انگریزی

ترجمہ کے واسطے منگوائی ہے تو آپ نے چیں بجیں ہوکر فرمایا کہ اس زمانہ میں سوائے تالیفات خود بدولت کے کسی غیر کی تصنیف کارآمد ولائق التفات نہیں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ آ گیا۔

۴...... اقوام یورپ کو دیکھئے کیسے اولوالعزم ہیں کہ مشیت الٰہی سے صدہا برسوں سے اپنے عزم بالجزم میں مضبوط وکامیاب ہیں اور جس کام کو شروع کرتے ہیں صدیوں کا نتیجہ پہلے سوچ لیتے ہیں اور ایک ایک فرد ان کا اپنی دھن میں ایسا یکتا پختہ وجان نثار ہوتا ہے کہ اپنے فنون علوم ایجادات اختراع وانکشاف امور میں اپنی عزیز جان کو ورطۂ ہلاکت میں ڈالنے کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتا۔ کوئی چاند کی کوئی قطب جنوبی کی سیر کو روانہ ہو پڑتا ہے۔ حتیٰ کہ اس عزم غیر متزلزل میں بہت جانیں بھی تلف ہو جاتی ہیں۔ جن کے حالات اخبارات میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کی قوت عزم میں ذرہ فرق نہیں آتا۔ سو ایسے جانباز صاحبان عزم کو آپ فہرست امام الزمانوں میں حسب قاعدہ خود جگہ نہ دیں تو ترجیح بلامرجح معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ مشاہدہ سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ودلیل ہوسکتی ہے۔

۵...... تعریف نہ تھکنے ونومید نہ ہونے کی اگر مرزاقادیانی ذات خود بدولت تک ہی محدود رکھتے تو فضیلت وعلوشان کے سبب مضائقہ نہ تھا۔ دوسروں کو اس مرتبہ خاص میں شامل کرنا شہادت مخالف ومعکوس کا طالب بننا ہے۔ کیونکہ دیگر انبیاء ومرسلین اولوالعزم برگزیدگان وبندگان خاشعین عبادالرحمٰن کی نسبت تو قرآن مجید میں یوں ارشاد ہے۔ ’’**حتیٰ اذا استائس الرسل وظنوا انهم قد کذبوا** (یوسف:۱۱۰)‘‘ (یہاں تک کہ جب ناامید ہوئے رسول اور گمان کیا انہوں نے کہ وہ جھٹلائے گئے ہیں) تو گویا مرزاقادیانی لفظ ’’نہ نومید ہونا‘‘ لکھ کر خود بدولت کو اس عالی شان جماعت رسل علیہم السلام سے بھی زیادہ صاحب حوصلہ وصاحب یقین ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ پس جب عالی شان وبرگزیدگان جماعت رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ حال ہے تو دوسرے بیچاروں کی کیا حقیقت اور یہ تو مرزاقادیانی کی معمولی بات ہے کہ خود بدولت کو دیگر انبیاء مرسلین کے ہم پلہ کر کے ان کے حالات واوصاف کے ساتھ ہی اپنی مدح وثناء کرتے رہتے ہیں۔ اس کا حساب عندربہ ہے۔

۶...... ابتلاء بھی دنیا میں معمولی بات ہے۔ اس سے کوئی ہی دنیا میں محفوظ رہتا ہوگا۔ امام الزمان کی کیا خصوصیت ہے؟

۷...... جب حسب قول مرزاقادیانی پیشگویاں بسا اوقات ابتلاء کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں اور عوام پر ان کا صدق نہیں کھلتا تو پھر مرزاقادیانی اپنی ان سب پیش گوئیوں کو جن کا صدق غریب

عوام پر نہیں کھلا...... بلکہ یہ خود مرزا قادیانی پر بھی بباعث سہو ونسیان وغلطی جیسا ایام الصلح میں فرمایا نہیں کھلا تو راستی سے ایسا قبول کیوں نہیں کرتے کہ یہ ابتلائے رنگ میں ظاہر ہوئے ہیں؟ اور غریب مخلوق کو جن کے مشاہدہ میں وہ موافق تفہیم و میعاد مقررہ ومشتہرہ مرزا قادیانی پوری نہیں ہوئیں۔ ان کو سب وشتم کر کے دین وایمان سے کیوں خارج کرتے اور لعنتیں ڈالتے رہتے ہیں؟ اور زور دیتے رہتے ہیں کہ یہ اسی طرح پوری ہوگئی ہیں؟ مخلوق الٰہی اس سے حیران ہوتی اور گھبراتی ہے کہ مرزا قادیانی جبر سے برا بھلا کہہ کر خلاف واقع وخلاف مشاہدہ لوگوں سے پوری ہوگئیں۔ کہلواتے اور منواتے ہیں۔ مرزا قادیانی مخلوق پر رحم اور دل میں انصاف فرماویں۔

۸...... کیا مرزا قادیانی نے ملعون ومردود کے اس جگہ بھی وہی مفہوم ومعنے لئے ہیں۔ یعنی خدا اس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن، خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے بیزار وغیرہ جیسا بجواب سوالات سراج[1] دین عیسائی مطبوعہ ۲۲؍جون ۱۸۹۷ء ص۶ میں بمقابلہ عیسائیان کے آپ نے لئے ہیں؟ کیونکہ یہ تو انصاف نہیں کہ سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لے دے کرنے کے واسطے آپ اس لفظ کے معنے کچھ کریں اور خود بدولت کے لئے کچھ۔

۹...... ایسے ایسے صفات واقوات وابتلایات کا ذکر واشاعت مرزا قادیانی کے مدعا کے لئے حکمتاً وعلاجاً بیشک نہایت ضروری معلوم ہوتا ہوگا۔ تاکہ ایسے شرائط وپیش بندی سے مریدین ومذبذبین کچھ عرصہ کے لئے تو تھمے وجمے رہیں اور لمبی لمبی میعادوں مثل ہفت سال وسہ سال وغیرہ مشتہرہ مرزا قادیانی کے منتظر رہیں اور پھر جب وہ وقت قریب الاختتام ہو تو اور دوسری تاریخ پڑسکتی ہے۔ لیکن تاکے ؎

تدبیر کند بندہ وتقدیر نداند
تقدیر خداوند بہ تدبیر نماند

فصل نمبر:۴۲...... ’’پانچویں قوت اقبال علی اللہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور اقبال علی اللہ سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ مصیبتوں اور ابتلاؤں کے وقت اور نیز اس وقت کہ جب سخت دشمن سے مقابلہ آپڑے اور کسی نشان کا مطالبہ ہو اور یا کسی فتح کی ضرورت ہو اور یا کسی کی ہمدردی واجبات سے ہو، خداتعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور پھر ایسے جھکتے ہیں کہ ان کے صدق واخلاص اور محبت اور وفا اور عزم لاینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملاء اعلیٰ میں ایک شور پڑجاتا ہے اور ان کی

[1] یہ شخص بحالت تذبذب تخمیناً دوماہ مرزا قادیانی کی صحبت میں رہ کر عیسائیت کے قبول کرنے پر مستعد ومحکم ہوگیا۔ چنانچہ اس کے اپنے الفاظ جو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوئے یہ ہیں کہ ’’قادیان میں رہنے سے عیسائی مذہب میرے دل میں گھر کرتا گیا۔‘‘

محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہوکر ملائک میں اضطراب ڈالتا ہے۔ پھر جس طرح شدت کی گرمی کی انتہاء کے بعد برسات کی ابتداء میں آسمان پر بادل نمودار ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ان کے اقبال علی اللہ کی حرارت یعنی خداتعالیٰ کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں اور الٰہی ارادہ اور رنگ پکڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ قضاوقدر کی ٹھنڈی ہوائیں چلنی شروع ہو جاتی ہیں اور جس طرح تپ کا مادہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے پیدا ہوتا ہے اور پھر مسہل کی دعا بھی خداتعالیٰ کے حکم سے ہی اس مادہ کو باہر نکالتی ہے۔ ایسا ہی مردان خدا کے اقبال علی اللہ کی تاثیر ہوتی ہے۔

آن دعائے شیخ نے چون ہر دعا است
فانی است و دست او دست خداست

(ضرورۃ الامام ص۱۱، خزائن ج۱۳ ص۴۸۱)

جواب...... سبحان اللہ واللہ اکبر فرمان تو یہ کہ قوت اقبال علی اللہ امام الزمان کے لئے ضروری ہے اور اس پر عمل یہ کہ مرزاقادیانی کو اپنی درشتی وسختی وزیادتی کے سبب اگر ذرا سا مقدمہ آپڑتا ہے تو اس قدر فکر وتردد کرتے ہیں کہ بذریعہ تاربرقی فوراً وکلا مریدین کو مسافت دورودراز سے بلاکر فراہم کر کے صلاح مشورہ تدابیر وپیروی مقدمہ میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے ہیں۔ (اگرچہ بہ سبب لیاقت قانونی ومقدمات کے کسی غیر کی امداد کی چنداں آپ کو بہت ضرورت نہیں) اور شب وروز مجلس عالی میں یہ ہی ذکر اذکار تا اختتام مقدمہ ہوتا رہتا ہے۔

۲...... تعجب یہ ہے کہ اقبال علی اللہ توکل تسلیم رضا الٰہی وغیرہ صفات جن میں مرزاقادیانی کو سب مسلمانان گذشتہ وموجودہ سے ارفع واعلیٰ بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل ہونے کا دعویٰ ہے۔ لیکن موقعہ وقت پر ذرہ برابر بھی ان اخلاق وصفات کا مرزاقادیانی سے ظہور نہیں ہوتا بلکہ اوسط درجہ کے مسلمانان جن کو کسی فضیلت وبزرگی کا کوئی دعویٰ نہیں۔ ان کے قال وحال کے موافق بھی کچھ منصب ظہور میں نہیں آتا۔ مثلاً شیخ تقی الدین احمد بن علی المقرنبری نے جو رسالہ تجرید التوحید میں لکھا ہے: ’’فان التوحید حقیقۃ ان تری الامور کلھا من اللہ تعالیٰ رویۃ لقطع الالتفات عن الاسباب والوسائط فلاتری الخیر والشر الا منہ تعالیٰ وھذا المقام یثمر التوکل وترک شکایۃ الخلق وترک التسلیم والرضاعن اللہ تعالیٰ والتسلیم لحکمہ ویخرج عن ھذا التوحید السخط علی الخلق والالتفاف الیھم فان من یری الکل من اللہ کیف یسخط علی غیرہ اوبامل سواہ

وھلا التوحید مقام الصدیقین ’’(پس توحید کی حقیقت ہے کہ سب امور کو تو اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھے اور اسباب اور رسائل کی طرف التفات کرنے سے قطع کرے۔ پس نہ دیکھے تو نیک اور بد کو مگر اللہ عزوجل کی طرف سے اور اس مقام کا ثمرہ توکل ہے اور خلقت کی شکایت اور ملامت کو ترک کرنا اور اللہ عزوجل سے راضی اور اس کے حکم کا تابعدار ہونا اور اس توحید کے سبب آدمی دوسری خلقت پر غصہ کرنے اور ان کی طرف متوجہ ہونے سے نکل جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہر بات کو دیکھے وہ اس کی غیر پر کیوں غصہ ہو یا اس کے غیر کی کب امید رکھے گا اور یہ توحید صدیقوں کا مقام ہے) پس یہاں بھی ان حالات کا کچھ تو پتہ ونشان وظہور ہونا چاہئے یا یہ سب حالات ومقامات صرف زبانی ہی طے ہو جاتے ہیں۔

۳...... مرزا قادیانی سے جو کچھ ظہور میں آیا وہ تو یہ ہے کہ مقدمات گذشتہ میں بجائے اقبال علیٰ اللہ کے اقبال علیٰ الوکلاء یہاں تک ہوا کہ نہ ایک نہ دو۔ بلکہ اکٹھے چار وکلاء یعنی تین دیسی اور ایک انگریز اور جب ایک مرتبہ لاہور سے وکیل کے جانے میں ذرا دیر وتأمل ہوا تو مرزا قادیانی نے تردد وناراضگی سے ایسا فرما بھیجا کہ اگر کسی مرد خدا کو خرچ وکلاء کی تکلیف معلوم ہوا اور اس میں تأمل ہو تو ہم اپنا زیور فروخت کر کے اخراجات وکلاء ادا کریں گے۔ وکلاء ضرور آویں۔ پس اس پر خودبخود سوال پیدا ہوتا ہے کہ قول وہ اور فعل یہ کیوں؟ ’’لم تقولون مالاتفعلون. کبر مقتاً عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون (الصف:۲)‘‘ (تم وہ کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے۔ بہت گناہ اور غصہ کا امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے کہ تم وہ کہو جو نہ کرو) کے نیچے نہیں آسکتا؟

۴...... ہاں! مرزا قادیانی کی طرف سے یہ جواب ہو سکتا ہے کہ ہم نے اس قوت اقبال علیٰ اللہ کا امام الزمان کے لئے ہونا ضروری لکھا ہے نہ یہ کہ اس کا عملدرآمد بھی ضرور ہے یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ مصیبت اور ابتلاء کا وقت نہ تھا۔ سخت دشمن سے مقابلہ نہ تھا۔ صرف دوستوں کے ساتھ ایک ہنسی اور خوش طبعی کا مشغولہ تھا۔ کسی نشان کا مطالبہ نہ تھا۔ فتح کی ضرورت نہ تھی اور اپنی ہمدردی بھی واجبات سے نہ تھی۔ کیونکہ ہم راضی برضائے الٰہی ہیں یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے، صدق واخلاص محبت وفا وعزم لاینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ہم نے ملاء اعلیٰ میں شور ڈالنا اور آسمانوں میں دردناک غلغلہ ڈال کر ملائک میں اضطراب ڈالنا اور تقدیروں کا بدلنا اور الٰہی ارادوں کا دوسرے رنگ میں کرنا۔ (جیسا مرزا قادیانی نے لکھا ہے) پسند نہیں کیا۔ لیکن ان جوابات پر بھی صدق وراستی نیز ان ہی آیات قرآن مجید ’’لم تقولون مالا تفعلون‘‘ وغیرہ کا لحاظ رکھنا ہوگا اور یہ بھی سمجھانا ہوگا کہ پھر ثلث درجن وکلاء اس قدر تردد وتدابیر کرنے کی اور بمعیت

مریدین دعاؤں کی کیا ضرورت تھی؟ خیال فرماویں کہ صرف زبانی حسب کتاب اور منہ کی باتوں سے کیا ہوسکتا ہے؟ اور کیا کام چل سکتا ہے؟ جب تک علمی نمونہ اور فعلی نظیر اس کے ہمراہ نہ ہو۔ ہاں! شاید عملی نمونہ ونظیر کی اس لئے بھی پرواہ نہ ہو کہ سب کام صرف تحریر وتقریر پر ہی چل نکلا ہے...... ’’وذلک مبلغهم من العلم واللہ اعلم بالصواب‘‘ (یہ ہے رسائی ان کی علم سے)

۵...... مرزاقادیانی نے فتح کی ضرورت دشمن سے مقابلہ نشان کے مطالبہ یا کسی کی ہمدردی کے وقت جو صدق واخلاص کی دعاؤں محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں غلغلہ ملائک میں اضطراب تقدیریں بدلنا الٰہی ارادوں کا دوسرا رنگ پکڑنا بیان کرنے کے پیرایہ میں خود بدولت کی تعریف کر کے اور مریدین کو ہمدردی کی امید اور دوسری جگہ اپنے مخالفوں کو ہلاکت کی دھمکی دی اور ایسا ہی بعض دوسری مخلوق کی حد سے بڑھ کر مدح وثناء کی ہے نہ معلوم اس وقت اسلامی توحید کی جس کے ضمن میں علماء سلف نے حسب ذیل لکھا ہے۔ کیوں پرواہ نہیں کی۔ (پس کوئی ولی اور حاکم اور رب اللہ کے سوا نہیں اور جس نے اللہ کے غیر کو اس کے ساتھ برابر کیا تو اس نے اس کی الوہیت میں شریک بنایا۔ اگرچہ اس کو ربوبیت میں ایک مانے۔ پس جو شخص بڑا بنے اور متکبر ہو اور لوگوں کو اپنی امید اور خوف کی طرف بلاوے۔ پس تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہت دی اور اس کے ساتھ ربوبیت میں منازعت کی اور وہ اس لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو نہایت خوار کرے اور اس کو چیونٹی کی طرح اپنی مخلوق کے قدموں کے نیچے کرے اور صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ جل وعلا فرماتا ہے کہ عظمت میری ازار اور بڑائی میری چادر ہے۔ پس جو شخص ان دونوں میں سے ایک میں بھی میرا مقابلہ کرے تو میں اس کو عذاب دوں گا اور جب کہ وہ مصور جو کہ تصویر کو اپنے ہاتھ سے بناتا ہے لوگوں میں سخت عذاب والا ہوا۔ قیامت کے دن مجرد صنعت میں مشابہت سے ساتھ اللہ تعالیٰ کے تو ربوبیت اور الٰہیت میں مشابہت دینے والے کے حق میں کیا گمان ہوسکتا ہے؟ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سخت عذاب والے لوگوں میں قیامت کے دن مصور ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرماوے گا جو تم نے پیدا کیا ہے۔ اس کو زندہ کرو اللہ تعالیٰ کا قول کہ پھر وہ لوگ جو کافر ہوئے اپنے رب کے ساتھ برابر کرتے ہیں۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے غیر کو دوست رکھے اور اس سے خوف اور امید کرے اور اس کے آگے عاجز ہو جیسے کہ اللہ کو دوست رکھتا ہے اور اس سے ڈرتا اور امید رکھتا ہے۔ پس یہ وہ شرک ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا۔ پس اس شخص کا کیا حال ہے جس کے نزدیک اللہ کا غیر نہایت وبدرجہ غایت پیارا اور خوفناک ہو اور وہ اس شخص کی رضا میں اللہ عزوجل کی رضا سے زیادہ ساعی ہو۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر کے

درمیان مساوات کرنے والا مشرک ہے تو ایسے کے حق میں کیا گمان ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پناہ دے اس سے کہ دل توحید اور اسلام سے اس طرح نکل جائے۔ جیسے سانپ اپنے پوست سے نکل جاتا ہے۔ حالانکہ وہ شخص گمان کرتا ہو کہ میں مسلمان موحد ہوں اور شک کی نوع سے ہے۔ کسی قائل کا کسی انسان کے حق میں کہنا کہ جو اللہ اور تو چاہے جیسا کہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ ایک آدمی نے کہا جو اللہ اور تو چاہے پس آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنادیا تو کہہ کہ جو صرف اللہ ایک چاہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا باوجودیکہ اللہ عزوجل نے بندہ کی مشیت ثابت کی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے کہ اس شخص کے واسطے جو تم میں سے چاہے کہ مستقیم ہو۔ پس کیا حال ہے اس شخص کا جو کہے کہ میں اللہ اور تجھ پر بھروسا کرنے والا ہوں اور میں اللہ اور تیری محبت میں ہوں اور میرے واسطے اللہ اور تیرے سوا کوئی نہیں اور یہ اللہ اور تجھ سے ہے اور یہ اللہ اور تیری برکات سے ہے اور اللہ میرے واسطے آسمان میں ہے اور تو زمین میں اور وزن کران لفظوں میں جو کہ اکثر لوگوں سے صادر ہوتے ہیں۔ آج کے دن اور اس سے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ یعنی ماشاء اللہ و مشیت میں کیا فرق ہے اور دیکھ کہ ان میں زیادہ فاش کون ہے تو تیرے لئے ظاہر ہوا کہ ان کا قائل ایاک نعبد سے بہت دور ہے۔ اس سے جو نبی ﷺ نے جواب دیا ایسے کلمات کے کہنے والے کے لئے)

۶...... عجب ہے مرزا قادیانی حیات مسیح علیہ السلام واستدراجات دجال مذکورہ احادیث کو تو منافی توحید اسلامی کہہ کر دوسروں پر اعتراض کرتے ہیں اور خود بایں دعویٰ امام الزمانی خود بدولت و دیگر مخلوق کی شان میں وہ وہ الفاظ تراش کر مدح وثنا میں لکھے ہیں کہ تراب کو رب الارباب کے برابر بنادیا ہے اور پھر مسلمان موحد بلکہ ساری مخلوق کے امام۔

۷...... مرزا قادیانی کے لفظ اقبال علی اللہ سے اس عبد صالح بے ریا سراپا صدق وصفا جو اس کا مجسم معانی وروح رواں تھا۔ اعنے سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا حال یاد آ گیا۔ اگرچہ اس کا استماع مرزا قادیانی کو ناگوار تو ضرور گذرے گا۔ لیکن کیا کروں۔ رہا نہیں جاتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود ہی سرود بہ مستان یاد وہانیدن والا کام کرتے ہیں۔ اب سنئے:

اوّل...... جب عبداللہ صاحب مرحوم دہلی میں سماعت حدیث شریف کے لئے وارد تھے۔ ہنگام غدر ۱۸۵۷ء ایک میم صاحبہ کا حالت بے کسی میں ان کو ملنے کا اتفاق ہوا تو انہوں نے بحکم آیت کریمہ ''وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتّٰی یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ'' (اگر کوئی ایک مشرکوں میں سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے۔ تاکہ اللہ کی کلام سنے۔ پھر

اس کو اس کے امن کی جگہ میں پہنچا دے) اس بیچاری بے کس میم کو بہ معیت وحفاظت مرید خود اس کے قیام گاہ وجائے امن تک پہنچا دیا۔ اس پر اس میم صاحبہ کے شوہر انگریز صاحب نے جو ایک فوجی افسر تھا۔ خوش وشکر گزار ہوکر بلادرخواست خود بخود اس خیر خواہی وخدمت جمیلہ کی چٹھی بطور سند لکھ بھیجی تاکہ فتنہ فرو ہونے کے وقت اس کا صلہ دیا جاوے۔ اس مرید نے جب وہ چٹھی یا سرٹیفکیٹ لاکر پیش کیا تو آپ نے فرمایا۔ ''مرا اللہ بس ست'' یعنی اس سند کی ضرورت نہیں۔ جس اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے میں نے یہ کام کیا ہے۔ وہ ہی میرے لئے کافی ہے۔ دیکھئے! اقبال علی اللہ اسے کہتے ہیں۔

ثانی...... ایک دفعہ عاجز کی موجودگی میں ایک شخص لدھیانہ سے امرتسر میں حضرت موصوف کی خدمت میں دہشت زدہ متفکر آیا اور اس نے کہا کہ تمہاری اور تمہارے فرزند کی نسبت مخبری ہوئی ہے کہ تم سرکار کے مخالفین کے پاس جاتے اور ان کو مدد دیتے ہو۔ یہ سن کر تحیر سے فرمانے لگے۔ ''من کے رفتہ ام من ایجانشستہ ام'' پھر اس شخص نے کہا کہ تمہاری ایذا رسانی وتکلیف دہی کے واسطے یہ کام کیا گیا ہے۔ اس پر بے فکر ہوکر فرمایا: ''**حسبنا اللہ نعم الوکیل**'' (کافی ہے ہم کو اللہ تعالیٰ اور بہت عمدہ کارساز)

ثالث...... یہ تو ظاہر اور لوگوں کو معلوم ہی ہے کہ انہوں نے محض لوجہ اللہ اپنے وطن کے حاکموں اور مولویوں وغیرہ سے کس قدر تکلیف اٹھائی۔ حتیٰ کہ وطن گھربار خویش اقارب جائیداد وغیرہ سے علیحدہ کئے گئے۔ لیکن باوجود اس ظلم وتشدد دشمنان کے جب کوئی ان کے روبرو اس قصہ یعنی زمانہ مصیبت وموذیان کا ذکر کرتا تو آپ ناراض ہوکر فرماتے کہ توبہ بکن شکایت مولیٰ میکنی اور پھر بارہا ان دشمنان ایذادہندگان کے واسطے دعا خیر بھی کرتے۔ سبحان اللہ! حدیث شریف: ''**اتسبوا الدھر فانی انا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار**'' (تم زمانہ کو گالی نہ دو۔ پس تحقیق میں زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں ہے امر، میں رات دن کو پھرتا ہوں) اور وہ جو بعض کتب الٰہیہ میں ہے: ''**من لم یصبر علیٰ بلائی ولم یرض بقضائی فلیخرج من بین ارضی وسمائی والیطلب ربا سوائی**'' (جو شخص میرے بلا پر صبر نہ کرے اور میری قضا پر راضی نہ ہو۔ اس کو چاہئے کہ میری زمین وآسمان سے نکل جاوے اور میرے سوا کوئی دوسرا رب تلاش کرے) پر کیسی اعلیٰ درجہ کی عملی تعلیم ہے۔ جس میں علاوہ اقبال علی اللہ کے ''**التعظی لامر اللہ والشفقت لخلق اللہ**'' کا بھی انتہائی درجہ کا نمونہ ہے۔ جس سے ان کی کمال معرفت باریک بینی رموزدانی لطائف وحقائق فہمی بھی ظاہر ہے اور نہ محض علمی بلکہ عملی بھی یہ حالات وواقعات ایسے پر اثر کا نقش

فے الحجر ہیں کہ کسی صورت عاجز ورفیقان عاجز کے دل سے محونہیں ہو سکتے اورانہی کے خیال پر مرزا قادیانی سے بھی میل ملاقات رہی۔ پس اگر اس کا نمونہ اوریا کچھ شائبہ بھی یہاں موجود ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ آپ سے موافقت نہ ہوتی۔

۸...... اب ہر تین واقعات پر ایماناً غور فرماویں کہ بصورت اوّل اگر خود بدولت کو ایسا سرٹیفکیٹ وچٹھی ملنے کا اتفاق ہوتا تو اس کو حرز جان بنا کر کتنی دفعہ چھپواتے اور سرکار پر احسان گراں جتاتے۔ جیسا کہ آپ ایک دو معمولی چٹھیوں کے شائع کرنے میں اکثر کرتے رہتے ہیں۔ بصورت دوم یعنی بخوف مخبری وشکایت کتنے موریل وکاغذی رسالہ گوناگوں مضامین کے بنا کر ترجمہ کرا کر شائع وپیش کرتے اور کتنے وکلاء کی تقرری کے لئے سعی وکوشش وفکر وتجویز فرماتے۔ جیسا کہ آپ کا دستور ومعمول ہے۔ بصورت سوم صرف زبانی اختلاف پر جوخود بدولت کا عملدرآمد سب وشتم یعنی دشنام دہی ودعاء ہلاکت مخالفین ہے۔ وہ ایسا اظہر من الشّمس ہے کہ محتاج بیان نہیں۔ خدانخواستہ اگر کچھ زیادہ اختلاف ہوتو نہ معلوم آپ کا غصہ کہاں تک نوبت پہنچائے۔ اقبال علےٰ اللہ تو دور کا مقام ہے۔ یہاں اگر مقولہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ؎

از خدا دان خلاف دشمن ودوست
کہ دل ہر دودر تصرف اوست

جوزبان زد ہر خاص وعام ہے اور عاجز کو الہام بھی ہوا ہے۔ اگر مرزا قادیانی کو یاد آجاوے تو بھی غنیمت ہے۔

۹...... ’’اور کسی نشان کا مطالبہ ہو۔‘‘ وغیرہ معلوم ہوتا ہے کہ ان الفاظ کی تحریر کے وقت کسی دیوانہ کا شعر ؎

دھوم اتنی تیرے دیوانے مچا سکتے ہیں
کہ ابھی عرش کو چاہیں تو ہلا سکتے ہیں

شاید مرزا قادیانی کے خیالات میں گونج رہا ہوگا۔ ورنہ قرآن مجید میں تو سید الاولین والآخرین وخاتم النّبیین ﷺ کو تفکروآیت طلبی پر یوں خطاب موجود ہے۔ ’’**وان کان کبر علیک اعراضهم فان استطعت ان تبتغی نفقًا فی الارض او سلمًا فی السمآء فتاتهم باٰیة ولو شاء اللّٰه لجمعهم علیٰ الهدیٰ** (انعام:۳۵)‘‘ (اگر تجھ کو ان کا اعتراض بڑا معلوم ہوتا ہے تو اگر تو طاقت رکھتا ہے تو زمین میں سرنگ لگا کر یا آسمان میں سیڑھی لگا کر ان کے لئے نشانی لا۔ اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا) دیکھئے جب سید الاوّلین

والآخرین ﷺ کے ساتھ یہ معاملہ ہے تو پھر کسی دوسرے عاجز خاکسار امتی کو ایسی دلیری وشیخی نشان وغیرہ دکھلانے کی اور بایں عجز وبے بضاعتی اس خالق وقادر مطلق پر اپنا اختیار وحکومت جتلانی کب لائق وشایان حال عبودیت ہے؟ فتدبر وتفکر!

۱۰...... این دعاء شیخ نے چون ہر دعاست
فانی است ودست او دست خدا است

کاظہور اور ثبوت بھی تو کچھ ہونا چاہئے۔

دست او دست خدا است

اگر تھا تو عبداللہ آتھم والی، میعاد پٹی والی، داماد مرزا احمد بیگ کی میعاد، شیخ مہر علی صاحب کے مقدمہ کی میعاد۔ امیر شاہ صاحب رسالدار میجر سردار بہادر کے گھر فرزند ہونے کی میعاد وغیرہ وغیرہ۔ مقررہ ومشتہرہ مرزا قادیانی کوئی تو پوری ہوتی۔ نیز اپنے فرزند موعود بشیر کی نسبت باوجودیکہ دعائیں ملاء اعلیٰ میں شور ڈالنے والی آسمانوں میں دردناک غلغلہ پیدا کر کے ملائک میں اضطراب ڈالنے والی تقدیریں بدلنے والی ہوتی۔ میں کچھ فرق وکمی نہیں ہوئی۔ آتھم کی موت کے واسطے تو اعتکاف میں مریدین کی جماعت سمیت آہ وزاری ونالہ وبے قراری کو بزعم خود آسمان وملائک تک پہنچایا گیا۔ رسالدار میجر سردار بہادر کے پانچ سو روپیہ تو اسی شرط اور قسم پر ہی لئے تھے کہ کوئی دقیقہ جدوجہد وغیرہ کا باقی نہ رکھا جاوے گا۔ بشیر فرزند کی صحت کے لئے نہ فقط دعاؤں وتوجہ کی گرمی بلکہ تمام میسر آمدہ دواؤں کی حرارت بھی پہنچائی گئی۔ لیکن آسمان کو دود تک نہ پہنچا۔ پٹی والے معاملہ کی حسرت ویاس سے اب تک دن رات مرزا قادیانی کا جو حال ہے وہ روشن ہے۔ بلکہ خواب بھی اسی کے آتے ہیں۔ جیسا کہ عاجز کی روبرو مرزا قادیانی نے پٹی سے اشتہار آنے کا خواب اپنا بیان کیا تھا۔ پھر فرماویں کہ دست اودست خدا کیسا ہوا۔ کیا دست خدا ایسا ہی ہوتا ہے کہ گریہ وزاری وفکر واپس طلبی اجرت کی بے قراری کی فریاد پر خیال ہی نہیں کرتا اور تقدیروں کو نہیں بدلتا اور ارادوں کو دوسرے رنگ میں نہیں کرتا؟ مسلمان تو اس کے قائل نہیں بلکہ ان کا تو یہ دین وایمان ہے کہ اللہ عزوجل عموماً سب مخلوق پر اور خصوصاً اپنے فرمانبردار اور خالص بندگان پر نہایت ہی مہربان رحیم وکریم اور اخلاص وانابت والی جائز دعاؤں کو ہرگز رد نہیں فرماتا۔ بلکہ ان بندگان کی یہاں تک رعایت فرماتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھالیں تو ان کی قسم پوری کرتا ہے۔ جیسا حدیث شریف میں ہے: ''رب اشعث مدفوع بالابواب لوا قسم علیٰ اللہ لابرہ'' (بہت پراگندہ بال ہیں جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کریں تو اللہ ان

کوحانث نہیں کرتا۔یعنی ایسا ہی کرتا ہے جیسا وہ کہتے ہیں)اور ارشاد:’’امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء‘‘(آیا کون ہے کہ مضطر کی دعا قبول کرتا ہے۔جب کہ وہ اس کو پکارتا ہےاوراس کی تکلیف کھولتا ہے)’’اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان‘‘(جب میرے بندے تجھ سے میری بابت سوال کریں تو کہہ کہ میں قریب ہوں۔قبول کرتا ہوں دعاوالے کی دعا کو جب وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے)’’ادعونی استجب لکم‘‘(مجھے پکارو میں تمہارے لئے قبول کروں گا)وغیرہ اس کے خودموجود ہیں اور بالکل صادق ہیں۔ہاں!ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام والی شرط بموجب حدیث شریف’’واعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب غافل‘‘(تحقیق اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا نہیں قبول کرتا)یعنی غافل دل کی دعا اللہ جل جلالہ قبول نہیں فرماتا۔اس کالحاظ نیز اس ارشاد کا’’من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد فلیکثر الدعاء فی الرخا‘‘(جو شخص دوست رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا سختی میں قبول کرے تو اس کو چاہئے کہ آسائش میں بہت دعا کرے)ضروریات سے ہے۔جس کا التزام ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی سے نہیں ہوسکا۔

۱۱...... حالت فنا مرزا قادیانی ومریدان حاشیہ نشینان کی تو اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ عرق کیوڑہ جے پور سے بید مشک برف پردہ ٹٹی خس وغیرہ لاہور سے ودیگر نعماء انواع واقسام دوسرے مقامات سے برابر قادیان پہنچتے رہتے ہیں۔لیکن حالت فنا ایسی کامل ہے کہ اس میں بالکل افاقہ وکمی نہیں ہوتی اور ادھر رسول اللہﷺ جن کی ظاہری وباطنی اتباع وقدم بقدم چلنے کا مرزا قادیانی کو دعویٰ ہے۔ان کا فرمان ہے:’’ایاک والتنعم فان عباد اللہ لیسو بالمتنعمین‘‘(تو اپنے آپ کو تنعم(خوش گھندائی موتن آسانی)سے بچا۔اس لئے کہ اللہ کے بندے متنعم نہیں ہوتے)سبحان اللہ کیسی فرمانبرداری وتابعداری ہے۔بات وزبان سے بن جاتی ہے۔لیکن مرزا قادیانی براہ مہربانی ایسے طریق وپیرایہ کو اختیار فرماویں کہ عاجز مخلوق الٰہی اس کو سمجھ سکے۔نہ ایسا کہ ان اقوال وافعال میں بعد المشرکین دیکھ کر حیران وپریشان ہوتے پھریں۔حالت فنا میں یہ شیخی اظہار فضیلت تعلّی طمطراقی ہر ایک سے مقابلہ جنگیدان کہاں بقول مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ؎

راہ فانی گشتہ راہ دیگر است
زانکہ ہوشیاری گناہ دیگراست

فصل نمبر۴۳...... ’’اور امام الزمان کا اقبال علی اللہ یعنی اس کی توجہ الیٰ اللہ تمام اولیاء اللہ کی نسبت زیادہ تر تیز اور سریع الاثر ہوتی ہے۔جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کا امام الزمان تھا اور بلعم

اپنے وقت کا ولی تھا۔ جس کو خدا تعالیٰ سے مکالمہ اور مخاطبہ نصیب تھا اور نیز مستجاب الدعوات تھا۔ لیکن جب موسیٰ علیہ السلام سے بلعم کا مقابلہ آپڑا تو وہ مقابلہ اس طرح بلعم کو ہلاک کر گیا کہ جس طرح ایک تیز تلوار ایک دم میں سر کو بدن سے جدا کر دیتی ہے اور بدبخت بلعم کو چونکہ اس فلاسفی کی خبر نہ تھی کہ گو خدا تعالیٰ کسی سے مکالمہ کرے اور اس کو اپنا پیارا اور برگزیدہ ٹھہراوے۔ مگر وہ جو فضل کے پانی میں اس سے بڑھ کر ہے جب اس شخص سے اس کا مقابلہ ہوگا تو بے شک یہ ہلاک ہو جائے گا اور اس وقت کوئی الہام کام نہیں دے گا اور نہ مستجاب الدعوات ہونا کچھ مدد دے گا اور یہ تو ایک بلعم تھا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں اسی طرح ہزاروں بلعم ہلاک ہوئے۔ جیسا کہ یہودیوں کے راہب عیسائی دین کے مرنے کے بعد اکثر ایسے ہی تھے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۱۲، خزائن ج۱۳ص۴۸۲)

جواب...... امام الزمان کی توجہ کی زیادہ تر تیزی وسریع الاثری کا حال فصل گذشتہ میں عرض ہو چکا ہے کہ برسوں گذر گئے اثر کا نام ونشان بھی نہیں۔ اس کو ملاحظہ فرماویں۔

۲...... سیدنا موسیٰ علیہ السلام وبدبخت بلعم کے مقابلہ کی نظیر جب انشاء اللہ تعالیٰ حسب وعدہ الہام قائم ہوگی تو نہ فقط مرزا قادیانی بلکہ عام مخلوق دیکھے گی۔ مرزا قادیانی جلدی نہ فرماویں۔ امید واثق ویقین کامل ہے کہ سنت اللہ کے موافق سرکش متمرد ہمچومن دگرے نیست کہنے والے کو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ناکامی وشکست نصیب ہوگی۔ کیونکہ قانون الٰہی یہی ہے جیسا اس نے فرمایا ہے: ’’انہ لا یحب المستکبرین ‘‘ (تحقیق اللہ تعالیٰ متکبروں کو دوست نہیں رکھتا) ’’قیل ادخلوا ابواب جہنم خالدین فیھا فبئس مثوی المتکبرین (الزمر:۷۲) ‘‘ (کہا گیا کہ داخل ہو دوزخ کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے والے اسے میں پس بری ہے جگہ متکبروں کی) ’’کذٰلک یطبع اللہ علیٰ کل قلب متکبر جبارٍ ‘‘ (ایسا ہی مہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر) مقولہ ؎

ہمیشہ برلب فوارہ ایں سخن جاری است
کہ ہر کہ اوج کند آخرش نگو نساریست

اس وقت متکبر تعلّی وشیخی پسند کو سوائے ’’یٰلیتنی کنت ترابًا ‘‘ (اے کاش میں مٹی ہوتا) کہنے کے اور کچھ نہ سوجھے گا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے اور عاجز بندگان پر جو اس کے فضل وکرم اور اس کی رضا کے سوا کسی شئے کے طالب وخواہشمند نہیں۔ اپنی نظیر عنایت وحفاظت رکھتے ہیں۔

۳...... یہ بھی مرزا قادیانی کی عجیب طبعزاد فلاسفی ہے کہ اللہ پاک کسی کو اپنا پیارا اور برگزیدہ

ٹھہراوے۔ مستجاب الدعوات کرے۔ الہام کرے اور پھر وہ اس کے برگزیدوں ومقبولوں سے مقابلہ کرنے والا ہو اور پھر اﷲتعالیٰ اس کو ہلاک کرے۔ سبحان اﷲ! کیا الفاظ کو ترکیب دی ہے۔ لیکن یہ تو غور فرماویں کہ وہ ولایت وبرگزیدگی مکالمت مخاطبت وقبولیت دعا اﷲعزوجل کی کیسی ہوئی۔ معاذ اﷲ! گویا برگزیدگی کے وقت یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ یہ شخص ایسا ناپاک وبدسرشت ہے کہ میرے مقرر کردہ امام الزمان سے مقابلہ کرے گا۔ ’’نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الباطلۃ‘‘

۴...... اس قصہ میں شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے موضح القرآن میں لکھا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت سے اس کو باطن سے منع ہوا۔ پھر بادشاہ نے اس کی عورت کو مال کی طمع دی۔ اس نے اس کو راضی کر کے بھیجا۔ پھر لکھا ہے کہ شاید ہانپتے کتے کی مثال اس میں ہو کہ جب تک وہ حرص سے خالی تھا۔ اس کو باطن سے صحیح معلوم ہوا۔ جب دل میں حرص بیٹھی تو باطن سے معلوم نہ ہوا یا ہوا تو مجمل معلوم ہوا۔ اس کو اپنی طبع کے موافق سمجھ لیا۔ انتہی! معالم التنزیل میں بھی لکھا ہے کہ بلعم نے اوّل بددعا کرنے سے انکار کیا۔ پھر اس کی قوم نے ہدیہ دے کر اور کہہ کر اس کو فتنہ میں ڈالا۔ انتہی!

غرض اس کی ہلاکت کے یہ اسباب بیان ہوئے ہیں۔ لہٰذا جس شخص کے حالات کی ان حالات سے مشابہت ہو مثلاً اپنی عورت کے مراعات میں حق کا مخالف ہو کر دوسروں کا حق زائل کرتا ہو۔ یا حرص وغیرہ کے باعث جو باطن سے مجمل معلوم ہو اس کو اپنی طبع کے موافق سمجھ کر طرح طرح کے دعاوی کرتا ہو یا آمدنی ہدیہ ومال کی خاطر حق کا مخالف ہو کر نئے نئے خلاف سلف وخلف مسائل نکالتا ہو اس شخص کے لئے یہ قصہ قابل عبرت ہے۔ مرزاقادیانی اس پر غور وتوجہ فرماویں۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ جس شخص کی تحقیر ومخالفت کے آپ درپے ہیں۔ اس کا نام بھی الہامات میں اکثر موسیٰ کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

۵...... پھر وہی غلطی اﷲ جل جلالہ تو راہب عیسائیوں کو فرماوے اور مرزاقادیانی یہودیوں کے راہب ہی کہتے جاویں۔ امام الزمان جو ہوئے اس تکرار سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزاقادیانی کو باایں دعویٰ علم وفضل احبار ورہبان کا فرق ہی معلوم نہیں۔ اظہار حقیقت حال کے لئے مناسب ہے کہ مرزاقادیانی قسم کھا کر اعلان کر دیں کہ ہم جانتے تو تھے لیکن بوجہ استغراق یا مخالفین کے اعتراض وغیرہ سننے کی خاطر عمداً ہماری قلم سے بار بار بجائے رہبان کے راہب ہی نکلتا گیا۔ تاکہ لوگوں ومریدین کو آپ کا علم تو ظاہر ہو جاوے اور کچھ تو فیصلہ ہو۔

فصل نمبر۴۴...... ’’چھٹی کشوف والہامات کا سلسلہ ہے جو امام الزمان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ امام الزمان اکثر بذریعہ الہامات کے خداتعالیٰ سے علوم اور حقائق اور معارف پاتا ہے اور اس کے

الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ کیفیت اور کمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں اور ان کے ذریعہ سے علوم کھلتے ہیں اور قرآنی معارف معلوم ہوتے ہیں اور دینی عقیدے اور معضّلات حل ہوتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی پیش گوئیاں جو مخالف قوموں پر اثر ڈال سکیں ظاہر ہوتے ہیں۔ غرض جو لوگ امام ہوں ان کے کشف اور الہام صرف ذاتیات تک محدود نہیں ہوتے۔ بلکہ نصرت دین وتقویت ایمان کے لئے نہایت مفید اور مبارک ہوتے ہیں۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۲، خزائن ج۱۳ ص۴۸۳)

جواب...... کشوف والہامات تو دوسرے بندگان الٰہی کو بھی ہوتے ہیں اور صرف ذاتیات تک محدود بھی نہیں ہوتے۔ علوم ومعرفت بھی واہب العطیات عطاء فرماتا ہے اور ایسا ہی وہ علیم وخبیر کئی واقعات سے قبل ازوقت محض اپنے فضل وکرم سے عاجز بندگان کو آگاہی بخشتا ہے۔ گو وہ اظہار فضیلت وشیخی کو ریا وگناہ سمجھ کر غلبہ عبودیت سے ان امور کو شائع ومشتہر نہیں کرتے۔ پس ان میں امام الزمان کی کچھ خصوصیت وترجیح نہ ہوئی۔

۲...... اور امام الزمان کے الہامات دوسروں پر قیاس نہیں ہوسکتے۔ وہ کیفیت وکمیت میں اس اعلیٰ درجہ پر ہوتے ہیں۔ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہیں۔ یہ محض زبانی دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ کچھ ثبوت ودلیل اس پر نہیں۔

۳...... مرزاقادیانی کے علوم قرآنی معارف دینی عقدے حل ہونے، اعلیٰ درجہ کی پیش گوئیاں نصرت وتقویت دین کے لئے مفید ومبارک ہونے کا ذکر کئی جگہ ہو چکا ہے۔

۴...... کیفیت وکمیت اور اعلیٰ درجہ جس سے بڑھ کر ممکن نہیں وغیرہ وغیرہ۔

سو مرزاقادیانی نے اس کا کچھ معیار ومحک اور ثبوت بیان نہیں کیا ہے۔ اس طرح تو ہر ایک اپنے واسطے ایسا ہی دعویٰ کر سکتا ہے تو پھر تصفیہ کیونکر ہو؟ اس کا جواب یہی ہوگا کہ نتیجہ اور اثر سے ثابت وظاہر ہو جاوے گا۔ جس طرح کہ مرزاقادیانی کے الہامات پیش گوئیوں اور حقائق معارف کا حال ہوا۔ پس جائے غور وانصاف ہے کہ ان سے مخالف قوموں پر کیا اثر پڑا ہے؟ اور نصرت دین کے لئے کیا مفید ومبارک ہوئے ہیں؟ اور دینی عقدے کیا کھلے ہیں؟ آخر ہر ایک امر ثبوت اور نتیجہ سے مانا جاتا ہے اور پھر یہاں جب کچھ عقدہ کھلتا ہے تو یہی کھلتا ہے کہ مسائل مخترعہ وموضوعہ مرزاقادیانی خلاف قرآن وحدیث وامت اسلامی ہوتے ہیں۔ جیسے مسئلہ لیلۃ القدر، نزول ملائکہ ومسئلہ تصویر وغیرہ ویا حیلہ وحوالہ سے فتویٰ حاصل کر کے ویا محض تقریر وتحریر سے مخالفوں پر اپنے فتح کے طول طویل اشتہارات دینے وغیرہ۔

فصل نمبر:۴۵...... ’’اور خدا تعالیٰ ان سے نہایت صفائی سے مکالمہ کرتا ہے۔ ان کی دعا کا جواب دیتا ہے اور بسا اوقات سوال اور جواب کا ایک سلسلہ منعقد ہو کر ایک ہی وقت میں سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب اور پھر سوال کے بعد جواب ایسے صفا اور لذیذ اور فصیح الہام کے پیرایہ میں شروع ہوتا ہے کہ صاحب الہام خیال کرتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور امام الزمان کا ایسا الہام نہیں ہوتا کہ جیسے ایک کلوخ انداز درپردہ ایک کلوخ پھینک جائے اور بھاگ جائے اور معلوم نہ ہو کہ وہ کون تھا اور کہاں گیا۔ بلکہ خدا تعالیٰ ان سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرہ پر سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے اور یہ کیفیت دوسروں کو میسر نہیں آتی۔ بلکہ وہ تو بسا اوقات اپنے تئیں ایسا پاتے ہیں کہ گویا ان سے کوئی ٹھٹھا کر رہا ہے اور امام الزمان کی الہامی پیش گوئیاں اظہار علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ یعنی غیب کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں۔ جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے اور یہ قوت اور انکشاف اس لئے ان کے الہام کو دیا جاتا ہے۔ تا ان کے پاک الہام شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہوں اور تا دوسروں پر حجت ہو سکیں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۴۸۳)

جواب...... مرزا قادیانی حسب عادت خود بدولت کی تعریف وثنا جو زبان وقلم پر آوے۔ فرماتے جائیں اور دلیل وثبوت ندارد۔ اللہ تبارک وتعالیٰ قدوس ومنزہ کا مکالمہ ہمیشہ صفائی سے ہے۔ مرزا قادیانی کو کیونکر معلوم ہوا کہ وہ رحمٰن ورحیم دوسرے عاجز بندگان سے معاذ اللہ غیر لذیذ غیر فصیح وغیر صفائی والا یا دوسرے الفاظ میں لکنت ونقص والا کرتا ہے؟ معاذ اللہ وہ ذات پاک مجیب الدعوات مجیب المضطر دوسرے خاکساران سراپا عجز والعبودیت والوں کی دعاؤں کا بھی محض رحمت وکرم سے جواب عنایت فرماتا ہے۔

۲...... سوال وجواب کے سلسلہ والے ملہم سید عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم ودیگر اہل اللہ کے اصحاب میں کئی ہیں۔

۳...... کلوخ اندازی وٹھٹھے والا الہام مرزا قادیانی کو ہوتا ہوگا۔ جس سے ان کو یہ طرز وکیفیت معلوم ہوئی۔ عاجز تو اس سے آگاہ نہیں اور نہ کسی کتاب سلف وخلف صالحین ملہمین میں الہام کا ایسا وصف لکھا ہوا دیکھنے میں آیا ہے۔

۴...... جس قرب رب العالمین ارحم الراحمین ورادالوراثم الورا ایک حالی کیفیت ہے نہ قالی اس میں اپنی واقفیت وفضیلت جتانے کو قیل وقال کرنا مرزا قادیانی کا حصہ ہے۔ دیگر عاجز بندگان کو سوائے تسلیم وطلب رضا مولیٰ کریم کے دوسری طرف خیال نہیں وہ تو ایسے امور میں اتباع مادی

علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ نہیں بولتے۔ پھر دیکھئے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جلد اوّل مکتوب سی ویکم میں فرمایا ہے۔ ’’احاط وقرب اوتعالیٰ علمی است. چنانچه مقرر اهل حق است شکر الله تعالیٰ سعیهم، اسنچه درآفاق وانفس دیده میشود آیات اویند سبحانه تعالیٰ وتقدس وقطب دایره ولایت یعنی حضرت خواجه نقشبند قدس الله تعالیٰ سره فرموده اند که هر چه دیده شد وشینده شدو دانسته شدانهمه غیر است بحقیقت کلمه لا نفی آن باید کرد‘‘

درتنگنائی صورت معنے چگونه گنجد
در کلبۂ گدایان سلطان چه کاردارد
صورت پرست غافل معنے چه داند آخر
گویا جمال جانان پنهان چه کاردارد

۵...... مکالمات الٰہیہ کہہ کر پھران کو ٹھٹھا کہنا اور سمجھنا مرزا قادیانی کا حوصلہ ہے۔ کسی دوسرے کی کیا مجال۔

۶...... غیب کو ہر پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لینا جس طرح چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے۔ یہ بھی مرزا قادیانی کرتے ہوں گے۔ (اگرچہ اس کا ثبوت وظہور تو کبھی نہیں ہوا) دوسرا کوئی غریب مسلمان تو ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ’’قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا الله وما یشعرون ایان یبعثون (النمل:۶۵) ‘‘ (کہہ نہیں جانتا کوئی آسمانوں اور زمین میں غیب کو مگر اللہ تعالیٰ اور نہیں جانتے کہ کس وقت اٹھائے جاویں گے) ’’وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو (انعام:۵۹) ‘‘ (اور اس کے پاس میں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا ان کو مگر وہ) ’’ولله غیب السمٰوٰت والارض له ‘‘ (اور اللہ تعالیٰ کے واسطے ہی غیب آسمانوں اور زمین کا) ’’غیب السمٰوٰت والارض ‘‘ (اسی کے واسطے ہے غیب آسمانوں وزمین کا) ’’ان الله عنده علم الساعة وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ما ذاتکسب غدًا وما تدری نفس بای ارض تموت ان الله علیم خبیر ‘‘ (تحقیق اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ پیٹوں میں ہے اور نہیں جانتا کوئی جی کہ کل کیا کیا دے گا اور نہیں جانتا کوئی جی کہ کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جاننے ولا خبردار ہے) اور سید الاولین والآخرین کو فرمایا: ’’قل لا املک لنفسی نفعًا ولا ضرا الا ما شآء الله ولو کنت اعلم

الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون ’’(کہہ نہیں اختیار رکھتا میں واسطے اپنی جان کے نفع اور نہ ضرر کا۔مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر ہوتا میں جانتا غیب کو البتہ بہت لے لیتا میں بھلائی سے اور نہ لگتی مجھ کو برائی نہیں میں مگر ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا۔واسطے اس قوم کے جو مومن ہے)’’فقل انما الغیب للّٰہ ‘‘(پس کہہ کہ سوائے اس کے نہیں کہ غیب اللہ کے لئے ہے)’’قل لا اقول لکم عندی خزاین اللّٰہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ‘‘(کہہ نہیں کہتا میں تم کو کہ میرے پاس خزانے اللہ کے ہیں اور نہیں جانتا ہوں میں غیب کو اور نہ کہتا ہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں۔)

غرض قرآن مجید جس کے حقائق معارف کا مرزاقادیانی کو بڑا دعویٰ ہے اس میں تو غیب جاننے کی نسبت یہ احکام ہیں اور مرزاقادیانی اس کے برعکس ومقابلہ پر غیب کو ہر پہلو سے چابک سوار کے گھوڑے کی طرح اپنی طرف قبضہ میں کرنے کی فضیلت لوگوں پر ظاہر کر رہے ہیں۔ گویا ہر بات نرالی وانوکھی ہے۔

ہاں! اگر وہ ذات پاک محض اپنے فضل وکرم سے کسی امر کی کچھ آ گاہی بخش دے تو وہ اس کی عنایت لطف ومسکین نوازی ہے۔عاجز بندہ کی کیا شیخی۔

۷...... مرزاقادیانی کے الہامات جیسے دوسروں پر حجت ہوئے ہیں ان کا ذکر تو ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں اپنے الہامات کی تعریف کر کے ان کو دوسروں پر حجت ٹھہرانا بھی مرزاقادیانی ہی کا اپنا مسئلہ ہے۔ ورنہ اکابر امت سلف وخلف صالحین تو اس امر کے بالکل مخالف ہیں۔الہامات کا دوسروں پر حجت ہونا تو کجا وہ بغیر مطابق کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے الہام کو خود ملہم پر بھی حجت قبول نہیں فرماتے۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:’’چہ الہام وکشف برغیر حجت نیست. کشوف والهامات راتا برمحک کتاب وسنت نزنند به نیم جوئے نمی پسندند. الہام مثبت حل وحرمت بنود وکشف ارباب باطن اثبات فرض وسنت ننماید‘‘

’’کل حقیقة ردّتها الشریعة فهی زندقة ‘‘(جس حقیقت کو شریعت رد کرے وہ زندقہ ہے)

۸...... پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ سے ہرگز علیحدگی نہ کر۔ اگر کوئی خطرہ یا الہام پاوے تو کتاب وسنت پر عرض کر۔ اگر ان میں اس کی حرمت ہو (جیسے حرمت تصویر وتفسیر قرآن بالرائے کرنی یا مسائل وغیرہ خلاف شریعت) تو اس کو

دفع کر اور اس سے مہاجرت کر اور ہرگز اس پر عمل نہ کر اور یقین جان کہ وہ شیطان رجیم سے ہے اور اگر کتاب اور سنت میں اس کی اباحت ہو یعنی وہ امر مباح ہو مثل کھانے پینے ولباس ونکاح وغیرہ کے تب بھی اس کو چھوڑ دے اور سمجھ کہ یہ الہام نفس اور اس کی خواہشوں کا ہے اور تحقیق تجھ کو نفس کی مخالفت کا حکم ہے اور اگر اس امر کی کتاب وسنت میں نہ حرمت ہو نہ اباحت ہو۔ یعنی نہ ممانعت ہو اور نہ اجازت ہو۔ بلکہ وہ ایسا امر ہو کہ تجھ کو معلوم نہیں مثلاً کسی جگہ یا کسی مرد صالح کی ملاقات کرنا حالانکہ تجھ کو وہاں جانے کی حاجت نہیں اور نہ ملاقات اس شخص صالح کی ضرورت ہے بباعث اس کے کہ تجھ کو عطاء فرما چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نعمت علم ومعرفۃ پس اس امر میں بھی توقف کر اور ایسا جلد باز نہ ہو کہ تو کہے کہ یہ الہام حق عزوجل کی طرف سے ہے۔ بلکہ اختیار وبرگزیدگی وفعل حق عزوجل کا منتظر رہ تاکہ پھر اس کا امر ہووے یا نشانی ظاہر ہووے۔ جس کو اولیاء اور مؤیدوں ابدالوں میں سے جانتے ہیں اور ہرگز جلدی نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ تجھ کو معلوم نہیں کہ اس کا انجام کیسا ہوگا اور معلوم نہیں کہ اس میں فتنہ وہلاکت وتدبیر امتحان الٰہی ہے۔ پس صبر کر حتیٰ کہ اللہ عزوجل خود اس کا فاعل بنے اور پھر فرمایا کہ یہ بھی اسی حالت میں ہے کہ جب وہ امر مباح ہو اور شرع میں اس کی ممانعت نہ ہو۔ انتہی!

کیونکہ پیر صاحب قدس سرہ نے بھی فرمایا ہے۔ ''کل حقیقة لا یشهد لها الشرع فهی زندقة'' (جو حقیقت شریعت سے ثابت نہ ہو تو وہ کفر والحاد ہے)

حضرت عمرؓ کے حالات

۹...... پھر امام الملہمین والمحدثین وامیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ کا حال دیکھئے۔ جن کی شان میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پہلی امتوں میں محدث تھے اور میری امت میں عمرؓ بن الخطاب ہے۔ دوسرے طرق سے حدیث میں ہے کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں سے اشخاص تھے جن سے مکالمہ ہوتا تھا۔ بغیر اس کے کہ وہ انبیاء تھے، اور میری امت میں ان میں سے عمرؓ ہے عقبۃ بن عامرؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ بن الخطاب ہوتا۔ پھر فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ عمر کی زبان اور دل پر حق جاری کرتا ہے۔ فرمایا کہ شیطان عمر کو دیکھ کر دوسری طرف چلا جاتا ہے۔ سیدنا امیر المؤمنین علیؓ نے فرمایا کہ عمر ایک بات زبان سے نکالتا ہے تو قرآن مجید اس کی تصدیق میں نازل ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم بہت دیکھتے ہیں کہ سکینہ یعنی فرشتہ عمر کی زبان پر بولتا ہے۔ پھر فرمایا کہ شیطان خطا کی ترغیب دینے میں عمرؓ سے ڈرتا ہے۔ وغیرہ!

غرض باوجود ان فضائل کے ملہم محدث وامام الزمان ہونے کے آپ فرماتے۔

اوّل...... کہ عہد رسول اللہ ﷺ میں لوگوں کا حال وحی سے معلوم ہو جاتا تھا اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے۔اب ہم ظاہر اعمال سے لیتے ہیں جو ہم کو بظاہر اچھا معلوم ہو۔اس کا اعتبار کرتے اور قبول کرتے ہیں اور اس کے پوشیدہ حالات سے کچھ تعلق نہیں۔اس کے باطن کا حساب اللہ تعالیٰ جانے اور جو ہم کو برا معلوم ہو ہم اس کو نہیں مانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔خواہ وہ کہے کہ میرا اندرونی حال اچھا ہے۔انتہی!

دوم...... آپ خطبہ میں لوگوں کو فرماتے کہ اگر کسی نے قران مجید کا سوال پوچھنا ہو تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھئے۔اگر حلال حرام کا مسئلہ پوچھنا ہو تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھئے۔فرائض کا سوال کرنا ہو تو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کرے اور مال کا سوال مجھ سے کرے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خازن بنایا ہے۔

سوم...... ایک حاملہ پر رجم کا حکم دیا معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس پر تو آپ حکم کر سکتے ہیں۔لیکن جو اس کے پیٹ میں ہے اس پر آپ کا اختیار نہیں۔اس پر اس حکم سے رجوع کیا اور فرمایا کہ اگر معاذ رضی اللہ عنہ نہ ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

چہارم...... پھر ایک اور عورت پر رجم کا حکم دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا کہ تین شخصوں سے قلم اٹھائی گئی ہے۔(یعنی ان کے اعمال لکھے نہیں جاتے) ایک مجنون جب تک وہ صحیح وتندرست نہ ہو۔دوسرا لڑکا جب تک وہ بالغ نہ ہو۔تیسرا سویا ہوا جب تک وہ بیدار نہ ہو۔یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ہاں درست ہے۔مگر ان امور کا یہاں کیا تعلق؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ عورت مجنونہ ہے فلاں قبیلہ سے۔اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتا تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جاتا۔

پنجم...... ایک قتل عمد کے مقدمہ میں قاتل کے قتل کا حکم دیا اور باوجود مقتول کے بعض والیوں کے معاف کرنے کے بعد حکم قتل بحال رکھا۔اس پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ بالکل ان کے اختیار میں تھا۔جب انہوں نے معاف کر دیا ہے تو آپ بھی جانے دیں۔آپ نے فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ میرے نزدیک قاتل کے مال سے دیت مقرر کر کے جنہوں نے معاف کیا ہے ان کا حصہ وضع کر کے دیت دلوائی جاوے۔اس پر آپ نے اسی پر فیصلہ فرمایا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بعض فیصلوں میں فرماتے کہ تم خزانہ علم ہو۔وغیرہ بہت مواضع ہیں۔حتیٰ کہ:

ششم...... ایک روز منبر پر جب آپ نے فرمایا کہ عورات کے مہر میں غلو (زیادتی) نہ کرو تو ایک عورت نے کہا کہ ہم آپ کے قول کو پکڑیں یا اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان جس میں فرماتا ہے: ’’واٰتیتم احدٰھن قنطارًا فلا تاخذوا منه شیئًا (النساء:۲۰)‘‘ (اورتم دے چکے ایک عورت کو خزانہ۔ پس اس سے کچھ مت واپس لو) اس پر آپ نے منبر سے اتر کر فرمایا کہ سب آدمی عمرؓ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ حتیٰ کہ بوڑھی عورتیں بھی۔ انتھی!

ہفتم...... بلکہ حق طلبی، راستی وعدل کے ایسے شائع تھے کہ لوگوں سے پوچھتے کہ اے جماعت مسلمین اگر میں دنیا کی طرف جھکوں اس وقت تم کیا کہو گے تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر تلوار کھینچ کر کہا کہ ہم اس تلوار سے کہیں گے اور اس سے کاٹ ڈالنے کا اشارہ کیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے میری رعیت میں ایسے شخص بنائے کہ اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو وہ مجھ کو سیدھا کر دیں۔

۱۰...... اب جائے غور ہے کہ قبول نصح اعتراف علیٰ نفسہ تعظیم وتکریم احکام قرآن مجید وحدیث رسول اللہ ﷺ میں ان کا کیسا حال وعمل تھا۔ مرزاقادیانی کی طرح انہوں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ ہم امام الزمان ہیں۔ ہم سب سے حقائق معارف میں بڑھ کر ہیں۔ ہمارے الہامات ومکاشفات تم پر حجت ہیں۔ دینی حقائق بیان کرنے میں حق ہماری طرف ہے۔ کیونکہ جو نور فراست ہم کو دیا گیا ہے وہ چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا گیا۔ ہماری بسطت فی العلم سب سے اعلیٰ ہے۔ ہماری رائے صائب دوسروں کی رائے کی تصحیح کرتی ہے۔ ہم محمدی فوج کے سپہ سالار ہیں۔ وغیرہ وغیرہ! باوجودیکہ واقعتاً وحقیقتاً یہ سب اوصاف بلکہ ان سے کہیں زیادہ اللہ جل جلالہ نے سیدنا عمرؓ میں جمع فرمائے تھے۔ لیکن اظہار فضیلت وخودستائی میں کبھی کچھ زبان پر نہیں لائے۔

۱۱...... بلکہ احقاق مسائل میں یہاں تک فروتنی واہتمام تھا کہ محمد ابن الزبیر ایک بہت ضعیف مرد سے راوی ہیں کہ عمرؓ نے ایک مسئلہ میں استفتاء کیا اور کہا میرے ساتھ آؤ۔ حتیٰ کہ سیدنا علی ابن ابی طالبؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا مرحبا یا امیر المؤمنین اور جب مسئلہ کا ذکر آیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلالیا تو بجواب فرمایا کہ آپ کے پاس آنا میرا ہی حق تھا۔

۱۲...... طارق بن شہاب سے مروی ہے کہ جب عمر بن الخطابؓ ملک شام میں آئے اور لشکر ان کو ملا تو اس وقت آپ کا لباس ایک چادر وعمامہ اور پاؤں میں مسّیان تھیں اور اپنی سواری کی لگام ہاتھ میں پانی عبور کرتے ہوئے مسّیان اتار کر بغل میں دبائے ہوئے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ

یا امیر المؤمنین لشکر اور بطارقہ شام ابھی آپ سے ملنے والے ہیں اور آپ اس حالت میں ہیں تو آپ نے بجواب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہم کو اسلام سے معزز فرمایا ہے۔ ہم اس کے غیر سے عزت کے خواہاں نہیں ہیں۔ انتہی!

یہ تو اسلامی امامت وامام الزمان کا حال تھا۔ اب یہاں مرزا قادیانی ان سے بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل وامام الزمان ہونے کے بزبان خود دعویدار ہوکر دنیوی خطابوں اور عزت کے واسطے کس قدر سعی وکوشش وخون ودل سے کتابیں لکھ رہے ہیں۔ خطاب والے اشتہار شائع کر رہے ہیں جن کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس زبانی امامت کو ان اسلامی امامتوں سے کہاں تک مناسبت ومطابقت ہے؟

۱۳...... دیکھئے جب عام مسلمانوں کو ایسی حقانی ربانی مسلم وصادق امام الزمانوں کی امامت کے یہ حالات ومقالات معلوم ومدنظر ہیں۔ تو وہ ان کے مقابل مرزا قادیانی کی خودتراشیدہ علو وتعلّی والے نرالے اوصاف امامت کی طرف کب ملتفت ہوسکتے ہیں اور کیونکر قبول کر سکتے ہیں؟ پھر جو صاحب خصوصیت سے اپنے تئیں حضرت عمرؓ کی طرف منسوب کریں اور ان کو اپنا بزرگ جانیں۔ وہ اگر ان کے پیرایہ وطریق امامت کے مخالف کسی مقابل ومغائر امامت کے فریفتہ ودلدارہ ہوکر اس کے حقائق ومعارف کے گرداب موج میں آگئے ہوں تو ان کو آیت کریمہ ’’**انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح** (ہود:۴۶)‘‘ (تحقیق وہ تیرے اہل سے نہیں کیونکہ اس کے عمل غیر صالح ہیں) کی طرف ضرور غوروفکر چاہئے۔

۱۴...... خود بدولت کی تو ہر بات اور ہر امر کو اعلیٰ وادنیٰ وارفع اور دیگر عاجزان کی ہر چیز کو ردی وناقص قرار دے کر مرزا قادیانی بہت خوش ہوتے ہیں۔ کیا یہی انصاف ورحمت وشفقت علی الخلق ہے؟ ذرا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد ’’**والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیہ المسلم ما یحب لنفسہ**‘‘ (قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ہرگز بندہ ایمان والا نہیں ہوتا۔ تاوقتیکہ دوست رکھے اپنے بھائی مسلمان کے واسطے وہ چیز جو اپنے نفس کے واسطے دوست رکھتا ہے) ’’**المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ التقویٰ ھٰھنا ویشیر الیٰ صدرہ ثلث مرار بحسب امرء من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ**‘‘ (مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ ظلم کرے اس پر اور نہ رسوا کرے اس کو اور نہ حقارت کرے اس کے تقویٰ میں ہے اور اشارہ کرتے اپنے سینہ کی طرف تین بار کافی ہے۔ آدمی کے لئے برائی میں سے

یہ کہ تحقیر کرے اپنے بھائی مسلمان کی مسلمان کا سب کچھ مسلمان پر حرام ہے۔اس کا خون اس کا مال اوراس کی آبرو)وغیرہ پر توجہ فرمائیں۔

فصل نمبر:۴۶...... ’’واضح ہو کہ شیطانی الہامات ہونا حق ہے اور بعض ناتمام سالک لوگوں کو ہوا کرتے ہیں اور حدیث النفس بھی ہوتے ہیں۔جس کو اضغاث احلام کہتے ہیں اور جو شخص اس سے انکار کرے وہ قرآن شریف کی مخالفت کرتا ہے۔کیونکہ قرآن شریف کے بیان سے شیطانی الہام ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک انسان کا تزکیہ نفس پورے اور کامل طور پر نہ ہوتب تک اس کو شیطانی الہام ہوسکتا ہے اور وہ آیت ’’**علیٰ کل افّاکٍ اثیم**‘‘ کے نیچے آسکتا ہے۔ مگر پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۱۳، خزائن ج۱۳ص۴۸۳)

جواب...... عاجز کا اس پر ایمان ہے:’’**تنزل الشیٰطین تنزل علیٰ کلّ افّاکٍ اثیم**‘‘ (اترتے ہیں شیطان اوپر جھوٹ باندھنے والے گنہگار کے)ہوتا اور ’’**یقولون مالا یفعلون**‘‘ (کہتے ہیں وہ جو نہیں کرتے) والوں کا بھی اس کے ساتھ ہی ذکر ہے جس کے مرزاقادیانی ابتدائے اشاعت براہین سے عادی ومشاق ہیں۔لیکن الحمدللہ!محض فضل وکرم وعنایت بے غایت مولیٰ کریم سے عاجز کے الہامات ایسے نہیں۔کیونکہ اکثر تو آیات قرآن مجید ہوتی ہیں اور عاجز کو چونکہ بحث مباحثہ ومطالعہ کتب کی عادت نہیں۔عربی پڑھا ہوا نہیں۔صرف نحو سے واقف۔اپنی لیاقت سے فقرہ تو بجائے خود حروف وکلمات کو باترتیب جمع کرنے پر قادر نہیں۔قرآن مجید کا حافظ نہیں۔پھر قرآن مجید کے متفرق ومختلف عبارات کا یکجا جمع ہونا اور کبھی دیگر الفاظ غیر معلوم کا اظہار مدعا کے لئے ان کے ساتھ شامل ہونا اس امر کی بیّن شہادت ہے کہ یہ انشاءاللہ العزیز شیطانی اور حدیث نفس نہیں ہیں۔کیونکہ شیطان ہرگز غیب دان اور ’’**علیم بذات الصدور**‘‘ نہیں ہے۔

۲...... علاوہ ازیں جب ارحم الراحمین غیاث المستغیثین ’’**ادعونی استجب لکم اجیب دعوۃ الداع اذا دعان**‘‘ (پکارو مجھ کو جواب دوں گا (یا قبول کروں گا) میں واسطے تمہارے قبول کرتا ہوں۔میں پکار پکارنے والے کی جب وہ مجھ کو پکارتا ہے)’’**امن یجیب المضطر اذ ادعاہ**‘‘ (کون قبول کرتا ہے بے قرار کو جب وہ اسے پکارتا ہے) وغیرہ کا اپنے فضل وکرم سے وعدہ دینے اور فرمانے والے سے تضرع وزاری سے پناہ مانگی جاوے اور اس کی حفاظت کا بخضوع وخشوع سوال کیا جاوے اور تکبر وتعلّی سے جو حسب ارشاد:’’**ساصرف عن اٰیٰتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق**‘‘ (عنقریب پھیردوں گا میں نشانیوں اپنی سے ان

لوگوں کو کہ تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق) کے نعمائے الٰہیہ کے سدّ راہ ہیں۔ ہزار بار توبہ کی جاوے۔ شہرت ریا واظہار فضیلت سے نفرت۔ مرید بنانے اوران کو فراہم رکھنے کی کوشش سے بیزاری اللہ عزوجل عطاء فرماوے اور محض اپنی رحمت فراوان وشفقت بے کران سے ایسے سلسلہ کی آمدنی پر گذارہ کا مدار نہ کرے تو پھر شیطانی دخل سے بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس مامون ومحفوظ رہنے کی ہر طرح امید ہے۔

۳...... حدیث نفس واضغاث احلام بھی ہرگز نہیں۔ آیت کریمہ: ’’**وامـا بنعمة ربك فـحدث**‘‘ (اپنے رب کی نعمتوں کا بیان کر) کی تعمیل کے نظر سے عرض ہے کہ جن امور میں عاجز دن بھر مشغول ومصروف رہتا ہے ان کا خطرہ دل پر کبھی نہیں گذرتا اور جن دینی امور میں جب کبھی تمنی کا دخل ہوان میں ہرگز کامیابی نہیں ہوتی۔ یعنی میلان طبیعت کے موافق جواب ہی نہیں ملتا اور نہ وہ خیالات بفضلہٖ تعالیٰ سر میں گونج کر دماغ کو ایسا پریشان کرتے ہیں کہ جن کی ماحصل کو مرزاقادیانی کی طرح الہام الٰہی قرار دیا جاوے۔ بلکہ بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس ایسے خیالات دل سے بالکل محو کئے جاتے ہیں اور اس میں اس رحیم وکریم علیم وحکیم کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا اس عاجز خاک وکمزور ناچیز پر فتنہ وابتلاء کے دروازہ بند رہیں۔ کیونکہ تمنی کے ساتھ شیطانی دخل ہونا تو قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ’’**قوله تعالیٰ وما ارسلنا من قبلك من رسولٍ ولا نبی الا اذا تـمـنـی القی الشیطان فی امنیته** (الحج:۵۲)‘‘ (اور نہیں بھیجا ہم نے پہلے تجھ سے کوئی رسولؐ اور نبی۔ مگر جس وقت آرزو کرتا تھا ڈال دیتا تھا شیطان بیچ آرزو اس کی کے آخر تک) پس جب رسل وانبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ ارشاد ہو تو اور کسی عاجز کی کیا حقیقت ہے؟ ہاں! یہ سچ ہے کہ نص کے موافق ان معصوموں کو اللہ جل جلالہ ایسے واقعات پر فوراً متنبہ ومطلع فرما کر حفاظت فرماتا رہتا ہے۔ لیکن دوسروں کے واسطے اس عصمت وحفاظت کا حکم ووعدہ کہاں ہے؟

۴...... جب کہ عاجز یہ مضمون صاف کر کے لکھ رہا تھا۔ اچانک مجھ پر منکشف ہوا کہ عاجز کو جو کئی بار پہلے الہام ہو چکا ہے کہ ’’**لن تـجد لسنتنا تحویلاً**‘‘ (ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے عادت ہماری کے بدلنا) اس کے معنے کے رو سے مرزاقادیانی کا دعویٰ حصول تقرب وطے منازل سلوک بلاواسطہ مرشد ورہبر سنت اللہ کے خلاف ہے اور اس لئے قابل پذیرائی نہیں۔ کیونکہ عادت اللہ وسنت اللہ کے مطابق جب تک کوئی کسی اہل اللہ منیب رہبر کامل کی محبت وحصول رشد وفیض کے لئے جدوجہد نہ کرے تب تک کوئی رتبہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ آیت قرآن مجید ’’**ان لیس للانسان الا ما سعیٰ**‘‘ (نہیں ہے واسطے انسان کے کچھ مگر وہ جو سعی کی اس نے) بھی اسی امر پر

دال ہے اور پھر اس سنت اللہ سے اور کسی کا تو کیا ذکر خود سرور انبیاء والاصفیاء سیدنا وسید الکل محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی قادر قدیر نے مستثنیٰ نہیں رکھا۔ جیسا کہ متفق علیہ حدیث شریف میں ہے۔

’’فجاء ہ الملک فقال اقرأ فقال ما انا بقاویٔ قال فاخذنی فغطنی حتّٰی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاریٔ فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاریٔ فاخذنی فغطنی الثالثة حتی بلغ منی اھد ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم فرجع بھا رسول اللہ ﷺ یرجف فوادہ فدخل علی خدیجة فقال زملونی زملونی فزملوہ حتی ذھب عنه الروع الحدیث ‘‘(آیا ان کے پاس (رسول اللہ ﷺ کے) فرشتہ پس کہا کہ پڑھ پس میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں فرمایا کہ مجھے پکڑ کر دبایا حتیٰ کہ مجھے مشقت معلوم ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں۔ پھر مجھے دوسری بار پکڑ کر دبایا۔ حتیٰ کہ مجھے مشقت معلوم ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ پھر تیسری مرتبہ مجھے پکڑ کر دبایا۔ حتیٰ کہ مشقت معلوم ہوئی۔ پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھ ساتھ اسم رب اپنے کے جس نے پیدا کیا انسانوں کو علق سے (علق کہتے ہیں خون بستہ کو اور جونک کو جو صورت اوّل نطفہ کی ہوتی ہے) پڑھ اور رب تیرا بہت کرم کرنے والا ہے جس نے سکھایا ساتھ قلم کے سکھایا انسان کو جو کچھ نہیں جانتا تھا۔ پس واپس ہوئے رسول اللہ ﷺ درانحالیکہ آپ کا دل خائف تھا اور بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ کپڑا اوڑھاؤ۔ پس اوڑھایا۔ آپ کو حتیٰ کہ آپ سے خوف دور ہوا) اور اسی کو سورۂ اقراء ’’باسم ربک الذی خلق ‘‘ کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ العزیز نے مفصل بیان فرمایا ہے۔ پھر الہام ہوا۔

ہر آں کاریکہ بے استاد باشد
یقیں میداں کہ بی بنیاد باشد

۵...... اگر مرزا قادیانی فرماویں کہ اللہ جل شانہ قادر مطلق ہے بلاوساطت استاد و پیر مرشد یہ نعمت عطاء کر سکتا ہے تو جواب ظاہر ہے کہ بے شک یہ سچ ہے اور عاجز کا خیال بھی اب سے پہلے یہی تھا کہ قادر مطلق کو کسی کی حاجت نہیں۔ بلاواسطہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

چنانچہ اس بناء پر مرزا قادیانی کے اس قول کو جوانہوں نے ابتداء زمانہ میں بزبان خود

عاجز کو کہا تھا کہ: ’’اگر کوئی میرا پیرومرشد ہوتا تو میرے ہونے ودعویٰ کی کیا ضرورت تھی۔‘‘ اس کو کچھ محل اعتراض نہیں سمجھتا تھا۔ اگرچہ اور لوگ اس خیال عاجز کی مخالفت کرتے تھے۔ سوالحمدللہ علیٰ احسانہ کہ اس اثناء میں اس خیال کی درستی کے نئے یہہ القاء ہوا کہ قدرت اور شئے ہے اور عادت اور سنت اللہ اور شئے ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ مصرع الہام ہوا ؎

قدرت تو ہے ولے نہیں عادت خدا کی یہہ

۶...... الہامات ومنامات عاجز بفضلہٖ تعالیٰ بعینہ اسی طور پر واقع وظاہر ہوتے رہے ہیں۔ کسی تاویل وتدبیر کی بفضلہٖ تعالیٰ ضرورت وحاجت نہیں پڑتی اور مزید براں جب کبھی خاکسار ذرہ بہ مقدار کو احتیاطاً کسی کو وہم وشبہ گذرتا ہے تو فوراً الہام ہوتا ہے۔ ’’نزل من الحق‘‘ (اترا حق سے) ’’الحق من ربک فلا تکونن من الممترین مالکم‘‘ (آخر تک حق تیرے رب کی طرف سے ہے۔ پس تو مت ہو شک کرنے والوں سے) ’’لا ترجون للّٰہ وقارًا‘‘ (تم کو کیا ہوگیا کہ تم اللہ تعالیٰ کا وقر نہیں مانتے) ’’نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون‘‘ (ہم نے اتارا اس ذکر کو اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں) ’’ان عبادی لیس لک علیہم سلطان‘‘ (تحقیق میرے بندوں پر تیرا (شیطان کا) غلبہ نہیں ہے) وغیرہ تو اس صورت میں عاجز ان کو کیونکر الہام شیطانی وحدیث نفس واضغاث احلام خیال کرے؟ باایں ہمہ اس بارے میں عاجز خاکسار گنہگار کا عقیدہ حسب احتیاط اعتقاد وعمل محدث الامت امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہے۔ جیسا کہ مدارج السالکین میں لکھا ہے: ’’واما ما یقولہ کثیر من ارباب الخیالات والجہالات حدثنی قلبی عن ربی فصحیح ان قلبہ حدثہ عن من عن شیطانہ او عن ربہ فاذا قال حدثنی قلبی عن ربی کان مسندا الحدیث الی من لم یعلم انہ حدثہ بہ وذلک کذب قال ومحدث الامۃ لم یکن یقول ذلک ولا تفوہ بہ یوماً من الدھر وقد اعاذہ اللہ من ان یقول ذلک بل کتب کاتبہ یوما ھذا ما ای اللہ امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب فقال لا امحہ واکتب ھذا ما رایٰ عمر بن الخطاب فانکان صواباً فمن اللہ وان کان خطأ فمن عمر واللہ ورسولہ عنہ بری انتھی‘‘ (وہ جو کہتے ہیں بہت خیالات وجہالات والے کہ تحدیث کی دل میرے نے رب کی طرف سے۔ پس صحیح ہے کہ دل اس کے نے تحدیث کی۔ لیکن کس کی طرف ہے؟ شیطان کی طرف سے یا اس کے رب کی طرف ہے؟ جب کہتا ہے کہ تحدیث کی دل میرے نے رب ہے تو وہ نسبت کرتا ہے اس بات کی طرف ایسے شخص کے کہ نہیں جانتا اس کو جس نے وہ بات کی اور یہ جھوٹ ہے۔ کہا کہ محدث

الامت کبھی ایسا نہ کہتا تھا اور کبھی منہ سے ایک لفظ ہی ایسا نہ نکالا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے بچایا اور اس کو اس سے کہ ایسا کہے بلکہ ایک دن ان کے کاتب نے لکھا کہ یہ وہ ہے جو دکھلایا اللہ تعالیٰ نے امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب کو تو فرمایا کہ مٹا دے اس کو اور لکھ کہ یہ دیکھا عمر بن خطاب نے پس اگر صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو عمر کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اس سے بری ہیں) لہٰذا عاجز ہمیشہ بین الخوف والرجارہ کر دعویٰ سے دور بھاگتا ہے اور کل امور دین و دنیا میں قرآن مجید و سنت رسول اللہ ﷺ کو کافی و وافی سمجھ کر مولیٰ کریم و غفار سے لیل و نہار دعا مانگتا ہے کہ ''**اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی ومثل ذلک**'' (اے اللہ! میرے دل میں ڈال میری بھلائی اور بچا مجھ کو شرارت نفس سے وغیرہ)

۷...... الہامات عاجز اکثر آیات قرآن مجید ہیں لہٰذا ہر ایک کو ان کی تحقیق و تکذیب کے خیال پر ارشاد خداوندی ''**فھٰذ الحدیث انتم مدھنون وتجعلون رزقکم انکم تکذبون**'' (الواقعہ: ۸۱) ''(آیا تم ساتھ اس بات کے انکار یا سستی کرنے والے ہو اور جھٹلانا ہی تم اپنا حصہ کرتے ہو)'' **والذین کذبوا بایٰتنا واستکبروا عنھا اولئک اصحاب النارھم فیھا خالدون** (اعراف: ۳۶) ''(اور جن لوگوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے وہ رہنے والے دوزخ کے ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے)'' **ولا تتخذوا ایات اللہ ھزواً** ''(مت پکڑو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو مخول اور ہنسی) پر ضرور توجہ و غور چاہئے۔

۸...... کسی عاجز مسلمان کا تو کیا مقدور کہ قرآن مجید کی مخالفت کا خیال بھی دل میں لاوے۔ یہ تو مرزا قادیانی ہی کا حوصلہ ہے کہ دوسرے عاجزوں کے الہامات آیات قرآنی کو شیطانی الہامات قرار دے کر ان کی تحقیر کریں اور کبھی آیت قرآن مجید کا خود بدولت کو مشار الیہ بنا کر الٹ پلٹ مسائل مثلاً جس کو قرآن مجید ''**خیر من الف شھر**'' (ستر ہزار مہینوں سے) کہے اس کو ظلمت کا زمانہ اور جس غیب کو خاصہ خود اللہ عزوجل بیان کرے اس کو آپ ہر پہلو سے قبضہ میں کرنا وغیرہ بیان کر کے علانیہ مخالفت کریں۔ معاذ اللہ!

۹...... مرزا قادیانی نے جو بحوالہ فرمان الٰہی فرمایا کہ جب تک انسان کا تزکیہ نفس پورے و کامل طور پر نہ ہو تب تک شیطانی الہام ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی تو فرماتے کہ شیطانی الہام کی کیا علامت ہے؟ بظاہر یہی جواب ہوگا کہ وہ دھوکا و جھوٹا ہوتا ہے اور پورا نہیں ہوتا۔ پس اگر مرزا قادیانی کا اس جواب سے اتفاق ہو تو الہامات خود بدولت مذکو ہر فصل ۱۷، باب اوّل کی طرف نظر کر کے توجہ فرماویں کہ خود بدولت کے تزکیہ میں کیا نقص تھا اور کیا کسر تھی کہ ان کا یہ حال ہوا؟

ویا تزکیہ سے شاید مرزا قادیانی صرف یہی مراد لیتے ہوں گے کہ بغیر کسی ریاضت ومجاہدہ کے مجرد اپنی مدح وثناء اور تزکیہ کرنے سے تزکیہ پورا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اپنی تعریف ومدح واظہار فضیلت کو بھی تزکیہ ہی بولتے ہیں اور چونکہ مرزا قادیانی احبار ورہبان میں بھی فرق نہیں جانتے۔ اس لئے خیال ہے کہ یہاں بھی آپنے تزکیہ کو بھی ایسا ہی سمجھا ہو۔ انسان عاجز ہے کچھ غلطی ہو جانا تعجبات سے نہیں۔

۱۰...... مگر پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے۔

جواب...... لیکن مرزا قادیانی کو تو مدت مدید کے بعد بھی مطلع نہیں کیا گیا۔ کئی امور کی میعادیں گذر کر عرصۂ دراز منقضی ہوگیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے سالہا سال کے بعد ایام الصلح میں بعض امور میں اپنے سہو ونسیان اور غلطی کا خود اقبال فرمایا ہے۔ عبداللہ آتھم والی تفہیم موت پندرہ ماہ ختم ہونے سے شاید چند ساعت ہی پہلے مرزا قادیانی نے شرط رجوع کی طرف رجوع فرمایا تھا۔ اگر مرزا قادیانی فرماویں کہ وہ وسوسہ شیطانی نہ تھا تاکہ ہم کو مطلع کیا جاتا تو پھر خود ہی انصاف فرماویں کہ وہ تفہیم موت والی جس پر مرزا قادیانی اور کل جماعت قائم وجمی رہی۔ بلکہ شرطیں لگاتے رہے۔ کیوں اسی طرح پوری نہ ہوئی؟ اور اخیر پر آپ کو دوسرے پہلو یعنی شرط رجوع کو پکڑ کر دفع الوقتی کی خاطر ایک حیلہ بنانا پڑا۔

یہ خیال رہے کہ یہاں نفس الہام پر اعتراض نہیں بلکہ تفہیم مقررہ ومشتہرہ مرزا قادیانی پر ہے۔ جس کے واسطے آپ معہ جماعت زور وشور سے دعائیں کرتے رہے اور پھر بھی اس کے برخلاف ہی ظہور میں آیا۔ یہاں غرض میعاد پندرہ ماہ اور مرزا قادیانی کے جملہ ''بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے'' کے موازنہ سے ہے۔

علیٰ ہذا القیاس پیش گوئی دختر مرزا احمد بیگ والی کو بارہواں سال ہے (کیونکہ اشتہار کی تاریخ ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء ہے) مگر باوجود اتنے سالوں کے توقف کے بھی اب تک اس کی غلطی یا عقدہ یا پیچ پر مرزا قادیانی کو اطلاع نہیں ہوئی۔ دیگر امور بھی کئی ایسے ہیں جن کا ذکر دوسرے مواقع پر ہوا ہے۔ پس جب یہ حال ہے تو مرزا قادیانی کا یہ فرمانا کیسا ہوا کہ ان کو بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے؟

فصل نمبر۴۷...... ''افسوس کہ بعض پادری صاحبان نے اپنی تصنیفات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اس واقعہ کی تفسیر میں کہ جب ان کو ایک پہاڑی پر شیطان لے گیا۔ اس قدر جرأت کی ہے کہ وہ لکھتے ہیں کہ یہ کوئی خارجی بات نہ تھی جس کو دنیا دیکھتی اور جس کو یہودی بھی مشاہدہ

کرتے۔ بلکہ یہ تین مرتبہ شیطانی الہام حضرت مسیح کو ہوا تھا۔ جس کو انہوں نے قبول نہ کیا۔ مگر انجیل کی ایسی تفسیر سننے سے ہمارا تو بدن کانپتا ہے کہ مسیح اور پھر شیطانی الہام۔ ہاں! اگر اس شیطانی گفتگو کو شیطانی الہام نہ مانیں اور یہ خیال کریں کہ درحقیقت شیطان نے مجسم ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیطان نے جو پرانا سانپ ہے فی الحقیقت اپنے تئیں جسمانی صورت میں ظاہر کیا تھا اور وجود خوارجی کے ساتھ آدمی بن کر یہودیوں کے ایسے متبرک معبد کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تھا جس کے اردگرد صدہا آدمی رہتے تھے تو ضرور تھا کہ اس کے دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی جمع ہو جاتے بلکہ چاہئے تھا کہ حضرت مسیح آواز مار کر یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتے۔ جس کے وجود کے کئی فرقے منکر تھے اور شیطان کا دکھلانا حضرت مسیح کا ایک نشان ٹھہرتا۔ جس سے بہت آدمی ہدایت پاتے اور رومی سلطنت کے معزز عہدہ دار شیطان کو دیکھ کر پھر اس کو پرواز کرتے ہوئے مشاہدہ کر کے ضرور حضرت مسیح کے پیرو ہو جاتے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ یہ کوئی روحانی مکالمہ تھا جس کو دوسرے لفظوں میں شیطانی الہام کہہ سکتے ہیں۔ مگر میرے خیال میں یہ بھی آتا ہے کہ یہودیوں کی کتابوں میں بہت سے شریر انسانوں کا نام بھی شیطان رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اس محاورہ کے لحاظ سے مسیح نے بھی ایک اپنے بزرگ حواری کو جس کو انجیل میں اس واقعہ کی تحریر سے چند سطر ہی پہلے بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں شیطان کہا ہے۔ پس یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ کوئی یہودی شیطان ٹھٹھے اور ہنسی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس آیا ہوگا اور آپ نے جیسا کہ پطرس کا نام شیطان رکھا اس کو بھی شیطان کہہ دیا ہوگا اور یہودیوں میں اس قسم کی شرارتیں بھی تھیں اور ایسے سوال کرنا یہودیوں کا خاصہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سب قصہ ہی جھوٹ ہو جو عمداً یاد ہو کہ کہاں سے لکھ دیا ہو۔''

(ضرورۃ الامام ص۱۳،۱۴، خزائن ج۱۳ ص۴۸۲)

جواب…… جب مرزا قادیانی کا غیرت ایمانی سے ایسی تفسیر سننے سے بدن کانپتا ہے کہ ''مسیح اور پھر شیطانی الہام'' تو پھر تعجب ہے کہ آپ ورقوں کے ورق اسی مضمون پر مزہ لے لے کر نمک مرچ لگا کر اور کئی اعتراض اپنی طرف سے گھڑ کر کیوں سیاہ فرما رہے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ چاہئے تھا کہ حضرت مسیح آواز مار کر یہودیوں کو شیطان دکھلا دیتے۔ کبھی کہتے ہیں کہ چاہئے تھا کہ جو فرقے شیطان کے وجود کے منکر تھے ان کو دکھلا دینا حضرت مسیح کا نشان ٹھہرتا۔ پھر رومی سلطنت کے معزز عہدہ دار شیطان کو پرواز کرتے ہوئے مشاہدہ کر کے حضرت مسیح کے پیرو ہو جاتے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ وغیرہ! پس ایسی زبان درازی کرنے والے ایسے لغو بے سروپا قصص ایک عالی شان نبی برگزیدہ بارگاہ

رحمٰن کی تحقیر کے لکھنے میں سوائے سخط رب غیور حاصل کیا؟

۲...... مرزا قادیانی کے اعتراضوں کا جواب ظاہر ہے کہ آیات طلبی پر مرزا قادیانی خود تو ''انما الآیات عند اللہ '' (نشانیاں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں) پڑھ کر الگ ہو جاتے ہیں اور دوسروں اور سیدنا مسیح علیہ السلام پر وہی اعتراض کہ ایسا کیوں نہ کیا ویسا کیوں نہ کیا؟ پھر یہ بھی خیال نہیں فرمایا کہ سیدنا مسیح علیہ السلام رومی سلطنت کے معزز عہدہ داران ویہودیاں کو کسی دنیوی غرض سے نشان دکھلانے کے لئے کسی عاشق دنیا کی طرح دن رات مریدین کی فراہمی کی فکر میں حیران تھے؟ معاذ اللہ! انبیاء علیہم السلام کا منصب ہے۔ تبلیغ دین الٰہی بنظر خیر خواہی مخلوق سو اگر کوئی قبول کرے اس کی خوش قسمتی ورنہ اس کے نصیب مرزا قادیانی براہ مہربانی اس برگزیدہ جماعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاک مبارک اعلیٰ اولیٰ وارفع اور خیر خواہی مخلوق الٰہی کے انتہائی درجہ کے حالات کا قیاس فریفتگان ودلدادگان دنیا کے حالات وخیالات پر نہ کریں۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تمام ہمت ومحنت وکارروائی کی علت غائی ہوتی ہے۔ تبلیغ احکام الٰہی وحصول خوشنودی ورضائے رب العلمین نہ کہ کسی دنیوی اموال واولاد وچندوں کی اوگراہی جن کو دنیادار بڑا کمال اور آسمانی جلال سمجھ کر بڑا ناز وفخر کرتے ہیں۔ اشتہارات شائع کرتے ہیں اور اپنی فضیلت کا نشان ومدار کا قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں ان کے حق میں حکم موجود ہے: ''انما اموالکم واولادکم فتنة (التغابن:۱۴) '' (بے شک تمہارے مال اور اولاد فتنے ہیں) ''لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکری اللہ ومن یفعل ذٰلک فاولٰئک ھم الخاسرون (التغابن:۱۴) '' (نہ غافل کرتے تم کو مال تمہارا اور نہ اولاد تمہاری اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور جو کوئی ایسا کرے پس وہ ٹوٹا پانے والے ہیں) ''قل لا اسئلکم علیه اجراً '' (کہہ میں تم سے اس پر بدلہ یا اجرت نہیں مانگتا) وغیرہ وغیرہ!

۳...... ایسی تفسیر سننے سے اگر آپ کا بدن کانپتا ہے تو پھر آپ کو اس امر کے یقین ہونے کی کہ یہ کوئی روحانی مکالمہ تھا جس کو دوسرے لفظوں میں (وہی بدن کانپنے والا ''شیطانی الہام'') کہنے کی کیا ضرورت اور حاجت تھی؟ یہ تو بظاہر وہی قدیمی عادت توہین وتحقیر سیدنا مسیح علیہ السلام اور اظہار فضیلت خود بدولت معلوم ہوتی ہے کہ خود بدولت کو تو نہیں لیکن سیدنا مسیح علیہ السلام کو شیطانی الہام ہوا تھا۔ گو انہوں نے قبول نہ کیا۔ معاذ اللہ!

۴...... سیدنا مسیح علیہ السلام کی مدح وثناء ومعجزات کا ذکر جو اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ اس پر توجہ وغور فرماویں: ''واٰتینا عیسیٰ ابن مریم البینٰت وایدنٰه بروح القدس

(العمران:۴۵) ’’(اور دیا ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو بیّنات یعنی نشان ظاہر اور تائید کی ہم نے اس کو ساتھ روح القدس کے)‘‘ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھًا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین ویکلم الناس فی المھد وکھلا ومن الصالحین (العمران:۴۶) ’’(نام اس کا مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا عزت والا دنیا اور آخرت میں اور مقربوں سے ہے۔ باتیں کرتا لوگوں سے بیچ گود کے اور بڑی عمر کے اور ہے نیکوں میں سے)‘‘ انما المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللّٰہ وکلمتہ القھا الیٰ مریم وروح منہ وامنوا باللّٰہ ورسلہ ’’(سوائے اس کے نہیں کہ مسیح بیٹا مریم کا رسول اللہ تعالیٰ کا ہے اور کلمہ اس کا ڈالا اس کو طرف مریم کے اور روح اسی کی طرف سے پس ایمان لاؤ ساتھ اللہ اور رسولوں اس کے کے)‘‘ اذ قال اللّٰہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک وعلیٰ الدتک اذایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المھد وکھلاً واذ علمتک الکتٰب والحکمۃ والتورٰۃ والانجیل (العمران:۴۶) ’’(جس وقت فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ بیٹے مریم کے یاد کر میری نعمت جو تجھ پر اور تیری ماں پر ہے۔ جب میں نے تائید کی تیرے ساتھ روح القدس کے تو کلام کرتا تھا لوگوں سے بیچ گود کے اور بڑی عمر کے اور جب سکھائی تجھ کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل)‘‘ واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی فتنفخ فیھا فتکون طیراً باذنی وتبرئ الاکمہ والابرص باذنی واذ تخرج الموتٰی باذنی واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینٰت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین ’’(اور جب بناتا تھا تو مٹی سے مانند شکل جانور کے، ساتھ حکم میرے کے، پس پھونکتا تھا تو بیچ اس کے پس ہو جاتے تھے جانور ساتھ حکم میرے کے اور تو اچھا کرتا تھا اور مادرزاد اندھوں کو اور برص والوں کو اور جب نکالتا تھا تو مردوں کو ساتھ حکم میرے کے اور جب روکا میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب لایا تھا تو ان کے پاس نشانیاں ظاہر پر کہا ان لوگوں نے جو منکر ہوئے ان میں سے نہیں ہے یہ مگر جادو ظاہر) گویا کہ جس طرح مرزاقادیانی نے معجزات سیدنا مسیح علیہ السلام کو مسمریزم وعمل الترب کہا ہے سو ایسا ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے بینات کو کافروں نے ’’ان ھٰذا الا سحر مبین ‘‘ کہا۔ اب مرزاقادیانی غور فرماویں اور دیکھیں کہ سحر مبین کہنے والوں کے اقوال میں اور آپ کے مسمریزم عمل الترب کہنے میں کچھ فرق ہے؟

۵…… مرزاقادیانی نے (ازالہ اوہام ص۳۰۸، خزائن ج۳ ص۲۵۷) میں لکھا ہے: ’’اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس

عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔ گوالیسع کے درجۂ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔'' پھر لکھا ہے: ''اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔''

پھر (ص۳۰۹، خزائن ج۳ص۲۵۷) میں لکھا ہے: ''جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی ودماغی طاقتوں کو خرچ کرتا ہے وہ اپنی روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ انتہی!''

جواب...... اس تحریر میں مرزا قادیانی نے بہت زیادتی، دلیری اور اسلامی احکام کی مخالفت کی ہے۔

اوّل...... یہ جو کہا کہ ''قطعی اور یقینی طور پر ہو چکا ہے۔'' اس کا کچھ ثبوت بیان نہیں کیا اور نہ کچھ ادلہ شرعیہ میں سے اس کی صحت وثبوت میں لکھا ہے۔ اس پر کوئی بھی دلیل نہیں۔ یہ تو محض مرزا قادیانی کی اپنا رائے وخیال ہے۔

دوم...... سیدنا مسیح علیہ السلام کو الیسع نبی کے درجۂ کاملہ سے کم کہنے میں مرزا قادیانی نے آیہ کریمہ قرآن مجید ''**لا نفرق بین احدٍ من رسلہ**'' (ہم رسولوں میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے) اور ارشاد رسول اللہ ﷺ ''**فی روایۃ ابی سعید قال لا تخیّر وابین الانبیاء متفق علیہ وفی روایۃ ابی ہریرۃ لا تفضلوا بین انبیاء اللہ**'' (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ بڑھاؤ پیغمبروں کو ایک دوسرے سے۔ نہ فضیلت دو درمیان نبیوں اللہ تعالیٰ کو) ''**قال رسول اللہ ﷺ ما ینبغی لعبد ان یقول الیٰ خیر من یونس بن متی وفی روایۃ**'' (فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں لائق واسطے کسی بندے کے یہ کہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں) ''**قال من قال انا خیر من یونس بن متی فقد کذب**'' (جس نے کہا میں بہتر ہوں یونس بن متی سے۔ پس تحقیق اس نے جھوٹ بولا) کی صریح مخالفت کی ہے۔

سوم...... مرزا قادیانی نے خود ہی کہا کہ: ''باذن وحکم الٰہی اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے۔'' پھر خود ہی اس اذن وحکم الٰہی والے عمل کو خود بدولت کا مکروہ وقابل نفرت سمجھنا بیان کیا ہے۔

چہارم...... خود بدولت کی محض فضیلت میں اور انبیاء علیہم السلام سے بھی قدم آگے رکھنے کے لئے لکھا ہے کہ عاجزان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ (ص۲) میں فرما چکے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ سبحان اللہ کیسا شان ہے۔

پنجم...... برگزیدہ رسول رب العالمین سیدنا مسیح علیہ السلام کو جو رحمت رحیم وکریم سے خاص ہدایت تبلیغ وتعلیم توحید کے واسطے اللہ تعالیٰ رحیم وکریم کی طرف سے بمنصب نبوت مامور ہوکر تشریف لائے تھے۔ ان کی نسبت کس جرأت وبے خوفی سے لکھ دیا ہے کہ ہدایت توحید دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ایسے کم رہے کہ قریب قریب ناکام رہے۔ معاذ اللہ! تعجب یہ کہ خود ہی (ازالہ اوہام ص۲) میں فرما چکے ہیں کہ مسیح بن مریم نے انجیل میں توریت کا صحیح خلاصہ اور مغز اصلی پیش کیا تھا۔ مسیح صرف اسی کام کے لئے آیا تھا کہ توریت کے احکام شدومد کے ساتھ ظاہر کرے۔

پس جب مسیح علیہ السلام اپنا فرض منصبی تبلیغ احکام الٰہی بقول مرزا قادیانی شدومد سے کر چکے تو پھر ناکامی کے کیا معنے؟ پھر مرزا قادیانی نے توہین معجزات وغیرہ میں جو کچھ لکھا ہے اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔ محض خود بدولت کا مخالفت کے باعث خیال ہی خیال ہے۔ لہٰذا غور فرماویں کہ آپ کے ایسے حقائق ومعارف کو کوئی مسلمان متبع قرآن واسلام کیونکر بلادلیل شرعی مان کر آپ سے اتفاق کرسکتا ہے؟

۶...... نہایت افسوس یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل تو مسیح علیہ السلام کو ’’وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین والصالحین رسول اللہ کلمتہ (العمران)‘‘ (صاحب وجاہت دنیا وآخرت میں اور مقربین اور صالحین میں سے رسول اللہ تعالیٰ کا اور کلمہ اس کا) فرما کر اور ان کے کمالات ’’موید بروح القدس معلم الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل‘‘ (موید ساتھ روح القدس کے معلم کتاب وحکمت وتوراۃ وانجیل کا) ہونے کے اور ان کے معجزات کے ’’اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر باذنہ ونفخ فیھا باذنہ ابرء الاکمہ والابرص باذنہ اخرج الموتیٰ باذنہ‘‘ وغیرہ بینات کی قرآن مجید میں تعریف فرماوے اور رسول اللہ ﷺ فرماویں۔ ’’من شھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ وان عیسیٰ عبداللہ الجنۃ علی ماکان من العمل متفق علیہ‘‘ (جس نے گواہی دی کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اکیلا، نہیں کوئی شریک اس کا اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور

رسول ہے اور یہ کہ عیسیٰ بندہ اور رسول اس کا اور اس کی لونڈی کا بیٹا اور کلمہ اس کا ہے کہ ڈالا اس کو طرف مریم کی اور روح اس کی طرف سے اور یہ کہ جنت اور دوزخ حق ہیں داخل کرے گا اﷲتعالیٰ اس کو بہشت میں اس کے عمل کے مطابق) اور مرزاقادیانی بدعویٰ اسلام ان سب فضائل بیان فرمودہ خداتعالیٰ اور رسول ﷺ کی مخالفت وحقارت کریں۔ معاذ اﷲ واستغفر اﷲ!

۷…… پھر رسول اﷲ ﷺ فرماویں کہ کل بنی آدم کے اجساد کو ولادت کے وقت شیطان مس کرتا ہے۔ لیکن عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے جسد کو اس نے نہیں کیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا: ’’کل بنی اٰدم یطعن الشیطان فی جنبہ باصبعیہ حین یولد غیر عیسیٰ بن مریم ذہب یطعن فطعن فی الحجاب متفق علیہ‘‘ اب دیکھئے اﷲ جل جلالہ نے تو طفلی میں بھی ان کی ایسی حفاظت مس شیطان سے فرمائی اور مرزاقادیانی ان کے ایسے مثیل ومشابہ بنے ہیں کہ ان کی جوانی ورشد میں ان کو شیطان کا الہام کرنا، ان کے پاس آنا، ان کو پہاڑ پر لے جانا بے سروپا لغو فضول وبے سند قصص کی بنیاد پر ان کے واسطے ثابت کرتے ہیں۔ بھلا اس میں حاصل وفائدہ کیا اور اسلام اور مخلوق الٰہی کی اس میں کیا بہتری ہے؟

۸…… پھر جب مرزاقادیانی کو کبھی یقین، کبھی خیال، کبھی قرین قیاس، کبھی احتمال تھا اور بدن کا کانپنا لوگوں کے خوش کرنے کو علاوہ براں تو پھر ان بے بنیاد احتمالات، خیالات وقیاسات پر اس بنیاد قصہ پر طول طویل بحث کرنی اور اوراق لکھ کر تضیع اوقات کرنے کی ضرورت کیا؟ مومن کی تو ہرگز شان نہیں کہ فضول اور لغو بے بنیاد امر میں مصروف ہو۔ خصوصاً جس سے انبیاء واصحاب انبیاء علیہم السلام کی توہین وتحقیر کا خواہ مخواہ مرتکب ہوکر مجرم بنے۔ ’’اللہم حفظنا من فتنۃ النفس وشر الشیاطین‘‘ (اے اﷲتعالیٰ محفوظ رکھ ہم کو فتنہ نفس اور شر شیطان سے)

فصل نمبر:۴۸…… ’’کیونکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کی انجیلیں نہیں ہیں اور نہ ان کی تصدیق شدہ ہیں۔ بلکہ حواریوں نے یا کسی اور نے اپنے خیال اور عقل کے موافق لکھا ہے۔ اسی وجہ سے ان میں باہمی اختلاف ہے۔ لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ ان خیالات میں لکھنے والوں سے غلطی ہوگئی۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۱۴، خزائن ج۱۳ ص۴۸۵)

جواب…… جب یہ خیال ہے کہ نہ انجیلیں اصلی، نہ تصدیق شدہ اور پھر اختلاف سے پر، تو پھر ان کی شہادت پر ایسے بے سروپا قصص لکھ کر بلکہ بدعویٰ مسلمانی اپنی طرف سے نئے نئے اعتراض تراش کر ایک عالی شان نبی اور اس کے اصحاب علیہم السلام کے حق میں برا بھلا کہہ کر خلاف قرآن مجید وحدیث شریف توہین وتحقیر کرنی مرزاقادیانی ایسے صاحب علم وفضل وحقائق ومعارف

مسیحیت، مجددیت، مہدویت، امام الزمانی بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام سے افضلیت کے دعویدار کا ہی کام ہے؟’’ **اللہ احفظنا من ھذا لبلاء وسوء الادب ومکر الشیطان والنفس** ‘‘ (اے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھ ہم کو ایسی بلا اور بے ادبی اور شیطان اور نفس کے مکروں سے)

فصل نمبر:۴۹...... ’’جیسا کہ یہ غلطی ہوئی کہ انجیل نویسوں میں سے بعض نے گمان کیا کہ گویا حضرت مسیح صلیب پر فوت ہوگئے ہیں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۵، خزائن ج۱۳ ص۴۸۵)

جواب...... خود بدولت مرزا قادیانی بھی ان کی حیات کے کب قابل ہیں؟ آپ بھی تو ان کی موت اوران کی قبر کے کھوج لگانے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ ان کی صلیب وقتل کی صریح نفی کرکے فرماتا ہے۔’’ **وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ ھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ ما لھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما** (النساء:۱۵۸)‘‘ (ہرگز اس کو نہیں قتل کیا اور نہ صلیب پر چڑھایا۔ لیکن ایک شبہ ان کو ملا اور جو اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ شک میں ہیں۔ اس کا کچھ علم ان کو نہیں۔ صرف ظن کا اتباع کرتے ہیں اوران کو یقیناً نہیں قتل کیا بلکہ اللہ جل جلالہ نے اس کو اٹھالیا اپنی طرف اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے) عزیزاًحکیماً کا ارشاد ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس لئے فرمایا کہ مرزا قادیانی وغیرہ جیسے لوگ فلسفیانہ مذاق سے ان کے رفع اللہ الیہ میں اپنے من گھڑت وتراشیدہ خیالات سے حیل وحجت اور چون وچرا کرتے وقت اس ارشاد خداوندی کی عظمت کا خیال کرکے ایسے توہمات واہیات سے باز رہیں۔ لیکن باوجود اس صریح آیت شریفہ کے مرزا قادیانی پھر بھی ان کو خواہ مخواہ صلیب پر چڑھاکران کے زخموں کے مرہم کے نسخے مشتہر فرمارہے ہیں اور مہربانی سے اس قدر کہتے ہیں کہ ’’صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ لیکن زخمی ہوئے اور بعد میں فوت ہوگئے۔ گویا صلیب پر چڑھانے میں تو مرزا قادیانی اور انجیل نویس متفق ہیں۔ فرق اس قدر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ صلیب پر فوت ہوگئے اور آپ کہتے ہیں کہ صلیب پر زخمی ہوئے اور بعد میں فوت ہوئے۔ گویا فوت میں بھی اتفاق ہے۔ پھر مرزا قادیانی ان پر اس خفیف سے اختلاف پر اعتراض کیوں کرتے ہیں؟‘‘

۲...... مرزا قادیانی سیدنا مسیح علیہ السلام کا صلیب پر میخوں سے زخمی ہونا بیان کرکے اس کے ثبوت میں مرہم عیسیٰ کا نسخہ جو پیش کرتے ہیں اس سے تعجب ہوتا ہے کہ باوجود دعویٰ اسلام آپ قرآن مجید کلام رب عزیز وحمید کی آیات کو کس اعتقاد ونظر سے دیکھتے ہیں؟ کیا مرزا قادیانی یہ خیال نہیں کرتے کہ اگر مسیح علیہ السلام یہودیوں کے قابو میں آکر صلیب پر چڑھائے گئے تو قرآن مجید

کی آیات کریمہ ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک ‘‘(جب کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تم (پر دست اندازی کرنے) سے روکا)’’اذا یّدتک بروح القدس ‘‘(جب ہم نے روح القدس سے تیری مدد کی) کے کیا معنے ہوئے اور کیسا ظہور رہا؟ کیونکہ ’’اذ کففت ‘‘ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ یہود کا کس طرح کا قابو ہاتھ آپ پر نہیں پڑا۔ ظاہر ہے کہ جس چیز کو وہ قادر قدیر خود بند کرے اور روکے تو اس کے مقابل عاجز مخلوق کی کیا مجال کہ اس کو کھول کر دست درازی سے کسی قسم کا ضرر پہنچا سکے۔ چنانچہ موضح القرآن میں شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیہ کریمہ کے یہی معنی لکھے ہیں کہ: ’’بنی اسرائیل کو روکا تجھ سے یعنی قتل کرنے نہ دیا۔‘‘ اور ایسا ہی ’’ایدتک بروح القدس ‘‘ کی تائید بھی اس امر پر دال ہے۔ ورنہ تائید ونزول روح القدس تو جملہ انبیاء علیہم السلام پر ہوتا ہی رہا ہے۔ اس جگہ خصوصیت سے اس کے ارشاد واظہار فرمانے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر اگر میخوں سے زخمی بھی ہوگئے تو ارشاد ’’ومطہرک من الذین کفروا ‘‘(اور پاک کرنے والا ہوں تجھ کو کافروں سے) کا کیا ظہور ہوا؟ کیونکہ طہارت ایمانی واعتقادی تو عام مؤمنوں کو بھی دوسرے کفار سے حاصل ہے؟ اسی طرح آیت کریمہ ’’والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (مریم:۳۳) ‘‘(اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کی امان جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھا کھڑا کیا جاؤں گا) صاف دلالت کرتی ہے کہ ان کو زخم میخوں صلیبی موت وغیرہ کے ایذا سے بفضلہٖ تعالیٰ بالکل سلامتی رہی ہے۔ پس ان آیات سے صاف ثابت وظاہر ہے کہ بدبخت یہودیوں نے مسیح علیہ السلام کی ایذا رسانی توہین وتحقیر کی کوشش تو بہت کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ عزوجل قادر مطلق حافظ وناصر نے کفار کے منصوبے وتدابیر کو بندو ناکام کر کے یہود کی دست برد سے حضرت مسیح علیہ السلام کو پاک صاف بچا کر تائید فرما کر بامن وامان اپنی طرف اٹھالیا۔ جیسا کہ قدیمی اسلامی اعتقاد ومسئلہ ہے اور مرزا قادیانی کا اس کے مخالف بیان کرنا صریحاً بے دلیل وخودغرضی اور بے وقری کلام الٰہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہر مسلمان کو بچاوے۔ آمین! ان آیات کی تفسیر میں مفسروں نے اور بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ لیکن جو معنے یہاں لئے ہیں وہ بھی معتمد ومعتبر تفاسیر میں موجود ہیں۔

فصل نمبر:۵۰...... ’’ایسی غلطیاں حواریوں کی سرشت میں تھیں۔ کیونکہ انجیل ہمیں خبر دیتی ہے کہ ان کی عقل باریک نہ تھی۔ ان کے حالات ناقصہ کی خود مسیح گواہی دیتے ہیں کہ وہ فہم اور درایت اور عملی قوت میں بھی کمزور تھے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۵، خزائن ج۱۳ ص۴۸۵)

جواب...... بقول مرزا قادیانی جب انجیل اصلی نہیں اور نہ تصدیق شدہ اور اختلافات علاوہ براں تو

پھراس کی شہادت پراعتبار کرنا اوراس کومسیح علیہ السلام کی گواہی قرار دینا کس فہم وفراست ودرایت کا کام ہے؟ اور پھر ایسے مؤمنین اصحاب مسیح علیہ السلام اجمعین کے حق میں جن کی نسبت قرآن مجید شہادت دے کہ مسیح علیہ السلام کے ''من انصاری الی اللہ'' (کوئی ہے جواللہ تعالیٰ کی طرف ہوکر میری مدد کرے) فرمانے پران مؤمنین نے کہا: ''قال الحواریون نحن انصار اللہ امنا باللہ واشھد بانّا مسلمون (الصف:۱۴)'' (حواریوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے طرفدار ہم ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ پرایمان لائے اورآپ گواہ رہئے کہ ہم تابعدار ہیں) ''ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین (العمران:۵۳)'' (اے رب ہمارے ایمان لائے ہم ساتھ اس کی جواتارا تونے اورتابعداری کی ہم نے رسول کی۔ پس تو ہم کوان کے تصدیق کرنے والوں میں لکھ رکھ)

اب دیکھئے اللہ جل شانہ توان بزرگوں کی کیسی تعریف فرماتا ہےاورمرزاقادیانی ان کی کیسے کیسے الفاظ میں دلیرانہ توہین وتحقیر کرتے اور برا بھلا کہتے ہیں۔توجہ وغور فرماویں کہ یہ ہی مرزاقادیانی کے فضل وکمال وحقائق ومعارف کانتیجہ ہے؟

فصل نمبر:۵۱...... ''بہرحال یہ سچ ہے کہ پاکوں کے دل میں شیطانی خیال مستحکم نہیں ہوسکتا اوراگر کوئی تیرتا ہوا سرسری وسوسہ ان کے دل کے نزدیک آ بھی جائے تو جلدتر وہ شیطانی خیال دوراور دفع کیا جاتا ہےاوران کے پاک دامن پرکوئی داغ نہیں لگتا۔''

(ضرورۃ الامام ص۱۵، خزائن ج۱۳ ص۴۸۵)

جواب...... سچ ہے پاکوں کا تو ایسا ہی حال ہے۔لیکن مرزاقادیانی خود بدولت کی طرف خیال فرماویں کہ سالہا سال تک غلطیوں کی خبر ہی نہیں ہوئی۔ جیسا خودایام الصلح میں اقبال فرمایا ہے۔ جس کا ذکر دوسری جگہ ہوا ہے۔

فصل نمبر:۵۲...... ''اورممکن ہے کہ شیطان لعین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دل میں اس قسم کے خفیف وسوسہ ڈالنے کا ارادہ کیا ہواورانہوں نے وقت نبوت سے اس وسوسہ کودفع کردیا ہواور ہمیں یہ کہنا اس مجبوری سے پڑا ہے کہ یہ قصہ صرف انجیلوں میں ہی نہیں ہے بلکہ ہماری احادیث صحیحہ میں بھی ہے۔پھرایک حدیث نقل فرمائی ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۵، خزائن ج۱۳ ص۴۸۵)

جواب...... مرزاقادیانی ایسے صاحب حوصلہ ہیں کہ باوجود ایسے قصص سے بدن کانپنے کے بھی آپ اس مضمون سے سیر نہیں ہوتے اوربس نہیں کرتے۔طرح طرح کے خیالات وجزیات نکال کرشوق سے لکھتے چلے جاتے اورماخذ وہ ہی کتب جواصلی نہیں اورآپ کوان پراعتماد بھی نہیں۔

بہر حال عاجز کوان بے ثبوت قصص سے کچھ تعلق نہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی کچھ عبارت کوملخصاً لکھا ہے۔ اس تمام ادھیڑ بن وجا نکاہی سے مقصد تو مرزا قادیانی کا صرف اظہار فضیلت خود بدولت ہے اور وہ بھی عادت کے سبب اور محض توہین وتحقیر حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے جو کسی مومن کے شایان حال نہیں۔ لہٰذا یہ سب کچھ مرزا قادیانی ہی کا حصہ سمجھ کر عاجز توتوہین وتحقیر انبیاء واصحاب انبیاء علیہم السلام کو گناہ جانتا ہے اور ارشاد ''ومن حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ'' پر کاربند ہونا سعادت۔

۲...... مجبوری سے کہنے کے کیا معنے۔ معاذ اللہ! کسی نے مرزا قادیانی کو دھمکایا یا جبراً حکم دیا ہے کہ آپ مسیح علیہ السلام اوران کے اصحاب پر اپنی طرف سے طرح طرح کے اعتراض کر کے ان سب کی توہین وتحقیر کریں؟ معاذ اللہ! ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ یہ تو بظاہر مرزا قادیانی کا نفس اور وہی وسوسہ ڈالنے والا آپ کو مجبور کرتا ہے۔ جس کے مغالطہ پر آپ کو نظر وتوجہ نہیں۔

۳...... فن حدیث بھی مرزا قادیانی کی دسترس مہارت وکمال کا حد وحساب نہیں۔ چنانچہ آپ نے جو حدیث صحیحہ کر کے لکھی ہے۔ وہ صرف قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور انہی تک موقوف ہے۔ اوپر جناب رسول اللہ ﷺ تک نہیں جاتا۔ اسی کو حدیث صحیحہ کہہ دیا ہے۔ گویا معلوم ہی نہیں کہ صحیح حسن منقطع مرسل موقوف کس کو کہتے ہیں؟ پھر راویوں میں آپ ہمیشہ عیینہ کو عینیہ ہی فرمایا کرتے ہیں اور کہتے بھی ایسا ہی ہیں۔ چنانچہ اب بھی ویسا ہی لکھا ہے۔ یہ مرزا قادیانی کا فضل وکمال ہے۔ سبحان اللہ!

فصل نمبر:۵۳...... ''اب ظاہر ہے کہ شیطان ایسی طرح سے آیا ہوگا جیسا کہ جبرائیل پیغمبروں کے پاس آتا ہے۔ کیونکہ جبرائیل ایسا تو نہیں آتا جیسا کہ انسان کسی گاڑی میں بیٹھ کر یا کسی کرایہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اور پگڑی باندھ کر اور چادر اوڑھ کر آتا ہے۔ بلکہ اس کا آنا عالم ثانی کے رنگ میں ہوتا ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۶، خزائن ج۱۳ ص۴۸۶)

جواب...... یہ تو ہرگز قرین قیاس نہیں کہ ایک مردود ذلیل لعین جس کو تکبر نافرمانی اور ''انا خیر منہ'' (میں اس سے اچھا ہوں) کہنے پر بارگاہ عالی جاہ سے ''وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین'' (اور روز جزا تک تجھ پر میری پھٹکار) کا عتاب ہوا اور دوسرا جو مقبول بارگاہ معزز وموصوف باوصاف ومخاطب بخطاب ''رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین'' (پیغام پہنچانے والا بزرگ قوت والا نزدیک صاحب عرش کے مرتبہ والا کہا مانا گیا اس جگہ باامانت) ہو پھر ان دونوں کا آنا ایک جیسا ہو ظاہر ہے کہ یہاں بھی ایک متکبر اکڑباز

’’مختال فخور ‘‘(تکبر اور فخر کرنے والا) کی رفتار وآنا اور ایک غریب مسکین ارشاد:’’وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هوناً واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً (الفرقان:۶۳)‘‘ (اور بندے رحمٰن کے وہ لوگ ہیں کہ چلتے ہیں او پر زمین کے آہستہ آہستہ اور جس وقت کہ بات کرتے ہیں ان سے جاہل تو کہتے ہیں کہ سلام ہے) کو بسر وچشم قبول کر کے اس پر عمل کرنے والے کی رفتار وآنا کب یکساں ہوا ہے؟ فکر وغور کریں کہ آپ کے منہ سے اب کیسی باتیں نکلنی شروع ہوگئی ہیں اور ان کا کیا سبب ہے؟

۲...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:’’جبرائیل انسان کی طرح گاڑی میں بیٹھ کر یا کسی کرایہ کے گھوڑے پر اور پگڑی باندھ کر اور چادر اوڑھ کر نہیں آتا۔‘‘

لیکن سیدنا عمر بن الخطاب وابوہریرہؓ تو فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نہایت سفید لباس میں بہت سیاہ بالوں والے جن پر سفر کا کچھ اثر نہ تھا اور ہم میں سے کوئی اور پہچانتا نہ تھا۔ ہمارے سامنے اگر رسول اللہ ﷺ کے زانو بزانو بیٹھ گئے اور باتیں کرتے رہے اور ہم تعجب کرتے رہے۔ جیسا کہ بخاری ومسلم کے حوالہ سے مشکوٰۃ للصابیح کے اوّل کتاب الایمان الفصل الاوّل میں ہے۔’’عن عمر بن الخطاب ؓ قال بينما نحن عند رسول الله ﷺ ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لايرى عليه اثر السفر ولا يعرفه منا احد حتى جلس الى النبى ﷺ فاسند ركبية الى ركبية ووضع كفيه على فخذيه وقال يا محمد اخبرنى عن الاسلام قال الاسلام ان تشهدان لا اله الا الله وان محمد رسول الله وتقيم الصلوٰة وتؤتى الزكوٰة وتصوم رمضان وتحج البيت ان استطعت اليه سبيلا قال صدقت فعجنا يسئاله ويصدقه قال فاخبرنى عن الايمان قال ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الاخر وتؤمن بالقدر خيره وشره قال صدقت قال فاخبرنى عن الاحسان قال ان تعبد الله كأنك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك قال فاخبرنى عن الساعة قال ما المسئول عنه باعلم من السائل قال فاخبرنى عن اماراتها قال ان تلدالامة ربتها وان ترای الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون فى البنيان قال ثم انطق فلبثت مليا ثم قال لے يا عمر اتدرى من السائل قلت الله ورسوله اعلم قال فانه جبرائيل اتاكم يعلمكم دينكم‘‘ (روایت ہے عمرؓ سے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ ظاہر

ہوا ہم پر ایک شخص نہایت سفید کپڑوں اور سیاہ بالوں والا جس پر سفر کا اثر نہ معلوم ہوتا اور نہ اس کو ہم میں سے کوئی پہچانتا۔ یہاں تک کہ بیٹھ گیا حضرت رسول کریم ﷺ کے پاس زانو بزانو اور رکھا اپنی ہتھیلیوں کو ان کی رانوں پر اور فرمایا اے محمدؐ بتلا مجھ کو اسلام کیا ہے؟ فرمایا رسول نے اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور قائم رکھے تو نماز کو اور دیوے زکوٰۃ اور روزہ رکھے رمضان کے اور حج کرے اللہ تعالیٰ کے گھر کا اگر زادراہ کی طاقت ہو۔ کہا (جبرائیل علیہ السلام نے) تو نے سچ کہا۔ پس تعجب ہوا ہم کو اس کے پوچھنے اور تصدیق کرنے پر۔ پھر کہا ایمان کیا ہے؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تو مانے اللہ تعالیٰ کو اس کے فرشتوں کو۔ اس کی کتابوں کو۔ اس کے رسولوں کو۔ آخرت کے دن کو اور ایمان لاوے تو ساتھ اندازے نیکی اور برائی کے۔ کہا (جبرائیل نے) سچ کہا۔ پھر فرمایا (جبرائیل نے) احسان کیا ہے؟ فرمایا (پیغمبر ﷺ نے) یہ کہ تو عبادت کرے اللہ تعالیٰ کی گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھتا پس تحقیق وہ تجھ کو دیکھتا ہے۔ پھر کہا (جبرائیل نے) خبر دو مجھ کو قیامت کی۔ فرمایا کہ مسئول (سوال کردہ شدہ) سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر فرمایا کہ اس کے نشانیاں بتلاؤ۔ فرمایا (نبی صاحب ﷺ نے) کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور یہ کہ دیکھے تو برہنہ پا ننگے بدن والوں بھوکوں بکریاں چرانے والوں کو بڑائی کرنے والے عمارتوں پر۔ پھر چلا گیا۔ تھوڑی دیر گذری تو فرمایا مجھ کو یا عمر معلوم کیا تو نے کہ سائل کون تھا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہت جانتا ہے۔ فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام تھا۔ اس لئے تمہارا پاس آیا تا کہ سکھلاوے تم کو دین تمہارا)

پھر رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کبھی فرشتہ بشکل انسان متمثل ہو کر مجھ سے کلام کرتا ہے جیسا اس حدیث میں ہے: ’’**عن عائشة ؓ ان الحارث بن هشام سائل رسول الله فقال يا رسول الله كيف ياتيک الوحی فقال رسول الله ﷺ احيانا ياتينی بمثل صلصلته الجرس وهو اشده علی فيقصم عن وقد واعيت عنه ما قال واحيانا متمثل لے الملک رجلاً فيكلمنی فاعی مايقول قالت عائشة ولقد رايته ينزل عليه الوحی فی اليوم الشديد البرد فيقصم عند وان جبينه لتفصد عرقاً متفق عليه**‘‘ (روایت ہے عائشہ ؓ سے کیا حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ کس طرح آتی ہے آپ کو وحی۔ پس فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کبھی آتی ہے مثل گونج گھڑیال کے اور وہ مجھ پر سخت ہوتی ہے پس بس ہو جاتی ہے مجھ سے۔ میں یاد کر لیتا ہوں اس سے اور بعض وقت فرشتہ بصورت

آدمی آتا ہے اور کلام کرتا ہے مجھ سے۔ پس جو کچھ کہتا ہے میں یاد کر لیتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ پر سخت سردی کے دنوں میں وحی آتے دیکھی جب بس ہوتی تو آپ کی پیشانی مبارک سے عرق جاری ہوتا)

پھر سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم احد ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمی جن پر سفید لباس تھا۔ سخت جنگ میں مصروف تھے کہ ہم نے پہلے اور بعد ان کو نہیں دیکھا۔ یعنی جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام جیسا کہ اس حدیث شریف میں ہے: ''**عن سعد ابن ابی وقاص قال رأیت عن یمین رسول اللہ ﷺ وعن شماله یوم احد رجلین علیهما اثیاب بیض یقاتلان کاشد القتال مارایتهما قبل ولا بعد یعنی جبرئیل ومیکائیل متفق علیه** ''(کہا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہ دیکھا میں نے داہنے بائیں رسول اللہ ﷺ کے احد کے دن دو شخص جن پر سفید پوشاک تھی۔ سخت لڑائی کرتے ہوئے کہ میں نے ان کو نہ تو پہلے اور نہ بعد میں دیکھا۔ یعنی جبرائیل، میکائیل)''**وعن ابن عباس قال بینما جبرئیل علیه السلام قاعد النبی ﷺ سمع نقیضا من فوقه فرفع راسه فقال هذا باب من السماء فتح الیوم لا یفتح قط الا الیوم فنزل منه ملک فقال هذا ملک نزل الیٰ الارض لم ینزل قط الا الیوم فسلم فقال اابشر بنورین اوتیتهما لم یوتهما نبی قبلک فاتحه الکتاب وخواتیم سورة البقرة لن تقرأ بحرف منهما الا اعطیته** ''(ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے روبرو جبرائیل علیہ السلام بیٹھے تھے پاس نبی ﷺ کے اوپر سے آواز سنی پس اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ یہ دروازہ آسمانوں میں سے جو آج کھولا گیا ہے آج کو سوا ہرگز نہیں کھلا۔ پس اترا اس میں سے ایک فرشتہ پس فرمایا کہ یہ فرشتہ جو اترا ہے طرف زمین کے کبھی نہیں اترا۔ سوائے آج کے، پس سلام کیا فرشتہ نے اور کہا میں خوشخبری دیتا ہوں دو نوروں کی جو تم کو دیئے گئے اور نہیں دیئے گئے کسی نبی کو پہلے تجھ سے اور وہ سورۂ فاتحہ (الحمد للہ) اور خاتمہ سورہ بقر میں پڑھا جاتا کوئی حرف ان میں سے مگر کہ عطاء ہوتا ہے)

۳...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ کرایہ کے گھوڑے پر سوار نہیں ہوتا۔ اس سے امید ہوتی ہے کہ آپ کو کرایہ کے گھوڑے سے انکار ہے۔ ان کے اصلی اپنے گھوڑے سے انکار نہیں۔ بہرحال اس کی نسبت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم بدر میں فرمایا کہ یہ جبرئیل ہیں۔ اپنے گھوڑے کی عنان تھامے ہوئے معہ سامان حرب کے جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ: ''**ان النبی ﷺ قال یوم بدر هذا جبرئیل اخذبراس فرسه علیه اداة الحرب** (رواه

البخاری) ’’(نبی ﷺ نے بدر کے دن فرمایا یہ جبرئیل ہیں گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے لڑائیکا سامان لگائے)

مرزا قادیانی اب غور فرماویں کہ آپ اب بھی جبرائیل علیہ السلام کا گھوڑے پر آنا قبول کرتے اور مانتے ہیں یا نہ؟ ویا اب بھی یہ ہی فرماتے رہیں گے کہ جبرائیل کا (ہیڈکوارٹر) جائے قیام آفتاب ہی ہے؟

۴…… فصل گذشتہ میں جو حدیث شریف ذکر ہوئی جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’فاخذنی فغطنی رای ضغطنے وضمنی وعصرنی ‘‘یعنی معانقہ میں گلے اور چھاتی سے لگا کر زور سے گھونٹا اور بھینچا جس سے آپ فرماتے ہیں’’حتی بلغ منی الجهد ‘‘تو کیا اس وقت آفتاب بھی جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ہی غار حرا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا تھا؟ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ بھی ضرور بیان فرماتے جیسا کہ اور کل حال مفصل بیان فرمایا ہے اور پھر قرب آفتاب سے گرمی وحرارت تک سبب اس خطہ کا جو اوّل ہی بہت گرم ہے، کیا حال ہوتا؟ اب انصاف وغور کریں۔

۵…… ایسا ہی اور بھی حدیث میں ذکر ہے کہ صحابہ کرام نے نزول ملائک بچشم خود دیکھا۔ جیسا حدیث شریف میں ہے:’’عن ابن عباس انه رای جبرئیل مرتین ‘‘(ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ انہوں نے جبرئیل علیہ السلام کو دو مرتبہ دیکھا ہے اور آوازیں سنیں اور جبرائیل علیہ السلام کے سوط اور گھوڑے کی آواز سنی) چنانچہ جبرئیل علیہ السلام کا اپنے گھوڑے کو اقدم حیزوم کہتے سنا۔

حیزوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔

۶…… صحابہ کرام ودیگر بزرگان عظام سے جو جلیل الشان تھے ایسا مروی ہونا کیا تعجب ہے جب عاجز ناچیز ناہیچ میرز جیسے نالائق نے بھی عالم رؤیا میں دو دفعہ ایک فرشتہ کو بصورت انسان مختلف ہیئت میں ایک دفعہ آسمان سے نازل ہوتے اور ایک دفعہ باہر سے آکر اپنے گھر میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔

اب غور فرماویں کہ غریب مسلمان متبع قرآن مجید مرزا قادیانی کی بات مخالف ومقابل ارشاد رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام جو چشم دید واقع اور اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں۔ کیونکر سنیں اور قبول کریں۔

۷…… مسلمانوں کو اپنے دینی احکامات وہدایات جن کو وہ بموجب ارشاد’’ والیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ:۳)‘‘

(آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی تم پر نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے دین اسلام) کے کامل مکمل سمجھتے اور یقین کرتے ہیں۔ ان کی ترمیم وتنسیخ اور ان میں کسی کی کسی طرح کی بھی مداخلت قیامت تک بھی ان کو گوارا نہیں اور نہ وہ انشاء اللہ العزیز کبھی سنیں گے۔ دیکھئے! سرسید بالقابہ نے اگرچہ یہ خیرخواہی وخدمت کی کہ جب ڈاکٹر ہنٹر بالقابہ کی کتاب انڈین مسلم نکلنے پر مسلمانوں وخصوصاً اہل حدیث پر پکڑ دھکڑ شروع ہوئی تو سرسید نے سینہ سپر ہوکر ایک کتاب لکھ کر جس میں ڈاکٹر ہنٹر کی اغلاط وغلط فہمی مفصل بیان کر کے ولایت میں پیش کی تو اس پر فوراً وہ پکڑ دھکڑ اور سوء ظنی نسبت مسلمین موقوف ہوگئی۔ باوجود اس خدمت وخیرخواہی کے بھی جب سرسید نے اسلامی مسائل میں کچھ مداخلت کر کے خلاف متقدمین تفسیر وغیرہ تحریر کی تو دیکھئے مسلمان کس قدر افروختہ ہوکر ان کے مخالف ہوئے اور ان کی تفسیر پر کس قدر رد لکھے۔

لیکن سرسید نے مرزاقادیانی کی طرح کبھی مخالفوں ومسلمانوں کو برا بھلا سخت سست نہیں کہا اور خود بدولت سے سرسید جیسی خدمت تو کہا بلکہ الٹا تمام مسلمانوں کو آئے دن اپنی طرف سے خونی مہدی وخونی مسیح کا منتظر ٹھہرا کر اور صرف خود بدولت وجماعت چند مریدین کو خیرخواہ سرکار قرار دے کر دوسرے تمام مسلمانوں کو جو آپ کے دعاوی کو قبول نہیں کرتے۔ ان کو پکڑوانے اور سزا دلوانے کے لئے درخواستیں بھیجتے رہتے ہیں۔ سو خدانخواستہ اگر سرکار دوراندیش فہیم وزیرک اور لوگوں کی ذاتی خودغرضانہ مقاصد سے واقف نہ ہو تو مرزاقادیانی کے کہنے وواویلا پر تمام مسلمانان روئے زمین کو پھانسی دے کر برباد کر دے اور جو مرزاقادیانی کی مسیحائی پر ایمان نہ لاوے اس کے لئے قانون سزا مقرر کر دے۔ تب مرزاقادیانی راضی ہوں پس جب مرزاقادیانی کی خیرخواہی مسلمانان کی نسبت یہ ہے تو پھر مسلمان مرزاقادیانی کی ترمیم وتنسیخ وبے جا مداخلت دینی ہدایات واحکامات کو کیوں اور کب سننے لگے؟

ایں خیال است ومحالست وجنوں

۸…… مرزاقادیانی اس خیال میں نہ رہیں کہ مسلمان ہمارا مجرد زبانی دعویٰ خادم اسلام ہونے کا سن کر ہماری بات مان لیں گے اور فریفتہ ہو جائیں گے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز آپ ناحق تکلیف اٹھاتے ہیں۔ بہتر ہے ترمیم وتنسیخ مسائل سے باز آئیں۔ کیا خوب کہا ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر وگبر دبت پرستی باز آ

ایں درگہہ مادر گہہ ناامیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

۹...... سب کومعلوم ہے کہ ہدایات ہادی اسلام وفرمان علیہ الصلوٰۃ والسلام چیستان نہیں ہیں۔ صاف صاف کھلے کھلے موافق محاورہ وبول چال روزمرہ عوام الناس کے ہیں تاکہ عام مخلوق الٰہی اس کوسمجھ کر دینی فائدہ اٹھاویں اور ہدایت پاویں۔ پھران صریح دینی احکامات وہدایات میں خواہمخواہ اپنی حقائق معارف کی ٹانگ اڑا کر اپنی فضیلت اور علم جتلا کر مخلوق الٰہی خصوصاً غریب مسلمانوں کوان کی پرانے مسلمہ ومقبولہ اعتقادات وخیالات سے اکھاڑنے اوراپنے نوتراشیدہ خیالات کی طرف پھیرنے کی کوشش سے حیران متردد متفکر کرنے کی کیاضرورت وکیاحاجت ہے؟

۱۰...... برائے خدا مرزاقادیانی ومریدان مرزاقادیانی خصوصاً المشہور مولوی صاحبان اس عرض عاجز پر بفحوائے ارشاد خداوندی ’’ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولّی ونصله جهنم وساء ت مصیراً (النساء:۱۱۵)‘‘ (اور جو شخص ہدایت ظاہر ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرتا ہے اور مسلمانوں کے راہ کے سوا دوسری راہ چلتا ہے۔ہم اس کواسی طرف چلنے دیتے ہیں اوراس کوجہنم میں داخل کریں گے اوروہ بہت بری جگہ ہے) پرضرور غوروتوجہ فرماویں اورآنکھیں کھول کر مرزاقادیانی کے حقائق معارف اور پھران کے جوابات پرتأمل سے نظر کریں۔’’ولاحول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم‘‘

۱۱...... جو صاحبان ابھی سے بلاوجہ عاجز سے رنجیدہ وکشیدہ ہیں ان پر تو کم امید ہے لیکن مخلصان وطالبان رضاء الٰہی کو چاہئے کہ وہ ضرور ہی ان مسائل تراشیدہ مرزاصاحب کوقرآن مجید وحدیث شریف واقوال واعتقادات سلف امت مرحومہ ودیگر وسائل سے ضرور مطابق کریں اور عرض عاجز پر بنظر ’’انظر الی ماقال ولا تنظر الیٰ من قال‘‘ (قول کی طرف دیکھو قائل کی طرف مت خیال کرو) پرخیال کرکے اس کوغور سے ملاحظہ فرماویں۔

فصل نمبر:۵۴...... ’’پھر شیطان جوکمتر وذلیل تر ہے۔کیونکہ انسانی طور پر کھلے کھلے آسکتا ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۱۶، خزائن ج۱۳ص۴۸۶)

جواب...... اگر شیطان ایسا کمتر وذلیل تر ہےتو مرزاقادیانی اس کے آنے کوایک عالی شان معزز بارگاہ رحمٰن اعنی جبرئیل علیہ السلام کے آنے کے ساتھ ہم پلہ مساوی ومشابہ کیونکر اور کس دلیل سے کہتے ہیں؟

۲...... پھر صحیح بخاری کی ایک حدیث شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر مقرر فرمایا تو ایک آ کر اس طعام سے مٹھی بھرنے لگا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ تک لے چلوں گا۔ وہ کہنے لگا میں محتاج عیالدار وسخت حاجتمند ہوں۔ اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ مجھ کو نبی ﷺ نے فرمایا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تیرا شب گذشتہ والا اسیر کیا ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے حاجت شدید اور عیالداری کی شکایت کی میں نے اس پر رحم کر کے اس کو چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا اس نے تجھے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا۔ پھر مجھے فرمان رسول اللہ ﷺ کے سبب سے یقین تھا کہ وہ پھر آئے گا۔ میں منتظر رہا۔ پھر وہ آیا اور طعام سے مٹھی بھر رہا تھا کہ میں نے اس کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ تک پہنچانے کو کہا تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ میں محتاج عیالدار ہوں۔ پھر نہیں آؤں گا۔ پھر میں نے رحم کر کے چھوڑ دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے صبح اسی طرح دریافت فرما کر وہی فرمایا۔ پھر میں منتظر تھا کہ وہ آئے گا۔ پھر وہ آ کر طعام لینے لگا۔ پھر میں نے اس کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ تک پہنچانے کو کہا تو اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں تم کو کلمات بتلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے تم کو نفع دے گا۔

’’جب تم اپنے بستر پر سونے لگو تو آیت الکرسی ’’اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم‘‘ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندہ قائم رہنے والا ہے) آخر تک پڑھو۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر حفاظت ہوگی اور شیطان تمہارے نزدیک نہیں آئے گا۔ حتیٰ کہ فجر ہو۔‘‘ پھر میں نے اس کو جانے دیا۔ صبح کو پھر مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ویسا ہی دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ اس نے مجھے کلمات سکھلائے۔ جن سے اللہ مجھے نفع دیوے۔ فرمایا اس نے سچ کہا اگر وہ جھوٹا ہے اور تم جانتے ہو کہ یہ تین راتیں کرنے والا کون تھا۔ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا یہ شیطان تھا پھر۔

۳...... پیران پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ میں نے شیطان کو خواب میں دیکھا اور میں نے اس کے قتل کا قصد کیا۔ اس نے کہا مجھے کیوں مارتے ہو۔ میرا کیا گناہ ہے۔ اگر اللہ کی تقدیر میں بدی ہے تو میں اس کو تغیر کر کے نیکی نہیں کر سکتا اور اگر تقدیر میں خیر ہے تو میری قدرت نہیں کہ اس کو شر کر سکوں اور کیا شئے میرے ہاتھ میں ہے؟ پیر صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو صورت خنا ثاً پر نرم کلام مسنون الوجہ چند بال زنخدان پر حقیر صورت زشت رو دیکھا۔ گویا کہ تبسم کرتا تھا۔ میرے سامنے شرنگین و ترسناک اور یہ شب یکشنبہ دوازدہم شہر ذی الحجہ ۴۹۱ کا واقع ہے۔ اب دیکھئے کھلے کھلے طور پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس

شیطان آیا یا نہ آیا۔ مرزا قادیانی کو ان امور کے بدلانے اور ان میں بھی اپنے حقائق و معارف ظاہر کرنے میں فائدہ کیا؟

فصل نمبر:۵۵...... ’’اس تحقیق سے بہرحال اس بات کو ماننا پڑتا ہے جو ڈریپر نے بیان کی ہے۔ لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوت نبوت اور نور حقیقت کے ساتھ شیطانی القاء کو ہرگز ہرگز نزدیک آنے نہیں دیا اور اس کے ذب اور دفع میں فوراً مشغول ہوگئے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۹۶، خزائن ج۱۳ ص۴۸۶)

جواب...... یہ تحقیق ہی کیا ہے؟ خواہمخواہ بے ضرورت مخالف ہدایات شارع علیہم الصلوٰۃ والسلام و بے دلیل دعاوی و باتیں مرزا قادیانی کا اختیار ہے کہ ڈریپر کا بیان مانیں یا بریڈلا، گسٹ کامٹی، سٹیوارٹ مل یا کسی اور جنٹلمین غیر مسلموں کا۔ لیکن مسلمانوں کو جن کے اپنے گھر میں وہ سلسلہ تحقیق تدقق و تنقید قائم اور ایسا سامان دینی امور کی صداقت و حفاظت کا مہیا و موجود ہے جو کسی غیر مذہب کو نصیب بھی نہیں ہوتا تو ان کو کسی دوسرے کے بیان سننے یا ماننے کی نہ کبھی ضرورت و حاجت ہوئی اور نہ ہوگی۔ مرزا قادیانی کا یہ فرمانا بھی غنیمت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شیطانی القاء کو نزدیک آنے نہیں دیا۔

فصل نمبر:۵۶...... ’’جس طرح نور کے مقابل ظلمت ٹھہر نہیں سکتی۔ اسی طرح شیطان اس کے مقابل پر ٹھہر نہیں سکا اور بھاگ گیا۔ یہی ’’**ان عبادی لیس لک علیهم سلطان**‘‘ کے صحیح معنے ہیں۔ کیونکہ شیطان کا سلطان یعنی تسلط درحقیقت ان پر ہے جو شیطانی وسوسہ اور الہام کو قبول کر لیتی ہیں۔ لیکن جو لوگ دور سے نور کے تیر سے شیطان کو مجروح کرتے ہیں وہ کچھ بکے جائے اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ شیطانی تسلط سے مستثنیٰ ہیں۔ مگر ضروری ہے کہ ’’**ملکوت السمٰوٰت والارض**‘‘ دیکھنے میں مخلوقات کے مشاہدہ کا دائرہ پورا کرنے کے لئے وہ اس عجیب الخلقت وجود کا چہرہ دیکھ لیں اور کلام سن لیں جس کا نام شیطان ہے۔ اس سے ان کے دامن تنزہ اور عصمت کو کوئی داغ نہیں لگتا۔ کیا بادشاہوں کے حضور کبھی بدمعاش کلام نہیں کرتے؟ سو ایسا ہی روحانی طور سے شیطان نے یسوع کے دل میں اپنا کلام ڈالا۔ یسوع نے اس شیطانی الہام کو قبول نہ کیا۔ بلکہ رد کیا۔ سو یہ قابل تعریف بات ہوئی۔ اس سے کوئی نکتہ چینی کرنا حماقت اور روحانی فلاسفی سے بے خبری ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۶،۱۷، خزائن ج۱۳ ص۴۸۶،۴۸۷)

جواب...... شیطان کا تسلط و سلطان ضرور ان پر ہوتا ہے جو شیطانی خصلت ’’**انا خیر منه**‘‘ والی کو پسند و قبول کر کے اپنی شیخی و تکبر کے اظہار میں دن رات مصروف رہتے ہیں۔ کیونکہ ہم جنسی کا یہ لازمی

خاصہ ہے۔ دیگر عاجز مسکین غریب عبادالرحمٰن تفاخر شیخی وتکبر سے متنفر اور اس مقولہ مولوی صاحب ۔

بندگی نبود بجز افگندگی

راست ناید خواجگی بابندگی

مدنظر رکھنے والے بے شک فضل وکرم ارحم الراحمین بشارت ''ان عبادی لیس لک علیھم سلطان '' (تحقیق میرے بندوں پر تیرا غلبہ نہیں) کے مستحق ومصداق ہیں۔ ''اللھم اجعلنا منھم بفضلک ورحمتک''

۲...... مرزاقادیانی نے ابھی فرمایا۔ شیطان جرائیل کی طرح آیا ہوگا۔ پھر کہا شیطان کیونکر انسانی طور پر کھلے کھلے آسکتا ہے۔ اب فرماتے ہیں کہ مستثنیٰ لوگ ضرور ہی اس کا چہرہ دیکھ لیں۔ غور فرماویں کہ ایسے غیر مقرر متضادو بے سروپا بیانات وتحریرات کس وقر کے لائق ہیں؟

۳...... طرفہ تر یہ کہ اپنے رسالہ فتح مسیح میں یسوع کو خوب دل کھول کر برا کہہ کر دشنام دہی وفحش گالیوں کا تختہ مشق بنا کر پھر لوگوں کے دل رکھنے کو عذر کیا ہے کہ یہ ہم مسیح کو نہیں کہتے۔ بلکہ یسوع کو کہتے ہیں۔ جس کا نام قرآن وحدیث میں نہیں ہے اور یہاں پھر حافظہ نباشد کے مصداق کی طرح مسیح علیہ السلام ویسوع کو ایک جان کر اور مان کر فرمایا کہ شیطان نے یسوع کے دل میں اپنا کلام ڈالا۔ اس نے شیطانی الہام کو قبول نہ کیا۔ اب انصاف فرماویں کہ وہ سب وشتم مرزاقادیانی کا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہوا یا کسی اور کے؟ مرزاقادیانی کو تو پرواہ کچھ نہیں۔ لیکن مسلمانوں کو ایسی اندھی بے ضروری روحانی فلاسفی وفضول بے سروپا قصص وبے اصل قیل وقال کے سنانے کی کیا حاجت ہے؟ کبھی کچھ تو غور وانصاف فرمائیں۔

فصل نمبر:۵۷...... ''لیکن جیسا کہ یسوع نے اپنے نور کے تازیانہ سے شیطانی خیال کو دفع کیا اور اس کی الہام کی پلیدی فوراً ظاہر کردی۔ ہر ایک زاہد وصوفی کا یہ کام نہیں۔ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیطانی الہام مجھے بھی ہوا تھا۔ شیطان نے کہا کہ اے عبدالقادر تیری عبادتیں قبول ہوئیں۔ اب جو کہ دوسروں پر حرام ہے۔ تیرے پر حلال اور نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے جو چاہے کر۔ تب میں نے کہا کہ اے شیطان دور ہو وہ باتیں میرے لئے کب روا ہوسکتی ہیں جو نبی علیہ السلام پر روا نہیں ہوئیں۔ تب شیطان معہ اپنے سنہری تخت کے میری آنکھوں کے سامنے گم ہوگیا۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۷، خزائن ج۱۳ ص۴۸۷)

جواب...... سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارفع اولیٰ شان کی نسبت وغیرہ عرض ہوچکا۔ سیدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کی فضیلت وشان درباب توحید وتفرید وانابت ورضا برضا الٰہی واتباع

سنت وغیرہ پر ان کی کتاب فتوح الغیب وغیرہ اور آپ کی حالات وکرامات پر کتاب ''بہجۃ الاسرار'' وغیرہ جس میں بسند متصل بڑی تحقیق سے حالات درج ہیں۔ شاید میں ان کی سیدنا مسیح علیہ السلام کی نسبت تو مرزا قادیانی نے تحریر فرمادیا کہ شیطان نے الہام کیا۔ لیکن خود بدولت کی نسبت کہیں نہیں فرمایا کہ مرزا قادیانی سے بھی کبھی اس کا سابقہ پڑایا نہ اگرچہ جو تفہیمات ومیعاد مقررہ مرزا قادیانی اسی طرح پوری وبرابر نہیں ہوئیں۔ ان میں تو ضرور بالضرور بہ یقین کامل اس کا دخل مان لینا چاہئے۔ جیسا کہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر وروشن ہے۔

۲...... مرزا قادیانی کا یہ بیان کہ جب شیطان نے یہ کہا کہ اے عبدالقادر جو دوسروں پر حرام تجھ پر حلال۔ نماز سے بھی اب تجھے فراغت ہے جو چاہے کر وغیرہ۔ تو پیران پیر صاحب نے کہا دور ہو۔ یہ جواب وسرزنش نہایت صحیح درست ہے اور کاملین اہل اللہ کی یہی شان ہے اور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو بالخصوص بڑے کامل اور نہایت درجہ متبع کتاب اللہ تعالیٰ وسنت رسول اللہ ﷺ تھے۔ جیسا کہ آپ کے ان اقوال سے ظاہر ہے۔ ''جو حقیقت شریعت سے ثابت نہ ہو۔ وہ کفر والحاد ہے۔ حاکم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ اعمال کتاب وسنت پر عرض کرنے چاہئے۔ کتاب وسنت کو اپنا امام بنا اور ان میں تامل وتدبر سے نظر کر اور ان کے مطابق عمل کر۔ سلامتی کتاب وسنت کے ساتھ ہے اور ان کے سوا ہلاکت ہے۔'' وغیرہ!

تو پھر وہ بایں فضل وکمال ایسا صریح خلاف شریعت شیطانی الہام کیوں قبول کرنے لگے تھے؟ علاوہ ازیں وہ کامل مشائخ ومرشدوں کی صحبت دیکھے ہوئے تھے اور شیطانی مکروفریب سے خوب واقف تھے۔

۳...... یہ صحیح ہے کہ اس کے دکھ وفریب سے بچنا ومحفوظ رہنا بقول مرزا قادیانی ہر ایک زاہد وصوفی کا کام نہیں اور ایسا ہی تعلّی پسند ہوا پرست خودغرض کم تجربہ بے رہبر ملہم کا بھی شیطانی دھوکہ کو پہچان کر اس سے بچنا مشکل بلکہ ناممکن ہے اور خاص ایسے دھوکہ ومغالطہ کے امتیاز وشناخت کے لئے ہی رہبر کامل ومرشد اکمل کی سخت حاجت ہے اور اس لئے خادمان دین نے کتابیں تلبیس ابلیس وغیرہ کے نام سے تصنیف فرمائی ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی تو ان کی کچھ پرواہ ہی نہیں کرتے۔ اپنے ہی علم پر نازاں ہیں۔ کاش وہ متقدمین کی تصانیف دیکھتے یا کسی تجربہ کار کامل مرشد کی صحبت میں چندے فیضیاب ہوتے تو کچھ ان امور کی واقفی ہوجاتی۔

۴...... اب پیران پیر صاحب نے جو شیطان کو جواب دیا اسی کو محک قرار دے کر مرزا قادیانی خود بدولت کے حال ودعاوی فضل پر نظر عمیق وتوجہ فرماویں کہ پیران پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے

الہام کو فوراً شیطانی سمجھ کر رد کر کے جواب دیا کہ ’’دور ہو‘‘ لیکن مرزا قادیانی نے اسی مضمون کے اپنے الہام ’’اعمل ماشئت فانی قد غفرت لک انت منی بمنزلة لا یعلمها الخلق‘‘ (جو تو چاہے کر پس تحقیق میں نے تجھے بخش دیا۔ میری طرف سے تیرا ایسا مرتبہ ہے کہ خلقت نہیں جانتی) (براہین احمدیہ ص۵۶۰)

باوجود پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ وتمام امت سلف وخلف بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام سے بھی افضیلت کے دعویدار ہونے کے جو عمل کیا وہ تو ظاہر ہی ہے۔ تعظیم وتکریم شریعت واحادیث نبوی ﷺ کا کچھ لحاظ نہ کر کے اسلامی مقبولہ ومسلمہ تفسیر آیات ومسائل وغیرہ کی خوب دل کھول کر مخالفت شروع کردی۔ مرفوع القلم دیوانوں ومجذوبوں کے اقوال کی سند سے نعوذ باللہ قرآن مجید کی غلطیاں نکالنے کے ذکر والے مضمون شائع کرنے لگے۔ کہیں بدعویٰ حقائق آیات واحادیث کی الٹ پلٹ خود غرضانہ تفسیر وتشریح حسب پسند خاطر کی جن کی چند نظیریں اس کتاب کے مختلف مقامات میں بطور نمونہ درج ہیں۔ کہیں آیات قرآن مجید کو اپنے اوپر چسپاں کر کے خود بدولت اسمہ احمد کے مصداق بن بیٹھے۔ کہیں سیدنا مسیح علیہ السلام کی دلیرانہ حقارت وتوہین کر کے ان کی حیات ونزول کو جو آیات قرآن مجید واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے ملیامیٹ کیا اور ان کی مسند پر خود رونق افروز ہوگئے۔

۵...... اور پھر حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنے پر کمر باندھی۔ مثلاً (تحلیل حرام) اپنی اہلیہ ثانیہ کی خاطر شرعی وارثان کو محروم الارث کرنے کے لئے جائیداد کو اس کے پاس رہن کر دیا جائے۔ غور ہے کہ یہ عمل علاوہ اتباع وتقلید بلعم ہونے کے کیوں تحلیل حرام میں داخل نہیں ہوسکتا؟ ایسا ہی پہلے اولاد و پسران کو بلا دلیل شرعی عاق کرنا، اظہار علمی فضیلت وفخر میں حضرات انبیاء علیہم السلام ومعجزات وبزرگان دین ودیگر مسلمان ومؤمنین کی تحقیر مخالفت کرنا خلاف احادیث صحیحہ وعمل سلف وخلف کبرائے امت کے باتباع غیر سبیل المؤمنین اپنی طرح طرح کی تصویر تراونا اور مریدین کے لئے اس کو مباح کرنا وغیرہ۔ (تحریک حلال) اس پر بھی راضی نہ ہو کے، معاذ اللہ انبیاء علیہم السلام بلکہ خود رسول کریم ﷺ کے خاصہ میں ہاتھ ڈالنا، یعنی ازواج مطہرات امہات المؤمنین کا درجہ اپنی اہلیہ کو دے کر اخبار الحکم وغیرہ میں اس کو ام المؤمنین کے خطاب سے مشتہر کرانے پر راضی ہونا۔ پھر جب ایک دوست نے حج فرض کے لئے مشورہ پوچھا تو آپ نے فالنامہ موسوم بہ قرعہ شریفہ للشیخ الاکبر محی الدین بن العربی رحمۃ اللہ علیہ جن کی تصنیفات زیر مطالعہ مرزا قادیانی اکثر رہتی تھیں۔ کو دیکھ کر فرمانا کہ اس سال جانا مناسب نہیں اور اسی طرح ایک اور دوست کو عند المشورہ فرمانا کہ اس سال حج کو جانے کی نسبت نہ جانا بہتر ہے۔ لیکن الحمد للہ! کہ

مرزا قادیانی کی اس خلاف شرع صلاح نے ان ہر دو بندگان الٰہی کی عزم بالجزم وشوق ادائے فریضہ الٰہی کو متزلزل نہ کیا اور وہ اپنے مقاصد وارادوں میں بفضلہ تعالیٰ کامیاب وفائز المراد ہوئے۔ (تحلیل حرام وتحریم حلال ہر دو) پھر دختر مرزا احمد بیگ کو اپنی الہامی بیوی قرار دینے کے معاملہ میں تحریم حلال وتحلیل حرام دونوں جمع ہیں۔ یعنی اگر وہ آسمانی نکاح کے موافق مرزا قادیانی کی جائز وشرعی منکوحہ ہوگئی ہے تو اس کے اصلی خاوند پر اس کی ظاہری شرعی منکوحہ زوجہ کو حلال سے حرام کرنا ہے اور اگر از رائے احکام مسلمہ شرع شریف وہ خاوند حال کی زوجہ ہے جیسا کہ واقعی ہے تو اس کو خود بدولت کے لئے جائز ومباح قرار دینا حرام کو حلال کرنا ہے۔ زیادہ تشریح سے شرم مانع ہے۔ ’’**العاقل تکفیه الاشارة**‘‘

۶…… اب ذرہ دیر کے لئے خوف اللہ تعالیٰ عزوجل کو دل میں جگہ دے کر تدبر فرماویں کہ محک وکسوٹی متذکرہ بالا کی رو سے مرزا قادیانی کا کیا رنگ ظاہر ہوا اور اس میں آپ کھرے وکامل نکلے یا کھوٹے وناقص؟ اور آپ کے حال ودعاوی کا کیا حال ہوا؟

فصل نمبر:۵۸…… ’’اب جب کہ سید عبدالقادر جیسے اہل اللہ مرد فرد کو شیطانی الہام ہوا تو دوسرے عامتہ الناس جنہوں نے ابھی اپنا سلوک بھی تمام نہیں کیا وہ کیونکر اس سے بچ سکتے ہیں اور ان کو وہ نورانی آنکھیں کہاں حاصل ہیں۔ تا سید عبدالقادر اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح شیطانی الہام کو شناخت کر لیں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۷، خزائن ج۱۳ ص۴۸۷)

جواب…… مختصراً تو اسی قدر کافی ہے کہ عامتہ الناس بے شک نہیں بچ سکتے اور نہیں شناخت کر سکتے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے حالات سے ظاہر ہے۔ جس کا ذکر ہو چکا ہے اور پھر عاجز ظلوماً جہولاً انسان کی کیا ہستی اور کیا حقیقت ہے اور کیا کائنات کو بغیر فضل وکرم حافظ ومحسن حقیقی وخالق مالک تحقیقی کے اس سے بچ سکے۔ تاوقتیکہ وہ ذات پاک ارحم الرحمین مطابق ’’**اللّٰه ولی الذین اٰمنوا یخرجهم من الظلمات الیٰ النور**‘‘ (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے) وبموجب ارشاد ’’**وما لک من دون اللّٰه من ولی ولا نصیر**‘‘ (تیرے لئے اللہ کے سوائے کوئی دوست اور مددگار نہیں) وغیرہ اس کا خود حافظ وناصر ومربی نہ ہو جاوے اور ظاہر ہے کہ جب اللہ جل جلال وعم نوالہ وعز شانہ واتم برہانہ واحسانہ واکرامہ کسی بندہ کو محض اپنے فضل وکرم سے ایسے امور کے لئے پسند فرماتا اور کسی خاص کام کے واسطے منتخب کرتا ہے تو اس کو ضرور بصیرت وشناخت بھی عطاء فرماتا ہے اور ایسے بلاؤں سے بمصداق ارشاد ’’**کذلک لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصین**‘‘

(ایسا ہی کیا تاکہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی کو پھیر دیں اس لئے کہ وہ ہمارے مخلص بندوں سے ہے) وغیرہ محفوظ بھی رکھتا ہے۔ جیسا کہ سیدنا پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے: ’’بل اللہ اکرم ولیہ واعن علیہ عن ان یدخلہ فی مقام النقص والقبح فی شرعہ ودینہ بل یعصمہ من جمیع ما ذکر ویصرفہ عنہ ویحفظ دینہ لحفظ الحدود‘‘ (بلکہ اللہ تعالیٰ کا دوست بہت بزرگ اور عزت والا ہے۔ اس سے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مقام نقص اور قبح شرعی اور دین کے امروں میں داخل کر لے بلکہ اس کو تمام مذکورہ چیزوں سے بچاتا ہے۔ اس کے اور دین کو حفاظت حدود شرعیہ کے لئے محفوظ رکھتا ہے)

۲...... ہاں! بندہ پر لازم فرض ہے کہ انعام واحسان الٰہی کی شکرگزاری میں رطب اللسان رہے تاکہ شکر باعث زیادتی وافزونی نعماء ہو۔ حسب ارشاد ’’لئن شکرتم لا زیدنکم‘‘ (اگر شکر کرو گے تو ہم تم پر نعمت زیادہ کریں گے) اور ایسی بلیات سے محفوظ رہنے کے واسطے اپنی عبودیت عجز وبیچارگی پیش کر کے اس حافظ حقیقی کی حفاظت وپناہ کا ہردم بعجز وانکسار خواہاں رہے۔

مولانا عبدالرحمٰن لکھوکے کا الہام

۳...... باقی رہا سلوک سو وہ تو بخیال مرزاقادیانی تب ہی تمام ہوسکتا ہے جب مرزاقادیانی کی بیعت میں داخل ہو۔ اپنے نفس کو مع لوازم کے بیچ دے۔ علاوہ ازیں خود بدولت مرزاقادیانی وجماعت مریدین میں مصروفیت ومداومت ذکر اللہ وتوجہ الیٰ اللہ واستغراق فی اللہ وغیرہ سلوک کی نسبت تاکید وعمل درآمد تو ہے ہی نہیں۔ جس کی تصدیق اس الہام مولوی عبدالرحمٰن صاحب لکھوکی سے بخوبی ہوتی تھی جوان کو دربارہ مرزاقادیانی ہوا تھا۔ الہام ’’ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہ فرطاً‘‘ (تو اس شخص کی تابعداری مت کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کیا اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے لگا ہوا ہے اور اس کا کام حد سے گذرا ہوا ہے) اور ظاہری حالت بھی اس کے مطابق ہے۔ پس جہاں یہ حال ہو تو وہاں سلوک کہاں؟

۴...... ہاں! اگر کچھ سلوک ہے تو تقریر حث مباحثہ بیشک ہے جو مخالفین اسلام کے ساتھ حسب ہدایت ارشاد ’’ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن‘‘ (اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت سے بلا اور ان سے احسن طریق سے بحث کر) گر ہو تو مضائقہ نہیں اور اس طرح تو تقریری مشق سے دنیاوی وکلاء وغیرہ بھی ملکہ وسلوک بحث مباحثہ کا تھوڑے عرصہ میں حاصل وتمام کر لیتے ہیں۔ جو عاجز کی طبیعت ونسبت کے ہرگز موافق نہیں۔ کیونکہ عاجز کو تو کبھی کبھی یہ حکم الہاماً ہوتا ہے۔

صد کتاب وصد ورق درنار کن
جان و دل راجانب دلدار کن
ازدروں شواشناؤ ازبروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم دیدہ ام اندر جہاں

اس لئے عاجز ایسے سلوک کے حاصل وتمام کرنے سے عاری ومعذور ہے۔

۵...... اور مرزاقادیانی نے خودبھی اپنے مریدین وجماعت کے سلوک کا حال پہلے اخیر رسالہ شہادۃ القرآن بذیل مضمون التوائے جلسہ ۱۸۹۳ء لکھا ہے۔اس کی نسبت شاید کہا جاوے کہ اس کو عرصہ ہوگیا ہے اور اب فیض صحبت میں بہ نسبت سابق بہت ترقی ہے تو اس کے ثبوت میں مرزاقادیانی کا (اشتہار ۲۹؍مئی ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۹) جس میں آپ نے بعد تنبیہ ونصیحت اخیر پر مختصراً نماز میں حاضر نہ ہونا، مجلس میں ٹھٹھا ہنسی، حقہ نوشی، فضول گوئی کا شغل، پرہیزاری کے اصول پر قائم نہ ہونا وغیرہ لکھا ہے۔کافی ووافی شہادت ہے کہ حاضر باشان صحبت والا کو عرصہ دراز میں سلوک تمام کر کے کیا کیا کمالات حاصل ہوتے ہیں؟

۶...... بالآخر مرزاقادیانی کے اپنے الہام ''**اعمل ماشئت** ''(کرجوتو چاہے) مذکورہ فصل گذشتہ ودیگر الہامات متذکرہ باب اوّل فصل ۱۷ نیز وہ الہام جن کے سالہا سال تک نہ سمجھنے کا ایام الصلح میں مرزاقادیانی نے خود اعتراف کیا ہے۔ وغیرہ! ان سب کی شناخت میں جو خود بدولت مرزاقادیانی کی نورانی آنکھوں نے کام کیا ہے۔اس پر بھی تدبیر وتأمل فرماویں۔

فصل نمبر:۵۹...... ''یادرہے کہ وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت ﷺ کے ظہور سے پہلے بکثرت تھے۔ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوتے تھے اور بعض وقت وہ پیش گوئیاں بھی الہام کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے اور تعجب یہ کہ ان کی بعض پیش گوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں۔پس جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی تمام تعلیموں کا انکاری ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ہے۔بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چارسو نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعہ سے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا ایک بادشاہ کی فتح کی پیش گوئی کی آخروہ بادشاہ بڑی ذلت سے اسی لڑائی میں مارا گیا اور بڑی شکست ہوئی اور ایک پیغمبر جس کو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے الہام ملا تھا۔اس نے بھی خبر دی تھی کہ بادشاہ مارا جائے گا اور کتے اس کا گوشت کھائیں گے اور بڑی شکست ہوگی۔سو یہ خبر سچی نکلی۔مگر اس چارسو نبی کی پیش گوئی جھوٹی ظاہر ہوئی۔''

(ضرورۃ الامام ص۱۷، خزائن ج۱۳ ص۴۸۷،۴۸۸)

جواب...... زیادہ تعجب تو مرزا قادیانی یہ کریں کہ کاہنوں کے شیطانی الہام والی پیش گوئیاں سچی ہوں اور یہاں دعویدار مسیحیت، مجددی وافضلیت بر بعض انبیاء کے تحدی اور مقابلہ والے الہامات تفہیمات اور میعاد مقررہ ومشتہرہ جن کو ربانی اپنے صادق یا کاذب ہونے کا محک قرار دیا گیا ہو وہ بھی سچی وپوری نہ نکلیں اور بعد میں بات بنانے وبحالی جماعت کے لئے تاویلات رکیکہ سے تمسک کر کے مشقت وتکلیف اٹھانی پڑے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ یہ مقام تو بڑی عبرت واستغفار کا ہے کہ باوجود علم کے آدمی نہ سمجھے اور جن کے کرتب کو نہ پہچانے۔ لیکن بباعث ''کبر وتعلی ختم اللہ علی القلب'' پر جیسا کہ عاجز کو الہام ہوا ہے۔ کسی کی کیا پیش جاسکتی ہے؟ ''اعوذ برب الناس ملک الناس اله الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس (الناس: ۱تا۶)'' (میں لوگوں کے رب کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جو کہ بادشاہ اور معبود حقیقی لوگوں کا ہے شرارت وسواس فریب کرنے والے سے جو کہ لوگوں کے سینوں میں وسواس ڈالتا ہے جنوں اور انسانوں سے)

۲...... اوّل تو مرزا قادیانی اختلافات الہامات کا خود انکار فرما چکے ہیں۔ چنانچہ (براہین احمدیہ ص۲۳۵) میں فرمایا کہ: ''اور یہ وہم کہ اگر الہام اولیاء شریعت حقہ محمدیہ کے مخالف ہو تو پھر کیا کریں۔ یہ ایسا ہی قول ہے جیسا کوئی کہے کہ اگر ایک نبی کا الہام دوسرے نبی کے الہام کے مخالف ہو تو پھر کیا کریں۔ پس ایسے وساوس کا یہ جواب ہے کہ ایسا کامل النور الہام جس کی ہم نے اوپر تعریف لکھی ہے۔ ممکن نہیں کہ شریعت حقہ کے مخالف ہو اور اگر کوئی کم فہم کچھ مخالف سمجھے تو وہ اس کی سمجھ کا قصور ہے۔''

اور اب فرماتے ہیں کہ انبیاء کو مخالف الہام ہوئے اس پر خود بخود یہ سوال آتا ہے کہ مرزا قادیانی کا پہلا قول حق ہے یا یہ دوسرا؟

۳...... انبیاء علیہم السلام کی تعلیموں اور تمام سلسلہ نبوت کا وہی منکر کہلائے گا جو ان تعلیموں اور مسائل شرعیہ میں خواہش نفس سے مداخلت کر کے ان کو ردوبدل کر کے شائع کرے گا۔ جو کسی مؤمن کا حوصلہ وکام نہیں ہے۔

۴...... جب بائبل اور انجیل موجودہ کو مرزا قادیانی اصلی انجیل نہیں مانتے۔

(ضرورۃ الامام ص۱۴، خزائن ج۱۳ ص۴۸۵)

تو پھر اس کے ایسے بے ثبوت وبے سروپا قصص پر جن میں تحقیر وتوہین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہو۔ ان کی صداقت مشتبہ ہو اور ان کے الہامات کو شیطانی اور سفید جن کا کرتب کہا گیا ہو۔

ان پر بے ضرورت وبلا دلیل اعتماد کر کے وعید قرآن مجید’’ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع وغیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولیٰ ونصلہ جھنم وسآء ت مصیراً (النساء:۱۱۵)‘‘ کا مصداق بننا کیا ضرور ہے؟

۵...... مرزا قادیانی چاہے محرف کتب کے ایسے فضول و بے بنیاد قصوں کو قبول وتصدیق کریں۔ لیکن چونکہ مسلمان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نزول وحی وتبلیغ رسالت میں بالکل معصوم مانتے ہیں۔ لہٰذا وہ ایسے قصص ہرگز قبول نہیں کرتے۔

۶...... مرزا قادیانی کو تائید دین اسلام وحمایت انبیاء علیہم السلام کا خصوصیت سے بڑا دعویٰ ہے۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ چارسو نبیوں کو شیطانی جھوٹا الہام ہونے والا مسئلہ بار بار اپنی کتابوں میں درج کرنے میں دین اسلام کی کیا تائید اور انبیاء علیہم السلام کی کیا حمایت مرزا قادیانی نے کی ہے؟ بظاہر تو الٹا اس پاک وبرگزیدہ جماعت کی وحی ورسالت کو ساقط الاعتبار اور ان کی توہین کر کے تمام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ جس کے واسطے’’انما اشکوا بثی وحزنی الیٰ اللہ‘‘ (سوا اس کے نہیں کہ بیان کرتا ہوں۔ میں اپنی بےقراری اور اپنا غم اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف)’’وانا للہ وانا الیہ راجعون (یوسف:۸۶)‘‘ (اور تحقیق ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرنے والے) کے سوا کیا کہا جاوے؟

۷...... مرزا قادیانی نے یہ مسئلہ انبیاء علیہم السلام کو جھوٹا الہام ہونے والا اپنے رسالہ ضرورۃ الامام وازالہ اوہام میں تو بظاہر دوسرے غریب عاجز مسلمین ملہمین کے الہامات کو خفیف و بے اعتبار ثابت کرنے کے واسطے درج کیا ہے۔ بایں مدعا کہ جب ایک گروہ کثیر انبیاء علیہم السلام بھی دھوکہ ودستبرد شیطانی سے نہیں بچ سکا تو دوسرے غریبوں کی کیا حقیقت ہے؟ لیکن یہ خیال نہیں کیا کہ جب یہی حال ہے تو پھر خود بدولت کے الہامات وتفہیمات جو پوری بھی نہیں ہوئے۔ ان کے شیطانی دخل سے مامون ومحفوظ رہنے پر کیا دلیل ہوسکتی ہے؟ اور مجرد زبانی دعویٰ کو نبیوں کو اور دوسرے مسلمین مؤمنین کو تو شیطانی الہام ہوتے ہیں۔ لیکن ہم کو (مرزا قادیانی کو) نہیں ہوتے۔ اس کا کیا ثبوت ہے؟ اور کون صاحب عقل سلیم اس کو بلاثبوت ودلیل قبول کر سکتا ہے؟ ویا مرزا قادیانی نے اس لئے اس مسئلہ کو لکھا ہے کہ لوگ یہ امر سن کر اور جان کر کہ نبیوں کے الہام بھی پورے نہیں ہوتے۔ لہٰذا وہ خود بدولت مرزا قادیانی کے الہامات پر جو الوپ گئے اور پورے نہیں ہوئے کچھ خیال نہ کریں اور ان پر کچھ متردد ومتعجب نہ ہوں۔ لیکن یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت تو مسلمانان کا ہرگز ایسا اعتقاد نہیں کہ ان کے الہام وپیش

گوئیاں کبھی بھی خطا جائیں۔ بلکہ وہ دوسرے مؤمنین ملہمین متبع سید الاولین والآخرین کے الہامات کو بھی جب دیکھتے ہیں کہ بفضلہ تعالیٰ وتقدس بغیر کسی تاویل وحیلہ حوالہ کے برابر اسی طرح پورے ہوتے ہیں تو اس صورت میں وہ مرزا قادیانی کے اس خیال کے بھی کبھی موافق نہیں ہوسکتے۔ ویا مرزا قادیانی ایسے بے بنیاد قصص کو اپنے حقائق ومعارف میں شمار کرتے ہوں گے۔ سوا اس کا یہ حال ہے کہ جن کتب سے مرزا قادیانی نے یہ حقائق ومعارف لکھے ہیں اوّل تو بقول مرزا قادیانی وہ اصلی اور بالکل قابل اعتماد ہی نہیں اور ان کو دیکھا بھی جاوے تو مرزا قادیانی کے فہم وفراست ودقیقہ رسی ومعنی شناسی کا حال دگرگوں ہی معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس قصہ کے متعلق توراۃ موجودہ ومروجہ سے تو یہی ظاہر وثابت ہوتا ہے کہ وہ چار سو نبی جن کی پیش گوئی جھوٹی نکلی وہ بت پرست ومندروں کے نبی ویا مہنت ویا پوجاری تھے۔ نہ کہ خداوند تعالیٰ عزوجل کے برحق نبی جیسا کہ مرزا قادیانی نے سمجھا اور لکھا ہے۔

۸...... چنانچہ یہ قصہ توراۃ میں اس طرح ہے:

(۱) سلیمان علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں دو سلطنتیں ہوگئی تھیں۔ ایک یروشلم میں سلاطین اوّل باب ۱۱۔۴۳ جس میں یہودا بن یامین میں تھے۔ سلاطین باب ۱۲،۱۲

(۲) دوسری سلطنت اسرائیل جو یروشلم کے باہر وعلیحدہ تھی۔ جن میں باقی گروہ تھے۔ اس دوسری سلطنت میں پہلے بادشاہ یربعام نے اس مصلحت سے کہ اسرائیلی یروشلم میں نہ جائیں۔ دو سونیکے بچھڑے پرستش کے لئے بنا کر ایک بیت ایل میں دوسرا دان میں رکھا۔ بچھڑوں کے آگے قربانیاں گذارنے میں بنی اسرائیل کے لئے عید ٹھہرائی۔ باب ۱۲،۲۰، لغایت ۳۳

(۳) یربعام کے بعد اس کا بیٹا نادب بادشاہ ہوا۔ باب ۱۴،۲۰۔ اس نے بھی خداوند کی نظر میں بدی کی اپنے باپ کی راہ چلا۔ باب ۱۵،۲۶

(۴) نادب کو بعشا نے مارا اور اس کی جگہ بادشاہ ہوا۔ خداوند کی نظر میں بدی کی یربعام کی راہ چلا۔ باب ۱۵،۲۸،۳۳،۳۴

(۵) بعشا کے بعد اس کا بیٹا ایلاہ بادشاہ ہوا گناہ کئے۔ باب ۱۶۔۶،۸،۱۳

(۶) ایلاہ کو زمرے نے مارا اور اس کی جگہ بادشاہ ہوا۔ باب ۱۶۔۱۰ زمری نے سات دن بادشاہت کی۔ باب ۱۶۔۱۵، اپنی بدفعلیوں کے سلب اپنے اوپر آگ لگا کر جل مرا۔ باب ۱۶۔۱۹

(۷) زمری کے بعد عمری لشکر کا سردار اسرائیل پر بادشاہ ہوا۔ باب ۱۶۔۱۶،۲۲ خداوند کے حضور بدی کی یربعام کے سارے طریقہ پر چلا۔ باب ۱۶۔۲۵، لغایت ۲۷

(۸) عمری کے بعد اس کا بیٹا اخی اب اس کی جگہ سمروں میں بادشاہ ہوا۔ باب ۱۶۔۲۹۔ان سب سے جو اس کے آگے تھے۔خداوند کے حضور زیادہ بدکاریاں کیں۔ باب ۱۶۔۳۰۔صیدانیوں کے بادشاہ اتبعل کی بیٹی ایزبل سے بیاہ کیا۔ جا کے بعل کو پوجا اس کے آگے سجدہ کیا بعل کے گھر میں جو اس نے سمروں میں بنایا تھا۔ایک مذبح اٹھایا۔گھنا باغ لگایا۔اخی اب نے خداوند اسرائیل کے خدا کو ان سب اسرائیلی بادشاہوں سے جو اس سے آگے تھے۔غصہ دلانے میں زیادہ کام کیا۔ باب ۱۶۔۱۹،لغایت ۳۳

اسی بادشاہ کی جورو ایزبل نے خداوند تعالیٰ کے نبیوں کو قتل کیا۔ باب ۱۸۔۴

(۹) بعل کے ساڑھے چار سو نبی اور گھنے باغوں کے چار سو نبی تھے جو ایزبل کے دستر خوان پر کھاتے تھے۔ باب ۱۸۔۱۹

(۱۰) ایلیاہ نبی علیہ السلام نے کہا خداوند کے نبیوں میں سے میں ہاں میں ہی اکیلا باقی ہوں۔ پر بعل کے نبی چار سو پچاس آدمی ہیں۔ باب ۱۸۔۲۲۔ایلیاہ علیہ السلام اور بعل کے نبیوں کا مقابلہ ان کی قربانی بعل کو پکارنا اپنے آپ کو چھریوں اور نشتروں سے گھائل کرنا آخر ایلیاہ علیہ السلام کی فتح بعل کے نبیوں کا قتل۔ باب ۱۸۔۲۳،لغایت ۴۰

(۱۱) اخی اب سے یہ واقعہ سن کر ایزبل نے قاصد کی معرفت ایلیاء علیہ السلام کو معبودوں (بتوں) کی قسم کھا کر موت کی دھمکی دی۔ باب ۱۹۔۲

(۱۲) ایزبل کا یزرعیلی نبات کو جھوٹے منصوبے سے اس کا انگوری باغ لے لینے کی خاطر مروانا۔ باب ۲۱۔۷،لغایت ۱۶

(۱۳) ایلیاہ علیہ السلام پر خداوند کا کلام اخی اب سے ملاقات اور اس کی ہلاکت کی خبر۔ باب ۲۱۔۱۷،لغایت ۲۲۔ اخی اب نے ایلیاہ سے کہا اے میرے دشمن تو نے میرا کھوج لگایا۔ باب ۲۱۔۲۰۔ایزبل کی ہلاکت کی خبر باب ۲۱۔۲۳۔اخی اب کی مانند کوئی نہ تھا کہ اس نے خداوند کے حضور بدکاری کرنے کے لئے اپ کو بیچا اور اس کی جورو ایزبل نے اسے اوبھارا۔ باب ۲۱۔۵

۹...... یہ اس بادشاہ اور اس کی جورو کا حال ہے جو بعل کو پوجنے اس کو سجدہ کرنے والے خداوند تعالیٰ کے نبیوں کو قتل کرنے والے ان سے دشمنی رکھنے والی اور اللہ عزوجل کو اپنی بدکاریوں سے غصہ دلانے والے تھے۔ بلکہ اس سلطنت اسرائیل میں یربعام سے لے کر اس اخی اب تک سب کے سب بت پرست نافرمان خداوند کریم کو غصہ دلانے والی ہی ہوتے آئے۔ لہٰذا ان کو خداوند تعالیٰ کے سچے نبیوں سے کچھ تعلق وواسطہ نہ تھا۔ نہ یہ ان کو پوچھتے اور نہ کبھی ان کے فرمان پر اعتماد

کرتے۔ چنانچہ اخی اب نے شاہ اسلام سے لڑائی کے بارہ میں میں اپنے ملازموں اور یہوسفط شاہ یہوداہ سے مشورہ پوچھا۔ باب۲۲۔۳،۴

تو یہوسفط نے کہا کہ آج کے دن خداوند کی مرضی الہام سے دریافت کیجئے۔ باب۲۲۔۵۔ تب اخی اب نے اس روز نبیوں کو جو قریب چار سو آدمی تھے۔ اکٹھا کر کے لڑائی کے لئے پوچھا۔ باب۲۲۔۶۔ وہ سب بولی چڑھ جا کر خداوند سے بادشاہ کے قبضہ میں کر دے گا۔ باب۲۲۔۷۔ ان میں سے صدقیاہ نے لوہی کے سینگیں بنائیں اور کہا کہ تو اس سے آرامیوں کو مار کرنابود کرے گا۔ باب۲۲۔۱۱

۱۰...... اب جائے غور ہے کہ یہ چار سو نبی کون اور کہاں سے آئے تھے؟ بظاہر یہ وہی گھنے باغوں والی ایزبل کے دسترخوان پر کھانے والے ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ ساڑھے چار سو بعل والے بعد مقابلہ ایلیاہ علیہ السلام کے قتل ہوگئے۔ لکھے ہیں تو اگر وہ کل کے کل قتل ہوگئے ہوں تو بھی چار سو باقی رہے۔ ثابت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مفسرین اہل کتاب نے لکھا ہے۔

۱۱...... اس کے بعد یہوسفط بولا ان کے سوا خداوند کا کوئی نبی ہے کہ ہم اس سے پوچھیں؟ تب شاہ اسرائیل نے یہوسفط سے کہا کہ ایک شخص املہ کا بیٹا میکایاہ تو ہے اس سے ہم خداوند کی مشورت پوچھ سکتے ہیں۔ لیکن میں اس سے دشمنی رکھتا ہوں۔ کیونکہ وہ میرے حق میں نیکی کی نہیں بلکہ بدی کی پیش خبری کرتا ہے۔ باب۲۳۔۷،۸

۱۲...... میکایاہ بولائے گئے۔ باب۲۲۔۹

اورانہوں نے بادشاہ کی قسم دے کر پوچھنے پر لڑائی سے منع کیا۔ باب۲۲۔۱۶،۱۷

بادشاہ کو ناگوار گذرا۔ پھر میکاہ نے کہا کہ تیرے ان سب نبیوں کے منہ میں جھوٹی روح ڈالی ہے۔ باب۲۲۔۲۳ (بائبل کا عام محاورہ ہے کہ روح وحی والہام پر بولا جاتا ہے) اس پر صدیقاہ نے میکاہ یاہ کی گال پر تھپڑ مارا۔ باب۲۲۔۲۴

بادشاہ نے بھی ناراض ہو کر میکاہ یاہ کو قید کرنے کا حکم دیا۔ باب۲۲۔۲۷

اور خود لڑائی کو روانہ ہوا۔ باب۲۲۔۳۰

جہاں بموجب پیش گوئی ایلیاہ ومیکایاہ کے مارا گیا اور کتوں نے اس کا لہو چاٹا۔

۱۳...... اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ چار سو جھوٹی پیش گوئی کرنے والے خداتعالیٰ کے نبی نہ تھے۔ بلکہ وہی گھنے باغوں والی ویا بچھڑوں کے نبی تھے اور ایلیاہ اور میکایاہ علیہما السلام ہی سچے برحق خداوند تعالیٰ کے نبی تھے۔ جن کی پیش گوئی اسی طرح واقع وپوری ہوئی۔ کیونکہ توراۃ استثناء

باب ۱۸۔۲۰، ......،۲۲ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ وحی والہام الٰہی ضرور ضرور اسی طرح واقع وپورے ہوتے ہیں اور قرآن مجید جس کے شان میں بار بار ’’مصدق لما بین یدیہ من الکتٰب ‘‘(سچا کرنے والا اس کو جو اس کے آگے ہے کتاب سے) آیا ہے۔اس کے وعدہ سراپا صدق’’ان عبادی لیس لک علیھم ‘‘سلطان کے موافق بھی اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندگان خصوصاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر شیطان اور جھوٹی وحی وغیرہ کا ہرگز تسلط وغلبہ نہیں ہوسکتا۔

۱۴...... انگریزی بائبل جو لاطینی ولگیت (توراۃ وانجیل) سے ترجمہ ہوکر بعد بڑی محنت کے مقابلہ طبرانی، یونانی وغیرہ دوسری مختلف زبانوں کے تراجم سے جو توراۃ اوّل اوّل ۱۶۰۹ء میں اور انجیل ۱۵۸۴ء میں انگلش کالج نے شائع کی وہ معہ تفسیر وشرح حالات تواریخی وفہرست کے جو پہلے پادری ڈاکٹر کرالی آرچ بشپ ارمغ ومقدم تمام ایرلینڈ کی منظوری سے چھپی تھی اور پھر بمنظوری اصل وعظیم آرچ بشپ دسٹمنسٹر کے لنڈن ۱۸۷۶ء میں طبع ہوئی ہے۔اس میں بھی یہ ہی لکھا ہے کہ اخی اب سچے نبی میکاہ یاہ کے فرمودہ کے خلاف اپنے جھوٹے نبیوں پر اعتبار کرنے سے رامات جلعادمیں مارا گیا۔

۱۵...... ایسا ہی پلیٹ کا منٹری جو جامع تفسیر ہے اور اہل کتاب میں بہت معتبر ناطق مانی جاتی ہے۔اس کی سلاطین اوّل ص۵۳۴ میں ہے۔باب ۲۲۔۶۔

تب شاہ اسرائیل نے نبیوں کو جمع کرایا۔(جن کو میکایاہ نے اس کے بنی کہا۔ آیت ۲۳)جو قریب چارسو کے تھے۔اس تعداد سے (بموجب باب ۱۸۔۹) یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ: ’’یہ وہی گھنے باغوں والے نبی تھے۔‘‘یعنی اسٹارٹ کے جو بعل کے نبیوں والے قتل کے واقعہ سے بچ گئے تھے۔باب ۱۸۔۴۰

بعض نے یہ گمان کیا ہے کہ وہ بعل کے نبی تھے۔لیکن ان ہر دو قرارداد کا گو بوجوہات ذیل انکار ہوا ہے۔

(۱) یہوسفط نے اخی اب سے یہوداہ کا کلام دریافت کرنے کو کہا ہے۔

(۲) کہ یہ نبی یہوداہ کے نام سے اور اس کی روح سے بولنے کے دعویدار ہیں۔ آیت ۱۱۔۱۲۔۲۴

(۳) اخی اب مشکل سے یہوسفط کی ایسی بیوقری کرتا کہ بعل یا اسٹارٹ کے نبی اس کے پاس لاتا۔بقول واٹر لینڈ فی ورڈز رتھہ (اب بھی اسی قسم کے وہم وشکوک بعض دعویدار علوم مریدین مرزاقادیانی کی حمایت میں کرتے ہیں۔جن کو مفسرین اہل کتاب نے بخوبی رد کیا ہے)

باایںہمہ ظاہر ہے کہ وہ خداوند کے انبیاء یا انبیاء زادی نہ تھے۔ کیونکہ

(۱) آیت ۷ سے جہاں یہوسفط خدا کے ایک نبی کی درخواست کرتا ہے۔

(۲) آیت ۲۰ و مابعد سے جہاں میکایاہ ان سے انکار اوران کی صریح مخالفت کرتا ہے۔ پس اب جو مجرد نتیجہ منکشف ہوتا ہے اور جواب عموماً مختار ہے وہ یہی ہے کہ وہ کاہنان درگاہ بیت ائیل ودان تھے۔ یعنی جانشین ان کاہنان کے جن کو یربعام نے اس منصب میں داخل کیا تھا۔ اس امر سے ہرگز کچھ تعجب نہیں ہونا چاہئے کہ ان کاہنان کو یہاں نبی کہہ کر بیان کیا گیا ہے۔ (بموجب یرمیاہ باب ۲۲۔۱۳ وخزقیل باب ۱۳) اور کہ وہ خواص (اوصاف) انبیاء کے بھی دعویدار ہیں۔ کیونکہ بعل کے پوجاریوں کا بھی وہی نام ہے۔ باب ۱۸،۱۹،۲۲

اور وہ علانیہ ان ہی خواص کے مدعی تھے۔ کوئی قدیمی قوم کسی مذہبی طریق کو بدون ایسی جماعت کے جن کی معرفت خداتعالیٰ سے سوال کیا جاوے کامل نہ سمجھتی تھی۔ (بقول بحر)

۱۶...... اسی طرح کیمبرج بیبل جونہایت قابل اعتبار شمار کی جاتی ہے۔ اس کے ص۲۲۹ سلاطین اوّل میں ہے کہ یہ بعل کے نبی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ سرغنہ صدقیاہ آیت ۱۱ میں اپنی تقریر اس طرح شروع کرتا ہے۔ ’’یہوداہ یوں کہتا ہے‘‘ اور آیت ۲۴ میں یہوداہ کی روح کا اپنے ساتھ ہونا بیان کرتا ہے۔ لیکن باایںہمہ وے خداتعالیٰ کے سچے تعلق والی نہ تھے۔ ورنہ یہوسفط ان کی کلام پر ضرور بالضرور ہی اکتفا کرتا۔ وہ تجویز مہم پر میکایاہ نبی کی تنبیہ کے بعد بھی قائم رہا۔ وہ ہرگز زیادہ تسلی کا طالب نہ ہوتا۔ اگر وہ یہوداہ کے چارسونبیوں سے سنتا کہ خداتعالیٰ فتح کرے گا۔ وغیرہ!

لہٰذا یہ اشخاص وہ نبی تھے جو بچھڑوں کی پرستش کی خدمت کرتے تھے۔ وے یہودا کا نام ہردم ایسا ہی استعمال کرتے جیسے کہ وہ لوگ جو اس کے احکام کی پابند ہیں اور تمام اسرائیلیوں میں یہ تعداد بلاشبہ فوراً جمع ہوسکتی تھی اور اگر بعل کے نبیوں کو تو نہیں مگر ان کو اخی اب یہوسفط کے پاس لاسکتا تھا۔

۱۷...... ان تفاسیر سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ اس کو مقدس کتاب جانتے اور کہتے ہیں وہ اہل کتاب بھی ان کو اللہ تعالیٰ کے برحق نبی نہیں مانتے۔ اب بموجودگی ایسی شہادت کے اگر پھر بھی کوئی ضد وخودغرضی سے اپنی بات کی پچ وپاس کر کے ان مہنتوں وپوجاریوں کو بلادلیل اللہ تعالیٰ کے نبی ہی کہتا جائے۔ تو بریں عقل ودانش بباید گریست کے سوا اور کیا چارہ ہے۔

۱۸...... پھر یہ بھی کیسا واضح ہے کہ اگر وہ قریب چارسو کی جھوٹی پیش گوئی کرنے والے خداتعالیٰ کے برحق نبی ہوتے تو میکایاہ اخی اب کو کیوں کہتے کہ تیرے ان سارے نبیوں کے منہ میں جھوٹی

روح ڈالی ہے۔ علاوہ ازیں سچے اور برحق نبی اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں سے مانوس اور نافرمانوں سے بیزار ہیں۔ ارشاد و تعلیم قرآن مجید ''تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدہ: ۲۰)'' (نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو) ''رب بما انعمت عی فلن اکون ظھیراً للمجرمین '' (اے میرے رب اس سبب سے کہ تو نے مجھ پر انعام کیا ہے۔ میں گنہگاروں کا مددگار نہ ہوں گا) کے خلاف اس بت پرست بادشاہ کے ہمراہ وحمایت میں کب ہو سکتے تھے؟

۱۹...... مزید براں نہایت قابل غور یہ امر ہے کہ مرزا قادیانی جیسے بناوٹی نبی تو بدعویٰ مسیحیت بزبان خود سارے دنیا وروئے زمین کے واسطے اکیلے کافی ہوں اور وہاں اکٹھے چار سو برحق نبی کی ایک ہی جگہ ایک ہی قیمتیں جمع کرنے کی یک لخت ضرورت پڑی۔

۲۰...... پھر بموجب قاعدہ مسلمہ مرزا قادیانی کہ: ''پاکوں کو شیطانی وسوسہ پر بلاتوقف مطلع کیا جاتا ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۴۸۴)

''جلدتر وہ شیطانی خیال دور اور دفعہ کیا جاتا ہے اور ان کے دامن پر کوئی داغ نہیں لگتا۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۵، خزائن ج۱۳ ص۴۸۵)

''شیطانی دخل کبھی انبیاء ورسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے۔ مگر وہ بلاتوقف نکالا جاتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۲۸، خزائن ج۳ ص۴۳۹)

چونکہ یہ شیطانی الہام دفعہ اور دور نہیں کیا گیا اور نہ اس پر ان کو مطلع کیا گیا۔ حتیٰ کہ وہ واقعہ پورا ہو گیا اور نہ ان کو دامن داغ سے صاف رہا تو اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ وہ جھوٹی پیش گوئی کرنے والے برحق و پاک نبیوں سے نہ تھے۔ بلکہ مندروں کے پوجاری ہی تھے۔ غرض ہر طرح سے کما حقہ ثابت ہے کہ جھوٹے پیش گوئی کرنے والے بتوں و بچھڑوں کے مندر کے نبی تھے نہ اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم نوالہ کے۔

۲۱...... قاضی محمد سلیمان صاحب نے بھی غایب المرام حصہ دوم میں اسی مسئلہ کی نسبت لکھا ہے۔ جس پر بحمایت مرزا قادیانی مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اپنے خط مورخہ ۵؍نومبر ۱۸۹۹ء مشتہرہ اخبار الحکم ۲۴؍نومبر ۱۸۹۹ء میں قاضی صاحب پر بہت لے دے کر کے ان کی غایت المرام کو لکھا ہے کہ ''ہیچ نیست و اعتراض ہیچ نیست'' بعل وغیرہ کے نبیوں کا ذکر اس پیش گوئی کے متعلق تو صریحاً توراۃ میں کئی جگہ درج ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ لیکن نہایت تعجب یہ امر ہے کہ مولوی حکیم نورالدین نے تاریخ باب ۱۸ کی نقل کے اخیر پر کیونکر اس امر کی نفی کر کے بیان فرمادیا

ہے کہ کہاں نبیاں بعل کا ذکر ہے اور سلیمان نے کیسا دھوکہ دیا اور ٹھوکر کھائی۔ یہ تجاہل عارفانہ وانکار مولوی صاحب جیسے نوردین وصاحب علم وفضل سے نہایت ہی باعث حیرت ہے۔

۲۲...... مولوی نورالدین نے اپنے خط کے خاتمہ پر لکھا ہے: ’’ذرہ غور کرو کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے اور وہ روح خداتعالیٰ کے حضور سے پروانگی لے کر ان انبیاء کے پاس آئی تھی یا بعل سے پھر اس راست باز نبی نے بھی پہلے انبیاء کی ہاں سے ہاں ملائی تھی یا نہیں۔‘‘

سو اس کا جواب کہ وہ بعل کے نبی تھے یا خداوند کے مضمون بالا سے بخوبی عیاں ہے کہ وہ خداوندتعالیٰ کے نبی نہ تھے۔ دوسری بات کہ وہ روح کہاں سے پروانگی لے کر آئی تھی۔ سو اگر مولوی صاحب بجائے کسی دوسرے سے غور کرانے کے خود ہی غور فرما کر توجہ دلی سے قرآن مجید کی طرف التفات کرتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ وہ روح وہیں سے آئی تھی جہاں سے شیطان رجیم آیا۔ جہاں سے اور بدکار بے ایمان خالق ومالک کی نافرمانی کرنے والے وسوسہ ڈالنے والے آتے ہیں۔ جیسا کہ اﷲ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’**قال اذهب فمن تبعک منهم فان جهنم جزآؤکم جزاء موفوراً واستفزز من استطعت منهم بصوتک واجلب علیهم بخیلک ورجلک وشارکهم فی الاموال والاولاد وعدهم وما یعدهم الشیطٰن الا غروراً** (بنی اسرائیل:۶۳،۶۴)‘‘ (فرمایا جا جو تیری پیروی کرے گا ان میں سے پس تحقیق دوزخ ہے سزا تمہاری پوری اور بہکا جس کو بہکا سکے ان میں سے اپنی باتوں سے اور چڑھا لا ان پر اپنے سوار اور پیارے اور شریک ہو ان کے مال اور اولاد میں اور وعدہ دے ان کو اور نہیں وعدہ کرتا ان کو شیطان مگر فریب کا) ’’**ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطٰناً فهو له قرین** (الشعراء:۲۲۱)‘‘ (اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے منہ پھیرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کرتے ہیں اور وہ اس کے ساتھ رہتا ہے) ’’**وان الشیٰطین لیوحون الیٰ اولیئهم**‘‘ (اور تحقیق شیطان البتہ وحی کرتے ہیں طرف اپنے دوستوں کے) ’’**هل انبئکم علی من تنزل الشیطین تنزل علیٰ کل افّاک اثیم**‘‘ (کیا میں تم کو بتلاؤں کہ کس پر نازل ہوتے ہیں شیطان۔ نازل ہوتے ہیں اوپر ہر جھوٹ باندھنے لگے گنہگار کے)

۲۳...... چنانچہ اسی توراۃ میں جس کا ذکر اوپر دفعہ ۱۴ میں ہوا۔ اس میں بھی بطور تفسیر اس بارہ میں لکھا ہے کہ اس روح کو جو آیت ۲۲ میں کہا گیا کہ ’’جا اور ایسا کر‘‘ یہ بطور اجازت کہا گیا تھا۔ نہ بطور حکم کے۔ کیونکہ خداتعالیٰ کبھی جھوٹھ کا حکم نہیں دیتا۔ وہ جھوٹی روحوں کو ناراستی کے محبان کو دھوکہ دے دیتا ہے اور اسی وجہ سے میکایاہ نبی نے کہا کہ خداتعالیٰ نے تیرے نبیوں کے منہ میں جھوٹی روح ڈالی۔

باقی رہا مولوی صاحب کا یہ فرمان کہ اس راست باز نبی نے بھی پہلے انبیاء کی ہاں سے ہاں ملائی تھی۔ سو اس کا جواب مفسر اہل کتاب نے اسی توراۃ میں یوں لکھا ہے کہ میکایاہ نبی کا اخی اب کو یہ کہنا کہ چڑھ جاؤ اور کامیاب ہو۔ طنزاً تھا اور ان جھوٹے نبیوں کی خوشامدانہ تقریروں پر بطور تمسخر[1] کہا گیا تھا۔ چنانچہ خود بادشاہ نے بھی ایسا ہی سمجھا۔ جیسا کہ آیت آئندہ سے صریح ظاہر ہے۔ جس میں بادشاہ نے میکایاہ کو بار بار قسم دے کر کہا کہ مجھے اور کچھ نہ کہو۔ صرف خدا کے نام سے سچ ہی بتلا۔

اب ناظرین غور فرماویں کہ مسئلہ کے متعلق دھوکا کس نے دیا اور ٹھوکر کس نے کھائی ہے؟ اور آیا اسی کو دھوکا قرار دینا نور دینی وفراست ایمانی کا کام ہے یا اس سے برعکس؟

۲۴...... افسوس کہ مرزا قادیانی نے اپنی ناکام پیش گوئیوں کی تقویت اور دوسرے عاجز مؤمنین کے الہامات کی تحقیر اور خود بدولت کے اظہار فضیلت کی خاطر یہ قصہ لکھ کر اور اس قصہ کی باتباع ''یحرفون الکلم عن مواضعه'' (پھیرتے ہیں باتوں کو ان کی جگہ سے) والوں کی اصل تشریح اور حقیقت ظاہر نہ کر کے غریب مسلمانوں کو حیرانی میں ڈالا۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ وتقدس حسب ارشاد ''والعاقبة للمتقین'' (اور انجام بخیر متقیوں کا ہے) مسلمانوں کو فائدہ ہی ہوا کہ ان کو اصل قصہ دیکھ کر مرزا قادیانی کی راستی صداقت ودیانت وفہم وفراست حقائق شناسی ودقائق رسی کا حال معلوم ہوگیا۔ فالحمدللہ تعالیٰ!

۲۵...... جب یہ مسئلہ تحقیق ہو رہا تھا تو مرزا قادیانی کے ایک معتبر مرید ۱۸؍فروری ۱۹۰۰ء کو اوّل رفیق عاجز کو زبانی اور پھر عاجز کی عدم موجودگی میں عاجز کے مکان پر مرزا قادیانی کا پیغام ذیل تحریر کر کے دے آئے۔

(پیغام: حضور (مرزا قادیانی) نے جب مجھ سے منشی عبدالحق اور آپ کا بسبب ہمسائیگی منشی صاحب کے پوچھا تو بندہ نے عرض کی کہ میرے ساتھ تو فقط گفتگو بعل کے نبیوں اور دیگر انبیاء زادوں کی جنہوں نے پیش گوئی کی تھی گفتگو دو تین روز کچھ عرصہ کے لئے ہوتی رہی۔ جس میں ان کے اعتراض جیسے کہ تھے عرض کئے تو آپ نے (مرزا قادیانی نے) بڑی لمبی بسیط تقریر فرمائی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اعتراضات ان کی کتاب زیر طبع میں ایسے ہی ہیں ان کے لئے آپ کو میرا پیغام پہنچا دو کہ اگر ایسا ہی انہوں نے لکھا ہے تو چونکہ وہ ایک عرصہ دراز کے لئے

[1] یہ ایسا ہی تمسخر ہے جیسا کہ ایلیا علیہ السلام نے بروقت مقابلہ بعل کے نبیوں کو کہا تھا کہ بلند آواز سے پکارو۔ کیونکہ وہ تو ایک خدا ہی شاید وہ باتیں کر رہا ہے یا وہ خلوت میں ہے یا کہیں سفر میں ہے اور شاید کہ وہ سوتا ہے سو ضرور ہے کہ وہ جگایا جاوے۔

میرے ملاقاتی رہ چکے ہیں۔ اس لئے میں نہایت درد دل سے کہتا ہوں کہ وہ اگر کچھ ایسے ہی طبع کرا چکے ہیں تو اس کو ضائع کردیں اور سرکشی سے مجتنب رہیں۔ ورنہ یاد رکھیں اور ضرور یاد رکھیں کہ ان کی سخت پردہ دری ہوگی اور سخت رسوا وذلیل ہوں گے۔ سخت ذلیل ہوں گے۔ سخت ذلیل ہوں گے اور پھر ان کے وہ مولوی جن پر ان کا انحصار ہے ان کی دستگیری نہیں کرسکیں گے)

۲۶...... مولوی نورالدین کے خط ۳؍جولائی ۱۸۹۹ء اسمی حافظ محمد یوسف صاحب (مندرجہ رسالہ خلاف بیانی) باستدعاء برس چھ مہینے مخالف چھوڑ کر خاموش رہنے کے مطالعہ پر جیسے عاجز کو الہام ہوئے تھے۔ یعنی ''اتبع ھواہ وکان امرہ فرطا'' (وہ اپنے ہوا نفس کا تابع ہوا ہے اور اس کا کام حد سے بڑھا ہوا ہے) ''ان یقولون الا کذبا'' (وہ نرا جھوٹ بکتے ہیں) ''فاصدع بما تؤمر'' (جو تجھ کو امر ہوا ہے وہ آشکارا کر) ایسے ہی اس پیغام مرزا قادیانی کے مطالعہ کے پہلے وما بعد بھی الہامات ذیل ہوئے۔ (پہلے) ''اللھم افتح لی ابواب رحمتک'' (یا اللہ اپنے رحمت کے دروازے میرے لئے کھول دے) ''اللھم طھر بیتی للطائفین'' (یا اللہ میرے گھر کو عابدین کے واسطے پاک رکھ) ''ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین'' (وہ جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہے تو اسی جیسا ایک حصہ تم بھی لے آؤ اور اللہ کے سوا (جو تمہاری حمایت کو) آموجود ہوں ان کو بھی بلالو) ''واتقوا یوماً ترجعون فیہ الیٰ اللہ ثم وفیت کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون'' (اس دن سے ڈرو جب کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جاوے گا اور ان پر (ذرہ بھر) ظلم نہ ہوگا) ''ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین وبذلک امرت وانا اوّل المسلمین'' (تحقیق میری نماز میری تمام عبادت میرا جینا میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے واسطے ہے اور مجھ کو ایسا ہی حکم دیا گیا ہے اور میں ان کے پہلے فرمانبرداروں میں ہوں) ''یستھزء بھم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون'' (اللہ تعالیٰ ان کو بناتا ہے (ذلیل وحقیر جانتا ہے یا اسی حالت پر چھوڑ دیتا ہے) اور ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھکتے پھریں) ان الہامات میں مرزا قادیانی کے پیغام کا کافی جواب ہے اور ان سے ثابت ہوتا ہے کہ تحقیقات مسائل باعث کشادگی دروازہ ہائے رحمت، طہارت اندرونی عالمین وعجز ونا کامی مزاحمین بالغین تحقیق ہے۔ جن کو تقویٰ کا حکم کر کے حاضری یوم آخرت بحضور اللہ تعالیٰ اور ہر ایک نفس کو حسب اعمال پوری جزا ملنے کی نصیحت ہے۔ پھر دھمکی کا جواب ہے کہ ہمارا تو سب کچھ اللہ تبارک

وتعالیٰ کا ملک و مال ہے۔ ہماری عزت وذلت کیا۔اس کے بعد مرزا قادیانی کے پیغام پر وعید ہے جو قابل وجہ ہے اوران سے یہ بھی ظاہر وبیّن ہے کہ جس امر کو مرزا قادیانی اپنی لغت میں اپنے حالات، معاملات وواقعات کے موافق ذلت قرار دیتے۔ وہ عین عزت ہے اور مسائل کو صم بکم ہوکر بلاتحقیق مان لینا یا تحقیق وتنقید سے مانع ہونا وڈرنا اصل ذلت ہے یا سوائے ایمانی عزت کے کوئی دوسری عزت سمجھنا بموجب اس ارشاد قرآن مجید کے ’’**وللّٰہ العزت ولرسولہ واللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون** (المنفقون:۸)‘‘ (حالانکہ اصلی عزت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول اور مسلمان مؤمنین کی ہے۔لیکن منافقین اس سے واقف ہیں) منافقانہ سمجھ وفہم ہے کہ اندر کچھ ہو اور باہر کچھ۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے ایسے اخلاق امام الزمان کا وصف بیان فرمایا ہے۔

۲۷...... پھر دنیا میں کون صاحب عقل سلیم وتقویٰ اللہ اس امر کا قائل ہے کہ تحقیق مسائل دینی میں ذلت ورسوائی وپردہ دری ہے۔ ہاں! جس کی بناوٹ خودغرضی وجھوٹ اس تحقیق میں ظاہر ہو۔ اس کی پردہ دری وذلت تو ضرور ہے۔ قرآن مجید میں تو اللہ تعالیٰ اچھی طرح عقل سے مسائل نہ سمجھنے والوں کے حق میں فرماتا ہے۔’’**ان شر الدواب عند اللّٰہ الصم البکم الذین لا یعقلون** (انفال:۵۵)‘‘ جو عاجز کو بعض خود پسند شخصوں کے لئے۔ ایک دو دفعہ الہام بھی ہوا ہے اور تحقیق وتفقہ مسائل کی تاکید فرماتا ہے۔ جیسا ’’**فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذر واقوامہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون** (توبہ:۱۲۲)‘‘ (ایسا کیوں نہ کیا کہ ان کی ہر ایک جماعت میں کچھ لوگ نکل کر دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپسی پر اپنی قوم کو ڈراتے تاکہ وہ عذر کرتے) ’’**ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا**‘‘ (اگر آوے تمہارے پاس کوئی فاسق جن پرلے تو تحقیق کرلو) اور مرزا قادیانی حقائق ومعارف کے دعویدار ہوکر اس کے مخالف تحقیق وتنقید سے روکتے ومانع ہوتے ہیں۔ اگر فرماویں کہ یہ مسئلہ دینی مسائلہ میں سے نہ تھا کہ اس کے تحقیق ضروری ہوتی تو اس پر یہ سوال ہوگا کہ پھر خود بدولت نے بدعویٰ امام الزمانی وسراپا حمایت دینی اس کو کیوں بار بار لکھا ہے؟

۲۸...... یہ امر مسلم واظہر من الشّمس ہے کہ جس شخص کے جواہرات ومتاع سچے، کھرے، نفیس، بیش بہا ہوں وہ تو بآواز بلند نقارہ کی چوٹ سے خریداروں کو یہی کہتا ہے کہ خوب پرکھو۔ جانچو آزماؤ۔ آنچ دے کر دیکھو کسوٹی پر لگاؤ۔ جس قدر زیادہ تفتیش وامتحان کروگے۔ اسی قدر ان کو اصلی اعلیٰ وکامل المعیار پاؤ گے اور جوہری مالک کی قدر بڑھ کر اس کی عزت وصدق کا اعتبار دوبالا ہوگا۔

ہاں! جس کو اپنی ملمع سازی، دھوکہ اور اپنے مال کے کھوٹے وجھوٹا ہونے کا کھٹکا ودھڑکا ہو تو وہ ضرور اپنی قلعی کھلنے کے ڈروخوف سے خریدار کو ہر طرح تحقیق وآزمائش سے روکنے اور تنقید پر کہنے سے باز رکھنے کی سعی وکوشش کرے گا۔ پس مرزاقادیانی کو اگر اپنے صادق اور اپنی تحقیق وتصانیف وکلمات سراسر حق ہونے کا یقین ہے۔ جیسا کہ اوصاف امام میں ان کو بیان کیا ہے تو ان کو خوش ہونا چاہئے کہ لوگ جوں جوں تحقیق وتفتیش وآزمائش کریں گے توں توں ان کا صدق واعتبار بڑھے گا اور لوگ ان کے مطیع ہوں گے۔ نہ یہ کہ اس کے برعکس کشف حالات وتحقیق وتنقید سے ڈریں اور گھبراویں اور اس کو روکیں اور اپنی جماعت مریدین میں بھی اپنے ادب وتعظیم وتکریم کی اس قدر مبالغہ واصرار سے تاکید وعملدرآمد رکھیں کہ ان کی ہر بات بلاچون وچرا بسروچشم قبول کر کے مریدین آمنا وصدقنا ہی کہتے رہیں اور کسی امر ومسئلہ کے استفسار وتحقیق وتفتیش کی ہرگز جرأت نہ کریں۔ جیسا کہ آج کل ان میں عملدرآمد ہے۔

۲۹...... چنانچہ مرزاقادیانی کے مع اپنے مریدین کی تصویر کھنچوانے پر جب دوسرے مریدین نے کچھ سوالات واعتراضات کئے تو مرزاقادیانی کے ایک غالی مداح مرید نے ان کے جواب میں اس کو کورانہ تقلید کی وجہ سے شورش پیدا ہونا اور ضعف قلب کی وجہ سے مزید اطمینان یا شرح صدر کے لئے اس پر نصوص سے دلائل چاہنا کہہ کر (اخبار الحکم ۹؍ستمبر ۱۸۹۹ء) میں لکھا ہے کہ: ''میں اس وقت موقعہ نہیں دیکھتا کہ تصویر کی نسبت نقلی مباحثات کے الجھیڑے میں پڑوں۔ مگر میں ایک عظیم الشان دلیل جس کے ذوق سے میرا سراپا مسرور ہے۔ ایسی پاتا ہوں کہ اس کے بعد ان کے لئے خصوصاً جو کسی طرح حضرت اقدس کو امام زمان اور موید من اللہ مان چکے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی اگر وہ طبع سلیم رکھتے ہوں اس سے زیادہ صاف اور قوی دلیل نہیں ہوسکتی اور وہ کیا ہے۔ خود حضرت موید من اللہ مکلم اللہ مقرب اللہ کا عمل اور حضرت حکم عدل کا فعل۔''

پھر نصیحت کی ہے کہ اب ان لوگوں کا فرض کیا ہے جو ایک امام یا لیڈر کو اس کے پورے معنی میں تسلیم کر چکے ہیں۔ یہی کہ اس کی ہر حرکت ہر سکون، ہر قول، ہر فعل غرض اس کی ہر ادا کے ساتھ انہیں کلی صلح اور پوری موافقت ہو جائے اور دل کے کسی گوشہ میں اس کے کسی فیصلہ پر کوئی اعتراض اور نکتہ چینی باقی نہ رہے۔

پھر آیت کریمہ ''فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکّموک فیما شجر بینھم'' (قسم ہے تیرے رب کی یہ لوگ ہرگز ایماندار نہ ہوں گے جب تک کہ اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم نہ بنائیں) وغیرہ کی خلاصہ کے طور پر تشریح کر کے کہا ہے کہ میں بار بار کہوں گا کہ شرط

استفاضہ یہی ہے اور خدا کی خوشنودی اسی میں ہے کہ ایمان میں اپنے تئیں قرآن کریم کی اس آیت کے مصداق بنائیں اور اس کی سب باتوں کو روح اور راستی سے قبول کریں اور اس علم حق کے مقابل اپنے علم خشک کے پگڑیاں اتار دیں۔

بعدہ لکھا ہے کیا اسی طرح ہماری روحیں محسوس کرتی ہیں کہ ہماری دلی اور لذیذ اعتقاد کی تکیہ گاہ امام زمان ہے اور اس سہارے کو محسوس کر کے واقعی طمانینت اور سکینت انہیں حاصل ہوگئی ہے۔ اگر یہ ہے تو مبارک ورنہ ایمان کی اور زندہ ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔ مردہ ایمان اور مذبذب ایمان اور ظلمتوں کی تحت الثریٰ میں گرا ہوا ایمان کیا نفع پہنچا سکتا ہے۔

اس تحریر میں دو تین آیات قرآن مجید تو لکھی ہیں۔ لیکن نفس مضمون چونکہ متضمن شرک فی الرسالت ہے۔ اس لئے کہ اس میں آیت ''فلا وربک لا یؤمنون'' کو سوائے سید الاوّلین والآخرین ﷺ کے کسی دوسرے کے حق میں بھی اعتقاد کیا اور اس کو ویسا ہی حکم وعدل مانا ہے اور مضمون شرک فی الالوہیۃ ہے۔ اس لئے کہ اس میں سوائے خالق مالک ورب العالمین اللہ سبحانہ تعالیٰ وتقدس کے کسی دوسرے مخلوق کو دلی اعتقاد کی تکیہ گاہ اور سہارا بنا کر محسوس کر کے طمانیت وسکینت حاصل کرنے کی تعلیم ہے۔ لہٰذا یہ خلاف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ وسراسر خلاف عقائد اسلامی ہے اور اگر طوالت وعلیحدگی از اصل مقصد کا خیال نہ ہوتا تو عاجز ہر ایک ان کی خود تراشیدہ دلیل کا اظہار حق کی خاطر جواب اسی جگہ لکھتا۔

۳۰...... افسوس یہ ہے کہ مریدین مرزا قادیانی کے ایسے ایسے پیغام واحکام وتدابیر وغلو سے بھی سبق حاصل کر کے حقیقت حال سے واقف ہونے کی سعی نہیں کرتے۔ بلکہ مسائل کی تحقیق سے روکنے والے دھمکیوں کی تائید وتصدیق کر کے ان کو پیشگویاں مانتے وسمجھتے ہیں اور یہ نہیں خیال کرتے کہ احقاق حق کی مخالفت تقاضائے نور دین ہے یا خفاش سیرتی واخفائے حق ودین؟

۳۱...... مرزا قادیانی کی دھمکی ذلت کا ایک پہلو بھی ہوسکتا ہے کہ عاجز ورفیقان عاجز کی مرزا قادیانی سے اس عرصہ دراز تک حسن ظن سے ملاقات کیوں رہی اور ان کی حمایت میں کیوں رہے؟ ابتدائے ملاقات میں اوّل ہی ان کے اصل حال ومآل سے آگاہ ہوکر فوراً ان سے علیحدگی مہاجرت وکنارہ کشی کیوں نہیں کی؟ بموجب حکم الہام ''ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار'' (ظالموں (نافرمانوں) کی طرف یہ جھکنا ورنہ (دوزخ کی) آگ تم کو آلگے گی) کے۔ اس کی پاداش میں اگر سزاء ذلت ورسوائے وغیرہ ضروری ہے تو عاجز ورفقا اپنی حسن ظنی کے قصور کے معترف ہوکر اب بدرگاہ غافر الذنوب وقابل التوب توبہ واستغفار کرتے ہیں۔

۳۲...... بالآخر مرزا قادیانی خود بدولت مقدمات وغیرہ معاملات میں جیسا کہ اپنے مریدین سے دستگیری وحمایت کے طالب ہوکر انہیں کی امداد پر انحصار سمجھا کرتے ہیں۔ سو اسی خیال پر عاجز ورفیق کو بھی فرمادیا ہے کہ: ’’پھر وہ مولوی جن پر انحصار ہے ان کی دستگیری نہیں کرسکیں گے۔‘‘ ویا شاید یہ تقلید ان لوگوں کے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے: ’’**وقال الذین کفروا ان ھٰذا الا افک افترہ واعانہ علیہ قوم اخرون** (النور:۱۲)‘‘ (اور کافر کہتے ہیں کہ یہ تو نرا جھوٹ اس نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس گھڑت میں اس کی مدد کی ہے) ایسا فرمایا ہے جس کا جواب قرآن مجید میں ’’**فقد جاو ظلماً وزوراً**‘‘ (پس تحقیق یہ لوگ (سرتاسر) ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے) آچکا ہے۔ لہٰذا اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں اور الحمدللہ علی احسانہ کہ خالق مالک محسن مولیٰ رحیم وکریم نے عاجز ورفیق کے کسی دینی ودنیوی امر کا کسی مخلوق پر انحصار نہیں رکھا اور نہ سوائے اپنی ذات پاک مبارک ’’**علیٰ کل شئ قدیر**‘‘ کے اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ واتباع وطریق سلف وخلف صالحین امت مرحومہ کے کسی ایسے ویسے مولوی فقیر ویا بزبان خود مصنوعی امام وغیرہ کی دستگیری کی حاجت رکھی ہے۔ بلکہ عاجز کو الہاماً ارشاد فرمایا ہے: ’’**اذا ستعنت فاستعن باللہ**‘‘ (جب تو استعانت چاہے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ) جیسا کہ عبداللہ صاحب مرحوم تعلیم وتاکید فرمایا کرتے تھے۔

فصل نمبر:۶۰...... ’’اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ اس کثرت سے شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں تو پھر الہام سے امان اٹھتا ہے اور کوئی الہام بھروسہ کے لائق نہیں ٹھہرتا۔ کیونکہ احتمال ہے کہ شیطانی ہو، خاص کر جب کہ مسیح جیسے اولوالعزم نبی کو بھی یہی واقع پیش آیا تو پھر اس سے تو ملہموں کی کمر ٹوٹتی ہے تو الہام کیا ایک بلا ہو جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بے دل ہونے کا کوئی محل نہیں۔ دنیا میں خداتعالیٰ کا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ ہر ایک عمدہ جوہر کے ساتھ مغشوش چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ دیکھو ایک تو وہ موتی ہیں جو دریا سے نکلتے ہیں اور دوسرے وہ سستے موتی ہیں جو لوگ آپ بنا کر بیچتے ہیں۔ اب اس خیال سے کہ دنیا میں جھوٹے موتی بھی ہیں۔ سچے موتیوں کی خرید فروخت بند نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وہ جوہری جن کو خداتعالیٰ نے بصیرت دی ہے۔ ایک ہی نظر سے پہچان جاتے ہیں کہ یہ سچا اور یہ جھوٹا ہے۔ سو الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے۔ اس کی صحبت میں رہ کر انسان جلد اصل اور مصنوعی میں فرق کرسکتا ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۱۸، خزائن ج۱۳ ص۴۸۸)

جواب...... جب امام الزمان کو اپنی ہی غلطیوں کا پتہ بہ قول خود سالہا سال کے بعد لگے جیسا ایام الصلح میں مرزا قادیانی نے خود مانا ہے تو دوسروں کے اصلی اور مصنوعی میں کیا فرق کر سکے گا؟

۲...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ شیطانی الہاموں وغیرہ سے بے دل ہونے کا کوئی محل نہیں۔ جواب مرزا قادیانی عادت کے سبب بے دل نہ ہوں۔ لیکن دیگر مسلمانان تو نفس وشیطان کی مداخلت سے ہمیشہ اللہ عزوجل کی پناہ وحفاظت کے سائل اور ’’**لاحول ولا قوۃ الا باللہ ٭ قل اعوذ برب الفلق ٭ قل اعوذ برب الناس** ‘‘ وغیرہ کے ورد میں مصروف رہتے ہیں اور مرزا قادیانی شاید اس لئے بے دل نہیں ہوتے کہ ایسی تقاریر سے دوسرے غریب مسلمانوں کے الہامات کو شیطانی بنا کر ان کا بے دل کرنا مرزا قادیانی کا عین مقصود ہوتا ہے اور خود بدولت اس لئے بھی ظاہر بے دل نہیں ہوتے کہ:

اوّل...... تو ایسے الہامات کے عادی ہیں۔

دوم...... بروقت ناکامی وگذرنے میعاد ایسے الہامات کے تاویلات رکیکہ کی تراش وخراش سے ان کو بزبان خود سچا کرنے میں بزعم خود استعداد ومہارت کامل ہے۔

سوم...... اگر بے دل ہوں تو یہ سلسلہ جماعت ومعیشت فراخی وطیاری مکانات وزیور وغیرہ کیونکر قائم رہے۔

۳...... پھر اپنے آپ ہی کثرت الہامات شیطانی، ان سے امان اٹھنے، بھروسہ کے لائق نہ ہونے، ملہموں کی کمر ٹوٹنے کا سوال فرما کر خود ہی جھوٹے، سچے موتیوں کی خرید فروخت کی مثال وجواب لکھ کر خود بدولت وحاشیہ نشینان کو اس کا شناسندہ جوہری قرار دے کر مطمئن وخوش ہوگئے۔ سبحان اللہ! اس طرح تو ہر ایک کا اختیار رہے کہ اپنے گھر میں جو چاہے بزبان خود بن بیٹھے۔ لیکن انصاف تو تب تھا جب مرزا قادیانی دوسرے غریب مسلمانان ملہموں سے بھی جو بفضل اللہ تعالیٰ وبرحمتہ اظہار دعاوی مرزا قادیانی کے پہلے ہی سے اس نعمت سے مالا مال اور تقویٰ وطہارت خشیت اللہ، راست بازی وصداقت میں بھی مقبول خاص وعام تھے۔ ان سے بھی اس بارہ میں رائے ومشورہ لے کر ان کے دلائل واعتراضات کو توڑ کر مطمئن وصحیح جوہری ثابت ہوتے۔ نہ یہ کہ گھر میں زبانی سب کچھ پورا کریں اور اپنے ہی متاع کو باوجود امتحان میں کبھی سچا ثابت نہ ہونے کے بھی زبردستی سے اسی کو سچا اور دوسروں کے متاع اخلاص وعبودیت والی کو باوصف مطابقت کتاب وسنت اور کامل المعیار ہونے کے آپ بلا دلیل ومصنوعی جھوٹا اور سستا بناتے رہیں۔ اس کو کون قبول کر سکتا ہے؟

فصل نمبر:۶۱...... مرزا قادیانی تو کسی دوسرے مسلمان ملہم کا نام اور اس کی رائے اور شہادت دربارہ خود بدولت سننے کی اب تکلیف شاید ہی گوارا فرماویں۔ اگرچہ اپنے اشتہار ۱۵ رجولائی ۱۸۹۷ء میں صلحاء مشائخ اہل اللہ ومسلمانوں کو ایسی شہادت کی اظہار کے لئے قسمیں دی ہیں۔ لیکن عاجز بہ تعمیل ''الدین نصیحة'' (دین خیر خواہی ہے) وبنظر خیر خواہی وتعمیل امر مندرجہ اشتہار مرزا قادیانی چند ملہموں کی چند الہامی شہادات ورائے دربارہ مرزا قادیانی پیش کرتا ہے۔ ملاحظہ فرماویں اور وہ ملہمین ہیں بھی حسب شرائط۔ مرزا قادیانی مسلمان امت وپیروان وخادمان محمد ﷺ ''اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم'' (دکھا ہم کو راہ سیدھی، راہ ان کی جن پر تو نے انعام کیا ہے) نمازوں اور دیگر اوقات میں پڑھنے والے۔ پاک چشمہ دین اسلام کی فیضیاب سچے دین پر ثابت اور قائم اور سچے دل سے قرآن شریف کو خداتعالیٰ کا کلام جاننے الے صدق واخلاص سے اس پر عمل کرنے والے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبروں سے افضل اعلیٰ بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی ورہبر سمجھنے والے جیسا مرزا قادیانی نے خود براہین ص ۲۱۵ میں یہ شرائط مقرر فرما کر لکھا ہے کہ یہ مبارک الہام ان عزت دار بندوں میں پایا جاتا ہے جوامت محمدیہ میں داخل اور خدام آنحضرت والا جاہ ہیں۔ جن کی الہامات کو مرزا قادیانی نے قطعی یقینی سچے بابرکت علم قطعی کا موجب واقعی اور یقینی صداقت واجب التعمیل قرار دے کر فرمایا ہے کہ جو شخص جس کو اس الہام کی نسبت باور دلایا گیا ہے۔ اس پر عمل کرنے سے عمداً دست کش ہو وہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ بلکہ اس کے خاتمہ بد ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ (براہین احمدیہ ص۲۶۴) اور پھر مولوی نورالدین نے بھی اپنے خط اسمی مولوی فاضل عبدالجبار صاحب مشتہرہ اخبار الحکم ۳۱ راگست ۱۸۹۹ء میں ان ملہموں کے صادق ہونے کی نہایت وثوق سے شہادت دی ہے۔

الہامات مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم لکھوکے

جن کے زہد تقویٰ طہارت محبت وخشیت الٰہی اتباع سنت واحتیاط سے ایک زمانہ واقف وقابل ہے اور جو اخیر ''توفنا مع الابرار'' (ہم کو نیکوں کے ساتھ فوت کر) کے مصداق ہو کر شہادت کی مرض سے مدینہ منورہ طیبہ میں قیامت تک مقیم ہوئے۔

۱...... خلاصہ خط مندرجہ اشتہار ۱۷ رشعبان المعظم ۱۳۰۸ھ، اصحاب رسول اللہ ﷺ جیسے حامیان الفاظ قرآنیہ کے تھے۔ ویسے ہی حافظان معانی قرآنیہ تھے۔ ''ھکذا فی الاحادیث ھم حافظوھا ومبلغوھا وسامعوھا وناصروھا وفاھموھا ودائموھا'' (وہ اس کے

حافظ اس کے پہنچانے والے اس کے سننے والے اس کی نصرت کرنے والے اس کے سمجھنے والے اس کو ہمیشہ پڑھنے والے تھے) میں نے مرزا قادیانی کی بیعت کا خیال فکر کیا تو یہ الہام ہوا۔ ’’اتستبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر‘‘ (کہ جو چیز بہتر ہے کیا تم اس کے بدلے ایسی چیز لینا چاہتے ہو جو گھٹیا وادنیٰ ہے) ’’ولن تفلحوا اذاً ابداً‘‘ (اور تم اس وقت ہرگز کامیابی وخلاصی نہ پاؤ گے کبھی) ’’انکم اذا مثلھم‘‘ (تحقیق تم اس وقت ان کی مثل ہوگے) اور ایک روز بیعت کا فکر کیا تو الہام ہوا۔ ’’ولئن اتبعت اھواء ھم بعد الذی جاء ک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا واق‘‘ (اور اگر تو ان کی خواہشوں کی تابعداری کرے گا۔ اس کے بعد کہ تیرے پاس علم آچکا ہے تو تیرے لئے اللہ سے کوئی مددگار اور نگاہ رکھنے والا نہ ہوگا) ’’وما یعدھم الشیطان الا غروراً‘‘ (اور شیطان ان کو فریب ہی کا وعدہ دیتا ہے) اور بعض وقت میں یہ الہام ہوا۔ ’’واتخذوا ایاتی ورسلی ھزواً‘‘ (اور انہوں نے میری آیتوں اور رسولوں کو ہنسی بنایا)

۲...... ’’ومن یکن الشیطان لہ قرینا فساء قرینا‘‘ (اور جس کا قرین شیطان ہو تو بہت ہی بڑا قرین (ساتھی) ہے) بارہا بلاتعداد ’’وان تدعھم الیٰ الھدیٰ فلن یھتدوا اذا ابداً‘‘ (اور اگر تو ان کو ہدایت کی طرف بلادے تو وہ ہرگز کبھی ہدایت بناویں گے) ’’وانھم یکیدون ۰ وضلوا فاضلوا‘‘ (اور تحقیق وہ مکر کرتے ہیں اور گمراہ ہوئے پس گمراہ کیا) ’’وقولہ تعالیٰ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم‘‘ (وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھا دیں) ’’وقولہ تعالیٰ وکذبوا بایتنا کذابا‘‘ (اور انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا)

دعا کردم یا اللہ حکم تو درباره مرزا چیست الہام شد۔

’’اولئک ھم الکفرون حقا‘‘ (وہ لوگ پکے کافر ہیں)

۳...... خط مندرجہ اشتہار ۱۳؍ربیع الاخر ۱۳۱۲ھ ’’مرزا قادیانی نے سرالخلافہ میرے پاس بھیجی۔ مہر ڈاک سے معلوم ہوا کہ ۲۵؍جولائی کو وہاں سے روانہ ہوئی تھی۔ جس تاریخ تک مرزا قادیانی نے مولوی محمد حسین صاحب کو اپنے زعم میں بھگادیا اور سب علماء کو ملزم بنادیا۔ مقابلہ کی اطلاع ہم کو پیچھے دی اور فتح پہلے چھاپ دی۔ ماشاء اللہ پہلی دفعہ دیکھنے پر ہی یہ الہام ہوا: ’’ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطاً‘‘ (مت کہا مان اس کا جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل بنایا ہے۔ وہ اپنی خواہش کا تابع ہے اور اس کا کام حد سے بڑھ رہا ہے) چند بار یہ الہام ہوا اور سونے کے وقت دعا کی ’’یا خبیر اخبر‘‘ کہ مرزا قادیانی کا کیا حال ہے۔

خواب میں یہ الہام ہوا:’’ان شانئک ہو الابتر ۰ ان فرعون وھامان وجنودھما کانوا خطئین ‘‘(بے شک تیرادشمن ابتریعنی بیخ بریدہ ہے) یہ یکم ماہ صفر۱۳۱۲ھ کی تھی۔ بعضے مرزائیوں نے کہا کہ مرزا قادیانی دین کی مدد کرتا ہے اور نصاریٰ کا رد کرتا ہے۔ فی الفور الہام ہوا۔’’وقدمنا الیٰ ما عملوا من عمل فجعلنہ ھباءً منثوراً ‘‘(اور ہم ان کے عملوں کی طرف جوانہوں نے کئے متوجہ ہوں گے اور ہم ان کو کریں گے پراگندہ وریزہ ریزہ) وہاں مرزائیوں کی شورش سنی ہے۔ کیا وجہ ہے یہ الہام ہوا ہے۔’’جندما ھنالک مھزوم من الاخراب ‘‘(بڑے بڑے لشکر اس جگہ شکست پاگئے ہیں فرقوں میں سے) مورخہ ۲۱/اگست ۱۸۹۴ء یہ الہامات بہت ہی توجہ کے لائق ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی کارروائی حصول فتح وتعلّی وتفاخر وغیرہ کا ان میں صاف صاف حال ہے اور مولوی صاحب مرزا قادیانی کی طرف ایسے رجوع ومائل تھے کہ مرزا قادیانی سے بیعت کرنے اور مرید ہونے کے فکر وخیال میں تھے۔ جیسا کہ خودانہوں نے اپنے خط میں تحریر فرمایا ہے۔ لیکن حافظ حقیقی اللہ جل جلالہ نے ان کی حفاظت فرما کراس امر سے بچایا اور مرزا قادیانی کی طرف جانے سے ان کو روکا۔

الہامات حافظ حاجی مولوی عبدالحق درباره مرزا قادیانی

۱…… ’’وما کید فرعون الا فی تباب ‘‘(اور نہیں تدبیر فرعون کی مگر ہلاکت میں)’’من شذ شذ فی النار ‘‘(جو اکیلا ہوا اکیلا ہوا آگ دوزخ میں)’’سیصلی نارا ذات لھب ‘‘(عنقریب آگ شعلہ مارنے والی میں داخل ہوگا)’’واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم ‘‘(اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تمہارے عملوں کا نقصان نہ کرے گا)’’ان شانک ھو الابتر ‘‘(بے شک تیرادشمن ابتر ہے) رایت کہ عبداللہ غزنوی راالہام شدہ کہ عاقبت قادیانی خراب خواہد شد۔ رایت کہ عبداللہ گوید کہ قادیانی دعویٰ پیغمبری خواہد کرد۔’’الھمت ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون ‘‘(اور ہم نے فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو وہ شے کہ اس سے ڈرتے تھے دکھادی)’’وانا علیٰ ان نریک ما نعدھم لقادرون ‘‘(اور ہم تجھ کو وہ شئے جس کا ہم ان کو وعدہ کرتے ہیں دکھانے پر قادر ہیں) ’’فجعلناھا نکالا ما بین یدیھا وما خلفھا وموعظۃ للمتقین ‘‘(پس ہم تھےاس کو موجودہ لوگوں اور پچھلوں کے لئے عبرت بنادیا اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت)’’فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمدللہ رب العالمین ‘‘(پس اس قوم کی کہ انہوں نے ظلم کیا جڑھ قطع کی گئی پس سب تعریف اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے جو رب ہے تمام عالموں کا)’’سنسمہ علی

الخرطوم ’’(عنقریب ہم اس کو ناک پر نشان لگادیں گے)‘‘انہ یکیدون کیدا واکید کیدا فمھل الکفرین امھلھم رویدا ’’(تحقیق وہ مکر کرتے ہیں اور میں بھی تدبیر کرتا ہوں پس کافروں کو مہلت دے تھوڑی دیر)‘‘کان لم تغن بالامس ’’(گویا کہ وہ کل نہ تھا) ‘‘ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفاً فیومئذ لا تنفع الشفاعۃ ’’(وہ تجھ سے پہاڑوں کی بابت سوال کرتے ہیں تو کہہ میرا رب ان کو پراگندہ کرے دے گا۔ پس اس دن شفاعت نفع نہ دے گی)‘‘انما یرید اللہ ان یصیبھم ببعض ذنوبھم ’’(سو اس کے نہیں اللہ چاہتا ہے کہ ان کو پہنچاوے بدلہ ان کے بعض گناہوں کا)‘‘وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ’’(نہ پھینکا تو نے جب پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا)

مندرجہ اشتہار ۱۷؍شعبان المعظم ۱۳۰۸ھ جب میں نے مرزا قادیانی کے بارہ میں استخارہ کیا اور دل میں کچھ خوف تھا تو دیکھا:‘‘سلام لک حتی مطلع الفجر ’’(سلامتی واسطے تیرے طلوع فجر تک) اور مرزا قادیانی کے بارہ میں گفتگو ہونے سے پہلے یہ الہام ہوا جواب جاہلان باشد خموشی۔ بار دیگر جب کچھ قلق دل میں ہوا تو یہ الہام بے حساب ہوا۔‘‘انی معک حیث ما کنت فلا تخف ولا تحزن ’’(تحقیق میں ساتھ تیرے ہوں۔ جہاں کہیں تو ہو اپس نہ ڈر اور نہ غم کر) بے حساب‘‘انا جلیسک وانیسک فلا تخف ولا تحزن ’’(میں تیرا جلیس اور انیس ہوں۔ پس خوف اور غم نہ کر)‘‘فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون واللہ معکم ’’(پس سست نہ ہو اور بلاؤ ان کو سلامتی کی جانب اور تم ہی غالب ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے) جب مرزا قادیانی کے مقابلہ میں کچھ سستی کی صورت ہوئی تو الہام ہوا۔‘‘ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم ’’(اور ہم تمہیں آزمائیں گے یہاں تک کہ ظاہر کردیں ہم تم سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو اور آزمائیں تمہاری خبریں) یہ بھی دیکھا:‘‘ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین ’’(تحقیق میرا کارساز دوست وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے کتاب کو اوتارا اور وہی دوستی کرتا ہے صالحوں سے) بے حساب اور یہ بھی دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بذات خود فرمایا: ‘‘السلام علیکم ’’میں نے ابتدائے بیداری میں بآواز بلند کہا‘‘وعلیکم السلام ’’اور میری زبان سے بے اختیار یہ جواب نکلا اور خوف کی حالت میں یہ بھی نظر آیا۔‘‘ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً ’’(اللہ تعالیٰ کافروں کو مسلمانوں پر ہرگز راہ نہ کرے گا) اور یہ بھی دیکھا۔‘‘ان ربک یقضی بینھم بالحق وھو العزیز العلیم فتوکل علی اللہ

انک علی الحق المبین انک لا تسمع الموتے ولا تسمع الصم الدعاء“ (تحقیق تیرارب ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اوروہی غالب ہے جاننے والا۔ پس تو اللہ پر توکل کر تحقیق تو حق ظاہر پر ہے۔ تحقیق تو مردے کو نہیں سناتا اور نہیں سناتا بہروں کو پکارنا) جب کچھ خوف کی صورت نظر آئی اور دل کو نہایت قلق ہوا تو یہ الہام بے شمار ہوا۔”سلام علیکم من رب العلمین“ اور یہ بھی دیکھا ؎

حاصل داده حشه میزان یو حدیث ده بل قرآن

ترجمہ...... حاصل یہ ہے کہ میزان ایک تو حدیث ہے اور دوسرا قرآن ہے۔

”فلا تکفر ولا تحزن“ (پس ناشکری نہ کر اور نہ غم کھا) ”ن والقلم وما یسطرون ما انت بنعمة ربک بمجنون“ (ن قسم ہے قلم کی اور اس کی وہ جو لکھتے ہیں تا اپنے رب کے نعمت کے ساتھ دیوانہ نہیں) بے حساب وایضاً ”واصبر لحکم ربک فانک باعیننا“ (اپنے رب کے حکم پر جمار ہو۔ پس تحقیق تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے) وایضاً ”له ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذلک وما کان ربک نسیاً ای تارکک“ (واسطے اس کے ہے جو کچھ ہمارے آگے اور پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے اور نہیں ہے رب تیرا بھولنے والا یعنی تجھ کو چھوڑنے والا) ایضاً“...... نصر اللہ واللہ عزیز حکیم“ (اے مدد اللہ تعالیٰ کی اور اللہ غالب ہے حکمت والا) اور بارہا یہ الہام ہوا۔”لا تخفف انک انت الا علیٰ“ (خوف نہ کر تو ہی غالب ہے) آمین۔ کہاں تک لکھوں ”القرطاس صغیر والالهامات کثیرة“

کشوف والہامات میاں شیر محمد حدادامرتسری

اگرچہ قلم بند نہیں ہوئے۔ لیکن ہمیشہ سے مرزا قادیانی کے مخالف ہوتے رہے ہیں۔ یہ شخص ایک مزدوری پیشہ صالح پابند صوم وصلوٰۃ اور صاحب حال آدمی ہے۔ جو کچھ چند روز میں مزدوری سے پس انداز ہوتا ہے وہ ایک روز مساکین ودرویشان کی دعوت میں خرچ کر دیتا ہے۔ ۱۸۸۱ء کے عشرہ رمضان شریف میں یہ موجودگی عاجز ورفیق مسجد سید عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم میں یہ بھی معتکف ہوئے۔ دوسرے معتکفین کی خواب وسونے پر ناراض ہوکر الہاماً تبلیغ کرتے کہ اگر سونا ہی ہے تو پھر مسجد میں آنے کی کیا ضرورت ہے؟ ایک دفعہ کہا کہ میں تو بہت سے اموات کو تکفین وتدفین ہوتے دیکھتا ہوں۔ جس کے بعد واقعی وبا ہوئی اور ان کے کشف کے مطابق ظہور میں آیا اور چاند کا نکلنا بھی اسی تاریخ محقق ہوا جو انہوں نے بتلائی تھی۔

عاجز خاکسار کے الہامات

اس تحریر میں مختلف مقامات پر درج ہیں۔ دوسرے فقراء ومسلمانان کے ویا وغیرہ جو مرزا قادیانی کے مخالف مسموع ہوئے ہیں ان کو طوالت کے سبب ذکر نہیں کیا اور یہ بھی جو درج ہوئے ہیں خبر دی ہیں۔ کل نہیں ہیں۔

۲...... ان سب مخالف الہامات پر اگر بحالی وبرقراری جماعت کی خاطر یا کسی اور وجہ وضرورت کے سبب کسی حاشیہ وغیرہ چڑھانے کی ضرورت وارادہ ہو تو مرزا قادیانی براہ مہربانی قاعدہ مسلمہ خود بدولت مشتہرہ اشتہار ۷ر اگست ۱۸۸۷ء متذکرہ باب اوّل فصل ۳۴ بھی مدنظر رکھیں۔

۳...... یہ الہامات خاص کر کے اس لئے بھی بہت ہی توجہ وغور طلب ہیں کہ ان تمام مسلمہ ملہمین ودیگر مشائخ وصلحاء کو جو مرزا قادیانی کی طرف رخ کرنے سے بھی روکا جاتا ہے تو کیا ارحم الراحمین جل شانہ وعم نوالہ نے اس میں ان غریبوں کی ہلاکت، تباہی وبربادی ونیست نابود کرنے کا ارادہ فرمایا ہے؟ اور کس جرم پر؟ کیونکہ بظاہر تو انہوں نے اطاعت اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ پر پابندی وفرمانبرداری احکام شریعت اسلام میں حسب استطاعت خود کسی طرح کوتاہی وکمی نہیں کی ہے اور چونکہ ان پر نیستی ومسکینی عاجزی انکساری بباعث غلبہ نسبت عبودیت غالب تھی اور ہے۔ لہٰذا تکبر تعلّی، شیخی ریا اظہار فضیلت تو بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس ان کے نزدیک کیوں آنے لگا۔ بلکہ اپنے نفس پر یہاں تک بدگمانی ہے کہ مطمئن ہونے کے لئے الہامات منامات وکشوف کو باربار کتاب وسنت پر عرض کیا جاتا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی ومریدین ان پر ضرور غور فرماویں اور ان شہادات کو حسب وعدہ مندرجہ اشتہار تفکر وتدبر سے وزن کریں۔ ’’**ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ۰ وھو الخالق المحسن الھادی الرحمن الرحیم** ‘‘(وہی پیدا کرنے والا احسان کرنے والا ہدایت کرنے والا رحمان ورحیم ہے)

۴...... اوّل تو مرزا قادیانی الہامات کی مدد وثناء وفضیلت میں فرماتے رہے کہ علوم ربانی اور اسرار آسمانی مسلمانوں پر بذریعہ الہام یقینی وقطعی منکشف ہوتے ہیں۔ (براہین ص۲۲۳) مسلمانوں کے سچے وبابرکت الہام (براہین ص۲۲۸) اولیاء اللہ کے الہام کو جو علم قطعی کا موجب نہ سمجھے بلکہ علم ظنی کا موجب سمجھے اس کا قول ایک وسوسہ ہے جس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی قائم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ تجربہ صحیحہ ومتواترہ وآیات محکمہ فرقانی اس کے ابطال پر دلائل قائم کرتے ہیں اور درحقیقت ایسے وساوس انہیں لوگوں کے دلوں میں اٹھتے ہیں جو الہام الٰہی کی کامل روشنی سے بے خبر ہیں اور علم لدنی

کی قدر شناسی سے بے بہرہ (براہین ص۲۲۹) پہلے اس نے اظہار علی الغیب کے نعمت اور علم لدنی یقینی قطعی کی دولت اپنے برگزیدہ رسولوں کو دی۔ مگر پھر تعلیم ''**اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم**'' دے کر تمام سچے طالبوں کو خوشخبری دی کہ وہ اپنے رسول مقبول ﷺ کی طبیعت سے اس علم ظاہری اور باطنی تک پہنچ سکتے ہیں جو بالاصالت خدا کے نبیوں کو دیا گیا۔ انہیں معنوں کر کے تو علماء وارث الانبیاء کہلاتے ہیں۔ (براہین ص۲۳۱) الہام ایک واقعی اور یقینی صداقت ہے جس کا مقدس اور پاک چشمہ دین اسلام ہے اور خدا جو قدیم سے صادقوں کا رفیق ہے دوسروں پر یہ نورانی دروازہ ہرگز نہیں کھولتا اور اپنی خاص نعمت غیر کو ہرگز نہیں دیتا۔ (براہین ص۲۵۹) الہام میں عنایات حضرت احدیت اس کے حال پر مبذول ہوتے ہیں اور مقبولین میں شمار کیا جاتا ہے۔ (براہین ص۲۷۲) الہام واجب التعمیل ہے۔ اس پر عمل کرنے سے عمداً جو دست کش ہو وہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ بلکہ اس کے خاتمہ بد ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ (براہین ص۲۶۴) وغیرہ وغیرہ۔

اور یا اب یک دفعہ ہی یہ تغیر حالت کہ اس سب تعریف ثنا وفضیلت قرارداد خود بدولت کو نسیا منسیا فرما کر دوسرے عاجز مسلمانوں کے الہامات کو ساقط الاعتبار و بمقابلہ خود بدولت محض ہیچ ٹھہرانے کی خاطر شیطانی الہامات کے صیغہ اور سلسلہ پر زور ڈال دیا اور ثبوت میں سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وسید پیر عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر کی طرف ان کی نسبت فرمائی ہے۔ ''**فنعوذ باللہ من العمی بعد البصیرۃ والقطعیۃ بعد الوصول والصدود بعد الدنو والتقرب والضلالۃ بعد الھدایۃ والکفر بعد الایمان**'' (ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔ نابینائی سے بعد بصیرۃ کے اور علیحدگی سے بعد وصول کے اور بند و روکے جانے سے بعد نزدیکی اور قرب کے اور گمراہی سے بعد ہدایت کے اور کفر سے بعد ایمان کے)

۵...... مرزا قادیانی نے الہامی جواہرات کا جوہری ہونا خود بدولت تک اور اصل ومصنوعی میں فرق کرنا خود بدولت کی صحبت یافتوں پر منحصر فرما کر دوسرے تمام ملہمین کو بے بصیرتوں میں داخل فرمایا ہے۔ لیکن کچھ تو اس دعویٰ بلادلیل کی کوئی وجہ ثبوت تحریر فرماتے یا محض عاجز کے الہام ''**لو کنتم تملکون خزاین رحمت ربی اذالا مسکتم خشیت الانفاق**'' (اگر میری رب کی رحمت کے خزانوں کے تم مالک ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم ان کو بند کر رکھتے) کی تصدیق کے لئے ہی اس کا اظہار فرمایا ہے۔

۶...... یہ بھی فرماویں کہ مرزا قادیانی نے سوائے خود بدولت وجماعت مریدین کے کسی دوسرے عاجز کے الہاموں کو بھی پرکھ کر سچا قرار دیا ہے؟ اگر فرماویں کہ ایسا موقع کبھی نہیں آیا تو

اب جو الہامات درج کتاب ہٰذا ہوے ہیں ان پر غور فرما کر رائے انصاف وخشیت اللہ سے دیں۔ جس سے عام پر آپ کا عدل وانصاف امانت ودیانت ظاہر ومتحقق ہوجاوے۔

فصل نمبر:۶۲...... ’’اے صوفیو! اوراس مہوسی کے گرفتارو ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو اورخوب یاد رکھو کہ سچا الہام جو خالص خداتعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۸، خزائن ج۱۳ص۴۸۹)

جواب...... یہ مرزاقادیانی نے کیا فرمایا: ’’ذرہ ہوش سنبھال کر اس راہ میں قدم رکھو۔‘‘ کیا ان کے اس ڈرانے وخوف دلانے سے یہ مراد ہے کہ عبادت الٰہی اتباع قرآن مجید وپیروی شریعت کوئی نہ کرے ویا کہ آپ کا یہ خیال ہے کہ انسان اپنے آپ آرزو وخواہش سے اس الہام کی راہ میں قدم رکھتا ہے؟ شاید مرزاقادیانی نے اپنی حالت وحکمت عملی دوراندیشی، حیل وتدابیر پر قیاس فرما کر ’’المرئیقیس علی نفسه‘‘ (آدمی اپنے نفس کے موافق دوسروں کا قیاس کرتا ہے) کے موافق دوسروں کو اپنی طرح سنبھل کر چلنے کا ارشاد کیا ہے۔ لیکن یہ ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ عبادت تو فرض انسانی ہے۔ بموجب ارشاد ’’وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون‘‘ (میں نے جن اور انسانوں کو عبادت کرنے کے لئے ہی پیدا کیا ہے) اور جو صدق ومحبت سے اس کو فرض سمجھ کر اقرار الوہیۃ خالق واظہار عبودیت خود کرنے کو اس میں مصروف ہوگا۔ اس پر لازمی نتائج کشوف الہام ودیگر انعام واکرام موعودہ ضرور مبدۂ فیض حقیقی کی طرف سے مترتب ہوں گے۔ خواہ کوئی ہوش سنبھالے یا نہ سنبھالے۔ ہاں! اگر کوئی خلاف احکام یا سوائے نیت حصول ورضاء وتعمیل حکم خالق مالک کسی اور نیت عجب وریا ویا الہام پانے ویا اور کچھ بننے کی خاطر عبادت کرے گا تو وہ ضرور ’’خسر الدنیا والآخرة‘‘ (خسارہ پانے والا دنیا وآخرت میں ہوگا) ہوگا۔ ’’نعوذ باللہ من ذلت الفکر وقلت النظر‘‘ (اللہ تعالیٰ کی پناہ لغزش فکر اور کوتاہی نظر سے)

فصل نمبر:۶۳...... ’’(۱) وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جب کہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہوکر مصفا پانی کی طرح خداتعالیٰ کی طرف بہتا ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۸، خزائن ج۱۳ص۴۸۹)

جواب...... اگر کسی دوسرے عاجز کا الہام اسی طرح اسی حالت کا ہوگا تو مرزاقادیانی اس کو سچا مان کر قبول فرماویں گے؟ اوّل اس کا فیصلہ فرماویں تو پھر کچھ عرض ہوگا۔ مرزاقادیانی اوّل قبول کر چکے ہیں کہ ہر ایک زمانہ میں امت محمدیہ میں کئی کروڑ ملہم ہوتے ہیں تو کیا جو لوگ آپ سے کچھ تعلق نہیں رکھتے۔ ان میں سے اس کثیر التعداد میں اب ایک بھی ایسا نہیں جس پر یہ حالت ہو؟ اس نفی پر کیا دلیل ہے؟

فصل نمبر:۶۴...... ’’(۲) سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت وسرور کی خاصیت لاتا ہے اور نا معلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۸، خزائن ج۱۳ ص۴۸۹)

جواب...... وہی پہلا جواب کافی ہے۔ علاوہ اس کے یہ کہ مرزا قادیانی کے الہامات کی عبارت تو فصیح اور غلطی سے پاک نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ کے انگریزی وعربی الہامات کی غلطیوں سے ظاہر ہے۔ تعجب یہ کہ ابھی تک مرزا قادیانی کو اپنی غلطیوں کا علم ہی نہیں اور نہ انگریزی دان مریدوں نے ہی مطلع کیا اور وہ بیچارے کیونکر کریں۔ جب کہ بڑے انتظام اور زور سے ان کی قوت فکریہ ونظریہ کو نیست ونابود کرنے کا ہر وقت اہتمام ہے اور وعظ اور خطبہ وغیرہ تحریر کے ذریعہ ان کو یہی نصیحت وتاکید ہوتی رہتی ہے کہ امام کی ہر ادا ہر امر ہر بات سے موافقت کرنی چاہئے اور اس کو قبول کرنا چاہئے اور ہرگز کوئی اعتراض اور چون وچرا نہیں چاہئے۔

افسوس یہی تعلیم اوّل ہندو برہموں ودیگر ناواقف خودغرض وخود پرست فرقوں کی اپنی قوم کو تھی۔ کیونکہ اعتراض وتفتیش وتحقیق اغراض نفسی کی حارج ومانع ہے اور حق اور پاک دین اسلام میں یہ تعلیم ہرگز نہیں۔ بلکہ خوب اچھی طرح عقل سے تفقہ دینی کی تاکید ہے۔ مریدین مرزا قادیانی برائے خدا آنکھیں کھولیں۔

فصل نمبر:۶۵...... ’’(۳) سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے اور قوت اور رعب ناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے۔ مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے۔ کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۹، خزائن ج۱۳ ص۴۸۹)

جواب...... یہ عبارت بڑھانے کے لئے نمبر دو گذشتہ کا دوسرے الفاظ میں اعادہ ہے۔ ہاں! بجائے شوکت وبلندی شوخا پن یعنی تعلّی اور بلند پردازی تو مرزا قادیانی کی طرف سے بے شک ظاہر ہوئی ہے اور ناکامی وہزیمت وغیرہ سے مضبوط ٹھوکریں بھی دل پر ضرور لگتی ہوں گی۔ لیکن ضد وہٹ ودیگر اغراض نے مرزا قادیانی کو اقبال کرنے نہیں دیا۔ جھوٹے الہام کی تعریف یعنی چوروں، مخنثوں وعورتوں کی سی دھیمی آواز والا کیونکہ شیطان چور مخنث وعورت ہے۔ وغیرہ جو مرزا قادیانی نے فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ خود بدولت اس سے خوب ماہر ہیں اور آپ کو شیطان کے ساتھ خوب رابطہ خلط ملط ہے۔ جبھی تو اس کی طرز وہیئت اپنے ذاتی تجربہ سے بیان فرمائی ہے۔ ’’وانا نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم‘‘

فصل نمبر:۶۶...... ’’(۴) سچا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضروری ہے کہ اس میں پیش گوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۱۹، خزائن ج۱۳ص۴۸۹)

جواب...... مرزا قادیانی کے الہام وپیش گوئیاں کا چشم دید حال بہت جگہ کئی صورتوں میں بیان ہو چکا ہے۔ ان مقامات کا ملاحظہ فرما کر اس علامت کے ساتھ انصاف وغور سے موازنہ کریں کہ الٰہی طاقتوں کا اثر ایسا ہی ہوتا ہے؟

فصل نمبر:۶۷...... ’’(۵) سچا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۹، خزائن ج۱۳ص۴۸۹)

جواب...... گستاخی معاف! یہاں تو سارا معاملہ اس کے برعکس ہوا ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ سچا الہام نہ تھا ویا مداخلت نفس وتمنی ویا عجب وریا۔ ویا تکبر وتعلّی ویا توہین وتحقیر انبیاء علیہم السلام وعاجزان اہل اسلام وغیرہ۔ مخلوق کے باعث ایسا ہوا ہے جن کی نظریں جابجا اس کتاب میں ہیں۔ چنانچہ کچھ تو بضمن خوش اخلاقی مرزا قادیانی بقید حروف تہجی پہلے بیان ہو چکا ہے اور کچھ نیابت نبوت کی ذیل میں آئندہ آئے گا۔ اگر اسی کو دن بدن نیک بننا اندرونی کثافتوں اور غلاظتوں سے پاک ہونا اور اخلاقی حالتوں کی ترقی کہتے ہیں تو بے شک مرزا قادیانی کے یہاں ان سب کا بحر مواج چل رہا ہے اور کچھ کمی نہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ قانون الٰہی وشریعت اسلامی نے ان امور کی تحسین تو کیا بلکہ بہت نفرین کر کے ان کو مورد غضب الٰہی بتلایا ہے۔ جس سے ہر ایک مسلمان وغیر مسلمان پناہ مانگتے ہیں۔ ’’اللهم اقسم لنا من خشيتك ماتحول بيننا وبين معاصيك ومن طاعتك، ماتبلغنا به جنتك ومن اليقين ماتهون علينا مصائب الدنيا اللهم متعنا باسماعنا وابصارنا وقوتنا ماحييتنا واجعل ثارنا على من ظلمنا وانصرنا على من عادانا ولاتجعل مصيبتنا فى ديننا ولاتجعل الدنيا اكبر همنا ولامبلغ علمنا ولاتسلط علينا من لا يرحمنا ۰ آمين ثم آمين ‘‘(یا اللہ ہمارے لئے اپنی خشیت سے وہ حصہ کر کہ ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جاوے اور اپنی وہ طاعت نصیب کر جس کے سبب ہمیں اپنے بہشت میں پہنچاوے اور وہ یقین جس سے تو ہماری مصیبتیں ہلکی کرے یا اللہ ہم کو ہمارے کانوں اور آنکھوں اور قوت کے ساتھ جب تک ہم کو زندہ رکھے بہرہ مند کر اور ہمارا بدلہ اس شخص پر کر جو ہم پر ظلم کرے اور ہمیں اس شخص پر مدد کر جو ہم

سے عداوت کرے اور ہماری مصیبت ہمارے دین میں نہ کر اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصود بنا اور نہ ہمارے علم کا منتہٰے اور ہم پر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کھاوے۔ آمین ثم آمین)''اللھم آت نفسی تقوٰھا زکھا انت خیر ما زکھا وانت ولیھا ومولیھا ''(یا اللہ عطاء کر میرے نفس کو اس کا تقویٰ اور اس کو پاک کر تو ہی بہتر اس کو کرنے والا اور اس کا والی اور مولیٰ ہے)

فصل نمبر:۶۸...... ''(۶) سچے الہام پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے۔ اس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۹، خزائن ج۱۳ص۴۸۹)

جواب...... اندرونی قوتوں کی گواہی ان پر نئی اور پاک روشنی پڑنے کی بیرونی غریبوں کو کیا خبر ہے۔ ہاں! تبدیلی اور پہلی زندگی عبودیت ونرمی وخوش اخلاقی والی مر جاتی اور نئی زندگی تکبر وتعلّی وشیخی والوہیت درشتی سب وشتم والی شروع ہو جاتی تو اظہر من الشّمس اور سب کو معلوم ہے اور بنی نوع کی ہمدردی کا حال پہلے گذر چکا ہے۔ پوشیدہ حالات واسرار کا واقف تو عالم الغیب والشہادہ ہے۔ ظاہری حال جو کوئی دیکھے گا وہی کہے گا۔

فصل نمبر:۶۹...... ''(۷) سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا۔ کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے وہ نہایت ہی حلیم ہے۔ جس کی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمات کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے۔ ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پاسکتا ہے۔ گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۹، خزائن ج۱۳ص۴۸۹)

جواب...... اس کا جواب وہی جو(۱) کی ذیل میں عرض ہوا۔ اس حلیم وکریم ورحیم کی حلم ورفق پر مرزاقادیانی بھی تو کچھ توجہ فرماویں کہ ادنیٰ واعلیٰ مخلوق پر کس طرح کا حلم فرما رہا ہے اور پھر خود بدولت کی حلم ودرگذر پر بھی نظر فرماویں کہ ''تخلقوا باخلاق اللہ ''(تم اپنے اخلاق میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق (حلم ورفق عفو وغیرہ) کا اقتدیٰ مدنظر رکھو) کا کیسا نمونہ ہے اور ہر مخالف موافق کے ساتھ گو کیسا ہی محبّ ومخلص ہو۔ بحالت اندک اختلاف بھی خواہ خواب ہی میں ہو کیسا لٹھم لٹھا سلوک کرتے ہیں اور پھر ''انک لعلی خلق عظیم ''کے ساری دنیا سے بڑھ کر دعویدار ہیں۔

فصل نمبر:۷۰...... ''(۸) سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ

سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۹، خزائن ج۱۳ ص۴۹۰)

جواب…… بہت اچھا۔ خود بدولت اپنے اس قاعدہ پر قائم رہیں۔ مرزاقادیانی کے اس قاعدہ کے رو سے مولوی عبدالحق صاحب غزنوی، مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم اور حافظ اندھا جو مر گیا اور ملا محمد بخش۔ یہ سب جو مرزاقادیانی سے نہیں ڈرے، سچے الہام والے ہوئے اور عبدالحق غزنوی اور ملا محمد بخش تو اب تک خم ٹھونک کر مقابلہ پر اسی طرح قائم ہیں۔ تو انصاف یہ ہے کہ اب ان کے سچے الہامات کو قبول فرمایا جاوے۔ اگر مرزاقادیانی فرماویں کہ نہیں یہ ہمارے مقابلہ والے گو دلیر ہیں بزدل نہیں۔ لیکن سچے الہام والے ہرگز نہیں۔ جیسا کہ ان کو کئی مرتبہ وہ تحریر فرما چکے ہیں تو پھر خیال فرماویں کہ وہ قاعدہ تراشدہ کہاں گیا اور مرزاقادیانی نے کیوں اور کیسے مقرر فرمایا ہے؟ کیا محض اس لئے کہ دوسرے غریب کم زبان عاجز کے الہامات کو بہ مقابلہ اپنے الہامات کے جھوٹے کہا جاوے؟ معاذ اللہ!

۲…… پھر کیا جرأت ودلیری وقوی دلی اسی کا نام ہے کہ ’’خیر الحافظین احکم الحاکمین علی کل شئ قدیر‘‘ کی حفاظت قدرت ’’فاللّٰہ خیر حافظاً وعلیٰ اللّٰہ فلیتوکل المتوکلون والمؤمنون‘‘ (پس اللہ تعالیٰ بہتر محافظ ہے اور اللہ تعالیٰ پر چاہئے کہ توکل کریں۔ توکل کرنے والے مؤمنین) وغیرہ کو بالائے طاق رکھ کر ایک ادنیٰ سی تکلیف موہوم پر ضعیف مخلوق اور مصنوعی اشیاء کے واسطے وذریعہ ڈالے جاویں اور رحم ومہربانی کے واسطے پکارا جائے؟ اور اخیر پر باوجود دعویٰ سچے وفوق واعلیٰ درجہ کے الہام کے جب کوئی ذرہ سا ڈر وخطرہ پیش آوے تو الٰہی الہامات واحکام کو بند رکھنے حتیٰ کہ اللہ جل جلالہ کے پاس دعا بھی نہ کرنے کا عہد کیا جاوے؟ حالانکہ دعویٰ یہ ہو کہ خدا پاک ہمارے ساتھ ہے۔ وہ ہر مخالف کو ذلت کے ساتھ شکست دے گا۔

۳…… ازروئے قانون قدرت اس امر کا وقوع تو لابد وضروری تھا۔ کیونکہ احکم الحاکمین جل وعلی کو کسی کی شیخی وتکبر ہرگز منظور نہیں ہے اور اب بنظر ایفاء عہد لازم ہے کہ مرزاقادیانی اس عہد کو ایسا پورا کریں جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے حاکم وقت سے فتویٰ دینے کی ممانعت کے عہد پر کرنا مروی ہے۔ یعنی ایک روز گھر میں بیٹھے ہوئے ان کی لڑکی نے دانتوں سے خون نکل کر تھوک کے ساتھ گلے سے اتر جانے سے روزہ جاتے رہنے سے یا باقی رہنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے

بلحاظ عہد خود جو کر چکے تھے فرمایا کہ اپنے بھائی حماد سے پوچھ میں فتویٰ دینے سے منع کیا گیا ہوں۔ سبحان اللہ! کیسی اطاعت حکم وامانت ہے۔ اب بتقصائے امانت وایفاء عہد اسی طرح مرزا قادیانی کو بھی پابندی چاہئے۔ لیکن یہ تب ہو سکتی ہے جب ابتداء سے اس کی عادت ہو۔

۴...... کسی دوسرے عاجز کم سمجھ کم علم سے ایسا امر منافی توکل وخلافت آیات قرآن مجید ہونا تعجبات سے نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی تو ماشاء اللہ امام الزمان ہونے کے دعویدار وآیات قرآن مجید ''یاایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئا لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب ماقدر اللہ حق قدرہ ان اللہ لقوی عزیز ''(اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ پس اس کو تم سنو۔ تحقیق وہ معبود کہ تم ان کو ماسوائے اللہ کے پکارتے ہو۔ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ سب جمع ہو جاویں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جاوے تو اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ ضعیف ہی طالب اور مطلوب نہیں۔ قدر کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حق اس کے قدر کا تحقیق اللہ تعالیٰ صاحب قدرت وغلبہ ہے)''ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر طمان بہ وان اصابتہ فتنۃ القلب علی وجھہ خسرالدنیا والاٰخرۃ ذلک ھو الخسران المبین یدعو من دون اللہ مالا یضرہ وما لا ینفعہ ذلک ھو الضلال البعید ''(اور بعض آدمیوں سے وہ شخص ہے جو عبادت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک کنارہ پر پس اگر اس کی بھلائی پہنچے تو اس کے ساتھ مطمئن ہوتا ہے اور اگر کچھ فتنہ پہنچے تو اپنی مونہ پر پھر جاتا ہے۔ دنیا اور آخرت میں خسارہ پایا۔ یہی ہے خسارہ ظاہر اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتا ہے جو اس کو ضرر اور نفع نہیں دے سکتا۔ یہی ہے گمراہی دور کی)''یدعوا لمن ضرہ اقرب من نفعہ لئیس المولیٰ ولبئس العشیر ٭ ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الاھو وان یمسسک بخیر فھو علی کل شئ قدیر ٭ وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر ''(اس شخص کو پکارتا ہے جس کا ضرر نفع سے زیادہ قریب ہے۔ البتہ برا ہے یہ مولی اور ساتھی۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو تکلیف پہنچائے تو اس کو سوا اس کے کوئی کھولنے والا نہیں اور اگر تم کو نیکی پہنچائے تو اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہ حکمت والا اور خبر رکھنے والا ہے)''ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلاراد لفضلہ یصیب بہ من یشاء من عبادہ وھو الغفور الرحیم ''(اگر اللہ تعالیٰ تجھ کو تکلیف

پہنچاوے تو اس کے سوا کوئی کھولنے والا نہیں اور اگر تیرے ساتھ نیکی کا ارادہ کرے تو اس کے فضل کو کوئی رد کرنے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے فضل پہنچاتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے) حدیث شریف ''یا غلام احفظ اللّٰہ یحفظک احفظ اللّٰہ تجدہ تجامک فاذا سئلت فسئل اللّٰہ واذا استعنت فاستعن باللّٰہ واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیٔ لن ینفعوک الا بشیٔ قد کتب اللّٰہ لک ولو اجتمعوا علٰے ان یضروک بشیٔ لم یضروک الا بشیٔ قد کتبہ اللّٰہ علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف'' (اللہ تعالیٰ کو اے لڑکے یاد رکھ۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو حفاظت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کر تو اس کو اپنا ساتھی پائے گا اور جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ اور جان لے کہ اگر تمام مخلوق اس بات پر جمع ہو کہ تجھے کچھ نفع دے تو سوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے لکھا ہے۔ کچھ نفع نہیں دے سکتے اور اگر اس بات پر جمع ہوں کہ تجھے کچھ ضرر پہنچاوے تو اس کے سوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے لکھا ہے کچھ تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ قلمیں اٹھ چکیں اور صحیفے پورے ہوگئے) وغیرہ وغیرہ کے حقائق ومعارف جاننے سکھلانے اور ان کے عمل کرنے کرانے کی تمام جہاں سے بڑھ کر دعویدار ہیں۔ پھر باایں ہمہ ایسے وقت ان کو کیوں نظر انداز کیا گیا؟ اگر ارشاد ہو کہ رعایت اسباب سنت ہے تو براہ مہربانی صدر اسلام سے کسی امام الزمان کی ایسی بے طرح پھسل کر رعایت اسباب کرنے کی نظیر بیان فرماویں۔ عاجز کو تو معلوم نہیں۔ بلکہ صلحاء امت سلف وخلف کا حال مطابق آیات قرآن مجید کے کتب میں پڑھا ہے اور آنکھوں سے بھی دیکھا ہے۔ جس میں اس کم حوصلگی وبزدلی کا ہرگز نام ونشان بھی نہیں ہے۔

۴...... جن اولیائے امت گذشتگان کے اپنے مرتبہ ودرجہ کے مقابل مرزاقادیانی کچھ حقیقت خیال نہیں فرماتے ان کا حال وقال تو یہ ہے ؎

مؤمن آن باشد کہ اندر جزرومد
کافر از ایمان او حسرت خورد
ہر کرا نورے حقیقی رونمود
کے شو وقانع بتاریکی و دود
منعمی زو خواہ نے از گنج و مال
نصرت از وے خواہ نے از عم و خال

اور درحقیقت جو عباد الرحمٰن ہیں ان سے التفات لغیر اللہ اور سوائے اس قادر محسن کے کسی مخلوق کی طرف ان کا ارادہ خیال استمداد کب ہوسکتا ہے؟ براہ مہربانی بالآخر ارشاد ’’فما اغنی عنهم سمعهم ولا ابصارهم ولا افئدتهم من شئ اذ کانوا یحجدون بایات الله وحاق بهم ما کانوا به یستهزؤن ‘‘(پس اوروں سے ان کے کانوں، آنکھوں اور دل نے کچھ کفایت نہ کی۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ انکار کرتے تھے اور گھیر لیا ان کو اس مٹی نے کہ اس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے) پر بھی خیال فرماویں۔

فصل نمبر:۱۷...... ’’(۹) سچا الہام اکثر علوم ومعارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۹، خزائن ج۱۳ ص۴۹۰)

جواب...... مرزاقادیانی کے علوم ومعارف کا حال بہت جگہ اس کتاب میں عرض ہوا ہے۔

فصل نمبر:۲۷...... ’’(۱۰) سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دی جاتی ہے اور رعب عطاء کیا جاتا ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۱۹، خزائن ج۱۳ ص۴۹۰)

جواب...... بجائے فقرہ ’’اور بھی بہت سی برکتیں‘‘ کے لفظ وغیرہ کافی تھا اور عزت اور رعب مرزاقادیانی کا حال کچھ تو ان رسائل وکتب سے معلوم ہوا ہے جو ان کے مخالف شائع ہوچکے ہیں اور کچھ آئندہ انشاء اللہ العزیز ظاہر ہوجاوے گا اور عاجز خاکسار کو خدانخواستہ آپ کی عزت اور رعب سے کسی قسم کا حسد وبخل نہیں ہے۔ بلکہ ارشاد: ’’قل اللهم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر تولج اللیل فی النهار وتولج النهار فی اللیل وتخرج الحی من المیت وتخرج المیت من الحی وترزق من تشاء بغیر حساب (العمران:۲۷)‘‘ (تو کہہ یا اللہ تو مالک الملک ہے تو ملک عطاء کرتا ہے جس کو تو چاہے اور تو ہی ملک لے لیتا ہے جس سے چاہے۔ تو جس کو چاہے عزت دے تو جس کو چاہے ذلیل کرے۔ تیرے ہاتھ میں بہتری ہے تحقیق تو کل شئے پر قادر ہے تو رات کو دن اور دن کو رات کرتا ہے تو مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ نکالتا ہے اور تو جس کو چاہے بے حساب رزق دیتا ہے) پر کامل ایمان ہے۔

۲...... پھر مرزاقادیانی کے عزت ورعب کا حال جو کچھ عاجز پر بذریعہ الہام منکشف ہوا ہے اس کا ذکر بھی اس جگہ مقتضائے محل ہے۔ وہو ہذا!

عاجز کو مرزا قادیانی کے خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے ایک دو بار اور وہاں سے واپسی پر بے شمار بار مختلف صورتوں میں الہام ہوتا رہا۔ ’’انی مھین لمن اراد اھانتک ‘‘(میں ضرور اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے) اس کی تصدیق جس جس طرح ظہور میں آئی قابل غور ہے۔

اوّل...... اہانت کنندہ معلوم نہ تھا۔ کیونکہ بفضلہ تعالیٰ عاجز کا کسی سے ایسا معاملہ ہی نہ تھا۔ سو مرزا قادیانی نے بے ضرورت عجلت وجوش میں آکر برائے نام رسالہ ضرورۃ الامام جس میں سوائے مدح سرائی تعلّی وشیخی خود بدولت اور مضمون بہت کم ہے۔ تحریر فرمایا اور اس میں عاجز کی عاجزی نالیاقتی، ہم چیزی اور اپنی فضیلت وکمالات اوصاف اور بہت طاقتوں اور خواصوں کا اظہار پیٹ بھر کر فرمایا اور چونکہ توہین کے بعد ’’انی مھین ‘‘ والا مضمون پورا ہونا تھا۔ لہٰذا اس رسالہ کی اشاعت کے بعد بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مرزا قادیانی کو ایک مقدمہ میں مبتلا فرمایا تاکہ ان قوتوں وخواص واوصاف ادعائیہ کا حال جو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت وفضیلت میں بیان فرمائیں عملی طور پر عام مخلوق پر ظاہر وثابت ہو جاوے کہ وہ سب موضوعہ، تراشیدہ زبانی ہیں اور آپ میں ان کی عملی مادہ کا تخم بھی نہیں۔ چنانچہ دوران مقدمہ میں جو جو غلط بیانات وخلاف واقعات اپنی بریت کے لئے مرزا قادیانی نے چھپوا کر پیش کئے۔ جس میں بعض پیش گوئیوں، مشتہرہ وزبانی سے بھی انکار فرمایا ان کا حال مرزا قادیانی ومحرم رازاں خود بدولت اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچیں۔ وہ افسوس وشرمناک کارروائی جو ’’الحرب خدعۃ ‘‘(لڑائی دھوکہ بازی ہے) کی آڑ میں حصول فتویٰ تکفیر مولوی محمد حسین صاحب والے میں کی گئی۔ جس کا حال باب اوّل میں مفصل درج ہوا ہے اور جس میں بجائے تین اشخاص اور بہت سی الہامات کو ترک کر کے صرف ایک فقرہ ’’جزاء سیۃ بمثلھا‘‘ کو پورا فرمایا۔ یہ بھی کچھ کم عجائبات وعبرتناک امور سی نہیں۔

۴...... پھر مقدمہ کے فیصلہ کی نسبت اشتہار ۲۶؍فروری ۱۸۹۹ء میں جو مرزا قادیانی نے اپنی صدق بیانی ظاہر فرمائی کہ مولوی محمد حسین پر (جو گواہ تھے) مقدمہ ہونا لکھا۔ اقرارنامہ یا مچلکہ کا نوٹس رکھا۔ رہا کو بری کہا وغیرہ وغیرہ۔

اس سے جو عزت وعظمت ہوئی بخوبی عیاں ہے اور اخیر پر اقرارنامہ یا مچلکہ دے کر رہا ہوئے۔ جس میں الہامات وغیرہ جن کو خود بدولت احکام الٰہی فرماتے ہیں بند رکھنے کا عہد کیا اور وہ ذلت والی پیش گوئیاں واپس لیں۔ جن کے واسطے ایک دوست کے لکھنے پر انکار کر کے فرما چکے تھے کہ: ’’الٰہی امور کو ہم کیونکر واپس لے سکتے ہیں۔‘‘ غرض وہ ذلت والا الہام جو مرزا قادیانی نے

مولوی محمد حسین صاحب کی نسبت مشتہر فرمایا۔ وہ اہانت کی پاداش میں الٹا خود بدولت پر پڑا۔ اب غور فرماویں کہ یہ سب امور باعث رعب وعزت ہوئے یا باعث ذلت وخفت؟

۵...... اسی دوران مقدمہ میں عاجز کو یہ بھی الہام ہوا۔

عزیزنکہ ازدر گہش سرتبافت بہرورکہ شد ہیچ عزت نیافت

سواس کی تصدیق کشف الغطاء واقرارنامہ کے ملاحظہ سے ظاہر ہے۔ علاوہ برآن یہ ذلت ہوئی کہ مولوی محمد حسین صاحب کا خواب جس میں انہوں نے شروع جنوری ۱۸۹۹ء میں ایک شخص کو ’’انک انت الاعلیٰ ۰ الق ما فی یمینک تلقف ماضعوا انما صنعوا کید ساحر ولا یفلح الساحر حیث اتی‘‘ کہتے ہوئے سنا تھا پورا ہوا۔ کید بظاہر مرزا قادیانی کے الہامات کی نسبت ہے۔ جیسا کہ آپ کے ان کو واپس لینے سے صاف ظاہر ہے اور پھر عجب یہ ہے کہ ان کلمات میں بھی آپ کے لئے وہی نسبت فرعونی موجود ہے جو دیگر ملہمین کے الہامات میں ہے۔ جو بظاہر نتیجہ تکبر وتعلّی وتفاخر بے جا کا ہے۔

فصل نمبر:۳۰۷...... ’’آج کل ایک ایسا ناقص زمانہ ہے کہ اکثر فلسفی طبع اور نیچری وبرہمو اس الہام سے منکر ہیں۔ اسی انکار میں کئی اس دنیا سے گذر بھی گئے ہیں۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۱۹،۲۰، خزائن ج۱۳ ص۴۹۰)

جواب...... کوئی ناخواندہ جاہل عام مسلمان ناواقفی سے زمانہ کو ناقص یا برا کہے تو کوئی محل تعجب نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی سے بدعویٰ علوم لدنی حقائق ومعارف افضل المسلمین فخر اسلام واسلامیان امام الزمانی وغیرہ کے ایسا کلمہ صادر ہونا اور زمانہ کو ناقص کہنا نہایت ہی تعجب وقابل افسوس ہے۔ کیا مرزا قادیانی کو یہ حدیث شریف معلوم نہیں۔ ’’عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ قال الله تعالیٰ یوذینی ابن اٰدم یسب الدهر وانا الدهر بیدی الامر اقلب اللیل والنهار متفق علیه‘‘ (ایذا دی ابن آدم نے مجھ کو، برا کہنا زمانہ کو اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں حکم ہے۔ پھیرتا ہوں رات اور دن کو) بجائے زمانہ کو ناقص کہنے کے مرزا قادیانی یہ فرمادیتے کہ آج کل فلسفی طبع ونیچری وبرہمو نافہمی یا بدقسمتی سے اس صداقت وسچائی یعنی الہام سے منکر ہیں۔ خلاف ہدایت اسلام کلمہ قلم یا زبان سے نکالنا کیا ضرور ہے؟ اور ہاں! اس پر بھی تو غور فرماویں کہ خود بدولت بھی تو سوائے اپنے چند مریدوں کے الہامات کے دوسرے عاجز ملہمین کے الہام سے منکر ہیں۔ فلسفی طبع نیچری وبرہمو کل سے منکر ہیں۔ آپ جس سے سہی انکار تو دونوں میں موجود ہے۔ جیسے برہمو اپنے الہام کے قائل اور دوسروں کے منکر ہیں۔ ایسا ہی مرزا قادیانی کا حال ہے۔

فصل نمبر:۷۴...... ’’لیکن اصل امر یہ ہے کہ سچائی سچائی ہے وغیرہ۔ پھر خداتعالیٰ کو مان کر خداتعالیٰ کے کلام والہام سے انکار والوں کی غلطی کے بیان میں منکرین صفات الٰہی پر افسوس کر کے کہا ہے کہ خداتعالیٰ کی تمام صفات مان کر ان میں سے ایک ضروری حصہ کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۰، خزائن ج۱۳ ص۴۹۰)

جواب...... سچائی کو سچائی ماننے کے لئے مرزاقادیانی بھی فکر کریں۔ ایسا نہ ہو کہ بے خیال یا کسی اور سبب سے خواہمخواہ ایک سچائی کے مکذب بنیں اور عاقبت میں خدانخواستہ حسرت سے ’’لو کنا تسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر‘‘ (اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو دوزخ والوں میں نہ ہوتے) کہنے والوں کے ساتھ ہونا پڑے۔ باقی حصہ کچھ جواب طلب نہیں۔

فصل نمبر:۷۵...... ’’افسوس کہ آریوں نے تو وید تک ہی خداتعالیٰ کی کلام پر مہر لگادی تھی۔ مگر عیسائیوں نے بھی الہام کو بے مہر رہنے نہ دیا۔ گویا حضرت مسیح تک انسانوں کو ذاتی بصیرت اور معرفت حاصل کرنے کے لئے چشم دید الہاموں کی حاجت تھی۔ وغیرہ! تو یہ ہم نے مانا کہ فرد فرد میں ہونا ضروری نہیں۔ لیکن یہ ہم قبول نہیں کر سکتے کہ الہام کی سرے سے صف ہی الٹ دی جائے اور ہمارے ہاتھ میں صرف ایسے قصے ہوں جن کو ہم نے بچشم خود دیکھا نہیں۔ پھر آگے فلسفی طبع کرامتوں پر ٹھٹھا کرنے والوں کا ذکر دید پر ٹھٹھا کرنے والوں کا ذکر جین مرکا سکھوں کا ہندوؤں سے الگ ہونا اور انکار اقرار کہ ہم وید کے ہرگز پیرو نہیں وغیرہ۔ لغایۃ یہ قصہ اس جگہ کے لائق نہیں ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۰،۲۱،۲۲، خزائن ج۱۳ ص۴۹۰،۴۹۱،۴۹۲)

جواب...... آریوں اور عیسائیوں کی خداتعالیٰ کی کلام والہام پر مہر لگانی اسی کے مشابہ ہے۔ جیسے کہ مرزاقادیانی نے سوائے خود بدولت کے دوسرے غریب عاجزوں کے لئے سچی اور قابل بھروسہ الہاموں کی مہر لگائی ہے۔ جب مسلمانوں کے بزبان خود امام الزمان کا یہ حال ہوا تو غیر قوموں کو کیا کہا جاوے؟ اگر مرزاقادیانی الہام کی سرے سے صف الٹنا قبول نہیں کرتے تو دوسرے عاجزوں کے واسطے سچے اور قابل بھروسہ الہاموں کی صف بلادلیل وبلاوجہ کیوں الٹتے ہیں؟ بقیہ قصہ کچھ جواب طلب نہیں نہ اس سے کچھ تعلق ہے۔

فصل نمبر:۷۶...... ’’ہمارا اصل مطلب تو یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کے لئے تازہ الہامات کی ہمیشہ ضرورت ہے اور وہ الہامات اقتداری قوت سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کسی شیطان جن بھوت میں اقتداری قوت نہیں ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۲۲، خزائن ج۱۳ ص۴۹۳)

جواب…… مرزا قادیانی کا اصل مطلب یہ ہے کہ بنی نوع انسان کا ایمان تازہ رکھنے کے لئے تازہ الہامات کی ضرورت ہے۔ ’’جزاہ اللہ الهداية والاستقامة‘‘ لیکن اس کی کیا ضرورت ہے کہ بنی نوع انسان میں سے فقط ایک فرد بشر یعنی فقط خود بدولت مرزا قادیانی ہی کو ہوں اور دوسرے غریب منیب متوجہ الیٰ اللہ اس نعمت الٰہی سے محروم رہیں؟

۲…… مباحثہ امرتسر میں تو فرمایا کہ ہمارا دعویٰ اقتدار کا نہیں (جس کا مفصل ذکر آئندہ آئے گا) اور یہاں الہامات کے ہمراہ اقتداری قوت لگادی۔ بہرحال جو کچھ مرزا قادیانی کے اقتداری الہامات کا حال ہے۔ اس کا ذکر متفرق جگہ اس تحریر میں عرض ہو چکا ہے۔

۳…… پیش گوئیوں کو مرزا قادیانی بڑی کرامت ومدار قرار دیتے ہیں اور ابھی (ضرورۃ الامام ص۱۷) میں آپ نے شیطان کے اقتداری دخل کا نمونہ بیان کر کے تعجب سے فرمایا کہ ’’شیطانی الہام والی پیش گوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں۔‘‘ اور یہاں پہنچ کر شیطان کی اسی اقتداری قوت کا جھٹ انکار بھی کردیا۔ مرزا قادیانی کا حافظہ اوّل تو ایسا نہ تھا اب کیا ہوگیا؟ غالباً تغیر حالت یعنی تعلّی وتکبر سرکشی کی تاثیر معلوم ہوتی ہے۔ جس کا علاج ان سے توبہ وباز آنا ہے۔ بقول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ؎

شکوت الیٰ وکیع سوء حفظی
فاوصانی الیٰ ترک المعاصی
لان العلم نور من الٰہ
ونور اللہ لا یعطی لعاصی

فصل نمبر:۷۷…… ’’اور امام الزمان کے الہام سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہوتی ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۲۲، خزائن ج۱۳ ص۴۹۳)

جواب…… جب امام الزمان کے اپنے ہی الہامات کی صحت کا پتہ سالہا سال تک نہ لگے۔ جیسا خود ایام الصلح میں قبول کیا ہے اور ان کے پورا نہ ہونے پر طرح طرح کی شرمناک تاویلیں کرنی پڑیں۔ تو وہ دوسروں کے الہامات کی صحت کا کیونکر معیار ہو سکتی ہیں؟ بقول

کو خویشتن گم است کرا رہبری کند

مرزا قادیانی کسی محکم اور بین دلیل سے اس کو ثابت کریں۔ جس پر کچھ اعتراض نہ ہو سکے۔ ورنہ بلادلیل وخلاف مشاہدہ اس کو کون مان سکتا ہے؟

فصل نمبر:۷۸…… ’’ہم بیان کر چکے ہیں کہ امام الزمان اپنی جبلت میں قوت امامت رکھتا ہے۔

پھر وہی خودستائی کہ عام مؤمن ستارے اور امام ان کا سورج وغیرہ جسمانی سلطنت میں بھی خداتعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ایک قوم میں ایک امیر اور بادشاہ ہو اور خدا کی لعنت ان لوگوں پر ہے جو تفرقہ پسند کرتے ہیں اور ایک امیر کے تحت حکم نہیں چلتے۔''

(ضرورۃ الامام ص۲۲،۲۳، خزائن ج۱۳ ص۴۹۳)

جواب...... جبلت میں قوت امامت کا ذکر قبل ازیں گذر چکا ہے۔ مدح اور خودستائی کا جواب ضروری نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو اس سے سیری نہیں۔ بلکہ اس میں حظ مزہ و راحت جان ہے۔ اس لئے اس فضول مضمون پر کوئی اپنا وقت عزیز کیوں ضائع کرے؟ تاہم ستاروں اور سورج کا ذکر بذیل تفسیر مرزا قادیانی ''اذالشمس کورت'' وغیرہ میں آئندہ آتا ہے، ملاحظہ فرماویں۔ چونکہ یہ دنیا دارالعمل ہے اور اصلی دارالجزاء نہیں اور آدمی کے قول وفعل پر حلیم کریم وشدید العقاب فوراً مواخذہ نہیں کرتا۔ اس لئے مرزا قادیانی نے دلیرانہ وبیباکانہ لعنت کو اپنا وردو وظیفہ بنالیا ہے۔ ورنہ اس کے اثر سے تفرقہ اندازوں اور لعنت خواہوں کا جو حال ہوتا سب لوگ دیکھتے۔ غریبوں کو تفرقہ پسند بناتے ہیں۔ لیکن اپنے تفرقہ اندازی وتعلّی کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کسی سے بھی اتفاق ہی نہیں۔ جب تک وہ خود بدولت کا ماتحت حکم نہ ہو اور خود بدولت کو تو کسی دوسرے کی ماتحتی باعث کسر شان ومخالف نفس ہونے کے سبب کسی صورت جائز نہیں۔

فصل نمبر:۷۹...... ''حالانکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے: ''اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم'' اولوالامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔''

(ضرورۃ الامام ص۲۳، خزائن ج۱۳ ص۴۹۳)

جواب...... اللہ جل شانہ وعم نوالہ کا فرمان آمنا وصدقنا۔ لوگوں سے اطاعت کرانے کا مرزا قادیانی کو بڑا عشق ہے۔ لیکن دوسرے عاجز تو خائف ہیں کہ منصب مطاع تو بجائے خود مطیع ہونا ہی پورا ہو جاوے تو غنیمت ہے۔ اب رہا خود بدولت کا تراشیدہ قاعدہ کہ ''جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے۔'' اس پر غور فرمائے کہ جو مسلمان جموں کشمیر، فرید کوٹ، نابہہ جیند، پٹیالہ، والیار، جے پور، جودھ پور، بڑودہ، نیپال وغیرہ ہندو ریاستوں میں رہ کر اپنے نماز، روزہ وغیرہ بلا روک ادا کر کے مذہبی فائدہ حاصل کرتے ہیں تو اس سے وہ سب ہندو، سکھ، راجہ، رئیس جن میں اکثر بت پرستی ومورتی پوجن وغیرہ کو اپنا آبائی قدیمی

دھرم موجب مکت جان کرخوشی وشوق سے بلا اکراہ کرتے اوراس پرفخر کرتے ہیں۔کیاوہ سب کے سب اپنے اس مسلمان رعایا کےاولی الامر ہوئے؟

۲...... پھر جب مسلمان رعایا ریاستہائے ہنودورعایائے سرکار انگریزی حج کے واسطے جاتے ہیں اور کوئی روسی اگبوٹ اور کوئی فرانسیسی کوئی جرمن کوئی ڈچ کوئی امریکہ والوں اور کوئی چینی جاپانی جہازوں وغیرہ پر سوار ہوکر جاتے اوران میں اذان نماز جماعت وغیرہ ارکان اسلام بخوشی وبہ آزادی بجالاکر اخیر اعظم رکن اسلام حج سے مشرف ہوکر دینی فائدہ حاصل کرتے ہیں تو مرزا قادیانی کے قاعدہ کے رو سے وہ روسی، فرانس، جرمن، ڈچ، چینی، جاپانی وامریکہ والے ان مسلمانوں کے اولی الامر واجب الاطاعت ہوگئے اوروہ ان میں سے ہوگئے؟ سبحان اللہ! کیا عمدہ قاعدہ تراشا ہے جس سے تمام دنیا کی ہندووغیرہ ریاستیں مسلمانوں کے لئے اولی الامر بن گئیں اور منکم میں داخل ہوگئیں۔اس قدر وسعت وفراخی وسہولت سوائے مرزا قادیانی کے اورکون کرسکتا ہے؟ لیکن باوجود اس قدر ارزانی کے امام الزمان پھر بھی ایک ہی رہا تاکہ خود بدولت کی وحدت میں شرکت نہ ہو۔

۳...... غالباً مرزا قادیانی نے خود بدولت ومریدین کو تمام دنیا وجہاں سمجھ کر یہ قاعدہ وضع فرمایا ہوگا۔لیکن ذرہ نظر اٹھا کر خیال نہیں فرمایا کہ آبادی دنیا دوردراز حصہ تک پہنچی ہوئی ہے اور ہمارے اس قاعدہ کا اثر کہاں تک پہنچے گا۔مرزا قادیانی ان کی جماعت اس قاعدہ کو قبول کر کے مسلم مان لیں۔ان کا اختیار ہے۔لیکن تمام دنیا کے مسلمان ودیگر مذاہب والے اس کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔کیونکہ اب لوگ ایسے ناواقف نہیں ہیں۔

۴...... اگر مرزا قادیانی نے سرکار انگریزی کی خوشامد وراضی کرنے کے خیال سے یہ قاعدہ ایجاد فرمایا ہے۔جیسا کہ عبارت آئندہ میں تصریحاً فرمایا ہے تو سرکار کا اس سے خوش ہونا اور مرزا قادیانی کے قاعدہ کو صحیح مان لینا بھی ہرگز قرین قیاس نہیں ہے۔اس خام خیال کو دل سے دور رکھیں۔کیونکہ جن کو اللہ تعالیٰ نے سلطنت اورلیاقت بادشاہت اور فرمانروائی عطاء فرمائی ہے اور جو امور میں آئے دن طرح طرح کی ایجادیں کرتے وضوابط بنائے اور بال کی کھال اتارتے ہیں۔ ہر مذہب کے کتب سے واقفیت حاصل کرنے کو ان کے تراجم اپنی زبان میں کرتے کراتے اور اپنے پاس رکھتے ہیں۔دن رات اس دھن میں سرتوڑ لگے ہوئے ہیں۔علوم اور معلومات کے لئے کسی قسم کی کوتاہی سستی اور تساہل نہیں کرتے۔حتیٰ کہ جانیں دینے میں بھی دریغ نہیں کرتے۔پس

ایسوں پر کم فہمی اور مغالطہ کھانے کا گمان کرنا اپنی کوتاہ اندیشی اور غلط فہمی ہے۔ یہ کوئی سرسری بات نہیں۔ خود عاجز بھی اپنی ۳۰ برس کے کامل تجربہ سے اس کا قائل وشاہد ہے کہ سرکاری مقاصد وپالیسی میں خوشامد وچاپلوسی کا رائی برابر بھی اثر نہیں ہوتا اور اگر ایسا نہ ہو تو سیاست وانتظام مملکت کیونکر چلے؟ ہاں! اس وقت خواب یاد آیا کہ ایک دفعہ ایسے ہی خود غرض شخص نے اسی قسم کا ایک مسئلہ اپنے طبعزاد اجتہاد کے موافق ایک ذی رتبہ عہدہ دار انگریز کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے سن کر بے ساختہ کہا کہ: ''خواہ تمہارا یہ اعتقاد ہو۔ مگر دوسرا کوئی مسلمان اس کو نہیں مانے گا۔'' پس جب عام انسان ادنیٰ فکر سے اس کو سمجھ سکتے ہیں تو کیا ایسے ذہین سریع الفہم وحکمران یہ موٹی بات نہ سمجھ سکیں گے؟ بے شک فوراً سمجھ لیں گے۔ مرزاقادیانی اس قاعدہ پر نظر ثانی فرماویں۔

فصل نمبر:۸۰...... ''اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔ کیونکہ وہ ہماری دینی مقاصد کے حارج نہیں ہیں۔ بلکہ ہم کو ان کے وجود سے آرام ملا ہے۔ وغیرہ! پھر کچھ اسلامی بادشاہوں کی کوتاہ ہمتی غفلت سکھوں کی متفرق حکومتوں کی وقت میں دین پر مصیبتیں پھر انگریزی سلطنت میں مذہبی آزادی واحسان بیان فرما کر اخیر میں فرمایا کہ انگریزوں کے برخلاف بغاوت کی کھچڑی پکاتے رہنا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کرنا ہے۔''

(ضرورۃ الامام ص۲۴، خزائن ج۱۳ ص۴۹۴)

جواب...... مرزاقادیانی کے دانشمندانہ ودور اندیشانہ نصیحت واولی الامر منکم کا مسئلہ فصل گذشتہ میں عرض ہو چکا ہے کہ سرکار ہوشیار ایسی کم فہم وناواقف نہیں کہ مرزاقادیانی کی حکمت عملی نہ سمجھے۔ خصوصاً جب آپ یہ بھی مشتہر فرما چکے ہیں کہ خود بدولت کے بدولت ہی یہ سلطنت قائم ہے۔

۲...... مرزاقادیانی نے اپنے مریدین کو تو نصیحت فرمائی ہے کہ سرکار انگریزی کو اولی الامر سمجھ کر سچائی سے مطیع رہیں۔ لیکن یہ تو فرماویں کہ خود بدولت نے اس پر کیا عمل کیا اور کیا عملی نمونہ دکھلایا ہے؟ عیسائیوں کی اطاعت تو بجائے خود سیدنا مسیح علیہ السلام پر بھی لے دے، برا بھلا کہہ کر خلاف ہدایت اسلام جو انہیں کے سبب ان کی خبر لی ہے۔ کیا یہی اولی الامر ماننے اور سچائی سے اطاعت کا نتیجہ ہے؟ اگر مرزاقادیانی فرماویں کہ وہ خبر اس واسطے لی ہے کہ عیسائیوں نے بھی ہمارے مذہب کو برا بھلا کہا ہے تو پھر یہ فرماویں کہ بموجب ارشاد قرآن مجید: ''ولتسمعن من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذلک

من عزم الامور ’’(اورتم ان سے جن کوتم سے پہلے کتاب دے گئی اور مشرکین سے بہت سے ایذا کی باتیں سنو گے اور اگر صبر اور پرہیز گاری کروتو بے شک یہ بہت ہمت کے کام ہیں) کے آپ نے صبر کیوں نہیں کیا؟ جس کے واسطے خود اپنے اشتہار میں اسی آیت شریفہ سے تمسک کر کے صبر کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ کیسا انصاف وعدل ہے کہ آپ محض زبانی ہی حکم فرماویں اور اس کا عمل دوسروں کے ذمہ ڈالیں؟

۳...... یہ امر اظہر من الشّمس ہے کہ مسلمان ہر حالت یعنی سلطنت ورعایا والی سے خوب واقف ہیں۔ ابتدائے زمانہ میں ان کے پیشوا صدر اسلام غیر سلطنتوں میں نجاشی وغیرہ کی جو عیسائی سلطنت تھی رہ چکی ہیں اور آیت شریفہ ’’ولتجدن اشد الناس عداوة للذین امنوا الیهود والذین اشرکوا ولتجدن اقربهم مودة للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاریٰ ذلک بان منهم قسیسین ورهبانا وانهم لا یستکبرون ‘‘(مسلمانوں کے ساتھ دشمن کے اعتبار سے یہود اور مشرکین کوتم سب لوگوں میں بڑا سخت پاؤ گے اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے اعتبار سے سب لوگوں میں ان کوقریب تر پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ اس سبب سے کہ ان میں علماء اور گوشہ گزین ہیں اور یہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے) بھی بوقت تلاوت قرآن مجید ان کے زیر مطالعہ رہتی ہے۔ اس لئے یہ فرائض رعایا کوخوب سمجھتے وجانتے ہیں اور ان کے عمل کے واسطے ہدایات بھی موجود ہیں۔ پھر ارشاد:’’هل جزاء الاحسان الا الاحسان ‘‘(احسان کا بدلہ احسان ہے) ’’ومن لم یشکر الناس لم یشکر اللّٰه ‘‘(اور جولوگوں کا شکر نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر نہیں کرتا) بھی ان میں مشہور معروف معمول بہ اور ان کے دل میں منقوش ہے تو ایسی حالت میں جو جو آرام ومذہبی آزدی وغیرہ ان کوسلطنت انگریزی میں میسر ہے اور جو تعریف وشکر گذاری شرع نے سکھلائی ہے۔ اس کو یہ ہرگز بھول نہیں سکتے۔ ہاں! بے جا ظاہر داری کی منافقانہ خوشامد نہ سرکار کو پسند ہے اور نہ مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے۔

۴...... یہ مرزا قادیانی کی ناخداترسی ناانصافی خودغرضانہ حکمت بلکہ کینہ وری، بداندیشی وبغض باطنی ہے کہ اپنی خیرخواہی جانے کوخواہمخواہ بغاوت کی کھچڑی پکانی اور نعمتوں کے فراموش کرنے کا الزام وارشاد دوسرے غریب مسلمانوں پر کرتے رہتے ہیں۔ کیا وہ مسلمان ایسے دیوانے اور سودائی ہیں کہ خواہمخواہ خلاف ہدایت وتعلیم مذہب احسان فراموش ہوکر فساد وبغاوت کے مرتکب ہوکر شرعی وقانونی مجرم بنیں؟ اور ارشاد’’ ولا تلقوا بایدیکم الیٰ التهلکة ‘‘(اور اپنے ہاتھوں سے

اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو) کی نافرمانی کریں ہرگز نہیں۔ سیدھا صاف آپ یوں کیوں نہیں فرماتے کہ جو آپ کو مسیح مان کر اطاعت نہ کرے اور اپنے نفس کو مع لوازم آپ کے ہاتھ پر بیچ کر آپ کا چاکر وفرمانبردار نہ بنے وہ باغی اور تمام سزاؤں کا مستوجب ہے۔

فصل نمبر:۸۱...... ’’پھر اصل کلام کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جیسا کہ جسمانی تمدن کے لئے یہ تاکید فرمائی ہے کہ ایک بادشاہ کے زیرحکم ہوکر چلیں۔ یہی تاکید روحانی تمدن کے لئے بھی اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ یہ دعا سکھلاتا ہے۔’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ‘‘وغیرہ۔ لہٰذا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں پر اکمل واتم طور پر نعمت روحانی کی بارش ہوئی ہے۔ ان کے راہوں کی ہمیں توفیق بخش کہ تاہم ان کی پیروی کریں۔ سو اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۲۳،۲۴، خزائن ج۱۳ ص۴۹۴)

جواب...... الفاظ اگرچہ اور ہیں۔ مگر مدعا وہی خود بدولت کی ثنا اپنی حکومت اکمل واتم طور پر نعمت روحانی کے بارش کے محل اور اخیر پر خداوندی حکم’’اھدنا الصراط المستقیم ‘‘(ہدایت فرما ہم کو راستہ سیدھا) کو بھی فراہمی جماعت پر چسپاں کر دیا کہ اس میں یہی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔ مرزاقادیانی معذور ہیں جب کسی چیز کا عشق ہو جاتا ہے تو یہی حال ہوتا ہے کہ مطلوب کے سوا اور کچھ نہیں سوجھتا۔

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

۲...... قرآن مجید پر بھی مرزاقادیانی نے ایسا قبضہ ودخل کیا ہے کہ اس کی آیات کی تفسیر ومعنی جس طرح منشاء کے موافق وپسند خاطر ہوں۔ بلاتأمل کر لیتے ہیں۔ چنانچہ (براہین احمدیہ ص۲۳۱) میں فرمایا:’’پھر یہ تعلیم دے کر کہ’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ‘‘تمام سچے طالبوں کو خوشخبری دی کہ وہ اپنے رسول مقبول ﷺ کی تبعیت سے اس علم ظاہری وباطنی تک پہنچ سکتے ہیں۔‘‘ اب فرمادیا کہ اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ تم امام الزمان کے ساتھ ہو جاؤ۔ براہین میں دوسری جگہ اس کی کچھ اور تفسیر ومعنی کر دیئے ہیں۔ بے شک مرزاقادیانی کی دلیری آزادی وحوصلہ کی ہمسری کسی دوسرے مسلمان سے ہونا محال وغیرممکن ہے۔ بلکہ کوئی فری تھنکر بھی ایسے دل وگردہ والا شاید ہی نکلے۔

فصل نمبر:۸۲...... ’’یاد رہے کہ امام الزمان کے لفظ میں نبی، رسول، محدث، مجدد سب داخل

ہیں۔مگر جولوگ ارشاد اور ہدایت خلق اللہ کے لئے مامور نہیں ہوئے اور نہ وہ کمالات ان کو دی گئی وہ گو ولی ہوں یا ابدال ہوں امام الزمان نہیں کہلا سکتے۔'' (ضرورۃ الامام ص۲۴، خزائن ج۱۳ص۴۹۵)

جواب...... جب یہ مناصب بزعم مرزا قادیانی خود بدولت ہی کے قبضہ وقدرت میں آ گئے اور کل ارشاد ہدایات وکمالات آپ تک ہی محدود وقفل بند ہوگئے تو پھر کسی دوسرے کی کیا مجال کہ اس امر میں کچھ حرف زبان پر لاوے اور مرزا قادیانی کے نزدیک کیا مجرد کہلانے ہی سے سب کچھ بن جاتا وپورا ہو جاتا ہے؟ مثلاً لوگوں میں غنی وساہوکار کہلاوے۔خواہ گھر میں ایک کوڑی بھی نہ ہو اور چوہے بھی قلابازیاں کھاتے ہوں؟ لیکن عاجز کے نزدیک تو منصب وعہدہ وہی ہے جو اللہ پاک عزوجل کی طرف سے عنایت ہو۔پھر خواہ کوئی مانے، کہے، یا نہ کہے نہ یہ کہ دہل کا سا حال ہو اور بموجب۔

طعنہ گیرد در سخن بر بایزید ننگ دار دار درون او یزید
ہمچو گور کافراں بیروں حلل واندرا قہر خدا عزوجل

ونعم ماقیل۔

نیک باشی و بدت گوید خلق بہ کہ بد باشی و نیکت گویند

تاکہ دوسرے ناواقف غریب دھوکا نہ کھاویں۔

۲...... مرزا قادیانی اس امر کا بھی خیال رکھیں کہ خزائن الٰہیہ (ارشاد ہدایت علوم ولایت الہامات کشوف وغیرہ وغیرہ) کو محدود یا خرچ وختم شدہ جاننا ویا اللہ تعالیٰ واہب العطیات وعلیٰ کل شی قدیر کو ایسے بےشمار بلا احصی خزائن کا مالک نہ جاننا بموجب اس آیت قرآن ''وللّٰہ خزائن السموت والارض ولکن المنافقون لا یفقھون''(اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں۔مگر منافقوں کو اتنی سمجھ نہیں) کے کن لوگوں کا فہم وسمجھ ہے؟

فصل نمبر:۸۳...... ''اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے۔جس کی پیروی تمام عام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خداتعالیٰ کی طرف سے فرق قرار دیا گیا ہے۔سو میں اس وقت بےدھڑک کہتا ہوں کہ خداتعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان میں ہوں اور مجھ میں خداتعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے۔جس میں سے ۱۵برس گزر بھی گئے۔''

(ضرورۃ الامام ص۲۴، خزائن ج۱۳ص۴۹۵)

جواب...... اگر قرآن مجید وحدیث شریف نیز حالات ومعاملات مرزا قادیانی سے آپ کا امام الزمان ہونا اوران کی پیروی خداتعالیٰ کی طرف سے تمام مسلمانوں پرفرض قرار دیا جانا ثابت ہو جاوے تو کسی مسلمان کا کیا مقدور ومجال کہ اس سے انحراف کر کے مجرم بنے۔ یہ بدیہی امر ہے کہ ہر ایک کا منصب ورتبہ احکام حاکم سے ویااس کے اپنے حال واعمال سے ہی متحقق وظاہر ہوتا ہے۔ لیکن گستاخی معاف۔ یہاں تو احکام، حال واعمال دونوں میں صفر ہے۔

۲...... چنانچہ آپ کا حال واعمال تقویٰ طہارت، راستی، امانت، دیانت ''توکل علی اللّٰہ'' وغیرہ حالات معاملات جو پندرہ برس سے پہلے کے اوراس پندرہ برس کے مشاہدہ ومعاملات سے ظاہر ہوئے وہ تو امامت بجائے خود مقتدی وعام متقی خشیت اللہ والے مسلمان کے برابر بھی ثابت نہیں ہوئے۔ جن کا کچھ مختصر حال اس تحریر میں حسب اصرار مرزا قادیانی درج ہوا ہے۔

۳...... درباب احکام متعلق امامت احادیث ذیل پر تحمل وتأمل سے توجہ فرماویں کہ امام صادق وہادی برحق ﷺ کا دربارہ امامت تو قطعی فیصلہ یہ ہے: ''الائمة من قریش'' (امام قریش سے ہیں) ''الناس تبع لقریش فی ھذالشان مسلمھم تبع لمسلمھم وکافرھم تبع لکافرھم متفق علیه'' (لوگ اس امر میں قریش کے تابع ہیں۔ ان کے مسلمان مسلمان کے تابع ہیں اوران کے کافر کافر کے تابع ہیں) ''لایزال ھذا لامر فی قریش ما بقی منھم اثنان متفق علیه'' (یہ امر ہمیشہ قریش میں رہے گا جب تک ان میں سے دوآدمی بھی باقی رہیں گے) ''الناس تبع لقریش فی الخیر والشر رواہ مسلم'' (لوگ نیکی اور بدی میں قریش کے تابع ہیں) اور جو اس امر کی مخالفت کرے اس کی نسبت فرمایا: ''ھذالامر فی قریش لا یعادیھم احد الاکبه اللّٰہ علی وجھه ما اقام الدین (بخاری)'' (یہ امر (امامت) قریش میں ہے۔ ان کے ساتھ کوئی عداوت نہیں کرتا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گراوے گا) ابتدائے اسلام سے اب تک تو یہی اصول تمام مسلمانوں میں مسلم ومقبول رہا ہے۔ مرزا قادیانی فرماویں کہ اب اس وقت یہ کیونکر منسوخ ہوکر ''الائمة من الفارس اومن المغل او من نسل جنجیز خان'' (یاامام فارس سے یا مغل سے یانسل چنگیز خان سے) اس کی جگہ قائم ہوسکتا ہے؟

۴...... اگر مرزا قادیانی فرماویں کہ وہ جسمانی امارت کے واسطے ہے اور روحانی امارت وامامت میں کسی غیر قریش کا امام ہونا لاباس ہے تو عرض ہے کہ اوّل تو احادیث شریفہ موصوفہ بالا میں کوئی خصوصیت جسمانی وروحانی امامت وامارت کی نہیں ہے اور اگر زبردستی بلادلیل

مرزا قادیانی خواہ مخواہ اپنی طرف سے خصوصیت واستثناء لگالیں تو پھر فرماویں کہ دوسرے غریب مسلمانوں کے واسطے اس کو بلاوجہ کیوں محال وناجائز خیال فرماتے ہیں؟

۵...... مرزا قادیانی کو تو علوم ومعارف وکامل وافضلیت کا بڑا دعویٰ ہے۔ لیکن براہ مہربانی جسمانی مسلمان عالم بادشاہوں کی احتیاط کو بھی غور سے ملاحظہ فرماویں۔ شاید آپ کو معلوم نہ ہو تو عاجز مثال کے طور پر عرض کرتا ہے اور لاہور میں اس کے جاننے اور بیان کرنے والے اب تک موجود ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اورنگزیب عالمگیر بادشاہ نے بباعث اپنے چغتائی ہونے کے حرمین شریفین کے قریش امام وامیر کو سوالاکھ روپیہ یا کسی قدر نذرانہ بھیج کر التجا کی کہ چونکہ امامت وامارت اسلام میں خاص آپ اہل قریش کے واسطے ہے۔ لہٰذا آپ مجھ کو ہندوستان وغیرہ کے واسطے اپنا نائب قبول فرما کر سند نیابت عطاء فرماویں۔ جو وہاں سے آگئی تھی۔ دیکھئے! عام مسلمان بھی منصب امامت کو قریش کا حق مان کر اور سمجھ کر اور اس ارشاد حدیث ''من یردھوان قریش اھانہ اللہ'' سے ڈر کر ان سے سند نیابت حاصل کرتے اور نذرانہ بھیجتے رہے اور یہاں نذرانہ تو کہاں بغیر کسی قطعی الدلالت نص قرآن مجید وحدیث شریف کے صرف گلاب شاہ فقیر مجذوب مرفوع القلم کے بیان پر جس کا ذکر کریم بخش جمال پوری کے اظہار مندرجہ کتاب نشان آسمانی دوسرا نام (شہادت الملہمین ص۲۱،۲۲) میں ہے۔ ویا خود بدولت کے الہامات پر جن کا حال ومآل کچھ اس تحریر میں عرض ہوا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو ایسا امام الزمان قرار دیا ہے کہ سید وقریش وغیر قریش بلکہ تمام مسلمانان دنیا پر اپنا اتباع وپیروی خداتعالیٰ کی طرف سے فرض ٹھہرادی ہے اور اس امر کا کچھ خیال نہیں فرمایا کہ جو بات بے دلیل اور خلاف سنت ہو، اس کی قدر خرافات سے زیادہ کیا ہوسکتی ہے؟ اور مسلمان اس کو قبول کر کے محرمات شرعی مثل تصویر کھچوانے، شرعی ورثاء کے محروم کرنے حق العباد قیمت کتاب وغیرہ ادا نہ کرنے ایفاء عہد کی پیروی نہ کرنے وغیرہ مسائل خلاف شریعت میں آپ کی پیروی کیونکر کرسکتے ہیں؟

۶...... پھر جس امارت وامام الزمانی کے مرزا قادیانی خواہاں بلکہ دلدادہ عاشق وفریفتہ ہیں اور دن رات اسی کے فکر میں مصروف ومشغول رہتے ہیں۔ اس امام الزمانی کی نسبت اس صادق امام الزمان کا جوان راست بازوں اور کاملوں میں دوم درجہ پر تھا جو شرف صحبت آنحضرت ﷺ سے مشرف ہوکر تکمیل منازل سلوک کر چکے تھے اور جن کے شان میں مرزا قادیانی ایمان سے قبول کر چکے ہیں کہ ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جزوی فضائل ہیں جو ہمیں کسی طرح حاصل نہیں ہوسکتے۔ (ازالہ ص۱۳۸)

اور جس کے اخلاص، انابت، علم، فضل، عدل، تقویٰ وخشیت اللہ وغیرہ کے اکثر مخالفین بھی قائل ہیں اور جس کو حقیقی امام الزمان اللہ تعالیٰ نے عطاء فرمائی تھی اور تمام مؤمنین نے اس کی امامت کو بسروچشم قبول کرلیا تھا۔ ان کا حال ورائے ملاحظہ فرماویں۔ وہو ہذا!

المحب الطبری ابوجعفر سے بیان کرتے ہیں کہ ’’عمرؓ مدینہ طیبہ میں ایک راستہ پر جا رہے تھے کہ علی مرتضیٰؓ اوران کے ساتھ امام حسنؓ وامام حسینؓ ان سے ملے اور علیؓ نے ان پر سلام علیک کہہ کران کا ہاتھ پکڑ لیا اور امام حسنؓ وامام حسینؓ ان کے دائیں بائیں کھڑے ہوگئے۔ عمرؓ بکاء وزاری میں تھے جو ان کو لاحق ہوا کرتا تھا۔ علیؓ نے کہا کہ یا امیرالمؤمنین کیا شئے تم کو رولاتی ہے؟ تو جواب میں کہا کہ اے علیؓ مجھ سے زیادہ کس کو رونا چاہئے؟ اس امت کا امر امامت میرے متعلق کیا گیا ہے۔ میں اس میں حکم کرتا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میں خراب کرتا ہوں یا نیک کرتا ہوں؟ اس پر علیؓ نے کہا واللہ آپ ایسے ایسے عدل کرتے ہیں۔ اس سننے پر بھی عمرؓ کا رونا نہ تھا۔ پھر امام حسنؓ نے تکلم فرمایا اوران کی ولایت وعدل کا ذکر کیا۔ اس پر بھی وہ روتے ہی رہے۔ بعدہ امام حسینؓ نے مثل امام حسنؓ کے کلام کی تو آپ کا رونا بس ہوا اور فرمانے لگے (یابنی اخی) اے میرے بھائی کے فرزندان تم دونوں اس امر کی (عدل وانصاف کی) گواہی دیتے ہو؟‘‘

اس پر امامین ہمامین سکوت کر کے اپنے والد بزرگ کی طرف دیکھنے لگے تو علیؓ نے فرمایا کہ ’’تم دونوں گواہی دو اور میں بھی تہارے ساتھ گواہ ہوں۔‘‘

۷...... عمرؓ کے تو ایسے ارفع روحانی حالات تھے جن سے دنیا واقف ہے۔ اب ان کے ایک نائب امام وامیر کے حالات بھی دیکھئے کہ کیسے عالی شان تھے۔ جیسا کہ عمیر بن سعد انصاریؓ کے حال سے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ امیرالمؤمنین عمرؓ نے عمیر بن سعد انصاریؓ کو حمص پر عامل وامیر کر کے بھیجا۔ ایک برس تک ان کی خبر نہ آئی تو عمرؓ نے خط لکھا کہ: ’’میرے اس خط کے پہنچنے پر معہ مال مسلمین جو تم نے جمع کیا ہے چلے آؤ۔‘‘

اس پر عمیرؓ اپنے تھیلی میں اپنا زادراہ اور کاسہ ڈال کر اور ظرف چرمین پانے کے لئے اور اپنا عصا لے کر پیادہ پا حمص سے روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ بحالیکہ آپ کا رنگ متغیر چہرہ غبار آلودہ اور بال لمبے ہوگئے تھے۔ عمرؓ کے پاس پہنچے۔ سلام علیک کہا۔ عمرؓ نے حال پوچھا تو جواب دیا کہ: ’’آپ نہیں دیکھتے کہ میں صحیح البدن طاہرالبدن ہوں اور اپنا اسباب اٹھائے لایا ہوں۔ عمرؓ نے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ ان کا خیال تھا

کہ وہ کچھ مال لائے ہوں گے۔ عمیرؓ نے کہا کہ میرے پاس میری تھیلی ہے۔ اس میں اپنا زادراہ رکھتا ہوں اور کاسہ ہے۔ جس میں کھاتا ہوں اور اس سے سر اور چادر دھوا ہوں۔ ظرف چرمین جس میں وضو اور پینے کا پانی ہے اور عصا چلنے میں اگر کوئی موذی پیش آوے تو کارآمد ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا تم پیادہ آئے ہو انہوں نے کہا ہاں! کوئی سواری کا چارپایہ نہ تھا۔ عمرؓ نے کہا کیا تمہاری رعیت میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ تم سے سواری کا احسان کرتا؟ جواب میں کہا کہ کسی نے نہیں دی اور نہ میں نے ان سے مانگی۔ عمرؓ نے کہا کیسے برے مسلمان تھے جن سے تم آئے ہو۔ اس پر عمیرؓ نے کہا آپ اللہ سے ڈریں اور سوائے خیر کے اور کچھ نہ کہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیبت سے منع کیا ہے اور آپ نے ان کو نمازیں پڑھتے دیکھا ہے۔ عمرؓ نے پوچھا کہ تم نے اپنے امارت میں کیا بنایا ہے؟ جواب دیا کہ آپ کا کیا سوال ہے؟ عمرؓ نے کہا سبحان اللہ! اس پر انہوں نے کہا کہ اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ مجھ سے ناراضی کا عملدرآمد ہوگا تو میں آپ کو نہ بتلاتا۔ شہر میں پہنچ کر میں نے اس کے صلحاء، اہل کو جمع کیا۔ ان کے اموال کا ان کو والی کیا اور محل پر اس کو رکھا۔ اگر اس میں سے کچھ آپ کو پہنچتا تو آپ کے پاس لاتا۔ عمرؓ نے پوچھا کہ تم کچھ نہیں لائے؟ جواب دیا کچھ نہیں۔ امیرالمؤمنین نے حکم دیا کہ عمیرؓ کے لئے نشست بناؤ۔ اس پر کہا کہ یہ ایسی شئے ہے کہ میں آپ کے لئے کبھی یہ عہدہ اور کام نہیں لوں گا اور نہ آپ کے بعد کسی کے لئے۔ واللہ میں اس میں سلامت نہ بچا۔ ایک معاہد نصرانی کو میں نے کہا اخزاک اللہ (تجھے اللہ رسوا کرے) یہ بسبب امارت کے مجھ کو پیش آیا۔ یا عمر تحقیق میرے ایام کا بہت خراب حصہ تھا جب میں آپ کا مصاحب بنا۔ اس کے بعد جانے کا ادنیٰ اذن پوچھا تو اجازت مل گئی اور ان کا مکان مدینہ منورہ سے دور قبا میں تھا۔ چند روز بعد عمرؓ نے حارث کو کہا کہ عمیر بن سعد کے پاس یہ ایک سو دینار لے جاؤ۔ اگر بہت خستگی نہ ہو تو واپس لے آنا اور اگر حال شدت سے تنگ ہو تو یہ دینار ان کو دے دینا۔

حارث ان کے پاس پہنچے تو عمیر اس وقت ایک دیوار کے پاس بیٹھ کر اپنی قمیص کی جوئیں نکال رہے تھے۔ سلام علیک کہا۔ عمیرؓ نے کہا آؤ بیٹھو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ کہاں سے آئے ہو؟ حارث نے کہا مدینہ سے، پوچھا کہ امیرالمؤمنین کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ اس نے کہا راضی خوشی، پھر پوچھا مسلمین کا کیسا حال تھا۔ اس نے کہا راضی خوشی تھے۔ پھر کہا کہ عمر حدود الٰہی قائم کرتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ہاں اپنے بیٹے کو ایک جرم پر سزا دی ہے اور وہ اس سزا میں فوت ہوا۔ یہ سن کر عمیرؓ نے کہا یا الٰہی عمر کی مدد کر میں اس کو شدید جانتا ہوں اور تیرے واسطے

اس کو محبت کرتا ہوں۔ حارث ان کے پاس تین یوم رہے۔ ایک روٹی جو کی ان کو ملتی تھی۔ دو حارث کو کھلا دیتے اور خود بھوکے رہتے تھے۔ حتیٰ کہ بھوک سے تکلیف پہنچی تو حارث کو کہا کہ تمہارے سبب ہم کو بھوک لاحق ہوئی۔ اگر جاسکو تو تم جاؤ۔ حارث نے دینار نکال کر دیئے اور کہا کہ یہ امیر المؤمنین نے بھیجی ہیں۔ اپنے کام میں لائے۔ اس پر عمیرؓ نے چیخ مار کر کہا کہ ان کو واپس لے جاؤ۔ مجھ کو کچھ حاجت نہیں۔ اس پر عورت نے کہا کہ آپ لے کر ان کو محل پر خرچ کردیں تو کہا کہ میرے پاس کوئی شئے نہیں۔ جس میں ان کو رکھوں تو اس نے اپنے پارچہ کے نیچے کے حصہ سے پھاڑ کر ایک ٹکڑا دیا تو اس میں وہ دینار رکھ کر آپ گھر سے نکلے اور سب شہداء وفقراء کے بچوں کو تقسیم کر آئے۔ حارث نے واپس آن کر عمرؓ کو حال سنایا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمیر پر رحم فرماوے۔ اس کے چند عرصہ بعد عمیرؓ کا انتقال ہوا تو عمرؓ کو واپس واقعہ کا رنج ہوا اور آپ مع چند اصحاب چل کر قبرستان آئے۔ اپنے اصحاب سے کہا کہ ہر شخص کی جو آرزو ہو بیان کرے۔ ہر ایک نے کچھ کچھ بیان کیا۔ جب عمرؓ کی نوبت آئی تو فرمایا کہ میری تو یہ آرزو ہے کہ عمیر بن سعد جیسا شخص مسلمانوں کا امیر ہوا کرے۔

۸...... اسلامی امامت وامارت سے صرف اسی قدر مقصود ومدعا نہیں ہے کہ دوسرے دنیادار بادشاہوں اور امیروں کی طرح جائیداد، وزیور، باغات، محل، مکانات، مقبرے، مینار، گھنٹہ گھر (کلاک ٹاور) اور مینار روشنی (لائٹ ٹاور) وغیرہ غریبوں کے مال سے ہزار روپیہ خرچ کر کے اپنی تفریح طبع ویا اپنی یادگار کے لئے بنالیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد ''**اذا لم یبارک للعبد فی مالہ جعلہ فی الماء والطین**'' (آدمی کا بے برکت مال پانی ومٹی میں خرچ ہوتا ہے) ''**النفقة کلھا فی سبیل اللہ الا البناء فلا خیر فیہ**'' (خرچ کل فی سبیل اللہ ہوسکتا ہے۔ سوائے عمارت کے کہ اس میں خیر نہیں) نیز ایک شخص کے بلند قبہ بنانے پر آپ نے اس کے سلام سے اعراض فرمایا تو اس نے اس میں آپ کی خفگی سمجھ کر اس عمارت کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل عمارت بنانے والے پر وبال ہے۔ مگر وہ جو مالا بدمنہ ہو وغیرہ احکام کی پرواہ نہ کر کے اکثر دنیادار بادشاہوں اور امیروں نے بنائے ہیں اور مرزاقادیانی نے بھی اسی طرح ایک یادگاری مینار منارۃ المسیح جس میں گھڑی جنگل میں وقت بتانے کو اور لالٹین دور دور تک روشنی جانے کو لگائی جائیں گی۔ تعمیر کرنے کے واسطے دس ہزار روپیہ کے چندہ کے لئے دس صفحہ کا اشتہار ۲۸؍مئی ۱۹۰۰ء معہ نقشہ منارہ شائع کیا ہے۔ اسلامی ارشاد واحکام کے مطابق تو امامت وامارت ایک اہم ومشکل کام ہے جو ہر ایک محض زبانی باتیں بنا کر حساب وکتاب پورا

کرنے والے سے ہرگز نہیں ہوسکتا اور نہ ہر ایک میں اس کی لیاقت واستعداد ہے اور نہ سوائے ربانی عالی شان، روحانی لوگوں کے ہر ایک اس امامت وامارت کا اہل ہے۔ دیکھ لیجئے حقیقی واصلی ربانی امامت سیدالاولین والآخرین ﷺ کی۔ پھر امیر المؤمنین ابوبکرؓ کی۔ پھر امیر المؤمنین عمرؓ کی کہ انہوں نے اپنے عہد امامت میں اپنے گھر کے لئے کس قدر زیور بنائے۔ ویا دوسری جائیدادیں مکانات ویا یادگاری مینار کبھی بنائے؟ ہرگز ہرگز ان امور کا نام ونشان ان بابرکت اور رحمت الٰہی والے عہد امامت میں جن کی پیروی مسلمانوں پر فرض ہے آپ کو نہیں ملے گا۔ ہاں! دنیاوی امامتوں اور سلطنتوں میں یہ سب کچھ بافراط موجود قائم ہے۔ لیکن وہ قابل سند وقابل اتباع ہرگز کبھی نہیں ہوسکتا۔

۹...... اپنی زبان سے اپنی مدح وثنا بیان کرنے کی نسبت یہ عرض ہے کہ اگرچہ یوم حنین میں سیدالاولین والآخرین شارع علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خلق اللہ کو حق پہنچانے کے لئے نہ فخر سے فرمایا تھا: ’’انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب‘‘ (میں نبی ہوں۔ اس میں جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں) اور دوسرے موقع پر ’’انا سید ولد آدم ولا فخر‘‘ (میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور فخر سے نہیں کہتا) وغیرہ وغیرہ۔

نیز صحابہ کرام کے مناقب بھی کبھی کبھی سراپا صدق بیان فرمائے۔ لیکن ایسے مواقع بہت نہیں اور پھر ان کے ساتھ ہی اپنی ذات مبارک واطہر کے لئے جو واقعاً صحیح وسچے طور پر مجمع فضائل وصفات حمیدہ کمالات پسندیدہ وبرگزیدہ تھی۔ جب کسی ایک نے ’’خیر البریہ‘‘ (بہتر خلقت سے) کہا تو جواب میں فرمایا: ’’ذاک ابراھیم علیه السلام‘‘ (وہ ابراہیم علیہ السلام تھے) اور فرمایا: ’’لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ ابن مریم فانما انا عبده فقولوا عبدالله ورسوله‘‘ (میری مدح میں ایسا مبالغہ نہ کرو جیسا نصاریٰ نے ابن مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ میں فقط اس کا بندہ ہوں۔ پس کہو اس کا بندہ اور اس کا رسول) اور وفد بنی عامر کے ’’انت سیدنا‘‘ (تو ہمارا سردار ہے) کہنے پر فرمایا: ’’السید الله‘‘ (سردار اللہ تعالیٰ ہے) اور جب انہوں نے کہا کہ: ’’افضلنا فضلاً واعظمنا طولا‘‘ (بزرگی میں ہم سے افضل اور قدرت میں ہم سے برتر) تو بجواب فرمایا: ’’قولوا قولکم او بعض قولکم ولا یستجرینکم الشیطان‘‘ (اپنی بات کرو اور تم کو شیطان اپنے طریقہ کی طرف یا اپنی متابعت میں زیادہ نہ کھینچے) پھر فرمایا: ’’ینبغی لعبدان یقول انی خیر من یونس ابن متی‘‘ (کسی بندہ کو یہ لائق نہیں کہ کہے میں یونس بن

متی سے بہتر ہوں)''من قال انا خیر من یونس ابن متی فقد کذب''(جو کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔پس تحقیق اس نے جھوٹ بولا)اور نصحاً فرمایا:''اللہ اوحی الیٰ ان تواضعوا حتیٰ لا یفخر احد علی احدٍ ولا یبغی احد علی احد (رواہ مسلم)''(تحقیق اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تواضع کریں۔یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے)''الناس کلھم بنو اٰدم واٰدم من تراب''(انسان سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا)پس ان حالات کا یہاں مرزا قادیانی کی حالات سے قیاس قیاس مع الفاروق ہے۔وہاں اپنی مدح وتعریف ناگوار اور یہاں یہی پسندیدہ وخوشگوار۔وہاں اس کی ممانعت یہاں حث وترغیب واجازت۔وہاں اپنی مدح تو بجائے خود ایک کودوسرے کی مدح وثناء سے بھی پرہیز وتحذیر میں اصرار۔یہاں اکثر کتب واشتہارات کا یہی مضمون اور اسی پردارومدار۔

۱۰...... شاید کثرت وغلوفی المدح میں مرزا قادیانی اس لئے خود بدولت کو معذور ومجبور خیال فرماتے ہوں کہ آپ کی ایک جان اور متعدد مناصب،مثیل مسیح،عیسیٰ بن مریم موعود،مہدی مسعود، مجدد،محدث،امام الزمان،مرسل من اللہ وغیرہ سواگر ہر ایک منصب کے لئے ایک ایک بھی مدح ہو تو لاچار کئی مناقب کا مجموعہ ہو جاتا ہے۔لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ اپنی مدح سرائی وخودستائی کی کوئی حد بھی مقرر ہے یا نہیں؟ہادی جن وانس علیہ الصلوٰۃ والسلام وصحابہ کرامؓ کا تو ارشاد:''فلا تزکوا انفسکم ھوا علم بمن اتقی''(پس تم اپنی بڑائی نہ کرو۔وہ اس کو جس نے تقویٰ کیا اچھا جانتا ہے)پر یہاں تک عملدرآمد تھا کہ ایک شخص کی ثنا کے موقع پر فرمایا:''اھلکتم او قطعتم ظھر الرجل''(ہلاک کیا تم نے یا اس آدمی کی پیٹھ کاٹ ڈالی)''ویحک قطعت عنق اخیک او صاحبک''(افسوس تونے اپنے بھائی یا دوست کی گردن کاٹ ڈالی)وغیرہ۔ایک شخص نے امیرالمؤمنین عثمانؓ کی مدح کی تو مقدادؓ نے اس کے منہ میں مٹی ڈال دی۔اس پر امام المسلمین عثمانؓ نے دریافت فرمایا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا حکم''اذا رأیتم المداحین فاحثوا فی وجوھھم التراب''(جب تم مدح کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے موہوں میں مٹی ڈالو)سنا دیا۔

۱۱...... امیرالمؤمنین وامام المسلمین عمرؓ نے فرمایا:''المدح ھو الذبح''یعنی کسی کی مدح کرنا اس کو ذبح کرنا ہے۔ایک شخص نے آپ کی ثنا کی تو آپ نے فرمایا کہ:''تو مجھ کو اور اپنے آپ کو ہلاک کرتا ہے''اور آپ اس امر میں ایسے محتاط تھے کہ اگر کوئی مدح وثناء کر بیٹھے تو اس کا اثر

زائل کرنے کی فکر وعلاج میں مصروف ہو جاتے۔ چنانچہ زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ عمرؓ کو سات پیوندان کی چادر پر لگے ہوئے دیکھ کر میں بحالت گریہ اپنے گھر کو آیا۔ پھر جب گھر سے نکلا تو راستہ میں عمرؓ کو مشک پانی کی کاندھے پر اٹھائے ہوئے لئے جاتے دیکھ کر میں نے کہا یا امیرالمؤمنین۔ اس پر آپ نے مجھے فرمایا کہ کچھ نہ بولو میں تمہیں بتلاؤں گا۔ پس میں ان کے ساتھ ہولیا۔ حتیٰ کہ آپ نے وہ پانی ایک بڑھیا عورت کے گھر ڈال دیا۔ پھر ہم آپ کے مکان کو پھرے اور اس بارہ میں ان سے ذکر کیا تو آپ نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد میرے پاس ملک روم کا وکیل اور فارس کا وکیل دونوں آئے اور انہوں نے کہا کہ یا عمر تمہاری نیکی اللہ کے لئے ہے اور بے شک لوگ تمہارے علم وفضل وعدل پر متفق ہیں۔ جب وہ (یہ تعریف ومدح کر کے) چلے گئے تو مجھ میں بھی جیسا کہ بشر میں داخل ہوتا ہے (عجب) داخل ہوا۔ پس میں اٹھا اور (علاجاً) اپنے نفس سے ایسا معاملہ کیا۔

۱۲...... حدیث شریف: ''عن ابی هريرةؓ ان رسول اللهﷺ قال ثلٰث منجيات وثلٰث مهلكات فاما المنجيات فتقوىٰ الله فى السر والعلانية والقول بالحق فى الرضاء والسخط والقصد فى الغنى والفقر واما المهلكات فهوے متبع وشح مطاع واعجاب المرء بنفسه وهى اشدهن '' (ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں نجات والی ہیں اور تین چیزیں ہلاکت والی۔ پس موجب نجات اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہر حالت میں کھلے اور چھپے۔ قول حق بحالت رضا وغصہ، میانہ روی، غنی وفقر میں۔ موجب ہلاکت اتباع ہوئی۔ اطاعت بخل، عجب انسان کا اپنے نفس کے ساتھ اور یہ سب سے اشد ہے) کی ہدایت کے مطابق عمرؓ عجب نفس کے علاج کی طرف اہتمام سے اکثر متوجہ رہتے تھے۔ جیسا کہ محمد بن عمر المخزومی نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ عمرؓ نے الصلوٰۃ جامعۃ کی منادی کرائی۔ جب لوگ جمع ہوئے اور کثرت ہوئی تو آپ نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء جس کے وہ لائق ہے کی اور محمدﷺ پر صلوٰۃ بھیج کر فرمایا۔ اے لوگو! تحقیق تم نے مجھ کو دیکھا ہے کہ میں اپنی خالات بنی مخزوم کا نوکر چرواہا تھا۔ وہ مجھ کو مٹھی بھر کھجور خشک ومنقی دیتیں اور میں اپنی ایام گذاری کرتا۔ فقط یہ کہہ کر آپ منبر سے اتر آئے تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ: ''امیرالمؤمنین آپ نے سواء ذلت اپنے نفس کے اور کچھ نہیں کہا۔'' اس کے جواب میں فرمایا: ''اے ابن عوف خلوت میں میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ تو امیرالمؤمنین ہے۔ پس تجھ سے یہاں کون افضل ہے۔ اس لئے میں نے چاہا کہ نفس کو اس کی اصل سمجھادوں تا کہ وہ پہچان لے۔'' انہی

سے روایت ہے کہ عمرؓ نے اس حج سے واپسی پر جس کے بعد پھر آپ نے حج کا موقع نہیں پایا۔ فرمایا کہ: ’’تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ جس کو جو چاہتا ہے عطاء کرتا ہے۔ میں اس وادی ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور وہ تیز وسخت مزاج تھے۔ میرے کام پر مجھ کو عتاب بھی کرتے اور قصور پر مجھ کو مارتے بھی اور اسی طرح میں صبح وشام گذارتا اور سواء اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ تھا۔ جس سے خطاب ڈرتے۔‘‘

۱۳...... عمرؓ حج ہر سال کرتے اور خود میر قافلہ ہوتے۔ بارہا مدینہ منورہ سے مکہ شریف تک حج وغیرہ کا سفر کیا۔ کبھی خیمہ وشامیانہ ساتھ نہ رکھا۔ جہاں ٹھہرے کسی درخت پر چادر کپڑا ڈال کر اس کے سایہ میں پڑ رہتے۔ ایک دفعہ دیر تک گھر میں رہے۔ باہر آئے تو لوگ انتظار کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ پہننے کو کپڑے نہ تھے۔ اس لئے انہیں کپڑوں کو دھو کر سوکھنے کو ڈالا تھا۔ سو جب خشک ہوگئے تو وہی پہن کر نکلے۔

۱۴...... اب مرزاقادیانی ان کے مریدین غور کریں کہ یہ حالات احتیاط وتعظیم امر اللہ وخشیت اللہ وزہد فی الدنیا وغیرہ جو ان پرحق وصادق امام الزمانان موصوف الصدر میں متحقق ہیں۔ ان کے نام ونشان وشائبہ کا بھی کبھی مرزاقادیانی کی زبانی امام الزمانی میں پتہ لگا ہے؟ ویا کبھی کچھ بھی ظہور ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ جو کچھ ظاہر ہوا وہ یہ ہے کہ مرزاقادیانی کے بزبان خود بدعاوی وتبقاریر گوناگوں امام الزمان بن کر یہاں تک بلند پردازی کی کہ دنیا میں کسی کو بھی خاطر میں نہیں لاتے۔ امام الزمانی کی لاٹھ اٹھا کر سب کو بھیڑ بکری کی طرح آگے رکھ لیا ہے اور دن رات تحقیر وتوہین سب وشتم لعن وطعن مؤمنین ومسلمین ودیگر مخلوق وفراہمی ہال وجائیداد میں مصروف ہیں۔ کوئی تو غور وتامل سے سوچے اور ارشاد قرآن مجید’’**افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا او اذان یسمعون بھا فانھا لا تعمیٰ لابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور**‘‘(کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کیا تاکہ وہ دلوں سے سمجھتے ویا کان سے سنتے۔ تحقیق آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں۔ ولیکن سینوں میں دل اندھے ہوجاتے ہیں) کے وعید سے خوف کرے۔

۱۵...... مرزاقادیانی کو بزعم خود اپنے علم وعقل پر دعویٰ وناز تو بہت ہے۔ لیکن جس کوچۂ اخلاص فقر وفنا وعبودیت سے ناواقف ہوں۔ اس میں بےچارے معذور ہیں۔ اس احتیاط وخشیت اللہ وعلم عیوب وفریب نفس سے ماہر ہوتے ہیں۔ عارفین، کاملین، متبعین شریعت واحکام کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ اور جہاں محض زبانی ہی حساب وکتاب ہو۔ ہدایت رسول اللہ ﷺ ’’اذا

رائتم المداحین فاحثوا فی وجوههم التراب واعجاب المرء بنفسه وهی اشدهن المدح هو الذبح ''وغیرہ وغیرہ پرنظر ہی نہ ہو۔ ویا کسی سبب ان کی پرواہ نہ ہو۔ وہاں تو یہی حال ہوگا اوراسی سبب سے مرزا قادیانی نے ان سب احکام وامور کونسیا منسیا کر کے ایسا تغیر کیا ہے کہ خودستائی اور تعریف وتوصیف میں کتابیں واشتہارات شائع کرنے پر بھی بس نہیں۔ پاک وممتاز جماعت کہہ کراور نام لے لے کرمدح وثناء ہوتی رہتی ہے۔

۱۶...... بزبان خودامام صاحب تو خیر بہت عالی حوصلہ اوراس مدح وثناء کے مصنف وموجداور اپنے ہاتھوں سے اس کو لکھنے والے ہیں۔ لیکن مریدین بھی ماشاء اللہ ہر ایک ارشادمرشدکوخواہ موافق شریعت ہوخواہ مخالف آمنا وصدقنا کہہ کرنوش جان فرماتے جاتے ہیں اور کوئی بھی اپنے نفس سے مطالبہ نہیں کرتا کہ یہ میری مدح وثناء صحیح ہے کہ نہیں؟ اور مجھ کواس سے نفع ہے کہ نقصان؟ اس میں شک نہیں کہ پیر کی نسبت عادات واخلاق کا اثر مریدین پرضرور ہوتا ہے۔ لیکن جوصاحب اپنے آپ کو ماہر قرآن وحدیث وعالم جانتے ہیں ویا اس نام سے پکارے جاتے ہیں۔ ان کوتو ضرور آنکھیں کھولنی چاہئیں کہ آیا یہ امور موافق تعلیم وہدایت قرآن مجید وحدیث شریف ہیں یا نہ؟

۱۷...... ہاں! اباحت مدح میں بھی احادیث وارد ہیں۔ لیکن کمال ایمان ویقین وریاضت نفس ومعرفت تامہ والوں کے واسطے ہیں جوفتن نفس سے واقف ومامون ہوں۔ سو یہاں اگر کل جماعت کا ایسا ہی اعلیٰ وارفع حال ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا۔ لیکن بظاہر تو اس کا کچھ ثبوت ووجود نہیں۔ بلکہ معاملہ برعکس ہے۔ خودامام صاحب کے جوش طبیعت کی یہ حالت ہے جو بیان ہو چکا ہے اور قریب کا ذکر ہے کہ ایک قدیمی مخلص وخیرخواہ دوست کی محض بنظر خیرخواہی ومحبت مجرداتنا لکھنے پر کہ ''نفس امارہ کو چھوڑ دو'' برافروختہ ومشتعل ہوگئے اور اب اس دوست کی خدمت واحسانات سب فراموش کر کے مخالف ہوکر علانیہ تبرابازی بذریعہ اشتہارات شروع کر دی ہے۔ سبحان اللہ! احکام شرعی کی کیسی رعایت ہے اور مریدین تعظیم وتکریم میں اس قدر غالی وبڑھے ہوئے ہیں کہ برملا بے دھڑک کہتے ہیں کہ ''ہیں حضرت میں نفس ہے۔'' معاذ اللہ! یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ تمام جہان کے حضرات کے حضرت ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو خودعا فرماویں کہ: ''اللهم رحمتک ارجوا فلا تکلنی الی نفسی طرفة عین واصلح شانی کله لا اله الا انت '' (یا اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔ مجھ کوایک طرفۃ العین بھی میرے نفس کے حوالے نہ کراور میرے سب کام سنوار دے۔ تیرے سوا کوئی معبودنہیں)اور یہاں ان کے حضرت امام صاحب کونفس سے نسبت کرنا ہی نہایت گناہ ہے۔ یہ بھی عجب فہم واتباع رسول اللہ ﷺ ہے۔

۱۸...... ایک دوسرے موقع خیر خواہی ودرخواست پر کہ مولوی نورالدین ایک دوروز کے واسطے یہاں تشریف لے آویں۔ اس پر مرزا قادیانی نے خفگی سے فرمایا کہ لکھ دو: ’’اعملوا علیٰ مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون من تکون له عاقبة الدار ‘‘(تم اپنی جگہ کام کرو میں بھی کام کرتا ہوں۔ پس شتاب معلوم کروگے تم کس کے لئے عاقبت کا گھر ہے) اگرچہ یہ جواب ایام گذاری وجماعت مریدین کی استقامت سے جمے رہنے کے لئے تو عمدہ سبق ہے۔ لیکن ارادہ الٰہی ہرگز کسی سے رک نہیں سکتا۔ ایک تیسرا موقع وہ ہے جہاں ایک خواب ونوم کی حالت کے بے اختیاری فقرہ پر اس قدر ناراضگی فرمائی کہ ایک کتاب تحریر کر کے شائع فرمادی۔ یہ سب جوش وغصہ بظاہر نتیجہ مدح وثناء کے عادی ہونے کا ہے کہ ذرا سا خلاف نفس بھی گوارا نہیں ہوسکتا۔ ورنہ اہل اللہ تو نہایت صاحب وقادر بردبار متحمل وصابر وعفوودرگذر کرنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کو بزبان خود ان سب اخلاق فاضلہ کا دعویٰ ہے۔

۱۹...... پس جب خود امام صاحب کا یہ حال ہے تو دوسرے مریدین کا اسی پر قیاس کر لینا چاہئے کہ مدح وثناء ان کے حق میں اور ان کے تزکیہ نفس کے لئے کس قدر مفید وضروری ہے؟ نفوس کو تو مدح وثناء ضرور خوش آمد ہے۔ لیکن مسلمانوں کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام مذکورالصدر کی تعظیم وتکریم وتعمیل تو ضرور مدنظر ہوکر اس سے پرہیز چاہئے۔ ’’وما علینا الا البلاغ ۰ ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ‘‘(ہمارے ذمہ پہنچانا ہے اور کوئی حول وقوت نہیں مگر ساتھ اللہ تعالیٰ علی العظیم کے)

فصل نمبر:۸۴...... ’’اور ایسے وقت میں میں بظاہر ہوا ہوں کہ جب کہ اسلامی عقیدے اختلافات سے بھر گئے تھے اور کوئی عقیدہ اختلاف سے خالی نہ تھا۔ ایسا ہی مسیح کے نزول کے بارہ میں نہایت غلط خیال پھیل گئے تھے اور اس عقیدے میں اختلاف کا یہ حال تھا کہ کوئی حضرت عیسیٰ کے حیات کا قائل تھا اور کوئی موت کا اور کوئی جسمانی نزول مانتا تھا اور کوئی بروزی نزول کا معتقد تھا۔ کوئی دمشق میں ان کو اتار رہا تھا اور کوئی مکہ میں اور کوئی بیت المقدس میں اور کوئی اسلامی لشکر میں اور کوئی خیال کرتا تھا کہ ہندوستان میں اتریں گے۔ پس یہ تمام مختلف رائیں اور مختلف قول ایک فیصلہ کرنے والے حکم کو چاہتے تھے۔ سو وہ حکم میں ہوں۔ میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔ میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقیت کی کوئی اور دلیل پیش کروں۔ کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۴،۲۵، خزائن ج۱۳ ص۴۹۵)

جواب...... جیسے خیالات اوّل سے چلے آتے ہیں اور جو جزوی اختلافات مسائل میں ہیں وہ اب تک بدستور ویسے ہی ہیں۔

۲...... مرزا قادیانی اپنے اختلافات پر بھی نظر کریں کہ پہلے مسیح علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں ظاہری وجسمانی طور پر خلافت سے آنے کے آپ قائل تھے۔ (ازالہ اوہام ص۱۹۷،۱۹۸) جس کو اب دوسرے قالب میں ڈھال کر خود بدولت کو ان کی جگہ آیا ہوا بیان کر کے پہلے قول کو رد کیا ہے۔

(ازالہ اوہام ص۷۲،۷۳) میں لکھا ہے کہ میرا یہ دعویٰ نہیں کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا۔ ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جاوے۔

پھر (ازالہ اوہام ص۱۹۹،۲۰۰) میں کہا ہے۔ میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا ہے۔ بلکہ ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں! اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں۔ ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز دنیا کی بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔

چنانچہ مولوی نورالدین نے بھی اپنے خط ملحقہ اخیر (ازالہ اوہام ص۱۱،۱۲) میں اس مثیل مسیح ہونے کی تصدیق کی ہے اور لکھا ہے کہ: ’’تب میں نے (مرزا قادیانی سے) عرض کیا کہ ایسی صورت میں احادیث کے باعث لوگ کیوں اشکال میں پھنسے ہوئے ہیں؟‘‘

اب اس مثیل ہونے کو چھوڑ کر اصل مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہیں۔ منارہ جس کا احادیث میں ذکر ہے۔ اس کو قادیان میں تعمیر کرنے کے فکر میں ہیں اور ابھی نہ معلوم آگے چل کر کیا کہا۔ تغیر وتبدل کرتے رہیں گے؟ اس تذبذب واختلافات کو غور سے دیکھیں کہ جب خود بدولت کو کسی جگہ استقامت وقیام وقرار ہی نہیں ہے تو آپ دوسروں کے اختلافات کا کیونکر اور کس طرح فیصلہ کریں گے؟

۳...... مرزا قادیانی فرماویں کہ خود بدولت نے کون سا غلط خیال اور کون سا اختلاف دور فرمایا اور کس عقیدے کو اختلاف سے خالی کیا ہے؟ بظاہر تو آپ نے بیچارے مسلمانوں کے حال پر یہ مہربانی کی ہے کہ ان کے قدیمی مسلمہ اصول جو نصوص بینہ پر مبنی تھے اور جن کی تصدیق قرآن مجید وحدیث شریف کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے خواہ مخواہ ان کی مخالفت میں اپنے تراشیدہ حقائق ومعارف بیان کر کے اور بیسیوں اختلافات ان میں ڈال کر ان کی جنگا مشتی باہم کرادی ہے۔ جس کے لئے وہ غریب ان کو دعائیں دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزا دیوے۔

۴...... اللہ جل جلالہ نے جب کبھی کسی مرسل کو کسی کام کے پورا کرنے کو بھیجا ہے تو وہ کام ضرور بالضرور اس بزرگ کے ہاتھ سے اللہ عزوجل نے پورا کرا کے اس کی صداقت وعزت ثابت وقائم فرمادی ہے۔ اب مرزا قادیانی فرماویں کہ جب آپ کسر صلیب واختلافات دور کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں تو پھر اب تک ایک اختلاف بھی دور کیوں نہیں ہوا؟ بلکہ اور ان میں زیادتی کیوں ہوئی؟ اور کسر صلیب کا پتہ ونشان دیں کہ کہاں ہوئی؟ ویا وہ محض زبانی برا بھلا کہنے اور مسیح علیہ السلام کی تحقیر وبے ادبی کو کسر صلیب سمجھتے ہیں؟ معاذ اللہ! بظاہر تو بجائے کسر کے وہ قوی ومضبوط دکھلائی دیتی ہے اور یہ تو ترقی معکوس والا الٹا اثر پڑا۔ حالانکہ ربانی والٰہی احکام وارادوں میں تو ایسا کبھی نہیں ہوا۔

۵...... یہ دلیل بھی مرزا قادیانی نے عجب بیان فرمائی کہ ضروری نہیں کہ میں اپنی حقیقت کی کوئی اور دلیل پیش کروں۔ کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔ توجہ فرماویں کہ ایک شئے کی ضرورت سے کیا وہ شئے بھی موجود ہو جاتی ہے؟ اور کیا ایسا قبول کیا جاتا ہے۔ (۱) مثلاً اک نابینا کو بینائی کی ضرورت ہو تو کیا اس ضرورت سے اس کی بصیرت وبینائی بھی موجود ہوگئی؟ (۲) خشک سالی میں پانی وباران رحمت کی کس قدر ضرورت ہوتی ہے۔ تو فرمائیے کہ مجرد ضرورت ہونے سے بغیر پانی وبارش کے وہ خشک سالی رفع ہو جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہو تو قحط وغیرہ کبھی نہ ہوا کرے۔ (۳) یا ایک ضال ومضل کو ہدایت کی ضرورت ہے تو کیا بمجرد اس ضرورت کے ہونے کے وہ بغیر توبہ واستغفار ''وآمنوا وعملوا الصلحت'' کے ہدایت یافتہ کہا جاوے گا؟ (۴) یا حقیقی مثال سردار بہادر سید امیر علی شاہ صاحب رسالدار میجر کی ضرورت فرزند کی لے لیجئے کہ ان کو کسی آرزو وضرورت ہے کہ امید دہندگان کے طمع پورا کرنے سے بھی انہوں نے اپنی نیکی فیاضی وفراخی حوصلگی کو دریغ نہ کیا تو کیا اس ضرورت سے قبل اس کے کہ ''علی کل شئ قدیر'' ان کو فرزند عطاء فرماوے تو ان کے فرزند موجود ہوگیا۔ کہا جاوے گا؟ غور فرماویں۔ (۵) پھر دور نہ جائیں۔ خود اپنے خاص الخاص مرید وحاضر باش مصاحب کے ہی حال پر نظر کریں کہ ان کو ایک چشم وایک ٹانگ کی درستی کی کیسی سخت حاجت وضرورت ہے تو کیا مجرد اس ضرورت کے باعث ان کی بصارت ورفتار درست ہو کر شکایت رفع ہوگئی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کی تواضع وخاطرداری کی بدولت ان کا جسم بھاری ہو کر تکلیف اور زیادہ ہوگئی ہے۔ (۶) غور کیجئے! مجرد ضرورت سے اس شئے کا وجود متحقق نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے تو خود اس امر پر ہونا چاہئے اور ہے۔ میں بڑا فرق ہے اپنی براہین میں

طول طویل بحث کر کے لکھا ہے کہ عقل زیادہ سے زیادہ ایک چیز کی ضرورت ثابت کرتی ہے۔لیکن یہ اس کی وسعت نہیں کہ وہ دکھلاوے کہ وہ شئے دراصل موجود بھی ہے۔ پھراب یہ کیسا تغیر وتبدل ہوا کہ اس اپنی دلیل کو باطل ٹھہرا کر مجرد ضرورت ہی کو اس کے موجود ہونے کی دلیل ٹھہرادیا۔سبحان اللہ!''یقلب اللہ اللیل والنہار ''(اللہ تعالیٰ پاک ہے۔تبدیلی کرتا ہے رات اوردن میں) ''وقولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم ''(تحقیق اللہ تعالیٰ اپنی نعمت جوقوم پر ہے نہیں بدلتا۔جب تک کہ وہ خود اپنا رویہ نہ بدلے)

فصل نمبر:۸۵...... ''لیکن پھر بھی میری تائید میں خدا تعالیٰ نے کئی نشان ظاہر کئے ہیں اور میں جیسا کہ اوراختلافات میں فیصلہ کرنے کے لئے حکم ہوں۔ایسا ہی وفات حیات کے جھگڑے میں بھی میں حکم ہوں اورمیں امام مالک وابن حزم اورمعتزلہ کے قول کو مسیح کی وفات کے بارہ میں صحیح قرار دیتا ہوں اوردوسرے اہل سنت کو غلطی کا مرتکب سمجھتا ہوں۔سومیں بحیثیت حکم ہونے کے ان جھگڑا کرنے والوں میں یہ حکم صادر کرتا ہوں کہ نزول کے اجمالی معنوں میں یہ گروہ اہل سنت کا سچا کیونکہ مسیح کا بروزی طور پر نزول ہونا ضروری تھا۔ہاں!نزول کی کیفیت بیان کرنے میں ان لوگوں نے غلطی کھائی ہے۔وغیرہ!اور مسیح کی وفات کے مسئلہ میں معتزلہ وامام مالک وابن حزم وغیرہ ہم کلام ان کے سچے ہیں۔کیونکہ بموجب نص صریح آیت کریمہ ''فلما توفیتنی ''کے مسیح کا عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے وفات پانا ضروری تھا۔یہ میری طرف سے بطور حکم کے فیصلہ ہے۔اب جو شخص میرے فیصلہ کو قبول نہیں کرتا وہ اس کو قبول نہیں کرتا۔جس نے مجھے حکم مقرر فرمایا ہے۔''

(ضرورۃ الامام ص۲۵،خزائن ج۱۳ص۴۹۵،۴۹۶)

جواب...... مرزا قادیانی کی تائیدی نشانوں کا ذکر کچھ تو عرض ہو چکا ہے اور کچھ آئندہ ہوگا۔ان کا اختیار ہے کہ اپنے منہ کچھ بن کر جو چاہیں کہے جائیں۔معتزلہ وغیرہ کو سچے اور گروہ اہل سنت وجماعت کو غلطی کا مرتکب سمجھیں۔کون روک سکتا ہے؟ آزادی ہے اوروفات حیات ونزول میں بھی جو دل پسند وموافق مدعا ہو حکم صادر فرماویں۔لیکن یہ تو سوچیں کہ جب مسلمانوں کو آپ کی قوت ولیاقت فیصلہ دربارہ نزول ملائکہ جبرئیل علیہ السلام وغیرہ نیز آمد شیطان،تعریف لیلۃ القدر جواز مسئلہ تصویر وغیرہ امانت ودیانت معلوم ہوچکی کہ سراسر خلاف احادیث صحیحہ ومشاہدہ عینیہ وعملدرآمد صحابہ کرام ہیں۔توپھر وہ فیصلہ مرزا قادیانی کو کس وقعت کی نگاہ سے دیکھیں گے؟ خصوصاً درانحالیکہ قرآن مجید واحادیث شریف وسواد اعظم امت مرحومہ بھی مرزا قادیانی کے مخالفت میں ان کے ہمراہ ہو۔

۲...... سیدنا مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حیات ونزول وغیرہ کے متعلق بھی کچھ عرض ہو چکا ہے۔ پھر حسب مدعا وپسند خاطر فیصلے اپنے واپنے متعلقین کے حق میں جس طرح مرزا قادیانی کرتے ہیں کہ کل فضائل وکمالات ومناصب محدثیت، مجددیت، مسیحیت، مہدویت، افضلیت بربعض انبیاء وغیرہ سب کچھ اپنے ہی ذات کے لئے خاص ومحدود کرنے۔ اگر کچھ باقی بچے تو وہ بھی اپنے ہی گھر اپنے صاحبزادہ کے واسطے رہیں۔ جیسا کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت والا آسمان سے اترے گا۔ زمین والوں کی راہ سیدھی کرے گا۔ اسیروں کو رستگاری بخشے گا۔ شبہات کی زنجیروں کے مقیدوں کو رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی وارجمند مظہر الحق ''والعلا کان اللہ نزل من السماء'' (گویا کہ اللہ آسمان سے نازل ہوا) (ازالہ اوہام ص۱۵۶)

اپنے بھائی صاحب کو بعد وفات قرآن مجید میں ''انا انزلنہ قریباً من القادیان'' پڑھنے والا اوراس طرح اپنے گانو قادیان کا نام بھی قرآن مجید میں مثل مکہ شریف ومدینہ منورہ دائیں صفحہ پر شاید نصف کے قریب ہونا۔ (ازالہ اوہام ص۷۷)

اپنی اہلیہ ثانیہ کے واسطے مثل ازواج مطہرات رسول اللہ ﷺ کے ام المؤمنین کا لقب اخباروں میں مشتہر فرمانا وغیرہ۔ سب کچھ اپنے ہی حق میں فیصلہ کرنا کچھ مشکل امر نہیں اور ایسے فیصلے تو ہر کس وناکس بآسانی کرسکتا ہے۔ لیکن مدح وتعریف کے لائق تو وہ فیصلے ہیں جو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کو مقدم کر کے خواہ اپنے نفس ومتعلقین کے خلاف اور باعث تکلیف ہی ہوں، کئے جاویں۔ جیسا کہ امیر المؤمنین وامام المسلمین عمر بن الخطابؓ سے کئی ایسے فیصلہ مروی ہیں۔ مثلاً:

(۱) ایام خلافت امیر المومنین عمرؓ میں ابی بن کعبؓ نے زید بن ثابتؓ کے پاس مقدمہ دائر کیا۔ عمرؓ بحثیت مدعا علیہ جوابدہی کو حاضر ہوئے۔ زیدؓ نے تعظیم دی تو آپ نے فرمایا کہ یہ پہلی ناانصافی ہے جو تم نے کی۔ یہ کہہ کر آپ اپنے فریق کے برابر بیٹھ گئے۔ مقدمہ میں کچھ ثبوت نہ تھا اور عمرؓ کو دعویٰ سے انکار تھا۔ ابیؓ کے حسب قاعدہ عمرؓ سے قسم چاہی پر زیدؓ نے ان کے رتبہ کا پاس کر کے ابیؓ سے درخواست کی کہ امیر المؤمنین کو قسم سے معاف رکھو۔ اس پر عمرؓ اس طرفداری پر نہایت رنجیدہ ہوئے اور زیدؓ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جب تک تمہارے نزدیک ایک عام آدمی اور عمر برابر نہ ہوں تم منصب قضا کے قابل نہیں سمجھے جاسکتے۔

(۲) عبیداللہ بن عباس راوی ہیں کہ عباس رضی اللہ عنہ کا ایک پرنالہ (مخرج آب) عمر رضی اللہ عنہ کے راستہ پر تھا۔ جمعہ کے روز عمر رضی اللہ عنہ لباس پہن کر نکلے۔ اس روز عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے ایک چوزہ ذبح ہوا تھا۔ جب اس میزاب (پرنالہ) کے برابر پہنچے تو پانی وخون چوزہ کا عمر رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر پڑا تو آپ نے اس میزاب کو اکھاڑ دینے کا حکم دیا اور خود واپس آ کر دوسرے کپڑے بدلے اور آن کر لوگوں کے ساتھ جمعہ پڑھا۔ بعدہ عباس رضی اللہ عنہ نے آن کر کہا کہ واللہ وہ میزاب اسی جگہ تھا جہاں رسول اللہ ﷺ نے اس کو رکھا تھا۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو قسم دی کہ آپ کسی اور کام سے پہلے اس کو اسی جگہ لگا لیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے اس کو رکھا تھا۔ پس عباس رضی اللہ عنہ نے ویسا ہی کر لیا۔

(۳) ’’**وعن عمر انه فرض لاسامة فی ثلثة الٔاف وخمسائة وفرض لعبد الله بن عمر فی ثلثة الاف فقال عبدالله بن عمر لابیه لم فضلت اسامة علی فوالله ما سبقنی الی مشهد قال لان زید اکان احب الی رسول الله ﷺ من ابیک وکان اسامة احب الیٰ رسول الله ﷺ منک فاثرت حب رسول الله علی حبی (رواه الترمذی)**‘‘ (عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسامہ (بن زید) کے واسطے ساڑھے تین ہزار مقرر کئے اور عبداللہ بن عمر کے لئے تین ہزار مقرر کئے تو عبداللہ بن عمر نے اپنے باپ سے کہا کہ اسامہ کو مجھ پر آپ نے کیوں فضیلت دی۔ واللہ وہ مجھ سے کسی موقعہ میں آگے نہیں بڑھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس لئے کیا ہے کہ زید (اسامہ کا باپ) رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تیرے باپ سے زیادہ پیارا اور اسامہ تجھ سے زیادہ عزیز تھا۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دی ہے)

(۴) اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے۔ ابوعمر کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شفا بنت عبداللہ العدویہ کو بلا بھیجا۔ اس نے کہا کہ جب میں گئی تو عاتکہ بنت اسید بن ابی الفیض کو دروازہ پر ملی۔ ہم دونوں اندر گئیں اور ایک ساعت باتیں کیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک فرش منگوا کر اس کو دے دیا۔ پھر دوسرا اس کے سواء منگوا کر مجھ کو دیا۔ اس پر میں نے کہا کہ افسوس ہے یا عمر میں اسلام میں اس سے اوّل۔ پھر تیرے چچا کی لڑکی مجھ کو آدمی بھیج کر بلوایا اور وہ خود بخود آئی۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ (فرش) تیرے ہی واسطے نکلوایا تھا۔ جب تم باہم آئیں تو مجھ کو یاد آیا کہ وہ بہ نسبت تیرے رسول اللہ ﷺ سے اقرب ہے (اس لئے وہ اس کو دیا گیا)

(۵) اپنے فرزند ابوشحمہ جس کا نام عبدالرحمٰن تھا ایک جرم پر ان پر حد قائم کر کے کوڑے لگائے۔ جس سبب ان کا انتقال ہوا۔ دیکھئے شریعت کی بجا آوری میں ذرہ تساہل نہیں کیا اور نہ

قرابت ومحبت کی کچھ پرواہ کی۔ اسی طرح قدامۃ بن مظعون ؓ کو جو نبی ﷺ کے ہمراہ جنگ بدر میں حاضر تھے اور عبداللہ بن عمروام المومنین حفصہ ؓ کے خال تھے۔ ان کے استعمال مکرر پران پر شرعی حد قائم کر کے کوڑے لگائے اور رشتہ قرابت کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ قدامہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ جب حج سے واپس آئے تو عمر ؓ نے ان سے صلح کی۔

۳...... غور فرمائیے کہ انصاف والے، حق وبے روورعایت والے فیصلہ یہ ہیں اور مرزاقادیانی تو عمر ؓ چھوڑ ابوبکر ؓ سے بھی خود بدولت کو کہیں اعلیٰ بتلاتے ہیں تو پھر عدل وانصاف بھی بدرجہا ان سے بڑھ کر چاہئے اور مفید مطلب ودل پسند فیصلوں کی مثال تو ایسی ہے جیسے ایک نادار شخص کے دعویٰ رسالت ونزول وحی پر اک رئیس نے اس کو بھوکا سمجھ کر باورچی خانہ میں رہنے کا حکم ہوتا ہے کہ باورچی خانہ سے باہر مت نکلو۔ سوایسے فیصلہ تو نہایت آسانی سے ہر ایک حاجت مند کر سکتا ہے۔

۴...... حیات وفات کے بارہ میں مرزاقادیانی نے مولوی محمد بشیر صاحب، قاضی محمد سلیمان صاحب، شیخ حسین بن محمد انصاری یمانی، مولوی عبدالاحد، مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ کے دلائل بھی ملاحظہ فرمائے ہیں یا نہیں؟ کاش اور نہیں تو رفع اعتراض کے واسطے ہی ان کے دلائل کو بغور ملاحظہ فرما کراوران کا معقول جواب دے کر پھر یہ فیصلہ فرماتے تو ایک بات تھی۔ لیکن اپنے مطلب کے مخالف تو خود بدولت نہ کچھ سنتے ہیں اور نہ پرواہ کرتے ہیں۔ مولوی محمد بشیر صاحب نے رسالہ الحق الصریح اور قاضی محمد سلیمان صاحب نے رسالہ غایت المرام ہردوحصص کس نرمی سے لکھے ہیں اور شیخ حسین یمانی کی الفتح الربانی وغیرہ۔ لیکن جواب ندارد اوراخیر پر السیف المسلول اگرچہ مولوی عبدالاحد صاحب نے جوش اور تیزی میں لکھی ہے۔ لیکن اس کے دلائل کا جواب تو ضرور دینا چاہئے تھا۔ یہ تو انصاف نہیں کہ اپنے موافق تو مرفوع القلم مجذوبوں کا کلام کالوحی مان کر مشتہر کیا جاوے اوراپنے مخالف محقق عالموں کی بادلائل کلام سے بھی نفرت وگریز ہو۔

فصل نمبر:۸۶...... ’’اگر یہ سوال پیش ہو کہ تمہارے حکم ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ کے لئے حکم آنا چاہئے تھا وہ زمانہ موجود ہے اور جس قوم کی صلیبی غلطیوں کی حکم نے صلاح کرنی تھی۔ وہ قوم موجود ہے اور جن نشانوں نے اس حکم پر گواہی دینی تھی وہ نشان ظہور میں آچکے ہیں اور اب بھی نشانوں کا سلسلہ شروع ہے۔ آسمان نشان ظاہر کر رہا ہے۔ زمین نشان ظاہر کر رہی ہے اور مبارک وہ جن کی آنکھیں اب بند نہ رہیں۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۲۵، خزائن ج۱۳ ص۴۹۶)

جواب...... زمانہ موجود اور صلیبی قوم کا موجود ہونا تو وہی دلیل ہے۔ جیسا آپ نے ضرورت کو دلیل گردانا ہے جس کا جواب ابھی عرض ہو چکا ہے۔ کسر صلیب کے جگہ اب صلیبی غلطیوں کی اصلاح کرنے لکھ دیا ہے۔ ماشاء اللہ آپ فہیم بہت ہیں۔ لیکن براہ مہربانی کوئی ایسی حدیث تو لکھ دیتے جس کا مضمون صلیبی غلطیوں کی اصلاح کرنا ہوا۔ بہر حال کسر صلیب ویا صلیبی غلطیوں کی اصلاح کا کہیں پتہ ونشان نہیں ہے۔ اس کی نسبت اوّل بھی عرض ہو چکا ہے۔

۲...... نشانوں کی نسبت تو مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص۲۰۰) میں لکھ چکے ہیں کہ: ’’بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔‘‘ جس سے عیاں ہے کہ نشان مذکورہ فی الاحادیث جو ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے۔ وہ آئندہ صادق مسیح کے آنے پر ظاہر ہوں گے۔ جب یہ حال ہے تو اب خواہ مخواہ کے مصنوعی نشان اپنے حق میں کیسے زبانی بنا رہے ہیں؟

۳...... پھر نشانوں کے سلسلہ میں امثال عشرہ جو باب اوّل وغیرہ میں تحریر ہوئے ہیں کافی ہیں۔ کیونکہ یہ نشان تو بے شک لوگوں نے دیکھے ہیں اور جو کچھ ان نشانوں نے مرزا قادیانی کی صداقت وعزت ونصرت پر گواہی دی ہے۔ وہ بھی سب کو بخوبی معلوم ہے اور آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ بھی سارا جہان انشاء اللہ العزیز دیکھے گا۔ عاجز دعا کرتا ہے کہ جن عاجز ناواقف بندگان الٰہی کی آنکھیں حکمت عملیوں حیلہ وحوالوں اور سوکھی خشک بناوٹی تقاریر سے دھوکہ میں اگر بند ہوگئی ہیں۔ اللہ عزوجل ہادی المضلین وغیاث المستغیثین ان کو ہدایت کر کے ان کی آنکھیں کھولے اور اب زیادہ بند نہ رہنے دے۔ آمین!

فصل نمبر:۸۷...... ’’میں یہ نہیں کہتا کہ پہلے نشانوں پر ہی ایمان لاؤ۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر میں حکم نہیں ہوں تو میرے نشانوں کا مقابلہ کرو۔ میرے مقابل پر جو اختلاف عقائد کے وقت آیا ہوں اور سب بحثیں نکمی ہیں۔ صرف حکم کے بحث میں ہر ایک کا حق ہے جس کو میں پورا کر چکا ہوں۔

(ضرورۃ الامام ص۲۸، خزائن ج۱۳ ص۴۹۶)

جواب...... نشانات مرزا قادیانی کا جو مذکور ہو چکے ہیں کون مقابلہ کر سکتا ہے اور کون ان کو مان سکتا ہے؟ ایسی جسارت کا سوائے مرزا قادیانی کس کو مقدور ہے؟

۲...... مرزا قادیانی کا قول کہ: ’’میں جو اختلاف عقائد کے وقت آیا ہوں۔‘‘ بھی کیسا نرالا وعجائب ہے؟ بھلا زمانہ بعثت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آج تک کسی ایسے وقت کا نام

و پتہ تو بتلا دیں کہ جس میں تمام دنیا میں کسی جگہ کبھی اختلاف عقائد نہ ہوا ہو؟ کاش مرزا قادیانی اپنی یہ فضیلت وخصوصیت لکھتے وقت قرآن مجید کی آیت کریمہ ’’**ولو شاء ربک لجعل الناس امة واحدة ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذالک خلقهم**‘‘ (اگر تیرا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک امت کر دیتا اور (یہ) ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر جس پر تیرے رب نے رحم کیا اور اس لئے ان کو پیدا کیا ہے) کو ہی دیکھ لیتے۔

۳...... خود بدولت کے بحث کا حال بھی معلوم ہے کہ جب کبھی کوئی مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی، مولوی محمد بشیر صاحب، مولوی عبدالمجید صاحب، مولوی سید نذیر حسین صاحب وغیرہ بحث کے لئے آئے اور میر عباس علی صاحب مرحوم وغیرہ روبرو فیصلہ کے لئے مستعد ہوئے اور اخیر پر گنگا بشن جب نشان کے لئے مستعد ہوا تو مرزا قادیانی حیلہ وحوالہ سے ٹالنے پر ہی زور دیتے رہے ویا ایسی پیچیدہ وغیر ممکن شرائط پیش کرتے رہے۔ جن کا پورا ہونا اور کرنا محال ہے۔ آخرالذکر کے ساتھ اشتہار بازی پر تو آپ کے بعض معتقدین بھی اس بات کے طوعاً وکرہاً قائل ہوگئے تھے کہ مرزا قادیانی ٹلاتے ہیں۔ جس پر مرزا قادیانی نے ان کو جماعت سے خارج کرنے کی دھمکی دی تھی۔ پھر جب کبھی کوئی کچھ لکھے، مثل غایت المرام والحق الصریح وسیف المسلول والفتح الربانی وغیرہ تو ان کا جواب ندارد۔ بلکہ ادھر رخ بھی نہیں کرتے اور یوں دکھلانے کو مریدین وغیرہ کے سامنے ہر طرح سے زبانی مستعد وطیار۔ اللہ تعالیٰ ہادی المضلین بیچارے دام افتادوں کی آنکھیں کھولے دیں۔

فصل نمبر:۸۸...... ’’خدا نے مجھے چار نشان دیئے ہیں۔ (۱) میں قرآن کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت وفصاحت کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۲۵، خزائن ج۱۳ ص۴۹۶)

جواب...... مرزا قادیانی کی فصاحت وبلاغت کے بارہ میں ایک جید فاضل عالم باعمل مستند سے کئی علماء کی رائے باب اوّل میں عرض ہو چکی ہے۔ نیز کئی عالموں نے مرزا قادیانی کی غلطیوں کی فہرستیں لکھیں اور بعض نے چھاپ دیں۔ عاجز تو کوئی مولوی عالم نہیں کہ اس امر میں رائے زنی کا مجاز ہو۔ البتہ ظاہر ظاہر عبارت کلام رب عزیز وحکیم پر نظر وخیال کرنے سے جو عیاں ہے۔ اس کی رو سے تو بیشک مرزا قادیانی کے دعویٰ فصاحت بلاغت وحقائق معارف کا کوئی ہم پلہ نہیں ہوسکتا کہ ’’**واللہ اعلم**‘‘ کو ’’**واللہ یعلم**‘‘ اور ’’**کانوا من قبل یستفتحون**‘‘ کو ’’**وکانوا یستفتحون من قبل**‘‘ لکھے اور احبار ورہبان میں تمیز نہ کر سکے اور پھر اس برتی پر اپنی تئیں مقابلہ میں لاثانی

قرار دے۔ بھلا کلام الٰہی کو الٹ پلٹ کرنے کا مقابلہ وحوصلہ کسی مسلمان سے کب ہوسکتا ہے؟

فصل نمبر:۸۹...... ’’(۲)میں قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کرسکے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۶، خزائن ج۱۳ص۴۹۶)

جواب...... مرزاقادیانی کے اسلامی دنیا سے علیحدہ وخلاف کبرائے امت سلف وخلف حقائق معارف کا مقابلہ کرنے میں کسی منیب مسلمان عبدالرحمٰن کو تضیع اوقات کر کے مجرم بننے کی کچھ ضرورت نہیں۔ مرزاقادیانی نے تو ایسے خودغرضانہ حقائق معارف میں بے خوف ہوکر ورقوں کے ورق سیاہ کردیئے ہیں۔ لیکن دوسرا کوئی مسلمان متبع قرآن ایسی مخالفتوں کو زبان پر لانا ہی گناہ جانتا ہے اوراس لئے نمونہ کے طور پر آ گاہی مخلوق کے لئے بدل ناخواستہ مرزاقادیانی کے چند حقائق معارف لکھے جاتے ہیں۔

(۱)قرآن مجید جس کو’’خیر من الف شهر‘‘(ہزار مہینوں سے بہتر)فرماوے۔ اس کو آپ حقائق معارف میں ڈھال کر درحقیقت ظلمت کا زمانہ کہتے ہیں۔

(۲)سید العارفین والمحققین شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقائق معارف سے بھی اپنے حقائق معارف کو درباره ابن مریم دجال یاجوج وماجوج دابتہ الارض وغیرہ ترجیح دیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص۶۹۱)

(۳)آیت قرآن مجید’’ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد‘‘ ’’هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق الیظهره علی الدین کله‘‘کو بلادلیل اپنے حق میں اورآیت’’وآخرین منهم لما یلحقوا بهم‘‘کو اپنے واپنی جماعت کے حق میں اور’’سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلاً من السمجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله‘‘کو اپنی مسجد واقع ملک پنجاب موضع قادیان کے حق میں حقائق معارف سے بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ سے مراد اس جگہ یروشلم کی مسجد نہیں بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے۔ (اشتہار ۲۸؍مئی ۱۹۰۰ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۸۲تا۲۹۷)

(۴)شہادت القرآن ص۲۳میں’’واذا النجوم انکدرت‘‘کی تفسیر کی ہے اور جس وقت تارے گدلے ہوجاویں۔ یعنی علماء کا نور اخلاص جاتا رہے گا۔’’واذا الکواکب انتشرت‘‘کی تفسیر اور جس وقت تارے جھڑ جاویں گے یعنی ربانی علماء فوت ہوجاویں گے۔’’اذا الشمس کورت‘‘کی تفسیر’’جس وقت سورج لپیٹا جاوے گا۔ یعنی سخت ظلمت جہالت ومعصیت کی دنیا پر طاری ہوجاوے گی۔‘‘وغیرہ۔ یہ مرزاقادیانی کے حقائق ومعارف ہیں۔

۲...... ان سب آیات کو مرزا قادیانی اپنے عہد امامت وزمانہ سے متعلق فرماتے ہیں۔ جس کی برکات ونشان میں حج کا بند ہونا۔ طاعون کا ملک میں پھیلنا اور بہت نشانوں کا ظاہر ہونا (ضرورۃ الامام ص۲۶، خزائن ج۱۳ ص۴۹۶) میں لکھا ہے۔ پھر اشتہار (منارۃ ۲۸؍مئی ۱۹۰۰ء ص ج) میں اپنے عہد کی تعریف میں لکھا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا زمانہ شوکت اسلامی کا زمانہ تھا۔ اس کا اثر غالب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی طرح مومنوں کو کار کے حملہ سے نجات دی۔ لیکن زمانہ برکات کا جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اس کا یہ اثر ہے کہ ہر قسم کے آرام زمین میں پیدا ہو جائیں اور نہ صرف امن بلکہ عیش رغد بھی حاصل ہو۔ پھر میں بہت تعریف لکھی ہے کہ طرح طرح کے آراموں سے اس قدر برکتیں پھیل جائیں گی جو اس سے پہلے کبھی نہیں پھیلی ہوں گی۔ ریل کے ذریعہ مشرق مغرب کے میوے اور تار کے ذریعہ ہزاروں کوسوں کی خبریں پہنچ جاتی ہیں۔ وغیرہ!

اب سوال یہ ہے کہ جب یہ آیات بقول مرزا قادیانی اسی زمانہ کے متعلق ہیں جس میں یہ آرام وراحتیں ہیں تو عمرؓ بایں فہم وفراست خداداد اور نزول قرآن مجید کی عینی شہادت والے اور ماہر ہو کر ’’اذا الشمس کورت‘‘ تلاوت کرتے ہوئے جب ’’اذا الصحف‘‘ نشرت پر پہنچے تو (خشیت اللہ سے) غش کھا کر کیوں گر پڑے؟ اور کئی روز تک ان کی عیادت بیمار پرسی ہوتی رہی؟ جیسا کہ معتمد محققین نے لکھا ہے اگر ان آیات میں بقول مرزا قادیانی اس مبارک زمانہ کا ذکر تھا تو عمرؓ کو ایسے آرام وآسائش مسلمین مؤمنین سے خوش ہونا چاہئے تھا نہ کہ خوف ودہشت سے غش کھا کر گر پڑنا۔

۳...... ’’اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت‘‘ وغیرہ کی تفاسیر اپنا زمانہ ومدعا ثابت کرنے کو خلاف سلف صالحین تو کی ہے۔ لیکن ظاہری ربط کا بھی کچھ لحاظ نہیں رکھا۔ کیونکہ ’’اذا الشمس کورت‘‘ کی جو تفسیر مرزا قادیانی نے کی ہے وہ انکدار نجوم وانتشار کواکب کی تفسیر سے بالکل بے ربط وغیر موزوں ہے۔ اس لئے کہ شمس بمقابلہ دیگر نجوم وکواکب کے نیر اعظم ہے اور بمنزلہ ان کے بادشاہ کے ہے۔ جیسا مرزا قادیانی نے خود اپنے مدعا کے موافق (ضرورۃ الامام ص۲۳) میں ایسا لکھ کر کہا ہے کہ: ’’اسی طرح اللہ تعالیٰ عام مومنوں کو ستاروں کی طرح اور امام الزمانوں کو ان کا سورج قرار دیتا ہے۔‘‘

جب یہ حال ہے تو جس طرح مرزا قادیانی نے تارے گدلے ہو جانے سے علماء کا نور اخلاص جاتا رہنا اور تارے جھڑ جانے سے ربانی علماء کا فوت ہو جانا تفسیر لکھا ہے تو اس کے موافق ’’اذا الشمس کورت‘‘ کی تفسیر بساط نوردی امام الزمان ویا تکویر کے سبب اس کا ظلمت

ومعصیت میں پڑ کر تیرہ وبے نور ہونا کیوں تفسیر نہیں کی؟ جس سے انکدار نجوم وانتشار کواکب کی تفسیر کے ساتھ موافقت وربط تو ہو جاتا اور اس تفسیر بساط نوردی امام الزمان سے آیات کریمہ کا مفہوم ومنشاء ومتعلق بھی جو ظاہر ظاہر یوم الآخرۃ سے ہے وہ بھی صحیح ودرست ہو جاتا۔

۴…… پھر اثبات مدعا کے لئے فراہمی آیات قرآن مجید میں بھی مرزاقادیانی نے کمال بے خوفی وبے باکی کی ہے۔ یعنی ’’اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت‘‘ کو سورۃ التکویر سے لے کر اس کا مابعد ’’واذا السماء کشطت واذا الجحیم سعرت واذا الجنۃ ازلفت علمت نفس ما احضرت‘‘ (اور جس وقت آسمان کی کھال اتری جاوے اور جس وقت دوزخ دھکایا جاوے اور جس وقت بہشت نزدیک کی جاوے جان لے گا ہر ایک جی جو کچھ حاضر کیا ہے) کو مخاطب مدعا ہونے کے سبب نہیں لیا اور اسی طرح ’’واذا الکواکب انتثرت‘‘ کو سورۃ الانفطار سے لے کر اس کا مابعد ’’واذا القبور بعثرت علمت نفس ما قدمت واخرت‘‘ (اور جس وقت قبریں زندہ کر کے اٹھائی جاویں جان لے گا ہر ایک جی جو کچھ آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا) مخالف مطلب سمجھ کر چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ ان سے بوضاحت تمام ثابت ہے کہ یہ آیات کل متعلق یوم الآخرت ہیں۔ سو مرزاقادیانی نے ان مین سے کوئی کوئی جملہ لے کر دلیرانہ حسب مدعا تفسیر کر کے ٹخنوں سے کان گانٹھنے کی مثال کے مطابق ان کو اپنے زمانہ پر چسپاں کیا ہے اور ان کے ساتھ ہی جن آیات میں صریحاً ذکر آخرت ہے ان کو عمداً چھوڑ دیا ہے۔ گویا قرآن مجید کلام رب عزیز وحمید کو اپنے گھر کی چیز وتماشا بنالیا ہے۔ براہ مہربانی ذرا اس سورۃ کا نام وپتہ تو بتلاویں جس میں ’’اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت واذا الکواکب انتثرت‘‘ ایک ہی جگہ اسی طرح آیا ہو؟ اگر نہیں تو کچھ تو خوف احکم الحاکمین مالک یوم الدین کریں اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد: ’’من قال فی القراٰن برائیہ فیتبواء مقعدہ من النار‘‘ (جو کوئی قرآن مجید میں اپنے رائے سے کلام کرے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنائے) کا لحاظ فرماویں اور سوچیں کہ قرآن مجید کو جولانگاہ وتختہ مشق رائے خود وحقائق معارف وتفسیر گوناگوں کا بنانا، کسی جگہ کچھ وکسی جگہ کچھ تفسیر ہر موقعہ پر حسب مدعا خود حوصلہ ودلیری سے کر لینی کہاں تک مباح ہے اور اس کا انجام کیسا ہے؟

فصل نمبر:۹۰…… ’’(۳) میں کثرت قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۶، خزائن ج۱۳ص۴۹۶،۴۹۷)

جواب...... اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو بے شک وشبہ مجیب الدعوات وقاضی الحاجات ہے اور تمام عاجز مخلوق کی دعائیں قبول فرماتا اور حاجات برلاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے جو قبول ادعیہ کے بارہ میں لکھا ہے شاید ایسا ہو اور صرف صفروں ہی کا فرق ہو اور ثبوت کی بھی کیا ضرورت ہے۔ جب خود بدولت کے مورد عتاب وہدف بددعا والے اشخاص صحیح وسالم زندہ خوش وخورم نمونہ موجود ہیں۔ زیادہ نہیں رسالدار میجر سردار بہادر سید امیر علی شاہ صاحب والی دعا جس کے واسطے مرزا قادیانی نے پانچ سو روپے لے کر برابر ایک برس تک اپنے اوقات صافیہ میں جدوجہد ودعا کا حلفی عہد کیا تھا۔ وہی نمونہ قبولیت کا کافی ہے۔ پھر عبداللہ آتھم والی دعا جس میں تمام جماعت مریدین بھی مصروف سرگرم رہی۔ اس کا حال بھی سب کو معلوم ہے اور بھی بہت نظائر وثبوت اس میں مذکور ہوئے ہیں۔ وہ رب رحیم کریم تو اپنی جمیع مخلوق یعنی نہ فقط فرمانبرداروں ہی کا بلکہ فاسقوں، فاجروں، گنہگاروں، مورد مار حشرات الارض کا بلکہ اپنے منکروں کا بھی فریادرس وروزی رساں ہے۔ جیسا اس نے خود فرمایا ہے: ’’امن یجیب المضطر اذ ادعاہ‘‘ (آیا کون ہے وہ اجابت کرتا ہے بے قرار کے لئے جب وہ اس کو پکارتا ہے)’’وما من دابۃ فی الارض الا علیٰ اللہ رزقھا‘‘ (کوئی جاندار زمین پر چلنے پھرنے والا نہیں مگر اللہ تعالیٰ پر اس کا رزق ہے) رزق ہی میں سارے حاجات آجاتے ہیں۔

وھو المغیث لکل مخلوقاتہ
وکذا یجیب اغاثۃ اللھفان

(وہ تمام اپنی مخلوقات کا فریادرس ہے...... اور اسی طرح قبول کرتا ہے فریاد کرنے والے کی)

۲...... ہاں اگر کتابوں کے الفاظ جیسا مرزا قادیانی نے عاجز ورفیق کے روبرو بیان فرمایا تھا ایک ایک لفظ قبولیت دعا کا نتیجہ ہے تو بے شک مرزا قادیانی مستجاب الدعواتی دعویدار ہوسکتے ہیں اور اسی بناء پر دوسرے سب صاحب تصانیف ومنشی بھی یہی دعوے کر سکتے ہیں۔ ویا اگر نذرانہ وصدقات دینے والوں کو بھی اجابت دعا کا محل قرار دیا گیا ہے تو دنیا میں بہت ایسے حاجت منداور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر صدا کرنے والے موجود ہیں جن کی قبولیت دعا کی تعداد مرزا قادیانی سے کہیں زیادہ نکلے گی۔ لیکن اس اصول پر بڑا یہ اعتراض ہوگا کہ اگر کسی حسن ظن ونیک نیت سے دینے والوں کا دل قادر قدیر پھیر دے اور مرزا قادیانی کے زبردست جوش وخروش والی توجہ ودردناک بجلی کی اثر والی دعا الٹا اثر کرے تو اس کو خود بدولت خذلان مانیں گے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس وجہ وعذر سے؟

فصل نمبر:۹۱...... (۴)میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں۔کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔یہ خداتعالیٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پوری ہوئیں۔

آسمان بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

(ضرورۃ الامام ص۲۶،خزائن ج۱۳ص۴۹۷)

جواب...... مشکل تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے سلطان القلمی جتلانے کو بار بار ایک ہی بات کو مختلف پیرایوں میں اظہار کر کے رائی کا پہاڑ بنا دیتے ہیں۔وہ کون سی غیبی اخبار ہیں جن سے ان کے علوشان کا ظہور ہوا؟ چند مثالیں تو اس کتاب میں بھی پیشکش ہوئی ہیں جو مرزا قادیانی کے دعویٰ اخبار غیبیہ پر ناکامی و بدانجامی کا حکم دینے کو قطعی الدلالت ہیں۔ بلکہ ایسا دھبہ وداغ لگانے والی ہیں کہ نجومی، جوتشی، رمال، کاہن، علم جفر وسرود ہادان بھی ایسا واقع ہونے پر باوجود عدم دعویٰ علم غیب نادم وشرمندہ ہوں۔ کیونکہ ان کی کامیاب پیش گوئیوں کا شمار فیصدی کچھ تو ہوتا ہے اور مرزا قادیانی کا تو کچھ بھی نہیں ہے۔چنانچہ اس ثبوت میں ذاتی تجربہ وعینی شہادت والے کئی گواہ موجود ہیں جن میں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے سرٹیفکیٹ یافتہ وہی منشی فضل حق صاحب معروف بابو میران بخش صاحب ہیں جن کی معتبری کی نسبت خود بدولت نے مباحثہ لدھیانہ کے اشتہار میں شہادت دی ہے کہ یہ ڈپٹی کی برابر تنخواہ پاتے ہیں۔وہ اپنی ذاتی تجارب سے کئی رمال پنڈتوں اور سادھوؤں کے ایسے واقعات سنانے کو تیار ہیں اور ان کے بعد اور بہت۔ پھر اگر کوئی بات اٹکل سے کہی ہوئی اسی طرح پوری ہو بھی جائے۔جیسے صدہا عام لوگوں کی اکثر ہو جاتی ہے تو بھی یہ امر کچھ باعث فضیلت وبزرگی ہرگز نہیں ہے۔

فصل نمبر:۹۲...... ’’مدت ہوئی کسوف خسوف رمضان میں ہوگیا ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص۲۶،خزائن ج۱۳ص۴۹۷)

جواب...... رمضان شریف میں کسوف وخسوف کا جس قول میں ذکر ہے وہ اس مہدی کے واسطے ہے جس مہدی کا احادیث میں بیان ہے۔لیکن مرزا قادیانی تو اس مہدی کے منکر ہیں اور اس کو خونی بنا کر اس سے بیزاری ظاہر فرماتے ہیں۔جیسا کہ اس مضمون کے استفتاء والے اشتہار کے ص۱۰ پر ایسے مہدی کے اعتقاد کو کچھ اپنی طرف سے نمک مرچ لگا کر بالکل لغو باطل اور جھوٹا عقیدہ

لکھا ہے۔ تعجب ہے کہ اس مہدی سے تو انکار و بیزاری ظاہر فرماویں اور اس کی علامت کسوف خسوف کو جھٹ اپنے واسطے لے لیں۔ یہ تو بعینہ ’’نومن ببعض ونکفر ببعض‘‘ والا حال ہوا اور زیادہ تعجب یہ کہ پھر یہ حکمت اپنے مریدین پر ظاہر ہونے و کھلنے نہ دیں۔ الحق یہ مرزا قادیانی کا ہی حصہ ہے۔

۲...... اس تحریر کے بعد جو ایک دن مابین خاکسار و رفیق اس مضمون کا ذکر آیا۔ تو عاجز کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجیب الدعوات علام الغیوب کی بارگاہ سے اس نشان کی حقیقت معلوم ہونے کے لئے دعا والتجاء کرنی چاہئے۔ سوان دعاؤں کا نتیجہ مختصراً یہ ہوا کہ اوّل بحالت خواب بہت سی عبارت دکھائی گئی۔ جس کے قلب (وسط) کی عبارت کے مطلب میں سے عاجز کے دل پر فقط اتنا ہی نقش باقی رہا کہ مرزا قادیانی کے اقوال و استدلال اسباب میں غلط ہیں۔ پھر الہام ہوا: ’’فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شئ حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون‘‘ (پس جب بھول گئے جو کچھ کہ نصیحت کئے گئے تھے۔ ساتھ اس کے کھول دیئے ہم نے ان پر دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اس کے جو دیئے گئے تو پکڑ لیا ہم نے ان کو یک بارگی پس وہ اس وقت ناامید ہوگئے) ’’لاتطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا‘‘ (پس مت کہا مان اس شخص کا کہ غافل کیا ہم نے اس کے دل کو اپنے ذکر سے اور وہ تابع ہوا اپنی خواہش کے ہوا ہے) ’’انا اعتدنا للکافرین سلاسل واغلالاً وسعیراً‘‘ (تحقیق ہم نے تیار کیا ہے واسطے کافروں کے زنجیر اور طوق اور جہنم) غور کا مقام ہے کہ ان میں مرزا قادیانی کی احکام الٰہی سے فراموشی، اتباع ہوئی اور پھر قرآن مجید واحادیث مبارک کو اپنی جولانی طبع وذہن آزمائی کا تختہ مشق بنانے کا جن کا نام خود بدولت نے حقائق معارف رکھا ہے۔ پھر اس کو تصرف بے جا سے کھینچ گھسیٹ کر اپنے اوپر لگانے کا اخیر پر ان کے انجام کار کا کیسا ہو بہو نقشہ وحال ہے؟ دیگر الہامات اسی کے متعلق یہ ہیں: ’’انما علی رسولنا البلاغ المبین‘‘ (سوائے اس کے نہیں کہ ہمارے بھیجے ہوئے پر ظاہر پہنچا دینا ہے) ’’قل ات الحق من ربکم فمن شاء فلیکفر‘‘ (تو کہہ تحقیق آیا سچ تمہارے رب کی طرف سے پس جو چاہے انکار کرے) ’’قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا‘‘ (تو کہہ آیا حق اور گیا باطل تحقیق باطل گم ہوجانے والا ہی تھا) ’’قل لست مرسلاً‘‘ (کہہ دے تو کہ تو فرستادہ نہیں ہے) یہ جولائی ۱۸۹۹ء کے اخیر ثلث کا واقع ہے۔

۳...... ان الہامات سے صاف منکشف ہوگیا ہے کہ یہ سب مرزا قادیانی کی بناوٹی وخودغرضی کے استدلال ہیں اور غفلت ذکر، اتباع ہوئے اور افراط تفریط کا نتیجہ جیسا کہ الہام ''لا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطاً'' ( ) گواہی دیتا ہے جو پہلے ہی سے ان کی نسبت مولوی عبدالرحمٰن مرحوم کو ہوا تھا اور اب عاجز کو بھی ہوا۔ جس میں مرزا قادیانی کی اطاعت یعنی اس غلط استدلال کے ماننے کی سخت ممانعت ہے اور جب خود بدولت پر ابواب کل شئ واہوگئے تو جو چاہیں کھل کھیل کریں۔ وہ کب لائق التفات ہیں؟ چنانچہ ایک اور الہام یعنی ''ذرهم یخوضوا ویلعبوا حتیٰ یلاقوا یومهم الذی کانوا یوعدون'' (پس چھوڑ ان کو بکتے اور کھیل کرنے دے تاوقتیکہ وہ دن آ پہنچے جس کا وعدہ دیئے گئے ہیں) بھی ان کی اس کھل کھیل کی گواہی دیتا ہے۔

فصل نمبر:۹۳...... ''حج بھی بند ہوا اور بموجب حدیث کے طاعون بھی ملک میں پھیلی اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے۔ جس کے صدہا ہندو مسلمان گواہ ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا۔''

(ضرورۃ الامام ص۲۶، خزائن ج۱۳ ص۴۹۷)

جواب...... کچھ قلیل عرصہ ملک کے لوگوں کو کچھ شرائط کے سبب حج سے رکاوٹ ہوئی تھی۔ لیکن پھر بھی جو حیلہ وبہانہ جو نہ تھے ان کو کسی نے نہ روکا وہ بدستور جاتے ہی رہے اور ان کے حق میں کوئی بندش نہ تھی۔ پھر بھی اگر مرزا قادیانی اس کو اپنی مہربانی اور کرامت میں داخل فرماتے ہیں تو جزاک اللہ آپ جیسی شخص کی امامت میں ''یصدون عن سبیل الله'' (اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکتے ہیں) کا خاصہ ضرور ہونا چاہئے تاکہ حقیقی وبناوٹی میں التباس نہ ہو جاوے۔

۲...... اب تو کچھ رکاوٹ کا باعث بھی ہے جب بالکل ہی نہ تھا۔ تب بھی تو مرزا قادیانی قانون وفراست کی سند پر حج کے التواء کا حکم دیتے تھے۔ جس کے نظیریں بیان ہو چکی ہیں۔ اگر مرزا قادیانی شروع ہی سے اپنی امامت کے ایسے خواص ظاہر فرمادیتے تو خواہ مخواہ عالمان دین اسلام کیوں آپ سے پرخاش کرتے اور اسلامی تعلیم کے رو سے کیوں تردید عقائد والا کی زحمت اٹھاتے؟ مرزا قادیانی کا فقط اتنا ہی مشتہر فرمادینا کافی تھا کہ حج بند، صدقات، زکوٰۃ اضحیہ (قربانی کی کھالوں وغیرہ) مصرف زبانی امام الزمان اور اس کا کارخانہ، عقائد منصوصہ، واحکام شرعیہ سے آزادی، عملی تکالیف سے معافی، خود بدولت کی حلقہ بگوشی اور زبانی اقرار پر نجات کا دارومدار، یہ موٹی موٹی باتیں تھیں جن کو نفوس امارہ بخوشی وبآسانی قبول کرتے۔ لیکن حقائق معارف ودقائق وباریکیوں سے مرزا قادیانی نے ان کو پیچیدہ گورکھ دھندہ بنا کر الجھاؤ ڈال دیا۔

۳...... دسرا نشان متدعویہ طاعون بھی شاید مرزا قادیانی کے دعویٰ رحمۃ اللعالمین کی صداقت پر شہادت دینے کو اللہ تعالیٰ نے بھیجی ہے اور چونکہ مرزا قادیانی نے اس جزوی نمونہ کو جو شامت اعمال سے اسی ملک ہندوستان میں اور پھر خاص پنجاب کے اس ضلع یعنی ہوشیار پور میں جس کو مرزا قادیانی نے اپنا زادبوم بتلا کر فرمایا تھا کہ خلوت کے لئے میں لاہور اس واسطے نہیں گیا کہ اس کے شروع میں لا آتا ہے اور اس جگہ ہوشیار پور سے ازروئے نام وزادوبوم ہونے کے مجھ کو خاص تعلق ہے۔ غرض پنجاب میں اسی ضلع کے گردونواح میں اس کا ظہور قیام ہے۔ جس کا مرزا قادیانی سے ایسا تعلق ہے اور شاید اسی لئے مرزا قادیانی اس کو اپنا نشان بتلاتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو یہ بھی خیال ومعلوم رہے کہ ان کے پہلے بھی کئی ایسے مبارک ومسعود اشخاص ہو چکے ہیں جن کے وجود باوجود سے لوگوں پر ایسے مصائب آئے ہیں مثلاً ایک طاعون تو ۱۳۴۸ء میں انگلستان میں آئے جب آدورڈ سیوم حکمران تھا۔ دوسری ۱۶۶۵ء میں اسی ملک میں بعہد حکومت چارلس دوم واقعہ ہوئی۔ تیسری اسی ہندوستان میں عہد جہانگیر بادشاہ میں نازل ہوئی تو اس حساب سے بھی مرزا قادیانی کا درجہ چوتھا ہوا۔ یا اگر فقط دوسرے ملکوں کو چھوڑ کر فقط ملک ہندوستان کو ہی لیں تو بھی خود بدولت کو زیادہ سے زیادہ مثنی ومثیل ویا بدرجہ دوم مان سکتے ہیں۔ کیونکہ اصلی واوّل تو وہ ہوا جس کے قدوم سے یہ بلا عہد جہانگیر میں اتری اور اس میں جس قدر کسر شان وابطال دعویٰ مرزا قادیانی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔

۴...... لاتحقیق ایسی لچر باتیں بیان کرنے سے آدمی کو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ لازم تھا کہ طاعون متدعویہ کے معانی پر ازروئے وسعت ومحل وخصوصیت قسم وتاثیر کے مرزا قادیانی خوب تامل وفکر فرماتے۔ کیونکہ ایک خاص علامت کا تکرار تو اس کو خصوصیت سے ساقط الاعتبار کر دیتا ہے۔ یعنی وہ نشان مخصوص نہیں رہتا۔ اس تحریر کے بعد رسالہ طاعون دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ وبا اور بھی بہت دفعہ کئی جگہ واقع ہوئی ہے تو کیا اس سبب سے مرزا قادیانی ان سب کو جن کے عہد میں یہ طاعون وغیرہ شامت اعمال سے آئی مسیح مہدی وامام الزمان قبول کرلیں گے؟

فصل نمبر:۹۴...... ''ان تمام وجوہ سے میں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائے گا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا اور یہ باتیں میں اپنی کتابوں میں کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں۔'' (ضرورۃ الامام ص۲۶، خزائن ج۱۳ ص۴۹۷)

جواب…… مرزا قادیانی کے امام الزمانی کی نسبت تو پہلے عرض ہو چکا ہے۔ لیکن اب یہ غور طلب ہے کہ آیا تمام زمانہ کے کمالات اوصاف اور فضیلتوں مثل غیبی اخبار، یعنی غیب دانی، قبول دعا، حقائق معارف فصاحت بلاغت وغیرہ صفات کا طرح طرح سے خود بدولت ہی کو موصوف قرار دینا یہ امر مرزا قادیانی کے اپنے فیصلہ وقرارداد مندرجہ پر براہین ص۲۱۴ کے کہاں تک مطابق وموافق ہے؟ جہاں لکھا ہے کہ: ''اس سے زیادہ تر اور کیا کفر ہوگا کہ انسان ایسا خیال کرے کہ جس قدر خدا کے پاس خزائن علم وحکمت واسرار غیب ہیں وہ سب ہمارے ہی دل میں موجود ہیں اور ہمارے ہی دل سے جوش مارتے ہیں۔ وبس دوسرے لفظوں میں اس کا خلاصہ تو یہی ہوا کہ حقیقت میں ہم ہی خدا ہیں اور بجز ہمارے اور کوئی ذات قائم بنفسہ اور متصف بصفاتہ موجود نہیں جس کو خدا کہا جائے کیونکہ اگر فی الواقع خدا موجود ہے اور اس کے علوم غیر متناہی اسی سے خاص ہیں جن کا پیمانہ ہمارا دل نہیں ہوسکتا تو اس صورت میں کس قدر یہ قول غلط اور بیہودہ ہے کہ خدا کے بے انتہاء علوم ہمارے ہی دل میں بھرے پڑے ہیں اور خدا کے تمام خزائن حکمت ہمارے ہی قلب میں سما رہے ہیں۔ گویا خدا کا علم اسی قدر ہے جس قدر ہمارے دل میں موجود ہے۔ پس خیال کرو اگر یہ خدائی دعویٰ نہیں تو اور کیا ہے۔ لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ انسان کا دل خدا کی جمیع کمالات کا جامع ہو جاوے۔ کیا جائز ہے کہ ایک ذرہ امکان آفتاب وجود بن جائے؟ ہرگز نہیں۔ ہم پہلے ابھی لکھ چکے ہیں کہ الوہیت کے خوص جیسے علم غیب اور احاطۂ دقائق حکمیہ اور دوسرے قدرتی نشان انسان سے ہرگز ظہور پذیر نہیں ہوسکتے۔''

اب مرزا قادیانی غور فرماویں کہ خود بدولت کے پہلے خیالات وحالات عبودیت والے کیا تھے اور اب وسعت وفارغ البالی وقبولیت وقلیل گروہ مریدین ہونے سے وہ کہاں مفقود ہوکر ان کی جگہ کیسی متضاد خیالات ودعاوی آن کر قائم ہوئے ہیں؟ فتدبر وتفکر!

۲…… یہ امر بھی ثبوت ووضاحت طلب ہے کہ اگر خداتعالیٰ مرزا قادیانی کی تائید میں تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے تو جن لوگوں نے مرزا قادیانی کی نسبت کفر ودجال وغیرہ کے فتوے دیئے۔ مخالفت میں کتابیں لکھیں اور بعض سالہا سے جنگ ومقابلہ پر مستعد وکمربستہ ہیں۔ مثلاً عالمان وحامیان دین اسلام، مثل مولوی محمد حسین صاحب، منشی محمد سعد اللہ صاحب، مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب، مولوی رشید احمد صاحب، مولوی عبدالجبار صاحب، مولوی ابراہیم صاحب، مولوی عبدالحق صاحب، مولوی محمد بشیر صاحب، مولوی قاضی محمد سلیمان صاحب، قاضی فضل احمد صاحب،

ملا محمد بخش صاحب، سید ابوالحسن صاحب تبّتی، یہ سب صاحبان نیز دیگر مولویان فقراء وسجادہ نشینان بلکہ نصاریٰ وسکھان وآریہ وغیرہ وغیرہ، جن کی مخالفت میں مرزاقادیانی بھی کبھی کوتاہی نہیں کرتے تو پھر وہ اس تیز تلوار کا اثر ان پر کیوں ظاہر نہیں فرماتا؟ ویا کیا وہ عالم الغیب وعادل ان سب کو مرزاقادیانی کا دشمن وشرارت سے مقابل پر کھڑے ہونے والے نہیں جانتا بلکہ ان کو حق پر اور مرزاقادیانی کا خیرخواہ اوراپنے دین کا مؤید وحمایتی جانتا ہے اوراسی لئے ان کی تائید وحمایت کرتا ہے جس کا مفصل ذکر ہوچکا ہے۔ مرزاقادیانی کی دھمکی ذلت وموت کا مفصل جواب وذکر فصل آئندہ میں تحریر ہوچکا ہے۔ رہا یہ کہ یہ باتیں اپنی کتابوں میں کئی مرتبہ لکھی ہیں۔ سومرزاقادیانی کو سواان امور کے اور شغل ہی کیا ہے؟ اپنی مدح وثناء وفضیلت اور دوسرے غریب مسلمانوں کی تحقیر وتوہین واہانت۔ **اعاذنا اللہ منہا!**

فصل نمبر:۹۵...... ’’مگر واقعہ نے مجھے ان امور کے لکھنے کی تحریک کی وہ میری ایک دوست کی اجتہادی غلطی ہے۔ جس پر اطلاع پانے سے میں نے ایک نہایت دردناک دل کے ساتھ اس رسالہ کو لکھا ہے۔ تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ان دنوں میں یعنی ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء جو مطابق جمادی الاوّل ۱۳۱۶ھ ایک میرے دوست جن کو میں ایک بے شر انسان اور نیک بخت اور متقی اور پرہیزگار جانتا ہوں اوران کی نسبت ابتداء سے میرا بہت نیک گمان ہے۔’’**واللہ حسیبہ**‘‘ مگر بعض خیالات میں غلطی میں پڑا ہوا سمجھتا ہوں اوراس غلطی کے ضرر سے ان کی نسبت اندیشہ بھی رکھتا ہوں۔ وہ تکالیف سفر اٹھا کر ایک اور میرے عزیز دوست کو ہمراہ لے کر قادیان میں میرے پاس پہنچے اور بہت سے الہامات آپ نے مجھ کو سنائے۔ پس اس سے مجھ کو بہت خوشی ہوئی کہ خداتعالیٰ نے ان کو الہامات کا شرف بخشا ہے۔ مگر انہوں نے سلسلہ الہامات میں ایک خواب بھی اپنی مجھے سنائی کہ میں نے آپ کی نسبت کہا ہے کہ میں ان کی کیوں بیعت کروں۔ بلکہ انہیں میری بیعت کرنی چاہئے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۶،۲۷، خزائن ج۱۳ ص۴۹۷،۴۹۸)

جواب...... اوّل تو مرزاقادیانی نے تحریک کا الزام ناحق خاکسار کے ذمہ لگایا ہے۔ کیونکہ یہ تحریک تو خود بدولت کے اس قرین کی ہے جو شروع سے ہروقت آپ کو اکساتا رہتا ہے کہ اپنی فضیلت وبے مثلی کے اشتہارات ہمیشہ دیتے رہو۔ آخر کوئی نہ کوئی تو آنکھ کا اندھا اور گانٹھ کا پورا پھنس جاوے گا۔ خواہ کتنے ہی عرصہ کے لئے ہو بہرصورت کچھ فائدہ ہی ہوگا۔ جیسے بعض سوداگران وپیٹنٹ دواسازان اپنی اشیاء کی تعریف میں بے حد بے شمار اشتہارات بصرف کثیر شائع کرتے

ہیں اور اگر دو چار خریدار بھی اسیر دام ہو جاویں تو لاگت وصول ہو کر منافع ہی ہوتا ہے۔

۲...... جو کچھ مرزا قادیانی نے عاجز خاکسار کی نسبت اپنی رائے ظاہر فرمائی ہے۔ عاجز دعا کرتا ہے کہ اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے ایسا ہی کرے۔ آمین! لیکن مجھے جو اس تحریر کے دن (۲۸/جولائی ۱۸۹۹ء، بروز جمعہ) صبح الہام ہوا ہے ''لقد لبثت فیکم عمری افلا تعقلون'' (تحقیق میں تم میں اپنی ایک عمر ٹھہرا ہوں۔ کیا پس تم نہیں سمجھتے) ''ثم قست قلوبکم'' (پھر سخت ہوئے دل تمہارے) اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد مرزا قادیانی کا مستحکم ودیرپا رہنے والا نہیں ہے اور غالباً اب ان تعریفی وتوصیفی الفاظ کے عوض عاجز کو ان کی اضداد کا مصداق قرار دیں گے۔ مگر اس حالت میں اور جس وقت مرزا قادیانی کو چاہئے کہ اپنے دیگر حالات الہامات واجتہادات کو بھی اسی پیمانہ سے ناپ کر ان کے بھی ویسا ہی بے اعتبار وغلط ہونے کا اقرار واعتراف فرماویں۔ کیونکہ الہام بتصریح بتلا رہا ہے کہ ''قست قلوبکم'' کا مخاطب دل میری نسبت مرزا قادیانی کو اپنی پہلی شہادت کے انکار پر مجبور کرے گا۔ جس کی صداقت اب مرزا قادیانی ان کے مریدین نے بذریعہ اشتہارات شروع کر دی ہے۔

۳...... خواب کی بے اختیاری حالت کی کلام کو مرزا قادیانی اجتہادی غلطی کس قاعدہ سے قرار دیتے ہیں؟ اس میں تو کوئی خوض فکر جدوجہد نہیں ہوئی۔

۴...... دردناک دل کے ساتھ رسالہ لکھنے کے بجائے اگر یہ فرماتے کہ خواب میں جو کلمہ گستاخی سرزد ہو کہ ''میں بیعت کیوں کروں۔ بلکہ انہیں میری بیعت کرنی چاہئے۔'' اس کی سزاو پاداش کے واسطے یہ لتاڑ چنگھاڑ دھمکیوں کا رسالہ گوشمالی کو بھیجا گیا۔ تو راست اور مطابق واقعہ تھا۔ لیکن خود بدولت کو کسی امر کیا پرواہ ہے۔ سلطان القلمی کے ثبوت میں الفاظ وکلمات مرتب فرمادیتے ہیں۔ کہیں تمام جہان سے نرالے ہو کر بے اختیاری حالت خواب کے کلمہ کو اجتہادی کہیں۔ دردناک دل کہیں۔ بہت خوشی کہیں۔ بہت نیک گمان کہیں۔ غلطی میں پڑا ہوا کہیں، بے شر نیک بخت متقی پرہیزگار کہیں۔ غلطی کے ضرر سے اندیشہ وغیرہ۔ جن میں خشک لفاظی، تکرار اور دھمکیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

۵...... جب خداداد بصیرت سے مرزا قادیانی کو عاجز کا متقی پرہیزگار ہونا سالہا سال اور ابتداء سے متحقق ومعلوم ہے اور اس وصف تقویٰ والوں کے حق میں اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے: ''والعاقبۃ للمتقین'' (اور انجام بخیر پرہیزگاروں ہی کے واسطے ہے) نیز ''وان للمتقین مفازا حدائق

واعنابا وکواعب اترابا وکاسادھاقا لا یسمعون فیھا لغو ولا کذابا جزاءً من ربک عطاء حسابا ’’(تحقیق واسطے پرہیزگاروں کے مراد پانا ہے۔ باغ ہیں اور انگور ہیں اور نوجوانین ہیں ہم عمر اور پیالے ہیں۔ بھرے ہوئے نہ سنیں گے بیچ اس کے بیہودہ اور جھٹلایا۔ یہ بدلہ ہے تیرے رب کی طرف بخشش کا حساب) یہ دوسری آیت عاجز کو بارہا الہام بھی ہوچکی ہے۔ تو پھر ان آیات کی مخالفت کر کے بایں دعویٰ قرآن دانی بے وجہ دھمکانے وڈرانے کے لئے اظہار اندیشہ کیوں فرماتے ہیں؟ کیا مرزاقادیانی کا یہ خیال ہے کہ آپ کی ان چالوں کو کوئی نہیں سمجھتا؟ ایسا خیال نہ کریں۔ شاید مرزاقادیانی کو یاد ہو کہ ہوشیارپور میں بھی (جہاں مرزاقادیانی حسب بیان خود ایک مہوس کے اسی روپیہ دینے کے وعدہ پر اس کے نسخہ کیمیاء کی ایک جز فراموش شدہ کے انکشاف کے لئے روزہ رکھ کر مراقبہ میں مشغول تھے) خاکسار کے اس کہنے پر کہ آپ کی پیش گوئیوں میں تاویلوں کی بہت گنجائش ہوتی ہے۔ مرزاقادیانی نے جواب دیا تھا کہ اب رسالہ سراج منیر میں کوئی مبہم بات نہ ہوگی۔ صاف وصریح جو کسی اعتراض کے متحمل نہ ہوں وہی باتیں لکھی جاویں گی۔ لیکن جس وقت اشتہار سراج منیر نکلا تو اس میں ویسی ہی ذومعنی پیش گوئیاں درج تھیں جن پر خاکسار نے جب خدمت والا میں اس کی نسبت شکایت کی تو آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ اس سے صاف اور کیا ہوسکتی ہیں؟ خیر عاجز تو اس بات کا قائل ہے کہ مرزاقادیانی کا کمال خرق عادت، معجزہ کرامت ولایت، امامت نبوت سلطان القلمی غیب دانی وغیرہ وغیرہ۔ سب اسی میں ہیں کہ جو بات ہو دورخی پہلودار و ڈبل ماروالی وگول مول ہو، تاکہ ان کا الو کہیں نہ جاوے۔

چو احمق درجہاں باقی است مفلس درنمے ماند

عاجز اگر آنکھیں میچ کر بیعت میں داخل ہوجاتا تو متقی پرہیزگار وغیرہ اوصاف بے شمار وبے حد کا محل ومصداق ہوتا۔ لیکن جب اﷲتعالیٰ کے خوف اتباع کتاب اﷲ وسنت رسول اللہ ﷺ نیز الہامات تحذیری کے باعث علیحدہ وباز رہا تو ضرور اندیشہ کے نیچے آگیا اور مرزاقادیانی بہرحال اپنی فضیلت کے دعوے دار رہے۔

۶…… سب امور میں مرزاقادیانی اسی ہتھکنڈہ پر اپنے کھیل کا دارومدار رکھتے ہیں اور بحالت اختلاف اپنے مقابل کی نسبت اندیشہ ضرر ذلت دھمکی تیز تلوار وبالآخر موت پر بڑا زور ڈالتے ہیں اور شاید اپنی حالت پر قیاس کر کے یہ خیال نہیں کرتے کہ جو مؤمنین اﷲ جل جلالہ کو خالق ومالک علی کل شیٔ قدیر متفرد بالملک والسلطان ومتصرف بالارادہ۔ حافظ حقیقی وناصر تحقیقی۔ مجیب المضطر

وغیاث المستغیثین رحیم وکریم ہرآن وہرلحظہ جانتے ومانتے ہیں اور جن کا آیات قرآن مجید پر جن میں ارشاد ہے کہ ’’سوائے اللہ تعالیٰ عزوجل کے کوئی دوسرا نفع ونقصان وضرر موت وحیات وغیرہ کا ہرگز ہرگز مالک نہیں۔‘‘ کامل ایمان ہے اور جن کا حدیث رسول اللہ ﷺ مندرجہ فصل ۷۰ پر جس میں ’’یا غلام احفظ اللہ یحفظک ‘‘فرما کر فرمایا کہ اگر تمام خلقت جمع ہو کر تجھ کو نفع ضرر پہنچانا چاہے تو سوائے اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے وہ ہرگز ہرگز کچھ نہیں کر سکتے۔ پورا یقین ہے تو وہ ایسی فضول وبے اصل دھمکیوں کی کیا پرواہ کریں گے؟ اور کب سنیں گے؟ پھر موت کی نسبت یہ بھی تدبر وغور نہیں کرتے کہ کیا ارشادات ’’کل نفس ذائقة الموت ‘‘(ہر ایک نفس موت چکھنے والا ہے)’’کل شئ ھالک الا وجھه ‘‘(ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات)’’کل من علیھا فان ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام ‘‘(سب مخلوق جو زمین پر ہے فنا ہوجانے والی ہے صرف باقی رہے گی ذات تیری رب صاحب عظمت اور بزرگی کی) صحیح نہیں ہیں؟ جو آپ ایسی فضول دھمکیاں وبے ضرر خبریں دینے کی زحمت اٹھاتے ہیں؟ اور پھر موت بذات خود بھی کوئی مکروہ شئے یا سزا ہے؟ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیوں فرماتا:’’قل ان کانت لکم الدار الأخرة عند اللہ خالصة من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین ولن یتمنوہ ابدا بما قدمت ایدیھم واللہ علیم بالظالمین ‘‘(کہہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے ہاں خاص کر تمہارے لئے ہے اور دوسروں کے لئے نہیں۔ پس موت کی آرزو کرو۔ اگر تم سچے ہو اور ہرگز اس کی خواہش نہ کریں گے۔ کبھی بباعث اس کے کہ آگے بھیجا ہے ان کے ہاتھوں نے (یعنی اعمال) اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو)’’قل یایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صٰدقین ‘‘(کہہ اے وہ لوگو کہ یہودی ہوئے ہو اگر تم گمان کرتے ہو کہ تم ہی اللہ کے دوست ہو اور دوسرے لوگ نہیں تو موت کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو) جس کی نسبت مثنوی میں لکھا ہے۔

در نبی فرمود کای قوم یہود
صادقاں را مرگ باشد گنج و سود

جن سے ظاہر ہے کہ آرزومندان وامیدواران دارالاخرۃ اولیاء اللہ وصادقین کے لئے موت کوئی بری ومکروہ شئے نہیں۔ بلکہ بہتر وعمدہ ذریعہ حصول مدعا ہے۔’’لان الموت ھو الذی یوصلھم الیه ‘‘(اس لئے کہ موت ہی انکو اس کی طرف پہنچاتی ہے) جیسا تفسیر معالم التنزیل

میں یہی عبارت عربی لکھی ہے اور مولوی روم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ظاہرش مرگ وبباطن زندگی
ظاہرش ابتر نہاں پایندگی
تلخ نبود پیش ایشاں مرگ تن
چوں روند از چاہ وزنداں درچمن
تلخ کے باشد کسے راکش برند
ازمیاں زہر ماراں سوئے قند

پھر احادیث میں ہے: ’’**من احب لقاء اللّٰہ احب اللّٰہ لقاء ہ ومن کرہ لقاء اللّٰہ کرہ اللّٰہ لقاء ہ فقالت عایشۃ او بعض ازواجہ انا لنکرہ الموت قال لیس ذلک ولکن المؤمن اذا حضر الموت بشر برضوان اللّٰہ وکرامتہ فلیس شئے احب الیہ مما امامہ فیحب لقاء اللّٰہ واحب اللّٰہ لقاء ہ وان الکافر اذا حضر الموت بشر بعذاب اللّٰہ وعقوبۃ فلیس شئے اکراہ الیہ مما امامہ فکرہ لقاء اللّٰہ وکرہ اللّٰہ لقاء ہ**‘‘ (جو شخص اللہ تعالیٰ کی زیارت کو دوست رکھتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو دوست رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے لقاء کو مکروہ جانتا ہے اللہ اس کی لقاء کو مکروہ جانتا ہے۔ پس عائشہ رضی اللہ عنہا یا کسی اور بیوی نے کہا کہ ہم موت کو مکروہ جانتے ہیں۔ فرمایا یہ (اس سے یہ مراد) نہیں لیکن جب مؤمن کو موت حاضر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی بشارت دیا جاتا ہے تو اس کو اس سے جو اس کے آگے ہے اور کوئی شئے زیادہ محبوب نہیں ہوتی۔ پس اللہ تعالیٰ کے لقاء کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے لقاء کو دوست رکھتا ہے اور کافر کو جب موت آتی ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور عقوبت کی بشارت دیا جاتا ہے تو اس کو کوئی شئے اس سے زیادہ بری معلوم نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی لقاء کو برا جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی لقاء کو برا جانتا ہے) جس کا ترجمہ ہے۔

مرگ ہر یک اے پسر ہمرنگ اوست
پیش دشمن دشمن وبردوست دوست
بلکہ مے ترسی زمرگ اندر فرار
آن زخود ترسانی اے جاں ہوش دار

’’قال اثنان یکرھھما ابن اٰدم یکرہ الموت والموت خیر للمؤمن من الفتنة ویکرہ قلت المال وقلت المال اقل للحساب ‘‘(فرمایا دو چیزیں ہیں جن کو ابن آدم کراہت کرتا ہے۔اس کو مکروہ جانتا ہے۔حالانکہ مومن کے واسطے موت فتنہ سے بہتر ہے اور مال کی کمی مکروہ جانتا ہے۔حالانکہ مال کی کمی مواخذہ حساب کی کمی ہے)’’وعن ابی قتادہ انه کان یحدث ان رسول اللہ ﷺ من علیه بجنازة فقال مستریح او مستراہ منه فقالوا یا رسول اللہ ما المستریح او مستراح منه فقال العبد المؤمن یستریح من نصب الدنیا واذاھا الیٰ رحمة اللہ والعبد الفاجر یستریح منه العباد والبلاد والشجر والدواب ‘‘(ابوقتادہ سے روایت ہے کہ وہ حدیث کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے روبرو ایک جنازہ گذرا تو فرمایا خلاصی پانے والا ہے یا اس سے خلاصی پائی گئی ہے۔لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مستریح اور مستراح منہ سے کیا مراد ہے۔فرمایا کہ مومن تو دنیا کی تکلیف اور ایذا سے خلاصی پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف جاتا ہے اور فاجر بندہ سے آدمی اور شہر اور درخت اور چارپائے خلاصی پاتے ہیں)’’تحفة المؤمن الموت ‘‘(تحفہ مومن کا موت ہے)’’موت الفجأت اخذة الاسف للکافر ورحمة للمؤمن ‘‘(ناگہانی موت کافر کے واسطے افسوس کی پکڑ ہے اور مومن کے لئے رحمت ہے)غرض موت جس کو مرزا قادیانی نے بہ تقاضائے امواج رحمت ورحم دلی لوگوں کے ڈرانے کا ہوا بنا رکھا ہے نہ تو بذات خود ناشدنی ورکنے والا امر ہے اور نہ کسی جرم کی سزا ہے۔ بلکہ مؤمن کے واسطے تو ذریعہ لقاء اللہ موجب بشارت رضوان اللہ کرامت باعث استراحت من نصب الدنیا واذاہا الیٰ رحمۃ اللہ، خیر، تحفہ ورحمت ہے۔چنانچہ’’عن عائشة قالت ان رسول اللہ ﷺ قبل عثمان بن مظعون وھو میت وھو یبکی حتی سال دموع النبی ﷺ علی وجه عثمان ‘‘(عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعون کا بحالت میت بوسہ لیا اور آپ بکاء میں تھے۔حتیٰ کہ نبی ﷺ کے آنسو مبارک عثمان کے منہ پر پڑے) دیکھئے!موت پر ہی یہ نعمت ان کو اللہ پاک نے عطاء فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا بوسہ لیا۔پھر صالحین مؤمنین کو موت پر ہی ملائکہ سے خطاب ہوتا ہے۔’’اخرجی راضیة مرضیة عنک الیٰ روح اللہ وریحان ورب غیر غضبان فتخرج کاطیب ریح المسک ‘‘(اے روح نکل بحالت رضا اور راضی کی گئی اطراف اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خوشبو اور رب تعالیٰ غصے نہ ہونے والے کے پس وہ مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبوناک ہوکر نکلتی ہے)اور آسمان سے بھی ایسا ہی خطاب’’مرحبا بالنفس الطیبة‘‘(مرحبا نفس طیبہ کو)وغیرہ ہوتا ہے۔

۸...... پھر موت کی مجرد یاد ہی فی نفسہ ایسی نعمت ہے کہ اس کے لئے فرمایا: ’’اکثر واذکرھا دم الملذات الموت ‘‘(بہت یاد کرو فنا کرنے والی لذات یعنی موت کو) بلکہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے جیسا چاہئے ویسا وہی حیا کرتا ہے جو موت کو یاد کرتا ہے۔ ’’قال ذات یوم لاصحابہ استحیوا من اللہ حق الحیاء قالو انما نستحی من اللہ یا نبی اللہ والحمدللہ قال یس ذلک ولکن من استحیی من اللہ حق الحیاء ولیحفظ الرأس وما وعی ولیحفظ البطن وما ھوی ولیذکر الموت والبلی ومن اراد الاخرۃ ترک زینۃ الدنیا فمن فعل ذلک فقد استحیی من اللہ حق الحیاء ‘‘(ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے پوری حیا کرو۔ انہوں نے کہا اے نبی اللہ کے ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں اور سب تعریف اللہ کے واسطے ہے۔ فرمایا یہ نہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ سے حق حیا کرنے کا حیا کرتا ہے پس اس کو چاہئے کہ سر اور اس شئے کو جو اس میں ہے نگاہ رکھے اور شکم اور اس کو کہ شکم اس پر حاوی ہے نگاہ رکھے اور موت اور بلاؤں کو یاد رکھے اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت چھوڑ دیتا ہے۔ پس جو شخص ایسا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ حق حیا کرنے کا ہے حیا کرتا ہے)

۹...... پھر مطلق یاد پر ہی حصر نہ رکھ کے موت وآخرت کی تیاری کے لئے بھی فرمایا: ’’عن ابن مسعود قال تلا رسول اللہ ﷺ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام فقال رسول اللہ ﷺ ان النور اذا ادخل الصدر انفسح فقیل یا رسول اللہ ھل لتلک من علم یعرف بہ قال نعم التجا فی من دار الغرور والا نابۃ الیٰ دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزولہ ‘‘(ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ پس اللہ تعالیٰ جس شخص کو ہدایت کرنی چاہتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے واسطے کھول دیتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نور جب سینہ میں داخل ہوتا ہے پھیل جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اس کی کوئی علامت ہے؟ کہ جس سے شناخت ہو سکے۔ فرمایا ہاں! غرور (دھوکہ) کے گھر سے دور ہونا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے لئے اس کے آنے سے پہلے تیار رہنا) ’’عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ ان اخوف ما اتخوف علی امتی الھوی وطول الامل فاما الھویٰ فیصد عن الحق واما طول الامل فینسی الاٰخرۃ وھذہ الدنیا مرتحلث ذاھبۃ وھذہ الاٰخرۃ من تحلۃ قادمۃ لکل واحدۃ منھما بنون فان استطعتم ان لا تکونوا من بنی الدنیا فافعلوا فانکم الیوم فی دار العمل ولاحساب وانتم غدًا فی دارالاٰخرۃ ولا عمل ‘‘(جابرؓ سے

روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت پر زیادہ خوف ہوائے نفس اور طلبی امیدوں کا ہے۔ کیونکہ ہوائے نفس تو حق سے روکتی ہے اور لمبی امیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور یہ دنیا کوچ کر کے جانے والی ہے اور آخرت کوچ کر کے آنے والی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں۔ پس اگر تم سے ہو سکے تو مت بنو، دنیا کے فرزندوں میں سے تو ایسا کرو۔ اس لئے کہ تم آج کے دن دارالعمل میں ہو اور حساب نہیں اور کل تم آخرت کے گھر میں ہوگے اور عمل نہیں ہوگا) ’’یاایہا الناس ان الدنیا عرض حاضر یا کل منہا البر والفاجر وان الأخرة وعد صادق یحکم فیہا ملک عادل قادر یحق فیہا الحق ویبطل الباطل کونوا من ابناء الأخرة ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان کل ام یتبعہا ولدہا ‘‘(اے لوگو دنیا متاع موجود ہے کہ اس میں سے ہر نیک اور بد کھاتا ہے اور آخرت وعدہ سچا ہے کہ اس میں بادشاہ عادل قادر حکم کرے گا حق کو حق اور باطل کو باطل کرے گا۔ تم آخرت کے فرزندوں سے بنو اور دنیا کے فرزندوں سے نہ بنو۔ کیونکہ ہر ایک ماں کے تابع اس کی اولاد ہوگی)

۱۰...... خود ذات مبارک ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی اسی پر رہا۔ آپ فرماتے۔ ’’مالی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرة ثم راح ترکہا‘‘(مجھے دنیا سے کیا تعلق ہے میں اور دنیا اس سوار کی طرح ہیں کہ ایک درخت کے سایہ میں ٹھہرا پھر اس کو چھوڑ کر چلا گیا) ’’عن عبداللہ بن عمرو قال مرّبنا رسول اللہ ﷺ وانا وامی نطین شیئا فقال ما ھذا یاعبداللہ قلت شی نصلحہ قال الامر اسرع من ذلک ‘‘(عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس گذرے اور میری ماں کسی شئے کو مٹی سے درست کر رہی تھی۔ پس فرمایا اے عبداللہ یہ کیا ہے۔ میں نے کہا درست کر رہے ہیں۔ فرمایا امر (قیامت) اس سے بہت جلدی آنے والا ہے) ’’عن ابن عباس کان رسول اللہ ﷺ یہریق الماء فیتمم بالتراب فاقول یا رسول اللہ ان الماء منک قریب یقول ما یدرینی لعلی لاابلغہ ‘‘(ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیشاب کرتے تو مٹی سے تیمّم کرتے میں کہتا یارسول اللہ پانی آپ سے قریب ہے تو فرماتے مجھے کیا معلوم کہ شاید میں اس تک نہ پہنچوں)

۱۱...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی ایسا ہی حال تھا۔ چنانچہ ’’عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال اخذ رسول اللہ ﷺ بمنکبی فقال کن فی الدنیا کانک غریب اوعابر سبیل وکان ابن عمر یقول اذا مسیت فلا تنتظر الصباح واذا اصبحت فلا تنتظر المساء وخذ من

صحتک لمرضک ومن حیوتک لموتک ‘‘(عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا کندھا پکڑ کر فرمایا کہ تو دنیا میں اس طرح رہ کہ گو تو اجنبی یا راہ گذر مسافر ہے اور ابن عمر کہا کرتا کہ جب تو شام کرے تو صبح کی انتظاری نہ کر اور جب صبح کرے تو شام کی انتظاری نہ کر اور اپنی صحت سے مرض کے واسطے (توشہ) پکڑ اور حیاتی سے موت کے واسطے)

۱۲...... مؤمنین کے واسطے رسول اکرم ﷺ کے آخری حالت بھی کیسی عجیب وعبرتناک نظیر ہے۔ وہو ہذا! جب بحکم حضرت رب العزت ملک الموت نے اذن پوچھا اور جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا:’’ملک الموت یستاذن علیک ما استاذن علیٰ اٰدمی قبلک ولا یستاذن علیٰ اٰدمی بعدک فقال ایذن لہ فاذن لہ فسلم علیہ ثم قال یا محمد ان اللہ ارسلنی الیک فان امرتنی ان اقبض روحک قبضت وان امرتنی ان اترکہ ترکتہ فقال وتفعل یا ملک الموت قال نعم بذلک امرت وامرت ان اطیعت قال فنظر النبی ﷺ الیٰ جبرائیل علیہ السلام فقال جبرئیل یا محمد ان اللہ قد اشتاق الیٰ لقایک فقال النبی ﷺ لملک الموت امض لما امرت بہ فقبض روحہ ﷺ ‘‘(یہ ملک الموت ہے آپ پر اذن مانگتا ہے۔ آپ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ بعد آپ کے کسی پر اذن مانگے گا۔ پس فرمایا اس کو اجازت دو پس اجازت دی پس اس نے آکر سلام کہا پھر کہا اے محمد اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ پس اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا امر کریں تو قبض کروں اور اگر چھوڑنے کا امر کریں تو چھوڑ دوں۔ پس حضرت نے فرمایا اسی ملک الموت کا یہ کام ہے کہا ہاں اس کا حکم کیا گیا ہوں اور مجھے آپ کی تابعداری کا حکم ہوا ہے۔ کہا پس نبی ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کے ملنے کا مشتاق ہے پس نبی ﷺ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جس بات کا تم کو حکم دیا گیا ہے اس کو جاری کرو۔ پس اس نے روح مبارک نبی ﷺ کا قبض کرلیا) غرض یہاں کا رہنا اگر پسندیدہ ہوتا تو ذات مبارک اس اختیار دیئے جانے ومجاز ہونے پر پسند فرماتے۔ لیکن نہ فرمایا اور یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ایسے وجود باجود رحمت للعالمین کی جس کی تشریف آوری ورونق افروزی پر علوم فنون وغیرہ نعما ورحمت الٰہیہ کی تمام دنیا پر بارش ہوکر ہمیشہ کے لئے دروازے کھل گئے۔ اس کی دنیا وجہان کو ضرورت وحاجت نہ تھی؟ بے شک تھی۔ لیکن جب اس بارگاہ عالی جاہ خالق ومالک دوجہان سے حکم آیا تو اس کی رضا کے واسطے اسی کو پسند فرمایا اور اس دار ناپائیدار وسخن پرفتن پر اس کو ترجیح دی۔ بقول مولوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

انبیاء را تنگ آمد این جہاں چوں شہاں رفتند سوے آنجہان لامکان

۱۳...... دنیوی حیات کو اللہ جل جلالہ نے لہو ولعب ومتاع الغرور فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ نے بھی دنیا کے حق میں فرمایا: ''**الدنیا دار من لادار له ومال من لامال له ولها یجمع من لا عقل له**'' (دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس شخص کا مال جس کا کوئی مال نہیں اور اس کے لئے وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں) ''**الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر**'' (دنیا مؤمن کے واسطے قید خانہ ہے اور کافر کے واسطے جنت ہے) ''**الدنیا سجن المؤمن وسنة واذا فارق الدنیا فارق السجن والسنة**'' (دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ اور قحط ہے جب دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید خانہ اور قحط سے جدا ہوجاتا ہے) ''**الا ان الدنیا ملعونة ملعون ما فیها الا ذکر اللہ وما والاہ وعالم او متعلم**'' (خبردار دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے ملعون ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور جو اس کے قریب کرے اور عالم اور متعلم) تو پھر ایسے سجن ملعون سراپا مشقت ومصائب والی جگہ میں جہاں طرح طرح کے ظلم وفساد وغفلت وعناد آئے دن موجود ہیں اور قسم قسم کے فن وفریب دغا مکر وتکبر تعلّی وشیخی والے مغرور لوگ ہوں۔ جن کی شرارتوں وخودغرضانہ حیلوں سے عاجز بندگان الٰہی کو امن وآرام نہ ہو تو ایسی بے آرامی ورنج ومحن میں غریب مؤمنین نے رہ کر کرنا ہی کیا ہے؟

۱۴...... پھر موت میں کوئی خصوصیت ابرار واشرار کی نہیں تاکہ مرزاقادیانی کو اپنے کسی مخالف کے مرنے پر اس کہنے کی گنجائش ہو کہ وہ مخالفت ودشمنی کے جرم کے سبب رحلت کر گیا۔ کیونکہ حکم ''**کل نفس ذائقة الموت**'' کے نیچے اگر کوئی بھی بچ نہیں سکتا جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مرے گا۔ عام مخلوق کا تو کیا ذکر خاص برگزیدہ جماعت جو دوسری مخلوق کے لئے سراسر رحمت برکت ونعمت الٰہی تھی اس کے ساتھ بھی بظاہر یہی معاملہ وقانون الٰہی برتا گیا۔ جیسا کسی نے سارے انبیاء حضرت آدم علیہ السلام سے نام گن کر اخیر میں کہا ہے ؎

چو ختم المرسلین ہم رفت باقی کیست کو ماند
مگر ذات مقدس قادر وقیوم وصمدانی ونعم ماقیل ؎

ہر آنکہ زادنبا چار بایدش نوشید زجام مرگ مئے کل من علیها فان

اور کیا مرزاقادیانی کے خویش اقارب ومریدین وعزیز بچے نہیں مرے؟ یا خود بدولت نے نہ مرنے کا پٹہ لے لیا ہے؟

۱۵...... پھر ہر ایک ذی روح کی موت کا وقت بھی بارشاد: ''لکل امة اجل فاذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون '' (ہر ایک امت کے لئے وقت مقرر ہے۔ پس جس وقت ان کا وقت مقرر آتا ہے نہ لمحہ دیر کرتے ہیں نہ آگے چلتے ہیں) معین ومقرر ہو چکا ہے۔ ایک لمحہ پس وپیش نہیں ہوتا۔ تاکہ مرزا قادیانی کمی بیشی کرنے میں اپنی کرامت کا دخل دے کر لوگوں کو دھمکائیں اور ڈرائیں اور بالخصوص مسلمانوں کو ڈرانا یا دھمکانا تو قطعاً بے سود ولغو ہے۔ کیونکہ وہ تو ان احکام سے خوب واقف ہیں۔ البتہ ''بعد الموت'' کے لئے فکر ومصروفیت ضرور لازمی ہے۔ پس جو مؤمنین خاشعین عباد الرحمٰن ہیں۔ ان کے لئے تو ہرگز موت ڈر اور خوف والی چیز نہیں۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی جانتے ہیں ؎

جسم ظاہر عاقبت خود رفتنیست تا ابد معنی نخواہد شادر زیست

اور اس کے عامل ہیں ؎

بہر روز مرگ این دم مردہ باش تا شوی باعشق سرمد خواجہ تاش

اور انشاء اللہ بفضلہ ورحمتہ اس کے مصداق ہیں ؎

خلق گوید مرد آن مسکین فلان تو بگوئی زندہ ام اے غافلان
گرتن من ہمچو تنہا خفتہ است ہشت جنت درد لم بشگفتہ است
دانہ مردن مرا شیرین شدست بل ہم احیاء پی من آمدست
مقعد صدق جلیس حق شدہ رست زین آب و گل و آتشکدہ
فخر آن سرکہ کف شاہش برد ننگ آن سر کو بغیری بنگرد

وغیرہ۔ ہاں! جن کو انابت الیٰ اللہ وخشیت اللہ۔ حسن عمل، صدق نیت، زہد، صبر، تقویٰ، طہارت، تسبیح، تحلیل، تکبر وغیرہ عبادات ومرضیات الٰہی کی توفیق نہ ہو۔ بلکہ وہ سرکشی بغاوت، وغرور، شیخی، تکبر، خودغرضی، دوست ودشمن سے اختلاف خواہ مخواہ لڑائی۔ ایذا رسانی مخلوق الٰہی وغیرہ معصیت میں پڑ کر جرائم وباز پرس یوم حساب کا بوجھ دن بدن ان پر پڑتا وبڑھتا جاوے تو گو ان کی موت ایسی زندگی سے ان کے اپنے دوسروں کے حق میں بدرجہا بہتر وافضل ہے تاکہ وہ یستریح منہ العباد والبلاء والشجر والدواب کے مصداق ہوں۔ لیکن وہ ضرور اپنے کرتوتوں کے پھل اور اعمال کے وبال وخطر مآل سے ہراساں ہوکر عاشقان دنیا کی طرح مرنے کا نام سن کر کانپتے ہیں اور دنیاوی بقاء اور حیاتی کے خواہاں رہتے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''ولتجدنھم احرص

الناس علی حیوٰۃ ومن الذین اشرکوا یود احدھم لو یعمر الف سنۃ وماھو بمزحزحہ من العذاب ان یعمر واللہ بصیر بما یعملون ‘‘(ہر آئینہ تو پاوے گا ان کو سب لوگوں سے زیادہ حرص کرنے والا حیاتی پر اور مشرکوں میں ان کا ہر ایک دوست رکھتا ہے کہ ہزار برس عمر دیا جاوے۔ حالانکہ عمر دیا جانا اس کو عذاب سے چھڑانے والا نہیں اور اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں)

’’ان الذین لایرجون لقاء ناورضوا بالحیوٰۃ الدنیا واطمانوا بھا والذین ھم عن اٰیتنا غافلون اولئک ما واھم النار بما کانوا یکسبون ‘‘(تحقیق وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر خوش اور اسی کے ساتھ مطمئن ہوئے ہیں اور نیز جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ بسبب ان کے اعمال کے جو کرتے)۔

شیر دنیا خواہد آبادی و برگ
شیر مولے جوید آزادی و مرگ

اور چونکہ غفلت اور اپنے دہن میں۔

درد قائق خویش رادر باختی
رمز مرداں ایں زماں دریافتی
قبلہ کردم من ہمہ عمر از حول
آن خیالاتے کہ گم شد در اجل

کے مصدق ہو ہو کر دنیا ہی میں ان کی ساری امیدیں موت کے ساتھ فنا وختم ہو جاتی ان کو معلوم ہوتی ہیں۔ اس لئے ان میں سے بعض لوگ اپنی مورتیں وتصاویر گونا گوں وعمارات وغیرہ سے دنیا میں اپنی بقاء یادگار کا سامان۔ گو صریح خلاف شرع کیوں نہ ہو، کرتے ہیں اور ان کے حصہ میں یہ کہاں کہ اپنے خالق مالک محسن رب کی مشیت وارادہ پر قانع رہیں اور اپنے مسلم ہادی برحق ﷺ کی عمل وتعلیم ’’اللھم احینی ما کانت الحیوٰۃ خیرا لیٰ وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لیٰ ‘‘(اے اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک کہ زندگانی میرے حق میں بہتر ہو اور جب وفات بہتر ہو تو تو فوت کر) کو مدنظر رکھیں؟۔

عمر ومرگ ایں ہر دو باحق خوش بود
بے خدا آب حیات آتش بود

۱۶...... پھر عمر بھی کچھ اعمال پر موقوف ومنحصر نہیں۔ بہت صالحین منیبین نیک، قلیل وکم عمر پاتے ہیں اور بہت اشرار، سرکش، نافرمان بلکہ منکران اللہ تعالیٰ عزوجل وغیرہ مخالفین ودشمنان صداقت اسلام طول ودراز عمر پاتے ہیں۔ حالانکہ ان مخالفین کی ساری عمر علانیہ مخالفت حق واسلام میں گذرتی ہے۔ جیسا کہ بچشم خود دیکھا ہے اور مرزاقادیانی تو ابھی بظاہر حمایت واعانت اسلام کی آڑ میں درپردہ مخالفت کر کے اپنا نیا (پنتھ) مذہب وگروہ قائم کرنے کے فکر وانتظام میں ہیں۔

۱۷...... پھر کذاب مفتری علی اللہ بھی اس قاعدہ سے مستثنیٰ نہیں کہ کذب وافتراء کے باعث اجل مقررہ سے پہلے بھی مرجاویں۔ جیسا کہ مرزاقادیانی معہ مریدین اخذ وبطش الٰہی سے بچ کر خود بدولت کے اب تک زندہ رہنے پر خوش فہمی سے ’’**لو تقول علینا بعض الا قاویل لا خذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین**‘‘ (اگر ہم پر بعض باتیں (جھوٹ) باندھے تو ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر کاٹ ڈالتے اس کی گردن کی رگ) سے تمسک کر کے کہتے ہیں کہ مفتری علی اللہ جلد ہلاک ہو جاتا ہے۔ مرزاقادیانی الفاظ مجازات، استعارات، دقائق وحقائق وغیرہ زبان سے تو بہت نکالتے ولکھتے ہیں۔ لیکن موقعہ پر سب میں صفر ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ کے جملہ ’’**لقطعنا منہ الوتین**‘‘ کو آپ حقیقت پر حمل کر کے قطع جسمانی مراد لے کر اپنی صداقت کے دعویدار ہوتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہی لفظ قطع جو رسول اللہ ﷺ نے ’’**ویلک قطعت عنق اخیک**‘‘ (وائے تجھ پر تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ ڈالی) ’’**اھلکتم اوقطعتم ظھر الرجل**‘‘ (ہلاک کر دیا تم نے یا کاٹ ڈالی تم نے پیٹھ اس آدمی کی) میں فرمایا۔ تو کیا اس میں قطع جسمانی مراد ہے؟ ہرگز نہیں۔ ویا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ’’**قتل الخراصون**‘‘ (اٹکل بازوں کا ناس جائے یا مارے جائیں) ’’**فقتل کیف قدر ثم قتل کیف قدر**‘‘ (پس مارا جائیو کیسی اٹل دوڑائی۔ پھر مارا جائیو (خدا کی مار) کیسی اٹکل دوڑائی) ’’**قتل الانسان ما اکفرہ**‘‘ (مارا جائیو آدمی کیسا ناشکر ہے) میں جو لفظ قتل فرمایا ہے تو کیا اس میں قتل جسمانی مراد ہے؟ ہرگز نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس عمرؓ نے ’’**المدح ھو الذبح**‘‘ (تعریف کرنا ذبح کرنا ہے) میں جو لفظ ذبح فرمایا ہے تو اس میں ذبح جسمانی مراد ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس جب یہ ثابت ہوا کہ ان نصوص میں قطع، ہلاک، قتل، ذبح، جسمانی ہرگز مراد نہیں تو مرزاقادیانی بایں دعاوی علوم قطعنا منہ الوتین۔ میں قطع جسمانی کس طرح مراد لیتے ہیں؟ یہ مرزاقادیانی کے نرالے استنباط واستدلال ہیں کہ قرآن مجید کلام رب حمید کے ایسے خلاف عقل ونقل معنے ومفہوم بیان کئے ہیں جن کو صریح مشاہدات وواقعات کے مخالف ہونے کے باعث کوئی بھی قبول نہ کر سکے اور پھر اس من گھڑت

ومخالفت کوقرآن مجید کی حمایت کہتے ہیں۔’’انا للّٰہ وانا الیہ راجعون‘‘ اورطرہ یہ کہ جوآیات شریف واحادیث مبارک صریح جسمانی حالت پر دال ہیں۔ان کومرزا قادیانی اپنی نیچریت کے تابع کر کے خلاف عقل کہہ کران کی حقیقت ظاہری جسمانی سے منکر ہیں۔مثلاً آیت’’بل رفعہ اللّٰہ الیہ‘‘ (بلکہ ان کواللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھالیا) دربارہ حضرت مسیح علیہ السلام کے باتباع فلاسفہ منکر جیسے (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۴۷) میں لکھا ہے کہ’’نیا وپرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کومحال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کوثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کراس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوئی کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔‘‘

اور ایسا ہی اشتہار ۲۵؍مئی ۱۹۰۰ء میں لکھا ہے کہ حال اور گذشتہ زمانہ کے تجارب ثابت کرتے ہیں کہ انسان سطح زمین سے چھ میل تک بھی اوپر کی طرف صعود کر کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ ’’سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً (بنی اسرائیل:۱)‘‘ (وہ (اللہ تعالیٰ عجز ودرماندگی کے عیب سے) پاک ہے۔جس نے اپنے بندے کوراتوں رات سیر کرائی) دربارہ جسمانی معراج رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ایسے ہی خیالات سے منکر حالانکہ’’وکان اللّٰہ عزیزاً حکیما‘‘ (اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے) آیت’’بل رفع اللّٰہ‘‘ کے آخر اور سبحان الذی آیت اسریٰ کے پہلی بظاہر ایسے توہمات وترددات وشکوک کے دفعیہ کے لئے ہی اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ نے فرمادیا ہے۔پھر آیت:’’فقلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین‘‘ (توہم نے ان سے کہا کہ بندر بن جاؤ دھتکارے ہوئے) کے دربارہ مسخ یہود بھی جسمانی اثر سے خود بدولت مع اخص مرید مولوی نورالدین صاحب منکر ہیں۔جیسا کہ مولوی صاحب نے اپنے فصل الخطاب میں لکھا ہے اور بعد ازاں خطوط میں بھی اسی انکار پر اصرار کیا ہے۔حالانکہ’’فجعلنھا نکالا لما بین یدیھا وما خلفھا وموعظۃ للمتقین‘‘ (پس ہم نے اس واقعہ کوان لوگوں کے لئے جواس (واقع کے) وقت موجود تھے اور ان لوگوں کے لئے جواس (واقع) کے بعد آنے والے تھے (موجب) عبرت بنایا اور پرہیزگاروں کے لئے نصیحت) اس کی ظاہری تصدیق کے واسطے موجود ہے۔کیونکہ بدون ظاہری نمایاں اثر کے یہ سزا موجب عبرت ونصیحت ہرگز نہیں ہوسکتی۔خفیہ وباطنی حال ومسخ کوکون دیکھ سکتا ہے اور وہ’’نکالا لما بین یدیھا وما خلفھا‘‘ کیونکر ہوسکتی ہے؟

۱۸...... مزید براں مرزا قادیانی کا بھائی وہمسایہ دیوار بدیوار مرزا امام الدین صاحب ان کی

آنکھوں کے سامنے موجود ہے جو امامت لال بیگیاں کا عرصہ دراز سے مدعی ہے۔ ان کو دیکھ کر بھی یہ نہیں سوچا کہ جب وہ بھی میرا بھائی ہو کر میرے مخالف میری ہی طرح اپنے تئیں مامور من اللہ کہہ کر لال بیگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت کرتا ہے اور میری ہی طرح قائم ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی کے تراشیدہ قاعدہ کے موافق ایسا تقول علی اللہ کرنے والا اس قدر عرصہ تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ چونکہ وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح صحیح وسالم ہے۔ پس اس کے قیام وحیات ہی کو مرزا قادیانی نے دلیل ودعویٰ کی تکذیب کے لئے کافی سمجھتے اور دل میں سوچ کر ایسے دلائل تراشنے اوران لن ترانیوں سے باز آجاتے۔ لیکن وہاں تو کچھ خیال وپرواہ نہیں ہے۔ لہٰذا اظہار حق کے لئے مرزا قادیانی کے اس نامعقول قاعدہ ودلیل کے ازالہ میں چند دیگر نظیریں مفتری وتقول علی اللہ کرنے والوں کی بیان کی جاتی ہیں۔ جن کو کسی نے قطع وقتل نہیں کیا اور وہ خود ہی بموجب حکم وقانون الٰہی ’’**کل نفس ذائقة الموت** (الروم:۵۷)‘‘ (ہر ایک شخص موت کا مزا چکھنے والا ہے) ’’**فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون** (الاعراف:۳۴)‘‘ (پھر جب ان کا وقت آپہنچا تو نہ ایک ساعت پیچھے رہ سکتے اور نہ ایک سعت آگے بڑھ سکتے ہیں) کے اپنی میعاد پوری کر کے سوائے کسی مخلوق کی دست درازی کے (گو وہ بھی اجل مسمیٰ سے باہر نہیں اور نہ موجب شقاوت ہے۔ کیونکہ رتبہ شہادت اکثر اسی ذریعہ سے نصیب ہوتا ہے) اپنی موت سے مرے ہیں جو ایسے مدعی کے باز دعویٰ وتوبہ کے لئے کافی ہیں۔ بشرطیکہ کچھ خوف اللہ جل جلالہ باقی ہو۔

منشی کنہیالال کا دعویٰ

چنانچہ (۱) عاجز کا وصدہا دوسروں کا عینی مشاہدہ ہے اور عنقریب کا ذکر ہے کہ منشی کہنیا لال الکھد ہاری کا مالیر کوٹلہ میں بحالت زندگی دستور تھا کہ صبح کو کچہری میں اگر اپنے رات کے الہامات ایک خوشخط منشی سے لکھواتا۔ ایک دن عاجز کو اس کی الہامی کتاب دیکھنے کا اتفاق ہوا تو اس میں ایک عبارت دیکھی جو خود عاجز نے ایام طفلی میں اپنے چاچا صاحب مرحوم سے سنی تھی اور اس کو بتلائی تھی۔ یعنی ’’**قال افلاطون الحكيم انظر الىٰ وجهك فى المرأة ان كان حسنا فافعل بماينا سبه وان كان قبيحا فلا تجمع بين القبيحتين**‘‘ (افلاطون حکیم نے کہا ہے کہ اپنے چہرے کو آئینہ میں دیکھ اگر اچھا (خوبصورت) ہو تو کام بھی ویسے ہی کر اور اگر بڑا (بدصورت) ہو تو دو برائیوں کو جمع نہ کر (یعنی بدصورتی وبدعملی)) منشی کہنیا لال نے اس عبارت کا خلاصہ ترجمہ کر کے اپنی طرف سے اس کو اللہ تعالیٰ کا الہام قرار دے کر لکھوایا ہوا تھا۔ وہ بہت عرصہ

تک اس شغل میں مشغول رہا۔ کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں ایک کا نام فضیلت شیطان رکھا۔ اس نے بھی بڑی طول عمر پائی اور گورنمنٹ میں بڑا نیک نام تھا اور آخر اپنی موت سے مرا۔

اکبر بادشاہ

(۲) مرزا قادیانی کے خاندان مغلیہ میں سے اکبر بادشاہ کا حال مفصل تواریخوں میں درج ہے کہ وہ ملحد مزاج کسی دین کا پابند نہ تھا۔ خود مامور من اللہ ہونے ونبوۃ کا دعویٰ کر کے ایک نیا دین وفرقہ بنام دین الٰہی بنایا (اور شاید مرزا قادیانی نے بھی اسی کی تقلید سے اپنے مت کا نام الٰہی کارخانہ رکھا ہے) اس نے کہا دین (اسلام) جس کا آغاز زمان بعثت سے تھا۔ اس کی مدت وبقاء ہزار سال تمام ہوگئی۔ کلمہ لا الہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ ایجاد کیا۔ اخلاص کے چار مراتب تھے۔ ترک مال، ترک جان، ترک ناموس، ترک دین، بوقت ملاقات ایک شخص اللہ اکبر اور دوسرا جل جلالہ کہے یہ بمنزلہ سلام تھا۔ آفتاب پرستی آتش پرستی جس کے آتش کدہ کا اہتمام ابوالفضل کے سپرد تھا۔ تعظیم وتاثیر کواکب قشقہ وزنار کا رواج، سجدہ جائز، ہوم جو آتش پرستی ہے۔ بہمراہی دختران راجہ ہند اپنے حرم میں معمول، وجوب غسل ساقط، جشن روز تولد وشادی بروز مرگ، تاریخ ہجری عربی تغیر کر کے اس کی جگہ سال جلوس جو مطابق ۹۶۳ ہجری تھا۔ تاریخ شروع کی۔ عید موافق اعیاد رزدشتیان ایک سال میں چہاردہ مقرر کر کے سال وماہ الٰہی نام رکھا۔ عربی پڑھنا، جاننا عیب، تفسیر، حدیث وفقہ پڑھنے والا مطعون ومردود، بجائے اس کے نجوم، حکمت حساب، شعر، تاریخ افسانہ رائج ومفروض، جو اس دین میں آئے۔ ان کو الٰہیین کہتے۔ ایک شخص ایسا مرا تو اس کے قبر میں چراغ وشبکہ (جالی یا روشندان) مقابل آفتاب اس اعتقاد سے رکھا کہ اس کی روشنی پاک کنندہ گناہان ہے۔ میت کو سر بجانب مشرق اور پاؤں بطرف مغرب دفن کرنا اور خواب بھی اسی طرح قرار پایا۔ ذبح گائے اور اس کا گوشت کھانا حرام کیا۔ اگر کوئی حیوانات ذبح کرنے والے کے ساتھ کھاوے اس کا ہاتھ اور اگر اس کے اہل خانہ سے ہو تو اس کی انگلی کاٹی جائے۔ مجلس نوروزی میں اکثر علماء، صلحاء، قاضی ومفتی کو وادی قدح نوشی میں لاتے۔ مجتہدان خصوصاً فیضی کہتا کہ این پیالہ را بکوری فقہا میخورم، شیخ عبدالقادر بدایونی جو اکبر کے پیش امام وخطیب تھے۔ انہوں نے بہت حال اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں نے ابوالفضل سے پوچھا کہ مذاہب مشہور میں سے آپ کا میل کس طرف ہے؟ بجواب کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ چندروز وادی الحاد کی سیر کروں۔ اس پر میں نے کہا کہ اگر قید نکاح موقوف کی جائے تو برا نہیں۔ اس پر ہنس کر چلا گیا۔ ایسے فریفتگان دنیا گو پڑھے لکھے مگر علم دین وروحانی مذاق سے بے بہرہ اکبر کی صحبت میں تھے کسی کا شعر ہے ؎

خدا پناہ بدہداز جلیس بد مذہب
خراب کردا بوالفضل شاہ اکبر را

ریش صاف، ناقوس بجانا، تماشائے صورت ثالث ثلاثہ اور تمام لہو ولعب وکفر شائع ہوا۔ بارہ برس گذرنے پر یہاں تک نوبت پہنچی کہ اکثر اراکین مثل حاکم ٹھٹھہ اور دوسرے اہل ارتداد اس مضمون کا اقرار نامہ لکھ دیتے کہ من فلان بن فلان بطورع ورغبت وشوق قلبی از دین اسلام مجازی تقلیدی جو آباواجداد سے سنا تھا اس کو چھوڑ کر دین الٰہی اکبر شاہی میں اگر مراتب اخلاص ترک جان ومال وناموس ودین قبول کرتا ہوں۔ بخلاف تعلیم اسلام خنزیر وکتوں کی نجاست کا خیال مفقود بلکہ اندرون محل وزیر قصران کو رکھ کر ہر صباح دیکھنا عبادت میں داخل تھا۔ طلاء وابریشم پہننا فرض، نماز، روزوں، حج، پہلے ہی ساقط ہو چکا تھا۔ وغیرہ وغیرہ!

غرض ہر عقیدہ اصول وفروع اسلامیہ پر شبہات گوناگوں تمسخر واستہزاء تھا۔ اگر کوئی معارض جواب ہوتا تو جواب سب کا منع تھا اور توجہ حکومت قاہری بجانب مقابل تھی۔ حالانکہ مباحثہ میں مساوات شرط ہے۔ کئی خانمان اس مباحثہ میں برباد ہوئے۔ وحاشا کہ یہ مباحثہ ہوتا۔ یہ تو دین فروشوں کا مکابرہ تھا جو خوشامدانہ ہر جگہ سے شکوک متروک پیدا کر کے تحفہ لاتے۔ ’’**سبحان اللہ من یتصرف فی ملکہ کیف یشاء**‘‘ (پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو تصرف کرتا اپنے ملک پر جس طرح چاہتا ہے) ملا شیری کے قطعہ میں سے اکبر کی نسبت یہ شعر ہے۔

شاہ ما امسال دعوے نبوت میکند
سال دیگر گر خدا خواہد خدا خواہد شدن

دبستان مذاہب میں اکبر کی کرامات بھی لکھیں ہیں۔ مثلاً طفلی میں مثل مسیح علیہ السلام اپنی والدہ سے کلام کرنا، اور ایک شخص اس کے مقبرہ میں داخل ہوکر اس کی مذمت کرنے لگا تو اس کے پاؤں کی انگلی ایک پتھر کی دراڑ میں پڑ کر شکست ہوگئی۔ غرض یہ بادشاہ بایں افتراء وتحقیر اسلام عرصۂ دراز تک اسی عملدر آمد میں بحالت پادشاہی جس کی میعاد باون برس ہے۔ خوش خرم رہ کر آخر اپنی موت سے اپنا وقت پورا کر کے مرا اور اب ان امور وطوفان بے تمیزی کا کوئی نام بھی نہیں لیتا اور دین حق اسلام ’’**یعلو ولا یعلیٰ**‘‘ اسی طرح قائم دائم موجود ہے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ کو تو ابھی بہت میعاد نہیں گذری۔

بایزید روشن

(۳) یہ تو بادشاہ تھا دوسرے ایسے اشخاص بھی بہت گذرے ہیں جو عوام میں تھے اور وہ

بھی ایسے دعاوی عرصہ تک کر کے بلاکسی کے ہاتھ لگانے کے اپنی موت سے مرے ہیں۔ چنانچہ میاں بایزید روشن کی نسبت بھی لکھا ہے کہ وہ بھی اپنے تئیں مامور من اللہ جانتا، آدمیوں کو ریاضت کا امر کرتا، نماز پڑھتا۔ لیکن تعین جہت اٹھا دیا تھا۔ کہتا کہ غسل پانی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ جب انسان (اللہ تعالیٰ کے) پاس پہنچا۔ تن پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ چار عنصر مطہرات ہیں جو خدا و اپنے آپ کو نہ پہچانے وہ آدمی نہیں۔ وہ اگر موذی ہے تو بھیڑیا، چیتا، سانپ وبچھو کی طرح ہے اور پیمبر عربی نے کہا ہے۔ ’’اقتل الموذی قبل الایذاء‘‘ اور اگر نیکوکار اور نمازگذار ہے تو مثل گاؤ بھیڑ کے ہے۔ اس کا مارنا جائز ہے۔ اسی بناء پر مخالفان خود شناسی کے مار ڈالنے کا امر کرتا۔ کیونکہ وہ حیوان ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے: ’’اولئک کالانعام بل هم اضل (الاعراف: ۱۷۹)‘‘ اور کہتا جس نے اپنے آپ کو نہ پہچانا اور جس کو زندگی جاوید وحیات ابدی کی خبر نہیں وہ مردہ ہے اور مردہ کا مال وارثان زندہ کو پہنچتا ہے۔ اسی لئے ایسے لوگوں کے قتل کا حکم کرتا۔ اگر ہندو خود شناس پاتا اس کو مسلمان پر ترجیح دیتا۔ مدت تک بھمراہی اپنی فرزندان کے رہزنی کر کے اموال مسلمانان وغیرہ سے لے کر خمس بیت المال میں رکھتا اور بروقت حاجت اہل استحقاق پر بانٹ دیتا۔ اس کی بہت تصانیف ہیں۔ عربی، فارسی، ہندی وافغانی میں، مقصود المؤمنین عربی میں ہے۔ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ بلاوساطت جبرائیل اس سے سخن کرتا۔ ایک کتاب خیر البیان چار زبانوں میں ہی اوّل عربی، دوم پارسی، سوم ہندی، چہارم پشتو میں اور اس کو خطاب از حق تعالیٰ وصحیفہ الٰہی جانتے ہیں۔ ایک کتاب حالنامہ ہے اس میں اپنا حال بیان کیا ہے اور بہت الہامات عربی اس میں لکھے ہیں۔ جن کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق کئے بغیر ان پر عامل ہونے کا یہ نتیجہ ہوا کہ رہزنی کر کے مال مسلمانان وغیرہ لے لینا و مسلمانان ومخلوق الٰہی کو بغیر کسی شرعی جرم کے گائے بھیڑ کی طرح مار ڈالنا عملدر آمد رہا اور غریب تر یہ کہ وہ عامی آدمی تھا اور قرآن مجید کے معنی کرتا وسخنان حقائق آمود کہتا اور دانا انسان اس سے متحیر ہوتے۔ لکھا ہے کہ خدا ناشنا سو نکے قتل کے واسطے مامور ہوا۔ تین دفعہ پے درپے امر ہونے پر تلوار کو ہاتھ نہ لگایا۔ جب پھر حکم ہوا ناچار جہاد پر کمر باندھی۔ یہ شخص شہر جالندھر میں پیدا ہوا۔ پھر اپنے والدین کے ہمراہ کافی کرم کوہستان افغانان میں آیا۔ مرزا محمد حکیم ابن ہمایوں بادشاہ کا ہم عصر تھا۔ اس کی قبر بھتہ پور کوہستان افغانان میں ہے۔ یہ بھی اپنی موت سے مرا۔

مسیلمہ کذاب

(۴) مسیلمہ کذاب بھی اوّل وفد بنی حنیفہ میں بحضور رسول اللہ ﷺ آ کر مسلمان ہوا

جب یمامہ کو واپس ہوا تو مرتد ہوکر دعویٰ نبوۃ کیا۔ تحلیل خمروزنا واسقاط فریضہ نماز کیا۔ ایک جماعت اہل فسق وفساد اس کے ساتھ شامل ہوئی۔ بمقابلہ قرآن مجید سجعہائے نامطبوع گھڑے جن پر عقلائے زمانہ مضحکہ کررہے ہیں۔ مثلاً: ''**یا ضفدع بنت ضفدعین الیٰ کم تقین لا الماء تکدرین ولا الشاربین تمنعین راسک فی الماء وذنبک فی الطین**'' (اے مینڈک لڑکی مینڈکوں کی تو کب تک خوف کرے گی تو پانی کو تیرہ ومکدر کرنے والی نہیں اور نہ پینے والوں کو منع کرنے والی تیرا سر پانی میں اور تیری دم مٹی میں ہے) اور کہا: ''**الفیل ما الفیل له خرطوم طویل ان ذلک من خلق ربنا الجلیل**'' (یہ ہاتھی ہے کیسا ہاتھی اس کی سونڈ لمبی ہے۔ تحقیق یہ پیدائش ہمارے رب جلیل کی ہے) وغیرہ۔ جن کا حال اہل علم ودین پر پوشیدہ نہیں کہ یہ کیسے لغو ہیں اور بمقابلہ قرآن رب حمید ان کی کیا حقیقت ہے؟ لکھا ہے بعض خوارق عادات بھی اس سے ظاہر ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ کو ایک خط لکھا کہ نصف زمین ہماری ونصف قریش کے واسطے۔ ذات مبارک ﷺ نے بجواب تحریر فرمایا۔ ''**من محمد رسول الله الیٰ مسیلمة الکذاب**''

''**اما بعد فان الارض لله یورثها من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین**''

(سب زمین اللہ تعالیٰ کی ہے جس کو چاہتا ہے اس کا اپنے بندوں میں اسے وارث بناتا ہے اور انجام بخیر پرہیزگاروں کے لئے ہے) مسیلمہ نے دعویٰ تو عہد مبارک رسول اللہ ﷺ میں کیا۔ لیکن بعد میں بعہد خلافت صدیق اکبرؓ بمقابلہ لشکر خالدؓ جو بامر صدیق اکبرؓ بھیجا گیا تھا۔ وحشی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ جو وحشی قاتل حمزہؓ بھی تھا وہ کہتا تھا میں بہترین مردم نیز بدترین مردم کا قاتل ہوں۔ اب دیکھئے کہ کیا یہ مسیلمہ کذاب بھی جو خلافت صدیق اکبرؓ تک زندہ تھا اور اس کے ساتھ اس کی ہم جنس جماعت بھی تھی وہ بھی آیت کریمہ ''**لو تقول**'' سے مرزاقادیانی کی طرح بخسین حیات خود استدلال کر کے بایں سرکشی ومخالفت قرآن مجید کے اپنا صدق وحق پر ہونا ثابت کرسکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔ مولوی روم صاحب نے کیا خوب فرمایا۔

بو مسیلم را لقب کذاب ماند
مر محمدؐ بوالوالالباب ماند
مصطفیٰ را وعدہ کرد الطاف حق
گر بمیری تو نمیرد این سبق
من کتاب ومعجزت را رافعم
بیش و کم کن راز قران دافعم

طلیحہ اسدی

(۵)طلیحہ بن خویلد اسدی نے بنی اسید میں دعویٰ نبوت کیا۔ غطفان اس کے مددگار ہوئے۔ بعدہ توبہ کی۔ اسی طرح سجاح بنت سوید بن یربوع نے دعویٰ نبوت کیا۔ فرسان میں تغلب اور تمام قبیلہ تمیم اس کی نصرت پر جمع ہوئے۔ ان میں روساء بھی مثل احنف بن قیس وحارثہ بن بدر وغیرہ شامل تھے۔ بہت قتل ہوا۔ پھر اس نے قصد یمامہ کیا۔ مسیلمہ اس خبر سے تنگ دل ہوکر متحصن ہوا۔ سجاح کے لشکر نے اس کا محاصرہ کیا۔ پھر گفتگو وشعر اشعار کے بعد باہم جماع کیا اور بعد میں مسیلمہ کے ساتھ اس کا نکاح ہوا۔ مہر میں نماز عصر موقوف ہوئی۔ بالآخر سالہا سال کے بعد وہ توبہ کر کے بزمان معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئی۔ گویا اس کے فساد سرکشی کا زمانہ تیس برس زمانہ خلافت راشدہ سے بھی کہیں زیادہ ہوا۔

مختار ثقفی

(۶)زمانہ ابن زبیر وعبدالملک بن مروان میں مختار بن عبید بن مسعود ثقفی نے بعد واقعہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لوگوں کو ان کا قصاص لینے کے نام پر بلایا اور دراصل غرض اپنی امارت تھی۔ طالب دنیا تھا۔ کوفہ میں دعویٰ نبوت کیا اور کذاب کہا گیا اور منجملہ اس کے کذب کے ایک یہ دعویٰ تھا کہ جبرئیل علیہ السلام اس کے پاس وحی لاتا ہے۔ اپنے مکاتب میں لکھتا: ''من مختار رسول اللہ'' یہ بھی اپنی موت سے مرا۔

(۷)متنبی شاعر نے دعویٰ نبوت کیا۔ اپنے آپ کو مثل مسیح ومثل صالح علیہما السلام کے کہتا جیسا اس کی شعروں میں ہے ۔

ما مقامی بارض نخلة الا کمقام المسیح بین الیهود

(نخلة قریة یعنی کلب عند بعلبک من ارض شام) ۔

انا فی امة تدارکها الله

غریب کصالح فی ثمود

لوگوں پر کلام پڑھتا جس کو زعم کرتا تھا کہ وہ قرآن اس پر نازل ہوا ہے۔ قاضی ابوالحسین بن ام شیبان الہاشمی الکوفی سے ہے کہ انہوں نے ایک سورۃ اس سے لکھی تھی جو ضائع ہوگئی اور اس کا ابتداء جو ان کو یاد رہا یہ تھا: ''والنجم السیار و الفلک الدوار واللیل والنهار ان الکافر لفی اخطار امض علی سننک وقف اش من قبلک من المرسلین فان الله قامع بک زیغ من الحد فی دینه وضل عن سبیله'' (قسم ہے

تارے سیر کرنے والے اور فلک پھرنے والے اور رات اور دن کی تحقیق کا فر خطرات میں ہے تو اپنے طریقہ پر چل اور جو تجھ سے پہلے مرسلین ہیں ان کے نشان پر ٹھہر تحقیق اللہ تیرے ذریعہ دور کرنے والا ہے کجی اس کی جس نے اپنے دین میں الحاد کیا اور اپنے راستہ سے گمراہ ہوا) کہا کہ یہ طویلہ تھی سو اس کے میرے حافظہ میں اور کچھ نہیں رہا۔ قبیلہ بنی کلب وغیرہ سے بہت لوگ اس کے تابع ہوئے۔ لوء لوء امیر حمص نائب الاخشید یہ نے اس پر لشکر کشی کر کے اس کو قید کیا اور اس کے اصحاب کو متفرق کیا اور اس کو مدت تک جبس میں رکھا۔ قریب تھا کہ مر جاتا۔ اس سے توبہ طلب کی تو اس نے تحریری اپنے دعویٰ کا بطلان کیا اور اسلام کی طرف رجوع کیا تو اس کو چھوڑ دیا۔ یہ واقعہ قریب قریب ایسا ہی ہے جیسے ایک لائق بیدار مغز حاکم نے مرزا قادیانی کی تعدی مطلق العنانی ودریدہ دہنی دیکھ کر بتقاضائے عدل وانصاف غریب رعایا کی امن وحفظ آبرو کے لئے مرزا قادیانی کو چشم نمائی کر کے ان سے توبہ نامہ (اقرار نامہ) لکھایا کہ آئندہ مخلوق الٰہی کو اپنی افتراء علیٰ اللہ یعنی الہامی پیش گوئیوں کی دھمکی دینے سے باز رہیں گے اور ایک دوسرے ویسے ہی حاکم نے اسی بناء پر حضرت مسیح علیہ السلام کے توہین وتحقیر آمیز دل آزار اشتہار مرہم عیسیٰ کی اشاعت بند کرائی۔ جس حکم کا اپیل بھی الحمدللہ چیف کورٹ سے خارج ہوا۔ جس کا ذکر ص ۴۹ پر گذر چکا ہے۔ کاش یہ چشم نمائی وتنبیہ ایسی مؤثر ہوتی کہ مرزا قادیانی ان سب دعاوی وسب وشتم تحقیر سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام سے تائب ہو کر آئندہ ایسی گستاخی وبے ادبی کے عوض ان کے اولوالعزمی ومعجزات وعلوشان وصداقت کے قائل ومصدق ہو جاتے اور ان کے حواریوں کو بھی سچا وبرحق مانتے۔

(۸) ایام معتمد باللہ میں بہبود زنجی قائد فتنہ زنج ہوا اس نے عراق کو تباہ اور آل رسول اللہ ﷺ کو خوار کیا۔ لاکھوں مسلمانوں کو قتل کیا۔ اس کا دعویٰ مرسل من اللہ ہونے کا اور غیب دانی کا تھا۔ عرصہ دراز کے بعد قتل ہوا۔

(۹) مطیع باللہ کے عہد میں قوم تناسخیہ میں ایک جوان تھا جو اپنے میں روح علی علیہ السلام اور اس کی زوجہ فاطمہ زہرا علیہا السلام اپنے میں گمان کرتے۔ ایک دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام ہے۔ جب اس کو زدوکوب کیا تو منسوخ باہلیت ہونے کی طرف پناہ پکڑی معزالدولہ نے حکم دیا کہ اس کو رہا کر دو۔

(۱۰) مغرب میں ایک شخص ہوا جس کا نام لا تھا وہ کہتا کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ ”لا نبی بعدی“ (کوئی نبی میرے بعد نہیں) وہ میری خبر ہے۔ لا بمعنی نفی نہیں بلکہ لا مبتداء اور نبی اس کی خبر ہے کہ میرے بعد لا نبی ہوگا سو میں ہوں۔ اسی طرح ایک عورت مدعیہ نبوت ہوئی۔ جب

اس کو کہا کہ حدیث میں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ جواب دیا کہ نبی (بصیغہ) مذکر کہا ہے۔ نبیہ (بصیغہ مؤنث) نہیں کہا۔

(۱۱) بیت المقدس میں ایک یہودی نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح بن مریم علیہما السلام ہے۔ فصیح زبان وخوش بیان تھا۔ یہود ونصاریٰ اس پر جمع ہوئے وہ شعبدہ دکھلاتا۔ جب حاکم گرفتار کرنے لگا تو بھاگ کر اسلام بول آ گیا۔ احمد پاشا وزیر سلطان محمد خان رابع نے اس کو گرفتار کیا۔ جب مخلصی نہ دیکھی مسلمان ہو گیا۔

(۱۲) فارس میں یحییٰ ساباطی نے خلافت معز بلدہ تینس میں مدعی نبوت ہو کر طریق عیسیٰ بن مریم علیہما السلام پر قدم مارا۔ احیاء اموات وابراء برص واجذم داعی شعبدہ سے معجزہ کرتا۔

محمد بن تومرت

(۱۳) ۵۱۴ھ میں محمد بن تومرت نے دعویٰ مہدویت موعود منتظرہ کا کیا جمع کثیر نے معتقد ہو کر اس سے بیعت کی اور بعض بلاد پر اس کا غلبہ وحکومت دس سال تک رہا۔ آخر مر گیا۔

(۱۴) شام میں ایک شخص راعی نے دعویٰ نبوت کر کے مسلک موسوی اختیار کیا۔ عصاء ظاہر کیا جو بنظر مردم اژدھا ہو جاتا اور نظارگیان مسحور ہو جاتے۔

(۱۵) ۸۱۹ھ میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ وہ آسمان پر جا کر باری تعالیٰ کو دیکھتا اور اس سے کلام کرتا ہے۔ عوام سے ایک جماعت اس کی معتقد ہوئی۔ ایک مجلس جمع ہو کر اس سے توبہ طلب کی۔ لیکن اس نے نہ کی۔ حاکم نے اس لئے کہ وہ حاضر العقل ہو کر ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ دو آدمیوں کی شہادت پر اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ لیکن ایک جماعت اطباء نے شہادت دی کہ وہ مختل العقل ہے۔ اس پر اس کو بیمارستان (پاگل خانہ) میں قید کیا گیا۔ شیخ علامہ عبدالرحیم بن ابوبکر دمشقی معروف بجوبری نے اپنی کتاب المختار فی کشف الاسرار میں مدعیان نبوت کاذبہ ومشیخت، واعظین، رہبان، یہود، بنی ساسان، اصحاب حرب، کیمیا گران، اصحاب مطالبہ، منجمین، اطباء، لاعبین بنار ممنوع از حرق، ارباب شعبدہ، اعمال جوہریہ وصیارف واہل ضائع ونصوص (دزدان) نسون ومردان وغیرہ کا کشف اسرار کر کے ان کے مکر وحیل کو خوب ظاہر کیا ہے۔ اس جگہ تو صرف دانہ از خروار کے طور پر انہیں چند اشخاص کا ذکر ہوا۔ جو باوجود ایسے دعاوی کے اپنی عمر پوری کر کے اکثر اپنی موت سے مرے ہیں اور جو اس دعویٰ میں مارے گئے۔ ان کا سوائے مسیلمہ کذاب وغیرہ کے ذکر نہیں کیا۔

(۱۶) بھلا یہ تو مفتری تقول علیٰ اللہ کرنے والے مدعیان نبوت ورسالت وغیرہ بھی تھے۔ اب ان سب سے بڑھنے والے فرعون کو دیکھو جس کے الوہیت وربوبیت کا دعویٰ کرنے اور ''انا ربکم الاعلیٰ'' (میں ہوں تمہارا رب اعلیٰ) اور ''ما علمت لکم من الہ غیری'' (تمہارے لئے میں سوا اپنے اور کوئی الہ نہیں جانتا) ''لئن اتخذت الٰھًا غیری لا جعلنک من المسجونین'' (اگر تو میرے سوا کوئی اور الہ پکڑے گا تو میں تجھ کو ضرور قید کروں گا) کہنے کی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس نے بھی کس قدر مہلت آسودگی وسلطنت میں بحکم الٰہی عمر بسر کی اور آخرکار اپنی میعاد پوری کر کے بغیر دست درازی کسی بشر کے خود مع لشکر غرق ہوا۔

(۱۷) یہ تو فرعون تھا۔ مدعیان اسلام میں سے بھی کئی ایسے کذاب گذرے ہیں جو دنیوی آسودگی سلطنت وغیرہ کے سبب اسی مہلک مرض تعلّی وتکبر میں پڑ کر بدبختی سے ایسے دعاوی کرتے رہے ہیں جن کا حال کتب تواریخ میں درج ہے۔ مثلاً معاذ اللہ، معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔ فاطمیین جن کو عبیدیوں بھی کہتے ہیں اور جو اپنے کو فاطمہ زہراء علیہا السلام سے منسوب کرتے تھے۔ لیکن اکثر مؤرخوں نے اس پر انکار کر کے لکھا ہے کہ وہ اولاد حسین بن محمد بن احمد بن القداح ہیں اور قداح مجوسی تھا۔ ان میں چودہ خلفاء گذرے ہیں جن میں اوّل عبید اللہ مہدی اور آخر عاصند تھا۔ ان میں سے ایک حاکم لامر اللہ نے بھی مثل فرعون دعویٰ الوہیت وربوبیت کیا۔ بجائے بسم اللہ کے بسم الحاکم الرحمٰن الرحیم لکھتا۔ بہت جہال اس کے پاس جمع ہوئے اور اس کو بنام خدا، یاواحد، یا احد، یا محیی، یا ممیت کہتے اور بعض نے باطنیہ میں سے اس کے واسطے کتاب لکھی۔ جس میں لکھا کہ روح آدم ابوالبشر نے اوّل بجسد علی علیہ السلام اس کے بعد اس میں انتقال کیا۔ یہ کتاب جامع قاہرہ میں پڑھی جاتی اور شام میں بھی منتشر ہوئی۔ بہت خلقت گمراہ ہوئی۔ لکھا ہے اب تک کئی دیہات کا اعتقاد ہے کہ وہ عود کر کے زمین کا بندوبست کرے گا۔ رعیت کو حکم تھا کہ جب خطیب منبر پر اس کا ذکر کرے تو لوگ تعظیماً کھڑے ہو جاویں اور اس کا تمام مملکت میں عمل ہوتا۔ حتیٰ کہ حرمین شریفین میں بھی اور اہل مصر تو جب کھڑے ہوتے سجدہ میں گر جاتے۔ حتیٰ کہ بازاروں والے بھی رعایا وغیرہ سے سجدہ میں ہو جاتے۔ ان امور کے سوا اور کئی حرکات بدوفواحش اس کے لکھے ہیں۔ مدت دراز اس نے سلطنت کی۔ ان ظالموں کی سلطنت مصر میں ۲۶۴ سے ۶۴۸ تک رہی۔ تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سلاطین اکراد ایوبیہ کے ہاتھ سے ہلاک کر کے بدار البوار بھیجا۔

(۱۸)زمانہ مہدی بن منصور بن حکم بن ہاشم مقنع خراسانی مدعی الوہیت ہوا بطور حلول۔ آخر حکومت کی تنگ گیری سے ۱۶۶ میں اپنے مریدوں کو شراب میں زہر ملا کر خود خم تیزاب میں بیٹھ کر فنا ہوا۔

(۱۹)بعض ناواقف سادہ لوح مرزا قادیانی کے مجرد دعوے بے دلیل کو بھی ان کی سچائی کی دلیل خیال کرتے ہیں۔ کاش وہ کتابیں دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ پہلے بھی صاحب غرض وحاجت مند لوگ کیسے کیسے دعاوی کر چکے ہیں اور شعبدہ یا کسی طرح سے کچھ کر بھی دکھلاتے رہے۔ جن کا نمونہ کے طور پر کچھ یہاں ذکر ہوا ہے۔ ایام مکتفی باللہ میں یحییٰ قرمطی ہوا اس کے بعد برادرش حسین نے اپنے منہ پر خال ظاہر کر کے زعم کیا کہ یہ آیت ہے اور مہدی امیرالمؤمنین کہلایا۔ بعدہ اس کے ابن عم عیسیٰ بن مہرویہ نے زعم کیا کہ قرآن مجید میں مدثر سے وہی مراد ہے اور اپنے غلام مطوق کو ملقب بنور کیا۔ ۲۷۸ میں بن عثمان امام قرامط نے دعویٰ کیا کہ وہ داعیہ مسیح ہے۔ عیسیٰ، الکلمہ، المہدی، احمد بن محمد بن الحنیفیۃ اور جبرائیل ہے اور جس طرح مرزا قادیانی کی تعریف میں طرح طرح کے الفاظ، مرشد، آقا، احمد، مسیح، مہدی، آدم، نوح، ابراہیم، یوسف، موسیٰ، عیسیٰ، فاروق۔

(اخبار الحکم مورخہ ۳۰؍جون ۱۸۹۹ء) میں لکھے ہیں۔ اسی طرح اس کو بھی کہتے کہ تو الداعیۃ، الحجۃ، الناقۃ، الدابۃ، یحییٰ بن زکریا اور روح القدس ہے۔ غرض گوناگوں دعاوی پہلے بھی ہو چکے ہیں۔ ’’**اذا لم یستحیی احد فلیفعل ماشاء ولیقل ما اراد**‘‘ (جب کوئی حیا نہ کرے تو جو چاہے کرے اور جو ارادہ کرے کہے) والا معاملہ ہے۔ ان دعویداراں میں سے بعض محاربات میں قتل ہوئے اور بہت اہل حق بھی ان کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اور بعض اپنے سلطنت وکمال عزت میں اپنے موت سے مرے اور اب ان کا اور ان کے دعاوی کا سوائے تواریخوں کے اور کہیں نام ونشان نہیں۔ کیونکہ دعاوی الوہیت ونبوت ورسالت ووحی سرے ہی سے لغو بیہودہ اور صریح خلاف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ ہونے کے سبب خاک دھول کی طرح اڑ گئی اور دعاوی عیسویت ومہدویت جو بموقعہ وقبل از وقت تھے اور اب تک ہیں۔ وہ بھی اس لئے ہباءً منثورا ہوگئے اور ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ جو علامات ان کے اور اس عہد کے شریعت اسلامی میں مشرح ومفصل بیان ہو چکے ہیں وہ علامات موجود نہ تھیں اور نہ اب تک ہیں۔ لہٰذا اگرچہ چند جہال ہم جنس دعویداران کو چند روز کے لئے ان کے ہمراہ ہوئے۔ لیکن آخرکار بے اخلاصی واغراض دنیوی کے

سبب وہ سب نیست ونابود ہوگئے اور جو موجودہ ہیں اسی طرح ہو جائیں گے۔ عجوبہ پرست تو عام لوگ ہیں لیکن مسلمان اپنے مذہب اور دین کے ایسے عاشق ودلدادہ ہیں کہ اس کے متعلق اپنے خالق ومالک ویا اپنے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کا ذرا پتہ ونشان سنیں تو گرویدہ وراجع ہوتے ہیں۔ لیکن جب اس کو موافق ومطابق قانون مسلمہ شریعت غرّا نہیں پاتے تو بہ تعمیل وموافق ارشاد: ''والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صما وعمیانا'' (اور وہ جھوٹ کے شاہد نہیں ہوتے اور لغو وبیہودہ سے بزرگانہ گذر جاتے ہیں اور وہ جب اپنے رب کی آیات سے نصیحت دیئے جاتے ہیں تو ان پر بھرے اور اندھے ہوکر نہیں گرتے) کے متانت سے واپس آجاتے ہیں۔

(۲۰) دجالین کذابین مدعیان نبوت وغیرہ کا ذکر کتاب حجج الکرامہ فی اثار القیامہ کے ایک علیحدہ فصل میں آیا ہے اور اس میں اوّل ان احادیث کا بیان کیا ہے۔ جن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنی امت کی طرف سے اماماں گمراہ کرنے والوں سے خوف کرتا ہوں۔ فرمایا: تحقیق میری امت میں تیس نفر کذاب ہوں گے اور ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی اللہ ورسول اللہ ہے۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور میری امت میں سے ایک طائفہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور مخالفت کنندہ ان کا کچھ ضرر نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ امر الٰہی آجاوے۔ کئی احادیث میں جن میں تیس دجالوں، کذابوں، مدعیان نبوت ورسالت کا ذکر ہے۔ جن کا آخر دجال اعرج ہوگا۔ بعض میں زیادہ بھی آیا ہے اور اٹھ جانا علم کا، کثرت مال اور لوگوں کا عمارات میں زیادتی کرنا علامات فرمائیں۔ حدیث ابن عمرؓ میں ہے کہ تیس کذابان یا زیادہ جب پوچھا گیا کہ ان کا نشان کیا ہے تو فرمایا کہ وہ ایسا طریقہ وسنت لاویں گے کہ تم اس پر نہیں ہو اور تمہارے طریقہ کو متغیر کریں گے۔ پس جب تم ان کو دیکھوان سے پرہیز کرو۔

غرض بڑا ابیّن نشان ومابہ الامتیاز ان کذابین دجالین، مدعیان نبوت وغیرہ کا یہی ہے کہ ان کی دعوت وان کا طریق بخلاف ماجاء بہ النبی ﷺ ہوگا۔ جیسا کہ مسائل وغیرہ امور خلاف شریعت آج کل مرزاقادیانی کے دعویٰ امامت ونبوت میں (گواس کو ناقصہ بھی کہیں) پائی جاتی ہیں۔ مثل تصویر کشی، بناء عمارات، مینارہ یادگار، فراہمی مال وزیور وجائیداد گوناگوں، واستعمال زیور طلا میان مردان امت مثل ہنسلی طلائی (ودہاوا) وایک خاص مرید لاہور سے بنوا کر بنام ودہاوا مرزاقادیانی اپنے فرزند کو پہنانے کے واسطے لے گیا ہے۔ وغیرہ!

سبحان اللہ! مسلمانوں کے واسطے کیسا پکا ومحکم غیر مبدل قانون بنادیا کہ جوکوئی خلاف کتاب اللہ وسنت وتعلیم رسول اللہ دعوت کرے ویا دعویٰ نبوت رسالت کا کرے وہ ان ہی دجالین کذابین میں سے ہے۔ پس بموجودگی ایسے مفصل ومشرح قانون کوئی مسلمان مرزا قادیانی کا ایسا دعویٰ وتعلیم خلاف ماجاء بہ النبی ﷺ کیونکر قبول کرسکتا ہے؟ کاش مریدین مرزا قادیانی جو ناواقفیت احکام وتعلیم اسلامیہ کے باعث اسیر دام ہوا وہوس مرزا قادیانی ہوگئے ہیں۔ نیز وہ جو بزعم خود عالم ہونے کے مدعی ہیں۔ علمی گھمنڈ چھوڑ کر ذرہ غور سے علامات دجالین، کذابین فرمودہ رسول امین ﷺ کو مرزا قادیانی کے حالات ومقالات سے مقابلہ وموازنہ کریں اور سوچیں اور غیاث المستغیثین وہادی المضلین کے درگاہ سے بعجز والحاح ہدایت کی التجا کریں تاکہ وہ غفور الرحیم ان کو توفیق رجوع الیٰ الحق وصراط مستقیم عطاء فرماوے۔ آمین!

(۲۱) جب عاجز نمبر۱۴ تک نظائر مندرجہ بالا لکھ چکا تو الہاماً معلوم ہوا کہ دجالین کذابین کی شناخت کے لئے ارشاد خداوندی ''لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی '' (اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو) ہی کافی معیار ہے۔ یعنی جوکوئی سید المرسلین وخاتم النّبیین ﷺ سے اونچا بول بولے اعنی حقائق معارف کی زیادہ دانی یا اختراع وجواز مسائل جدیدہ، یا علم غیب کو سوار کے گھوڑے کی طرح قبضہ میں رکھنے وغیرہ کا مدعی ہو وہی کاذب دجال ہے اور اس کے پیروی کنندہ بھی اس کے وبال کے حصہ دار ہیں۔ چنانچہ اسی کے ساتھ الہام ہوئے: ''یوم ندعوا کل اناس بامامھم '' (جب ہم سب لوگوں کو ان کے اماموں سمیت بلا کھڑا کریں گے) پھر ان کی انجام کی خبر ہے۔ ''لوتری اذا المجرمون ناکسوا رؤسھم عند ربھم ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحاً انا موقنون '' (کاش تو مجرموں کو دیکھے کہ (اعمال کے حساب کے وقت) اللہ تعالیٰ کے روبرو سر جھکائے کھڑے ہیں (عرض کرتے ہیں) اے رب ہماری آنکھیں دکان کھلے ہم کو پھر دنیا میں بھیج کہ ہم نیک عمل کریں۔ اب ہم کو (عاقبت کا) پورا یقین ہے) پھر الہام ہوا۔ ''المال والبنون زینة الحیوٰة الدنیا والباقیات الصلحت خیر عند ربک ثوابا وخیر املا'' (یہ مال اور فرزندان اس حیاتی دنیا کی زینت ہیں اور باقی رہنے والی نیکیاں (عمل نیک) بہتر ہیں۔ تیرے رب کے نزدیک ثواب میں اور بہتر ہیں آرزو رکھنے میں) جو مرزا قادیانی کے فخر مال واولاد کا جواب ہے۔ کیونکہ وہ اپنی حقیقت کے بارہ میں آمدنی روپیہ وپیدائش فرزندوں کو بھی سنداً پیش فرماتے رہتے ہیں۔

(۲۲) جس طرح مرزا قادیانی حوصلہ وفخر سے اکثر کہتے ولکھتے ہیں کہ اگر ہمارا دعویٰ الہام ومسیحیت وغیرہ جھوٹا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ وافتراء ہے تو پھر ہم کواس قدر مہلت آرام آسودگی وآسائش کیوں میسر ہے؟ سومرزا قادیانی کی یہ بات بھی کوئی نئی ونرالی نہیں۔ کیونکہ پہلے بھی ایسے دلیر وظالم لوگ گذرے ہیں جنہوں نے اپنی آسودگی، ظلم وزیادتیوں کواپنی حقیت وصداقت کی دلیل ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ قرامطہ جوخون اہل اسلام مباح جانتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ بعد نبی ﷺ کے امام برحق محمد بن حنفیہ ہے۔ غیر اپنے کوکافر جانتے ہیں اوران کا غلبہ ایام مقتدر باللہ عباسی میں ہوا۔ ان میں سے ابوطاہر قرمطی باطنی کے ظلم وفساد کے حالات میں لکھا ہے کہ اسنے ہجر میں گھر بناکراس کا نام دارالہجرۃ رکھا۔ وہ چاہتا تھا کہ حج کووہاں منتقل کرے۔ ۳۱۷ھ کے اخیر سال جب حاجی لوگ روز ترویہ مکہ شریف میں آئے تو ابوطاہر معہ لشکر مسلح ان پر آپڑا۔ درانحالیکہ وہ طواف اور نماز میں تھے اورسوائے پارچہ احرام ان کے بدن پرکوئی کپڑا نہ تھا۔ ان کوتہ تیغ بے دریغ کرنا شروع کیا۔ ابوطاہر بحالت نشہ تیغ برہنہ ہاتھ میں گھوڑے پرسوار تھا اور حاجی طواف کررہے تھے اوران کے سرپرتلوار چل رہی تھی۔ حتیٰ کہ مکان شریف مسجد الحرام میں ایک ہزارسات سوطائفین ومحرم شہید ہوئے۔ علی بن بابویہ اس معرکہ میں حاضر تھے۔ طواف قطع نہ کیا اور یہ شعر پڑھا۔

ترى المحبّين صرعى فى ديارهم

كفتية الكهف لا يدرون كم لبثوا

(تودیکھتا ہے کہ محبّ (عاشق) اپنے دیا میں گرے پڑے ہیں۔ مثل جوانان کہف کے یہ نہیں جانتا کہ کتنا عرصہ رہے)

تلواریں چل رہی تھیں تاآنکہ شہید ہوکر گرپڑے۔ ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' چاہ زمزم ودیگر آبار وحضرہ ہائے مکہ شریف جسد ہائے مقتولین سے پرہوگئے۔ حتیٰ کہ مسجد الحرام کے درمبارک کواکھاڑا اور کہا ۔

انا بالله وبالله انا

يخلق الخلق ويفنيهم انا

(ہم اللہ کیساتھ ہیں اور اللہ کے ساتھ ہم پیدا کرتا ہے مخلوق کواور ہم ان کوفناہ کرتے ہیں (معاذاللہ))

میزاب بیت اللہ جو سونے کا تھا اس کو اکھاڑنا چاہا۔ ایک قرمطی اوپر چڑھ کر اس کو اکھاڑ رہا تھا کہ ایک تیر جبل ابوقبیس کی طرف سے اس کی گردن پر پڑا اور وہ مرگیا۔ ایک دوسرے کو بھیجا وہ بھی نیچے گر کر مرگیا۔ تیسرا ڈرا اور اوپر نہ چڑھا۔ محمد بن ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں اس سال مکہ میں تھا۔ جب ایک آدمی میزاب اکھاڑنے کو اوپر چڑھا اور میں دیکھ رہا تھا میرے دل سے صبر جاتا رہا۔ میں نے کہا: ''یا رب ما احلمک'' اے میرے رب تو کتنا بہت ہی بردبار ہے۔ پس وہ آدمی دماغ کے بل گر کر مرگیا۔ ابوطاہر، یہ طرف میزاب چھوڑ کر دوسری طرف گیا اور کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ جب تک اس کا صاحب نہ آوے۔ یعنی مہدی۔ کیونکہ اس کا گمان تھا کہ خروج مہدی ان کے درمیان ہے۔ منجملہ مقتولین کے امیر مکہ ابن محارب اور جماعت کثیر از علماء، صلحاء، صوفیاء، حجاج از اہل خراسان ومغاربہ تھی۔ ان کے ازواج واولاد اسیر اور مال غارت ہوا۔ خزانہ کعبہ شریف اور اس کا تمام زیور لے لیا۔ اس سال کسی نے حج نہ کیا اور نہ عرفہ کا قیام کیا۔ سوائے قدرے یسیر جماعت کے جنہوں نے اپنے نفسوں وارواح کے ساتھ جوانمردی کر کے بغیر امام کے وقوف کر کے اپنا حج تمام کیا اور اپنے آپ کو موت کے سپرد کیا۔ ابوطاہر اس پتھر کو جس پر نقش قدم ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ لینا چاہتا تھا لیکن خادمان کعبہ نے اس کو بہت مغاک میں چھپا رکھا۔ لہٰذا اس کے ہاتھ نہ لا۔ لیکن حجر[1] اسود کو دبوس یعنی گرز آہنی سے توڑ کر بعد عصر بروز دوشنبہ چہاردہم ذی الحجہ اکھاڑا اور اسی طرح قبہ زمزم وباب کعبہ شریف کو اکھاڑا اور اپنی زندقت کے غرور میں کہتا تھا۔

فلو کان ہذا لبیت اللہ ربنا — لصب علینا النار من فوقنا صبا
لانا حججنا حجۃ جاہلیۃ — محللۃ لم بنق شرقاً ولا غربا
وانا ترکنا بین زمن مروالصفا — جنایز لا تبغی سوی ربہا ربا

(پس اگر یہ گھر ہمارے رب کا ہوتا تو ہم پر اوپر سے آگ برسائی جاتی۔ اس لئے کہ ہم نے جاہلیت کا حج کیا ہے۔ (جس میں تمام چیزیں) حلال کی گئیں۔ ہم نے مشرق، مغرب باقی

۱؎ ابوطاہر گیارہ ماچھ روز مکہ معظّمہ میں رہ کر ہجہ کی طرف لوٹا اور حجر اسود کو اپنے ساتھ لے جا کر مسجد ضرار جسکا نام دارالہجرۃ رکھا تھا اس کے ساتویں ستون صحن جامع سے جانب غربی آویختہ کیا۔ مکہ معظّمہ میں جائے حجر اسود خالی رہی۔ لوگ اس جگہ تبرکاً ہاتھ رکھتے۔ بائیس سال چار روز کم حجر اسود قرامطہ کے پاس رہا۔ لوگوں کو بطمع تحویل حج اس کی طرف بلاتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا۔ آخر شبیر بن حسن قرمطی روز سہ شنبہ دہم محرم الحرام ۳۳۹ھ معہ حجر اسود مکہ معظّمہ ہوا۔ لکھا ہے کہ جب حجرالاسود لے گئے تو مکہ معظّمہ سے تامقام ہجر چالیس شتر اس کے نیچے ہلاک ہوئے اور واپس لانے پر ایک لاغر ناتوان شتر بآسانی اس کو اٹھالایا اور فربہ ہوگیا۔ محمد بن نافع خزاعی کہتے کہ حجرالاسود کو میں نے اکھڑی ہوئی حالت میں دیکھا۔ سیاہی صرف اوپر تھی اور باقی سب سفید تھا اور اس کا طول بقدر استخوان یک ذراع ہوگا۔

نہیں چھوڑا اور تحقیق ہم نے زمزم اور صفا کے درمیان ایسی نعشیں چھوڑی ہیں جو سوائے اپنے رب کے کوئی رب طلب نہیں کرتیں)

ان کے جواب میں علامہ حبیب اللہ قندہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لو اراد اللّٰہ صب البلاء صبا　　لما اتخذ الکفار من دونہ ربا

اما یعلم المغبون ان الٰھنا　　حلیم یداری من یماری ولو سبا

ولو لا الہ الخلق یملی بحملہ　　لما شاب فرعون بدنیا ولا شبا

ولا عاد عادی لا ثم ولا عدی　　ولا جاب شخص من ثمود ولا جبا

(آگاہ ہو اگر اللہ تعالیٰ مصیبتیں ڈالنے کا ارادہ کرتا تو کافر اس کے سوا کسی کو رب نہ بناتے کہ رب ہمارا حلیم ہے اور مدارات کرتا ہے۔ مقابلہ کرنے والے سے اگرچہ وہ گالیاں دے اور اگر خلقت کا الٰہ مخلوق کو وفور حلیم سے مہلت نہ دیتا تو فرعون دنیا میں بوڑھا ہوتا نہ جوان اور نہ کوئی قوم عاد سے گناہوں کی طرف مائل ہوتا اور نہ قوم عدی سے اور نہ قوم ثمود سے کوئی شخص سنگ تراش کر گھر بناتا)

پھر علامہ صاحب قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک تلمیذ رشید نے یہ لکھا ہے۔

ولو عجل اللّٰہ الطغات عقوبۃ　　لما مس طاغ ماء عیش ولا عبا

ولو اخذ الرحمان خلقا بفعلھم　　لما قام حی فوق ارض ولا دبا

فباللّٰہ عذنا عن غرور حلمہ　　وعن شر طاغ حبیش طغیانہ عبا

ونسالہ التوفیق والرشد والھدیٰ　　واکرامنا بالذب عن دینہ ذبا

(اور اگر اللہ تعالیٰ سرکشوں کی عقوبت میں جلدی کرتا تو کوئی سرکش عیش کے پانی کو نہ چھوتا اور نہ سیر ہو کر پیتا اور اگر رحمان خلقت کو ان کے فعل پر پکڑتا تو کوئی زندہ زمین پر قائم نہ رہتا اور نہ زمین پر چلتا۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ پکڑتے ہیں۔ اس کے حلم پر دھوکا کھانے سے اور سرکش کے سر سے جس کی طغیانی کا لشکر حد سے بڑھا ہوا اور ہم اس سے توفیق اور رشد اور ہدایت کا سوال کرتے ہیں اور اپنے اکرام کا باعث دفع کرنے لوگوں کے حملوں کو اس کے دین سے)

دیکھئے! اس رؤف رحیم، کریم، حلیم، ستار، غفار کا درگذر و حلم کہ اپنے بیت الحرام کے ساتھ یہ زیادتیاں و بےادبیاں دیکھ کر بھی کچھ نہیں کہا۔ وہ ذات پاک دوسروں کی طرح کم حوصلہ

نہیں۔ ہمہ قدرت ’’وعلیٰ کل شئ قدیر‘‘ جانتا ہے کہ کوئی اپنی بدقسمتی سے نافرمانی وسرکشی کر کے کہاں جائے گا۔ آخر ہماری درگاہ عظمت وجلال میں اسے آنا ہے۔ لہٰذا وہ درگذر کرتا ہے اور نادان غافل انسان اس کے حلم ودرگذر سے غرا ہوتا ہے۔ یہ ابوطاہر آخر چیچک سے پارہ پارہ ہوکر مرا۔ اب مرزاقادیانی بتلاویں کہ جب وہ ارحم الرحمین جل جلالہ وعم نوالہ اپنی ذات پاک تعالیٰ وتقدس واپنے بیت مکرم ومعظم کی ایسی عملی بے ادبی وبے حرمتی کا فوراً انتقام نہیں لیتا اور اجل مقررہ تک مہلت دیتا ہے تو مطلق تقول علیٰ اللہ کی اس کے مقابلہ میں کیا حقیقت ہے؟ عاجز کے نزدیک تو اہل غیرت کے لئے اس دارالعمل میں یہی سزا کافی ہے کہ تقول علیٰ اللہ کرنے والے کو خذلان نصیب ہو۔ یعنی جو کچھ وہ دعویٰ سے کہے اس کا ظہور اس کے برعکس ہو اور پھر اس خالق کا اختیار ہے جس طرح چاہے کرے۔

(۲۳)مرزاقادیانی نے ’’لوتقول علینا‘‘ کو اپنے مدعا کی دلیل ٹھہرانے میں یہ نہ بتلایا کہ اس ’’تقول علیٰ اللہ‘‘ کے لئے کوئی میعاد بھی قرآن مجید وحدیث شریف میں مقرر ہے کہ اس عرصہ تک ’’تقول علیٰ اللہ‘‘ کی اجازت ہے۔ اس کے بعد ’’قطع منہ الوتین‘‘ کی سزا دی جاوے گی؟ ہاں! مرزاقادیانی کے ایک مرید نے (اخبار الحکم مورخہ ۳۰؍ستمبر ۱۸۹۹ء ص۶) پر اسی مضمون پر زور دے کر لکھا ہے کہ آنجناب (رسول اللہ ﷺ) کا تیرہ برس تک اس تحدی دعویٰ کے بعد معصوم ومحفوظ رہنا سنت اللہ ٹھہر گیا کہ دعویٰ نبوت وماموریت منجانب اللّٰہیت کے بعد اگر کوئی شخص اس حد تک معصوم ومحفوظ رہے اور آسمانی عذاب اور خدا کی گرفت اس پر نہ پڑے تو یقین جانو کہ وہ صادق ہے۔ اگر ہم اور زیادہ وسعت دین اگرچہ حقیقت چنداں ضرورت نہیں تو حضور علیہ السلام کی کامل ۲۳برس کی زندگی کو اسوہ اور معیار قرار دے سکتے ہیں۔ اگر کوئی بخل وحسد سے اس اصول کو نہ مانے تو وہ اپنی نادانی سے قرآن کریم کو ایک خطرناک فروگذاشت اور نقص کا داغ لگائے گا۔ ملخصاً گویا کہ یہ مفتی بن کر اپنے اجتہاد سے تیراں برس ویا نہایت ۲۳برس کے اندر اندر تک ’’تقول علیٰ اللہ‘‘ کو قابل اعتراض نہیں سمجھتے۔ جب یہ میعاد گذر جائے اور وہ ’’تقول علیٰ اللہ‘‘ کرنے والا عذاب وگرفت الٰہی سے معصوم ومحفوظ رہے تو اس کے صادق ماننے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ! لہٰذا اپنے اس تراشیدہ قاعدہ کے موافق اب یہ مضمون نویس ودیگر مریدین مرزاقادیانی وخود مرزاقادیانی غور کریں اور بتلاویں کہ اس خانہ ساز قاعدہ کے روسے اکبر بادشاہ، سجاع وغیرہ دوسرے ایسے مدعیان جو بایں دعویٰ ۲۳برس سے کہیں زیادہ معصوم ومحفوظ رہے جن کا

یہاں کچھ بیان ہوا ہے تو کیا خود بدولت ومریدین ان سب کو صادق وبرحق یقین کرتے ومانتے ہیں؟ اور پھر یہ بھی سوچیں کہ ایسی دلائل خلاف مشاہدہ وتجارب کا محل قرآن مجید کو ٹھہرانا یہ اس کی حقارت کرنے وداغ لگانے میں داخل نہیں؟ مرزاقادیانی ومریدین بزعم وبزبان خود مفتی وعالم بن کر اپنی ہر ایک حالت کا مقابلہ تو عالی شان ومبارک حالات رسول اللہ ﷺ سے کر لیتے ہیں۔ لیکن ان عقلمندوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ وہاں ۲۳ برس میں وہ رحمت وفیضان الٰہی ''لا الہ الا اللہ'' حسب تعلیم رسالت پناہی ﷺ کہاں تک پہنچا تھا کہ قریباً تمام مخالفین حلقہ بگوش ہوکر شرک سے بیزار اور توحید الٰہی کے جان نثار ہوگئے تھے اور اب تک اسی تعلیم حقہ کی بدولت ودیکھا دیکھی مشرکین توحید کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں اور یہاں اسی عرصہ کے قریب میں سالہا سال کی محنت وجانکنی نے کیا بنایا اور کیا اثر دکھایا؟ گویا ہنوز روز اوّل کی طرح ہے۔ ہاں! اس پیرایہ وسلسلہ کی بدولت بے شک آسودگی دینوی ہوکر افلاس ظاہری کم ہوگیا ہے۔ سو یہ مال ودولت دنیا کچھ دلیل صدق وحقیقت ہرگز نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ غیر مذاہب والے یہود ونصاریٰ مشرکین مجوس فاسق فاجر وغیرہ بہت دولت مند دنیا میں موجود ہیں۔ بظاہر مرزاقادیانی کو تعلّی وخودنمائی کی ادھیڑ بن میں اور اپنا سلسلہ معاش قائم رکھنے کی خاطر ایسے اصولوں کی وضع کی ضرورت پڑتی ہے۔ ورنہ قرآن مجید تو صاف صاف فرمارہا ہے کہ ایسے مفتریان علی اللہ کے معلم پیرومرشد یعنی شیطان رجیم کو قیامت تک اس تعلیم وتعلم کی مہلت ملی ہوئی ہے۔ اگر ''قطع منہ الوتین'' سے کسی عرصہ معینہ تک ہی ''تقول علیٰ اللہ'' کے اجازت ہوتی تو ان کے مرشد کی ہستی اب تک ختم ہوگئی ہوتی۔

''قولہ تعالیٰ قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین قال فاخرج منھا فانک رجیم وان علیک لعنتی الیٰ یوم الدین قال رب فانظرنی الیٰ یوم یبعثون قال فانک من المنظرین الیٰ یوم الوقت المعلوم قال فبعزتک لا غوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین (صٓ:۷۶تا۸۳)'' (بولا میں اس سے کہیں بہتر ہوں مجھ کو تو نے آگ سے بنایا اور اس کو تو نے مٹی سے بنایا۔ فرمایا کہ تو یہاں سے نکل کہ تو راندہ گیا اور تجھ پر ہماری پھٹکار روز جزا تک۔ بولا اے رب مجھ کو اس دن کی مہلت دے جب کہ اٹھا کھڑے کئے جاویں گے فرمایا تجھ کو اس دن تک کی مہلت ہے جس کا وقت معلوم ہے۔ بولا تو تیری عزت کی قسم ہے کہ میں جو تیرے خالص بندے ہیں ان کو چھوڑ کر ان سب کو گمراہ کر کے رہوں تو سہی)

پس اگر ’’قطع منہ الوتین‘‘ کو جسمانی مانا جاوے تو اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یا یہ کہ بمجرد ’’تقول علیٰ اللہ‘‘ اسی وقت اس کی رگ کاٹی یا کٹوائی جائے یا جیسا کہ ان کے استاد و پیر کو قیامت تک مہلت ملی ہے اس کے متبعان و چیلوں کو بھی وہی آزادی ملے۔ کیونکہ ’’تقول علیٰ اللہ‘‘ کی تعلیم وترغیب دینے والا تو قیامت مہلت سے پاوے اور اس کے پیرو مرید فوراً ’’قطع منہ الوتین‘‘ کی پاداش میں ماخوذ ہوں۔ کیا یہ تعجب خیز نہیں؟ پھر سبحانہ تعالیٰ کے صفات کاملہ کلام مجید پر یہ عیب لگانا کہ وہ گویا ۲۳ برس تک ’’تقول علیٰ اللہ‘‘ و دیگر بدمعاشیوں کی اجازت دیتا ہے کتنا بڑا ظلم وغضب ہے؟ باوجودیکہ ذات پاک نے بار بار منکرات سے ممانعت فرمائی ہے اور ایک ذرہ کے برابر شرارت وبرائی کو ہرگز جائز نہیں رکھا۔

’’وفقنا اللہ لما یحب ویرضی وصاننا وجمیع المسلمین مما لا یلیق باھل الھدیٰ‘‘ (توفیق دیوے ہم کو اللہ تعالیٰ اس کی جس سے وہ محبت رکھتا ہے اور راضی ہوتا ہے اور بچاوے ہم کو اور سب مسلمانوں کو اس سے جو ہدایت والوں کے لائق نہیں)

(۲۴) ’’علیٰ ھذا القیاس‘‘ جھوٹی قسموں کا بھی کمی بیشی حیاتی میں کچھ دخل نہیں۔ جیسا کہ حلف پیشہ لوگوں کے حالات سے سب کو بخوبی معلوم ہے۔ ایسے گستاخ، دلیر اخذ الٰہی سے بچ تو نہیں سکتے۔ لیکن چونکہ وہاں حلم عفو ودرگذر ورحمت کا دریا جوش زن ہے۔ لہٰذا میعاد واجل مقررہ پر ہر چیز ہوتی ہے ؎

تو مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

پر خیال رکھنا چاہئے۔ اس بیان سے روشن ہے کہ مرنے جینے کو مدار ومعیار فضیلت صدق وراستی بنانا محض فضول ونامقبول ہے۔ ایک شاعر نے اس مضمون تقدیر موت کو کیا عمدہ نظم کیا ہے ؎

دور وزحذر کردنت از مرتگ روا نیست
روزے کہ قضا باشد وروزیکہ قضا نیست
روزیکہ قضا باشد کوشش نکند سود
روزیکہ قضا نیست درومرگ روا نیست

ہاں! اگر مرزا قادیانی کسی اپنی حالت پر قیاس کر کے موت کو ہیبت ناک وپر خطر بلا سمجھ کر دوسروں کو ڈرائیں تو یہ اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرماوے۔

(۲۵)اب جب کہ مرزا قادیانی کی اٹکل بازی ڈھکوسلہ اور گیدڑ بھبکیوں کی قلعی کھل گئی اور سب کو ان کی صحت وسقم کا کافی ووافی حال معلوم وتجربہ ہوگیا ہے تو قرآن مجید کے جاننے وماننے والوں کو چاہئے کہ آیات قرآن مجید ''وان نطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللّٰہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون (الانعام:۱۱۶)''(اور اگر تو اکثر ان لوگوں کی جو زمین میں ہیں تابعداری کرے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے گمراہ کردیں گے۔ یہ تو ہیں اور ان کے پاس سوائے اٹکل بازی کے اور کچھ نہیں)

''قتل الخراصون الذین ھم فی غمرۃ ساھون (الذاریات:۱۰)''
(مارے جاویں وہ اٹکل کرنے والے جو اپنی غفلت میں بھولی ہوئی ہیں) پر غور کرکے ایسی اٹکل خبروں کو لغو وخرافات سمجھیں اور آیات مندرجہ کے مضمون پر عمل کریں۔''اللھم اجعل التوفیق رفیقنا والصراط المستقیم طریقنا''(اے اللہ تعالیٰ توفیق کو ہمارا ساتھی اور راہ راست کو ہمارا طریقہ بنا)

(۲۶)الہامات سننے سے جس قدر خوشی مرزا قادیانی کو ہوئی۔اس کا اندازہ تو ان کے اس رسالہ سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ کسی دوسرے عاجز بندہ خدا غریب مسلمان کے مشرف بالہام ہونے سے آپ کو کس درجہ راحت وخوشی پہنچتی ہے؟ اگر کچھ خوف خدا دل میں ہوتا تو اس اظہار خوشی کی نوبت کیوں آتی۔الحمدللہ! کہ یہاں پہنچ کر آخر بفحوائے''الحق یعلو ولا یعلی''اس بات کا تو اقرار کردیا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو الہامات کا شرف بخشا ہے۔اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بے اختیار یہ مرزا قادیانی کی قلم سے نکل گیا۔ ورنہ جس پرواز پر رسالہ مبنی ہے اس کے رو سے تو عاجز کے الہامات کو باعث رنج ومصیبت اور ان کو شیطان کی طرف نسبت کرنے پر مرزا قادیانی کا سارا زور وتوجہ عیاں ہورہی ہے۔مگر تدبیر کند بندہ وتقدیر کند خندہ، والا معاملہ ہوا۔لیکن اب یہ تعریف واظہار خوشی ان کو ایک خطرناک مصیبت ہوگئی۔ دیکھئے اس کے دفعیہ کے لئے کیا کیا تدابیر حیل وچالیں عمل میں لاتے ہیں اور اس اقراری توصیف ومدح سے پھرنے کے واسطے مرزا قادیانی کی زعمی سلطان القلمی کیا کیا عجائبات دکھلاتی ہے؟ جس کا آغاز بذریعہ اشتہارات شروع ہوگیا ہے۔

(۲۷)عاجز ورفیقان عاجز کو اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے ناموافق رکھ کر آخر بہ کلی پھیر لینے میں بھی اس قادر عزیز حکیم کی حکمت وقدرت کاملہ کا عجب جلوہ ہے۔جس میں کسی غیر کی مداخلت نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی طرف سے بھی عاجز وعاجز کے رفیقان کو گھیرنے اور اپنے ساتھ ملانے میں کسی تدبیر وحیلہ میں کچھ کمی نہیں ہوئی اور ادھر سے بھی حسن ظنی سے منتظر ظہور حق

وصداقت رہنے میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ آخراس قدرقدیرشکورعلیم کا ارادہ جوکسی کے اخلاص وانابت کوضائع نہیں کرتا، غالب آیا۔ ’’ماشاء اللہ کان وما لم یشاء لم یکن اعلم ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر وان اللہ قد احاط بکل شئ علماً ‘‘(جواللہ تعالیٰ چاہتا ہے ہوتا ہے اورجونہیں چاہتانہیں ہوتا۔ جان لے کہ اللہ تعالیٰ ہرچیز پر قادر ہے اورتحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کو اپنے علم کے ساتھ گھیرا ہوا ہے)

فصل نمبر:۹۶...... ’’اس خواب سے معلوم ہوا کہ وہ مجھے مسیح موعودنہیں مانتے اورنیز یہ مسئلہ امامت حقہ سے بےخبر ہیں۔ لہٰذا میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ تامیں ان کے لئے امامت حقہ کے بیان میں یہ رسالہ لکھوں اوربیعت کی حقیقت تحریر کروں سومیں امام حق کے بارہ میں جس کو بیعت لینے کا حق ہے۔اس رسالہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۷، خزائن ج۱۳ص۴۹۸)

جواب...... عاجزخاکسار کی کیا حقیقت ہے۔ مرزاقادیانی تو تمام اگلے پچھلے مسلمانوں کو بہ مقابلہ خود بدولت بےخبر جانتے ہیں۔ دوسرے غریب مسلمانان تو کیا خودسیدالاوّلین والآخرین ﷺ کے شان مبارک میں کس دلیری وبےخوفی سے ازالہ میں لکھا ہے: ’’ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمومنکشف نہ ہوئی ہواورنہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہواورنہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہواورنہ دابتہ الارض کی ماہیت کماہی ہی ظاہر فرمائی گئی۔‘‘ ایسا ہی دوسری جگہ لکھا ہے۔ ’’کیا یہ ممکن نہیں کہ قرآن کریم کے بعض عجیب حقائق ومعارف اب ایسی کھل جائیں جو پہلوں پر کھل نہیں سکے۔ کیونکہ اس وقت ان کے کھلنے کی ضرورت پیش نہیں ہوئی۔‘‘ جب آپ یہاں تک پہنچ گئے کہ جوخود بدولت کوخبر ہے وہ رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام سلف وخلف وغیرہ کسی کونہیں تو پھر کسی دوسرے عاجز مسلمان کی کیا حیثیت وحقیقت ہے؟ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے۔ یہ مرزاقادیانی کوناواقفی کے سبب دھوکا لگا ہے۔ عاجز کوعلم کا تو دعویٰ نہیں ہے۔ لیکن مرزاقادیانی کے حالات سے تو۱۸،۱۹برس کی ملاقات کے سبب عاجز کو بےخبری نہیں اوریہی واقفی حالات ومقالات وحرکات کہ وقتاً فوقتاً وہ کیا کچھ کہتے اورکیا کچھ کرتے اوربنتے رہے اوراس پر الہامات ومنامات سخت مانع ہیں کہ مرزاقادیانی کی بیشماردعاوی میں سے کسی کوبھی معتبر یاان کا کوئی عہدہ مانا جاوے۔

۲...... حسب ارشاد:’’انما الاعمال بالنییات وانما لکل امری مانوی ‘‘(اورہر ایک آدمی کے واسطے وہی ہے کہ جواس نے نیت کی ہے) اگر مرزاقادیانی نے ہمدردی صدق

واخلاص سے یہ رسالہ لکھا ہوتا تو اس کی تاثیر خود بہ خود شہادت دیتی اور بحکم ’’ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ‘‘(تحقیق اللہ تعالیٰ نیکوں کا بدلہ ضائع نہیں کرتا) مرزاقادیانی بھی اس کے ویسے ہی اجر کے مستحق ہوتے۔ لیکن اس میں تو سوائے اظہار فضیلت خود بدولت ومریدین وتوہین وتحقیر دیگر عاجز بندگان ومسائل وقواعد خانہ ساز خلاف شریعت اور کچھ درج نہیں۔ لہٰذا یہ بظاہر تقاضاء نفس تعلّی وشیخی پسند ثابت ہوتا ہے نہ تقاضاء ہمدردی اور اسی واسطے اس کا اثر بھی ویسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ جیسا ہوا اور اسی سے مرزاقادیانی کی ہمدردی وصحت نیت کا حال بھی ظاہر ہے۔

۳...... مرزاقادیانی کی امامت کے بارہ میں حسب استعداد مشاہدات ومعلومات وفہم موہوبہ واہب العطیات عرض ہوچکا ہے۔

فصل نمبر:۹۷...... ’’رہی حقیقت بیعت کی سو وہ یہ ہے کہ بیعت کا لفظ بیع سے مشتق ہے اور بیع اس باہمی رضامندی کے معاملہ کو کہتے ہیں جس میں ایک چیز دوسری چیز کے عوض میں دی جاتی ہے۔ سو بیعت سے غرض یہ ہے کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو مع اس کی تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ میں اس غرض سے بیچے کہ تا اس کے عوض میں وہ معارف حقہ اور برکات کاملہ حاصل کرے جو موجب معرفت اور نجات رضامندی باری تعالیٰ ہوں۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں۔ کیونکہ ایسی توبہ تو انسان بطور خود بھی کرسکتا ہے۔ بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں۔ بیعت سے اصل مدعا یہ ہے کہ اپنے نفس کو اپنے رہبر کی غلامی میں دے کر وہ علوم ومعارف اور برکات اس کے عوض میں لیوے۔ جن سے ایمان قوی ہو اور معرفت بڑھے اور خداتعالیٰ سے صاف تعلق پیدا ہو اور اسی طرح دنیوی جہنم سے رہا ہو کر آخرت کے دوزخ سے مخلصی نصیب ہو اور دنیوی نابینائی سے شفا پاکر آخرت کی نابینائی سے بھی امن حاصل ہو۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۷، خزائن ج۱۳ ص۴۹۸)

جواب...... مرزاقادیانی، ان کے مریدین کا اختیار ہے کہ مسائل شرعیہ میں کمی بیشی ترمیم تنسیخ کر کے ان کو بیان فرماویں اور مانیں۔ لیکن مرزاقادیانی تامل وانصاف کو عمل میں لاکر غور کریں کہ دیگر مسلمانان بہ موجودگی قرآن مجید وحدیث شریف ان مسائل کو خلاف تصریحات کتاب اللہ عزوجل جس کے واسطے فرمایا:’’اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء قلیل ما تذکرون (الاعراف:۳)‘‘ (تابعداری کرو اس کی جو تمہاری طرف تمہارے رب سے اوتاری گئی ہے اور اس کے سوا دوستوں کی تابعداری نہ کرو تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو) وخلاف سنت رسول اللہ ﷺ جس کے واسطے فرمایا کہ:’’اتاکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا

(الحشر:۷)’’(جو رسول تم کو دے وہ لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو) یہ کیونکر قبول کر سکتے ہیں؟

۲...... اب جائے غور ہے کہ بیعت کے شرائط میں جو مرزا قادیانی نے فرمایا کہ بیعت کرنے والا اپنے نفس کو معہ اس کے تمام لوازم کے ایک رہبر کے ہاتھ بیچے اور رہبر کی غلامی میں دے کر علوم معارف وبرکات اس کے عوض میں لے۔ یہ حکم قرآن مجید اور حدیث شریف میں کہاں ہے؟ نفس کو مع لوازم بیچنا یا غلامی میں دینا سن کر انسان عاجز جو فطرتاً سہولت وآزادی پسند ہے اوّل ہی ہراساں وخائف ہو جاتا ہے۔ حالانکہ ہر ایک مسلمان وغیرہ جانتے ہیں کہ دین اسلام میں ہرگز ہرگز کسی قسم کی قید سختی وتنگ گیری نہیں۔ بلکہ آرام درآرام سہولت درسہولت وآسائش درآسائش ہے۔ جیسا کہ’’لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا (البقرہ:۲۸۶)‘‘(اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) فرما کر ارحم الراحمین نے خود قرآن مجید میں فرمایا:’’یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر (البقرہ:۱۸۵)‘‘(اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے اور تنگی کا ارادہ نہیں کرتا)’’وما جعل علیکم فی الدین من حرج (الحج:۷۸)‘‘(اور اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے بارہ میں کوئی تنگی نہیں کی)’’ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج (المائدہ:۶)‘‘(اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی تنگی کرے)’’کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ (الاعراف:۲)‘‘(یہ کتاب ہے جو تیری طرف اتاری گئی پس تیرے سینہ میں اس سے تنگی نہ ہو) بلکہ کتاب مبارک جس کی صفت میں فرمایا:’’کتٰب احکمت ایاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر (ہود:۱)‘‘(یہ کتاب ہے کہ محکم کی گئی ہیں اس کی آیتیں پھر مفصل کی گئی ہیں حکیم خبردار کی طرف سے)’’کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الیٰ النور باذن ربھم الیٰ صراط العزیز الحمید اللہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض (ابراھیم:۱)‘‘(یہ کتاب ہے کہ ہم نے تیری طرف اس لئے نازل کیا ہے کہ تو لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف ان کے رب کے حکم سے اللہ تعالیٰ عزت والے سرائے ہوئے کے راستہ کی طرف نکالے جو آسمانوں اور زمین کی ہر شئے کا مالک ہے) وغیرہ اس کے نزول اور رؤف الرحیم نبی الامی ﷺ کے بعثت کا مقصد یہ فرمایا کہ پہلے بوجہ بیہودہ قیود وزنجیریں جن میں مخلوق نے اپنی نادانی وناسمجھی سے اپنے آپ کو جکڑ کر قید کر لیا ہے۔ وہ سب ان سے اتار کر ان کو آزاد ورہا کر دیا جاوے۔ جیسے فرمایا:’’ورحمتی وسعت کل شیٔ فاکتبھا للذین یتقون ویؤتون الزکوٰۃ والذین ھم بایٰتنا یؤمنون ۰ الذین یتبعون الرسول النبی

الامی الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورٰۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبئث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فاالذین اٰمنوا بہ وعزّروہ ونصروہ واتبعو النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون (الاعراف:۱۵۶،۱۵۷)‘‘(اور میری رحمت ہر چیز کو فراخ ہے۔ پس قریب ہے کہ میں اس کو ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔ وہ جو تابعداری کرتے ہیں رسول نبی امی کی جس کو اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں جو ان کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور پاک چیزیں ان کے لئے حلال کرتا ہے وار پلید چیزیں ان پر حرام کرتا ہے اور ان سے ان کے بوجھ اور طوق جو ان پر تھے اتارتا ہے۔ پس جو لوگ کہ اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی عزت کی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے تابعداری کرتے ہیں وہ لوگ مراد پانے والے ہیں) اور اسی واسطے اس ہادی جن وانس ﷺ نے بھی فرمایا:’’لا تشددوا علیٰ انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوماً تشددوا علیٰ انفسھم فشدد اللہ علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیار ۰ رھبانیۃ ابتدعوھا ما کتبنٰھا علیھم‘‘(تم اپنے نفسوں پر سختی نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر سختی کرے گا۔ پس تحقیق ایک قوم نے اپنے نفسوں پر سختی کی پس اللہ تعالیٰ نے ان پر سختی کی۔ یہ ان کے بقایا ہیں عبادت خانوں اور دیروں میں جنہوں نے ترک دنیا خود نکال لی۔ ہم نے اس کو ان پر نہ لکھا تھا)

اب دیکھئے قرآن مجید واسلام تو آسانی وسہولت کر کے بندگان کو بیہودہ بوجھ قیدوں وزنجیروں سے مخلصی دے کر آزاد کرتا ہے اور مرزاقادیانی اس آزاد ورہا شدہ عاجز مخلوق الٰہی کے نفوس کو معہ لوازم خرید فرما کر اور ان کو اپنی غلامی میں جکڑ کر داخل فرما کر ان کے مالک بن کر بڑے خوش ہوں یہ خوب’’اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء (الاعراف:۳)‘‘

’’ولا تتبعو السبل فتفرّق بکم عن سبیلہ (الانعام:۱۵۳)‘‘(اور مت پیروی کرو اور راہوں کی متفرق کر دیں گے تم کو اس کی راہ سے) اور ارشاد رسول اللہ ﷺ ’’لا تشددوا‘‘ کا اتباع ہوا۔ اگر مرزاقادیانی فرماویں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ جو فرماتا ہے:’’ان اللہ اشترےٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون ویقتلون وعدًا علیہ حقًا فی التوراۃ وانجیل والقران ومن اوفی

بعہدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک وھو الفوز العظیم (التوبۃ:۱۱۱) ’’(اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہے مسلمانوں سے ان کے جان اور مال بعوض بہشت کے۔لڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔وعدہ ہو چکا اس کے ذمہ پر سچا توراۃ اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کون عہد پورا کرنے والا اپنے پس خوشیاں کرو اس معالت پر جو تم نے کی ہے اس سے اور یہی ہے بڑی مراد ملنی) جس سے یہ مطلب ومدعا بھی واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ خالق ومالک نے مؤمنین کی جانوں ومالوں کو اپنی فرمانبرداری واپنے زیر حکم لے کر اس خفیف سے اطاعت وفرمانبرداری کے عوض میں جو وہ خواہش نفس کو چھوڑ کر کریں۔ان کو مقام رضاونت دینے کا وعدہ فرمایا اور یہ بھی اس کی سراسر رحمت وبخشش ہے۔ورنہ وہ تو یوں بھی بموجب ارشاد’’للہ ملک السمٰوات والارض وما فیھن وھو علیٰ کل شیٔ قدیر (المائدہ:۱۲)‘‘(اللہ تعالیٰ کے ہیں ملک آسمانوں اور زمین کے اور جو کچھ ان میں ہے اور وہ سب چیز پر قدرت رکھتا ہے) ہر طرح ہر چیز کا مالک ہے۔اگر بغیر کسی عوض انہ کے بھی جان لے لے تو وہ خالق مالک ہر طرح سے مختار ہے نعم ما قیل۔

جان دے دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

۳...... پھر اس خالق ومالک نے سوائے اپنی ذات مبارک کے اور کسی دوسرے کا تو کیا ذکر خاص برگزیدہ وپسندیدہ گروہ کو بھی اپنے مخلوق کے نفوس کا معہ لوازم کے مالک بننا تو بجائے خود اپنی طرف نسبت عبدوغلامی کرنا بھی جائز نہیں فرمایا۔جیسا ارشاد فرمایا:’’ماکان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتٰب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادًا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتٰب وبما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخذوا الملائکۃ والنّبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون (العمران:۷۹،۸۰)‘‘(کسی بشر کو لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب حکم اور نبوت دیوے۔پھر وہ لوگوں کو کہے کہ تم میرے بندے ہو جاؤ۔اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر۔لیکن یہ کہے کہ تم ربانی بن جاؤ۔جیسے کہ تم کتاب سکھلاتے اور پڑھتے تھے اور نہ ہی یہ کہے۔تم کو کہ فرشتوں اور نبیوں کو اپنا رب بناؤ۔کیا تم کو کفر سکھاوے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو چکے؟) اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی نادار سے نادار اور غریب سے غریب صحابہ بلکہ کسی کو بھی کبھی نہیں فرمایا نہ بیعت کے وقت اور نہ کسی اور وقت کہ ہم نے تمہارے نفس کو معہ لوازم خرید لیا ہے اور اب ہم مالک ہو گئے ہیں۔حالانکہ علوم

وفیوض وبرکات الٰہی جو ذات مبارک رسالت پناہی ﷺ سے مخلوق کو حاصل ہوئے۔ وہ اور کسی سے کیا ہوتے ہیں اور کیا ہو سکتے ہیں؟

۴...... اب لیجئے! مسئلہ بیعت جو ایک سیدھا سادھا اسلامی شرعی مسئلہ ہے اور وضاحت سے قرآن مجید وحدیث شریف میں بیان ہوا ہے۔ لفظ بیعت کی اشتقاق باع کے مصدر بیعت وغیرہ سے بحث کی کچھ ضرورت نہیں۔ مرزا قادیانی نے تو حسب مدعا لفظ بیعت کو بیع سے مشتق فرما کر نفس کو معہ لوازم بیچنا وغلامی میں دینا وغیرہ موافق مقصود خود بیان فرمایا۔ لیکن دیگر علماء نے اس کو خوب وضاحت سے بیان کیا ہے۔ جیسا کہ مرحوم نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی بحوالہ ابن خلدون کے اپنی کتاب اکلیل الکرامہ فی بتیان مقاصد الامہ میں اس کو مفصل بیان فرمایا ہے جس کو ضرورت ہو وہاں دیکھ لے۔ عاجز کو جو مولوی عالم نہیں۔ یہاں علمی بحث سے سروکار نہیں۔ صرف شرعی اصطلاحی معنے ومضمون ومقصد سے غرض ہے۔ لہٰذا اسی کو عرض کیا ہے۔ بیعت ایک عہد کرنا ہے اور اس میں توبہ بھی داخل ہے۔ جیسے گناہوں سے توبہ کر کے آئندہ گناہ نہ کرنے اور اوامر شرعیہ کی تعمیل کا وعدہ کرنا یا کفر شرک وغیرہ سے تائب ہو کر توحید الٰہی رسالت بعثت حشر ونشر کو مان کر بجا آوری احکام شرعیہ کا عہد کرنا وغیرہ۔ غرض منہیات شرعیہ سے توبہ وان کو ترک اور بجا آوری اوامر کا عہد یہ ہی بیعت کے شرعی معنے ومقصد ہے۔ جیسا قرآن مجید واحادیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

۵...... چنانچہ قرآن مجید میں اوّل فرمایا: ’’**ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ ومن اوفی بما عھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجراً عظیما** (الفتح:۱۰)‘‘ (اس میں بیعت کرنے والوں کے ہاتھ پر اپنی ذات مبارک کا ہاتھ ہونا فرما کر فرمایا کہ جو عہد پورا نہ کرے گا اس کا وبال اس کے نفس پر اور جو پورا کرے گا اس کو اجر عظیم عطاء ہوگا) پھر فرمایا: ’’**لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذیبا یعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم** (الفتح:۱۸)‘‘ (تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے جب تجھ سے بیعت کی اس درخت کے نیچے اور جانا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا۔ پھر اتاری ان پر تسلی) اس میں جنہوں نے تحت الشجرۃ بیعت کی ان پر اپنی رضا ونزول سکینہ کا حال بیان فرمایا۔ عورتوں سے بیعت لینے کی نسبت فرمایا: ’’**یاایھا النبی اذا جاءک المومنٰت یبایعنک علیٰ ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی**

معروف فبایعهن واستغفرلهن الله ان الله غفور رحیم (الممتحنہ:۱۲)‘‘(اے نبی ﷺ جب آویں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کواس پر کہ شریک نہ ٹھہراویں اللہ تعالیٰ کا کسی کو چوری نہ کریں بدکاری نہ کریں اپنی اولاد کوقتل نہ کریں اور بہتان نہ باندھ لاویں اپنے ہاتھوں، پاؤں میں اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی حکم شرع میں پس بیعت قبول کران سے اور بخشش مانگ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے) اس آیت کریمہ میں شرک باللہ، چوری، زنا، قتل، اولاد، بہتان، افتراء اور نافرمانی امر معروف میں نہ کرنے کا عہد لے کران بیعت کرنے والیوں کے لئے مغفرت طلب کرنی اور اپنی ذات مبارک کے غفور الرحیم ہونے کا ارشاد فرمایا اور اسی کے موافق رسول اللہ ﷺ کا قول مبارک وعملدرآمد رہا۔ یعنی ذات مبارک نے کئی قسم کی بیعتیں اور عہد صحابہ کرام سے لئے۔ چنانچہ بخاری ومسلم وغیرہ صحاح میں ابواب اقسام بیعت موجود ہیں۔ جیسا’’باب البیعة علی اقام الصلوٰة ۰ ایتاء الزکوٰة‘‘ شرک نہ کرنا، چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا، سچ بولنا، کسی سے سوال نہ کرنا، دینی معاملات میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا، مسلمانوں کا خیر خواہ رہنا، اطاعت وفرمانبرداری کرنی، اقامت ارکان اسلام وترک کبائر وغیرہ، میت پر نوحہ نہ کرنا، عہد پورا کرنا، یعنی وفا بالبیعۃ وغیرہ۔ جیسا احادیث سے ثابت ہے۔ سوائے اس کے بیعت امام’’علیٰ ان یفروا‘‘ وغیرہ علیحدہ ہیں۔

۶...... شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:’’کہ احادیث مشہورہ میں منقول ہے کہ لوگ بیعت کرتے۔ آنحضرت ﷺ سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور کبھی اقامت ارکان اسلام پر (یعنی صوم وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ) اور کبھی ثبات وقرار معرکہ کفار میں جیسے بیعت الرضوان اور کبھی سنت نبوی کی تمسک پر اور بدعت سے ہٹنے پر اور عبادت کے حریص وشائق ہونے پر اور عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے چند فقراء مہاجرین سے بیعت لی۔ اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ سوان میں یہ حال تھا کہ کسی کا چابک گرجاتا تو گھوڑے سے اتر کر خود اٹھاتا اور کسی سے چابک اٹھادینے کا سوال نہ کرتا اور اس میں کچھ شک وشبہ نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی فعل بطریق عبادت واہتمام کے ثابت ہو تو وہ سنت دینی سے کم نہیں۔ نبی ﷺ خلیفہ اللہ تھے۔ اس کی زمین میں اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن وحکمت کو نازل فرمایا اور معلم تھے۔ کتاب وسنت کے اور پاک کرنے والے تھے۔ امت کو سوجو فعل کہ آنحضرت ﷺ نے علی جہۃ خلافت کیا وہ خلفاء کے لئے سنت اور جو فعل بحیثیت معلما للکتاب والحکمۃ ومزکیا للامۃ کیا وہ علماء الراسخین کے واسطے سنت ہوا اور بعض نے بے جا ظن کیا ہے

کہ بیعت قبول خلافت پر منحصر ہے اور صوفیوں کی بیعت شرعاً کچھ نہیں۔ یہ ظن فاسد ہے۔ اس دلیل سے جو ہم نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ بیعت لیتے تھے۔ کبھی اقامت ارکان اسلام پر (صلوٰۃ، زکوٰۃ وغیرہ) کبھی تمسک سنت پر جس پر صحیح بخاری شاہد ہے کہ حضرت ﷺ نے جریرؓ سے بیعت کے وقت شرط کی خیرخواہی ہر مسلمان کی اور قوم انصار سے بیعت لی کہ امر الٰہی میں کسی کی ملامت سے نہ ڈریں اور جہاں کہیں ہوں حق ہی بات کہیں۔ سوا ان میں بعض لوگ امراء وملوک پر کھلا کھلا انکار کرتے اور عورات انصار سے نوحہ نہ کرنے پر بیعت لی۔ وغیرہ اور یہ سب اموراز قسم تزکیہ اور امر بالمعروف والنہی عن المنکر ہیں۔''

جس سے صاف ثابت ہے کہ بیعت فقط قبول خلافت وسلطنت پر ہی منحصر نہیں بلکہ بیعت الاسلام وبیعت التمسک بحبل التقویٰ وغیرہ وغیرہ بھی ہیں۔ پھر عبادۃ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ ''بایعنا رسول اللہ ﷺ علیٰ ان لا نشرک باللہ ولا نزنی ولا نسرق ولا نقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق ''(ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے اور زنا اور چوری نہ کریں گے اور اس جان کو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا قتل حرام کیا ہے ناحق قتل نہ کریں گے) اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ بعد نقل روایت فرماتے ہیں کہ یہ معاملہ قبل از ہجرت ہوا تھا۔ پس اس خیال والے لوگ یعنی جو بیعت کو قبول خلافت پر منحصر ومحدود سمجھتے ہیں۔ خوب غور کریں کہ قبل از ہجرت خلافت وسلطنت کا کیا ذکر؟

۷...... ''ان رسول اللہ ﷺ قال وحولہ عصابۃ من اصحابہ تعالوا بایعون علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصونی فی معروف وفی روایۃ للبخاری والنسائی وقرء آیۃ النساء فمن اوفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذلک شیئا فعوقب بہ فھو کفارۃ لہ ومن اصاب من ذلک فسترہ اللہ علیہ فامرہ الیٰ اللہ انشاء واقبہ وانشاء عفا عنہ قال فبا یعناہ علیٰ ذلک ''(تحقیق رسول اللہ ﷺ نے بحالیکہ ان کے گرد صحابہؓ کی ایک جماعت تھی۔ فرمایا آؤ مجھ سے بیعت اس بات پر کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ۔ چوری اور زنا نہ کرو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو اور بہتان اپنے ہاتھ اور پاؤں سے باندھ کر نہ لاؤ اور حکم شرع میں میری نافرمانی نہ کرو اور بخاری کی ایک روایت اور نسائی میں ہے اور پڑھیں آیت نساء کی پس جو شخص وفا کرے تم میں سے پس اس کا اجر اللہ پر ہے اور جو شخص اس میں سے کسی شئے کو پہنچے اور اس کے لئے عذاب دیا جاوے تو وہ اس

کے لئے کفارہ ہے اور جو شخص اس میں سے کسی شئے کو پہنچے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے تو اس کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے۔ چاہے اس کو عذاب کرے چاہے اس سے معاف کرے۔ (راوی کہتا ہے۔ پس ہم نے اس بات پر بیعت کرلی) بخاری میں ہے کہ بروز غزوہ خندق آنحضرتﷺ نے سب مہاجرین وانصار کے واسطے دعا مغفرت کی تو سب نے یہ عرض کیا۔ ’’نحن الذین بایعوا محمد اعلیٰ الاسلام ما بقینا ابدا‘‘ یعنی ہم نے بیعت کی محمدﷺ سے اسلام پر جب تک ہم زندہ رہیں گے۔ حدیبیہ کے روز پندرہ سو اصحابہ نے بیعت کی۔ ایک روایت میں ہے کہ: ’’لم یخلف احد من للمسلمین حضرھا الاجدین قیس اخو بنی سلمة‘‘ (کوئی ایک بھی مسلمانوں سے باقی نہ رہا۔ سوا جد بن قیس برادر بنی سلمہ کے) جس کی نسبت لکھا ہے کہ منافق تھا اس لئے حاضر بیعت نہ ہوا اور سلمہ بن الاکوع سے دوبارہ آپ نے بیعت لی۔ بعض منکرین بیعت میں سے جو شبہ کرتے ہیں تو مسلموں سے بیعت لی جاتی ہے۔ دوسرے مسلمان جو اوّل ہی احکام شرعیہ سے واقف وپابند ہوں ان سے بیعت کی ضرورت نہیں۔

سوان احادیث مذکورہ بالا سے یہ شبہ بھی بخوبی رفع ہوگیا۔ اس لئے کہ سالہا سال کے متبعان حاشیہ نشینان موحد مسلمانان سے رسول اللہﷺ نے خود اصرار سے تکمیل اسلام کی بیعتیں لی ہیں۔ پھر ’’عن جبریر بن عبداللہ قال بایعت رسول اللہ ﷺ علی اقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة والنصح لکل مسلم‘‘ (جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ سے نماز قائم رکھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی)

صحیح مسلم میں ہے کہ زبیرؓ اپنے فرزند عبداللہؓ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا آٹھ برس کے تھے۔ رسول اللہﷺ ان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے۔ پھر ان سے بیعت لی اور عورتوں سے بیعت کے بارہ میں ہے: ’’عن ام عطیة قالت لما قدم رسول اللہﷺ المدینة جمع نساء الانصار فی بیت فارسل الیھن عمرؓ بن الخطاب فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول رسول اللہ ﷺ الیکن یبایعن علیٰ ان لا تشرکن باللہ شیئا ولا تسرقن ولا تزنین قلنا نعم فمدیدہ من خارج البیت ومددنا ایدینا من داخل البیت‘‘ (ام عطیہؓ سے روایت ہے۔ کہا کہ جب رسول اللہﷺ مدینہ میں آئے تو انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور ان کے پاس عمر بن خطابؓ کو بھیجا۔ پس وہ دروازے پر کھڑے ہوئے اور سلام کیا اور کہا کہ میں رسول اللہﷺ کا تمہاری طرف بھیجا ہوا آیا ہوں کہ تم بیعت کرو اس بات پر کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور چوری اور زنا نہ کرو۔

ہم نے اس امر کو قبول کیا۔ پس عمرؓ نے اپنا ہاتھ گھر کے باہر کی طرف سے لمبا کیا اور ہم نے اندر کی طرف سے اپنے ہاتھ لمبے کئے)

اور ابن جوزیؒ لکھتے ہیں کہ بروز فتح مکہ چار سو ستاون عورتوں نے بیعت کی۔

''اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل قال انزلت هذه الآية يوم الفتح فبايع رسول اللهﷺ الرجال على الصفاء وعمر يبايع النساء تحتها عن رسول اللهﷺ واخرج نحوه ابن جبرير وابن مردويه عن ابن عباسؓ''(ابن ابی حاتم مقاتل سے لائے ہیں کہا کہ یہ آیت فتح مکہ کے دن نازل ہوئی تو رسول اللہﷺ نے مردوں سے صفا پر بیعت لی اور عمرؓ نے بیعت عورتوں سے رسول اللہﷺ کی طرف سے صفا کے نیچے لی اور ایسا ہی ابن جریر اور ابن مردویہ ابن عباسؓ سے لائے ہیں)

بخاری ومسلم میں ام عطیہ سے روایت ہے:''قالت بايعنا رسول اللهﷺ فقراء علينا ان لا يشركن بالله شيئا ونهانا عن النياحة فقبضت منا امراة يدها (الحديث)''(کہ ہم نے رسول اللہﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہم پر یہ پڑھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ بناویں اور نوحہ کرنے سے منع کیا۔ پس ایک عورت نے ہم میں سے اپنا ہاتھ روک لیا) بعض ناواقف یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ کے بعد صحابہ وتابعینؒ کا بیعت کرنا مروی ومعلوم نہیں ہے۔ سو اوّل تو یہ عذر ہی بے جا وغلط ہے۔ کیونکہ:

اوّل...... اہل سلوک وصوفیاء کرام تو اپنے سلسلہ بیعت کو برابر سیدنا ابوبکر صدیقؓ وعلی مرتضیٰؓ تک پہنچاتے ہیں۔

دوم...... اگر کسی کو ناواقفی کے سبب عملدرآمد صحابہ کرام وغیرہ کی روایت نہ ملے یا معلوم نہ ہو تو کسی کے قصور علم یا فہم کے باعث سنت رسول اللہﷺ منسوخ نہیں ہوسکتی۔

سوم...... سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے بعد عمر فاروقؓ پھر عثمانؓ ذوالنورین پھر علی مرتضیٰؓ وغیرہ سب کے عہد میں بیعت جاری رہی۔ چنانچہ بخاری میں ہے کہ عبدالرحمٰنؓ نے بمشورت صحابہ کرامؓ عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کر کے بیعت کے وقت کہا:''ابايعك على سنة الله وسنة رسوله والخليفتين''(میں تیری بیعت کرتا ہوں سنت اللہ وسنت رسول اللہ وطریقہ شیخین پر) اور امام احمد کی روایت میں ہے۔''ابايعك على كتاب الله وسنت رسوله وسيرة ابى بكر وعمر''(میں تم سے بیعت کرتا ہوں اوپر کتاب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی سنت اور طریقہ ابوبکرؓ وعمرؓ پر)

پس جب کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ وسیرۃ ابی بکرؓ وعمرؓ کے مطابق بیعت ہوئی تو اس میں تقویٰ خلافت وغیرہ امور شرعیہ سب طرح کی بیعت آ گئی اور پھر کوئی کیونکر کہہ سکتا ہے کہ صحابہ کا بیعت کرنا مروی ومعلوم نہیں؟

چہارم…… اگر بفرض محال ان کے اس عذر وبے سند قول کو مان بھی لیں تو قابل غور یہ ہے کہ آیا کسی سنت رسول اللہ ﷺ پر کسی خاص شخص کے کسی باعث عمل نہ کرنے سے وہ سنت سید الاولین والآخرین ﷺ ساقط ہوکر واجب العمل نہیں رہتے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔

۸…… سورۂ فتح کی تفسیر میں مرحوم نواب صدیق حسن خان صاحب نے فرمایا: ''وھذہ الآیۃ فیھا دلالۃ علی مشروعیۃ البیعۃ وقد صدرت منہ صلعم مبایعات کثیرۃ اشتملت علیھا الاحادیث الواردۃ فی الصحیحین وغیرھما من دواوین الاسلام ومما لا شک فیہ ولا شبھۃ انہ اذا ثبت عن النبی ﷺ فعل علیٰ سبیل العبادۃ والاھتمام بشانہ فانہ لا ینزل عن کونہ سنۃ فی الدین'' (اور یہ آیت ہے جس میں بیعت کے مشروع ہونے کی دلیل ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بہت بیعتیں صادر ہوئی ہیں جن پر حدیثیں صحیحین وغیرہ کی شامل ہیں اور اس بات میں کوئی شک اور شبہ نہیں کہ جب نبی ﷺ سے ایک فعل عبادت اور مہتمم بالشان ہونے کے طریق پر ثابت ہوا۔ پس وہ دین میں سنت ہونے سے کم درجہ پر نہیں ہوسکتا)

اور ایسا ہی عاجز کے شیخ سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ بیعت کو سنت رسول اللہ ﷺ وباعث برکات جان کر اس پر عامل تھے۔ بیعت میں اوّل گناہ سے توبہ کراتے۔ پھر شرک بدعت رسم خلاف شریعت نہ کرنے واطاعت اللہ عزوجل ورسول اللہ ﷺ کرنے کا عہد وبیعت لیتے اور یہ ہی سلف صالحین وخلف امتہ مرحومہ سے مروی ہے اور اسی پر تمام برکات انعام واکرام بارگاہ الٰہی سے تائب ومنیب بندگان پر ہوتی آئی ہیں۔ عاجز کو تو یہ حقیقت بیعت کی معلوم ہے اور مرزاقادیانی نے جو حقیقت بیعت تراش کر تحریر فرمایا ہے کہ نفس کو معہ لوازم رہبر کے ہاتھ میں بیچ کر اپنے آپ کو اس کی غلامی میں دیوے۔ اس کا ذکر تو کہیں نہیں آیا۔ ہاں! مرزاقادیانی کو سارے جہاں وتمام مخلوق الٰہی کو بہ نیت مزید آمدنی اپنی چاکری وغلامی میں لینے کی خواہش وشوق ہے۔ اس لئے مرزاقادیانی پھر پھرا کر اسی پر زور ڈالتے ہیں اور اسی کی تاکید ودعوت کرتے ہیں۔

۹…… یہ جو مرزاقادیانی نے فرمایا ہے کہ: ''بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں۔ کیونکہ ایسی توبہ تو انسان خود بھی کرسکتا ہے۔'' نہ معلوم یہ کس دلیل سے اور کہاں سے فرماتے ہیں؟ بیعت میں توبہ تو

خود داخل ہے۔ توبہ کی حقیقت اکابر اسلام نے یہ ہی لکھی ہے کہ گناہ کو جو موجب حجاب و دوری محبوب ہے گناہ اور برا و مضر جاننا۔ اس پر افسوس کرنا۔ نادم ہونا۔ زمانہ حال و استقبال میں اس کے ترک کرنے اور اسی سے دور رہنے کا قصد اور تلافی، مافات کرنا۔ سو یہی توبہ ہے۔ بلکہ کبھی صرف ندامت ہی کو توبہ فرمایا ہے۔ جیسا ''الندم توبة والتائب کمن لا ذنب له'' (پشیمانی توبہ ہے اور تائب مثل اس کے ہے جس کا کوئی گناہ نہ ہو) اور جس قدر بیعتیں ذکر ہوئی ہیں ان سب میں یعنی شرک، چوری، زنا، قتل اولاد، بہتان افتراء، سوال نہ کرنا، نوحہ نہ کرنا وغیرہ۔ ان سب کے نہ کرنے کے عہد میں توبہ خود لاینفک داخل ہے۔ کیونکہ جو کچھ پہلے کیا ہے اس پر ندامت و پشیمانی و توبہ کہ آئندہ نہ کروں گا اور اگر نہیں کیا۔ تب بھی آئندہ نہ کرنے کا عہد توبہ میں داخل ہے۔ غرض توبہ تو ہر طرح لازمی جزو ہے۔ پھر آپ کس طرح فرماتے ہیں کہ صرف توبہ منظور نہیں۔ صرف توبہ نہ سہی آئندہ نہ کرنے کے عہد کے ہمراہ سہی۔ غرض توبہ اس کے ساتھ شامل ضرور ہے۔ مرزا قادیانی کا طرز تحریر بھی عجیب و قابل داد ہے کہ اوّل تو رد و انکار کر کے فرمایا کہ بیعت سے صرف توبہ منظور نہیں۔ کیونکہ ایسی توبہ تو انسان خود بھی کر سکتا ہے۔ پھر فرمادیا۔ بلکہ وہ معارف اور برکات اور نشان مقصود ہیں جو حقیقی توبہ کی طرف کھینچتے ہیں تو خیال فرمایئے کہ اس کا انجام و مآل بھی توبہ ہی ہوا۔ گو مرزا قادیانی نے لفظ حقیقی لگا کر اسی توبہ کو جس سے پہلے انکار کیا تھا۔ آخر اسی کو قبول فرمایا۔ پھر کسی مؤمن مسلمان کی یہ کب شان ہے کہ اوّل جھوٹھ موٹھ توبہ کرے یا کرائے اور اس کے بعد حقیقی و سچی توبہ کی نوبت آئے؟ شاید مرزا قادیانی کے یہاں ایسا ہوتا ہوگا کہ بناوٹی و ظاہر داری کی توبہ ہی ہوتی ہو؟ جیسا مرزا قادیانی نے خود بدولت کے اخلاق میں بناوٹی غصہ و رعب کا ضرورۃ الامام کے صفحات میں ذکر فرمایا ہے اور پھر بعد میں دنیا بامید قائم کبھی ایسا زمانہ بھی شاید آوے جس میں حقیقی توبہ ہو اور عاجز دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی و مریدین کے واسطے ایسا وقت لاوے اور ان کو توفیق توبہ و انابت عنایت فرماوے۔ آمین!

۱۰...... پھر توبہ ایسی نعمت و بخشش ہے کہ تواب رحیم ہر ایک کو نصیب فرماوے۔ آمین! قرآن مجید میں اسی کے واسطے امر تاکید ہے۔ ''وتوبوا الیٰ اللہ جمیعاً ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون'' (اور توبہ کرو سب اللہ تعالیٰ کی طرف اے مؤمنو! تاکہ تم خلاصی پاؤ) ''یاایہا الذین اٰمنوا توبوا الیٰ اللہ توبة نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم ویدخلکم جنت تجری من تحتہا الانہار'' (اے لوگو! ایمان والو اللہ کی طرف توبہ کرو۔ خالص امید ہے کہ تمہارا رب تم سے تمہاری برائیاں دور کرے اور ایسے باغوں میں تم کو داخل کرے کہ ان کے

یچے سے نہریں بہتی ہیں)’’وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یمتعکم متاعاً حسنا ‘‘ (اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگو۔ پھر توبہ کرو۔ اس کی طرف تم کو فائدہ دے گا اچھا فائدہ)’’ان اللہ یحب التوابین ویحب المطهرین (التحریم:۸) ‘‘(تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)

حدیث شریف میں اس کے واسطے فرمان موجود ہے۔’’قال رسول اللہ ﷺ یاایها الناس توبوا الیٰ اللہ فانی اتوب الیه فی الیوم مائة مرة، مسلم ‘‘(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اللہ کی طرف توبہ کرو۔ تحقیق میں خود اس کو طرف ایک دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں) ’’ان اللہ یبسط یده باللیل لیتوب مسیٔ النهار ویبسط یده بالنهار لیتوب مسیٔ اللیل حتی تطلع الشمس من مغربها، مسلم ‘‘(تحقیق اللہ تعالیٰ رات میں اپنے ہاتھ مبارک کو پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرے اور پھیلایا ہے اپنا ہاتھ مبارک ان کو تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرے۔ یہاں تک کہ سورج اپنے مغرب سے نکلے گا)’’ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیه، متفق علیه ‘‘(تحقیق بندہ جب اقرار کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر رجوع مغفرت کرتا ہے)’’ان العبد اذا اذنب ذنبا فقال رب اذ نبت فاغفره فقال ربه اعلم عبدی انه له ربا یغفر الذنب ویاخذ به غفرت لعبدی ثم مکث ماشاء اللہ ثم اذنب ذنبا فقال رب اذبنت ذنبا فاغفره فقال اعلم عبدی ان له ربا یغفر الذنوب ویاخذ به غفرت لعبدی ‘‘(تحقیق بندہ جب گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے رب میں نے گناہ کیا ہے تو اس کو بخش دے اس کا رب کہتا ہے کہ کیا میرے اس بندہ نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہوں کو بخشا اور گناہ پر پکڑتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے۔ چند عرصہ بعد جس قدر اللہ چاہتا ہے ٹھہرتا ہے۔ پھر ایک گناہ کرتا ہے تو کہتا ہے اے رب میں نے ایک گناہ کیا ہے تو اس کو بخش دے۔ پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا میرے بندے نے معلوم کیا ہے کہ ایک رب ہے جو گناہ بخشا اور گناہ پر پکڑتا ہے؟ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے) پھر ایسا ہی تیسری مرتبہ فرما کر فرمایا:’’فلیفعل ماشاء متفق علیه ‘‘(پس کرے جو چاہے) پھر سید الاستغفار’’اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عهدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابؤ لک بنعمتک علیّ وابؤ بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت ‘‘(یا اللہ تو میرا رب ہے۔ کوئی معبود نہیں۔ سوا تیرے تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں جس طاقت تیرے عہد اور وعدہ پر ہوں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اس شر

سے جو میں نے کی اور میں اقرار کرتا ہوں۔ تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے اور اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا پس بخش دے مجھ کو کیونکہ تو ہی بخشنے والا ہے اور دوسرا کوئی نہیں)

تعلیم فرما کر فرمایا: ''**ومن قالها من النهار موقنا بها فمات من يومه قبل ان يمسى فهو من اهل الجنة ومن قالها من الليل وهو موقن بها فمات قبل ان يصبح فهو من الجنة** (بخاری)'' (اور جو شخص کہے اس کو دن میں یقین سے اور اسی دن شام سے پہلے مرجاوے تو وہ اہل جنت سے ہے اور جو رات کو یقین کے ساتھ کہے اور صبح سے پہلے مرجاوے تو وہ اہل جنت سے ہے) ''**عن ابن عمر قال ان كنا لنعد لرسول الله ﷺ فى المجلس يقول رب اغفرلى وتب على انك انت التواب الغفور مائة مرة**'' (ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک مجلس میں یہ کہنا کہ اے رب مجھے بخش اور مجھ پر رجوع کر تحقیق تو توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔ ایک سو مرتبہ ہم شمار کرتے تھے) اور فرمایا جس نے کہا: ''**استغفر الله الذى لا اله لا هو الحى القيوم واتوب اليه غفر له**'' (اور بخشش مانگتا ہوں اس اللہ تعالیٰ سے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ زندہ قائم رہنے والا ہے اور میں توبہ کرتا ہوں طرف اس کے) اور فرمایا: ''**كل بنى آدم خطآء وخير الخطائين التوابون**'' (کل بنی آدم خطا کار ہیں اور اچھے خطا کاروں میں وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں) اور فرمایا: ''**ان الله يقبل توبة العبد ما لم يغرغر**'' (تحقیق اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا رہتا ہے جب تک غرغر کی حالت نہ پہنچے) وغیرہ۔ غرض توبہ واستغفار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ومرغوب ہے اور مؤمنین کو اس کا بڑا اہتمام وخیال رہتا ہے۔

۱۱...... اور یہ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص اپنی رزائیل نقائص وعیوب پر مطلع اور ان سے بیزار ہوکر ان کو ترک کرنے کو توبہ وبیعت کے واسطے مستعد ہوگا تو ضرور اس شخص کے ہاتھ پر عہد کرے گا جس کو وہ ان رزائل نقائص وعیوب سے مخلصی یافتہ ومزکی وکم سے کم اپنے سے ان امور میں اعلیٰ وافضل جانے گا۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ عزوجل کے فضل وکرم سے بہ خلعت ''**وانك لعلى خلق عظيم**'' (اور تحقیق تو اخلاق عظیم پر ہے) مشرف ہوکر بہمہ اوصاف موصوف وکامل واکمل تھے۔ جیسا کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالات مقالات مندرجہ کتب سیر سے ظاہر وباہر ہے۔

چنانچہ خود فرمایا: ''**ان الله بعثنى لتمام مكارم الاخلاق وكمال محاسن الافعال**'' (تحقیق اللہ تعالیٰ نے بھیجا مجھ کو واسطے پورا کرنے بزرگ خلقوں اور کمال کرنے نیک اعمال کے) لہٰذا ہر ایک شخص ذات مبارک سے تو توبہ وبیعت کر کے اس کامل واتم نور سے رنگین

ہوکر اخلاق فاضلہ میں فائز المرام ہوجاتا تھا۔اب کوئی دوسرا چونکہ نہ ایسا کامل ومکمل ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔اس لئے ناچار جس وصف میں کوئی مرد فرد وممیّز ہواسی خاص وصف یا خلق کو اس سے حاصل کرنا ہوگا۔جیسا کہ اکثر فقراء واہل اللہ کے حالات سے ثابت ہے کہ وہ کئی مرشدوں اور پیروں سے توبہ وبیعت کر کے یا صحبت میں رہ کر مختلف اخلاق میں مستفیض ہوئے۔عاجز کا اپنا بھی مشاہدہ وتجربہ ہے کہ فقراء گو ذاکرین تو ہوتے ہیں۔لیکن آج کل نسبت خضوع وخشوع فی الصلوٰۃ وتعظیم وامر شرعیہ ان میں اکثر کم ہوتی ہے۔اکثر نماز جلد جلد جھٹ پٹ بے مذاقوں کی طرح پڑھ لیا کرتے ہیں۔الا ماشاءاللہ!

۱۲...... عاجز کے شیخ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم کو حسب ارشاد:''**وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ**''(اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کی گئی ہے) میں بہ فحوائے''**قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون**''(تحقیق فلاح پائی ان مؤمنوں نے جو کہ اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں) کے خضوع خشوع ذوق شوق ولذت وحلاوت بدرجہ کمال تھی۔لہٰذا اکثر لوگ بہ نسبت حضور خضوع وخشوع فی الصلوٰۃ کے حصول کے لئے ان کے پاس حاضر ہوکر اور ان کی صحبت کیمیاء خاصیت میں رہ کر اپنی مراد ومقصود میں کامیاب ہوتے۔چنانچہ جس زمانہ میں مرزاقادیانی ان کی خدمت بابرکت میں دعاء کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے تو آپ نے یہ حال بچشم خود مشاہدہ کیا ہوگا اور اب بھی ان کے ملنے والوں وصحبت یافتوں میں یہ رنگ ونسبت ضرور دیکھتے ہوں گے۔''**وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**''(اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے) شیخ الکل مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب خود سید عبداللہ صاحب مرحوم کے ذکر آنے پر اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ عبداللہ صاحب غزنوی ہم سے حدیث تو پڑھ گئے اور نماز ہم کو سکھلا گئے اور عاجز کے رفیق سے حافظ ہدایت علی صاحب مرحوم نے خود بیان کیا کہ ہم معمولی نماز پڑھا کرتے تھے۔عبداللہ صاحب غزنوی کے ملنے اور ان کی دعا سے یک دفعہ ایسا حضور وسرور نماز میں پیدا ہوا کہ ہم نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور مولوی رفیع الدین صاحب عظیم آبادی نے مولوی عبدالرحمٰن صاحب ہندوستانی سے کہا کہ باوجودیکہ علم میں ہم منتہی ہوگئے اور حدیث احسان سب کتب میں پڑھی۔لیکن اس کی حقیقت مع عمل عبداللہ صاحب کی صحبت میں رہ کر کھلے۔اب بھی ایک ذاکر ومتقی فقیر صاحب جو نقشبندی مجددی ہیں اور عبداللہ صاحب غزنوی مرحوم کو بھی انہوں نے دیکھا ہے۔وہ اس ذوق ولذت سے نماز پڑھتے ہیں کہ دیکھ کر اور ان کے ساتھ نماز پڑھ کر دل خوش ہوتا ہے اور مرزاقادیانی کے یہاں تو یہ کیفیت کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔سبحان اللہ! کیا عرض

کروں سید عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا یہ مجرب اثر تھا کہ نیت نماز کے لئے ہاتھ اٹھانا دنیا ومافیہا کے خیالات وخطرات سے دست بردار ہو جاتا تھا اور بکاوزاری طاری ہو جاتی اور نماز سے باہر آنے کو جی نہ چاہتا۔ یہ عاجز کا عینی مشاہدہ وذاتی تجربہ ہے۔ سنی سنائی بات نہیں اور مرزاقادیانی کے یہاں باتیں وتقاریر تو بہت سنی۔ لیکن اس حالت واثر کا کبھی نشان وپتہ معلوم نہ ہوا۔

۱۴۳...... مرزاقادیانی اپنی بیعت کے واسطے تو تمام دنیا کو بلاتے ہیں اور جو اس سے تساہل اور پہلوتہی کرے اور اس میں داخل نہ ہو اس کو خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ٹھہراتے ہیں۔ بھلا یہ تو فرمائیں کہ ایک شخص مخلصانہ اپنی عادت بسیار گوئی، زبان درازی، ذراسی بات پر لوگوں کو سب وشتم کرنے سے بیزار ہے۔ ہر چند چاہتا ہے کہ اس بدخلقی سے بچوں لیکن عادت متمکن ہو جانے کے باعث وقت پر بچ نہیں سکتا۔ اب وہ اس سے بیزار وتنگ ہو کر کسی ایسے مرد خدا کے ہاتھ پر توبہ وبیعت کرنا چاہتا ہے جس میں خود یہ بدلگامی دریدہ وہنی وسب وشتم کی عادت نہ ہو۔ بلکہ وہ ان احکام شرعی اسلامی وارشادات رسول اللہ ﷺ کا پابند وعامل ہو۔ ’’قال رسول اللہ ﷺ من یضمنی ما بین لحییه وما بین رجلیه اضمن له الجنة ‘‘ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ضامن ہو۔ مجھ سے اس چیز کا جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان میں ہے۔ (زبان) اور جو اس کی دوٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اس کے لئے بہشت کا ضامن ہوں) ’’من صمت نجا ‘‘ (جس شخص نے خاموشی اختیار کی نجات پائی) ’’من حسن اسلام المرء ترک مالا یعنیه ‘‘ (آدمی کے اسلام کی خوبی سے ہے اس کا بے فائدہ باتوں کو ترک کرنا) ’’اذا اصبح ابن اٰدم فان الاعضاء کلها تکفر اللسان فتقول اتق اللہ فینا فانا نحن بک فان استقمت استقمنا وان اعوججت اعوججنا ‘‘ (جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو سب اعضاء زبان کو مبالغہ سے کہتے ہیں کہ ہمارے حق میں اللہ سے ڈر ہم سب تیرے ساتھ ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے) ’’عن عقبة بن عامر قال لقیت رسول اللہ ﷺ فقلت ما النجاة فقال املک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیتک ‘‘ (عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ملا اور پوچھا کہ نجات کیونکر ہے۔ فرمایا اپنی زبان پر قبضہ کر اور کافی ہو تجھے تیرا گھر اور اپنے گناہوں پر گریہ کر) ’’وقال مقام الرجل بالصمت افضل من عبادة ستین سنة ‘‘ (اور فرمایا کہ آدمی کا چپ کے ساتھ قیام کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے) ’’کفی بالمرء کذباان یحدث بکل ما سمع ‘‘ (کافی ہے آدمی کو ازروئے جھوٹ بولنے

کے یہ کہ ہرسنی ہوئی بات بیان کردے)''عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ اوصانی قال اوصیک بتقویٰ اللہ فانه ازین لامرک کله قلت زدنی قال علیک بتلاوة القراٰن وذکر اللہ عزوجل فانه ذکر لک فی السماء ونور لک فی الارض قلت زدنی قال علیک بطول الصمت فانه مطردة للشیطان وعون لک علی امر دینک قلت زدنی قال ایاک وکثرة الضحک فانه یمیت القلب ویذهب بنور الوجه قلت زدنی قال قل الحق وان کان مرا قلت زدنی قال لا تخف فی اللہ لومة لائم قلت زدنی قال یحجزک عن الناس ما تعلم من نفسک ''(ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے وصیت فرماویں۔ فرمایا میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ تیرے سب کاموں کو زینت دینے والا ہے۔ میں نے کہا اور زیادہ فرمایئے۔ فرمایا قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کا ذکر لازم رکھ۔ اس لئے کہ وہ تیرے واسطے آسمان میں ذکر ہے اور زمین میں تیرے لئے نور ہے۔ میں نے کہا اور زیادہ فرمایئے۔ فرمایا لمبی خاموشی کو لازم پکڑ کہ وہ شیطان کے لئے ہانکنے والی ہے اور دین کے امر پر تیری مددگار ہے۔ میں نے کہا اور زیادہ فرمایئے۔ فرمایا تو اپنے آپ کو بہت ہنسنے سے بچا۔ اس لئے کہ وہ دل کو مردہ کرتا ہے اور چہرہ کا نور دور کرتا ہے۔ میں نے کہا اور زیادہ فرمایئے۔ فرمایا حق کہو۔ اگرچہ کڑوا لگے، میں نے کہا اور زیادہ فرمایئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈر میں نے کہا اور زیادہ فرمایئے فرمایا چاہئے کہ تجھے لوگوں کے (عیب بیان کرنے) سے روکے وہ چیز کہ تو اپنے نفس میں جانتا ہے)

معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ اوّل بہت کچھ عبادت صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم، رمضان، حج، صدقہ، صلوٰۃ اللیل وغیرہ بیان فرما کر فرمایا:''الا اخبرک بملاک ذلک کله قلت بلی یا نبی اللہ فاخذ بلسانه فقال کف علیک هذا فقلت یا نبی اللہ وانا لمواحذون بما نتکلم به قال ثکلتک امک یا معاذ وهل یکب الناس فی النار علی وجوههم اوعلیٰ مناخرهم الاحصائل السنتهم ''(کیا نہ بتلاؤں تجھ کو ان سب کی اصلیت میں نے کہا یا نبی اللہ آپ فرماویں۔ پس اپنی زبان پکڑ کر فرمایا کہ اس کو قابو میں رکھ۔ میں نے کہا یا نبی اللہ کیا ہم کلام کرنے پر بھی پکڑے جاویں گے۔ فرمایا تجھے تیری ماں روئے وائے معاذ نہیں گرایا جانا لوگوں کو آگ دوزخ میں مونہوں یا نتھنوں کے بل مگر بوجہ ان کی زبان کی کاٹ کی) وغیرہ۔ اب مرزا قادیانی انصاف سے فرماویں کہ وہ غریب شخص جو زبان درازی ویاوہ گوئی وغفلت

از ذکر اللہ سے مخلصی کا خواہاں وآمادہ توبہ وبیعت ہے تو وہ شخص مرزا قادیانی سے بیعت کر کے کیا حاصل کرے گا؟ اوران اوصاف وامراض سے کیونکر نجات پائے گا؟ کیونکہ آپ کے یہاں تو ان اوصاف وامور یعنی تقریر بحث مباحثہ غیبت توہین وتحقیر مؤمنین، وسباب المسلم فسوق کا دریا، اوّل ہی شب وروز ایسا موجزن ہورہا ہے کہ حالت بہ طغیانی پہنچی ہے تو اس حالت میں اس بیچارے کو صمت وخاموشی ومصروفیت ذکر الٰہی کہاں سے نصیب ہوگی؟ ذرا انصاف فرماویں۔ مرزا قادیانی کے یہاں مرید ارشد واعلیٰ مرتبہ والا وہ ہی ہے جو سب سے زیادہ بولنے والا اور لفاظی تقریریں کرنے والا ہو۔

۱۴...... اس موقع پر پھر عاجز کو مجلس بابرکت نمونہ ویادگار سلف صالحین اعنی سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آ گئی ہے کہ سید الاولین والآخرین کے حال مبارک میں جو آیا ہے کہ: ''**کان رسول اللہ ﷺ طویل الصمت**'' (رسول اللہ ﷺ بڑے خاموش رہنے والے تھے) ''**کان رسول اللہ ﷺ یکثر الذکر ویقل اللغو** (لعل المراد بالقلت العدم والمراد باللغو ما سوی الذکر) **ویطیل الصلوٰۃ ویقصر الخطبۃ** (الحدیث)'' (رسول اللہ ﷺ ذکر بہت کیا کرتے تھے اور لغو کم کرتے تھے۔ (شاید قلت سے مراد نہ کرنا ہے اور لغو سے مراد ماسوائے ذکر ہے) اور نماز کو لمبا کیا کرتے اور خطبہ کو چھوٹا کرتے) ''**کان رسول اللہ ﷺ اذا جلس یتحدث یکثر ان یرفع طرفہ الیٰ السماء**'' (رسول اللہ ﷺ جب باتیں کرنے بیٹھتے تو اپنی آنکھیں مبارک آسمان کی طرف بہت اٹھاتے) سو بمطابقت وبمتابعت ﷺ کے اس مرحوم متبع سنت رسول اللہ ﷺ کا بھی بعینہ ایسا ہی حال تھا اور ارشادا حادیث صمت ومصروفیت ذکر پر ایسا صدق سے عمل تھا کہ بڑے بڑے بولنے والے، زبان درازوں، مقرروں، فلسفہ دانوں، عالی درجہ رئیسوں، معزز عہدہ داروں، دنیاداروں وغیرہ پر بھی اس کا ایسا اثر پڑتا کہ جو مجلس میں آتا چپ اور خاموشی کا عالم طاری ہوتا۔ بلکہ تمام مکان ومجلس میں ایسا سناٹا نمایاں ہوتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: ''**کان علیٰ رؤسنا الطیر**'' (گویا کہ ہمارے سروں پر جانور ہیں) اور تمام دنیوی کاروبار وتفکرات بھول کر ذکر الٰہی کی طرف ساری توجہ ہو جاتی اور اہل مجلس میں سے کسی کو بولنے کی جرأت نہ ہوتی۔ جب تک کہ وہ مصروف ذکر الٰہی ومنیب الیٰ اللہ خود نہ بولتا۔ وہاں یہ بحث مباحثہ تقریر ومنصوبہ بازی ردوقدح وغیبۃ مسلمین ومخلوق الٰہی کہاں؟ وہاں جا کر تو انسان کو اپنا ہی فکر پڑ جاتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ: ''**لیحجزک عن الناس** (ای لیمنعک) **ما تعلم من نفسک**'' اوران کی تعلیم کے موافق اصطلاحات صوفیاء کرام ''**لما و کیف**'' سے

اپنے اعمال وافعال کوموافق کرنے کے محاسبہ میں ایسا مستغرق ہوتا کہ آیت کریمہ ’’لکل امرٍ منھم یومئذ شان یغنیه ‘‘(ہر ایک شخص کو اس دن ایسا فکر لگا ہوگا کہ وہ اس کو بس کرتا ہے) کا مصداق بن جاتا اور یہ فکر اس پر طاری ہوتا کہ میرے اعمال میں قبولیت کے آثار وشرائط بھی ہیں یا نہیں؟ یعنی (لما) جو سوال ہوگا کہ فلاں کام کس لئے یا کس نیت سے کیا؟ آیا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے یا کسی اور غرض سے؟ کیونکہ اگر اس میں کوئی اور غرض یا اس کا شائبہ ہے تو وہ لائق دربار اس غنی وقدوس کے اور قابل قبولیت کہاں؟ پھر (کیف) اگر خالص خداتعالیٰ کی رضامندی کے واسطے ثابت ہو تو اس پر یہ سوال ہوگا کہ کس طرح کیا؟ یعنی رسول اکرم ﷺ کی تعلیم وسنت کے موافق کیا؟ یا اپنی مرضی اور رسم کو اس میں دخل دیا؟ کیونکہ اگر ارشاد نبوی ﷺ کے مطابق نہ ہو تو وہ عمل بھی بحکم حدیث شریف ’’من اعمل عملاً لیس علیه امرنا فھو رد ‘‘(جو شخص ایسا عمل کرے یا نکالے کہ اس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے) تو وہ بھی بیہودہ ومطرود ہے۔

۱۵...... حق یہی ہے کہ انسان اوّل اپنا فکر کرے اور اپنی کرتوتوں کی طرف دیکھے اور جب اپنے نقائص پورے کر کے فراغت حاصل ہو (جو نہایت ہی مشکل امر ہے اور بدون فضل وکرم اس رحمٰن ورحیم کے محال) تو پھر کسی دوسرے کے حال پر نظر ڈالے نہ یہ کہ خود تو سراسر دریاء نیل بلکہ بحیرہ اسود میں غرق ہو اور اوروں پر کسی نالی کا خاکی دھبہ یا جھیل کی چھینٹ دیکھ کر اتراوے اور ان کو عیب لگاوے۔ مرزاقادیانی کے مریدین ومداحین بیچارے معذور ہیں۔ کیونکہ انہوں نے کسی اہل اللہ منیب وذاکر الٰہی عبد صالح کو نہیں دیکھا تاکہ مرزاقادیانی کے حال سے اس کا مقابلہ وموازنہ کر کے ان کو فرق معلوم ہوتا۔ یہ بیچارے اکثر انگریزی خوان جوان اور بعض نیچری عقیدہ اور بعض بے مذاق خشک لفاظی وتقاریر ردوقدح بحث مباحثہ کے شیدا دلدادہ اور بعض بالکل بے خبر ہی تھے۔

پس مرزاقادیانی کے پاس ان کو حسب مذاق پسند خاطر وہی چیز معہ کچھ فلسفانہ ذکر قرآن مجید سو وہ بھی اکثر خلاف عقائد سلف وخلف اسلام کی مل گئی اور انہوں نے غنیمت جان کر ڈیرا لگادیا اور بموجب عادت دمشق تقریری کے اب دن رات مؤمنین ومسلمین پر تبرابازی کرنے کو عبادت سمجھ کر اسی شغل میں ہیں اور مرزاقادیانی معہ جماعت اسی میں راضی ومحظوظ ہیں۔ مرزاقادیانی فرماویں کہ بامذاق ذاکرین الٰہی وروحانیت کے عاشقوں سے بھی کوئی احد من الناس ان کے طرف مانوس ومتوجہ ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر مرزاقادیانی ایک دو غریب مصیبت زدگان وحاجت مندان کا نام ظاہر فرماویں گے تو پھر ان کا مفصل حال معہ اسباب وحاجات ملاقات مرزاقادیانی بشرط ضرور انشاء اللہ العزیز بیان ہوگا۔

۱۶...... غرض مرزا قادیانی جیسے شخص کی چاکری وغلامی کے واسطے نہ تو قرآن مجید میں کوئی حکم اور نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں کہیں اجازت اور نہ مرزا قادیانی کے حالات ومعاملات وتاثیرات اس کی مقتضی اوراس پران کے فصیل جات خلاف قرآن وحدیث واپنی رائے سے حقائق ومعارف بیان کر کے مسائل شرعیہ کوالٹ پلٹ کرنے سے اوربھی غریب مسلمان ترسان وگریزاں ہیں۔ باقی رہی برکات کاملہ رضامندی باری تعالیٰ کے پاس۔ علوم معارف معرفت، قوت ایمانی، خداتعالیٰ سے صاف تعلق، دنیوی جہنم ونابینائی سے شفاء، سوان کا کہیں نام ونشان خود بدولت ومریدین میں کچھ بھی نمایاں نہیں۔ ہاں! بعض بظاہر سعید ونیک طبع انسان جومرزا قادیانی کی جماعت میں کسی سبب سے بظاہر شامل ہیں وہ ان کے تعلق سے پہلے بھی ویسے ہی تھے۔جن میں بجائے ترقی کچھ تنزل ہی دکھائی دیتا ہے جس کا ذکراور جگہ ہوا ہے۔

فصل نمبر:۹۸...... ’’سو اگراس بیعت کے ثمرہ دینے کا کوئی مرد ہوتو سخت بدذاتی ہوگی کہ کوئی شخص دانستہ اس سے اعراض کرے۔عزیزمن! ہم تو معارف اور حقائق اور آسمانی برکات کے بھوکے اور پیاسے ہیں اورایک سمندر بھی پیکر سیر نہیں ہوسکتے۔پس اگرہمیں کوئی اپنی غلامی میں لینا چاہےتو یہ بہت سہل طریق ہے کہ بیعت کی مفہوم اوراس کی اصل فلاسفی کوذہن میں رکھ کر یہ خرید وفروخت ہم سے کرلے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۷، خزائن ج۱۳ص۴۹۸)

جواب...... ارشادمرزا قادیانی دوحال سے خالی نہیں۔

اوّل...... یہ کہ مرزا قادیانی نے ریاوتصنع سے علیحدہ ہوکر اور خود بدولت میں معارف حقائق وآسمانی برکات کی سچی بھوک پیاس محسوس کر کے سراپا صدق واخلاص سے ظاہر وباطن یکساں کر کے مستعدی ظاہر فرمائی ہے اوراعراض کرنے والے کو بدذات فرما کر کہا کہ اگراس بیعت کی ثمرہ دینے کا کوئی مرد ہوتو بیعت کے مفہوم اوراس کی اصلی فلاسفی کوذہن میں رکھ کر یہ خرید وفروخت ہم سے کرلے۔پس اگر درحقیقت یہی حال ہے تو چونکہ اللہ تعالیٰ شکورعلیم کسی کا اخلاص وطلب صادق ضائع نہیں کرتا۔جیسا کہ وعدہ فرمایا:’’من کان یرید حرث الاٰخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان برید حرث الدنیا نوتہ منہا وما لہ فی الاٰخرۃ من نصیب (الشوریٰ:۲۰)‘‘(جو شخص آخرت کی کھیتی کاارادہ کرے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں زیادہ کرتے ہیں اور جوشخص دنیا کی کھیتی کاارادہ کرتا ہے ہم اس کواس میں سے دیتے ہیں اوراس کے واسطے آخرت میں کوئی حصہ نہیں)’’والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (العنکبوت:۶۹)‘‘(اورجن لوگوں نے

ہمارے لئے کوشش کی ان کو اپنے راستوں کی طرف ہم ضرور راہ دکھلاتے ہیں) لہٰذا امید کہ ضرور اللہ جل جلالہ ان کو کوئی مرد ملاوے گا۔ بشرطیکہ آپ کے طلب میں صدق وثبات قائم رہے۔

دوم...... یہ کہ اگر صرف زبانی ہی یہ مسکنت مریدین کو دکھلانے کے لئے ہے کہ ہم میں تعلّی شیخی وتکبر نہیں۔ حالانکہ دراصل یہ خیال ودعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں ہمارے برابر معارف حقائق آسمانی برکات والا اور کوئی بھی نہیں (جیسا کہ آگے چل کر مرزا قادیانی نے خود ظاہر فرمایا ہے) اور اگر کوئی مسکین بندہ الٰہی ہوگا بھی تو وہ ریا سمع شیخی وغیرہ کو برا سمجھ کر ہماری طرف اشتہار اور فضیلت کا نقارہ کیوں بجانے لگا۔ تب بھی اس طرح کسی کے نہ بولنے پر ہماری ہی فضیلت وفوقیت وبزرگی ثابت ہوگی۔ پس اس صورت میں اگر کوئی عاجز بندگان الٰہی میں سے مرزا قادیانی کی خیر خواہی اور انکو نفع رسانی کا ارادہ بھی کرے تو خود بدولت اس کی بات کب سننے اور قبول کرنے لگے؟ کیونکہ مرزا قادیانی بقول خود اپنے آپ کو جب بعض انبیاء علیہم السلام سے بھی افضل قرار دیتے ہیں تو پھر یہ کیونکر باور ہو سکے کہ وہ اس فضیلت کے خیال کی موجودگی میں کسی غریب امتی مسلمان کو اس بیعت کا ثمرہ دینے والا مرد قبول کر کے اس سے بیعت کر کے فیضیاب ہونے کا قصد کریں؟ اگرچہ زبان سے تو ایسے فیض سے محروم رہنے والے شخص کو بدذات بناتے ہیں۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر مرزا قادیانی کی برکات کے واسطے بھوک اور پیاس صادق ہوتی اور اس کے واسطے بیعت کو مستعد رہنے والا ان کا قول مخلصانہ وسچ ہوتا تو پہلے ابتداء ہی میں وہ بدون بیعت کرنے اور پیرومرشد پکڑنے کے اس کوچہ سلوک ومعرفت میں دم مارنے کی جرأت نہ کرتے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ عالم السر والجہر مرزا قادیانی کی نیت کے موافق ہی ان سے معاملہ فرماوے گا۔ جیسا ''انا عند ظن عبدی بی'' میں ارشاد ہے۔

فصل نمبر:۹۹...... ''اگر اس کے پاس ایسے حقائق ومعارف اور آسمانی برکات ہوں جو ہمیں نہیں دیئے گئے اور یا اس پر وہ قرآنی علوم کھولے گئے ہوں جو ہم پر نہیں کھولے گئے تو بسم اللہ وہ بزرگ ہماری غلامی واطاعت کا ہاتھ لیوے اور وہ روحانی معارف وقرآنی حقائق اور آسمانی برکات ہمیں عطاء کرے۔ میں تو زیادہ تکلیف دینا ہی نہیں چاہتا۔ ہمارے ملہم دوست کسی ایک جلسہ میں سورۂ اخلاص کے ہی حقائق معارف بیان فرماویں جس سے ہزار درجہ بڑھ کر ہم بیان نہ کرسکیں تو ہم ان کے مطیع ہیں۔

ندارد کسی باتو ناگفتہ کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

بہر حال اگر آپ کے پاس وہ حقائق اور معارف اور برکات ہیں جو معجزانہ اثر اپنے اندر رکھتے ہیں تو پھر میں کیا میری جماعت آپ کی بیعت کرے گی اور کوئی سخت بدذات ہوگا کہ جو ایسا نہ کرے۔'' (ضرورۃ الامام ص۲۷،۲۸، خزائن ج۱۳ ص۴۹۸)

جواب...... ابھی فصل گذشتہ میں معارف حقائق وبرکات کی بھوک وپیاس ظاہر کی ہے اور اب یہاں وہی اظہار فضیلت وخودستائی کہ کوئی حقائق معارف میں ہم سے ہزار درجہ پر بھی نہیں۔ یہ مرزا قادیانی کا عرفان وسلوک ہے جس میں وہ ناواقفی کے سبب معذور ہیں۔

۲...... کاش وہ اہل سلوک بزرگان سلف وخلف کا کلام ہی دیکھیں کہ وہ اس نسبت تفاخر وتعلّی سے بیزار ہوکر نسبت عبودیت کے جو شایان حال عبد ہے کیسے مداح ہیں۔ چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جن کی تعریف مرزا قادیانی نے ص۲۹ کے نوٹ میں کی ہے۔ انہوں نے مکتوب پنجاہ ودوم میں فرمایا ہے: ''نفس امارہ انسانی مجبول ست برحب جاہ وریاست دھمگی ہمت او ترفع براقرانست وبذات خواہانست کہ خلائق ہمہ بوی محتاج باشند ومنقاد اوامر ونواہی او گردند واو ہیچ کس محتاج نباشد ومحکوم احدے نبود۔ این دعویٰ الوہیت ست ازوی وشرکت سب بخدای بی ہمتا جل سلطانہ۔ بلکہ آن بے سعادت بشرکت ہم راضی نیست میخواہد کہ حاکم او باشد وبس وہمہ محکوم او باشند وحدیث قدسی آمدہ است۔ عاد نفسک فانھا انتصبت بمعاداتی'' یعنی دشمنی دار نفس خودرا زیرا کہ بدرستی آن نفس استادہ است بدشمنی من پس تربیت نفس نمودن بہ تحصیل مراوات او از جاہ وریاست وترفع وتکبر فی الحقیقت امداد کردن ست بدشمن خدائے عزوجل وتقویت نمودن ست مراو را شاعت این امر را نیک باید دریافت درحدیث قدسی وارد ست ''الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فی شئ منھا ادخلتہ فی النار ولا اوبالی'' (کبریائی یعنی بڑائی میری چادر ہے اور عظمت یعنی بزرگی میرا تہ بند۔ پس جو شخص مجھ سے ان دونوں میں سے ایک کو چھیننا چاہے اس کو دوزخ کی آگ میں داخل کروں گا) پھر مکتوب صدوہفتادودوم میں فرمایا: ''برما فقیران لازم ست دوام ذل وافتقار وانکسار وتضرع والتجاواداء وظائف عبودیۃ ومحافظت حدود شرعیہ ومتابعت سنت سینہ علی صاحبہ الصلوٰۃ والتحیۃ وتصحیح سنیات در تحصیل خیرات وتخلیص بواطن وتسلیم ظواہر ورویت عیوب ومشاہدہ استیلاء ذنوب وخوف انتقام علام الغیوب وقلیل پنداشتن حسنات خودرا اگرچہ بسیار باشد وکثیرا نگاشتن سیئات خودرا اگرچہ اندک باشد وترسان ولرزان بودن از شہرت وقبول خلق ''قال علیہ الصلوٰۃ والسلام بحسب امرء من الشران یشار

الیہ بالا صابع فی دین اودنیا الا من عصمہ اللہ ’’(انسان کے شر کے لئے یہی کافی ہے کہ اس پر دین یا دنیا کے امور میں انگلیوں سے اشارہ کیا جاوے۔ مگر جس کو بچاوے اللہ تعالیٰ) و متہم داشتن افعال دنیات خودرا اگرچہ مثل فلق صبح باشد وعدم اعتنا باحوال ومواجید خود اگرچہ صحیح مطابق باشد اعتماد نباید کرد۔ مستحسن نباید پنداشت مجرد تائید دین وتقویت ملت راہ وترویج شریعت ودعوت خلق را بحق جل وعلےٰ چہ این قسم تائید گاہ ہست کہ از کافر وفاجر ہم آید’’قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر ‘‘(فرمایا (اس پر صلوٰۃ وسلام) تحقیق اللہ تعالیٰ تائید کرتا ہے اس دین کی ساتھ گنہگار آدمی کے)‘‘ مرزا قادیانی تو کثرت وفراہمی مریدین کے دن رات فکروتدابیر میں رہتے ہیں اور مرید بنا کر بڑے خوش ہوتے ہیں اور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:’’مرید یکہ بطلب آید وارادۂ مشغولی نماید آنرا در رنگ بروشیر باید دانست وباید ترسید کہ مبادا ازین راہ خرابی اوخواہند واستدراج اونمایند واگر فرضا در قدوم مرید درخود فرحے وسرورے یابند آنرا کفروشرک دانند وتدارک آن بہ ندامت واستغفار چنداں نماید کہ اثری ازان نماند بلکہ بجائے آن فرح حزن وخوف نشیند‘‘

مرزا قادیانی کی گذران وکاروبار کا مدار سب چندہ ومال مریدین پر ہی رہتا ہے اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ وینک تاکید نمائید کہ طمعی در مال مرید وتوقع در منافع دنیوی اوپیدا نشود کہ مانع رشد مرید ست وباعث خرابی پیر چہ آنجا ہمہ دین خالص میطلبند’’الا للہ الدین الخالص ‘‘(خبردار اس کے لئے اطاعت خالص بکار ہے) رادر آنحضرت ہیچ وجہ گنجائش نیست وبدانند کہ ہر ظلمتے وکدروتے کہ بردل طاری گردد ازالہ آن بتوبہ واستغفار وندامت والتجا باسہل وجوہ میسر ست۔ مگر ظلمتے وکدورتے کہ از راہ محبت دینا دنی بردل طاری شود منغض میگرداند و مستھجن میسازد ودر ازالہ آن تعسر تام ست وتعذر برکمال۔ صدق رسول اللہ تعالیٰ ﷺ ’’حب الدنیا رأس کل خطیۃ ‘‘(محبت دنیا کی کل گناہوں کا سرہے)’’نجانا اللہ سبحانہ وایاکم عن محبۃ الدنیا ومحبۃ ابنائھا وار بابھا والاختلاط بھم والمصاحبۃ معھم فانھاسم قاتل ومرض ھالک وبلاء عظیم وداء عمیم ‘‘(نجات دے اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو محبت دنیا اور دنیا کے بیٹوں اور دنیا کے ارباب سے اور ان کے ساتھ میل جول اور ان کی صحبت سے کیونکہ یہ سب زہر قاتل ومرض مہلک وبلا، عظیم وبیماری عام ہے)

اور مرزا قادیانی کے یہاں سب کچھ خوشگوار وہضم۔ پھر مکتوب دوصد وچہل ونہم میں

فرمایا:’’نجات اخروی وفلاح سرمدی منوط بمتابعت سیدالاوّلین والآخرین است ﷺ اتمہا واکملہا لہٰذا بمتابعت او بمقام محبوبیت حق جل سلطانہ میرسند وبمتابعت او بتجلی ذات تعالیٰ وتدس مشرف میگردند وبمتابعت او بمرتبہ عبدیت کہ فوق جمیع مراتب کمالست وبعداز حصول مقام محبوبیت است سرفراز نیسازند‘‘ مرزا قادیانی جنکا سلوک وفقرخانہ ساز وسب سے نرالا ہے۔ کسی امر کی پرواہ نہ کریں۔ لیکن عاجز نظر بریں وصایا حقہ جو موبمو موافق ہدایت کتاب اللہ وحدیث رسول اللہ ﷺ ہیں۔ نیز ارشاد:’’فلاتزکوا انفسکم ھوا علم بمن اتقی‘‘(اپنے آپ کی بڑائی مت کرو وہ اچھا جانتا ہے۔ اس کو جو تقویٰ کرتا ہے) کو نصب العین رکھ کر اور بالآخر اپنے پیرو شیخ مرحوم کی نسبت عبودیت کے غلبہ کے باعث کوئی حرف وکلمہ شیخی وفضیلت وفخر کا زبان پر نہیں لاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا امیدوار ہے جو ہر بات پر قادر اور خیرالفاتحین ہے۔

۳…… عاجز کسی حقائق معارف آسمان برکات وقرآنی علوم کا ہرگز ہرگز دعویٰ نہیں کرتا اور نہ مجھ کو پیری مریدی یا کسی سے غلامی واطاعت کے ہاتھ لینے کا شوق وحرص، نہ اکھاڑوں، جلسوں میں اپنی فضیلت ظاہر کرنے کی رغبت وطع، عاجز تو کاملیت بین یدی الغسال ہے۔ میرا محسن مالک آقا جو چاہے کرے۔ عاجز اسی خالق مالک کے ارشاد میں مقید وبے اختیار ہے اور اطاعت وفرنبرداری سے سرموانحراف نہیں کرسکتا نہ مجھ سے ایسا ہوسکتا ہے۔ مرزا قادیانی کے مخالف الہاموں میں بھی عاجز بالکل معذور ہے۔ اوّل اوّل مخالف کا الہام:’’ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر واما بانفسھم‘‘ سے شروع ہوا ہے۔ جس کی تفہیم بھی ہے کہ مرزا قادیانی نے بلند پروازی واظہار فضیلت خود بدولت میں مبالغہ کر کے حقارت وتحقیر دیگر عاجز بندگان’’ارحم الراحمین وعلی کل شئ قدیر وھو غالب علی امرہ‘‘میں بڑھ کر آپ خود ہی خسران میں پڑے ہیں۔ جس کا تدارک اب توبہ واستغفار ہے۔

۴…… براہ مہربانی مشہور بمعلم الملکوت وبلعم باعور وغیرہ کے قصص جو اللہ جل شانہ نے تکبر وتعلّی وغیرہ اخلاق ذمیمہ سے پرہیز کرنے کو عبرتاً قرآن مجید میں ذکر فرمائے ہیں۔ مرزا قادیانی ان کو بھی نظرانداز نہ فرماویں اور خیال فرماویں کہ ان کی بسطت فی العلم کیسی تھی؟ اور قرآن مجید میں اللہ عزوجل نے قصہ خسف قارون میں بھی قارون کی شیخی علم کا قول اس طرح نقل فرمایا ہے۔’’قال انما اوتیہ علی علم عندی‘‘(کہا سوائے اس کے نہیں کہ علم جو میرے پاس ہے اس پر (یہ مال وغیرہ) مجھ کو دیا گیا ہے) اور اس کے بعد فرمایا ہے۔’’اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من

قبلہ من القرون من ھواشد منہ قوۃ واکثر جمعا ولا یسئل عن ذنوبھم المجرمون (القصص:۷۸)‘‘ (کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے پہلے ایسی امتوں کو جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور مال میں زیادہ تھے ہلاک کیا اور گنہگاروں سے ان کے گناہ کی بابت نہیں پوچھا جایا کرتا) حکیم ثنائی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خوب فرمایا ہے۔

علم کر تو ترانہ بستاند
جہل ازان علم بہ بود صدبار
نہ برآن لعنت است بر ابلیس
کہ نداند ہمین یمین ویسار
بل برآن لعنت است بر ابلیس
علم داند ولیک نکند کار

اور رسول اللہ ﷺ کی دعا بھی ’’اللھم انی اعوذبک من علم لا ینفع ومن قلب لا یخشع ومن نفس لا تشبع ومن دعوۃ لا یستجاب لھا‘‘ (یا اللہ تحقیق میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے۔ اس دل سے جو نہ ڈرے۔ اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو)

۵...... تفاخر وتعلّی تو ایک مہلک مرض ہے۔ علماء ربانی تو بموجب ارشاد خداوندی جو عاجز کو الہام ہوا ہے: ’’انما یخش اللہ من عبادہ العلماء‘‘ کے ہمیشہ خشیت الٰہی میں رہ کر اس مرض سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ نہایت تعجب ہے کہ مرزا قادیانی علم ربانی کے دعویدار ہو کر ایسی مہلک مرض تکبر وتفاخر وتعلّی میں گرفتار ہوں اور اللہ جل شانہ کے صریح ارشاد ’’تلک الدار الآخرۃ نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فساد (القصص:۸۳)‘‘ (یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کے لئے بناویں گے جو زمین پر سرکشی تعلّی اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے) ’’ان اللہ لا یحب کل مختال فخور (لقمان:۱۸)‘‘ (تحقیق اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی متکبر فخر کرنے والے کو)

حدیث شریف ’’لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر‘‘ (بہشت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو) ’’الکبریاء ردائی واعظمۃ ازاری فمن ینازعنی واحدا منھا ادخلۃ النار‘‘ وغیرہ کا کچھ لحاظ وخیال نہ کریں۔

۶...... حقائق معارف ومعجزانہ اثر والی برکات کا تو مرزا قادیانی کا بڑا دعویٰ ہے۔ دوسرے کسی عاجز کا کیا مقدور کہ ایسی جرأت کرے؟ مرزا قادیانی کے حقائق معارف کا ذکر دوسرے موقع پر آیا ہے۔ ایسا ہی جو مرزا قادیانی کے معجزانہ اثر کا ظہور ہوا وہ بھی عرض ہو چکا ہے اور مرزا قادیانی کی مستعدی مع جماعت کی نسبت عاجز فصل گذشتہ میں عرض کر چکا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہی ہے کہ اگر یہ قول ان کا دلی حق وبااخلاص ہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنے فضل وکرم سے اس کا سامان بہم پہنچا کر مرزا قادیانی کو کامیاب کرے گا اور اگر اس کے برعکس ہے تو اس کے مطابق نتیجہ مرتب ہوگا۔

فصل نمبر:۱۰۰...... ''مگر میں کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ معافی مانگ کر کہتا ہوں کہ جس وقت میں نے آپ کے الہامات لکھے ہوئے سنے تھے ان میں بھی بعض جگہ صرفی اور نحوی غلطیاں تھیں۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ میں نے محض نیک نیتی سے اور غربت سے دینی نصیحت کے طور پر یہ بھی بیان کر دیا ہے۔ باایں ہمہ میرے نزدیک اگر الہامات میں کسی ناواقف اور ناخواندہ کے الہامی فقروں میں نحوی صرفی غلطی ہو جائے تو نفس الہام قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک نہایت دقیق مسئلہ ہے اور بڑی بسط کو چاہتا ہے جس کا یہ محل نہیں ہے۔ اگر ایسی غلطیاں سن کر کوئی خشک ملا جوش میں آجاوے تو وہ بھی معذور ہے۔ کیونکہ روحانی فلاسفی کے کوچہ میں اس کو دخل نہیں۔ لیکن یہ ادنیٰ درجہ کا الہام کہاتا ہے جو خدا تعالیٰ کے نور کی پوری تجلی سے رنگ پذیر نہیں ہوتا۔ کیونکہ الہام تین طبقوں کا ہوتا ہے۔ ادنیٰ اور اوسط اور اعلیٰ۔'' (ضرورۃ الامام ص۲۸، خزائن ج۱۳ص۴۹۹)

جواب...... عاجز کے الہامات اکثر آیات قرآن مجید ہوتے ہیں۔ اگر کسی میں کبھی کوئی غلطی ہو جاوے جیسا کہ مرزا قادیانی نے بھی ''بعض جگہ'' ہی لکھا ہے تو عجب نہیں۔ کیونکہ عاجز عربی میں بہت کم لیاقت ہے۔ اس لئے کہ اس کو باضابطہ پڑھا نہیں۔ یہ جس قدر آتا ہے یہ بھی پیر وشیخ علیہ الرحمت کے فیض صحبت کا اثر ہے اور صرف ونحو سے تو عاجز بالکل ہی ناواقف ہے۔ میرے شیخ مرحوم بھی اخیر پر اس کے شغل ومصروفیت کو بباعث غلبہ انابت وذکر الٰہی ناپسند فرمایا کرتے تھے۔ لہٰذا کسی صرفی ونحوی غلطی کا ہو جانا کیا عجب؟ لیکن بموجب قول مرزا قادیانی کے نفس الہام قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔ گو مرزا قادیانی اس کو بمقابلہ خود بدولت حقارت کی نظر سے دیکھ کر ناقص وادنیٰ ہی قرار دیں۔

۲...... ناراضی کی اس میں کوئی بات نہیں۔ عاجز تو اپنے آپ کو ذرہ بے مقدار وناخواندہ اوّل ہی جانتا ہے۔ ناراض وہ ہو جو اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ عالم کبھی غلطی نہ کرنے والا سمجھتا ہو جس

سے عاجز اللہ تعالیٰ کی حفاظت وپناہ کا سائل ہے۔ عاجز ودوسرے غریب تو ناخواندہ ناواقف ہوئے۔لیکن مرزاقادیانی کو تو واقفی وعلم فضل کا بڑا دعویٰ ہے۔حتیٰ کہ اپنے برابر کسی کو نہیں جانتے۔ وہ ذرا اپنے الہامات کی طرف بھی نظر کریں کہ ان میں کس قدر غلطیاں ہیں؟ جس زبان میں اچھی دسترس نہ ہواس میں کچھ پس وپیش ہونا کچھ بھی محل تعجب نہیں۔ جیسا کہ مرزاقادیانی کے انگریزی الہامات کا حال ہے۔ گو وہ متعدد ہی ہیں۔ لیکن ان کی عبارت تو بہت غلط ہے۔ پھر ان کے عربی الہامات جس زبان میں آپ کو قرآن مجید کی ظل پر فصاحت وبلاغت کا معجزانہ دعویٰ ہے۔ان پر بھی مولویان ماہر فن نے بہت اعتراضات کئے اور کرتے ہیں اور غلطیاں نکالتے ہیں۔ جن کی طرف آپ توجہ ہی نہیں فرماتے۔ تاکہ کسی مرید کے کان میں یہ بات نہ پڑے۔

۳...... اللہ تعالیٰ خالق مالک نے اپنے مختلف مخلوق کو مختلف القویٰ والاستعداد خلق فرمایا ہے۔ کوئی کیسا اور کوئی کیسا۔ مرزاقادیانی فارسی، اردو، پنجابی سے واقف ہیں۔ الحمدللہ! کہ عاجز بھی یہ زبانیں جانتا ہے۔ لیکن الحمدللہ کہ عاجز کو کسی قسم کا دعویٰ اس میں نہیں۔ غیر زبان عبرانی زبان وغیرہ سے جیسے مرزاقادیانی ناواقف ہیں۔ ایسا ہی عاجز بھی ناواقف ہے۔ انگریزی مرزاقادیانی بالکل نہیں جانتے۔ عاجز نے اس کو کچھ پڑھا ہے۔ لیکن عاجز کے نزدیک وہ زبان دانی ولسانی جو باعث تکبر وشیخی ودوری وحجاب جناب الٰہی ہو کسی کام کی نہیں۔

فہم و دانش تیز کردن نیست را
جز شکستہ می نگیر و فضل شاہ

اور سعدی رحمۃ اللہ علیہ بھی خوب فرماتے ہیں۔

جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہرچہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوئے لوح دل از نقش غیر حق
علمے کہ راہ بحق نماید جہالت است

۴...... قوت بیانی ولسانی اور تحریر میں بڑے بڑے کامل وماہر موجود ہیں۔ جن کو دین ورضائے الٰہی وقرب الی اللہ سے کچھ غرض وواسطہ نہیں۔ ایسا ہی نظم وشعر اشعار کا حال ہے۔ جس کو مرزاقادیانی کراماتاً پیش فرمایا کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ شاعر وناظم تو ہر قوم وملت میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ کچھ فضیلت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ گو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حسان وغیرہ ایسے تھے جو

موقع وضرورت پر کلام موزوں کرتے۔ لیکن ہادی جن وانس ﷺ جن کے برابر نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ ان کے واسطے قرآن مجید میں ارشاد خداوندی جل شانہ وعم نوالہ موجود ہے۔ ’’**وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ** (یٰسین:۶۹)‘‘ (نہ ہم نے اس کو شعر سکھایا ہے اور نہ اس کو لائق ہے) جس سے ظاہر ہے کہ کمال معرفت الٰہی ومنصب ہدایت سے اس کا کچھ تعلق وواسطہ نہیں۔ کیونکہ اگر کچھ فضیلت فخر وکمال اس میں ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے حق میں اللہ عزوجل ’’**وما ینبغی لہ**‘‘ کیوں فرماتا۔ لہٰذا یہ کچھ قابل فخر نہیں بنا۔ علیہ عاجز کے شیخ علیہ الرحمۃ تو شاعری کو غیر مناسب شان ومنصب نبی متبوع علیہ الصلوٰۃ والسلام وبعید از کمال معرفت سمجھ کر بفحوائے آیات کریمہ ’’**والشعراء یتبعھم الغاون الم ترانھم فی کل وادیھیون وانھم یقولون مالا یفعلون** (الشعراء:۲۲۴)‘‘ (اور شاعروں کی تابعداری گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر جنگل میں حیران پھرتے ہیں اور وہ کچھ ہیں جو نہیں کرتے) وحدیث شریف رسول اللہ ﷺ جس میں ذکر ہے کہ قریہ عرج میں جب ایک شاعر کو شعر پڑھتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ’’**خذوا الشیطان اوا مسکوا الشیطان لان یمتلی جوف رجل قیحا خیرلہ من ان یمتلی شعراً** (رواہ مسلم)‘‘ (پکڑو اس شیطان کو پابند (منع) کرو اس شیطان کو کیونکہ آدمی کا پیٹ ریم پیپ سے بھر جانا اچھا ہے۔ اس کے حق میں بہ نسبت اس کے کہ شعر سے پر ہو) اس نسبت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے اور اپنے مریدین کو بھی اس شغل سے منع فرماتے اور کہتے تھے کہ: ’’این سدراہ حلاوت قرانی است‘‘

۵...... یہ مرزا قادیانی کے معمول میں داخل ہے کہ دوسرے عاجزوں کے الہامات کو خواہ مخواہ ادنیٰ اور خداتعالیٰ کے نور کی پوری تجلی سے خالی فرما کر خود بدولت کے برابر کسی کو نہ سمجھنا۔ بھلا یہ تو فرماویں کہ اگر الہام خداتعالیٰ کی طرف سے ہو تو وہ ادنیٰ کیوں ہوا؟ ہاں! اگر خداتعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ حدیث نفس یا القاء شیطانی ہے تو وہ پھر ادنیٰ اوسط کیا۔ اس کو بالکل مردود سمجھ کر ویسا کہنا چاہئے اور ان کے واسطے ادنیٰ اوسط واعلیٰ درجات تراشنے کی کیا ضرورت؟

۶...... اور یہ بھی مرزا قادیانی ہی کا حصہ ہے کہ اوّل اپنی فضیلت وعلم جتلانے کو خود بدولت کی غلطیوں سے اغماض کر کے دوسرے کی صرفی ونحوی غلطیاں صرف زبان سے کہہ بھی دیں اور پھر فرمادیا کہ باایںہمہ نحوی صرفی غلطی ہو جاوے تو نفس الہام قابل اعتراض نہیں ہوسکتا اور پھر تعجب کہ زبان سے غلطی کہہ دی۔ لیکن کسی ایک غلطی کے بھی ظاہر کرنے اور بتانے کی تکلیف نہیں فرمائی۔

فصل نمبر:۱۰۱...... ’’بہرحال ان غلطیوں سے مجھے شرمندہ ہونا پڑا اور میں اپنے دل میں دعا کرتا تھا کہ میرے معزز دوست کسی شریر خشک ملا کو یہ الہامات جو بظاہر قابل اعتراض ہیں نہ سناویں کہ وہ خواہ مخواہ ٹھٹھا ہنسی کرے گا۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۸، خزائن ج۱۳ ص۴۹۹)

جواب...... مرزا قادیانی کے شرمندہ ہونے کی تکلیف کی جو عاجز کے الہامات سن کر آپ کو ہوئی عاجز معافی مانگتا ہے اور یہ امر قابل مشکوری ہے کہ آپ بایں حوصلہ خود بدولت کی غلطیوں سے تو کبھی ایسا شرمندگی کا خیال بھی نزدیک نہیں آنے دیتے اور عاجز کی غلطیوں سے ان کو فوراً شرمندہ ہونا پڑا اور تعجب یہ کہ اس وقت کوئی غیر آدمی بھی عاجز کا مخالف وعیب چین موجود نہ تھا۔

۲...... مرزا قادیانی کا یہ جملہ کہ:’’میں اپنے دل میں دعا کرتا تھا۔‘‘ بظاہر تو اس کا کچھ ثبوت نہیں۔ محض رسمی طور سے دل میں دعا کرنے کا فقرہ مرزا قادیانی کی قلم سے نکلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس وقت بہ تصدیق وبموافقت فقرہ الہام عاجز جو ۷؍جنوری ۱۸۹۸ء روز جمعہ کا ہے۔ جس میں بعد ملاقات وگفتگو عاجز کے اس کہنے پر کہ:’’آپ بھی تو مٹی ہو جائیں گے اور میں بھی اور ہم سب۔ اس پر کشیدہ رو ہو گئے۔‘‘ خود بدولت پر وہی حالت کشیدہ روکی طاری تھی نہ کہ انابت الیٰ اللہ واستغراق ومصروفیت دعا، کاش اگر وفور شفقت سے بجائے۔ دل میں دعا کرنے کے بظاہر ہی دعا کر دیتے تو عاجز کو اس عرض کا موقعہ ہی نہ ملتا۔ خیر عاجز کو کیا ضرورت کہ مرزا قادیانی سے اس امر کی واقعی وصحیح ہونے کا عہد لے اور عرض کرے کہ آپ ’’**علیم بذات الصدور وعالم الغیب والشھادۃ**‘‘ (جاننے والا سینوں کے بھید اور جاننے والا غائب وظاہر کو) کو حاضر ناظر خیال فرما کر فرماویں کہ ضرور آپ دعا ہی میں مصروف تھے؟ لہٰذا ان سب کو نظر انداز کر کے عاجز مرزا قادیانی کی دلی دعا کا اگر انہوں نے واقعاً کی ہے تو شکریہ کرتا ہے۔

۳...... شریر اور خشک ملا تو جب سنتے، ہنسی ٹھٹھا کرتے ویاں کرتے لیکن یہاں تو سردست شرافت تراوت اور سب موجودہ مخلوق الٰہی سے افضلیت اخلاق فاضلہ وامامت کے دعویدار نے ہی ہنسی ٹھٹھا کرنے میں کچھ فرق وپرہیز نہیں کیا اور شاید اس ارشاد خداوندی جل جلالہ کی تصدیق کے واسطے’’**واذ لم یھتدوا بہ فسیقولون ھذا افک قدیم**‘‘ (اور جب انہوں نے اس سے ہدایت نہ پائی تو قریب ہے کہ کہیں گئے یہ جھوٹ ہے پرانا) مرزا قادیانی خیال فرماویں کہ اب ہنسی ٹھٹھا کر کے شریر وخشک بقول مرزا قادیانی کے کون بنا؟

انگریزی اخبار میں سلطان احمد خان کا مضمون

۴…… مرزا قادیانی اس پر بھی توجہ فرماویں کہ خود بدولت نے بھی تو ایسے ہی قابل اعتراض الہامات وغیرہ عام مخلوق کو نہ صرف سنائے۔ بلکہ بارہا طبع کرا کر شائع فرمائے ہیں۔ جن پر طرح طرح کی ہنسی واعتراضات ہوئے اور اب تک ہوتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایک نظیر یعنی ترجمہ چٹھی انگریزی مورخہ ۲۹/اکتوبر ۱۸۹۹ء جو سلطان احمد خان صاحب نے دہلی سے بنام ایڈیٹر اخبار پانیر الہ آباد لکھی اور وہ پائیز ۲/نومبر ۱۸۹۹ء میں شائع ہوکر بعدہ دیگر مختلف انگریزی اخباروں میں خوب مشتہر ہوئے۔ بطور نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جس سے آشکارا ہو جائے گا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہنسی، ٹھٹھا، مخول، استہزاء، وتمسخر و مضحکہ وتحقیر موہوم خدائے مرزا قادیانی ہوسکتی ہے؟ نعوذ باللہ منہا. وهو هذا!

’’آپ کے اخبار امروزہ میں مرزا غلام احمد قادیانی ایک ایسی تجویز پیش کرتا ہے جو ہمارے غیر ملہم دلوں کو نہایت ہی انوکھی معلوم ہوتی ہے۔ انیسویں صدی کے آخیر میں بہت سی جدید وتحیر انگیز باتیں ظہور پذیر ہوئی ہیں۔ لیکن مجھ کو تعجب ہوگا۔ اگر کوئی شخص پیغمبر قادیانی کی تجویز سے بڑھ کر زیادہ نرالی بات بتلا سکے تاہم بطور جملہ معترضہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ملہم مرزا قادیانی کے پاس کوئی ایسا عذر نہیں جس سے وہ مولویان کو بغات کے سنگین الزام کا اس لئے متہم کرے کہ وہ اس کو بدعتی وکافر سمجھتے ہیں۔ اس سے مجھ کو کچھ سروکار نہیں کہ مولویان کی رائے مرزا قادیانی کی نسبت صحیح ہے یا غلط۔ لیکن ان کو اپنی آزادانہ رائے کے اظہار کا ایسا ہی حق ہے۔ جیسا مرزا قادیانی کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا۔ یہ مقابلہ صرف مولویان تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ اس مقابلہ کی ساری دنیا کو دعوت کی گئی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی بظاہر بے کس نظر آتا ہے۔ تاوقتیکہ گورنمنٹ اس کی مدد کو نہ اٹھے اور دو فریق کے مابین یعنی ایک طرف مرزا قادیانی اور دوسری طرف تمام ہندو مسلمان عیسائی علماء وملہمین کے درمیان ایک طرح کی ضامن نہ بن جائے۔ وہ کہتا ہے کہ تاریخ معینہ سے ایک سال کے اندر ایک ایسا نشان دکھلاؤں گا۔ جس میں قدرت الٰہی کی بدیہی علامتیں موجود ہوں گی اور تمام انسانی طاقت ومنصوبہ سے بالاتر ہوگا اور اگر دوسرا فریق بھی ایک ایسا نشان دکھلانے میں کامیاب ہو جاوے تو مفہوم ہوگا کہ میں مامور من اللہ نہیں ہوں۔ اس دلیل بازی میں ایک صریح مغالطہ پڑتا ہے اور تعجب ہے کہ یہ مغالطہ ہوشیار اور ملہم مرزا سے کیوں نظرانداز ہوگیا۔ کیونکہ اگر کوئی نشان ربانی ہو اور اگر ایک سے زیادہ آدمی اس کے ظاہر کرنے میں کامیاب ہو جاویں تو اس کے ربانی ہونے میں فرق نہیں آتا۔ لیکن شاید الہام ومنطق کی آپس میں موافقت نہیں۔ اس لئے

مغالطہ کا کوئی مضائقہ نہیں۔ مرزا گورنمنٹ کو نصحاً یہ تحریک کرتا ہے کہ وہ خطا کار انسانوں کی رفاہ کے لئے اس کو (مرزا قادیانی کو) امداد دیوے۔ وہ کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ میرا آسمانی نشان دکھلانا مختلف دینی گروہوں میں اتفاق پیدا کرادے اور تمام احمقانہ تکراروں، جھگڑوں، مذہبی فسادوں اور فرقوں کی باہمی عداوتوں کو قطعی طور پر بند کرادے اور یہ باتیں ایسی خطرناک حد تک پہنچ گئیں کہ ان کے باعث قانون بغاوت کا نفاذ ضروری ہوگیا۔ ظاہراً مرزا قادیانی کی خواہش یہ ہے کہ قانون بغاوت کی بجائے کوئی زبانی قائم مقام مقرر کرے اور یہ غرض بیشک قابل تحسین ہے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی ایسا نہایت حیرت انگیز معجزہ دکھلانے پر قادر ہے جو آج تک کسی پیغمبر قدیم یا حال نے نہیں دکھلایا یعنی تمام مذہبی ودینی اختلافات وعداوتوں کو مٹانا اور ساری انسانی قوموں کو ایک ہی حبل اتحاد جکڑ نا تو وہ اس معاملہ میں گورنمنٹ کی تحریک کی انتظار کیوں کرتا ہے؟ (مضمون نویس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسی قدرت موجود ہے تو پھر بنظر شفقت علی الخلق قادیانی اس کو فوراً عمل میں کیوں نہیں لاتے؟) شاید مرزا قادیانی کا یہ اعتقاد ہے کہ قدرت الٰہی بدون حکم گورنمنٹ ہند کام نہیں کرسکتی۔ سو یہ شاید نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی تعریف ہے جو کسی گورنمنٹ کو آج تک اپنی قدرت کاملہ کی نسبت حاصل ہوئی ہو۔''

مرزا قادیانی غور فرماویں کہ آپ اپنے تراشیدہ قواعد وتدابیر سے کیسے کیسے تمسخر واستہزاء اور اپنے اسلام پر اور اپنے آپ پر کراتے ہیں؟

۵...... مرزا قادیانی قانون الٰہی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ سے مخالف ہوکر خودرائی سے جس قدر حیلہ وحوالہ وتدابیر شہرت خود بدولت تراشیں گے اسی قدر ان پر اعتراض وتمسخر ضرور ہوں گے۔ جن کا جواب معقول مرزا قادیانی کبھی نہیں دے سکیں گے۔ لہٰذا مرزا قادیانی اس میں فکر کریں اور توبہ واستغفار کر کے کتاب اللہ وسنت کو موافق سلف وکبراء امت چنگل ماریں۔ پھر دیکھیں کہ کبھی کوئی اعتراض وتمسخران پر قائم نہ ہوسکے گا۔

۶...... دنیا میں مختلف الاستعداد مخلوق کے باعث اگرچہ بعض نادان کوتاہ فہم وسطحی نظر والے صدق وصادقوں پر بھی معترض ہوتے واستہزاء وتمسخر کرتے رہتے ہیں۔ لیکن ان لغو اعتراضوں کی کچھ ہستی ووقعت نہیں ہوتی۔ ذرا سے تأمل وجواب سے وہ ہباء منثورا ہوجاتے ہیں۔ برخلاف ان تمسخر واعتراضوں کے جن کا مصنوعی ومتکبر دعویدار فضیلت کبھی کچھ معقول جواب نہیں دے سکتا۔

۷...... پھر متبعین ومنبین صادقوں کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ خود حافظ وناصر وحامی ہوکر بموجب وعدہ ''انا کفیناک المستھزئین'' (تحقیق ہم کافی ہیں تجھ کو ٹھٹھا کرنے والوں سے) کے ان کے

معترضین ومستہزئین کے واسطے کافی ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید کے ارشادات ذیل سے بھی ان کا حال ومآل عیاں ہے۔ ’’**وما یاتیهم من ذکر من الرحمن محدث الا کانوا عنه معرضین فقد کذبوا فسیاتیهم انباء ما کانوا به یستهزؤن** (الشعراء:۵)‘‘ (اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی نیا ذکر رحمان کی طرف سے۔ مگر ہیں اس سے اعراض کرنے والے تحقیق جھٹلایا انہوں نے پس قریب ہے کہ آویں گی ان کے پاس خبریں اس کی جس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے) ’’**ثم کان عاقبة الذین اساؤا السوائ ان کذبوا بایات اللّٰہ و کانوا بها یستهزؤن** (الروم:۱۰)‘‘ (پھر ہوا انجام ان لوگوں کا جنہوں نے بدی کی اس لئے کہ جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور ان کے ساتھ تمسخر کرتے تھے) ’’**وبدالهم سیئات ماکسبوا وحاق بهم ماکانوا به یستهزؤن** (الجاثیه:۳۳)‘‘ (اور ظاہر ہوئی ان کے واسطے برائی اس چیز کی کہ کسب کیا انہوں نے اور گھیر لیا ان کو اس چیز نے جس کے ساتھ تمسخر کرتے تھے) ’’**بدالهم سیئات ماعملوا وحاق بهم ماکانوا به یستهزؤن** (الزمر:۴۸)‘‘ (اور ظاہر ہوئی ان کے واسطے بدی اس کی کہ عمل کیا انہوں نے اور گھیر لیا ان کو اس نے جس کے ساتھ ٹھٹھا کرتے تھے) ’’**فلما جاء تهم رسلهم بالبینت فرحوا بما عندهم من العلم وحاق بهم ماکانوا به یستهزؤن**‘‘ (پس جب ان کے پاس ان کے رسول معجزوں کے ساتھ آئے تو وہ اس علم سے جو ان کے پاس تھا خوش ہوئے اور گھیرا ان کو اس نے جس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے) ’’**فاصابهم سیئات ماعملوا وحاق بهم وماکانوا به یستهزؤن** (النحل:۳۴)‘‘ (پس پہنچی ان کی برائی ان کے عملوں کی اور گھیرا ان کو اس چیز نے جس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے) ’’**ولقد استهزی برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منهم وماکانوا به یستهزؤن** (الانعام:۱۰)‘‘ (اور تحقیق استہزاء کیا گیا اس رسول کے ساتھ تجھے پہلے پس گھیر لیا ان میں سے تمسخر کرنے والوں کو اس نے جس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے)

۸...... چونکہ صادق عبادالرحمٰن خوب جانتے ہیں کہ ہدایت کا مالک تو خود وہ ہادی جل جلالہ وعم نوالہ ہے جس نے فرمایا: ’’**والذین اهتدوا زادهم هدیٰ واٰتهم تقوهم**‘‘ (اور جن لوگوں نے ہدایت پائی زیادہ دی ان کو ہدایت اور دی ان کو پرہیز گاری ان کی) اور ہدایت نصیب بھی انہی کے ہے جن کی نسبت فرمایا: ’’**وما یتذکر الا من ینیب**‘‘ (اور نصیحت نہیں پکڑتا مگر وہ جو رجوع کرتا ہے) ’’**ویهدی الیه من اناب**‘‘ (اور اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع کرتا ہے) لہٰذا وہ حصول رضاء الٰہی کے واسطے مصروف تعمیل احکام تو ضرور رہتے ہیں۔ لیکن

مرزا قادیانی کی طرح وہ کسی کے تمسخر وہنسی وغیرہ کا فکر خیال و پرواہ نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ مطمئن ہوتے اور جانتے ہیں کہ جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ہمارا اس میں کچھ دخل وتصنع نہیں تو خواہ کوئی خوش قسمتی سے قبول کرے ویا بدبختی ونادانی سے اعتراض وہنسی کرے ہمیں کیا؟ ''انا کفیناک المستھزئین ''فرمانے والا خود ہی سمجھ لے گا۔ ہاں! جس بناوٹی کی بناوٹ تراش خراش کا ان الٰہی امور میں دخل ہوگا اس کو ضرور شرمندہ ہونا پڑے گا۔

۹...... بالآخر مرزا قادیانی بھی عاجز کے الہامات وغیرہ کی جو اکثر آیات قرآن مجید ہوتے ہیں ان کی تکذیب وتحقیر وان پر استہزاء کرتے وقت براہ مہربانی ان آیات وہدایات احکم الحاکمین خالق السموات والارض جل جلالہ وعم نوالہ کی طرف ضرور خیال فرماویں۔

فصل نمبر:۱۰۲...... ''جو الہام حقائق معارف سے خالی اور غلطیوں سے بھی پر ہو کسی موافق یا مخالف کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ خاص کر اس زمانہ میں بلکہ بجائے فائدہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ میں ایمان سے اور سچائی سے حلفاً کہتا ہوں کہ یہ بات سراسر سچ ہے۔''

(ضرورۃ الامام ص۲۸، خزائن ج۱۳ ص۴۹۹)

جواب...... آپ ایمان سے اور حلفاً کہنے کی کیوں تکلیف کرتے ہیں۔ یہ عاجز بلا حلف ہی قبول کرتا ہے کہ یہ صحیح اور بالکل سچ ہے۔ جیسا کہ خود بدولت کے الہامات سے فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ بجائے فائدہ مخالفت بڑھی۔ کسی زمانہ کی کیا خصوصیت ہے۔ ہر زمانہ میں یہی حال ہے۔

بوئے جنسیت کند جذب صفات

لیکن عاجز تو فائدہ نقصان وغیرہ کسی چیز کی فکر نہیں کرتا کیونکہ الہامات میں جب کسی بشر کا دخل نہ ہو تو پھر وہ جیسے ہوں ہوں ہم تو فرمانبردار ہیں۔ مالک خالق خواہ کسی کو فائدہ پہنچاوے یا نقصان اس کا اختیار ہے۔ ما بندگان عبودیت شعاریم بفتح وشکست کار نداریم وبقول سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ، بندۂ خدمت گارم وباقبال وادبار کہ درقدرت واختیار قادر مختار است کار ندارم۔ ہمارا دخل ہی کیا؟ اپنی فیصلت وشیخی جتانے کو آگے کیوں بڑھیں۔ ہم حسب الحکم وحسب استطاعت اطاعت وخدمت میں دست بستہ حاضر ہیں۔ آگے وہ جانے اور اس کا کام۔ خود ہمارے ہادی علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات کو جب اس نے فرمایا ہے:''لست علیھم بمصیطر (الغاشیہ:۲۲)'' (تو ان پر داروغہ نہیں)''قل لست علیکم بوکیل (الانعام:۶۶)'' (کہہ میں تم پر وکیل نہیں ہوں)''انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء (القصص:۵۶)'' (تحقیق تو جس کو چاہے ہدایت نہیں دے سکتا۔ لیکن

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے)

(یہ تین آیتیں عاجز کو الہاماً بھی ارشاد ہو چکی ہیں)

''وما انت علیهم بوکیل (الانعام:۱۰۷)''(اور تو ان پر وکیل نہیں)''ماانت بھدیٰ العمی عن ضللتھم ان تسمع الا من یومن بایٰتنا فھم مسلمون (الروم:۵۳)''(اور تو اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرنے والا نہیں تو اسی کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاوے اور وہ مسلمان ہیں)''لیس علیک ھداھم ولکن اللہ یھدی من یشاء فان اعرضوا فما ارسلناک علیھم حفیظا''(تجھ پر ان کی ہدایت کا ذمہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ پس اگر وہ اعراض کریں تو ہم نے تجھ کو ان پر نگہبان نہیں بھیجا)''ان علیک الا البلاغ''(تجھ پر تو صرف پہنچا دینا ہے)وغیرہ تو پھر اور کسی کی کیا حقیقت ہے۔

۲...... حقائق ومعارف کا بیان کئی جگہ ہو چکا ہے۔ نمونہ کے طور پر فصل ۸۹ ملاحظہ ہو۔

فصل نمبر۱۰۳...... ''میرے عزیز دوست توجہ الیٰ اللہ[1] کی طرف زیادہ ترقی کریں کہ جیسی جیسی دل کی صفائی بڑھے گی ایسا ہی الہامات میں فصاحت کی صفائی بڑھے گی۔ یہی بھید ہے کہ قرآن کی وحی دوسرے تمام نبیوں کی وحیوں سے علاوہ معارف کی فصاحت بلاغت میں بھی بڑھ کر ہے......وغیرہ الیٰ بیعت ایک خرید وفروخت کا معاملہ ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۲۸، خزائن ج۱۳ ص۴۹۹)

جواب...... عاجز کی توجہ الیٰ اللہ کا جو محض اسی واہب العطیات وارحم الراحمین کی عطاء وبخشش ہے۔ مرزا قادیانی کو یہ اثر ہوا کہ آپ ایسے ناراض وبرہم ہوئے کہ اس کے رد میں اس کی ناچیزی ثابت کرنے کو یہ رسالہ قریباً دو جزو کا تحریر فرما کر بنام نہاد نصیحت شائع فرمایا ہے۔ پس اب اگر عاجز حسب ارشادان کے زیادہ توجہ کرے اور جو کچھ بفضلہ تعالیٰ اس کا زیادہ نتیجہ ہو اس پر خود بدولت بھی حسب دستور زیادہ رد فرما کر کوئی زیادہ حجم والا رسالہ شائع فرمانے کا قصد فرماتے ہوں گے؟ جو ایسی نصیحت عاجز کو فرماتے ہیں۔ ہاں! اگر مرزا قادیانی نے الہامات مندرجہ ہذا ملاحظہ فرما کر اظہار خوشی فرمایا تو عاجز انشاء اللہ العزیز تعمیل ارشاد میں بعونہ تعالیٰ وتقدس سعی کرے گا۔''وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم''

۲...... مرزا قادیانی خود فرماتے ہیں کہ قرآن کی وحی تمام نبیوں کی وحیوں سے فصاحت میں

[1] میرا یقین ہے کہ اگر یہ معزز دوست زیادہ توجہ فرمائیں گے تو جلد تر ان کے الہامات میں ایک کامل رنگ پیدا ہو جائے گا۔

بڑھ کر ہے اور عاجز کے الہامات اکثر آیات قرآن مجید ہی ہوتے ہیں۔ الاماشاء اللہ تو پھر محض اظہار فضیلت خود بدولت کے لئے ان کی فصاحت وصفائی پر نکتہ چینی کیوں کرتے ہیں؟ شاید مرزاقادیانی نے جوکبیدہ خاطری وبرہمی مزاج کی حالت میں ان الہامات کو سنا۔ لہٰذا خیال نہیں کیا کہ یہ کیسے ہیں؟

۳...... مرزاقادیانی کے نوٹ کی عاجز تصدیق کرتا ہے جس دن سے اللہ جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے مرزاقادیانی کی اصلی حقیقت سے مطلع فرما کر ان کی طرفداری وحمایت چھوڑنے کی توفیق عطاء فرمائی ہے۔ اس دن سے رنگ عمدہ اور کچھ اور ہی ہوگیا ہے۔ وناشناختگی وغیرہ کا نقص جاتا رہا ہے اور جو پہلے کچھ بھی قبض وتحیر کی حالت لاحق تھی وہ مبدل بہ بسط واطمینان ہوگئی ہے۔ **فالحمدللہ حمداً کثیراً!**

۴...... یہ بھی غنیمت ہے کہ توجہ الیٰ اللہ کو ترقی فصاحت کی صفائی اور کامل رنگ کا موجب فرمادیا ہے۔ ورنہ کچھ مرزاقادیانی کا عملدرآمد اور جس کا دن رات اعلان ہے وہ تو یہی ہے کہ کل ترقی وصفائی اور کامل رنگ وغیرہ نعمائے اسی کے لئے خاص ہیں جو ان کی غلامی وچاکری ہیں۔ اپنے نفس کو معہ لوازم آپ کے ہاتھ پر بیچ دے۔ اس کو ہاتھ میں ہاتھ ملانے میں سب کچھ زبانی فوراً مل جاتا ہے۔ گو اس کا کچھ ثبوت اور نمونہ کبھی دیکھا نہیں گیا اور مرزاقادیانی یہ تو فرماویں کہ اپنے مقابلہ پر تو آپ کسی دوسرے کے توجہ الیٰ اللہ کی کچھ حقیقت نہیں جانتے تو پھر خود بدولت کے الہامات میں اس قدر عرصہ دور دراز کے بعد بھی فصاحت اور کامل رنگ کیوں نہیں پیدا ہوا؟ جس کے باعث علماء ومولوی غلطیاں نکالتے ہیں۔

فصل نمبر:۱۰۴...... ’’اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ جس قدر ہمارے دوست فاضل مولوی عبدالکریم صاحب وعظ کے وقت قرآن شریف کے حقائق معارف بیان کرتے ہیں۔ مجھے ہرگز امید نہیں کہ ان کا ہزاروں حصہ بھی میرے عزیز دوست کے منہ سے نکل سکے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ الہامی طریق بھی ناقص اور کسی طریق بکلی متروک نہ معلوم کسی محقق سے قرآن سننے کا بھی موقع ہوا یا نہیں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۹، خزائن ج۱۳ ص۵۰۰)

جواب...... ابھی صفحہ ۲۸ ضرورۃ الامام پر حلف اٹھا کر بیان کیا۔ اب پھر حلف۔ تعجب ہے کہ مرزاقادیانی بدعویٰ اسلام وقرآن دانی ارشاد خداوندی ’’**ولا تجعل اللہ عرضۃ لا یمانکم**‘‘ (اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بناؤ) کی پرواہ نہ کرکے ’’**اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انھم ساء ما کانوا یعملون** (المنافقون:۲)‘‘ (انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال

بنالیا ہے۔ پس روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رستے سے تحقیق برا ہے جو کچھ کرتے ہیں) والوں میں کیوں داخل ہوتے ہیں؟ اور پھر پیروان ومتبعان قرآن مجید کے سامنے بار بار قسمیں اٹھانے میں آیہ کریمہ ’’**ولا تطع کلّ حلّاف مھین** ‘‘(اور کسی ایسے کے کہے میں نہ آجانا جو بہت قسمیں کھاتا اور آبرو ریختہ ہے) پر کیوں خیال نہیں کیا؟ مرزاقادیانی بے ضرورت حلفوں کی تکلیف نہ کریں۔ عاجز بلا حلف ہی اس امر کو تسلیم وقبول کرتا ہے۔ کیونکہ عاجز نے طلاقت لسانی ذہن آزمائی کی مشق تو درکنار کبھی اس کوچہ میں پاؤں بھی نہیں رکھا اور نہ کبھی خیال کیا بخوف حکم ’’**من قال فی القرآن برأیه فلیبؤ مقعده من النار** ‘‘(جو شخص قرآن مجید میں اپنی رائے سے کہے وہ اپنی جگہ دوزخ میں تیار کرلے)’’**من قال فی القرآن برأیه فاصاب فقد اخطی** ‘‘(جو شخص قرآن مجید میں اپنی رائے سے کہے گو صواب کو پہنچے تو بھی خطا کار ہے) اور معاذؓ والی حدیث کا آخری حصہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا:’’**ثکلتک امک یا معاذ وھل یکب الناس فی النار علی وجوھھم اوعلیٰ مناخرھم الاحصاید السنتھم** ‘‘(لوگ آگ میں مونہوں اور نتھنوں کے بل اپنی زبانوں کے کاٹ کے سبب ہی گرائے جاویں گے) بھی مدنظر ہے۔وغیرہ!

۲...... مرزاقادیانی تو ہزارم حصہ فرماتے ہیں۔ عاجز کی کیا مجال کہ لاکھواں بلکہ کروڑم حصہ کے بیان کرنے کا بھی دعویٰ کرے اور عاجز کو اس کا بھی کچھ مضائقہ نہیں کہ اپنے عاجز کے الہامی طریق کو بزبان خود اپنے مرید کے مقابل ناقص کہہ کر کسبی طریق کو بکلی متروک کہیں۔ گو مولوی صاحب کو خود اپنے ملہم ہونے کا یقین نہ ہو۔ کیونکہ آج تک عاجز نے ان کا دعویٰ الہام یا کوئی الہام ان کا نہیں سنا۔ ہاں! مولوی صاحب کی چونکہ مرزاقادیانی خود نہایت خاطر تواضع خدمت ومدارات کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا مولوی صاحب بھی اس کے عوضانہ میں ہر خطبہ وموقعہ پر مرزاقادیانی کی گوناگوں مدح وثنا کرنے میں حتی الوسع بہت ہی مصروف ومبالغہ کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ اس کام کے سوائے اور کوئی خدمت بھی بظاہر مولوی صاحب کے ذمہ نہیں اور یہی کام مرزاقادیانی کو نہایت پسند خاطر ومرغوب طبع ہے۔ لہٰذا اسی کو حقائق معارف جانتے اور اسی کی تعریف کر کے کہتے ہیں کہ ’’ان کا ہزارم حصہ بھی عاجز کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔‘‘ اور یہ کہنا مرزاقادیانی کا صحیح ودرست ہے۔ عاجز پر کیا موقوف کوئی مخلص مؤمن اپنا شغل ذکر اللہ عزوجل وعبادت الٰہی ترک کر کے محض خاطر وتواضع کے سبب مرزاقادیانی کی خلاف واقعہ غیرصحیح مخالف شریعت مدح وثناء میں مصروف ہوکر اپنی تضیع اوقات وعمر رائیگاں کیونکر کرسکتا ہے؟ مولوی صاحب

کے حقائق معارف کا ذکر باب سوم میں آتا ہے۔

۳...... ہاں! مرزا قادیانی نے بھی خود بدولت کا عرفی کسبی سلسلہ کبھی نہیں بیان فرمایا کہ کس بزرگ سے یہ کمال کسب فرما کر حاصل کیا ہے۔ جس طرح کہ عاجز اپنے امام وپیر سید عبداللہ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض صحبت وتعلیم کا مقرو مشکور ہے اور اسی طرح دوسرے فقراؤں میں بھی اپنے اپنے مشائخ وسلسلہ کے قائل ومداح ہیں۔ اگر مرزا قادیانی فرماویں کہ کوئی عرفی کسبی سلسلہ نہیں بلکہ

خواندم درد بستان محمد

اور براہ راست تعلیم وبستان کریم سے ہے۔ جیسا کہ شہادۃ القرآن کے صفحہ۲ میں تحریر فرمایا ہے کہ: ''خدا تعالیٰ نے میرے دل کو دنیا سے پھیر دیا ہے اور اپنی محبت سے بھر دیا نہ میری کوشش سے بلکہ اپنے فضل وکرم سے۔'' تو اس صورت میں دوسرے عاجزوں کے واسطے اس کو کیوں مجال ومسدود خیال فرماتے ہیں؟ کیا ضرور ہے کہ اس شہنشاہ عالی جاہ کی رحمت محدود وخرچ ہو چکی ہوئی۔ خیال کریں یا کہ الہام عاجز ''**قل لو کنتم تملکون خزائن رحمت ربی اذا لا مسکتم خشیة الانفاق**'' (تو کہہ دے کہ اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو تم خرچ ہو جانے کے خوف سے ان کو بند کر رکھتے) والے کے مرزا قادیانی بار بار خواہ مخواہ مصداق بنیں۔ ایسے تفاخر بلند پروازی وشیخی کے الفاظ کے مقابلہ پر براہ مہربانی عاجز کے الہامات ''**انی مھین لمن اراد اھانتک**''

ہیچ قومی را خدا رسوا نکرد

تا دلے صاحبدلے نامد بدرد

''**ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم**'' (تحقیق اللہ تعالیٰ قوم کی نعمتوں میں تغیر نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے) وغیرہ وغیرہ پر توجہ فرماویں۔ مرزا قادیانی تحقیر فرما کر ان کو ناقص فرماویں۔ لیکن جب عاجز روز بروز ان کو اسی طرح پورا واقع ہوتا دیکھتا ہے تو عاجز ان کو ایسا کیونکر خیال کر سکتا ہے؟ اور کسبی طریق سے مرزا قادیانی کی یہی مراد معلوم ہوتی ہے کہ ان کی بیعت کر کے حاصل کیا جاوے۔ سو اس میں معذوری ہے۔ کیونکہ عاجز طرح طرح سے اس سے روکا جاتا ہے۔

۵...... قرآن مجید، اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کے محض اپنے فضل وکرم سے الہاماً اس خاکسار ذرہ بے مقدار کو اکثر پڑھایا جاتا ہے۔ کئی سو اور کتنا ہی حصہ پڑھ چکا ہوں۔ اگرچہ اوّل بھی کچھ کچھ اپنے شیخ مرحوم کی صحبت میں پڑھا تھا جو اپنے وقت میں امام اہل قرآن تھے۔''**فالحمدللہ حمداً**

کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما تحبہ بناوترضا‘‘ بقول سید عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ’’سبحانہ ثم سبحانہ ما اتم لطفہ واحسانہ واعم فضلہ واحسانہ وامتنانہ‘‘ ؎

اینچہ نیکی ہاکہ بامن کردۂ
باہزاران نازہا پروردۂ
آن لعین از نعمت محروم باد
کان بیارد نام غیرت رابیاد
اے خدا قربان احسانت شوم
اینچہ احسان ست قربانت شوم

چنانچہ درمیانی شعر عاجز کوالہام بھی ہوا ہے۔ دوسرے کسی محقق سے قرآن مجید سننے کا کیا عرض کروں۔ مرزا قادیانی کواختیار ہے جو چاہیں فرماویں۔ ’’ولکن‘‘ اس ارشاد ’’ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض ولیس لہ من دونہ اولیاء اولئک فی ضلال مبین (الاحقاف:۳۲)‘‘ پر بھی ضرور نظر وغور فرماویں۔

فصل نمبر۱۰۵...... ’’ہم انکار نہیں کرتے کہ آپ پر لدنی علم کے چشمے کھل جائیں۔ مگر ابھی تو نہیں، خوابوں اور کشفوں پر استعارات ومجازات غالب ہوتے ہیں۔ مگر آپ نے اپنے خواب کو حقیقت پر حمل کرلیا۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۹ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۵۰۰)

جواب...... الحمدللہ کہ کسی کے انکار واقرار کی لدنی علم میں کچھ مداخلت نہیں۔ ثم الحمدللہ حمداً کثیراً کہ یہ نعمت بلکہ ہر نعمت اس مالک علیم نے اپنے ہی قبضۂ قدرت میں رکھی ہوئی ہے۔ اگر کسی ایسے بخیل وممسک، تنگ دل وتنگ چشم کا دخل واختیار ہوتا جو کسی دوسرے پر نعمت الٰہی دیکھ نہیں سکتا تو ’’اذا لا مسکتم خشیۃ الانفاق‘‘ والا ہی معاملہ کرتا۔

۲...... مرزا قادیانی کا مگر ’’ابھی نہیں‘‘ کہنا تب معقول وبجا تھا۔ اگر مرزا قادیانی نے سوائے اپنے مریدین کے کسی دوسرے غریب مسلمان پر لدنی علم کے چشمے کھلے ہوئے قبول فرمائے ہوتے۔ لیکن جس حالت میں سوائے خود دولت کے کسی اور کو اس کا مستحق ومستفیض خیال ہی نہیں فرماتے اور نہ امید کہ بایں حالات ودعاوی آئندہ کو بھی کسی دوسرے کے لئے جائز رکھیں تو پھر یہ قول ہی فضول ہے۔ خیر آپ سے اتنا بھی غنیمت ہے کہ عاجز پر لدنی علم کے چشمے کا دروازہ بالکل بند نہیں فرمادیا۔ بلکہ اس کی قابل امیدواروں میں گو ’’ابھی نہیں‘‘ داخل تو کرلیا ہے۔

۳...... بے شک خوابوں اور کشفوں پر استعارات ومجازات غالب ہوتے ہیں اور اسی لئے

عاجز ان کو جب تک کہ کتاب وسنت کے موافق پناہ نہ دے ان پر ہرگز اعتبار نہیں کرتا۔ یہ مرزا قادیانی ہی ہیں کہ خود بدولت کے ذرہ ذرہ خیالات واوہام کو بھی الہام ووحی کا درجہ دیتے ہیں اور بنابراں اکثر پران کوندامت وشرم سے تاویلوں کی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

۴...... مرزا قادیانی نے یہ کیونکر فرمایا عاجز نے تو خواب کو ہرگز حقیقت پر حمل نہیں کیا۔ یہ تو آپ کے مریدین ہی ہیں کہ مجازات واستعارات تو درکنار خود الہام میں بھی فرق نہیں کر سکتے اور پھر بھی خود بدولت ان کے اشتہاری سرٹیفکیٹوں کو جو آپ کے تراش خراش ودرستی کے بعد طبع ہوتے ہیں۔ بسروچشم فخراً قبول کر لیتے ہیں اور ان پر یہ خیال ہرگز نہیں آتا کہ خوابوں کو حقیقت پر کیوں حمل کر لیتے ہیں۔

۵...... مرزا قادیانی کے مخالف عاجز کے بہت الہامات ہیں اور ہوتے رہتے ہیں اور جس حالت میں کہ وہ خواب تصدیق اور بعینہ پورا ہوگیا تو اب اگر اس کو حقیقت پر بھی حمل کریں تو کیا مضائقہ؟ کیونکہ وہ اسی طرح واقع ہو چکا۔ عاجز نے اپنا خواب صرف خواب ہی کے طور بیان کیا تھا۔ جس کے آپ خود مقر ہیں۔ تو لازماً تھا کہ آرام سے آپ اس کی تعبیر فرماتے نہ کہ جوش میں آکر اپنی فضیلت کے اظہار کے لئے رسالہ لکھ مارتے۔

فصل نمبر:۱۰۶...... ''مجدد صاحب سرہندی نے ایک کشف میں دیکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ کو ان کے طفیل خلیل اللہ کا مرتبہ ملا اور اس سے بڑھ کر شاہ ولی اللہ صاحب نے دیکھا تھا کہ گویا آنحضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ مگر انہوں نے بباعث بسطت علم کے وہ خیال نہ کیا جو آپ نے کیا۔ بلکہ تاویل کی۔'' (ضرورۃ الامام ص۲۹ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۵۰۰)

جواب...... امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ الفاظ تو نہیں فرمائے جو آپ نے ان کی عبارت سے نکال کر فرمائے ہیں اور نہ انہوں نے کوئی تاویل کی ہے۔ بلکہ جہاں اس امر میں کچھ تحریر فرمایا ہے۔ وہاں صاف فرمایا ہے: ''چہ آن فرد ایں کمال را بمتابعت آن نبی یافتہ است و بطفیل او باین دولت رسیدہ۔ پس آن کمال فی الحقیقت ازان نبی است ونتیجہ متابعت اوست وآن فرد بیش از خادم او نیست کہ از خزائن او خرچ کردہ لباسہاے مزیت طیار کردہ می آرد کہ باعث مزید حسن وجمال مخدوم میگردد دور عظمت کبریائی او می افزاید۔'' اور شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان ہی معارف امام ربانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شرح میں اوّل بہت کچھ تحریر فرما کر پھر فرمایا ہے: واگر تحقیق دانشمندانہ درحل این اشکال سردہیم میتوانیم گفت کہ غرض شیخ اثبات اصل خلت است آنحضرت ﷺ دراوّل امر تعبیر توسط واثبات توسط خود در فیضان خلت بر بنی آدم باآن معنی کہ

بتوسطن او بعد ہزار سال مردمان حصہ ازان خلت یافتند ودراینجا خدشہ نمی آید زیرا کہ فضائل اضافیہ مثل مقتدا ومتبوع عجم شدن بتوسط خلفاء متحقق شدہ است وہمچنیں ہر عالمے کہ بسبب او جمعے مہتدی شوند واتباع حضرت خاتم الانبیاءﷺ درست کنند آن عالم واسط عموم دعوت ومقتداء بودن آنحضرت مرآن قوم راخواہد بود انکار آن مکابرہ است والحمدللہ۔

۲...... ایسا ہی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم کے طور پر بیعت کرنے کا طریق اگر آنحضرتﷺ نے سکھلایا تو یہ بھی کوئی تاویل طلب امر نہیں۔ فیوض الحرمین میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جگہ اس تعلیم کا حال لکھا ہے۔ چنانچہ مشہد ۱۷ میں فرمایا کہ مجھ کو سالک بنایا۔ خود آپ رسول اللہﷺ نے اور آپ نے تربیت فرمائی میری۔ پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہﷺ کا۔ بلاواسطہ کسی کے۔ مشہد ۱۸ میں فرمایا کہ عطاء کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رستہ کے سلوک کا بواسطہ رسول اللہﷺ کے اور باعث عطاء کا ہوئی ان کی روح مکرم۔ مشہد ۲۶ فیض صحبت رسول اللہﷺ سے مجھ پر کھل گئے۔ بہت علوم اللہ تعالیٰ کی معرفت کی۔ افاضہ ہوئی مجھ پر جناب مقدس رسول اللہﷺ سے کیفیت بندہ کی ترقی کی اپنی خیر سے خیز قدس کی طرف۔ مشہد ۳۳ میں فرمایا مستفید ہوا۔ میں جناب نبیﷺ سے۔ وغیرہ!

۳...... اور انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مفصل تحریر فرمایا ہے: درعالم باطن ارتباط این فقیراز جہت بیعت وصحبت وخرقہ وفیض توجہ وتلقین بجناب عالی حضرت پیغمبرﷺ است وتفصیل این اجمال آنکہ فقیر درواقعہ دید کہ بخدمت آنحضرتﷺ رسیدہ است ومقابل آنحضرتﷺ نشستہ نخست آنحضرتﷺ صورت مثالیہ افاضہ فرمودند۔

اس جگہ بعد تشریح مراتب وحالات کے فرمایا: ”چون این معرفت جلیلہ نجاطرم جاگرفت آنحضرتﷺ تبسم کنان سراز جیب مراقبہ بیرون آوردند وودودست خویش برداشتند واشارت فرمودند بہ بیعت ومصافحہ این فقیر برخاست وزانو بزانو امتصل ساختہ دودست خوددرمیان دودست آنحضرتﷺ نہادو۔ بیعت کردد بعدازفراغ از بیعت چشم فروبستند واین فقیر نیز در حضور مبارک چشم بستہ متوجہ شدانگاہ ہمان نسبت خاصہ کہ سابقاً علم آن دادہ بودند عطاء فرمودند فاحطت بہا علماء وحاشا درین واقعہ ہیچ کلمہ وکلام درمیان نہ بودواضافہ روحانیہ بودبااشارت وفعل وچون این فقیر بزیارت مدینہ منورہ رسید ومدتے برقبر مبارک متوجہ شد مراتب جذب وسلوک ہمہ از ابتداء تاانتہاء درنظر آنحضرتﷺ طی کردآنگاہ این فقیر رانبرکی وحکیم ملقب ساختند وطریقہ عنایت فرمودند وآنچہ درعلم مشکلات داشتم پرسیدم جواب باصواب اکثر آن چیزہا دررسالہ فیوض الحرمین

نوشتہ ام وبیان طریقہ در رسالہ ہمعات میرشد۔‘‘

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی بیعت کا ذکر اس طرح لکھا ہے جو بیان ہوا اور مرزا قادیانی نے لکھ دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اگر اسی بیعت بیان فرمودہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مرزا قادیانی نے اس پیرایہ عبارت میں بہ لیاقت سلطان القلمی وامانت ودیانت امام الزمانی ڈھالا ہے تو بجز ’’انا للہ وانا الیہ راجعون‘‘ پڑھنے کے اور کیا کہا جاوے۔

۴...... امام ربانی مجدد الف ثانی وشاہ ولی اللہ صاحب رضی اللہ عنہ ہر دو صاحب کمال متبع کتاب اللہ وسنت تھے اور اس لئے حیلہ وفریب نفس وشیطان سے بفضلہ تعالیٰ وتقدس خوب ماہر وواقف تھے۔ لہٰذا انہوں نے ہر موقع پر عبودیت ہی کو مدنظر رکھا۔ اگر خدانخواستہ مرض تعلّی وتفاخر وہیچو من دیگرے نیست میں مبتلا ہوتے تو شاید حالات وکمالات پر خیال کر کے مثل ناواقفوں وخود پسندوں کے کچھ کا کچھ بن بیٹھتے۔ لیکن نہیں بنے۔ اور یہ ہی راسخین فی العلم واہل کمال کی شان ہے۔ مرزا قادیانی بھی اس پر توجہ فرماویں۔

۵...... مرزا قادیانی نے ان ہر دو حضرات کی بسطت علم کا اقبال واعتراف فرمایا ہے تو ان کے نصائح واقوال متبرکہ پر بھی توجہ فرمائیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نصائح کا ذکر کئی جگہ اس کتاب میں ہوا ہے۔ خصوصاً بجواب فصل:۹۹۔ اس میں خاص کر فضیلت مرتبہ عبدیت قابل ملاحظہ مرزا قادیانی ہے کہ اس کو اپنی تفاخر وتعلّی وبلند پردازی سے موازنہ کریں کہ کس قدر بعد المشرقین ہے۔

۶...... امام ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب میں شیخ عبداللہ کو کتاب تبصرۃ الرحمٰن بعد مطالعہ واپس فرماتے وقت تحریر فرمایا کہ مصنف این کتاب خیلے میل بمذہب فلاسفہ دارد ونزدیک است کہ حکماء اعدیل انبیاء سازد علیہم الصلوٰۃ والتحیات کردہ است وتسویہ درمیان انبیاء وحکماء دادہ وگفتہ است درمیان کریمہ ’’اولئک الذین لیس لهم فی الاٰخرۃ الا النار‘‘ (دے وہ لوگ ہیں کہ نہیں ہے ان کے لئے آخرۃ میں مگر آگ دوزخ کی) باتفاق الحکماء ’’الا النار الحسی‘‘ (مگر آگ حسی) باوجود اجماع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اتفاق حکماء چہ گنجائش دارد؟ ودر عذاب اخروی قول شانرا چہ اعتبار است؟ علی الخصوص کہ مخالف قول انبیاء بود علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات!

فلاسفہ کہ عذاب عقلی اثبات می نمایند مقصود رفع عذاب حسی است کہ اجماع انبیاء برثبوت آن واقع شدہ است۔ در مواضع دیگر آیات قرآنی راموافق مذاق حکما بیان میکند ہر چند

مخالف مذہب مسکین نبود مطالعہ این کتاب بے ضرر ہائے خفیہ بلکہ جلیہ نیست اظہار ایں معنی لازم دانستہ بچند کلمہ متصدع گشت والسلام فقط۔

مکتوب بست وسوم میں فرمایا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عالمیان کے لئے رحمت ہیں۔ انہی بزرگوں کی بعثت کے ذریعہ سے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے ہم ناقص عقلان وقاصر ارکان کو اپنی ذات وصفات سے خبر دے کر باندازہ فہم کوتہ اپنے کمالات ذاتیہ وصفاتیہ مراضی ونامراضی پر اطلاع بخشی۔ اگر ان کے وجود شریف کا توسل نہ ہوتا تو عقول بشری اثبات صانع تعالیٰ سے عاجز اور ادراک کمالات اوسبانہ میں ناقص وقاصر رہتیں۔ قدما فلاسفہ جو اپنے آپ کو اکابر ارباب عقول سمجھتے ہیں۔ منکر صانع گذرے ہیں اور اشیاء کو نقصان عقل کے سبب دہر پر منسوب کرتے۔ چنانچہ مجادلہ نمرود بادشاہ کا بحضرت خلیل علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام در اثبات خالق السمٰوت والارض مشہور ہے اور قرآن مجید میں اس کا ذکر ہے۔ بالجملہ عقل اس دولت عظمٰی کے اثبات میں قاصر ہے بدون ہدایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اس دولت سراء تک اس کی رسائی نہیں۔ جب انبیاء علیہ السمام کی دعوت بخدائے خالق زمین وزمان بتواتر شہرت پاکر ان بزرگواروں کا کلمہ بلند ہوا تو ہر زمانہ کے سفہاء جن کو ثبوت صانع میں تردد تھا وہ اپنے قبح پر مطلع ہوکر بے اختیار وجود صانع کے قائل ہوگئے۔ یہ نور انوار انبیاء سے مقتبس ہوا اور یہ دولت انہی کے خوان سے ظاہر ہوئی۔ اسی طرح جو تبلیغ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو پہنچا۔ نسبت صفات کمال واجبی جل سلطانہ بعثت انبیاء، عصمت ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام، حشر، نظر، وجود بہشت ودوزخ، تنعیم وتعذیب دائمی وغیرہ جن پر شریعت ناطق ہے۔ عقل اس کے ادراک میں قاصر ہے اور بغیر سماع ان بزرگواران سے ان کے اثبات میں ناقص وغیر مستقل۔ جس طرح طور عقل طور حسی کے علاوہ ہے کہ جو کچھ حس سے مدرک نہ ہو عقل اس کا ادراک کرلیتی ہے۔ اسی طرح طور نبوۃ علاوہ طور عقل کے ہے جو کچھ عقل سے سمجھا نہیں جاتا۔ بتوسل نبوۃ سمجھ میں آجاتا ہے اور جو کوئی سوائے طور عقل کے اور کوئی طریقہ معرفت اثبات کا نہیں مانتا۔ فی الحقیقت وہ منکر طور نبوۃ ومصادم بداہۃ کا ہے۔ پس وجود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے چارہ نہیں تاکہ شکر منعم جل سلطانہ جو عقلاً واجب ہے۔ اس کی طرف دلالت کریں اور تعظیم مولیٰ جل وعلےٰ جس کا تعلق علم وعمل سے ہے اسی سے معلوم کر کے ظاہر کریں۔ کیونکہ تعظیم اوتعالیٰ جو اوسبحانہ سے مستفاد نہ ہو۔ وہ اس کے شکر کے شایان نہیں۔ اس لئے کہ قوت بشری اس کے ادراک میں عاجز ہے۔ اغلب ہے کہ غیر تعظیم اوسبحانہ کو تعظیم اوتعالیٰ سمجھ کر شکر سے ہجو کی طرف چلے جاویں۔ طریق استفادہ وتعظیم آنحضرت جل شانہ از آنحضرت تعالیٰ

وتقدس مقصود و برنبوۃ ومنحصر بہ تبلیغ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات ہے اور الہام اولیاء انوار نبوت سے مقتبس ہے اور برکات وفیوض متابعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ اس امر میں اگر عقل مکتفی ہوتی تو فلاسفہ یونان جنہوں نے عقل کو اپنا پیشوا بنایا ہوا تھا۔ وہ بادیہ ضلالت میں نہ رہتے اور حق سبحانہ کو سب سے زیادہ شناخت کرتے۔ حالانکہ وہ جاہل ترین مردم ذات وصفات واجبی جل سلطانہ میں ہیں کہ حق سبحانہ کو بیکار ومعطل جان کر اپنے پاس سے عقل فعال تراشکر حوادث کو خالق سموات والارض سے علیحدہ کر کے اس سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ حق سبحانہ اپنے آپ کو خالق السموات والارض رب المشرق ورب المغرب فرماتا ہے۔ ان سفیہوں کو اپنے زعم فاسد میں حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے کوئی احتیاج نہیں اور نہ اس ذات پاک سے کچھ سیر نیاز۔ ان کو چاہئے کہ اضطرار واحتیاج کے وقت بھی اپنی عقل فعال کی طرف ہی رجوع کریں اور اسی سے اپنے قضاء حاجت چاہیں۔ کیونکہ معاملہ کو جو اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں عقل فعال جب ان کے نزدیک موجب ہے نہ مختار تو قضاء حاجت اس سے چاہنا بھی معقول نہیں۔ ’’ان الکفرین لا مولی لھم‘‘ (تحقیق کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں ہے) عقل فعال کی کیا حقیقت کہ سرانجام اشیاء وحوادث اس پر موقوف ہو؟ اس کے خود نفس وخود ثبوت میں ہزاران سخن ہیں۔ کیونکہ اس کے تحقیق وحصول کے بنا مقدمات رزاندودۂ فلسفہ پر ہے جو بمقابلہ اصول فقہ اسلامیہ کے ناتمام ونافرجام ہیں۔ ابلہی وبے عقلی ہوگی کہ اشیاء کو قادر مختار جل شانہ سے الگ کر کے ایسے امر موہوم کی طرف نسبت کریں۔ بلکہ اشیاء کو ہزاران ننگ وعار ہے کہ فلسفی کی خانہ ساز وتراشیدہ شئے کی طرف منسوب ہوں۔ بلکہ اشیاء اپنے عدم پر راضی وخورسند ہو کر ہرگز موجود ہونے کی آرزو نہ کریں گے۔ اس لئے کہ ان کے ظہور ووجود کی نسبت ایک سفسطی کی تراشیدہ شئے کی طرف کی جائے اور وہ سعادت انتساب بقدرت قادر مختار جل سلطانہ سے ممتنع ہوں۔ ’’کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا (الکھف:۵)‘‘ (بڑی بات ان کے مونہوں سے نکلتی ہے۔ یہ نرا جھوٹ بولتے ہیں) کفار دار الحرب باوجود بت پرستی ہا اس جماعت سے اچھی ہیں کہ تنگی کے وقت حق سبحانہ جل وعلےٰ سے التجا کرتے اور بتوں کو وسیلہ شفاعت کا پیش کرتے ہیں۔

عجب ہے کہ ان سفہاء کو حکماء کہتے اور بحکمت منسوب کرتے ہیں اور اکثر احکام ان کے خصوصاً الٰہیات میں کہ مقصد اسی سے ہے کاذبہ ہیں اور مخالف کتاب وسنت۔ باوجود سراسر جہل مرکب کے جو ان کے حصہ میں ہے۔ اطلاق حکماء ان پر کس اعتبار پر کیا جاوے؟ مگر بر سبیل تحکم واستہزاء کہا جاوے ویا جیسا اطلاق بصیر کا اعمی پر ہوتا ہے؟ ان پر سفہا میں سے ایک جماعت نے جو

بغیر التزام طریق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے بتقلید صوفیہ الٰہیہ جو ہر عصر میں متبعان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتحیات سے ہوتے رہے ہیں۔ طریق ریاضت ومجاہدات اختیار کیا اور اپنے وقت کی صفائی پر مغرور ہوکر اپنے خواب وخیال پر اعتماد کیا اور کشوف خیالی کو اپنا مقتداء بنا کر گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کیا۔ یہ نہیں جانتے کہ یہ صفائی صفائی نفس ہے جو ضلالت کی طرف لے جاتی ہے۔ برخلاف صفائی قلب کے جو دریچہ ہدایت ہے اور صفائی قلب وابستہ بمتابعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ہے اور تزکیہ نفس کا مربوط بصفائی قلب اور اس کی سیاست کے ہے جو خاص نفس کے لئے ہو۔ بالجملہ طریق ریاضت ومجاہدات درسنگ طریق نظر واستدلال تب قابل اعتبار واعتماد ہوتا ہے۔ جب مقرون بتصدیق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہووے جو وہ حق جل وعلی کی طرف سے تبلیغ فرماتے ہیں اور بتائید اوسبحانہ مؤید ہیں۔ ان بزرگواران کا کارخانہ بنزول ملائکہ معصومین کید ومکر دشمن لعین سے محفوظ ہے۔ ’’ان عبادی لیس لک علیہم سلطان (الحجر:۴۲)‘‘ (جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا ہرگز غلبہ نہیں) ان کے نقد وقت ہے اور دوسروں کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی اور نہ دام نافرجام لعین سے رہائی متصور تاوقتیکہ التزام متابعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کریں اور انہی کے اثر قدم پر چلیں۔

محال است سعدی کہ راہ صفا
توان رفت جز درپے مصطفا

عجب معاملہ ہے عقول ناقصہ فلاسفہ گویا در طرف نقیض بطور نبوۃ پڑی ہیں۔ مبداء اور معاد دونوں میں اور ان کے احکام مخالف احکام انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان کا نہ ایمان باللہ درست اور نہ ایمان بآخرۃ۔ قدم عالم کے قائل ہیں۔ حالانکہ حدوث عالم بجمیع اجزاء پر اجماع ہے۔

اسی طرح انشقاق سمٰوات وانتشار کواکب وانداکاک جبال وانفجار بحار جو بروز قیامت موعود ہے اس کے بھی قائل نہیں۔ حشر اجساد ونصوص قرآنی کے منکر۔ ان کے متاخرین جو اپنے کو زمرہ اسلام میں داخل کرتے ہیں وہ بھی اسی طرح اصول فلسفہ پر راسخ ہیں اور قدم سمٰوات وکواکب وغیرہ کے قائل اور ان کے عدم فنا وہلاک پر حکم کرتے ہیں۔ ان کا روز تکذیب نصوص قرآنی پر اور ان کے حصہ میں انکار ضروریات دین ہے۔ عجب مؤمن ہیں کہ خدا تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے۔ لیکن جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا وہ قبول نہیں۔

فلسفہ چون اکثرش باشد سفیہہ پس کل آن
ہم سفیہہ باشد کہ حکم کل حکم اکثر است

انہوں نے ایسے آلہ کے تعلیم وتعلم میں جو خطائے فکری سے بچانے والا تھا اپنے کو مصروف تو کیا اور اس میں باریکیاں بھی نکالیں۔ چونکہ قصد اقصائے ذات وصفات افعال واجبی جل سلطانہ نہ تھا۔ (گویا نیت صحیح ودرست نہ تھی) لہٰذا اپنے ہاتھ وپاؤں کو کھو بیٹھے اور آلہ عاصمہ کو چھوڑ کر خبطوں میں پڑ کر مہلک بیابان ضلالت میں رہ گئے۔ مثل اس شخص کی جو سالہا آلات حرب تیار کرے اور بوقت حرب اپنے ہاتھ پاؤں کھو کر ان کو کام میں نہ لائے۔ لوگ علوم فلسفہ کو منسق ومنتظم جان کر خطا وغلطی سے محفوظ خیال کرتے ہیں۔ بر تقدیر تسلیم یہ بھی ان علوم میں صادق ہوگا کہ ان میں عقل کو استقلال ہے جو خارج از مبحث وداخل دائرہ مالایعنی ہیں اور ان کا آخرت سے جو دائمی ہی کچھ کام نہیں اور نجات اخری کا ان سے کچھ ربط نہیں۔ بات تو ان علوم میں ہے کہ عقل ان کے ادراک میں عاجز وقاصر ہے اور وہ طور نبوۃ سے مربوط ہیں اور نجات اخروی ان سے وابستہ ہے۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ منقذ من الضلال میں فرمایا ہے کہ علم طب وعلم نجوم کو فلاسفہ نے کتب انبیاء ماتقدم علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے سرقہ کیا اور خواص ادویہ وغیرہ جن کے ادراک میں عقل قاصر ہے ان کو صحف وکتب منزلہ بانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے اقتباس کیا۔ علم تہذیب اخلاق کتب صوفیہ الٰہیہ سے جو ہر عصر میں ہر امت پیغمبر میں ہوتے رہے فلاسفہ نے اپنے اباطیل کے رواج دینے کے لئے چورایا۔ پس یہ تینوں معتبر علوم ان کے تو چرائے ہوئے ہیں اور جو خبط علم الٰہی، ذات وصفات واجبی جل سلطانہ میں انہوں نے کیا ہے اور ایمان باللہ اور ایمان بآخرت میں جو مخالفت نصوص قرآنی سے کی اس کا کچھ ذکر ہو چکا ہے۔ باقی رہا علم ہندسہ ومثل اس کے جس کو ایک طرح کی ان سے خصوصیت ہے۔ اگر وہ بھی منسق ومنتظم ہووے تب بھی وہ کس کار آمد اور کس عذاب ووبال آخرۃ کو دور کر سکتا ہے۔ ’’**علامۃ اعراضہ تعالیٰ عن العبد اشتغالہ بما لا یعنیہ**‘‘ (بندہ کو لغو امور میں مشغول ہونا یہ علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اعراض کی اس سے) جو کچھ آخرت میں بکار نہ آوے لایعنی ہے۔ منطق جو علم ہے اور اس کو خطا سے بچانے والا کہتے ہیں۔ وہ ان کے کام نہ آیا اور مقصد اصلی میں غلطی اور خطا سے ان کو نہ نکالا تو دوسروں کے کس کار آمد ہو سکتا اور خطا سے کیونکر بچا سکتا ہے؟ ’’**ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمہ انک انت الوھاب** (آل عمران:۸)‘‘ (اے ہمارے رب اپنی ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو کج نہ کر اور ہم کو اپنے پاس سے رحمت عطا فرما تحقیق تو ہی عطاء فرمانے والا ہے) بعض آدمی ناواقف جو تسویلات (سخن ارائی) فلاسفہ کے گرویدہ ہیں وہ انکو حکماء جان کر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے ہم پلہ جانتے ہیں۔ بلکہ قریب ہے کہ ان کے کاذبہ علوم کو

صادقہ جان کر شرائع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات پر مقدم کریں۔’’اعاذنا اللہ سبحانہ عن ھذا الاعتقاد‘‘(ایسے اعتقاد سے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی پناہ میں رکھے) جب کہ ان کو حکماء جانتے اوران کے علم کو حکمت کہتے ہیں تو ناچار اس بلا میں پڑے۔ کیونکہ حکمت عبارت علم شئے سے ہے جو مطابق نفس الامر ہو اور جو علم اس کے مخالف ہوگا۔ وغیرہ! مطابق نفس الامر کے ہوگا۔ بالجملہ ان کی اوران کے علوم کی تصدیق مستلزم تکذیب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وتکذیب علوم انبیاء ہے۔ علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔ کیونکہ یہ ہر دو علوم ایک دوسرے کے نقیض پڑے ہیں۔ ایک کی تصدیق دوسرے کی تکذیب کی مستلزم ہے۔ پس جو چاہے ملت انبیاء علیہم السلام کا التزام کر کے ضرب حق جل وعلیٰ اوراہل حیات میں سے ہووے اور جو چاہے فلسفی بن کر گروہ شیطان میں داخل وخاسر وخائب ہو۔’’قال اللہ تبارک وتعالیٰ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظلمین نار‘‘(اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو چاہے مؤمن بنے اور جو چاہے کافر بنے۔ ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے)’’والسلام علی من اتبع الھدیٰ والتزم متابعۃ المصطفی علیہ وعلیٰ جمیع اخوانہ من الانبیاء الکرام والملائکۃ العظام الصلوٰۃ والتسلیمات اتمھا واکملھا‘‘(اور سلامتی اس پر جو ہدایت کا تابع ہوا اور متابعت مصطفیٰ کو خوب پکڑا۔ کامل صلوٰۃ وسلام اس پر اوراس کے برادروں انبیاء کرام پر اور ملائکہ عظام پر)

۷...... ان حالات ومقالات طیبہ کی دیکھا دیکھی مرزا قادیانی بھی پہلے شروع تو اسی طرح ہوئے تھے جیسا ان کی کتاب سرمہ چشم آریہ واس ہیبت سے ظاہر ہے ؎

فلسفی را چشم حق بین سخت نابینا بود
گرچہ بیکن باشد ویا بو علی سینا بود

لیکن تہہ دستی قسمت ونامساعدت بخت ونامحرمی سلوک کے سبب اس حالت پر قائم نہ رہے اوراب تو حکماء وفلاسفہ کی تقلید وان کے مسلمات واقوال کے ایسے شائع وگرویدہ ہوئے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات کے مقابلہ پر بھی انہی کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ نیا و پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ انسان اس جسم خاکی کے ساتھ کرۂ زمہریر تک پہنچ سکے۔ کبھی کہتے ہیں علم طبعی کی تحقیقاتیں ثابت کر چکے ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں کی ہوا ایسی مضر صحت ہے کہ اس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ انسان سطح زمین سے چھ میل تک صعود کر کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ جیسا ص ۳۰۷ میں ذکر ہوا۔ کبھی کہتے ہیں کہ بہر حال اس بات کو ماننا پڑتا ہے جو ڈریپر نے بیان کی ہے۔ وغیرہ!

اور تفسیر اوراپنے حقائق معارف بھی خلاف سلف صالحین حسب مذاق حکماء فلاسفہ بے بصیرت ہی کرتے ہیں۔غور کریں کہ جن اہل اللہ کے بسطت علم وبزرگی کے آپ قائل ہیں۔ان کے فلسفہ وفلسفیوں کی نسبت کیسے خیالات ہیں؟

۸...... امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب صد بھی نہایت قابل توجہ ہے جو آپ نے ملا حسن کشمیری کے سوال پر تحریر فرمایا۔جب ملا صاحب نے پوچھا کہ شیخ عبدالکریم یمنی نے کہا ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ عالم الغیب نہیں۔اس کے جواب میں مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:’’مخدوما فقیر راتاب استماع امثال این سخنان ہرگز نیست بے اختیار رگ فاروقیم درحرکت می آید وفرصت تاویل وتوجیہ آن نمید ہد۔قائل آن سخنان شیخ کبیر یمنی باشد یا شیخ اکبر شامی۔کلام محمد عربی علیہ وعلےٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام درکار ست نہ کلام محی الدین عربی وصدرالدین قونوی وعبدالرزاق کاشی۔ مارابنص کاریست نہ بفص۔فتوحات مدینہ ازفتوحات مکیہ مستغنی ساختہ است۔حق تعالیٰ درکلام مجید خودرا بعلم غیب خودمی ستاید وخوراعالم الغیب مے فرماید۔نفی علم غیب کردن از وسبحانہ بسیار مستقبح ومستکرہ است وفی الحقیقت تکذیب است وحق سبحانہ راغیب رامعنی دیگر گفتن از شناعت بمنی برآید ’’کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم فیالیت شعری ماحملھم علی التفوبھا مثال ھذہ الکلمات الصریحہ فی خلاف الشریعۃ‘‘(بڑی بات ان کے منہ سے نکلی ہے۔افسوس ہے کیا شئے ان کو ایسے کلمات صریح خلاف شریعت منہ سے نکالنے کی محرک ہوئی؟)منصور اگرانالحق گوید وبسطامی سبحانی،معذوراند ومغلوب انددرغلبات احوال اما این قسم کلام منبے براحوال نیست تعلق بعلم دارد ومستند بتاویل است عبدرانمی شاید وہیچ تاویل درین مقام مقبول نیست’’فان کلام السکاری یحمل ویصرف عن الظاھر لا غیر‘‘(تحقیق اہل سکر کا کلام ظاہر سے پھیرا جاتا ہے نہ کسی غیر کا)اگرمتکلم ایں کلام مقصودازاظہار ایں کلام ملامت خلق داشتہ باشد ونفرت اینہا آن نیز مستکرہ است ومستھجن از برائے تحصیل ملامت خلق راہہا بسیار است بچہ ضرورت کسی تابسرحد کفر رساند۔‘‘ دیکھئے ایک تو یہ مجدد زمان تھے کہ خلاف شریعۃ شیخ عبدالکبیر یمنی،شیخ اکبر محی الدین عربی،صدر الدین قونوی وعبدالرزاق کاشی اوران کی کتب فصوص وفتوحات مکیہ کی بھی بمقابل ارشاد قرآن مجید وارشاد محمد عربی ﷺ کچھ پرواہ نہ کرتے اور ایک آیت بزبان خود مرزا قادیانی مجدد ہیں کہ بمقابلہ قرآن مجید وحدیث شریف کے فلاسفہ کے اقوال اورمحرک وبے سند کتب کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں اورڈریپروغیرہ کے قول کوقبول کر کے سنداً اپنی کتب میں درج کرتے ہیں۔

ببین تفاوت راہ از کجا است تابکجا

۹...... یہ تو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی باوجود بسطت علم کے معتقدات بیان ہوئے۔ اب ایک فتویٰ شاہ ولی اللہ صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی توجہ فرماویں جو مرزا قادیانی کی امامت کے بالکل موافق حال ہے وہ یہ ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ’’انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ‘‘ میں فرماتے ہیں۔ ’’ویکی ازان جوابہا کہ در فیوض الحرمین مرقوم نیست اینجا نوشتہ شد این فقیر در جناب آنحضرت ﷺ عرض کرد بوجہ از کلام روحانی کہ آنحضرت چہ میفر مایند درفرقہ شیعہ کہ محبت اہل بیت دعویٰ میکنند وباصحاب آنحضرت ﷺ عداوت دارند؟ افاضہ فرمودند کہ مذہب این جماعت باطل است وبطلان مذہب ایشان ازتأمل درتعریف امام کہ ایشان مقرر کردہ اند ظاہر خواہد شد انتہی بعد از افاقت ازان حالت درمعنی امام تأمل کردہ شد معلوم گشت کہ ایشان می گویند کہ امام معصوم مفترض الطاعت میباشد۔ ووحی باطنی کہ عبارت از القائے حکم الٰہی برباطن است بطریق اجتہاد یا الہام بامن از خطا دران مسئلہ او را اثبات می کنند۔ ومیگویند اور خداتعالیٰ نصیب کردہ است برائے مردمان تا ایشان را احکام الٰہی رساند۔ وتحقیقت معنی نبوۃ بہمین خصال رجوع میکنند زیرا کہ بعثہ اللہ لتبلیغ الاحکام۔ حاصلش ہمیں نصب وافتراض طاعت است۔ پس بہ حقیقت ایشان قائل بہ ختم نبوۃ نیستند وائمہ را رضی اللہ عنہم معنی نبوۃ اثبات میکنند۔ اگرچہ نام نبوۃ نمیگویند‘‘ وھل عقیدۃ اقبح من ذلک ’’(اس سے کوئی بہت برا عقیدہ نہیں) یعنی اس عقیدہ سے بھی کوئی اور بدتر عقیدہ ہے؟‘‘

اب مرزا قادیانی توجہ فرماویں کہ خود بدولت بھی اپنی امامت کو بعینہ ایسا بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر قرار دیتے اور بیان فرماتے ہیں۔ اپنے آپ کو معصوم عن الخطا قرار دیتے ہیں۔ (گو سالہا سال کے بعد ایام الصلح میں کچھ قدرے قلیل اپنے غلطی وغیرہ کا اعتراف بھی کیا ہے) جیسا کہ اپنے پاک الہامات کا شیطانی الہامات سے مشتبہ نہ ہونا ص ۱۳ میں اور الہامی عبارت کا غلطی سے پاک ہونا ص ۱۸ میں اور اپنے الہامات سے باقی الہامات کی صحت ثابت ہونا۔ ص ۲۲ میں لکھا ہے۔ مفترض الطاعت ایسے بنتے ہیں کہ جو شخص پیروی وبیعت میں داخل نہ ہو اس کو خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی کہہ کر مرزا قادیانی کہتے ہیں ۔

بعد از رہم ہر آنچہ پسند ند ہیچ نیست
بد قسمت آنکہ درنظرش ہیچ محترم

وحی باطنی والقائے حکم الٰہی بر باطن بطریق اجتہاد یا الہام کیسا بلکہ صریح وحی کے مہبط بن کر مرزاقادیانی نے کہا ہے ؎

من می زیم بوحی خدائے کہ بامن است
پیغام اوست چون نفس روح پر ورم

بلکہ علانیہ کہتے اور لکھتے ہیں کہ خدا کا کلام جو میرے پر (مرزاقادیانی پر) نازل ہوا۔ اس کے یہ الفاظ ہیں۔ جیسا اشتہار ۲۵ رمئی ۱۹۰۰ء ص۳ (مجموعہ اشتہار طبع جدید ج سوم ص ۲۷۵) پر لکھا ہے۔ امن از خطا در مسائل کے ایسے مصر، کہ اپنی خطا کسی امر میں مانتے ہی نہیں جیسا ضرورۃ الامام میں فرمایا۔ اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق امام کی طرف ہوتا ہے اور الہامات میں تو حضرت مسیح علیہ السلام وسید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو شیطانی الہامات ہونے بیان کئے ہیں۔ لیکن الہامات کو دخل شیطانی سے مبرا گنا ہے۔ خداتعالیٰ کی طرف سے بہ لیاقت ہائے بے شمار امامت پر مقرر ہونے کے ثبوت میں رسالہ ضرورۃ الامام بھر دیا ہے اور دوسری جگہ کہا ہے ؎

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم
عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم

اور کہا ؎

ماموروم ومراچہ درین کار اختیار
رواین سخن بگو بخداوند آمرم

مخلوق الٰہی کو احکام الٰہی تبلیغ کرنے میں مرزاقادیانی کہتے ہیں ؎

حکم است ز آسمان بزمین می رسانمش
گر بشنوم نگویمش آنرا کجا برم

اب مرزاقادیانی فرماویں کہ حسب قول شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس سے بڑھ کر اور کیا حقیقت ومعانی نبوۃ کے ہیں؟ اور مرزاقادیانی کے دعاوی کے موافق یہ فتویٰ شاہ صاحب ممدوح رحمۃ اللہ علیہ والا کہ جو ایسا اعتقاد کرے وہ درحقیقت ختم نبوت کا قائل نہیں اور اس عقیدہ سے اور کوئی بدتر عقیدہ نہیں۔ فقط یہ فتویٰ مرزاقادیانی کی امامت کے بعینہ حسب حال ہے کہ نہیں؟

۹...... ختم نبوت سے انکار کا فتویٰ تو شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ سے مستفیض ہوکر فرمایا۔ اب دیگر دعاوی مثل غیب کو چابک سوار کی طرح ہر پہلو سے اپنے قبضہ میں

کرنے وغیرہ کا فتویٰ کسی خدا خوف وعاقبت اندیش مولوی سے مرزا قادیانی دریافت فرمالیں۔ کیونکہ اپنے مجسم ومجبوب عیوب آدمی کو خود نظر نہیں آتے۔ جیسے سرمہ کی سلائی آنکھ میں جاکر۔

۱۰...... مولوی نورالدین صاحب بھی شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اس فتوے کا ذکر فرمایا کرتے ہیں۔ وہ ہی براہ مہربانی ذرہ تأمل وغور فرما کر اور خالق مالک الارض والسمٰوٰت وعلیٰ کل شئ قدیر وشدید العقاب احکم الحاکمین والعدل القہار کا خوف کر کے انصاف سے آیت قرآن مجید ''یاایہا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علیٰ انفسکم اولوا الذین والاقربین ان یکن غنیا اوفقیرا فاللہ اولی بہما فلا تتبعوا الھوٰی ان تعدلوا وان تلووا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا (النساء:۱۳۵) ''(اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے واسطے شہادت دینے میں انصاف کے ساتھ قائم ہونے والے بنو۔ اگرچہ شہادت تمہاری جانوں یا ماں باپ یا قریبیوں کے مخالف ہو اور خواہ وہ غنی یا فقیر ہو۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ بہت مہربان ہے۔ عدل کرنے میں خواہش کی تابعداری نہ کرو اور اگر پھر اور اعراض کرو تو تحقیق اللہ تعالیٰ جو تم عمل کرتے ہو ان سے خوب خبردار ہے) مدنظر رکھ کر فرماویں کہ آیا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ والا یہ انکار ختم نبوت کا فیصلہ یا فتویٰ مرزا قادیانی کی امامت ادعائیہ پر من وعن چسپاں ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا!

۱۱...... باقی رہا مرزا قادیانی کا فرمان کہ مگر انہوں نے (یعنی مجدد صاحب وشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے) وہ خیال نہ کیا جو آپ نے کیا۔ سو بجواب عرض ہے کہ عاجز خاکسار نے تو اس پر کچھ بھی خیال نہیں کیا تھا۔ مجرد اپنا خواب آپ کو سنایا تھا جو بالکل اسی طرح صحیح وپورا ہوگیا۔ آپ آرام سے ٹھنڈے دل سے اس کی تعبیر بتلاتے نہ کہ مجرد اس قدر خفیف لفظ کے سننے سے ایسے برافروختہ ہوتے کہ طرح طرح سے غصہ نکالنے، لے دے کرنے ولتاڑ وغیرہ سے اس رؤیاء عاجز کی تصدیق یعنی سید عبداللہ غزنوی کی تحقیر شروع کر دیتے جو بالکل خلاف متانت وثقاہت وحوصلہ تھی۔ جس پر عاجز حیران ومتعجب تھا کہ یاالٰہی یہ کیا معاملہ ہے۔ یہ دعویٰ کمال نیابت نبوت اور یہ حوصلہ؟ لیکن حق تو یہ ہے کہ حق کو کون روک سکتا ہے۔

۱۲...... اس مضمون یعنی مجدد صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اختتام پر عاجز کو بحالت منام اوّل غیب سے آواز آئی۔ ''السلام علیکم'' اس کے جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہنے پر عاجز کو خطاب ہوا۔ سنا اجی میاں دین محمد اور اس کے بعد الہام ہوا۔ ''انا لننصر رسلنا'' (ہم خود اپنے بھیجے ہوؤں کی مدد ضرور کرتے ہیں) ''کلا بل تحبون العاجلہ'' (تم تو جلدی کرتے ہو) اس

سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ جو حالات ومقالات ان ہر دو اکابر کے اس جگہ درج ہوئے ہیں۔ وہ ہی حقیقتاً دین محمدی ہیں وبس۔ باقی الہام کا مطلب اظہار احسان ہے جو اس مضمون کے بہم پہنچانے میں ہوئے۔ کیونکہ عاجز جلدی کے مارے اس کی تلاش سے اکتا تا تھا۔

فصل نمبر:۱۰۷...... ’’آپ برائے خدا ناراض نہ ہوں۔ اب تک بیعت کی حقیقت نہیں سمجھی کہ اس میں کیا دیتے ہیں اور کیا لیتے ہیں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۲۹، خزائن ج۱۳ ص۵۰۰)

جواب...... مرزا قادیانی بے ضرورت وبلا وجہ ناراضگی پر بار بار زور دیتے ہیں۔ عاجز اپنے محسن خالق کا نہایت شکر گذار ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے ذرہ ذرہ بات پر ناراض ہو کر طیش وغضب میں اگر جلتے بلتے رہنے اور دن رات انتقام کے فکر میں لگے رہنے والوں میں عاجز کو داخل نہیں کیا: ’’وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ‘‘ (اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے) اور ناراض ہونے یا برا ماننے کی بات ہی کیا ہے۔ بقول ؎

گر تو اچھا ہے برا ہو نہیں سکتا اے ذوق
ہے برا وہ ہی کہ جو تجھ کو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے
کیوں برا کہنے کو تو اس کے برا مانتا ہے

ہاں! جو چیز بظاہر خلاف اسلام وغیر سبیل المؤمنین معلوم ہو اس میں خواہ مخواہ خلاف ارشاد: ’’لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (البقرہ:۲۸۶)‘‘ (اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ کام نہیں ڈالتا) ہاں میں ہاں ملانے سے باز رہنے کو ناراضگی کوئی نہیں کہتا۔

۲...... بیعت کا ذکر کچھ تو پہلے ہو چکا۔ اب اس قدر اور عرض ہے کہ مرزا قادیانی نے بے ضرورت اس کی حقیقت کو پیچیدہ ومشکل بنا کر لین دین کا سودا بنا دیا ہے۔ مرزا قادیانی کے بار بار بیع وشرا پر زور دینے سے نہ معلوم کیا مدعا ہے؟ کیا آپ کا منشاء ومقصود کہیں آیت شریفہ: ’’ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم ‘‘ (تحقیق اللہ تعالیٰ نے خرید لئے ہیں مؤمنوں سے ان کی جانیں اور مال) کے مصداق بننے کا ہے؟ اور کھول کر کہنے سے اس لئے جھجکتے ہیں کہ مبادا لوگ یہ دعویٰ سن کر یک لخت درہم برہم ہو جاویں اور اگلی تراوت بھی جاتی رہے؟ لیکن ایسا سودائے خام پکانے کے پہلے اپنی کائنات، ہستی عجز وضعف وناتوانی پر بھی خیال رکھیں کہ اتنی قدرت بھی نہیں ہے کہ اپنی منکوحہ آسمانی پر ہی قبضہ کر سکیں۔

۳...... بھلا یہ تو فرماویں کہ جس جنس اعنی دعا وتعلیم قائق ومعارف قرآن مجید کی دوکان خود

بدولت نے کھولی ہے تو ان کی بیع وشریٰ اسلامی شریعت میں کہاں جائز ودرست ہے؟ کیونکہ قرآن مجید تو صاف فرماتا ہے۔ ’’لاتشتروا بایٰتی ثمناً قلیلا وایای فاتقون (البقرہ:۴۱)‘‘ (تم میری آیتوں کے عوض مول تھوڑا مت لو (دنیا کی محبت سے دین نہ چھوڑو) اور مجھی سے ڈرو) لیکن مرزاقادیانی ایسے صاحب حوصلہ ہیں کہ اس کمائی پر فخر فرماتے اور کرامت کا اثر ٹھہراتے ہیں۔ کیا اس لئے کہ مرزاقادیانی کو ’’اعمل ماشئت‘‘ (جو چاہے تو کر) کا پروانہ مل چکا ہے؟

۴...... طرفہ تر یہ بات ہے کہ لوگ تو پیرومرشد اس لئے پکڑتے ہیں کہ دعاؤں وغیرہ کی توجہ سے پیر ہمارے مشکلات ومہمات میں کام آویں اور یہاں اس کے برعکس ہے کہ آئے دن بیچارے مریدین پیر کی خلاصی وحل مشکلات کے لئے پریشان، مقدمات میں وکلاء کی تقرری وفراہمی چندہ وغیرہ میں دن رات حیران وسرگردان پھرتے ہیں۔ ایسی پیری مریدی بے شک نادرالوجود اور ایسا بیوپار بھی دنیا سے نرالا ہے۔ اللہ تعالیٰ عاجز بندگان کو ایسے خسر الدنیا والآخرۃ کے سودے سے بچاوے اور اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین!

۵...... بیعت کی حقیقت صاف وظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف اپنے کلام عزیز قرآن مجید میں فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کا حکم دیا اور انہوں نے بیعت کی۔ صحابہ کرامؓ کرتے رہے۔ اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس میں بنظر ارشاد اللہ عزوجل وسنت رسول مقبول ﷺ بہت فوائد ومنافع ہیں۔ کیونکہ منہیات شرعی کے ترک کا عہد وگناہوں سے توبہ کرنا تو ہر وقت انسان پر فرض ہے۔ یہی اس کی حقیقت ہے اور کیا ہے؟ اور جو شخص اس کو ذریعہ معاش وگذران بنائے اور اس سے پیٹ پالنا اور بندگان الٰہی کو اپنا غلام وچاکر بنانا ہی مقصود رکھے۔ جیسا کہ مرزاقادیانی کی نظم ونثر میں بھی مضمون وآرزو ہوتی ہے۔ چنانچہ قصیدہ الہامیہ میں کہا ہے ؎

دل خون شد است از غم این قوم ناشناس
واز عالمان کج کہ گرفتند چنبرم
گر علم خشک وکورئے باطن نہ رہ زدے
ہر عالم وفقیہہ شدی ہمچو چاکرم

وہ خود اپنا نقصان آپ ہی کرے گا۔ ’’فانما حسابہ عند ربہ‘‘ (پس اس کا حساب (معاملہ) اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے) عاجز کے پیروشیخ علیہ الرحمۃ کا تو یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ ایک قدیمی مخلص دوست نے بنظر خیرخواہی بسبیل تذکرہ ان سے اس مضمون کی درخواست کی کہ اگر آپ مریدین سے بیعت لے کر ان کو توجہ بھی دیا کریں تو ان کو بہت جلدی دینی فائدہ وسلوک میں ترقی

نمایاں ہو اور ان کی خدمت سے جناب کے عیال واطفال کو بھی گذران میں سہولت وآرام ہوا کرے۔ اس بات کے سنتے ہی آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور دوست خیر خواہ سے توبہ کرا کے تجدید ایمان کرائی اور فرمایا کہ سوائے اللہ عزوجل کے کسی غیر پر کسی قسم کا بھروسہ رکھنا یا کوئی کام سوائے حصول رضائے الٰہی کرنا یا کسی سے کسی قسم کے حصول فائدہ کی امید رکھنا یہ شرک ہے اور تم ایسے خیالات کی موجودگی میں ہرگز کبھی کسی سے بیعت مت لیا کرو۔ جو شخص کسی دنیوی مفاد کے لئے یہ طریق وعمل اختیار کرے وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ لوگ اس کے ہاتھ پر بیعت کریں۔

غور فرماویں کہ امام اور بیعت لینے والے ایسے ہوتے ہیں نہ ایسے کہ بیعت کر کے بندگان الٰہی غریب مخلوق کی جان ومال وہر چیز کے مالک وخدا بن بیٹھیں۔ وغیرہ! اور آئے دن مبایعین سے طرح طرح کے چندے وصول کر کے جائیدادیں وزیور بنائیں۔ مکان فراخ وآراستہ کرائیں۔ اپنے یادگاری مینار قائم کریں۔ وغیرہ! ''**اللھم حفظنا من زلت الاقدام والافھام واجعلنا من عبادک الصٰلحین المخلصین اٰمین یا رب العلمین**'' (یاالٰہی قدموں اور فہموں کے پھسلنے سے ہماری حفاظت کر اور ہم کو اپنے صالح اور خالص بندوں میں کر۔ آمین یارب العالمین)

حکیم نورالدین

فصل نمبر:۱۰۸...... ''ہماری جماعت میں اور میری بیعت کردہ بندگان خدا میں ایک مرد ہیں جو جلیل الشان فاضل ہیں اور وہ مولوی حکیم حافظ حاجی حرمین نورالدین صاحب ہیں جو گویا تمام جہان کی تفسیریں اپنے پاس رکھتے ہیں اور ایسا ہی ان کے دل میں ہزارہا قرآنی معارف کا ذخیرہ ہے۔ اگر آپ کو فی الحقیقت بیعت لینے کی فضیلت دی گئی ہے تو ایک قرآن کا سپارہ ان ہی کو مع حقائق معارف کے پڑھا دیویں۔ یہ لوگ دیوانہ تو نہیں کہ انہوں نے مجھ سے ہی بیعت کر لی اور دوسرے ملہموں کو چھوڑ دیا۔ اگر آپ حضرت مولوی صاحب موصوف کی پیروی کرتے تو آپ کے لئے بہتر ہوتا۔ آپ سوچیں کہ فاضل موصوف خانمان چھوڑ کر میرے پاس آ بیٹھے اور کچے کوٹھوں میں تکلیف سے بسر کرتے ہیں۔ کیا وہ بغیر کسی بات کے دیکھنے کے دانستہ اس تکلیف کو گوارا کئے ہوئے ہیں؟'' (ضرورۃ الامام ص۲۹، خزائن ج۱۳ ص۵۰۰)

جواب...... مرزا قادیانی نے جو مولوی صاحب کی تعریف فرمائی ہے عاجز کو بھی قبل از تجربہ ووقوف براصل حقیقت سماعی بنیاد پر حسن ظن سے ایسا ہی گمان تھا۔ لیکن جوں جوں حالات سے آگاہی ہوتی گئی بفضلہٖ تعالیٰ تعالیٰ وتقدس اس غلط حسن ظن سے بھی نجات ہوتی گئی۔ مثلاً:

(۱) سب سے اوّل تو اس حسن ظن میں فرق ڈالنے والا مولوی صاحب کا وہ حلفی اشتہار ہوا جو انہوں نے عبداللہ آتھم کے بارہ میں پیش گوئی پورا ہو جانے کا دیا۔ باوجودیکہ اس اشتہار سے پہلے ایک شخص کے استفسار پر تحریری شہادت دے چکے تھے کہ وہ پیش گوئی پوری نہیں ہوئی۔

(۲) مولوی صاحب کے علم وفضل کا جو نمونہ خط وکتابت مندرجہ رسالہ خلاف بیانی میں موجود ہے وہ جیسا عبرتناک وپردہ براندازی محتاج بیان نہیں کہ اوّل ایک خط بدرخواست ترک مخالفت اور برس چھ ماہ تک نشان دیکھنے کے لئے خاموش رہنے کے واسطے لکھ کر بھیجا۔ پھر انکار کر دیا کہ ایسا کوئی خط نہیں لکھا۔ بعد میں جب وہ خط ظاہر ہونے لگا اور آرندہ خط نے وہ خط لاکر پہنچا دینے کا لوگوں کے روبرو اقبال کر دیا تو پھر وہی خط مشتہر کر دیا ہے۔

(۳) مولوی صاحب نے بمخالفت قاضی سلیمان صاحب اپنے خط موسومہ نورالدین مطبوعہ اخبار الحکم مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۸۹۹ء میں ایسا اندھیر کیا اور اپنی لیاقت ودیانت کا ایسا ثبوت دیا کہ اپنے فضل وکمال کے باہر میں کسی قسم کی حسن ظنی کی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ بتوں اور مندروں کے پجاریوں کو نعوذ باللہ سچے نبی کہا اور پھر اپنے امام صاحب کی حمایت میں ان کی پیش گوئیوں کو جھٹلایا ہے اور ایسے بدیہی البطلان وغلط حوالہ جات سے کام لیا ہے کہ الامان۔ مشن سکول کے طالب علم بھی ان کی توراۃ دانی وکج فہمی پر حیران ہیں اور مولوی صاحب نے باوجود اپنے اس سقیم الحالی کے الٹا قاضی صاحب کو خلاف دیانت وامانت دھوکا دہ وٹھوکر کھانے والا کہہ کر ان کے ''انہ من سلیمان'' (تحقیق وہ سلیمان کی طرف سے ہے) کا مصداق بننے کو (جو آیت قران مجید قاضی صاحب نے اپنی کتاب کے سرورق پر تبرکاً لکھی ہے) محل طعن قرار دیا ہے۔ بایں وجہ کہ وہ سکھ ریاست میں نوکر ہیں۔ حالانکہ مذہبی آزادی میں اس ریاست جیسی کوئی دوسری ریاست نہیں۔ کیونکہ علاوہ اس کے انتظامی اراکین مسلمان ہونے کے اس کا رئیس مسجد کا بانی وخادم اور وہاں تعطیل کا دن بھی جمعہ ہی مقرر رہا۔ لیکن مولوی صاحب کے فہم پر کچھ ایسا سرپوش آیا کہ انہوں نے اس تحریر کے وقت اتنا نہ سوچا کہ ہم بمقابلہ قاضی صاحب حق پوشی کر کے اور ایسی ریاست میں سالہا سال رہ کے جہاں دینی آزادی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ کیونکر حق نما ونورالدین بنے رہے؟ سبحان اللہ نور امامت نے کیسا انعکاس کیا ہے کہ صاف جگہ پر تو تنکے نظر آتے ہیں اور جہاں شہتیر اور لٹھوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ ان کی خبر ہی نہیں۔

۲...... اوّل تو تمام جہان کی تفاسیر رکھنا ایک خلاف واقعہ امر ہے جو مبالغہ سے مرزاقادیانی نے ان کی تعریف میں لکھ دیا ہے اور وہ بھی خوش ہوتے ہوں گے۔ پھر اگر کوئی تمام جہان کی

تفسیریں اور کتابیں درحقیقت اپنے پاس بھی رکھے تو کیا مجرد رکھنے ہی سے وہ خدارسیدہ، معارف وحقیقت شناس، لطائف ونکتہ رس، معانی سنج، حقائق ورموزدان، عالم باللہ، ولی الرحمٰن، روحانی سینٹ، مہاتما، فوق العادت، خرق اعجازی شخص بلاعمل ہی بن جاتا ہے کہ مرزاقادیانی نے ان کی تفاسیرداری پر ایسا فخر وناز کیا ہے؟ اگر ایسا ہی ہے تو آیت کریمہ قرآن مجید ''مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفار (الجمعہ:۵)''(جن لوگوں پر توراۃ اٹھوائی گئی (دی گئی) پھرانہوں نے اس کو برداشت نہ کیا (یعنی اس پر کاربند نہ ہوئے) ان کی شان بعینہ گدھے کی مثال ہے جس پر کتابیں لدی ہوں) کے کیا معنی ہیں اوراس کی شان نزول کیا ہے؟ کتاب داری تو بہت ہی قابل قدر ہوتی ہے کہ جب تعمیل احکام واطاعت خیرالانام میں اس کا پیروکار ہوکر اپنی صحت فہم، درایت، حقیقت وحقیقت دانی کا علمی وعملی نمونہ دکھلاوے۔ ورنہ حمال کی طرح باربرداری وطوطی کی طرح حفظ کرنے ورٹنے سے کیا فائدہ؟ بقول مولوی روم صاحب ؎

علم گربرجان زنی یارے بود
علم گر برتن زنی مارے بود

جان جملہ علمہا انیست این
کہ بدانی من کیم در یوم دین

یہ دوسرا شعر عاجز کو الہام بھی ہوا ہے۔ مگراس میں بجائے اوّل لفظ جان کے علم ہے۔

۳...... معارف کا ذخیرہ جو مولوی صاحب میں مرزاقادیانی بتلاتے ہیں وہ مرزاقادیانی ہی کو نظر آتا ہوگا اور وہ ہی اس ذخیرہ سے فیضیاب ہوتے ہوں گے۔ ویا خود مولوی صاحب اس کے ذائقہ وسرور میں محظوظ ومسرور رہتے ہوں گے۔ دوسروں پر جو مولوی صاحب نے اس عرصہ دراز میں بطور مشتے ازخروار ذخیرہ معارف منتشر فرمایا ہے۔ اس میں سے تو یہی نکلا وظاہر ہوا ہے کہ:

(۱) مولوی صاحب خط مندرجہ خلاف بیانی میں دریافت کرتے ہیں کہ دوملہموں کے مخالف الہامات میں کس معیار سے ہم تفرقہ کریں؟ گویا ان کو اب تک یہ معلوم ہی نہیں کہ اسلام میں کتاب وسنت ایسے کامل اکمل معیار ہیں جن سے حق وباطل صحیح وغلط۔ راست وکج خوب کما حقہ پرکھا جاسکتا ہے۔ خواہ کوئی کسی بھیس میں روپ بدل کر مدعی الہام ووحی، ونبوۃ، ورسالت وغیرہ ہوکر آوے۔

(۲) خوبی قسمت سے فہم وعلم بائبل میں جوان کو کمال ہے وہ یہ ہے کہ بتوں ومندروں کے پجاری وسچے نبی میں انکو امتیاز نہیں اور ایک کا دوسرے سے فرق نہیں کرسکتے۔ پھر طرفہ یہ کہ چار

سو پجاریوں کو سچے کہہ کر پھران کی پیش گوئی کو جھوٹا کہیں۔ تو جناب الٰہی کے شان میں کوئی بٹہ نہیں لگتا۔ لیکن اگر مرزا قادیانی کے مخالف کسی کو سچا الہام ہو تو اس میں نعوذ باللہ جناب الٰہی کے شان میں بٹہ لگتا ہے اور اسلام کا سر چور ہوتا ہے جیسا خط مندرجہ رسالہ خلاف بیانی میں لکھا ہے۔

(۳) آیت شریف: ''ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً (النساء: ۸۲)'' کے معنی وتفسیر نہ معلوم مولوی صاحب نے کہاں سے یہ سیکھے ہیں کہ جس عبدالرحمٰن کو مولوی صاحب کے وہمی وفرضی خود تراشیدہ اعتقادات کے مخالف الہام وکشف ہو وہ اس اختلاف میں داخل ہے۔ جیسا کہ انہوں نے خط اسمی حافظ محمد یوسف صاحب مطبوعہ الحکم مورخہ ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء میں ظاہر فرمایا ہے۔ جس سے مستنبط ہوتا ہے کہ وہ آیت شریف کے اصلی معنے سے بے خبر ہیں جو عام فہم اور معمولی سمجھ کے لئے بھی سہل ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اگر قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا تو تم اس میں بہت اختلاف پاتے۔ جس سے صاف وصریح طور پر ظاہر وباہر ہے کہ جو کلام نقیض ومتضاد باتوں وافراط تفریط سے ایسا پر ہو جیسا مرزا قادیانی کی تحریر ہوتی ہے تو وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس پر مصرعہ دروغگو را حافظہ نباشد صادق آتا ہے اور اسی سے یہ بھی عیاں ہے کہ جو کلام الٰہی وربانی تعلیمات یعنی شرع نبوی علیہ اعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیات کے مخالف ہو وہ بھی اسی بناء پر بالکل مردود ومطرود ہے۔

(۴) دو شخصوں کے الہامات میں اختلاف ہونے کو ''لوکان من عند غیر اللہ'' کے نیچے لاکر مرزا قادیانی کی حمایت میں بلادلیل ان کے مخالف کو ساقط الاعتبار قرار دیتے ہیں اور تعجب یہ ہے کہ اسی مخالف کی نسبت کامل یقین سے سچے اور مفتری علی اللہ ہونے کی خود بکمال وثوق اخبار الحکم ۳۱/اگست ۱۸۹۹ء میں اپنی شہادت مشتہر کرتے ہیں۔

پس اب مقتضائے راستی ودیانت یہ ہے کہ مولوی صاحب جن لوگوں کو کامل یقین سے مفتری علی اللہ ہرگز نہیں جانتے تو ان کے الہامات کو بھی جو بالکل متفق ویک زبان ہیں تسلیم وقبول کرلیں۔ ہاں! اگر کوئی الہام کا مدعی یہ کہے کہ مجھ کو یہ الہام ہوتے ہیں کہ حج ملتوی کرو۔ زکوٰۃ کا مصرف ایسے غنی کے حوائج کو سمجھو جس پر پانچ سات ہزار روپیہ کی آمدنی کے سبب انکم ٹیکس تجویز ہو خواہ وہ بعد میں عذرداری وحسب مدعا خود شہادت پیش کر کے معاف ہی کرالے۔ غیر سبیل المؤمنین اپنی طرح طرح کی تصویر اتروا کر شغل بت پرستی کی بنیاد رکھنا جائز ہے۔ بلاضرورت وبلاحاجت عمارات بلند گھنٹہ گھر ویادگاری مینار جس کے نیچے جلسہ کا کمرہ ہوکر برخلاف تعلیم وحکم رسول اللہ ﷺ غریبوں سے چندہ کر کے بنواؤ۔ وغیرہ! تو مولوی صاحب اس کی تائید وتصدیق

سے بلاتأمل پرہیز وحذر کریں اور مخالف کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ ہونے کے باعث ان الہامات کو قبول نہ کریں۔ بلکہ ان کی تردید کو فرض سمجھیں نہ یہ کہ دوسرے بے بناوٹ غریب مؤمنین کے الہامات حقہ ومتفقہ کو محض مرزاقادیانی کے خلاف عقل ونقل دعاوی کے مخالف ہونے کی وجہ سے ان کی مخالفت پر کمر باندھیں اور حق سے روگردانی کریں۔

(۵) باوجود ان اوصاف کے مولوی صاحب کی کتاب فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب کا نام خلاف محاورہ عربی وغلط ہونے پر جو اعتراض ہوا اس کا مولوی صاحب اب تک کچھ جواب نہیں دے سکے۔ نظر بریں حالات ایسا ذخیرہ معارف جس قدر کے لائق ہے وہ ظاہر وعیاں ہے۔ غرض یہ مولوی صاحب کے معارف کا نمونہ ہے جس کے لئے مرزاقادیانی نے بھی بعینہ مخالفین اسلام کی طرز پر خود بدولت کی شان وفضیلت بڑھانے کے لئے ان کو مبالغہ سے ایسے عالی خطابات سے متصف فرمایا ہے۔ کیونکہ یہ تو مخالفین اسلام کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی مسلمان مرتد ہوکر ان کے ساتھ جاملے تو ان کو اسلامی فضیلت کے خطابات دینے میں ضرور مبالغہ کرتے ہیں۔ اسی طرح مرزاقادیانی بھی اپنے مریدین کو محدث، حافظ، حاجی، مولوی، عالم، فاضل اور بالکل ناخواندوں کو امام فخرالدین رازی وغیرہ وغیرہ کے القاب عطاء فرماتے رہتے ہیں۔ جس کے واسطے خلاف واقعہ اور بموجب تعلیم رسول اللہ ﷺ مدح وثنا باعث خرابی وضرر ممدوح ہونے کے اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ نظائر مرقوم الصدر سے بخوبی واضح ہوسکتا ہے کہ مولوی صاحب کیسے معارف دان فاضل وسلیم العقل ہیں اور ان کا ذخیرۂ علم ومعارف غبطہ کے لائق ہے یا ایسا ہے جس کے لئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دعا ’’**اللہم انی اعوذبک من علم لا ینفع ومن قلب لا یخشع**‘‘ (یاالٰہی میں تیری پناہ پکڑتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اس دل سے جو خوف نہ کرے) تعلیم فرمائی ہے؟

۴...... مرزاقادیانی تو مولوی صاحب کو ایک سپارہ پڑھانا طنزاً فرماتے ہیں۔ گو عاجز تو واقعاً ومطلقاً کچھ چیز وحقیقت نہیں۔ لیکن اگر کسی وقت میرے قادر قدیر مولیٰ ومحسن کو یہ کام بھی لینا منظور ہوا اور اس کا حکم آیا تو ایک سپارہ کیا کل قرآن مجید والے کے حکم وفضل سے ان کو پڑھاوے گا۔ بارہا الہام تو ہوا ہے۔ ’’**واللہ یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون**‘‘ (اللہ تعالیٰ تجھے برگزیدہ کرے گا اور باتوں کی تاویل سکھاوے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے) اور کیا عجب کہ مولوی صاحب کو پڑھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے اور جیسے عاجز کے پیر سید عبداللہ صاحب

غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت تھی کہ ان کی صحبت بابرکت میں اکثر احباب کو بغیر سلسلہ ومشقت تعلیم وتعلم خود بخود پڑھنا پڑھانا وحقائق معارف بفضل اوسبحانہ وتعالیٰ آ جاتے تھے۔ اسی طرح مولوی صاحب کو بھی خود بخود اس مالک علیٰ کل شئ قدیر کے فضل وکرم سے سب کچھ آ جاوے اور موجودہ ردی خیالات وفاسد توہمات ان کے صفحہ دل سے زائل ومحو ہو جاویں۔’’**وذلک علی اللہ یسیر وھو علی کل شئ قدیر**‘‘(اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے اور وہ ہر شئے پر قادر ہے) مرزا قادیانی خواہ تعجب کریں عاجز کے نزدیک تو یہ امر بالکل سہل اور ذرا بھی محل تعجب نہیں۔ ایام گذشتہ میں تو عاجز حسب استدعا مولوی صاحب ان کے واسطے دعا کرتا رہا ہے جو شاید ان کو یاد ہو اور آئندہ کی علیم وخبیر کو خبر ہے کہ کون کون بندگان اللہ تعالیٰ عزوجل عاجز سے آن کر ملیں گے؟ کیونکہ ایک دو دفعہ اس خبر کی الہاماً اطلاع تو ملی ہے۔’’**قال اٰمنتم بہ قبل ان اٰذن لکم**‘‘(کہا تم میری اجازت دینے سے پہلے ہی اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہو) لیکن ابھی معلوم نہیں کہ اس کا ظہور وواقعہ کس طرح ہوگا۔

۵...... مولوی صاحب کا سب دیگر ملہمین راشدین سالکین تربیت یافتہ حسب سنت رب العالمین وطریقہ سید الاولین والآخرین کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی بیعت میں داخل ہونا مولوی صاحب کے اسی قول صادق کے موافق معلوم ہوتا ہے جو وہ خود فرمایا کرتے ہیں کہ:’’بعض پنہانی قصور وگناہ ایسے ہوتے ہیں کہ مرتکب کو کسی صادق کی صحبت میں ٹھہرنے نہیں دیتے۔‘‘ سو نہ معلوم (غافر لذنوب معاف فرماوے) کہ کس پنہانی جرم وقصور کے پاداش میں مولوی صاحب کو باوجود بہت سے اولیاء اللہ صادقین مستغرقین ذکر اللہ تعالیٰ کی صحبت کیمیا خاصیت میسر آنے کے بھی ان کو ان بزرگان عارفان باللہ کی خدمت میں جن کی انہوں نے ایک لمبی فہرست بیان فرمائی ہے ٹھہرنا ومستفیض ہونا نصیب نہیں ہوا؟ وہ مکھن کے بال کی طرح کورے صاف نکل کر چلے آئے اور آخر ایک ایسے دلدل میں آن کر پھنس گئے جس سے رہائی کے واسطے اگر صدق دل سے انابت الی اللہ، توبہ واستغفار نہ کریں گے تو عاقبت محمود معرض خطر میں ہے اور اس لئے مولوی صاحب کی خدمت میں خیرخواہانہ ومخلصانہ نصیحت ہے کہ وہ آیت شریف’’**الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ** (الحدید:۱۶)‘‘(کیا مومنوں کے لئے ابھی تک وقت نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر ان کے دل ڈریں) پر جو ایک دفعہ عاجز کو خاص ان کے لئے الہام نبوی تھی بغور تدبر وتفکر فرماویں اور اپنے حسن خاتمہ کا فکر کریں۔’’**نعوذ باللہ من سوء الاعمال والمال**‘‘(ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں برے عملوں وانجام سے)’’**اللھم افتح اقفال قلوبنا بفضلک**

ولا تؤمنا مکرک ولا تنسنا ذکرک ولا تهتک عنا سترک ولا تجعلنا من الغافلین اٰمین اٰمین ’’(اے اﷲتعالیٰ ہمارے دلوں کے تالے کھول اپنے فضل سے اور اپنے مکر (حلم وغیرہ) سے بے ڈر نہ کر اور اپنی یاد نہ بھلا اور ہم سے اپنے پردہ کو نہ پھاڑ اور نہ کر ہم کو غافلوں سے۔آمین)

۶...... مولوی صاحب کی دیوانگی خانمان چھوڑ کر مرزاقادیانی کے پاس رہنا کچے کوٹھوں میں بسر کرنا کچھ نیا نہیں۔ اوّل تو ان کا خانمان عیال واطفال اکثر سب ان کے ساتھ ہی ہے۔ دوم مرزاقادیانی اور مولوی صاحب کا مذاق ملتا ہے۔ کیونکہ مولوی صاحب میں مرزاقادیانی سے پہلے ہی باتباع یا بموافقت سرسید بالقابہ مسیح علیہ السلام کے مرنے مارنے اور ان کی قبر کھودنے کا خبط موجود تھا۔ اب ان کو ایک مددگار وہم خیال مل گیا۔ بلکہ اکثر تو اس بات کے قائل ہیں کہ یہ چھیڑ انہوں نے ہی چھیڑی اور مرزاقادیانی نے اس کو اپنے مفید مطلب سمجھ کر اس کی تکمیل کا بیڑا اٹھالیا اور شاید کوئی اور تعلقات بھی باعث ہوں۔ اس لئے وہ مرزاقادیانی کے گرویدہ ہیں۔ اسی طرح بموجب عام قاعدہ کے دوسرے ہزاروں بلکہ لاکھوں مرید اپنے اپنے پیروں پر بباعث ہم مذاقی وہم جنسی کے فدا ہیں۔ یہ کچھ تعجب واچنبا نہیں۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز مشہور مقولہ ہے۔

۷...... مولوی صاحب کا ڈیرہ لگانا تو ذرہ بھی تعجب خیز نہیں۔ ان کی طبیعت وعادت قدیم سے ہی ایسی ہے۔ کیا مرزاقادیانی کو یاد یا خیال نہیں رہا کہ عمر گذشتہ میں انہوں نے کس کس جگہ ڈیرہ نہیں لگایا۔ رام پور میں، لکھنؤ میں، حکیم علی حسن صاحب کی خدمت میں، مکہ معظّمہ زاداﷲشرفہا میں مولوی رحمت اﷲ صاحب ومولوی محمد صاحب کی خدمت میں۔ مدینہ منورہ میں شاہ عبدالغنی صاحب مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں۔ حتیٰ کہ سرسید آنجہانی کے بھی، جو مرزاقادیانی کے دعاوی کے کبھی موافق نہ ہوئے۔ محبّ ومعتقد رہ کر نہ صرف خود ہی ان کو مضامین وروپیہ سے امداد دیتے رہے۔ بلکہ دوسروں کو بھی ان کی موافقت وامداد کی دعوت وہدایت امداد اسلام سمجھ کر کرتے رہے۔ وغیرہ وغیرہ!

ان کے علاوہ دیگر مقامات واشخاص بھی ہیں جن کا ذکر مولوی صاحب نے اپنے خط اسمی عاجز میں کیا ہے۔ غرض صرف حسن عقیدت سے سب کچھ آرام آسائش رونق آمدنی وغیرہ فراموش کر کے ڈیرہ لگانا درکناران پر خوبی قسمت سے مادہ حسن ظنی ایسا غالب تھا کہ اس کے سبب یا غلبہ فطرت کے باعث عمداً مکار دغاباز وفریبیوں کے فریب میں بھی آجاتے رہے اور ان کے کہنے کی تعمیل دھوکہ کھا کر بعد تجربہ بھی کرتے رہے ہیں۔ جیسا انہوں نے کئی مواقع خود بیان فرمائے ہیں

اور اس لئے یہ بات سب میں ان کے دوستوں تک مشہور ہے کہ ان میں مادہ مردم شناسی ہرگز نہیں ہے اور ان کی اس عالی حوصلگی اور نیک طبیعت کا (بشرطیکہ بے اختیاری نہ ہو) عاجز قائل ہے۔ ''جزاہ اللہ خیر الجزاء'' وہ تو سبھی مقامات طبیعت ومذاق پسند پر ایسا ہی کرتے رہے ہیں اور ابھی بشرط زندگی خدا جانے آئندہ کیا کچھ کریں گے۔ پھر مرزا قادیانی کے پاس کچے کوٹھوں میں رہنا کیا تعجب وانوکھی بات ہے؟

۸...... یہ امر ضرور غور طلب وقابل لحاظ ہے کہ مولوی صاحب کو مرزا قادیانی کی صحبت سے کیا فیض اور کس قدر روحانی ترقی ہوئی۔ سو درحقیقت اس کا اصل حال تو خود مولوی صاحب ہی کو معلوم ہوگا۔ سوان کے دوسرا جو کوئی کہے گا وہ ظاہری حال پر نظر وقیاس کر کے کہے گا۔ سو ظاہری حال سے تو کچھ روحانی ترقی دکھائی نہیں دیتی۔ بلکہ بجائے ترقی کے ان کی پہلی حالت مسکنت کہ باوجود وسعت کے بھی ریل کے سوم درجہ میں بہ معیت غرباء سفر کرنا، فروتنی ایسی کہ بیماروں وغیرہ سے نہایت رفق وخلق سے پیش آنا زہد بظاہر ایسا کہ خوردونوش، لباس وغیرہ کی کچھ پراہ نہ کرنا۔ انابت الیٰ اللہ واخلاص ایسا کہ ان کے ہر امر وحالت وعظ وغیرہ میں اس کا نمایاں اثر جو صدق کا خاصہ ہی ظاہر ہونا۔ طالب علموں پر ایسی شفقت کہ ان کو اپنے پس سے امداد فیس و پارچات دینا اور ان کے سخت سست کہنے پر بھی تحمل وبردباری سے پیش آنا وغیرہ۔ سو اب بظاہر تو ان سب اخلاق حسنہ میں کمی دکھائی دیتی ہے کہ بجائے مسکنت کے طبیعت میں ایسی تعلّی شروع ہوگئی ہے کہ:

(۱) مخلص وخام دوستوں کو احمقانہ رنگ والے کہہ دیتے ہیں۔ ذرا سے خلاف نفس پر ان کی سب خدمات واحسانات فراموش کر کے ان لا الہ الا اللہ کہنے والوں سے ترک ملاقات کرتے ہیں۔ گو وعظ خوش اخلاقی اور اچھی طرح ملنے کی تاکید کا کرتے ہیں۔

(۲) طالب علموں سے بجائے نرمی کے سختی سے پیش آتے وجھڑکتے ہیں۔

(۳) جواب کے لئے ٹکٹ ملفوف کرنے وجوابی کارڈ بھیجنے پر بھی مسائل کا جواب مشکل سے دیتے ہیں اور دیتے ہیں تو ناتمام وبصیغہ برنگ۔

(۴) ایک شخص نے تصویر کا مسئلہ پوچھا تو کہہ دیا کہ یہ بہت آسان ہے اور کاغذ کی کمی کا عذر کر کے ٹال دیا۔

(۵) معاملات میں صفائی وقسط کے عاملین وحق العباد ادا کرنے کے فکر کرنے والوں سے ان کے دل کو رنج پہنچتا ہے۔

(۶)اللہ جل جلالہ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:’’اعدلوا ھوا قرب للتقویٰ واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون (المائدہ:۸)‘‘(عدل کرو وہ پرہیزگاری کے بہت قریب ہے اورڈرو اللہ تعالیٰ سے تحقیق جو تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے خبردار ہے)’’واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ وبعھد اللہ اوفوا‘‘(اور جب بات کہو انصاف کرو۔اگرچہ قریبی ہی ہو اور اللہ تعالیٰ کے عہد وفا کرو)’’ان اللہ یامر بالعدل والاحسان (الانعام:۱۵۲)‘‘(تحقیق اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے عدل اور احسان کرنے کو) ان کے عملدرآمد وصفت عدل واحسان میں باوجود روز قرآن مجید پڑھنے کے مولوی صاحب نے یہ ترقی کی ہے کہ جو شخص مرزا قادیانی کی مخالفت میں سختی ودرشتی وتیز کلامی کرے اس کو تو کچھ نہیں کہتے لیکن جو نرمی وملائمیت سے مرزا قادیانی کو حضرت وجناب خطاب کر کے مہذبانہ مدلل بآیات قرآنی واحادیث شریف ان کی دعاوی کی حقیقت واصلیت ظاہر کرے تو ایسی مہذب مدلل وملائم تحاریر پر ناراض وخفا ہو کر ان کی مخالفت پر مستعدی ظاہر کرتے ہیں۔ جیسا کہ غایت المرام مصنفہ قاضی سلیمان صاحب کی نسبت اور شمس الہدایہ مصنفہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی نسبت مولوی صاحب نے کیا ہے۔ شمس الہدایہ کے دیکھنے کا اتفاق عاجز کو بھی اخیر جولائی ۱۹۰۰ء میں ہوا ہے۔ نہایت متانت ونرمی سے بدلائل محققانہ لکھی ہے۔ لیکن نہ معلوم مولوی صاحب بجائے ویسا ہی مدلل ومعقول جواب دینے کے ناراض کیوں ہوتے ہیں؟

(۷)صداقت اخلاص اور معرفت کے اثر کا یہ حال ہے کہ مولوی صاحب نے ۲؍جولائی ۱۹۰۰ء کو لاہور میں مضمون امساک باران پر وعظ مین اوّل تو رجماً بالغیب ایک مدعی امام الزمانی مفتری علے اللہ کے صادق ہونے کی نسبت بہت قسمیں کھا کر بعد لمبی چوڑی تقریر کے کہا کہ جب تک تمام مسلمان مرزا قادیانی کو امام وقت نہ مانیں گے ہرگز بارش کا منہ نہ دیکھیں گے اور کئی اور بلیات کا نشانہ بنیں گے۔ جیسا کہ اخبار لائل پور گزٹ ۱۶؍جولائی ۱۹۰۰ء ص۳ پر بعنوان ہر فرعونے راموسیٰ معہ تردید درج ہے۔(بلکہ بعض سامعین نے تو ان کا بجائے بارش کے خاک وگرد و بجائے ٹھنڈک کے آگ برسنا بیان کرنا بھی بتلایا ہے) سو اس کی نسبت مختصراً یہ عرض ہے کہ ارحم الرحمین نے اپنی عاجز مخلوق کو مولوی صاحب کی اغوا وتذبذب سے بچانے کو ایسا فضل وکرم کیا کہ مولوی صاحب کے لاہور سے رخصت ہوتے ہی باران رحمت کا نزول شروع ہو گیا اور الحمدللہ علیٰ احسانہ کہ ان کے اس وعظ وتشریف بری کے بعد اخیر جولائی تک چھ مرتبہ بارش ہوئی اور زیادہ فضل ورحمت الٰہی کی امیدواری ہے۔ الحمدللہ تعالیٰ کہ مولوی صاحب نے اپنی تذکیر میں رحمت الٰہی

کی نفی کا پہلو لیا۔ اگر اس کے برعکس فرماتے تو شاید غریب عاجز مخلوق کو تکلیف ہوتی۔ کیونکہ ان کے امام کے خلاف کتاب اللہ وسنت دعاوی کے سبب ان کی اکثر باتیں الٹی ہی ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ چنانچہ سال گزشتہ میں مرزا قادیانی نے جو اشتہار دیا تھا کہ بارش ہوگی۔ اگر بارش نہ ہوئی تو ہمارے مریدوں پر رحمت نازل ہوگی۔ اس کا بھی الٹا ہی اثر ہوا تھا کہ بارش کا خوب امساک ہوا اور مریدوں پر یہ رحمت ہوئی کہ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کے نوٹس پر رات بھر اشتہار مرہم عیسیٰ کو بازاروں، گلیوں وکوچوں سے اتارنے میں حیران وسرگردان رہے۔ اسی طرح طاعون سے بھی جس کی اشتہاری میعاد وانتہائی مقررہ مرزا قادیانی سرما گذشتہ میں ختم ہوگئی۔ بفضلہ تعالیٰ وتقدس امن وامان رہی۔ لہٰذا اگر مخلوق الٰہی کی خیرخواہی کے مخالف ہی بیان فرمایا کریں تو بحق مخلوق بظاہر مفید ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ اپنی عاجز مخلوق کو ضلالت سے بچانے کی خاطر کذاب ومفتری کے خذلان کے لئے برعکس ہی اس کے امور ادعائیہ کا ظہور فرماتا ہے۔

۹...... بلکہ ان کی حالت کا تنزل تو اسی سے عیاں ہے کہ باوجود مولوی عالم فاضل، مفسر، محدث، مصنف، مناظر، حافظ قاری حاجی حکیم (یعنی طبیب) وغیرہ وغیرہ لقب پانے کے ان کو آیت شریف ''اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ'' (ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور مشائخوں کو خدا بنا کھڑا کیا) کے مشہور ومعروف معنی وتفہیم کی طرف توجہ والتفات ہی نہیں رہی۔ چہ جائیکہ حدیث شریف ''من راء منکم منکر افلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان'' (جو شخص تم میں سے خلاف شرع کام دیکھے تو اس کو ہاتھ سے ہٹاوے۔ اگر طاقت نہ رکھے تو زبان سے۔ اگر طاقت نہ رکھے تو دل سے اور یہ نہایت ضعیف ایمان ہے) پر ان کو عمل کی جرأت ہو۔ عاجز ان کے ادب پر معاذ اللہ اعتراض نہیں کرتا۔ کیونکہ عاجز کو تو خود الہام ہو چکا ہے ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از لطف رب

مگروہ ہی ادب اور اسی قدر جیسا ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلیم فرمایا ہے اور جس کی تعمیل وپیروی کر کے سیدنا امیرالمؤمنین عمر بن الخطابؓ (جن کی اولاد میں ہونے کا مولوی صاحب کو دعویٰ وفخر ہے) عالی مدارج پر فائز المرام ہوئے اور جیسا ادب آنحضرت ﷺ کا وقتاً فوقتاً وہ کرتے رہے۔ امید کہ مولوی صاحب کو معلوم ہوگا۔ ہاں! باطن کا عالم الغیب والشہادۃ واقف ودانا ہے۔ اسی دوسرے کو کیا خبر کہ مولوی صاحب قبل از ملاقات وصحبت مرزا قادیانی اوّل

اپنی نورانی وروحانی حالتیں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے اوراب ترقی کر کے اخفاء حال کی خاطر جو بعض فقراء ملامتیہ کی حالت ہوتی ہے۔ (گوسلسلہ تعلیم نبوت میں جس کا مرزا قادیانی کے ہاں دعویٰ ہے اس اخفاء حال کی کچھ ضرورت نہیں) مولوی صاحب بھی اسی طرح اس فیض وبرکت وغیرہ کو جو مرزا قادیانی کی صحبت سے حاصل فرمایا ہے۔ بروقت سفر اس جگہ قادیان چند عرصہ کے لئے چھوڑ آتے ہوں۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال والمال!

۱۰...... اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کا ہادی ہو اور امید کہ وہ غفور وشکور ان کے اخلاص کو ضائع نہ کرے۔ بشرطیکہ وہ ذخیرۂ معارف کی تعریف کا علمی گھمنڈ چھوڑ کر صدق دل سے ارشاد ''الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ'' کو نصب العین رکھ کر قرآن مجید وحدیث شریف کی تفسیر وتشریح میں صحابہ تابعین وسلف صالحین کا اتباع مدنظر رکھیں اور فلسفیانہ وحکیمانہ مذاق کی مداخلت نہ کریں۔ نیز مسیح علیہ السلام کی تحقیر، بے ادبی، وکاوش سے جس کے درپے ہیں باز رہیں اور اپنے سینہ کو اس کدورت سے پاک وصاف کریں۔

۱۱...... چونکہ مولوی صاحب کی عاجز سے بھی چندے محبت رہی ہے۔ عاجز کو دعا کرنے کے واسطے زبانی کہتے وخطوط بھیجتے رہے۔ جن کی عاجز تعمیل کرتا رہا اور اب یہاں بھی جو کچھ لکھا ہے اسی ملاقات ومحبت کے سبب اخلاص سے مولوی صاحب کی خیرخواہی ومخلوق الٰہی کی نفع رسانی کی نظر سے لکھا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں بھی حکم ہے۔ ''ان احدکم مرأت اخیه فان رأی به اذی فلیمط عنه. المومن مرأة المؤمن اخو المؤمن یکف عنه ضیعته ویحوطه من ورائه'' (تحقیق ایک تمہارا اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اگر اس کی ایذا دیکھے تو چاہئے کہ اس سے دور کرے۔ مؤمن آئینہ مومن ہے اور مؤمن مؤمن کا بھائی ہے۔ روکتا ہے اس سے ہلاکت اس کی اور حفاظت کرتا ہے اس کے پیٹھ پیچھے) اور عمرؓ فرماتے ہیں: ''رحم اللہ امرا اھدے الینا عیوبنا'' (اللہ تعالیٰ رحم کرے اس پر جو ہم کو ہمارے عیب بتلاوے) ابوطالب سے مروی ہے: ''ان عمر خطب الناس فقال انشد اللہ عبدًا علم فی عیباً الا اخبرنی به'' (تحقیق عمرؓ نے خطبہ میں لوگوں سے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں۔ اس کو جو مجھ میں کوئی بھی عیب دیکھے تو ضرور مجھ کو اس سے مطلع کرے) لہٰذا مولوی صاحب کو بدعویٰ عمری النسب روش وعادت سیدنا عمرؓ عاجز کی اس خیرخواہی وخدمت پر خوش وراضی ہونا چاہئے اور اگر کوئی لفظ یا جملہ مولوی صاحب کو ناگوار یا باعث ناراضی خاطر ہو تو عاجز کو اس کے جائز وشرعی معافی کا خواستگار ہونے میں کچھ تأمل نہ ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز!

۱۲...... قادیان میں جب عاجز کے الہامات مطالعہ فرمارہے تھے تو فرماتے تھے کہ میں دیکھتا ہوں کہ خطابات موسوی وعصاء تو الہامات میں ہیں۔ لیکن ان کا پتہ نہیں۔ لہٰذا (نشان واثر نظر نہیں آتا) لہٰذا مولوی صاحب کا یہ تردد رفع کرنے کے لئے عاجز عرض پرداز ہے کہ مولوی صاحب عاجز ورفیق کی لیاقت واستعداد علم سے تو خوب واقف ہیں کہ خیر ہی خیر ہے۔ پس اب اس کتاب عاجز پر نظر عمیق ڈال کر غور فرماویں کہ یہ کام اور یہ تحریر عصاء موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کام ہے یا نہ؟ یعنی جو عصاء موسیٰ علیہ السلام عاجز نے ایک رؤیا میں اپنے ہاتھ میں دیکھا تھا؟ کیونکہ بے بضاعتی عادت خاموشی، خلوت پسندی، نفرت شہرت، رغبت گمنامی کے سبب عاجز کو تو اپنے ورفیق جیسے ہیچ کارہ ونالائق سے اس قدر ایسی تحریر ہونا عجائبات وقدرت الٰہیہ ہی معلوم ہوتا ہے۔

۱۳...... مرزاقادیانی جب مولوی صاحب کو ایسا جلیل الشان فاضل تمام جہان کی تفسیریں اپنے پاس رکھنے والا اور ایسا ہی ان کے دل میں ہزارہا قرآنی معارف کا ذخیرہ جانتے اور بیان فرماتے ہیں اور خود بدولت کا دعویٰ بھی اشاعت قرآن مجید واعلاء کلمۃ اللہ وفیض رسانی خلق اللہ کا ہے تو پھر مرزاقادیانی مولوی صاحب کو قرآنی حقائق ومعارف سنانے اور قرآنی فیض رسانی کے لئے لاہور آن کر قرآن مجید پڑھنے وپڑھانے کی اجازت کیوں نہیں عطاء فرماتے؟ حالانکہ لاہور والے شائقین کئی دفعہ علےٰ التواتر اس فیض کے لئے متعدد درخواستیں وعرائض بھی ارسال خدمت کر چکے ہیں اور اپنے وعدے بھی فرمائے مگر نہ معلوم کہ ان کو قلیل عرصہ کے لئے بھی مولوی صاحب کی غیر حاضری ومفارقت کیوں گوارا نہیں؟ باوجودیکہ دعویٰ یہ ہے کہ فراہمی وکثرت جماعت کے واسطے کسی دوسرے کی موجودگی وتوسط کی آپ کو کچھ پرواہ نہیں۔

۱۴...... پھر مرزاقادیانی کا مولوی صاحب پر ایک احسان یہ ہے کہ ان کی رعایت سخن وپاس خاطر سے یوز آصف یعنی فرضی مسیح علیہ السلام کی قبر کو جس کی تشریح قاضی فضل احمد صاحب نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی میں خوب لکھی ہے اور جس کو اوّلاً مرزاقادیانی نے بلاد شام میں قرار دیا تھا۔ اب بخلاف تحریر سابقہ خود اس کو کشمیر میں ہی رہنے دیا اور اپنی زبانی قوت جاذبہ وقدرت کاملہ سے اس کو مثل منارہ دمشقی قادیان میں نہیں کھینچ لیا۔ ورنہ ایسا کرنا کیا مشکل تھا۔ کیونکہ روپیہ جس پر بزعم مرزاقادیانی کھیلوں کا مدار ہے۔ بقول مرزاقادیانی اب بہت آتا ہے۔ ان کی قبر کو بھی اگر کسی جگہ قادیان میں قرار دے دیتے تو گواہ بہت پیدا ہو جاتے۔ کتبہ بھی نکل آتا۔ بلکہ ان سب سے بڑھ کر شاید بتدبیر مرزاقادیانی خود صاحب قبر بول اٹھتی کہ ہاں میں مسیح ابن مریم ہوں اور آپ میرے جانشین ہیں اور پھر اس معجزہ یا کرامت مرزاقادیانی میں چون وچرا کی گنجائش بھی بہت نہ ہوتی۔

کیونکہ تاریخ یونان وہندوستان میں اس امر کے ثبوت کے لئے کئی نظائر موجود ہیں۔ بہت آدمی مطلق خواب کے بناء پر بزرگوں کی خانقاہیں جہاں چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں۔ جن سے ان کی اپنی اور عام لوگوں کی اوقات بسری بھی ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ عاجز نے بچشم خود ایسی قبریں اپنے سامنے بنتی دیکھی ہیں اور یہاں تو کسی موجودہ قبر کا فقط نام ہی بدلنا پڑتا۔

۱۵...... مولوی صاحب فرماتے تھے کہ ان کا عقیدہ دربارہ ولادت مسیح علیہ السلام سرسید والا ہی تھا۔ لیکن اس وقت مرزاقادیانی کے عدم اتفاق کے باعث وہ گویا تقلیداً ساکت ہیں تو اس لئے بپاس خاطر مولوی صاحب کیا مرزاقادیانی ضروری نہیں سمجھتے کہ خود بدولت بھی اپنے عقیدہ ولادت مسیح علیہ السلام کو مولوی صاحب کے ساتھ موافق فرما کر عوام پر اس کا اظہار فرماویں؟ تاکہ ان کی پیدائش میں خلاف نیچر بے پدری کی خصوصیت نہ رہ کر ان کی موت کے ساتھ مطابق ہو جاوے اور ان کی حالت ولادت ووفات میں مرزاقادیانی کے نزدیک کوئی خصوصیت ونقیض نہ رہے؟ جب مرزاقادیانی ایسا کریں گے تو پھر امید ہے کہ مولوی صاحب علاوہ زن وفرزند روپیہ آبروجان بتمامہ آپ کا ملک کرنے کے باقی رہا سہا دین وایمان بھی خود بدولت پر قربان کر دیں گے اور ایسی ہی اطاعت، موافقت وخدمات پر خیال کر کے مرزاقادیانی نے (نشان آسمانی ص۴۶، خزائن ج۴ ص۴۱۱) پر مولوی صاحب کی غلامی وعطیہ ۳۰۰۰ روپیہ پر خوش ہوکر مثل شاعران مولوی صاحب کی تعریف کر کے فرمایا ہے ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نوردین بودے
ہمین بودے اگر ہر دل پراز نور یقین بودے

مرزاقادیانی کی خوشی تو اس میں ضرور ہے کہ ہر ایک نوردین جیسا خادم اور جان ومال سے ہماری خدمت کرنے والا ہی ہو۔ لیکن خالق مالک نے مخلوق کو ''**وقد خلقکم اطوارا**'' خلق کر کے ہر امر میں مساوات نہیں رکھی اور اس لئے جہاں مولوی نوردین صاحب جان ومال سے خدمت کرنے والے ہیں۔ وہاں ایسے بھی ہیں کہ صرف باتیں بنا کر اوراہا کہہ کر اپنی خدمت ہی کرائیں اور خرچ کوڑی نہ کریں اور ''**وقد خلقکم اطوارا**'' (اور تحقیق پیدا کیا تم کو طرح طرح کا) کے اوّل اللہ جل جلالہ کیا عمدہ ارشاد فرماتے ہیں: ''**مالکم لا ترجون للّٰہ وقاراً**'' (کیا ہوا تم کو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا وقر اٹھا دیا) جس کا کیسا صاف مطلب ظاہر ہے کہ تم فانی اشیاء وفانی انسانوں پر کیا تمنا وامیدیں کرتے ہو کہ وہ ایسے ہوتے تو کیا خوش ہوتا۔ تم کو کیا ہوگیا کہ تم اللہ عزوجل علیٰ کل شئ قدیر کا وقر کیوں نہیں کرتے جو سب کچھ کرا کر دینے والا ہے؟ مرزاقادیانی اس پر

توجہ فرماویں۔

۱۶...... اس وقت نشان آسمانی کو دیکھتے ہوئے عاجز کی نظر (ص۳۴، خزائن ج۴ ص۴۰۶) کی ضروری گذارش پر جا پڑی جس میں لکھا ہے کہ آگے تو ہمارے صرف بیرونی مخالف تھے اور فقط بیرونی مخالفت کی ہمیں فکر تھی اور اب وہ لوگ بھی جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ مولوی وفقیہ کہلاتے ہیں سخت مخالف ہوگئے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے مرزاقادیانی کا الہام ''**لا تثریب علیکم الیوم**'' (آج کے دن تم پر کچھ سرزنش نہیں) (تذکرہ طبع سوم ص۲۰۸)

جو غالباً انہوں نے بمقام ہوشیار پور ۱۸۸۶ء میں بتلا کر فرمایا تھا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ مخالف اب موافق ہو جاویں گے۔ یاد آ گیا اور خیال آیا کہ اب جو دس برس کے بعد بخلاف الہام ۱۸۸۶ء جنوری ۱۸۹۶ء کی چھپی ہوئی کتاب میں مرزاقادیانی نے سخت مخالفت کا اقرار کیا ہے اور اس وقت الہام کی سند پر کہا تھا کہ اب مخالف موافق ہو جاویں گے۔ تو یہ پیش گوئی وتفہیم بھی مرزاقادیانی کی کیسی پوری صحیح ہوئی؟ مرزاقادیانی اپنی تفہیمات پر غور فرماویں کہ کیسی درست اور صحیح ہوتی ہیں کہ آپ مغرب کو مشرق ہی سمجھتے ہیں۔

۱۷...... مرزاقادیانی کا اخیر پر مولوی صاحب کی پیروی کرنے کی نصیحت فرمانے سے ان مراد بیعت ومریدی میں داخل ہونا ہی معلوم ہوتا ہے۔ سو اس کی نسبت پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بباعث ممانعت شرعی والہامی منامی ووجدانی معذوری ومجبوری ہے۔ طرفہ تر یہ کہ طالبان مولیٰ عزوجل وشائقان دین متین تو اپنی اطمینان ونجات کی خاطر خود پیر ومرشد کے خواہاں وجویاں ہوتے ہیں۔ لیکن یہاں برعکس اس کے مرزاقادیانی کو مریدان وطالبان کی دن رات طلب وتلاش وفکر ہے۔

فصل نمبر:۱۰۹...... ''ہمارے عزیز اور دوست ملہم صاحب یاد رکھیں کہ وہ ان خیالات میں سخت درجہ کی غلطی میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ اپنی الہامی طاقت سے پہلے مولوی صاحب موصوف کو قرآن دانی کا نمونہ دکھلاویں اور اس خارق عادت کی چمکار سے نوردین جیسے عاشق قرآن سے بیعت لیں تو پھر میں اور میری تمام جماعت آپ پر قربان ہے۔ کیا چند ناشناختہ الہامی فقروں کے ساتھ کو وہ بھی اکثر صحیح نہیں یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے کہ انسان اپنے تئیں امام الزمان خیال کر لے۔ عزیز من، امام الزمان کے لئے بہت سے شرائط ہیں۔ تب ہی تو وہ ایک جہان کا مقابلہ کرسکتا ہے ؎

ہزار نکتہ باریکتر زمو اینجا است
نہ ہر کہ سر بتر اشد قلندری داند

(ضرورۃ الامام ص۲۹،۳۰، خزائن ج۱۳ ص۵۰۱)

جواب...... سخت درجہ کی غلطی تو بخیال مرزا قادیانی ان سے عدم موافقت ہے جس میں عاجز معذور ہے۔ الہامی طاقت سے قرآن دانی کا نمونہ دکھلانے کا سوال بھی ایسا ہی ہے جیسا اور لوگ مرزا قادیانی پر کیا کرتے ہیں۔ اس کو تو خود بدولت ناپسند فرمایا کرتے ہیں۔ لیکن یہاں ہر چہ برخود مپسندی بدیگران مپسند وارشاد ''والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبدا حتیٰ یحب لا خیہ المسلم ما یحب لنفسہ ''(قسم کے اللہ تعالیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی بندہ ایمان والا نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہ شئے دوست نہ رکھے جو اپنے نفس کے لئے دوست رکھتا ہے) کو نظرانداز کر کے عاجز پر وہی سوال بلاتأمل فرمادیا۔ مرزا قادیانی یہ تو فرماویں کہ الہام وغیرہ الٰہی امور اپنے اختیاری ہیں کہ مداریوں کی طرح جو کسی نے کہا اور مانگا فوراً کردکھایا؟ ''اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین ''(میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ جاہلوں سے ہو جاؤں)

(یہ آیت عاجز کو خواب میں مرزا قادیانی کے نازیبا کلامی پر الہام بھی ہوئی ہے)

۲...... کبھی مرزا قادیانی عاجز کو ایک جلسہ میں سورۂ اخلاص کے حقائق معارف بیان کرنے جس سے ہزار درجہ بڑھ کر خود بدولت بیان نہ کر سکیں اور کبھی مولوی عبدالکریم کے حقائق معارف کے ہزارم حصہ کے برابر بیان کرنے میں عاجز کو عاجز جاننے میں حلف اٹھاتے اور کبھی مولوی نوردین صاحب کو ایک سپارہ پڑھانے اور کبھی الہامی طاقت سے قرآن دانی کا نمونہ دکھلانے کو اور کبھی خارق عادت کی چمکار سے بیعت لینے کو فرماتے ہیں۔ جائے غور ہے کہ یہ طلب آیات کے مشابہ ہے یا نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ جل جلالہ نے طلب آیات والوں کے قول نقل فرمائے ہیں۔ مثلاً: ''لولا انزل علیہ آیات من ربہ ''(اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں) ''وقالوا لن نؤمن لک حتیٰ تفجرلنا من الارض ینبوعا اوتکون لک جنۃ من نخیل وعنب فتفجر الا نہار خللھا تفجیرا اوتسقط السماء کما زعمت علینا کسفا اوتاتی باللہ والملئکتہ قبیلا اوتکون لک بیت من زخرف اوترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابا نقرء ہ (بنی اسرائیل: ۹۰تا۹۲) ''(اور کہتے ہیں کہ ہم تو تم پر ایمان لانے والے نہیں تاوقتیکہ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ بہا نکالو یا کھجوروں اور انگوروں کا تمہارا کوئی باغ ہو اور اس کے بیچ میں تم نہریں جاری کردکھاؤ یا جیسا تم گمان کرتے تھے آسمان کے ٹکڑے ہم پر لا گراؤ یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کھڑا کردیا کوئی تمہارا طلائی گھر ہو یا آسمان میں چڑھ جاؤ اور جب تک ہم پر

کتاب اتار کر نہ لاؤ کہ ہم اس کو آپ پڑھ لیں تب تک ہم تمہارے چڑھنے کو باور کرنے والے نہیں) وغیرہ۔ ان کے جواب تو ماشاء اللہ مرزا قادیانی کو امید کہ معلوم ہوں گے۔ کیونکہ آیات طلبی پر (جنگ مقدس تاریخ ۲۶؍مئی ۱۸۹۳ء ص۲) میں مرزا قادیانی نے ’’**قل انما الایات عند اللہ**‘‘ (کہہ سوا اس کے نہیں کہ نشانیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں) سے شروع کر کے پھر (ص۷۴، خزائن ج۶ ص۱۵۶) میں لکھا ہے کہ نشان دکھلانا یا اقتداری طور پر انسان کا کام نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

اور پھر یہ کہہ کر کہ میرا دعویٰ نہ خدائی کا ہے اور نہ اقتدار کا اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں۔ وہی انجیل متی باب ۱۲ آیت ۳۸، ۳۹ و باب ۱۶ آیت ۳، ۴ والی انجیلی جواب ہی دے کر ان کو ٹالا تھا۔ جس میں کہا ہے کہ: ’’اس زمانہ کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔‘‘ لیکن یہاں عاجز مسلمان متبع قرآن مجید پر ویسی ہی اقتداری نشان دکھلانے کو بار بار زور ڈالا۔ یہ عجب انصاف ہے خیر یہ بھی غنیمت ہے کہ مرزا قادیانی نے ’’**ارنا اللہ جھرۃ**‘‘ والا سوال جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہوا تھا ابھی نہیں کیا۔ اگرچہ اس کا جواب بھی قرآن مجید میں موجود ہے۔

۳…… مرزا قادیانی خود بدولت کی الہامی طاقت اور خارق عادت کی چمکار کی طرف بھی خیال وغور فرماویں کہ عاجز اور عاجز کے رفیقان کے واسطے خود بدولت نے سالہا سال سے کس قدر توجہ کی وزور لگایا اور عاجز کو پیغام بھی اپنے خاص مریدوں کی معرفت بھجوائے کہ ’’تمہاری علیحدگی بیعت کے باعث اور بہت لوگ بھی رکے ہوئے ہیں۔‘‘ اور مولوی نورالدین بھی ہمیشہ انجمن کے ساتھ گاڑی ملانے کی بہت ہی تاکید فرماتے رہے اور ملاقات گذشتہ ستمبر ۱۸۹۸ء پر بھی جس کا نتیجہ وظہور رسالہ ضرورۃ الامام ہے۔ مرزا قادیانی نے عاجز کے مطیع کرنے کو بہت ہاتھ پاؤں مارے اور زور ولیاقت خرچ کرنے میں کچھ کسر نہ رکھی۔ پھر فرماویں کہ اس کا نتیجہ واثر کیا ہوا؟ اور عاجز تو کسی قسم کا دعویٰ نہیں رکھتا۔ لیکن مرزا قادیانی کرامات اقتدار واجابت دعوات کی کیسے مدعی ہیں کہ بظاہر دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہے۔

۴…… یہاں پر اپنی صادق الحال شیخ کا حال یاد آ گیا کہ جب بوجہ جور مخالفین کے شہر سے باہر چلے گئے تو وہاں لوگ انواع انوع چیزیں لے کر جوق درجوق حاضر ہوتے تو اس وقت آپ نے دعا کی کہ یا اللہ من از تو ترامی خواہم بندگان رانمے خواہم اور ادھر مرزا قادیانی ہیں کہ بمصداق آیت ’’**یقولون ما لا یفعلون**‘‘ قول تو یہ کہ۔

درد وعالم مرا عزیز باتوئی
آنچہ می خواہم از تو نیز توئی

اور عمل یہ کہ اپنی جمعیتی بنانے کے لئے لوگوں کو ورغلانے اور پھسلانے میں خود بھی ہمہ تن مصروف رہیں اور دلالوں کو بھی مقرر فرما کر لوگوں کے پیچھے لگائے رکھیں عجائب معاملہ ہے۔

۵...... الہامی طاقت وخارق عادت کی چمکار خاص کر پیش گوئیوں کو (اپنی قرارداد مندرجہ براہین احمدیہ کے مخالف) بڑا کمال قرار دے کر ان کے دیکھنے دکھانے کے مرزاقادیانی عاشق تو بہت ہیں۔ لیکن تقدیر الٰہی سے ان اپنے بناوٹی امور میں اکثر ناکام ہی رہتے ہیں۔ دوسرے اہل اللہ کے نزدیک یہ دیکھنے دکھلانے وشیخی بھگارنے کے کام معصیت وشرک ہیں۔ لہٰذا وہ کبھی ایسے خلاف اخلاص ولغوامر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ چنانچہ عاجز کے شیخ فرمایا کرتے کہ ؎

این کار جوگیان است

اور سوائے نیت حصول رضاء رب العالمین کسی اور فضول شغل سے ممانعت فرماتے۔

اس کے مطابق مرزاقادیانی کو یاد ہوگا کہ جب لدھیانہ میں ایک مرتبہ سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حافظ صاحب کو مرزاقادیانی نے بطلب امداد بعض امور کے انکشاف کے لئے توجہ ودعا کرنے کو کہا تھا اور انہوں نے مرزاقادیانی کا کہنا مان کر توجہ کی تو ان کو فوراً معلوم ہوا اور جواب ملا کہ یہ شرک ہے۔ جو انہوں نے اسی وقت مرزاقادیانی سے کہہ دیا تھا۔ مرزاقادیانی خود ہی (براہین ص۳۰۳، خزائن ج۱ ص۳۵۲) میں لکھ چکے ہیں کہ اہل اللہ پیش گوئیوں سے نہیں بلکہ معرفت اپنی توکل خارق عادت سے کامل محبت، انقطاع تام، صدق وثبات، انس باللہ، شوق وذوق، غلبہ خشوع وخضوع، تزکیہ نفس، ترک محبت دنیا...... لاثانی تقویٰ وطہارت، انشراح صدر وغیرہ سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ پیشگوئیاں ان کا اصل مطلب نہیں۔

اور حق بھی یہی ہے کیونکہ اگر پیش گوئیاں وامثال ان پر دینداری وتقرب الیٰ اللہ کا مدار ہوتا تو جنم پتری بنانے والے پنڈت جوتشی، جوگی، رمال، سادھو وغیرہ وہی عارفان باللہ ومقربان الٰہی ہوتے۔ کیونکہ ان میں بروئے حساب ہندسہ قیافہ قیاس، عمل، مشقت، خلاف نفس وغیرہ وسائل ناجائز پیش گوئیوں کا مادہ وسامان اکثر ہوتا ہے اور مرزاقادیانی کی نسبت ان کی پیش گوئیاں بدرجہا بہتر وزیادہ معتبر نکلتی ہیں۔ جیسا کہ یہ امر بہت انسانوں وعاجز کا تجربہ شدہ ہے اور یہ امور کچھ قابل قدر بھی نہیں ہیں۔ اس جگہ ان امور وواقعات سے بحث نہیں ہے۔ جن کو وہ ذات پاک علیم وخبیر وعلیٰ کل شئے قدیر خود بخود اپنے فضل وکرم سے اپنے عاجز ومنیین بندگان پر بلادرخواست کشف

فرماوے اور کھول دے۔ کیونکہ ان میں نہ ان بندگان کی کچھ درخواست وآرزو ہوتی ہے اور نہ ان کا کچھ دخل وتراش خرش۔ لہٰذا اس میں کسی کی کیا شیخی؟

۶...... عاجز تو بندگان الٰہی کو اپنے اوپر قربان ہونے دینا ہرگز ہرگز گوارا نہیں رکھتا۔ بلکہ حد سے زیادہ تعظیم وتکریم مرزاقادیانی کی جوان کے مریدین کرتے ہیں اور مرزاقادیانی عالی حوصلگی وخوشی سے ارشاد وہدایت قرآنی کو نظر انداز کر کے اس غلو وتعظیم کو پسند وگوارا فرماتے اور ان کے نفوس کو مع لوازم کے اپنا ملک اور خود بدولت کو ان کا مالک قرار دیتے ہیں۔ عاجز ایسی تعظیم کو خلاف شرع ہونے کے باعث اور بندگان الٰہی کی نفوس کی مالکی کو شرک وناجائز سمجھ کر اس سے بہت متنفر ہے۔ کیونکہ یہ مخالف ومنافی نسبت عبودیت ہے۔

۷...... مرزاقادیانی نے ابھی (ص۲۷،۲۸، خزائن ج۱۳ ص۵۰۰) پر حقائق معارف وآسمانی برکات کے عوض اپنا ہاتھ دینے وخود مع جماعت کے بیعت کرنے کی مستعدی ظاہر کی اور اعراض کرنے والے کو بدذات کہا۔ جس کا ذکر فصل ۹۸،۹۹ میں ہوا ہے اور اب یہاں یہ شرائط پیش کرتے ہیں کہ پہلے مولوی نوردین کو ایک سپارہ پڑھاؤ۔ قرآن دانی کا نمونہ دکھلاؤ۔ خارق عادت کی چمکار سے اس سے بیعت لو۔ وغیرہ!

سبحان اللہ! کیسی استقامت راست بازی ونیک نیتی ظاہر ہورہی ہے۔

۸...... الہامات جب آیات قرآنی ہوں اور مزید برآں اسی طرح پورے واقع بھی ہوتے رہیں بلکہ مرزاقادیانی خود ان کی عملاً تصدیق کریں اور ہوں بھی بے شمار پھران کو چند، ناشناختہ، الہامی فقرے وغیر صحیح وغیرہ کہنا کیونکر صحیح ہوا؟ کیا اس لئے کہ وہ سوائے مرزاقادیانی کسی اور عاجز کو ہوئے؟ ہاں! عرصہ کے بعض الہام (یعنی ملاقات گذشتہ ستمبر ۱۸۹۸ء سے پہلے ۹۷،۹۸ء) کے کچھ کچھ من وجہ ناشناختہ تھے۔ جیسے ''ان تصبک حسنة تسؤھم'' (اگر تجھ کو بھلائی پہنچے تو ان کو بری لگتی ہے) ''فتنزل قدم بعد بثوتھا'' (قائم ہوکر پھر قدم پھسل جاویں گے) ''وکانوا قوما عالین'' (یہ جماعت علو کرنے والی ہے) ''ان ترن انا اقل منک مالا وولد'' (اگر تو مجھ کو اپنے سے مال واولاد میں کم دیکھتا ہے) ''ففررت منکم لما خفتکم'' (پس میں بھاگا تم سے جب ڈرا) ''ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم'' (بہت دفعہ گذرا) ''ساوریکم اٰیتی فلا تستجلون'' (عنقریب میں تم کو اپنی نشانیاں دکھلاؤں گا جلدی مت کرو) ''لاترکنوا الیٰ الذین ظلموا فتمسکم النار'' (پہلے گذر چکا) ''سینالھم غضب علی غضب'' (قریب ہے کہ پہنچے گا ان کو غضب پر غضب) یہاں لفظ ''ظلموا'' بڑا غور طلب

ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’ان الشرک لظلم عظیم ‘‘(بے شک شرک بڑا ظلم ہے) سومرزا قادیانی نے جس قدر شرک فی الالوہیت وشرک فی النبوۃ میں غلو کیا ہے۔محتاج بیان نہیں۔’’قل ای وربی لتنبؤن بما عملتم ‘‘(تو کہہ ہاں اپنے رب کی قسم ہے ضرور تم کو تمہارے عملوں کی خبر دے جاوے) ’’مامنا من شھید ‘‘(ہم میں سے کوئی حاضر ہونے والا یعنی تعلق رکھنے والا نہیں) ’’تاللہ لاکیدن اصنامکم ‘‘(میں تمہارے بتوں کے ساتھ ضرور چال کروں گا) ’’قل ھل نبئکم بالاخسرین اعمالا ‘‘(پہلے گذر چکا) ’’انھا لشرذمة قلیلون ‘‘(تحقیق وہ جماعت تھوڑی سی ہے) ’’ماقدر واللہ حق قدرہ ‘‘(انہوں نے اللہ تعالیٰ کا قدر اس کے حق قدر کے موافق نہ کیا) بیت

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان کند

’’لوما تاتینا بالملئکة وھم شاھدون ‘‘(کیوں نہیں لاتا ہمارے پاس فرشتے درانحالیکہ وہ گواہی دیں) ’’الربک البنات ولکم البنون کیف تحکمون ‘‘(کیا تیرے رب کی بیٹیاں اورتمہارے لئے بیٹے ہیں کیسا حکم کرتے ہو) خدم کو مخدوم نہیں بنانا چاہئے۔ ’’رددناہ اسفل سافلین ‘‘(ہم اس کو کمتر سے کم مخلوق کے درجہ میں لوٹا لائے) ’’کرمنا بنی اٰدم جعلتہ کالرمیم ‘‘(ہم نے بنی آدم کو عزت دی اس کو بوسیدہ ہڈی کی مانند کردیا)

خدا تجھ پاس تو ڈھونڈے جنگل میں
ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں
یاد مولیٰ سے فقط کام تو رکھ
اس سوا اور کسی کام سے کام نہ رکھ

ان دواخیر شعروں میں مرزا قادیانی سے انقطاع کی کیسی صریح تعلیم ہے۔جن میں صاف طور سے بتلایا گیا ہے۔کیونکہ ہم تو مرزا قادیانی وان کے جنگل قادیان کو حسن ظنی سے جائے امید سمجھتے تھے۔اس لئے اس کی بالکل ویران ہونے اوراپنی غلط خیالی پر اطلاع دی گئی۔علیٰ ہذا القیاس!

دوسرے شعر میں مرزا قادیانی کی طرف التفات اوران کی تالیفات کا شغل توجہ ماسوی اللہ میں داخل کئے گئے اور یاد مولیٰ کی تاکید اوراسی طرح خدا تجھ پاس کہہ کر (جو قریباً ’’نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ق:۱۶) ‘‘(ہم شہ رگ سے زیادہ اس سے قریب

ہیں) کا ترجمہ ہے) تاکید فرمائی گئی۔ پھر الہام ’’ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکاً ‘‘ (لوگوں کی عبادت کے لئے بنادیا گیا ہے جو پہلا گھر ٹھہرایا۔ کیا وہ وہی ہے جو (شہر) مکہ میں (واقع) ہے برکت والا) جس سے ظاہر ہے کہ اوّل واصل قبلہ قابل تعظیم وتوجہ ومرجع خلائق جو لوگوں کے لئے بنایا یا۔ وہ وہی ہے جو مکہ مبارکہ میں ہے نہ اور کسی جگہ۔ جیسا کہ مریدین مرزاقادیانی نے اس اصل بیت وقبلہ مکہ معظّمہ والے کو فراموش کر کے مرزاقادیانی اور ان کے مکان کو قبلہ وکعبہ قرار دیا ہے۔ اس میں بھی مرزاقادیانی کے اعتقادات وغیرہ کی طرف ملتفت ہونے سے ممانعت ہے۔ ’’سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ‘‘ یہ سب اور دیگر چند الہامات جو اوّل عاجز کو بایں وجہ کچھ ناشناختہ تھے کہ حسن ظن سے ان کا محل، تعلق، ومخاطب مرزاقادیانی کو کہنے میں تأمل تھا۔ لیکن اب مرزاقادیانی نے مہربانی واحسان فرمایا کہ عندالملاقات اوّل اپنی تقریر میں اور پھر رسالہ ضرورۃ الامام وغیرہ میں سب کا خود بدولت کو مخاطب محل ومصداق ہونا ثابت وظاہر فرمادیا۔ جس سے یہ سب ناشناختہ شناختہ ہوگئے۔ ھداہ اللہ تعالیٰ!

۹...... امام الزمان کسی اور عاجز کا ہونا مرزاقادیانی تو بیشک بہت ناپسند فرماتے ہیں۔ لیکن بہ فحوائے ارشاد: ’’ان الفضل بید اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم ‘‘ (تحقیق فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت سے جاننے والا ہے) ’’یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم (الحدید:۲۹) ‘‘ (اللہ تعالیٰ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم کا ہے) اس خالق مالک قادر عزوجل کے کارخانہ میں کس کو دخل ہے؟ یہ سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس کو اختیار ہے جس کو جب چاہے بناوے اور سرفراز فرماوے اور بنے ہوئے کو اس کی نالائقی، تکبر وتعلّی وغیرہ جرائم کے سبب بگاڑ دے۔ عاجز تو ہر طرح راضی ہے کسی طرح کا کچھ عذر نہیں۔ اگر کسی کی غلامی میں ڈال کر راضی ہووے تو وہ بادشاہت اور سلطنت تمام جہان سے بدرجہا علیٰ واولیٰ ہے۔ عاجز کو الہاماً ارشاد بھی ہوتا ہے: ’’تعز من تشاء وتزل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیٔ قدیر (آل عمران:۲۶) ‘‘ (یا اللہ عزت دیتا ہے جس کو چاہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہے تیرے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے اور تو کل شیٔ پر قادر ہے) مرزاقادیانی کے ایک جہان کے ساتھ مقابلہ کرنے کا ذکر آئندہ عرض ہوگا۔

۱۰...... اخیر پر جو لکھا ہے ۔

ہزار نکتہ باریک تر زمو اینجاست نہ ہر کہ سر بتر اشد قلندری داند

اس پر مرزا قادیانی توجہ کریں کہ زبانی دعاوی فضل وکمال وکبھی مثیل وکبھی موعود کبھی کچھ کبھی کچھ بن بیٹھنے سے کچھ نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ انسان اپنی عبودیت مدنظر رکھ کر سراپا عجز وانابت سے بدل وجان مطیع وفرمانبردار کتاب اللہ عزوجل وسنت رسول اللہ ﷺ نہ بنے۔

فصل نمبر۱۰۱...... ’’میرے عزیز ملہم اس دھوکہ میں نہ رہیں کہ فقرات الہامی اکثر ان پر وارد ہوتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میری جماعت میں اس قسم کے ملہم اس قدر ہیں کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے۔ سید امیر علی شاہ ہر ایک ہفتہ کے بعد الہامات کا ایک ورق بھیجتے ہیں اور بعض عورتیں[۱] میرے مصدق ہیں۔ وغیرہ! (یہاں مبالغہ سے بصیغہ جمع عورتیں کہہ کر پھر فقط ایک کا ذکر کیا کہ اس کے الہام میں آپ کی نسبت غلطی کم ہوتی ہے) ایسا ہی کئی ملہم ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ ایک لاہور میں ہی تشریف رکھتے ہیں۔ مگر کیا ایسے الہامات سے کوئی شخص امام الزمان کی بیعت سے مستغنی ہوسکتا ہے۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۳۰، خزائن ج۱۳ ص۵۰۱)

جواب...... اگرچہ مرزا قادیانی کے مریدین کے خوابوں والہاموں کی کیفیت وماہیت کسی قدر عاجز کو بھی معلوم ہے کہ مجازات استعارات والہام کی تمیز سے بالکل بے بہرہ ہیں وہ ان کو خواہ وہ ازروئے کتب تعبیر کیسی ہی صریح مخالف کیوں نہ ہوں۔ بمتابعت ہواوہوس خود حقیقت پر ہی حمل کرتے ہیں اور نعوذ باللہ اپنی اضغاث احلام کو قسمیہ الہام الٰہی کہنے کی جسارت کرتے ہیں۔ حالانکہ امیرالمؤمنین وامام الملہمین عمرؓ جیسے جلیل الشان اکابر اسلام وصحابہ عظام اپنے الہامات کو خداتعالیٰ کی طرف منسوب کرنے سے حذر فرماتے تھے۔ جن کا ذکر ہوچکا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے مرید بیچارے بھی معذور ہیں۔ کیونکہ ان کو خوبی قسمت سے پیر ہی ایسا ملا ہے جو بے رہبر وبلا پیر ہی کام چلاتا ہے۔ باایں ہمہ کثرت ملہمین سے دل ماشاد چشم ماروشن اللہ تعالیٰ جل شانہ وعم نوالہ کرے کہ اور زیادہ ہوں مگر حدود شرعیہ اسلامیہ کے پابند ہوں اور یہ دولت سارے جہان کو نصیب ہوتا کہ زمین ظلمت وفساد اور غفلت وعناد سے پاک ہو جو عین علت غائی ومراد دلی ہے۔ معاذ اللہ! عاجز خواہ مخواہ حسد کر کے حدیث شریف ’’ایاکم والحسد فان الحسد یا کل الحسنات کما تا کل النار الحطب ‘‘ (تم اپنے تئیں حسد سے بچاؤ۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو) کے وعید کے نیچے کیوں آوے۔

[۱] یہ لیہ والی مائی سلطان باہو صاحب کے خاندان قادریہ سے متعلق ہیں اور مرزا قادیانی سے کبھی ان کی ملاقات بھی نہیں ہوئی اور نہ ان سے کچھ تعلق ہے اور معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اب اس کو بھی مرزا قادیانی کے مخالف الہام ہوتے ہیں جن کو مرزا قادیانی کا مرید شائع نہیں ہونے دیتا۔

۲...... عاجز کو یقین کامل ہے کہ اس قادر قدیر کی رحمت ختم ہونے والی نہیں اور نہ کسی اک ہی شخص کو بطور ٹھیکہ عطاء ہوکر اوروں کو اس سے محروم کیا جاتا ہے۔ مرزاقادیانی کو اختیار ہے ایسا خیال فرماویں۔ عاجز کا تو ایمان ہے: ’’ما یفتح اللہ للناس من رحمتہ فلا ممسک لہا وما یمسک فلا مرسل لہ من بعدہ وھو العزیز الحکیم (فاطر:۲)‘‘ (اللہ تعالیٰ لوگوں کے واسطے جو رحمت کھولے اس کو کوئی بند نہیں کرسکتا اور جو بند کرے تو بند کرنے کے بعد کوئی کھول نہیں سکتا اور وہ غالب حکمت والا ہے) اور عاجز کو کسی کے مقابلہ سے کیا غرض۔ بقول ’’لنفسی ابکی لست ابکی لغیرھا‘‘

’’لنفسی فی نفسی عن الناس شاغل‘‘ (میں اپنے نفس کے لئے روتا ہوں۔ کسی اور کے لئے نہیں روتا اور اپنے نفس کی فکر میں اپنے نفس میں لوگوں کی طرف سے مشغول ہوں) عاجز نے تو اپنے الہامات بہ تفصیل مرزاقادیانی کو سنائے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بباعث ناگوار گذرنے وتغیر حالت کے مرزاقادیانی ان کو توجہ سے نہیں سن سکے تاکہ صحت ومقابلہ کا موازنہ صحیح ہوتا۔

۳...... مرزاقادیانی نے لاہور میں صرف ایک ہی ملہم کا تشریف رکھنا فرمایا ہے۔ حالانکہ لاہور کے مریدین میں نصف درجن سے زیادہ مدعیان الہام ہیں تو کیا مرزاقادیانی باقی مریدین مدعیان الہام کو مجرد عویدار ہی خیال فرماتے ہیں؟ اگر وہ بھی واقعی راست گو واستباز ملہمین ہیں۔ جیسے کہ مرزاقادیانی اپنی جماعت کی بارہا تعریف فرماچکے ہیں تو پھر ان بیچاروں کو فہرست ملہمین میں قبول وشامل کیوں نہیں فرمایا گیا۔ کیا ان پر کسی قسم کا شک ہے؟

۴...... آخر پر مرزاقادیانی کی بیعت سے استغناء کا باعث تو الہامات ہیں۔ جن کی مخالفت سے مرزاقادیانی خود ڈراتے ہیں کہ اس صورت میں انسان کے خاتمہ بد ہونے کا خوف ہے اور پھر سالہا سال کی ملاقات معاملات وتجارب بھی مانع ہیں۔

فصل نمبر:۱۱۱...... ’’اور مجھے تو کسی کی بیعت سے عذر نہیں۔ مگر بیعت سے غرض افاضۂ علوم روحانیہ اور تقویت ایمان ہے۔ اب فرمایئے کہ آپ بیعت میں کون سے علوم سکھلائیں گے اور کون سی قرآنی حقائق بیان فرمائیں گے۔ آپ آئے اور امامت کا جوہر دکھلائے۔ ہم سب بیعت کرتے ہیں ؎

حضرت ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرش راہ
پر کوئی مجھ کو تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

(ضرورۃ الامام ص۳۰، خزائن ج۱۳ ص۵۰۱)

جواب...... اللہ اکبر! مرزا قادیانی کوکسی کی بیعت سے عذر تو درکنار خواب کی حالت میں بھی جو بے اختیاری ہے کسی عاجز مخلص کا بے تکلف و بے ساختہ مجرد کہنا کہ مرزا قادیانی بیعت کرلیں۔ پسند تو کہاں اس کا مطلق سننا بھی گوارا نہیں ہوا۔ چہ جائیکہ خواب سمجھ کر اس کی تعبیر کے لئے ذرہ تأمل وصبر فرماتے اور آرام ومحبت سے فرماتے۔ صرف اسی بات پر ایسے ناخوش اور ایسے برافروختہ ہوکر غیض وغضب فرمایا کہ اسے ایک خواب کے جملہ پر رسالہ لکھ کر طرح طرح سے لتاڑا اور دھمکایا۔ کبھی اپنے مقابلہ، کبھی اپنے مرید کے اور کبھی مولوی نوردین کو سپارہ پڑھانے کے واسطے للکارا اور اب بھی اخلاص سے رضاء الٰہی کے لئے نہیں بلکہ امامت کا جوہر دیکھنے کے لئے منکرین ومقابلین حق ’’فاتنا بما تعدنا‘‘ (پس اگر سچے ہوتو ہم پر لاؤ جس کا ڈر اور دکھلاتے ہو) کہنے والوں کی طرح کہہ دیا کہ آئے امامت کا جوہر دکھلائے۔ (جس کا جواب قرآن مجید میں ہے:’’قال انما یاتیکم به اللہ ان شاء وما انتم بمعجزین (ہود:۳۳)‘‘ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو وہی عذاب کو بھی تم پر نازل کرے گا اور تم ہرا نہ سکو گے) اور پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ مجھے تو کسی کی بیعت سے عذر نہیں۔ سبحان اللہ واللہ اکبر!

مرزا قادیانی توجہ سے آیات قرآن مجید’’لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون (الصف:۳)‘‘ کے ارشاد نیز’’وان ربک لیعلم ما تکن صدورهم وما یعلنون ۰ وما من غائبة فی السماء والارض الا فی کتاب مبین‘‘ (جو باتیں لوگوں کے دلوں میں مخفی ہیں اور جو علانیہ کرتے ہیں تمہارے رب کو خوب معلوم ہیں اور آسمان وزمین میں ایسی کوئی بات مخفی نہیں جو کتاب واضح میں نہ ہو) اور حدیث شریف’’علیکم بالصدق فان الصدق یهدی الیٰ البر وان البر یهدی الیٰ الجنة. واذا کذب العبد تباعد عنه الملک میلا من نتن ما جاء به‘‘ (لازم پکڑو سچ بولنے کو کیونکہ سچ نیکی کی طرف کھینچتا ہے اور نیکی بہشت کی طرف لے جاتی ہے۔ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ جھوٹ کی بدبو کے مارے اس سے ایک میل پرے ہٹ جاتا ہے) پر غور فرماویں۔ اسلام میں صدق وراستی بکار ہے۔ ایسی بناوٹ کی بات و پولیٹکل چال کی ضرورت نہیں ہے۔

۲...... سبحان اللہ! عجب قدرت الٰہی ہے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم جنہوں نے مدینہ منورہ میں ایسی مرض سے جس میں موت بفحوائے حدیث شریف شہادت ہے جان بجان آفرین سپرد کر کے قرب وجوار رسول اللہ ﷺ میں قیام قامت کر کے اپنی محبت واتباع رسول اللہ ﷺ کا بین ثبوت دیا۔ ان کا الہام مرزا قادیانی فرعون بھی کیسا صحیح وحق ثابت ہوتا ہے جس کے معنی وتشریح یہ ہے:

(۱) باضافت ’’صاحب طرف فرعون کے‘‘ جس کا معنی ہوا کہ مرزا ساتھی فرعون کا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کی تعلّی وتفاخر وتکبر وخودستائی سے ظاہر ہے۔

(۲) الہامی عبارت کل کو عربی کہا جاوے۔ ’’مرزا صاحب فرعون‘ مرزا مبتدا، صاحب فرعون اس کی خبر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہوا۔ مرزا قادیانی فرعون کا ہے۔

(۳) یا بر طریق ماضی لفظ صاحب کا واقعہ ہوا ہے۔ جس کے معنی ہوئے کہ مرزا قادیانی نے فرعون کی ہمراہی کی ہے۔

پھر ایسے ہی مضمون کے الہام جس میں مرزا قادیانی کے تفاخر تعلّی وشیخی کی خبریں ہوتی ہیں۔ عاجز کو بھی ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر ص ۳۸،۶۶ پر ہوا ہے اور عجب تر یہ کہ ادھر مرزا قادیانی بھی اپنی تقریر وتحریر میں ان الہامات کی تصدیق میں وہی تعلّی وتفاخر وتکبر والی فرعون نسبت کو ضرور باصرار ظاہر کرتے ہیں۔ مثلاً دیکھ لیجئے کہ مرزا قادیانی کا:

(۱) اپنی فضیلت جائیداد آسودگی وکثرت جماعت وغیرہ کا فخر کرنا قول ’’**یقوم الیس لی ملک مصرو ہذہ الانہار تجری من تحتی**‘‘ (اے میری قوم کیا ملک مصر اور یہ نہریں جو اس کے نیچے بہتی ہیں میرا ملک نہیں) کے کیسا مشابہ ہے؟

(۲) عاجز کو حقائق معارف کے بیان کرنے میں درماندہ اور خود بدولت کو ہزار درجہ بڑھ کر بیان کرنا بلکہ حلفاً کہنا کہ ’’امید نہیں بمقابلہ ہمارے مرید کے ہزارم حصہ بھی (عاجز کے) منہ سے نکل سکے۔‘‘ یہ بھی قول ’’**انا خیر من ہذا الذی ہو مہین ولا یکاد یبین**‘‘ (میں اس سے بہتر ہوں جو ایک ذلیل ہے اور اچھی طرح بیان بھی نہیں کر سکتا) کے کیسا ہم شکل وہم معنی ہے؟

(۳) پھر عاجز کو الہامی طاقت سے قرآن دانی کا نمود دکھلانے کو سپارہ پڑھانے کو، خارق عادت کی چمکار سے بیعت لینے کو، معجزانہ اثر والی برکات دکھلانے کو کہنا قول: ’’**فلو لا القی علیہ اسورۃ من ذہب اوجاء معہ الملائکۃ مقترنین**‘‘ (پس اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے یا اس کے ساتھ فرشتے جمع ہوکر آتے) کے کیسا ہو بہو ہے؟ مرزا قادیانی ومریدین اس پر بہت غور سے توجہ کریں اور دیکھیں کہ عاجز غربا منیب بندگان الٰہی کے الہامات کیسے سچے وزبردست ہوتے ہیں کہ ملزم خود اپنی زبان وقلم سے طرح طرح سے ان کے تصدیق کرتا ہے اور توجہ وفکر کرے اس فرعونی تکبر وتعلّی والی نسبت وعملدرآمد سے توبہ واستغفار کرکے صادق وصحیح نسبت۔ ’’**رب انی لما انزلت الیٰ من خیر**‘‘ (اے میرے رب جو کچھ تو مجھ کو اپنی نعمتوں سے عطاء فرمائے میں اس کا سخت حاجت مند ہوں) فقیر کہنے والے کے پیرو ہوکر

ظاہر وباطن متبع کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ ہوں۔ جس میں فلاح دارین یقینی ہے۔ آگے اپنے اپنے نصیب۔

۳...... دوسرا امر کہ بیعت میں کون سے علوم سکھلائیں گے۔ وغیرہ! سو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ عاجز کے پاس سوائے ہدایت وارشاد مولیٰ خبیر وعلیم وتعلیم رسول رؤف ورحیم ﷺ کے اور کیا شئے ہے؟ ہاں! اس کے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز!

(۱) بحکم ''لا تتخذوا من دونی اولیاء'' (میرے سوا کسی کو دوست نہ پکڑو) ''مالکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر'' (سوائے اللہ تعالیٰ کے تمہارا کوئی دوست ومددگار نہیں) ''رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا (المزمل:۹)'' (رب مشرق ومغرب کا اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پس اسی کو اپنا کارساز پکڑو) ''لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم (لقمان:۱۳)'' (اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرو تحقیق شرک بڑا ظلم ہے) ''واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا'' (اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو) توحید الٰہی کے مقابل تمام عالم وعالمیان کو ہیچ سمجھنا اور اسی کو اپنا والی وکارساز جیسا کہ وہ حقیقتاً ہے جاننا اور اس کی ذات وصفات میں بحالت عسر ویسر ومقدمات وغیرہ کبھی کسی کو شریک نہ بنانا کسی پر بھروسا نہ کرنا اور نہ کسی کی خوشامد کرنا۔

(۲) بحکم ''من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء:۸۰)'' (جس نے رسول اللہ کی تابعداری کی اس نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی) ''من یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنٰت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا وذلک الفوز العظیم (النساء:۱۳)'' (جو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ان باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اس میں ہمیشہ رہے گا اور یہ بڑا امراد پانا ہے) ''ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ ناراً خلداً فیہا ولہ عذاب مہین (النساء:۱۴)'' (اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کے حدوں سے تجاوز کرے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خوار کرنے والا عذاب ہوگا) ''مااتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا (الحشر:۷)'' (جو کچھ تم کو رسول اللہ ﷺ دیں اس کو پکڑو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو) ''لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق'' (اللہ تعالیٰ معصیت میں کسی مخلوق کی تابعداری نہیں کرنی چاہئے)

اطاعت اللہ تعالیٰ عزوجل ورسول اللہ ﷺ میں کسی اہل دنیا کسی مہین کی پرواہ نہ کرنا، شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مفسرہ احکامات وتعلیمات میں خودغرضی وخودرائی کودخل نہ دینا اور اس کی امرونہی میں بحکم ''ماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا (احزاب:۳۶)'' (نہیں لائق کسی مومن مرد وعورت کو کہ جب اللہ تعالیٰ اوراس کا رسولؐ کوئی حکم دے تواس امر میں اپنا اختیار رہواور جوکوئی اللہ تعالیٰ اوراس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہوا) سرتسلیم خم کرنا، پابندی رسول غیرشرع بحکم ''من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھورد'' وخواہش نفس کی حسب ارشاد:''ولا تتبع الھوےٰ فیضلک عن سبیل اللہ. ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لھم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب (ص۲۶)'' (تو خواہش کی تابعداری نہ کرکہ وہ تجھ کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کردے گا۔ تحقیق وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ ہوتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ کیونکہ وہ روز حساب کو بھول گئے) کی تابعداری نہ کرنا۔

(۳) بہ تعظیم ارشاد:''وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون'' (ترجمہ پہلے گذرچکا)''لا نفرق بین احد من رسلہ'' (ترجمہ پہلے گذرچکا) ''ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ن الذی جمع مالا وعددہ'' (تباہی ہی ہر ایسے شخص کی جوعیب چن کرتا اورآوازے کستا ہے وہ جو مال جمع کرتا ہے اوراس کو گن گن کر رکھتا ہے)''لا یغتب بعضکم بعضًا'' (کوئی تم میں سے اس کی غیبت نہ کرے)''بحسب امرئ من الشران یحقر اخاہ المسلم انبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام واولیاء کرام سلف صالحین وبزرگان دین متین'' (آدمی کے شر میں یہی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی تحقیر کرے) میں سے کسی بھی عیب چینی توہین وتحقیر نہ کرنا۔ ذرا سے خلاف پر مسلمانان مولویان وفقراء کوسب وشتم وتبرا بازی کرانے کے واسطے کسی دریدہ دہن وناپاک زبان کواسی کام کے لئے نان وپارچہ پراپنے پاس رکھنے کوخلاف شرم وحیا سمجھنا اورنہ فکر حصول مال میں نادہندگان وناموافقان کے لئے اپنی مجلس کوغیبت گاہ بنانا۔ بلکہ بحکم ''لحجزک عن الناس ما تعلم من نفسک'' (چاہئے کہ تجھے لوگوں کے (عیب بیان کرنے) سے روکے وہ چیز کہ تو اپنے نفس میں جانتا ہے) کے اپنے نفس کے فکر سے بھی غافل نہ ہونا۔

(۴) حسب الحکم ’’ان تودوا الامانات الیٰ اھلھا (النساء:۵۸) ‘‘ (امانتوں کوان کے مالکوں کی طرف ادا کرو) ’’فان امن بعضکم بعضاً فلیؤد الذی او تمن امانة (البقرہ:۲۸۳) ‘‘ (پس اگر تم میں سے کسی کے پاس کوئی امانت رکھے تو امانت دادہ کو چاہئے کہ امانت ادا کرے) ’’والذین ھم لا ماناتھم وعھدھم راعون (المعارج:۳۲) ‘‘ (اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں) امانت میں امین ہونا اور جس طرح ہو سکے اس کو ادا کرنا اور بے محل صرف سے باز رہنا اور جس محل پر خرچ ہونے کو روپیہ آوے اس کو اسی محل پر خرچ کرنا کسی اپنی نفسانی حاجت کو ہرگز مقدم نہ کرنا۔

(۵) بموجب حکم ’’اوفوا بالعقود ‘‘ (اقراروں کو پورا کرو) ’’اوفوا بالعھد ان العھد کان مسئولاً ‘‘ (اقرار پورا کرو اس لئے کہ عہد یعنی اقرار کی بازپرس ہوگی) کے ایفاء عہد ووعدہ کا پابند رہنا خواہ مشکل ہو یا آسان۔ ہرگز اس کا خلاف نہ کرنا اور بہ نظر تعمیل حکم ’’ولا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الیٰ الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون ‘‘ (اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال خورد برد نہ کرو اور نہ مال کو حاکموں کے پاس (رسائی پیدا کرنے کا) ذریعہ گردانو کہ لوگوں کے مال سے (جو کچھ ہاتھ لگے) جان بوجھ کر ناحق ہضم کر جاؤ) کے بیگانہ مال کھانی وخورد برد کرنے حق العباد کے مواخذہ سے ڈرنا اور جس طرح ہو سکے اس کو ادا کر کے سبکدوش ہونا۔

(۶) ’’قل ما اسئلکم علیه من اجرو ما انا من المتکلفین ‘‘ (کہہ میں تم سے مزدوری نہیں مانگتا اور نہ مجھ کو تکلیف کرنا آتا ہے) ’’وما امروا الا لیعبد اللہ مخلصین له الدین حنفاء ‘‘ (اور ان کو یہی حکم دیا گیا کہ خالص اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کریں یک رخے ہو کر) کے موافق۔ اپنی فضیلت وبزرگی قائم وثابت کرنے کو حیلہ حوالہ کوئی تدبیر نہ کرنا اور نہ ایسی داؤ گھات اور فکر میں لگے رہنا کہ کسی طرح کوئی پیچ ایسا لگے جس سے اپنی قدرت نمائی کا پرتو لوگوں پر پڑے جیسا کہ الہام ’’غثم غثم ‘‘ والا جلی قلم سے لکھ کر مرزا قادیانی کی عبادت گاہ ومکانوں میں چسپاں اور مریدوں میں مشتہر کیا گیا اور اخیر پر اس کی تصدیق وتکمیل معافی ٹیکس پر مرزا قادیانی نے عاجزان کے روبرو بیان فرمائی تو اس کی وہی مثل ہوئی ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

(۷) بحکم ’’فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی (النجم:۳۲)‘‘ (ترجمہ پہلے گذر چکا) ’’ولہ الکبریا فی السمٰوات والارض وھو العزیز الحکیم (الجاثیہ:۳۷)‘‘ (اس کے لئے ہے بڑائی آسمانوں اور زمین میں اور وہ غالب دانا ہے) ’’ان اللہ لا یحب کل مختال فخور (لقمان:۱۸)‘‘ ’’الکبریائی ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی واحدا منھما دخلتہ النار‘‘ ’’لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر‘‘ تعلّی وتفاخر وکبریائی کو خاصۂ الوہیت جان کر اس سے حذر کرنا، عبودیت کو ہمیشہ مدنظر رکھنا، اپنی بقاء کے لئے طرح طرح کی اپنی تصویریں مریدین میں تقسیم کرنا ویا اپنی یادگاری مینار گھنٹہ گھر وغیرہ بنوانے کو غیر سبیل المؤمنین سمجھ کر ایسے امور سے پرہیز کرنا اور اس سے دور بھاگنا وغیرہ۔

(۸) بحکم ’’لا تشتروا باٰیٰتی ثمنا قلیلاً‘‘ (میری آیتوں کے عوض تھوڑی قیمت (دنیوی مفاد) حاصل نہ کرو) ’’الا للہ الدین الخالص‘‘ (خبردار اللہ تعالیٰ کے واسطے دین خالص چاہئے) ’’الدعاء مخ العبادۃ‘‘ (دعا عبادت کا مغز ہے) عبادت یعنی دعا وغیرہ کے لئے تقرری وتقاضائے اجرت ونذرانہ میں اصرار نہ کرنا اور نہ طمع کر کے اپنی اوقات صافہ کو اس غرض سے ایک برس کے واسطے وقف کرنا۔ بلکہ جو کچھ کرنا بلا طمع خالص بہ نیت رضاء الٰہی کرنا۔

(۹) بحکم ’’یاایھا الذین اٰمنوا لم تقولون مالا تفعلون کبر مقتًا عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون (الصف:۳)‘‘ ’’یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ وھو معھم اذ یبیتون مالا یرضی من القول وکان اللہ بما یعملون محیطا (النساء:۱۰۸)‘‘ (پردہ کرتے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ سے پردہ نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ ساتھ (موجود) ہوتا ہے جب راتوں کو ان باتوں کے مشورے کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں اور جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احاطہ (علم) میں ہے) ’’تجدون شر الناس یوم القیامۃ ذا الوجھین الذی یأتی ھؤلاء بوجھہ وھؤلا بوجھہ‘‘ کے قول وفعل یکساں کرنا، کوئی بات دوزخی پہلودار بناوٹ کی نہ کرنا ظاہر باطن یکساں رہنا اور اپنی مطلب براری کی خاطر ناجائز حیلہ حوالہ نہ کرنا اور اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے۔

(۱۰) بحکم ’’واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا (المزمل:۸)‘‘ ’’والذین یذکرون اللہ قیاما وقعود او علی جنوبھم‘‘ (وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے یاد کرتے ہیں) ’’یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکراً کثیراً وسجوہ بکرۃ واصیلاً‘‘

(الاحزاب: ۴۱، ۴۲) ’’واذکر ربک فی نفسک تضرعاً وخیفة ودون الجهر من القول بالغدو والاٰصال ولا تکن من الغافلین‘‘ ’’ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا (الاعراف:۲۰۵)‘‘ کے مدام ذکر وتوجہ الیٰ اللہ میں مشغول ومستغرق رہ کر اس کی رضا کا طالب رہنا وغیرہ وغیرہ! جیسا کہ ارحم الراحمین وروٗف الرحیم نے محض اپنے فضل وکرم سے عاجز کو سکھلایا اور امتثال اوامر واجتناب نواہی کے لئے جوارح اپنے قابو وحفظ وامان میں رکھے۔ ’’فسبحٰن اللہ والحمدللہ ولا اله الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوة الا باللہ‘‘ (پس پاک ہے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی سب تعریف ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اللہ تعالیٰ نہایت بڑا ہے اس کے سوا برائی سے پھیرنے والا اور بھلائی کی طاقت دینے والا اور کوئی نہیں) سو امید ہے کہ انشاء اللہ العزیز الرحمٰن عاجز کے روحانی متعلقین ومتوسلین میں بھی یہی بلکہ راسخہ بفضلہ وکرمہ پیدا ہو جاوے گا۔ اس کے سوا فقیر عاجز مسکین بے بضاعت کے پاس اور کیا ہے؟ اور مرزا قادیانی غور فرمالیں کہ یہ سب امور افاضہ علوم روحانیہ اور تقویت ایمان کے واسطے جیسا انہوں نے فرمایا ہے کافی ووافی ہیں یا نہیں؟

۳...... مرزا قادیانی نے جو اپنی ہم قوم مرزا غالب کا شعر نقل کیا ہے ؎

حضرت ناصح گرآئین دیدہ و دل فرش راہ
پر کوئی مجھ کو تو سمجھائے کہ سمجھائیں گے کیا

اس کی نسبت عرض ہے کہ عاجز کا کیا مقدور کہ اس بے بضاعتی سے مرزا قادیانی کے ناصح ہونے کا فخر کرے۔ لیکن اس مولیٰ محسن ہاد کے کرم وفضل پر امید ہے کہ اگر مرزا قادیانی ظاہر وباطن یکساں فرما کر اس مالک یوم الدین واحکم الحاکمین کے حصول رضا کے لئے دیدہ ودل فرش راہ بناویں گے، تعلّی وتفاخر لفاظی وشاعرانہ گھمنڈ کو دور فرما کر حصول روشنی کے لئے اپنے کھڑکیوں کے کواڑ کھول دیں گے تو وہ ارحم الرحمین غفور شکور جو کسی کی سعی واخلاص کو ہرگز ضائع کرنے والا نہیں۔ وہ مالک قادر ضرور بالضرور حسب وعدہ وارشاد: ’’والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا‘‘ (جن لوگوں نے ہمارے دین (کے کام) میں کوششیں کیں ہم ان کو ضرور اپنے رستے دکھائیں گے) کے مرزا قادیانی کو جیسا مناسب اور ان کے حسب حال ہوگا۔ سمجھانے کا سامان بہم پہنچاوے گا۔ ورنہ کسی دوسرے کی کیا طاقت کہ مرزا قادیانی کو سمجھاوے اور آج کل وہ کسی عاجز کی عرض وسمجھانے پر بایں خیالات بلند پروازی التفات ہی کب فرماتے ہیں؟

فصل نمبر:۱۱۲...... ’’میں نقارہ کی آواز سے کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے عطاء فرمایا ہے۔ وہ

سب بطور نشان امامت ہے جو شخص اس نشان امامت کو دکھلائے اور ثابت کرے کہ وہ فضائل میں مجھ سے بڑھ کر ہے۔ میں اس کو دست بیعت دینے کو تیار ہوں۔ مگر خدا کے وعدوں میں تبدیلی نہیں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آج سے قریباً بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام درج ہے۔ ’’الرحمن علم القراٰن. لتنذر قوما ما انذر اٰبائهم ولتستبین سبیل المجرمین. قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین ‘‘اس الہام کے رو سے خدا نے مجھے علوم قرآنی عطاء کئے ہیں اور میرا نام اوّل المؤمنین رکھا اور مجھے سمندر کی طرح معارف وحقائق سے بھر دیا ہے اور مجھے بارہا الہام دیا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی معرفت الٰہی اور کوئی محبت الٰہی تیری معرفت اور محبت کے برابر نہیں۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۳۰،۳۱، خزائن ج۱۳ص۵۰۲)

جواب...... بے شک مرزا قادیانی کی محنت ہمت وسرتوڑ سعی جو آپ نے نقارہ دہل کی طرح بجنے واشاعت اشتہارات میں صرف کر کے اپنی فضیلت کی دور دراز بمبئی مدارس وغیرہ تک پہنچانے میں ظاہر فرمائی بے نظیر ہے۔ کیونکہ کسی ربانی بزرگ عبد صالح واہل اللہ سے بذات خود اظہار فضیلت میں اس قدر محنت وسعی سننے میں نہیں آئی۔ البتہ یہ تو سنا اور پڑھا ہے۔ حدیث شریف ’’وعن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ اذا احب عبدًا دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبه قال فیحبه جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوه فیحبه اهل السماء ثم یوضع له القبول فی الارض ‘‘’’واذا ابغض عبدا دعا جبرئیل فیقول انی ابغض فلانا فابغضه قال فیبغضه جبرئیل ثم ینادی فی اهل السماء ان اللہ یبغض فلانا فابغضوه قال فیبغضونه ثم یوضع له البغضاء فی الارض ‘‘(اور جب کسی بندہ سے نفرت کرتا ہے تو جرائیل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہے کہ مجھ کو فلاں شخص سے نفرت ہے تو اس سے نفرت کر۔ پس جرائیل علیہ السلام اس سے نفرت کرتا ہے اور آسمان والوں میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص کو مبغوض جانتا ہے۔ تم بھی اس کو مبغوض جانو۔ پس وہ اس کو مبغوض جانتے ہیں پھر اس کے لئے زمین میں بغض رکھا جاتا ہے)

مدعا یہ کہ اللہ تعالیٰ الودود اپنے محبوبین سے محبت کر کے ان کی شہرت وقبول فی الخلق خود فرماتا ہے۔ ان کو اپنی فضیلت وبزرگی کا نہ خود خیال ہوتا ہے نہ وہ اس میں جان کنی کر کے کسی قسم کے مشقت ومحنت اٹھاتے ہیں۔ مصروفیت ذکر اللہ وطلب رضاء الٰہی سے ان کو فرصت کہاں کہ نقارہ کی طرح بجنے میں دن رات کمر بستہ ودہن کشادہ رہیں۔

۲...... چونکہ اللہ جل جلالہ کسی کی محنت وسعی ضائع نہیں فرماتا۔ جیسا کہ فرمایا:’’نولہ ما

تولے ’’(ہم اس کو(اسی رستہ) چلاویں گے جو(راہ) اس نے اختیار کی ہے)‘‘ من کان یرید حرث الآخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان یرید حرث الدنیا نوتہ منہا وما لہ فی الآخرۃ من نصیب ‘‘اس کی موافق اس خالق مالک نے مرزاقادیانی کو اس آواز پہنچانے میں مثل دیگر تجاران واشتہار دھندگان کچھ کامیاب کیا اور اطراف وجوانب سے آپ کے نقارہ کی آواز سن کر جیسا کہ عوام الناس کا دستور ہے۔ بمصداق ؎

آوازہ دہل ہے خوش آئند دور کا

لوگ مرزاقادیانی کے پاس آگئے۔ لیکن تعجب یہ کہ نزدیک والے واقفین ومحرم رازوں سے کوئی شاذ ہی اور وہ بھی کسی ضرورت وسبب سے یہ آواز سن کر مرزاقادیانی کی طرف ملتفت ہوا۔ اس جگہ وہ مقولہ تو ہرگز موافق مثال وچسپاں نہیں ہوسکتا کہ: ’’نبی اپنے ملک میں عزت نہیں پاتا اور دوسرے لوگ اور ملک والے ہی اس کو قبول کرتے ہیں۔‘‘

کیونکہ صدق وحق میں تو ہمیشہ سے ایسی تاثیر ہے کہ زبردستی دوسروں کے دل میں گھر کرتا اور سب کو اپنا قائل بناتا ہے اور کیا اپنے ملک والے اور کیا غیر ملک والے سب سے اختیار اس کے گرویدہ ومطیع ہوتے ہیں۔ ہم کو کسی دوسری نظیر کی ضرورت نہیں۔ ہمارے سید ومولیٰ ﷺ کی مثال ہی کافی ہے کہ ایذاوتکالیف بدنصیب مخالفین پر بحکم مالک قادر جب دوسرے شہر میں تشریف لے گئے تو ملک والے واقف حال ومحرم راز غلاموں کی طرح حلقہ بگوش ہوکر ساتھ گئے۔ چیدہ وسربرآوردہ جو ملک کے روح رواں بلکہ سب ملک وشہر والوں کے برابر بلکہ ان سے اعلیٰ واولیٰ تھے۔ وہ سب کے سب ہی حاضر ہوگئے۔ عزت آبرو ملک وطن جائیداد وغیرہ کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ شیفتہ ودوالہ ہوکر ذرہ بھر غیر حاضری وعلیحدگی برداشت نہ کر سکے اور ’’السابقون الاولون من المہاجرین ‘‘(سبقت کرنے والے سب سے پہلے مہاجرین) کے عالیشان خطاب والقاب سے معذور وسرفراز ہوئے۔ لیکن مرزاقادیانی کے یہاں اس کا پاسنگ بھی موجود نہیں۔ کیونکہ جو چند لوگ نووارد ہیں تو وہ شمار میں کتنے ہیں؟ اور کیا یہاں کوئی مولوی عالم طالب حق نہ تھا۔ جو آپ کی بیعت وصحبت کو غنیمت وسعادت عقبیٰ سمجھ کر شامل ہوجاتا؟ پھر ساتھ دینے والوں میں سے بھی جوں جوں کوئی واقف ومحرم راز ہوتا جائے۔ بشرطیکہ خالص طالب رضا مولیٰ ہو اور کسی تعلق وحاجت مندی ومعیشت وغیرہ کے زنجیر میں گرفتار نہ ہو تو وہ رفتہ رفتہ مرزاقادیانی سے رخصت ہوجاتا ہے۔ جس پر مرزاقادیانی ومریدین موجودہ کو غور کرنی چاہئے۔

۳...... نقارہ کے آواز کی مثال مرزاقادیانی نے کچھ عمدہ سوچ سمجھ کر نہیں دی یا قدرت قادر

نے ہی حق الامر کے موافق سوجھائے بہتر ہوتا۔ اگر کوئی شرعی مثال درج فرماتے۔ کیونکہ اس ملک میں تو بیچارے تنگی کے مارے بوالہوس وشوریدہ حال ڈھوکا دہی وعجوبہ نمائی سے پیٹ پالنے والے ایسے ایسے لوگ ہی مثل بازی گر، مداری، ڈھولی وغیرہ لغو تماشا کرنے والے اپنے تماشائیوں کو جمع کرنے اور ان سے ایک ایک دو دو پیسہ وصول کرنے کی خاطر ہی نقارہ کی آواز لوگوں کو سنایا کرتے ہیں۔

۴...... نشان امامت کا، فضائل کا، مرزاقادیانی کا بیعت کے لئے تیار وامادہ ہونے کا ذکر گذر چکا۔

۵...... مرزاقادیانی فرماتے ہیں کہ: ''کوئی دکھلاوے اور ثابت کرے کہ وہ فضائل میں مجھ سے بڑھ کر ہے۔'' غور فرماویں کہ بمقابلہ ایک خاکی نژاد انسانی مگر محبوب وبرگزیدہ رحمٰن کے پہلے پہل کس بدنصیب نے دعویٰ اپنی فضیلت وبہتر ہونے کا کیا تھا؟ اگر اس پر بھی دل میں کچھ فکر پیدا نہ ہو تو خیال کریں کہ دکھلانے اور ثابت کرنے پر تو وہ امادہ ہو۔ جس کو مرزاقادیانی کی طرح اظہار فضیلت وبزرگی کا جوش وعشق ہو یا وہ جو انا خیر منہ والی نسبت کا مغلوب ہو۔ دوسرا کوئی غریب مسلمان عبودیت وعاجزی کی نسبت والا جو ریا و دکھلانے کو شرک وگناہ جانتا ہو وہ کیوں اس طرح خیال کرنے لگا؟ پھر اگر کوئی مرزاقادیانی کا ہم مذاق دکھلانے اور ثابت کرنے کو امادہ بھی ہو تو کس کے سامنے ثابت کرے اور دکھلاوے؟ کیونکہ مرزاقادیانی تو سوا خود بدولت کے کسی دوسرے کی فضیلت کے قائل ہی نہیں۔ بہتر وافضل تو کجا کسی کو اپنے برابر بھی ہرگز نہیں جانتے۔ لہٰذا اگر کوئی ثابت کرنے پر مستعد بھی ہو تو فائدہ کیا؟ اور پھر مرزاقادیانی آخر اپنے نشانوں کو بھی نظر عمیق سے دیکھیں کہ کیسے ثابت ہوئے اور مانے گئے؟ اور ان اپنے خیالات ومقالات پر غور کریں کہ اہل اللہ اور ربانیوں کی یہی شان ہے؟

۶...... باوجودیکہ عاجز کو مرزاقادیانی کے بہت الہام یاد ومعلوم ہیں جن میں ان کی تفہیم کے خلاف وبرعکس واقعات کا ظہور رہا۔ جیسا مرزاقادیانی نے عرصہ دراز کے بعد ایام الصلح میں کچھ خود ہی قبول فرمایا ہے تاہم چونکہ عاجز میں مادہ تفاخر ہیچو من دگرے نیست والا نہیں۔ لہٰذا بدظنی نہیں کرتا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ مرزاقادیانی کا مسلک بسبب بے رہبر ہونے کے سلف وخلف صالحین وامت محمدیہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیہ کے مخالف ہے۔ مرزاقادیانی اپنے اوہام وخیالات کو بھی الہامات الٰہیہ کہتے وسمجھتے ہیں اور پھر اپنی تراش وخراش کا بھی مضائقہ نہیں جانتے اور دوسری طرف عاجز کو جب اسی قسم کے الہامات جیسے ''انا اٰتینک سبعا من المثانی والقراٰن العظیم'' (تحقیق ہم نے تجھ کو سات آیتیں (الحمد) عطاء فرمائیں اور (یہ قرآن کی عمدہ اور سب سے بڑھ کر

نعمت) بڑی سورۃ ہے)’’انا اوّل المسلمین ‘‘(میں اوّل مسلمانوں سے ہوں)’’انا اخترتک ‘‘(میں نے تجھے پسند کیا)’’انی جاعلک للناس اماما ‘‘(میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں)’’اصطفیتک علیٰ الناس ‘‘(میں نے تجھے لوگوں پر برگزیدہ کیا) ’’الرحمن علم القراٰن ‘‘(رحمان نے قرآن سکھایا)’’یٰس والقراٰن الحکیم انک لمن المرسلین ‘‘(یٰسین قرآن کی قسم جس میں دانائی کی باتیں ہیں۔ تحقیق تو فرستادوں سے ہے) وغیرہ ہوتے رہتے ہیں اور یہ بھی سمجھایا جاتا ہے کہ اس وقت تیرے برابر کوئی دوسرا نہیں۔ وغیرہ!

تو تو عاجز باتباع کبراء امت ان کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ پر عرض کر کے مطابق احکام شرعیہ ان پر عامل وکاربند ہوتا ہے۔ نیز ان میں تصرف وترمیم کے خیال کو بھی معصیت وافتراء سمجھ کر نہایت ڈرتا وحذر کرتا ہے اور شہرت کے لئے اشتہار وغیرہ دینے تو کجا، یہ مرزاقادیانی کی ہی فراخ حوصلگی ہے کہ مریدوں تک کے خواب دیا جس کو وہ الہام کہیں اس کو بھی اپنی مرضی کے موافق درست کر دیتے ہیں۔ چنانچہ عاجز نے مرزاقادیانی کے دستخطی خط میں ایک دفعہ پڑھا تھا کہ ایک راسخ الاعتقاد مرید جوان کے مقدمات کی پیروی میں بھی بہت سرگرم رہا۔ اس کی تحریر پر اس کے الہامی لفظ مزد کو عضد سے بدل دیا۔ یعنی م کو ع سے اور ز کو ض سے بدل کر مزد کا عضد بنا دیا۔ جس کے معنی اگر کچھ ہوسکیں تو بظاہر برعکس ہوگئے۔ خیال فرمائیے کس قدر فرق عظیم ہوگیا اور مرزاقادیانی نے ترمیم کی وجہ شاید یہ رقم فرمائی تھی کہ تمہاری تفہیم میں غلطی ہوئی ہے۔ فقط ان ہی اسباب سے مرزاقادیانی کے ساتھ موافقت کرنی کیسی بلکہ عاجز کو ادھر رخ کرنے سے بھی روکا وڈرایا جاتا ہے۔ جس سے عاجز معذور ہے۔

۷…… مرزاقادیانی اپنے نشانوں وکرامات وغیرہ کا ذکر بار بار کرتے ہیں۔ لہٰذا اس کے متعلق کچھ مختصر عرض کیا جاتا ہے۔

(۱) یہ سب کائنات زمین وآسمان اور جو کچھ ان دونوں میں طرح طرح کی مخلوق انسان نیک وبد، حوان مفید ومضر وغیرہ جو ظاہر وپوشیدہ ہے۔ اس کا خالق ومالک اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ جس نے آپ کو پیدا کر کے ایک محکم ومضبوط قانون اس کے لئے مقرر فرمادیا ہے۔ جس پر یہ کارخانہ چل رہا ہے۔ چونکہ مخلوق عاجز، ضعیف ومحدود العقل والفہم تھی۔ لہٰذا اس کو اپنا قانون واپنا منشاء رضا نارضا سمجھانے کا بھی اپنی رحمت سے آپ ہی سامان فرمایا۔ جس کے واسطے ’’الحمدللہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ ‘‘(اللہ تعالیٰ کا شکر جس نے ہم کو اس کا راستہ دکھایا اور اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم کسی طرح پر راہ اپناتے)’’لقد جاء

ت رسل ربنا بالحق وختمهم بافضلهم واكملهم محمدن الذى جاء بالصدق صلوٰة الله تعالىٰ سبحانه وبركاته عليهم وعلىٰ من تابعهم اجمعين الىٰ يوم الدين اٰمين ’’ (تحقیق ہمارے رب کے پیغمبر حق کے ساتھ آئے اور انکا خاتمہ ان میں سے افضل واکمل محمد ﷺ کے ساتھ کیا جو سچ کے ساتھ آیا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی صلوٰۃ وبرکات ان پر اور ان کے سب تابعداروں پر دن قیامت تک) کہنا بالکل صحیح اور ضروری ہے۔

(۲) اس مخلوق کی دو حقیقتیں ہیں۔

اوّل...... حقیقت کو ینہ یعنی خلق ہوکر موجود ہونا۔

دوم...... حقیقت دینیہ امریہ یعنی عملدر آمد بموجب حکم خالق۔

دنیا میں چونکہ انسانوں وجنوں کو بباعث عطاء ہونے عقل وفہم وادراک ودیگر مختلف حواس وقویٰ کے مکلّف باحکام ہونا لازمی وعندالعقل واجب ہے اور دوسری ایسی مخلوق جس کو الہام فہم وادراک وقویٰ وغیرہ نہیں ملے جس سے وہ مکلّف باحکام ہونے کے لائق ہوتے اور نہ وہ مکلف ومخاطب احکام کئے گئے۔ لہٰذا اس کا ذکر چھوڑ کر صرف مکلّف باحکام مخلوق انسان وغیرہ کا ہی یہاں ذکر ہوگا۔

(۳) حقیقت کو ینہ میں تو سب کائنات مخلوق داخل ہے۔ لیکن ان کا فرق نیک وبد۔ اچھا وبرا وغیرہ تفاوت باہمی حقیقت دینہ امریہ سے پیدا وظاہر ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم ورحمت سے اپنے قانون وکتاب مبارک میں مفصل بیان فرمایا ہے جو صاف وصریح مطابق عقل وفہم وفطرت انسانی ہے اور وہ یہ کہ جو کوئی صدق دل وایمان واخلاص سے اللہ تعالیٰ کے قانون واحکام مقرر کے مطابق اس سے محبت تعظیم وکریم اس کی اطاعت کرے۔ اس کی ناراضی وغضب سے ڈرے۔ اس کی رضاء کا طالب ہوکر وہی عمل کرے جو اس کو پسند اور اس کی رضا کا باعث ہیں اور اسی حالت پر اس کا دنیا میں اخیر وخاتمہ ہوتو وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاؤں متقین صالحین پیارے وبرگزیدہ بندگان میں سے ہے اور ایسے ایمانداروں وفرمانبرداروں واستقامت والوں پر فرشتے نازل ہوکر جنت کی خوشخبری سناتے اور سلام کرتے ہیں۔ وغیرہ!

ان کو اولیاء الرحمٰن کہتے ہیں لیکن جو کوئی اس خالق ومالک کے حکم وقانون مقررہ کی باوجود استطاعت پیروی واطاعت نہ کرے۔ بلکہ موجودگی عقل وفہم کے مخالفت کر کے وہ عمل کرے جو باعث کراہت وناراضی وغضب اس ذات تعالیٰ وتقدس کے ہیں اور ایسی ہی حالت پر اس کا دنیا میں اخیر وخاتمہ ہوتو وہ اس احکم الحاکمین کے مخالفوں، نافرمانوں، سرکشوں، باغیوں، دشمنوں میں

سے ہے اور شیطان نافرمان لعین کا دوست ہے جو شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتا ہے اور شیاطین ہر ایک جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں۔ یہ اولیاء الشیطان کہلاتے ہیں اور یہ ایسا بدیہی امر ومسئلہ ہے کہ عوام بھی ذرا سے فکروتأمل سے اس کو سمجھ سکتے ہیں۔ زیادہ بحث ودلائل کی ضرورت نہیں اور قرآن مجید میں بھی اس کا مفصل ذکر ہے۔

(۴) جب یہ امر ہر طرح سے ثابت وظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمانبردار اس کے اولیاء دوست وپیارے ہونے چاہئیں اور ہیں اور اس کے نافرمان سرکش باغی اس کے دشمن واعداء ہونے چاہئیں اور ہیں تو ان ہر دو کے حالات کا یعنی جو کچھ بباعث خوشنودی ورضامندی خالق مالک اولیاء اللہ پر انعام واکرام اور بباعث ناخوشنودی ونارضامندی نافرمانوں ودشمنان الٰہی پر زجر دتوبیخ وغیرہ ہو۔ کیا اس جہان اور کیا اس جہان میں ویا جو کچھ ان سے اور سلوک ہویا ہوگا۔ ان سب کا مختلف وجدا جدا ہونا بھی لازمی وضروری ومقتضائے عدل وانصاف ہے تاکہ ان ہر دو میں مابہ الامتیاز ہو اور چونکہ دنیا میں عاشقان دنیا چالاک دھوکا دہ ونسان ایسے بھی ہوتے رہتے ہیں کہ شعبدہ، سحر، حاضرات وغیرہ عجوبہ نمائی وزبانی تقریروں سے بلااوصاف کے ربانی نبی رسول مجدد ومحدث وغیرہ اولیاء اللہ بن کر لوگوں سے خدمات ومال لینے کا سلسلہ وطریق جاری کرتے ہیں ویا نادانی وناواقفی علوم دینی سے شیطان ونفس وجن کے دھوکے میں آکر بغیر صحیح فرمانبرداری احکام الٰہی وپوری اطاعت رسول اللہ ﷺ کے اپنے آپ کو صاحب مناصب واولیاء الرحمٰن جاننے لگتے ہیں۔ لہٰذا اکابر امت نے اس مضمون پر عمدہ قیمتی وقابل قدر تصانیف فرما کر فرق درمیان اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان خوب وضاحت سے ظاہر کر کے مخلوق الٰہی کو خبردار کیا ہے۔ ’’شکر اللہ سیعھم‘‘

(۵) مجرد کثرت مال اولاد جماعت جائیداد تن آسانی، خوش گذرانی، دنیوی آسودگی وغیرہ جن کو مرزاقادیانی نشان کرامت واولیاء کہہ کر اس پر فخر کیا کرتے ہیں۔ یہ امور تو ہرگز رضائے خالق مالک کے نشان وعلامات نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ دنیا میں اکثر آسودہ حال ہی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری واطاعت سے منحرف بلکہ بعض بالکل ہی اس ذات مجمع صفات حی قیوم خالق مالک سے منکر سرکشی کرنے والے گذرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ مولوی روم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے ؎

ہیچ جادیدی گدائے بینوا
روبگرداند چو فرعون از خدا

پس بندگان مطیع وفرمانبردار اولیاء اللہ اگرچہ بظاہر بلحاظ دنیا کچھ آسودگی وجائیداد نہ رکھیں تاہم ان کی حالت انس ومحبت ذوق وشوق مصروفیت ذکر اللہ عزوجل طمانیت خاطر جو وابستہ ولازمہ ذکر ہے۔ حسب ارشاد ''الا بذکر اللہ تطمئن القلوب'' ورضا برضائے الٰہی وغیرہ۔ ایسی عجیب وغریب وراحت بخش اعلیٰ وارفع ہوتی ہے کہ دنیوی بادشاہوں حکمرانوں ودولت مندوں کو اس کا پاسنگ بھی کبھی خواب وخیال میں نہیں آیا اور دوسرے انعام واکرام جو بارگاہ رب العزت سے ان بظاہر غریبوں وخستہ حالوں پر ہوتے ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی دنیوی دولت مندوں کو کبھی نصیب نہیں ہوا۔ لیکن یہ سب کچھ مؤقوف ووابستہ اطاعت وفرمانبرداری احکام خالق مالک احکم الحاکمین ارحم الراحمین ہے۔ وبس متکبر خود پسند زبانی چنیں وچناں شیخی وتعلّی والوں کو ہرگز نصیب نہیں۔ تاوقتیکہ توبہ واستغفار کر کے ویسے ہی منیب وفرمانبردار نہ بنیں۔

(۶) عبادالرحمٰن میں سے سب سے اوّل اعلیٰ واولیٰ درجہ کے انعام واکرام تو ان پر ہیں جن کو خالق ومالک نے اپنے دوسری محدود العقل وضعیف الفہم مخلوق کی ہدایت رہنمائی وپیشوائی کے منصب پر خود منتخب ومقرر کر کے بھیجا۔ جیسے کہ انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات جنہوں نے مطابق ارشاد خالق ومالک کے اپنی تمام عمر اطاعت اللہ وہمدردی، بہتری وخیر خواہی ونفع رسانی مخلوق اللہ میں صرف کی۔ لہٰذا ان کے حالات نشان وبرہان بھی سب دوسری مخلوق سے اعلیٰ وارفع واولیٰ ہیں اور ان کو برہان آیات ومعجزات کہا جاتا ہے۔ انبیاء ورسول علیہم الصلوٰۃ والتحیات کے بعد ان کے فیض صحبت وتعلیم یافتگان اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا درجہ ہے اور پھر آگے ان کے شاگردان وپیروان وغیرہ اولیاء اللہ ہیں جو اسی طرز وطریق پر مطابق قانون واحکام الٰہی کے ایمان اخلاص وصدق دل سے وہی چال وراہ چلے اور چلتے ہیں جس کام کے کرنے کا حکم ہو اس کو کرتے اور جس سے منع ہو اس سے نہ باز رہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ خالق ومالک فرشتوں اور روح القدس سے ان کی مدد کرتا اور ان کے دلوں میں اپنے انوار ڈالتا اور کرامات سے اپنے اولیاء متقین کی تکریم وعزت کرتا ہے اور یہ اس کا قدیمی قانون ہے۔ سبحان وتعالیٰ!

اور سب اولیاء الرحمٰن ان انعام واکرام پر کبھی عزا ہو کر تکبر شیخی وتعلّی وخودستائی میں مصروف نہیں ہوتے۔ بلکہ ہمیشہ خائف وڈرتے ہی رہتے ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ قسم اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا، قسم اللہ تعالیٰ کی میں نہیں جانتا۔ حالانکہ میں رسول اللہ ہوں کہ مجھ سے کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت قرآن مجید: ''والذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ'' (اور وہ لوگ کہ دیتے ہیں جو

کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں) کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا وہ شراب پینے وچوری کرنے والے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ وہ ہیں کہ روزے رکھتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں اور صدقات خیرات کرتے ہیں اور پھر ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارے اعمال (کسی نقص کے سبب) قبول نہ ہوں۔ فرمایا کہ یہی لوگ ''یسٰرعون فی الخیرات'' (جلدی کرتے ہیں بھلائیوں میں) ہیں۔ مرزا قادیانی ذرا ان احکام وتعلیم اسلامی کو اپنے فخر وتعلّی سے موازنہ کریں۔

(۷) برگزیدہ اولیاء اللہ کی کرامات دین کے لئے حجت ویا واسطے حاجات مسلمین کے ہوتی ہیں اور مثل معجزات انبیاء علیہم السلام کے اور یہ کرامات اولیاء محض برکت اتباع اپنے رسول ﷺ سے ہیں اور فی الحقیقت معجزات رسول اللہ ﷺ میں ہی داخل ہیں جیسے۔

معجزات رسول اللہ ﷺ

۱...... شق القمر جس کا ذکر سرمہ چشم آریہ میں ہے۔ آپ کے ہاتھ میں سنگریزوں کا تسبیح کہنا۔

۲...... آپ کے پاس درخت کا چل کر آجانا۔

۳...... راستہ میں پہاڑ ودرخت کا السلام علیکم یارسول اللہ کہنا، اور آپ کی صداقت پر شہادت دینا۔

۴...... تنہ درخت کھجور کا آپ کے مفارقت سے رونا گریہ کرنا۔

۵...... آپ کا شب معراج بیت المقدس کے حالات سے خبر دینا۔

۶...... دوسری امور گذشتہ وآئندہ کی خبریں دینا جو اسی طرح بموجب فرمودہ واقع ہوئیں۔

۷...... کتاب العزیز قرآن مجید مبارک وبے مثل کا لانا۔

۸...... کئی دفعہ طعام اور پانی کا بڑھ جانا سے۔

۹...... خندق کے دن ایک ہزار لشکر ایک ہنڈیا سے سیر کردیا اور ہنڈیا میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

10...... دوسرے موقعہ پر جب لوگوں نے اونٹوں کے ذبح کرنے کا قصد کیا تو جوان کے پاس تھا جمع کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو ایسی برکت ہوئی کہ تمام لشکر نے جو ایک ہزار تھا طعام وزاد سے اپنے برتن بھر لئے۔

۱۱...... غزوہ خیبر میں ایک برتن پانی سے تمام لشکر سیر کردیا اور اس میں کچھ کمی نہ ہوئی۔

۱۲...... غزوہ تبوک رجب ۹ ہجری جو آخر غزوہ ہے اس میں تھوڑے طعام سے لشکر جو قریباً تیس ہزار تھا اس کے تمام برتن اور اس میں سے کچھ کم نہ ہوا۔

۱۳...... انس رضی اللہ عنہ جو چند ٹکڑے نان جویں بغل میں دبا کر ابوطلحہ وام سلیم سے لے گئے تھے۔ ان ہی سے اسی آدمی سیر ہوئے اور پھر کھانا بچ رہا۔

۱۴...... ایک بکری کی کلیجی سے ایک سوتیس آدمیوں کو کھانا کھلانا اور پھر بھی بچ رہنا۔

۱۵...... انس رضی اللہ عنہ جو کچھ کھجوریں گھی و پنیر رلا ملا ایک برتن میں لے گئے تھے آپ نے اس پر ہاتھ مبارک رکھ کر کچھ پڑھا۔ پھر دس دس آدمیوں کو فرماتے کہ بسم اللہ کہہ کر کھاؤ۔ تین سو آدمیوں کے سیر ہونے کے بعد بھی کھانا اسی طرح تھا۔

۱۶...... آپ کے ہاتھ مبارک کی انگلیوں سے کئی مرتبہ حاجت کے وقت پانی چشمہ کی طرح جاری ہونا حتیٰ کہ آپ کے ہمراہیوں کو جو چودہ یا پندرہ سو غزوہ حدیبیہ میں تھے کافی ہوا۔ (اور ایک نیابت نبوۃ کے دعویدار مرزا قادیانی ہیں کہ آئے دن چندوں سے طعام، مہمانداری وغیرہ کے نام سے مریدوں کی کھلڑی اتارتے وگذران کرتے ہیں اور ہل من مزید ہی کہتے رہتے ہیں)

۱۷...... قتادہ رضی اللہ عنہ کی جب دونوں آنکھیں رخسارے پر گر پڑیں تو آپ کے دست مبارک سے رکھ دینے پر پہلے سے بھی بہتر ہوگئیں۔

۱۸...... محمد بن مسلیمہ کا جب پاؤں ٹوٹ گیا تو آپ کے ہاتھ مبارک لگانے سے صحیح وسالم ہوگیا۔

۱۹...... اسی طرح عبداللہ بن عتیک کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو آپ کے ہاتھ مبارک لگانے سے صحیح ہوکر بالکل شکایت نہ رہی۔

۲۰...... ایسا ہی سلمہ بن الاکوع کی ساق کو ایسی ضرب بروز خیبر لگی کہ لوگوں نے کہا کہ مرگیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کے تین مرتبہ دم کرنے پر بالکل تندرست وصحیح ہوگیا۔ (اور ایک خوارق کے دعویدار مرزا قادیانی ہیں کہ ایک خاص الخاص مرید دن رات مدح وثناء کے گیت گانے والے کی ایک آنکھ اور ایک ٹانگ بھی آسمانوں میں شور ڈالنے والی وتقدیریں بدلنے والی دعا کر کے درست نہیں کراتے اور نہ لاف وگزاف سے باز آتے ہیں)

۲۱...... عبداللہ والد جابر رضی اللہ عنہ جب غزوہ احد میں شہید ہوئے تو ان پر ایک یہودی کا تیس وسق قرض تھا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے اس یہودی سے کہا کہ اس قرضہ کے عوض سب کھجوریں لے لے۔ لیکن اس نے نہ مانا تو جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے حال عرض کیا۔ آپ کی تشریف آوری پر اللہ تعالیٰ نے سب قرض ادا کر دیا اور سترہ وسق بچ بھی رہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں راضی تھا کہ میرے

والد کا قرض ادا ہو جاوے۔ خواہ ایک کھجور بھی ہم کو نہ ملے۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ ایسی برکت ہوئی کہ جب میں بڑے انبار کو جس پر نبی ﷺ بیٹھے تھے دیکھا تو ایسا تھا کہ ایک کھجور بھی اس میں سے کم نہیں ہوئی۔ (ایک مدعی افضلیت بر صحابہ مرزا قادیانی ہیں کہ قرض وحق العباد لیکر ہضم کر جانا یا تو کرامت سمجھتے ہیں یا قرض خواہ کو چندہ خیرات وغیرہ سے خود ہی اپنا روپیہ وصول کرنے پر بڑا عقلمند خود بدولت کا خیر خواہ ودیندار تصور کرتے ہیں اور قرضہ کی صفائی وحساب کو زر پرست بنیوں بقالوں کا کام ہونے کے اشتہار دلواتے ہیں)

۲۲...... یوم حنین جب جنگ زور میں تھا تو آپ نے ایک مشت سنگریزہ خاک اٹھا کر مخالفین کی طرف پھینک کر کہا قسم ہے رب محمد ﷺ کی (انہزموا) بھاگ گئے۔ بمجرد اس فرمانے کے دشمنان پیٹھ دے کر بھاگ گئے اور ہر ایک کی آنکھیں خاک سے بھر گئیں۔ (مرزا قادیانی مقابلہ کے وقت سب وشتم ولعنتیوں کے فیر چلاتے ہیں اور حیلہ وحوالہ کر کے میدان چھوڑ دیتے ہیں)

۲۳...... ابوہریرہؓ کی والدہ مشرکہ تھی رسول اللہ ﷺ کی شان میں کچھ بے ادبانہ کہا ابوہریرہؓ روتے آئے اور رسول اللہ ﷺ سے اس کی ہدایت کی دعا کرائی۔ آپ کی دعا کرنے پر وہ فوراً مخالفت چھوڑ کر مسلمان ہوگئی۔ (مرزا قادیانی خلق عظیم کے مدعی ہو کر ایسے موقع پر مخالفوں کے حق میں بجائے دعا کرنے کے ان سے قطع رحم کا حکم فرماتے اور ان کی موت وذلت وغیرہ کی پیش گوئیوں سے دھمکاتے وڈراتے ہیں)

۲۴...... ایام قحط میں بروز جمعہ خطبہ میں ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ مال مویشی ہلاک ہوگیا اور عیال بھوک سے تنگ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماویں اس پر آپ نے ہاتھ اٹھائے اور اس وقت کوئی بادل نہ تھا۔ آپ نے ابھی دعا سے ہاتھ نیچے نہ کئے کہ پہاڑوں کی طرح بادل آگئے اور ابھی آپ منبر سے نہیں اترے تھے کہ بارش شروع ہوگئی اور لگاتار دوسرے جمعہ تک ہوتی رہی۔ پھر اس اعرابی یا کسی دیگر نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ مکان گر گئے اور مال غرق ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ سے آپ دعا کریں تو آپ نے ہاتھ مبارک اٹھا کر فرمایا یا الٰہی ہمارے گرد ٹیلوں پہاڑوں وجنگلوں پر برسے اور ہم پر نہ برسے۔ پس اس وقت بادل کھل گیا اور دھوپ میں لوگ چلنے پھرنے لگے اور باہر سے بھی بارش کی ایسی ہی خبریں آئیں۔ (ایک بزبان خود رحیم، پرشفقت، مہربان، امام الزمان مرزا قادیانی ہیں کہ لوگوں کی ہلاکت وعذاب کے ہی خواہاں ہیں اور اگر بھول چوک کر کبھی بارش ورحمت الٰہی کا جوش والہام مشتہر فرما بھی دیں تو ان کے خذلان کے لئے الٹا ہی ظہور ہوتا ہے)

۲۵...... ایک اعرابی جنگلی نے جب کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واحد لاشریک اور آپ کے رسول اللہ ﷺ ہونے کی اور کون شہادت دیتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ درخت پھر اس کو بلایا اور وہ زمین چیرتا ہوا سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور تین مرتبہ شہادت دے کر پھر اپنی اصلی جگہ جا کھڑا ہوا۔

۲۶...... اسی طرح ایک اور اعرابی نے کہا کہ ہم کس طرح پہچانیں کہ آپ نبی ہیں؟ اس پر آپ کے بلانے سے ایک شاخ کھجور ٹوٹ کر آپ کی طرف گر پڑی اور پھر آپ کے فرمانے سے اس جگہ اپنے اصلی جگہ جا کر پیوند ہوئی اور وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔ (مرزاقادیانی کے اپنے مرید وخویش بھی مرتد ہوکر اسلام چھوڑ گئے۔ افسوس)

۲۷...... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اکیس دانہ کھجور لے جاکر آپ سے برکت کی دعا کرائی۔ آپ نے ان کو ہاتھ مبارک لگا کر دعا فرما کر فرمایا کہ ان کو ڈال رکھو۔ ضرورۃ پر ہاتھ ڈال کر لے لیا کرو اور ان کو باہر نہ پھیلاؤ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان میں سے کئی وسق فی سبیل اللہ دین اور آپ بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے رہے اور وہ جگہ کبھی خالی نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ بروز قتل (شہادت) عثمان رضی اللہ عنہ وہ ختم ہوئیں۔ (مرزاقادیانی کے کئی اخص مریدین جو اوّل برسرکار وآسودہ حال تھے۔ اب آپ کے ملنے وملاقات کی برکت سے ان کی اوقات بسری غریب مریدین کے چندوں وتنخواہ مقرر کردہ پر ہی ہے)

۲۸...... عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن پہلے رسول اللہ ﷺ نے کفار بدر کے گرنے وموت کی جو جو جگہ انشاء اللہ فرما کر ہم کو نشان دی ودکھلائی تھی۔ اس حد سے ذرہ تجاوز نہیں ہوا۔ (ادھر مرزاقادیانی ہیں کہ بایں دعاوی فضیلت جو کچھ دعویٰ سے کہتے وبتلاتے ہیں وہ کبھی پورا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس ہی ظہور ہوتا ہے)

۲۹...... جب رسول اللہ ﷺ مع ابی بکر رضی اللہ عنہ صدیق عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ مکہ شریف سے ہجرۃ کر کے مدینہ منورہ کو تشریف لے جارہے تھے تو راستہ میں ام معبد کے خیمہ کے کنارے ایک درماندہ بکری کو جو دودھ دینے کے لائق نہ تھی اس کو ام معبد سے اجازت لے کر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لے کر دعا دے کر دوہا تو اس نے اس قدر دودھ دیا کہ ام عبد نے سیر ہوکر پیا۔ آپ کے ہمراہیان نے سیر ہوکر پیاسے کے بعد آپ نے پیا اور پھر دوہ کر دودھ سے برتن پر کر کے اس کو چھوڑ دیا اور روانہ ہوئے۔ وغیرہ معجزات بہت ہیں۔ قریب ایک ہزار کے تو شیخ الاسلام فی الدین احمد بن عبدالحلیم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کئے ہیں اور اسی طرح آپ کے اصحاب اور تابعین وغیرہ سائر الصالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کرامات تو بہت ہی کثرت سے ہیں۔ جن میں سے چند ذیل میں درج ہیں۔

کرامات صحابہ والتابعین والصالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین

۱...... اسید بن حضیرؓ کے سورۂ کہف کی تلاوت کے وقت آسمان سے سائبان سا جس میں مثل چراغاں کے تھا اترا اور وہ فرشتے تھے جوان کی قرأۃ سننے کے لئے نازل ہوئے تھے۔

۲...... عمران بن حصینؓ کو فرشتے سلام کرتے (مرزا قادیانی فرشتوں کے زمین پر نازل ہونے کے منکر ہیں)

۳...... سلمان فارسی وابوالدرداءؓ جس طشت میں کھانا کھا رہے تھے اس نے اور جو کچھ اس میں تھا اس نے تسبیح کہی۔

۴...... اسید بن حضیرؓ وعباد بن بشیرؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس باتیں کرتے دیر ہوگئی۔ جب وہاں سے نکلے تو رات بہت اندھیری تھی۔ دونوں کے ہاتھوں میں چھڑیاں تھیں۔ ایک کی چھڑی کا کنارہ روشن ہوگیا اور اس کی روشنی میں چلے۔ جب ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو دوسرے کا عصا روشن ہوگیا اور ہر ایک روشنی میں اپنے اہل تک پہنچا۔

۵...... یوم احد جابرؓ کے والد عبداللہؓ نے اپنے بیٹے کو رات کو بلا کر کہا کہ مجھے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے میں اوّل قتل ہوں گا۔ چونکہ سوائے رسول اللہ ﷺ کے تم ہی مجھ کو عزیز ہو۔ پس میرا قرض ادا کرنا اور میری وصیت کے موافق بہنوں سے نیک سلوک کرنا۔ صبح کو اوّل وہی شہید ہوئے اور عمرو بن الجموح جوان کے دوست تھے ان کے ساتھ اکٹھے دفن ہوئے۔

۶...... اصحاب الصفہ فقرا لوگ تھے جن کا گھر بار و مال وغیرہ کچھ نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ فرمادیتے کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو ان فقراء میں سے اپنے ہمراہ لے جاوے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں یا چھٹا اپنے ساتھ لے جاوے۔ ایک روز ابوبکر صدیقؓ تین فقراء کو اور رسول اللہ ﷺ دس فقراء کو اپنے اپنے ہمراہ لے گئے۔ ابوبکرؓ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانا کھانے اور نماز عشاء پڑھنے وغیرہ میں دیر ہوگئی۔ گھر میں کسی نے کھانا نہ کھایا۔ مہمانان فقراء نے بھی ان کے بغیر کھانے سے انکار کیا۔ جب گھر پہنچے تو مہمانوں کو کھانا نہ کھلانے سے خفا ہو کر کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی۔ ان کی اہلیہ و مہمانوں نے بھی قسم کھائی۔ بعدہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ یہ شیطانی حرکت ہے۔ پھر کھانا منگوا کر باہم کھانا شروع فرمایا۔ جس قدر کھاتے اس سے زیادہ نیچے سے بڑھتا جاتا۔ حتیٰ کہ بعد سیر ہونے کے کھانا پہلے سے بھی تین حصہ زیادہ تھا۔ پھر اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس اٹھا کر لے گئے۔ وہاں بھی بہت آدمیوں نے اس سے کھایا۔

۷…… عبداللہ بن مسعودؓ طعام سے اس کا سبحان اللہ کہنا سنتے تھے۔

۸…… خبیب بن عدیؓ جب مشرکین مکہ کے پاس قید تھے تو خلاف موسم خوشہ انگور کھایا کرتے۔ حالانکہ مکہ معظّمہ میں اس وقت انگور نہ تھا۔ عامر بن فہیرہؓ کے جسد کو بعد شہادت ہر چند دشمنوں نے تلاش کیا نہ پایا۔

۹…… عامر بن طفیلؓ نے دیکھا کہ ان کا جسد اوپر اٹھایا گیا ہے۔ عروۃؓ نے کہا کہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ فرشتے ان کو اٹھالے گئے ہیں۔ (مرزا قادیانی کو مسیح علیہ السلام کے رفع قبول کرنے میں بھی اپنا مدعا فوت ہونے کے خوف سے مشکلات پیش آرہے ہیں)

۱۰…… ام ایمنؓ جب ہجرۃ کر کے نکلی تو زادراہ پانی نہ ہونے کے سبب پیاس سے قریب المرگ ہوگئی۔ روزہ دار تھی۔ افطار کرنے کے وقت اوپر سے آواز سی سنی۔ جب سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ڈول سفید پانی کا لٹکتا ہوا دیکھا۔ اس سے خوب سیر ہوکر پیا اور بقیہ عمر پھر کبھی پیاس نہ لگی۔

۱۱…… سفینہؓ مولی رسول اللہ ﷺ جب ارض روم میں راستہ بھول کر لشکر سے علیحدہ پڑ کر لشکر کی تلاش میں تھے تو ناگہان ایک شیر مل گیا۔ اس سے کہا کہ ’’یا ابا الحراث ‘‘رسول اللہ ﷺ کا مولے ہوں اور راستہ گم ہوگیا ہے۔ اس پر شیر دم ہلا کر ان کے ساتھ ہولیا اور لشکر تک پہنچا کر واپس ہوا۔

۱۲…… براء بن مالک جب اللہ تعالیٰ پر قسم کھاتے تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرماتا۔ چنانچہ لڑائی کی شدت میں مسلمان ان سے کہتے کہ یا براء اپنے رب کو قسم دو تو وہ کہتے یارب میں تجھ پر قسم کرتا ہوں کہ تو دشمنوں کی پیٹھ ہم کو دکھاؤ یا ہمارے قابو میں کر دے تو اللہ تعالیٰ مخالفوں کو شکست دیتا۔ جنگ قادسیہ میں قسم دے کر کہا کہ یارب دشمنوں کی پیٹھ دکھا اور مجھ کو پہلا شہید بنا۔ پاس اسی طرح ہوا کہ براءؓ شہید ہوئے اور مقابلین شکست کھا کر قابو میں آ گئے۔

۱۳…… خالد بن الولیدؓ نے جب یمامہ میں ایک بڑے قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو محصورین نے کہا کہ تم یہ زہر پی لو تو ہم اسلام قبول کرتے ہیں۔ انہوں نے زہر پی لی اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس نے کچھ ضرر نہ کیا۔

۱۴…… سعد بن ابی وقاص جنہوں نے لشکر کسریٰ کو شکست دی اور ملک عراق فتح کیا۔ ایسے مستجاب الدعواۃ تھے کہ جو دعا کرتے وہ ضرور قبول ہو جاتی۔ (مرزا قادیانی جامع جماعت رو رو کر عبداللہ آتھم اور اپنے حریف مرزا احمد بیگ کے داماد وغیرہ کی نسبت دعائیں کرتے رہے۔ ان کی طرف خیال فرماویں کہ کیا نتیجہ ہوا؟)

۱۵...... عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا۔ اس پر ایک شخص ساریہ نام کو امیر کیا۔ ایک روز عمر رضی اللہ عنہ خطبہ کہتے ہوئے پکارنے لگے یا ساری الجبل یعنی اس پہاڑ کو اپنی پیٹھ پیچھے کرلو۔ جب لشکر سے قاصد آیا تو اس نے بیان کیا کہ یا امیر المؤمنین ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے ہم کو پسپا کیا۔ اس اثناء میں ایک پکارنے والے کی آواز سنی۔ یا ساری الجبل تو ہم نے پہاڑ کو اپنی پیٹھوں پیچھے کرلیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔

۱۶...... زبیرہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں واسلام لانے کے سبب مار پیٹ وغیرہ سے تکلیف دی گئی۔ ان کی بصارت جاتی رہی تو مشرکوں نے کہا کہ اس کی بینائی کو لات وعزا نے ضرر پہنچایا ہے۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ امر ہرگز نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بصارت اس کو واپس کردی۔

۱۷...... سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر اروی...... اس نے مروان ابن الحکم کے سامنے دعویٰ کیا کہ اس نے کچھ اس کی زمین لے لی ہے۔ سعید رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ میں اس کی زمین سے کچھ لیتا۔ بعد اس کے کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے؟ مروان نے پوچھا تم نے کیا سنا ہے؟ جواب میں کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ کو فرماتے کہ جو شخص ظلم سے ایک بالشت زمین لے گا۔ سات زمین تک کا طوق اس کو ڈالا جاوے گا۔ یہ سن کر مروان نے کہا کہ اس کے بعد میں تم سے کوئی اور ثبوت نہیں پوچھتا۔ بعدہ سعید نے کہا کہ یا الٰہی اگر یہ جھوٹی ہے تو اس کو اندھا کر اور اسی کی زمین میں اس کو موت دے۔ پس وہ نابینا ہوکر اپنی زمین میں چلتے ہوئے ایک گڑھے میں گر کر مرے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ محمد بن زید نے اس کو بحالت نابینائی دیکھا کہ دیواریں ٹٹولتے اور کہتے کہ مجھ کو سعید رضی اللہ عنہ کی بددعا لگی ہے۔ جس گھر کے لئے جھگڑا کیا تھا۔ اس میں ایک کنواں تھا اس میں گرے اور وہیں اس کی قبر ہوئی۔

۱۸...... علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ ملک بحرین پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عامل تھے۔ دعا کرتے ہوئے یا علیم یا حلیم یا علی یا عظیم کہتے اور ان کی دعا قبول ہوجاتی۔ پانی نہ ملنے پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بمع ہمراہیوں کے پانی پلائے جائیں اور وضو کرائے جائیں اور پسماندہ بھی پلائے جائیں تو ان کی دعا قبول کی گئی اور جب دریا سامنے آیا۔ جس سے گذرنے پر قدرت نہ پائی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے سب کے سب آپ ولشکر گھوڑوں پر دریا پر سے گذر گئے اور گھوڑوں کے زین تر نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرا جسد کوئی نہ دیکھے۔ جب فوت ہوئے تو لوگوں نے لحد میں ان کو نہ پایا۔

۱۹...... ایسا ہی ماجرا ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کا ہے جو آگ میں ڈالے گئے تھے۔ وہ بھی لشکر دجلہ پر سے چل کر پار اتر گئے تھے۔ حالانکہ دجلہ چڑھاو کے سبب لکڑیاں پھینک رہا تھا۔ پار اتر کر اپنے ہمراہیوں سے پوچھا کہ کوئی شئے اسباب سے کم نہیں ہوئے؟ تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا کروں؟ تو بعض نے کہا کہ میرا توبرہ نہیں ملتا۔ کہا کہ میرے پیچھے پیچھے آؤ۔ جب وہ گیا توبرہ ایک چیز سے لٹکا ہوا پایا اور لے لیا۔

اسود عنسی نے جب دعویٰ نبوت کیا تو ابو مسلم رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ تو میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتا ہے؟ جواب دیا کہ میں نہیں سنتا۔ اس نے کہا کہ تو شہادت دیتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو کہا کہ ہاں! بے شک۔ اس پر اس کے کہنے سے آگ میں ڈالے گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ آگ میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور آگ ان پر سرد اور باعث سلامت ہو رہی ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جب مدینہ منورہ آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے وابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے درمیان بٹھلا کر کہا کہ الحمدللہ جس نے مجھے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایسا شخص دیکھنے سے پہلے موت نہیں دی۔ جس کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا۔ جو ابراہیم خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (بفضلہٖ تعالیٰ وتقدس) کیا گیا تھا۔ ایک کنیز نے ان کے کھانے میں زہر ڈال دی اور آپ نے کھانا کھالیا۔ اس نے کچھ ضرر نہ کیا۔ ایک عورت نے ان کی بی بی سے فریب کیا یا اس کو ان نے پوشیدہ کر دیا تو ان کی بددعا سے وہ اندھی ہوگئی۔ پھر وہ آن کر تائب ہوئے تو آپ کے دعا کرنے سے اس کی آنکھیں درست وصحیح ہوگئیں۔

۲۰...... عامر بن عبدالقیس جب مکہ شریف میں اپنے حصے کا دو ہزار درہم لے کر آیا کرتے تو راستے میں جو سائل ملتا اس کو بے گنتی دے دیتے۔ پھر جب اپنے گھر پہنچتے تو ان کے وزن وشمار میں کچھ کمی نہ ہوتی۔ ایک قافلہ سے ملے جس کو شیر نے روکا ہوا تھا۔ یہ آگے چلے گئے۔ یہاں تک کہ ان کے کپڑے شیر کے منہ کو جا چھوئے۔ پھر اپنا پاؤں شیر کی گردن پر رکھ کر کہا کہ تو اللہ تعالیٰ رحمٰن کے کتوں میں سے ایک کتا ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتا ہے کہ میں اس کے سوا کسی غیر سے خوف کروں تو قافلہ روانہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ موسم سرما میں وضو کرنا مجھ پر سہل کر دے۔ اس پر ان کو گرم پانی مل جاتا۔ آپ نے رب سے دعا کی کہ نماز میں میرے دل کو شیطان سے بچائے تو شیطان کو ان پر قدرت نہ ہوئی۔

۲۱...... حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حجاج سے روپوش ہوئے۔ اس کے آدمی چھ مرتبہ ان پر گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ ان کو نہ دیکھ سکے۔ خوارج میں سے ایک شخص ایذادہ مخلوق پر بددعا کی

تو وہ گر پڑا اور مر گیا۔

۲۲...... ’’وصیلة بن اثیم‘‘ کا گھوڑا لڑائی میں مر گیا۔ کہا کہ یا الٰہی کسی مخلوق کا احسان مجھ پر نہ کیجو اور اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا گھوڑا زندہ کر دیا۔ جب گھر پہنچے تو آپ نے فرزند سے کہا اس کی زین اتار لو۔ یہ گھوڑا عاریت ہے۔ جب زین اتار لی تو گھوڑا مر گیا۔

۲۳...... ایک دفعہ ملک اہواز میں ان کو بھوک لگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اور کھانا طلب کیا تو تازہ کھجوریں ریشمی کپڑے میں ان کے پیچھے آ پڑھیں۔ کھجوریں کھالیں اور کپڑا عرصہ تک ان کی بی بی کے پاس رہا۔

۲۴...... صحرا میں رات کے وقت نماز پڑھ رہے تھے کہ شیر ان کے پاس آ نکلا۔ جب سلام پھیر لیا تو شیر سے کہا کہ کسی اور جگہ جا کر اپنا رزق تلاش کر۔ وہ آواز کرتا ہوا وہاں سے لوٹ گیا۔

۲۵...... سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ایام حرہ میں جب کہ یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں لوٹ مار کی اور جو شام سے واسطے قتال اہل مدینہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کے بلایا گیا تھا اور ان پر مسلم بن عقبۃ المری امیر تھا۔ ۶۳ھ میں اور اس کے بعد ہی یزید ہلاک ہوا۔ ان دونوں میں بے حد مبارک نبی ﷺ میں تین رات تک نہ اذان ہوئی نہ اقامت اور سوائے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے اور کوئی مسجد میں نہ تھا تو یہ اوقات نماز قبر مطہر مبارک نبی ﷺ سے اذان سننے سے ہی پہچانا کرتے۔

۲۶...... بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی (بادشاہ حبشہ) کی وفات کے بعد ہمیشہ اس کی قبر پر نور دیکھے جانے کا ہم میں تذکرہ ہوتا۔

۲۷...... مدینہ میں قحط ہوا۔ لوگوں نے بی بی عائشہ سے شکایت کی تو آپ نے کہا کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک سے آسمان کی طرف ایک روشندان ایسا کرو کہ درمیان قبر مبارک اور آسمان کے کوئی سقف نہ رہے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو ایسی بارش ہوئی کہ گھاس بہت ہوا اور اونٹ خوب موٹے تازے ہو گئے اور اس سال کا نام عام الفتق ہوا۔

۲۸...... انس رضی اللہ عنہ جس نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور ان کے لئے رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ ان کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھیلتا اور اس کے ریحان سے بیع المسک آتی۔ قبیلۂ نخعر کے ایک شخص کا گدھا راستہ میں مر گیا۔ اس کے ہمراہیوں نے کہا کہ تمہارا اسباب ہم بار برداریوں پر رکھ لیتے ہیں۔ اس نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ۔ پس اس نے عمدہ طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا گدھا زندہ کر دیا اور اس نے اپنا اسباب اس پر لاد لیا۔

۲۹...... اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو ان کے کپڑوں میں لوگوں نے کفن دیکھے جو پہلے ان کے پاس نہ تھے اور ان کے لئے ایک قبر کھدی ہوئی جس میں پتھر کے اندر لحد بنی ہوئی تھی پائی۔ اسی میں ان کو وہی کفن پہنا کر دفن کیا۔

۳۰...... عمرو بن عقبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ ایک دن سخت گرمی میں نماز پڑھ رہے تھے تو ابر نے ان پر سایہ کیا۔لڑائیوں میں وہ اپنے ساتھیوں سے شرط کر لیتے کہ میں تمہاری خدمت کروں گا۔ جب اپنے ساتھیوں کی سواریوں کے جانور چرایا کرتے تو درندے ان کی حفاظت کرتے۔

۳۱...... مطرف بن عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر میں آتے تو ان کے برتن ان کے ساتھ سبحان اللہ کہتے۔ وہ مع ایک ساتھی کے اندھیرے میں جارہے تھے تو ان کے واسطے چابک کا ایک کنارہ روشن ہوگیا۔

۳۲...... احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کی وفات پر ایک آدمی کی ٹوپی ان کی قبر میں گر گئی۔ جب وہ کلاہ لینے کو جھکا تو دیکھا کہ جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔ قبر وہاں تک کشادہ ہے۔

۳۳...... ابراہیم الہیثمی رضی اللہ عنہ مہینے دو دو مہینے کچھ نہ کھاتے۔ ایک دفعہ اپنے عیال کے لئے غلہ خریدنے نکلے تو غلہ نہ ملا۔ ایک سرخ ٹیلے سے گذرتے ہوئے اس میں سے کچھ (ریت یا کنکر) لے کر اپنے عیال کی طرف لوٹے۔ جب اس کو کھولا تو سرخ گیہوں تھی۔ جب اسے زراعت کرتے بوتے تو جڑ سے سر تک خوشہ ہی ہوتا۔ تہ بہ تہ دانوں سے بھرا ہوا۔

۳۴...... عتبۃ الغلام نے اپنے رب تعالیٰ سے تین چیزوں کا سوال کیا۔ خوش آوازی، آنسو جاری، طعام بلا تکلف۔ پس یہ حال تھا کہ جب قرآن مجید پڑھتے خود بھی روتے دوسروں کو بھی رلاتے اور آنسو ان کے عمر بھر جاری رہے۔ گھر میں جب آتے تو آن کا طعام مل جاتا اور یہ نہ جانتے کہ کہاں سے آیا ہے۔

۳۵...... عبداللہ بن واحد بن زید رضی اللہ عنہ کو فالج ہوگیا۔ آپ نے رب تعالیٰ سے دعا کی کہ بروقت وضو اعضاء کھل جایا کریں۔ پس وضو کے وقت اعضاء کھل جاتے بعد وضو پھر ویسے ہی ہو جاتے۔ وغیرہ اور بہت واقعات ہیں جن کا ذکر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد۔

(۸) پھر فرقان میں اولیاء الشیطان کے حالات کرامات گوناگوں بہت بیان فرمائے ہیں۔ جن میں سے چند بطور نمونہ ذیل میں درج ہیں۔

احوال شیطانیہ کے متعلق

عبداللہ بن صیاد کا حال جو زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ظاہر ہوا تھا اور بعض صحابہ نے گمان کیا کہ

وہی دجال ہے۔ نبی ﷺ نے بھی اس کے امر میں توقف فرمایا۔ حتیٰ کہ بعد میں آپ کو ظاہر ہوا کہ وہ دجال نہیں بلکہ کاہنوں کی جنس سے تھا۔ لکھا ہے کہ آخر وہ توبہ کر کے مسلمان ہوکر مرا۔ احادیث میں اس کا ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس سے پوچھا کہ تو میرے رسول ہونے کی شہادت دیتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ آپ امیین کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سورہ دخان دل میں رکھ کر اس سے فرمایا کہ میں نے تیرے لئے ایک بات چھپائی ہے۔ اس نے کہا ہو الدخ۔

آپ نے فرمایا دور ہو تو اپنے قدر سے ہرگز نہ بڑھ سکے گا۔ آپ کی مراد تھی کہ تو کاہنوں کے بھائیوں میں سے ہے اور کاہنوں میں ہر ایک کے لئے شیطانوں میں سے ایک قرین ہوتا ہے جو اس کو اکثر غیب کی خبریں دیتا ہے۔ جو (ملائکہ سے) سن کر اور اس میں جھوٹ سچ ملا کر آ بتلاتی ہیں۔ جیسا صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ عنان (سحاب) میں اترتے ہیں اور آپس میں جس امر کی قضا آسمان میں ہوتی ہے۔ اس کی بات چیت کرتے ہیں اور شیطان چوری سے کان لگا کر سن کر کاہنوں کو وحی کرتے ہیں اور وہ اپنے پاس سے سو جھوٹ ملا لیتے ہیں۔ صحیح مسلم میں ابن عباس ؓ سے ہے کہ نبی ﷺ چند انصار میں بیٹھے تھے۔ ناگہاں ایک تارا ٹوٹ کر روشن ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم ایام جاہلیت میں اس کو کیا کہتے تھے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کہتے تھے کوئی بڑا آدمی مرے گا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی کی موت وحیات کے لئے یہ ستارے نہیں پھینکے جاتے۔ لیکن ہمارا رب تبارک وتعالیٰ جب کسی امر کی قضا فرماتا ہے تو حاملات عرش تسبیح پڑھتے ہیں۔ پھر ان کے متصل آسمان والے (ملائکہ) پھر ان کے متصل والے یہاں تک کہ اس آسمان والوں تک تسبیح کی نوبت پہنچتی ہے۔ بعدہ ساتویں آسمان والے حاملات عرش سے دریافت کرتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ ان کو خبر دیتے ہیں۔ پھر نوبت بنوبت ہر آسمان والے خبر پوچھتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس نچلے آسمان دنیا والے ملائکہ کو خبر پہنچتی ہے تو شیطان سنی بات کو اچک لیتے ہیں تو ان کی طرف ستاروں کا شعلہ پھینکا جاتا ہے۔ پھر شیطان اس بات کو اپنے دوستوں کے کانوں میں ڈالتے ہیں۔ بس جو بات ٹھیک لے آتے ہیں وہ اسی طرح سچ ہوتی ہے۔ لیکن وہ اپنی طرف سے اس میں بڑھا لیتے ہیں۔

اسود عنسی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کے ساتھ بھی شیطان تھے جو اس کو بعض غیبی امور کی خبر دیتے تھے۔ جب مسلمانوں نے اس سے لڑائی کی تو اس امر کا اندیشہ کیا کرتے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں کہیں شیطان اس کو خبر نہ کر دیں۔ حتیٰ کہ اس کی زوجہ نے اس کے کفر ظاہر ہونے پر مسلمانوں کی اعانت کی اور وہ قتل ہوا۔ اسی طرح مسیلمۃ الکذاب کے ساتھ شیطان تھے جو اس کو

غیب کی خبریں بتلاتے اور بعض کاموں پر اس کی اعانت کرتے اور ایسے اور بہت گذرے ہیں۔ جیسا کہ حارث دمشقی جس نے شام میں عبدالملک بن مروان کے عہد میں دعویٰ نبوت کیا۔ شیطان قید بیڑی سے اس کے پاؤں باہر نکال دیتے اور سلاح ہتھیار اس کے جسم میں نہ جاتا۔ وہ جب کنکریوں کو اپنا ہاتھ لگاتا تو وہ سبحان اللہ پڑھتیں۔ لوگوں کو قاسیوں کے پہاڑ پر پیادہ اور گھوڑوں کے سوار ہوا میں دکھلا کر کہتا کہ یہ ملائکہ ہیں۔ حالانکہ وہ جن ہوتے۔ جب مسلمانوں نے اس پر قابو پایا تو ایک نیزہ باز نے اس کو نیزہ مارا۔ لیکن اس کے جسم میں کچھ اثر نہ ہوا۔ تب عبدالملک نے اس شخص سے کہا کہ تو نے بسم اللہ نہیں پڑھا۔ پھر اس شخص نے بسم اللہ پڑھ کر نیزہ مارا تو وہ مارا گیا۔

(۹) پھر شیخ الاسلام نے اور بہت سے حالات شیطانیہ بیان فرمائے ہیں۔ مثلاً کوئی شیطانی حال سے آگ میں داخل ہوتا ہے۔ سیٹیوں اور تالیوں کے سماع میں شیطان اس پر نازل ہوکر اس کی زبان پر کلام کرتا ہے اور بعض حاضرین کو اس کے دل کی بات بتلا دیتا ہے۔ (بعض سنگ ابرق چھلکہ سنگترہ و روغن مینڈک بدن پر مل کر یا کسی اور ترکیب طبعیہ سے بھی آگ میں داخل ہوتے ہیں) شیطان کسی کے پاس روپیہ پیسہ طعام میوہ جات شیرینیاں وغیرہ جو وہاں دستیاب نہ ہوں لے آتا ہے۔ بعض کو بیت المقدس وغیرہ اور بعض کو بشپ عرفہ عرفان لے جا کر اسی رات واپس لے آتا ہے۔ میقات حد مقررہ پر پہنچ کر احرام نہیں باندھتا اور نہ لبیک کہتا ہے نہ مزدلفہ کا وقوف نہ بیت اللہ کا طواف نہ صفا مروہ میں سعی نہ رمی جمار کرتا ہے۔ اپنے معمولی لباس میں عرفات میں ٹھہر کر واپس آجاتا ہے اور باتفاق مسلمین یہ شرعی حج نہیں ہے۔ بلکہ ایسا ہے جیسا کوئی شخص جمعہ میں حاضر ہوکر بغیر وضو کے قبلہ کے سوا کسی اور طرف نماز پڑھے۔ شیطان کسی مردہ کی صورت میں اس کے مرنے کے بعد آکر قرض وامانتیں متعلق میت ادا کر جاتا ہے۔ حالانکہ وہ مردہ آگ میں جلا دیا گیا ہوتا ہے۔ لیکن وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ موت کے بعد زندہ ہوگیا ہے۔ کسی کو ہوا میں ایک تخت اور اس پر نور دکھائی دیتا ہے۔ آواز سنتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔

اگر وہ شخص اہل معرفت سے ہوتا ہے تو جان لیتا ہے کہ یہ شیطان ہے۔ پس اس کو دھمکاتا ہے اور اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے تو شیطان دور ہو جاتا ہے۔ کسی کا خواب میں سر مونڈ جاتا ہے۔ کپڑا پہنا جاتا ہے اور صبح کو ویسا ہی سر منڈا ہوا اور کپڑا موجود ہوتا ہے اور یہ جن کا کام ہوتا ہے بعض اسماء اللہ یا بعض اس کی کلام کو نجاست سے لکھنا یا سورۂ فاتحہ الکتاب سورہ اخلاص یا آیت الکرسی وغیرہ سورتوں کو الٹا کر یا نجاست سے لکھنا یہ سب شیطانی حالات والوں کے کام ہیں۔ جن بھی کافر، فاسق، خطاکار، مسلمان، یہودی، نصرانی، سنی، بدعتی وغیرہ ہوتے ہیں۔ ان

سے تعلق رکھنے والا شخص جیسا ہوتا ہے ویسا ہی وہ اس سے معاملہ کرتے ہیں۔ جب کوئی کفار جنون کی موافقت کرتا ہے تو وہ اس کی مدد بھی کر جاتے ہیں۔ پانی کو زمین میں خشک کر دیتے ہیں۔ ایک جگہ سے نقل کر کے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ کبھی کسی عورت ولڑکے کو جس کو وہ چاہے ہوا میں اٹھا کر یا دھکیل کر مجبور کر کے اس کے پاس لے آتے ہیں۔ وغیرہ!

بہت امور ہیں جن پر ایمان لانا...... جادو اور طاغوت شیطان پر ایمان لانا ہے۔ بعض سورج چاند وستارہ پرستوں اور ان کو پکارنے والوں پر شیطان اتر کر ان سے خطاب کرتا اور بعض امور کی ان کو خبر دیتا ہے اور وہ لوگ اس کا نام روحانیت الکواکب رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے (مرزا قادیانی بھی روحانیت الکواکب اور ان کے اثر کے بڑے قائل ومقر ہیں جس کے لئے توضیح مرام میں بہت کچھ لکھا ہے) پھر فرقان میں فرمایا کہ میں اس کو جانتا ہوں۔ جس سے زمین کی نباتات اپنے منافع وخواص اس کو بتلاتے ہیں اور درحقیقت شیطان ان میں گھسا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو بھی جانتا ہوں جس کو پتھر و درخت کہتے ہیں۔ ''مبارک تجھ کو یا ولی اللہ'' پھر جب وہ آیت الکرسی پڑھتا ہے تو یہ کرشمے دور ہو جاتے ہیں۔ اس کو بھی جانتا ہوں جو کسی پرند کے شکار کا قصد کرتا ہے تو چڑیا وغیرہ پرندے اس کو کہتے ہیں کہ: ''مجھ کو پکڑ لے تاکہ فقراء لوگ کھائیں۔'' ان میں بھی شیطان گھسا ہوا ہوتا ہے۔ جیسا کہ انسانوں میں گھس کر ایسی باتیں کرتا ہے اس کو بھی پہچانتا ہوں جس کو کہنے والا کہتا ہے کہ: ''میں اللہ تعالیٰ کے امر سے ہوں تو مہدی ہے جس کی بشارت نبی ﷺ نے دی ہے۔''

اور اس کے لئے پرندوں میں تصرف کرنے کے خوارق ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً اس کے خیال میں گذرے کہ ہوا میں پرندے مکڑی، ٹڈی داہنے بائیں جاوے تو جدھر کا ارادہ کرتا ہے ادھر ہی چلی جاتی ہیں اور جب اس کے دل میں بعض مواشی کھڑے ہو جانے یا سو جانے یا چلے جانے کا ارادہ آتا ہے تو اس کے موافق بغیر حرکت ظاہری کے ہو جاتا ہے۔ کبھی اسے اٹھا کر مکہ معظّمہ لے جاتے ہیں۔ کبھی اس کے پاس خوبصورت اشخاص لاکر کہتے ہیں کہ یہ کروبی ملائکہ ہیں ان کو آپ کی زیارت کا شوق تھا۔ جب وہ دل میں کہتا ہے کہ یہ بے ریش لڑکوں کی صورت کیونکر بن گئے۔ پھر سر اٹھا کر دیکھتا ہے تو ان کو ریش دار پاتا ہے اور اس کو کہتے ہیں کہ تیری مہدی ہونے کی یہ علامت ہے کہ ایک مساتیرے بند پر نکلے گا۔ تو وہ نکل پڑتا ہے اور وہ اس کو دیکھتا ہے اور اس کے سواء اور بھی بہت کچھ اور یہ سب شیطانی مکر ہیں۔ کوئی گھر کے اندر بیٹھا ہوتا اور دروازہ بند ہوتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اس گھر و دروازے سے باہر دیکھتا ہے یا اس کے برعکس اور ایسا شہر کے بند دروازوں میں

اس سے واقعہ ہوتا ہے۔ دراصل یہ جن کا کام ہوتا ہے جو اسے جلدی سے دروازہ بند کے اندر لے جاتا اور کبھی باہر نکال لاتا ہے یا اس کو انوار دکھاتا۔ یا جس کو چاہے اس کو لا حاضر کرتے ہیں۔ یہ سب حرکات شیطانیہ ہیں اور آیت الکرسی بار بار پڑھے تو دور ہو جاتے ہیں۔ بعض مشائخ نے بیان کیا کہ کوئی روشن چیز پانی یا آئینہ کی طرح جن مجھ کو دکھلاتے ہیں اور جو کوئی مجھ سے کچھ پوچھتا ہے اس کی صورت اس میں کھینچ دیتے ہیں تو میں لوگوں کو بتلا دیتا ہوں اور ان میں سے جب کسی کو آشکارا ہو گیا کہ یہ شیطان سے ہیں تو جن کو اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دیتا ہے۔ وہ توبہ کرتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ باب اس قدر وسیع ہے کہ جو کچھ اس کے متعلق ہم نے دیکھا اور سنا اگر وہ دیکھیں تو اس میں گنجائش نہیں اور ایک بڑی جلد کی ضرورت پڑے۔

(۱۰) فرمایا کہ شیطانی احوال ان ہی کو حاصل ہوتے ہیں جو کتاب اور سنت سے باہر نکلتے ہیں اور ان کا یہی حال ہے کہ جب ان کے پاس شیطانوں کے دور کرنے والا ذکر جیسے آیت الکرسی پڑھا جاتا ہے تو شیطان انہیں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ ابوہریرہؓ والی حدیث سے (جس کا ذکر صفحہ ۲۲۸ پر گذرا) ثابت ہو چکا ہے کہ بار بار بصدق دل اس کا ورد احوال شیطانیہ کو باطل وزائل کر دیتا ہے۔ کیونکہ توحید شیطان کو دفع کرتی ہے اور اسی لئے جب شیطانی حال والوں سے کوئی ہوا میں اٹھایا گیا جب اس نے کہا ''لا الہ الا اللہ'' تو گر پڑا۔ کبھی کسی کو شیطان اٹھا کر ہوا میں لے جانے کو گھر سے باہر لایا تو ایک نے اولیاء اللہ میں سے حاضر ہو کر اس کے شیطان کو بھگا دیا تو وہ گرتا ہے۔ چنانچہ یہ ماجرا کئی ایک کو پیش آیا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر انسان ظاہر وباطن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا مطیع ہو تو شیطانوں کی طاقت نہیں کہ اس کے کام میں دخل دیں یا اس کے ساتھ میل جول رکھیں۔

یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ خاص ذاکرین مسلمانوں پر بہ سبب ان کی مصروفیت ذکر اللہ تعالیٰ ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' آیت الکرسی وغیرہ پڑھنے سے مرزا قادیانی کے منتر وافسون تدابیر وحیل گوناگوں کچھ اثر نہیں کر سکے۔

(۱۱) پھر لکھا ہے کہ کرامات اولیاء اللہ میں اور احوال شیطانیہ جو ان کے مشابہ ہیں ان کے درمیان کئی طرح کے فرق ہیں۔ ایک تو یہ کہ اولیاء اللہ کی کرامت کا سبب ایمان وتقویٰ ہوتا ہے اور احوال شیطانیہ کا سبب وہ امور ہوتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (جیسے تصاویر کھینچی وکھنچوائی بلند عمارات منار بنانے خلاف شریعت مسائل نکالنے بتلانے وغیرہ) یہ ہی فرمایا کہ خوارق شیطانی والوں میں لابد ہے کہ جہل سے ویا دیدہ ودانستہ

دروغگوئی بھی ہو۔ اب مرزا قادیانی ان کے مریدین تأمل سے اپنے عملدرآمد خلاف شریعت، دروغگوئیاں بے شمار جن کا ذکر آئندہ بذیل ذکر نیابت نبوۃ آتا ہے۔ پیش گوئیوں پر زور دینے، طاعون، موت، ذلت، رسوائی کی دھمکی دینے سب کو سب وشتم لعن وطعن کرنے وغیرہ پر غور کر کے نیز اس کو بھی ذہن میں رکھ کر کہ اولیاء اللہ سلف وخلف کبراء امت میں سے کبھی بھی کسی نے باوجود کثرت خوارق وکرامات رحمانیہ وغیرہ دیگر انعامات الٰہیہ کے مرزا قادیانی کی طرح شیخی تکبر کر کے اپنے آپ کو لاثانی کہہ کر (جو لازمی اوصاف وعلامات شیطانیہ ہیں) اظہار فضیلت وشہرت کے لئے ایسے تدابیر واشتہار بازی کی ہے؟ یا کسی ولی اللہ مامور من اللہ یا عام منیب مؤمن سے بھی اتباع نفس میں دربارہ نکاح ایسے خط وکتابت ہوئی ہے جیسے مرزا قادیانی کے شرمناک خط وکتابت بنام ''مسیلمہ قادیانی کا مکر شیطانی یا نکاح آسمانی کی راز نہانی'' چشمہ نور پریس امرتسر میں ۱۶/اگست ۱۹۰۰ء کو طبع ہوکر غلام احمد کی طرف سے بلا قیمت شائع ہوئی ہے۔ ان سب امور پر نظر کر کے انصاف کریں کہ آپ کن اولیاؤں میں داخل ہوسکتے ہیں اور آپ کے کرامات جن کا وجود نام ونشان سوائے آپ کی زبان وقلم کے اور کہیں بھی نہیں۔ اگر کچھ مثل حیل وغیرہ کے ہوں بھی تو وہ تلبیسات شیطانیہ سے مشابہ ہیں یا کرامات رحمانیہ سے؟

(۱۲) اصل کرامات اولیاء اللہ کی نسبت فرمایا: ''چونکہ اکثر خوارق ایسے ہوتے ہیں جن سے انسان کا درجہ ناقص ہوجاتا ہے۔ اسی لئے اکثر صالحین ایسی باتوں سے توبہ کرتے رہے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے بخشش مانگتے رہے ہیں۔ جس طرح کہ زنا وچوری سے توبہ کی جاتی ہے۔ بعض صالحین پر یہ خوارق پیش کی جاتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے دور ہونے کا سوال کرتے ہیں اور سب صالحین اپنے مرید سالک کو فرماتے رہتے ہیں کہ ان خوارق پر ٹھہر نہ جاوے اور ان کو اپنا اصلی مقصود نہ ٹھہرائے اور ان پر خوش نہ ہو۔''

باوجودیکہ وہ ان کرامات کو کرامات ہی خیال کرتے ہیں۔ پس (جب واقعی کرامات پر مغرور وخوش ہونا درست نہیں تو) جب شیطانوں کی طرف سے دھوکا دینے والے حالات ہوں تو ان پر غرہ ہونا کیونکر درست ہے؟

فرمایا کہ غایت درجہ کی کرامت یہ ہے کہ شریعت پر مستقیم رہے اس سے بڑھ کر کوئی کرامت نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ان امور کی توفیق دے جن کو وہ چاہتا اور جن سے وہ راضی ہے اور ایسے اعمال زیادہ کرے جو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف قریب کریں اور اس کے درجات بلند ہوں۔ اب مرزا قادیانی اہل اللہ کے ان عالی خیالات پر غور کریں اور پھر اپنے سطحی خیال خودفروشی،

خودنمائی وہردم اظہار فضیلت کے عشق ووحشت کو دیکھ کر باہم موازنہ کریں۔

(۱۳) معجزات انبیاء علیہم السلام وکرامات اولیاء الرحمٰن مذکورہ ص۴۰۲ لغایۃ ۴۱۰ سے بخوبی ظاہر ہے کہ ان انعامات الٰہیہ کا ظہور یا تو بہتری وخیر خواہی وحاجت روائی مخلوق اللہ کے لئے ہوا۔ ویا محض اظہار انعام واحسان الٰہی کے طور پر ہوا اور بسا اوقات بلاکسی کی آرزو ودعا وبغیر کسی کے مقابلہ وتحدی کے۔ لیکن مرزاقادیانی کے یہاں چونکہ ڈھول خالی کی طرح محض زبانی آواز ہی ہے اور دراصل مطلق کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا موقعہ پر عبدالکریم کی آنکھ وٹانگ کی صحت کی درخواست پر اشتہار نورالابصار میں تحدی بالمقابل کی شرط گھڑ کر اپنی طرف سے لگادی اور خشیۃ اللہ وانصاف مدنظر رکھ کر یہ نہیں خیال کیا کہ قتادہؓ کی آنکھیں مسلمہ کا پاؤں اور اسی طرح عبداللہ بن عتیکؓ کی پنڈلی اور سلمہ بن الاکوع کی ساق جو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ لگانے سے فوراً شفا ہو کر یہ سب صحیح وسالم ہوگئے تھے۔ بھلا وہاں تدی مقابلہ وانکار وغیرہ کہاں تھا؟

افسوس مخلوق الٰہی کو دھوکا دینے کے لئے خوف اللہ عزوجل چھوڑ کر کیسے کیسے اصول تراشے جاتے ہیں؟ پھر بطور تنزل اگر شرط تحدی مان بھی لیں تاکہ مرزاقادیانی کی ضد ٹوٹے تو لیجئے تحدی بھی مولوی حافظ حاجی عبدالحق صاحب غزنوی کے اشتہار جولائی ۱۹۰۰ء میں موجود ہے۔ جس میں انہوں نے اعلان دیا ہے کہ مرزا معہ فرضی تعداد تیس ہزار حواریاں کے عبدالکریم کی ایک آنکھ وٹانگ کی صحت کے لئے دعا کریں اور ہم مخالفت پر دعا کریں گے کہ: ''اے اللہ سچ کو غالب کرنے والے اور باطل کو مٹانے اور جھوٹوں کو ذلیل کرنے والے اس کو تاحین حیات اسی طرح کانا ولنگڑا ہی رکھ اور لکھا ہے کہ ہم آپ کی شرط کے موافق چالیس روز پیشتر ہی نام لے کر پیش گوئی کرتے ہیں کہ عبدالریم سیالکوٹی تاحین حیات ایسا ہی رہے گا۔''

اب دیکھئے کیا یہ تحدی نہیں؟ پھر ملا محمد بخش صاحب نے بھی اپنے اشتہار میں ضمیمہ جعفر زٹلی ۸/اگست ۱۹۰۰ء میں تحدی کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ لیجئے! تحدیاں بھی ہوگئیں۔ اب بھی اپنے دعاوی وشیخی کے موافق کچھ کر کے دکھاویں۔

(۱۴) فرقان میں فرمایا ہے کہ خوارق عادات امور میں لوگ تین قسم ہیں:

اوّل...... وہ ہیں کہ سوائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اور کسی کے لئے ان کے وجود کے بالکل انکاری ہیں۔ کبھی مجملاً مان بھی لیں تو جب بہت لوگوں سے ان خوارق کا صادر ہونا ان سے ذکر کیا جاوے تو انکار کر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ لوگ ان کے نزدیک اولیاء اللہ میں سے نہیں ہیں۔

دوم...... ایسے لوگ ہیں کہ جس کسی سے کوئی امر خوارق عادت ہو اس کو ولی اللہ مان یتے ہیں اور اسی لئے کہتے ہیں کہ مشرکین واہل کتاب کے ساتھ بھی اولیاء اللہ ہوتے ہیں جو مسلمانوں سے لڑنے اور مقابلہ کے وقت ان مشرکین وغیرہ کی مدد کرتے ہیں اور یہ دونوں اوّل انکاری و دوسرے ذراسا اچنبا دیکھ کر سب کو ولی اللہ مان لینے والے خطا پر ہیں۔

سوم...... قول صحیح وصواب یہ ہے کہ مشرکین واہل کتاب کے ساتھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو مسلمانوں پر ان کی نصرت وامداد کرتے ہیں۔لیکن وہ انہی کے ہم جنس ہوتے ہیں۔ ہرگز اولیاء اللہ نہیں ہوتے۔ شیطان ان کے قرین ہوتے ہیں اور ان کے مناسب حال ان سے خوارق صادر ہوتے ہیں۔

(۱۵) آج کل بھی اسی قسم کے لوگ ہیں بعض انگریزی خواں فلسفہ مزاج لوگ برکات ونورانیت اسلام سے ناواقف باتباع حکما فلاسفہ معجزات وکرامات اسلامیہ سے انکاری ومنکر ہیں بلکہ تمام اخبار ماضیہ وامور گذشتہ کو اس لئے کہ وہ ان کے مشاہدہ میں نہیں آئے۔ان کی رسائی عقل سے بالا ہیں۔ان کو بے اعتباری حقارت وہنسی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور نہیں مانتے۔اگرچہ اس میں کسی مؤمن کا کچھ حرج تو نہیں۔لیکن ان منکرین کو خیال کرنا چاہئے کہ کیا جو شئے مشاہدہ میں نہ آوے۔ اپنے سامنے نہ ہووے یا جس کا حواس خمسہ ظاہری سے ثبوت نہ ملے تو کیا وہ سب ناقابل اعتبار ہے؟ ظاہر ہے کہ اگر اس قاعدے کی پابندی فرض ضروری ہے تو اس سے نہ صرف کل اہم واقعات تاریخی اور جو ان سے فوائد ونتائج انسانی بہبودی وکمالیت کے حاصل ہوتے ہیں وہ کل کے کل ستیاناس ونیست ونابود ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ انسان اپنی پیدائش ماں باپ وغیرہ قریبی رشتہ داروں ومتعلقین پر اسی لغو بنیاد پر شک واعتراض کرے اور نہ مانے اور اس طرح نہ کوئی کسی کی جائیداد کا وارث بنے اور نہ قرار دیا جاوے اور اس لغو قاعدے وقانون سے جو فتور وفساد نظام دنیا میں واقعہ ہوگا وہ عیاں ہے۔امید کہ کوئی شخص دنیا میں بموجودگی ہوش وحواس وعقل اس کو کبھی پسند وجائز نہ رکھے گا اور چاروناچار کوئی قاعدہ وقانون ایسی بے اعتباری کرنے والوں کو وضع وقائم کرنا پڑے گا۔جس سے اخبار ماضیہ وامور واقعات گذشتہ کو قبول کیا جاوے ومانا جاوے تاکہ انتظام وکاروبار دنیا قائم رہے وچلے۔پس جو قاعدہ اس میں کوئی مقرر کرلے یا آج تک جو قواعد ضروریات کے سبب عقلائے زمانہ نے اس کے لئے مقرر کر رکھے ہیں ان سب قواعد وقوانین سے بڑھ چڑھ کر بدر جہا بہتر واحسن ان معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وکرامات اولیاء کرام کے ثبوت وتصدیق کے لئے اسلام میں ایسا قاعدہ موجود ہے کہ اس سے زیادہ عمدہ بہتر ہونا ہرگز ممکن نہیں ہے۔

فصل نمبر:۱۱۴۳...... ’’پس بخدا میں کشتی کے میدان میں کھڑا ہوں جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا۔ عنقریب وہ مرنے کے بعد شرمندہ ہوگا اور اب حجۃ اللہ کے نیچے ہے۔‘‘

(ضرورۃ الامام ص ۳۱، خزائن ج ۱۳ ص ۵۰۲)

جواب...... کشتی کے میدان میں کھڑے ہونے میں بظاہر رونق وگرم بازاری اور چپ چاپ میں بے رونقی وسرد بازاری تولازمی ہے اوراسی لئے جب ایک دوماہ چپ چاپ گذرنے پر کچھ چرچا سرد ہوجاتا ہے تو مرزاقادیانی کوئی نہ کوئی تدبیر سوچ کر ایک ایسا اشتہار شائع کر دیتے ہیں۔ جس پر پھر چرچا گفتگو شروع ہوکر گرم بازاری ہوجاتی ہے۔ چانکہ یہ حالات عاشقان دنیا ودنیا پرستوں کے ہوتے ہیں۔ اہل اللہ کی یہ شان نہیں۔ لہٰذا عشاق شہرت ونا موری کے شیدا دلوں پر مقناطیسی اثر کا حکم رکھتے ہیں۔

۲...... مرزاقادیانی میدان میں آنے اور بلالحاظ موافق ومخالف، دوست ودشمن سب کے ساتھ مقابلہ کو زبانی دکھلانے کو تو ہر طرح سے آمادگی وتیار ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن یہ تو ظاہر ہو کہ کسی مدعیان میں کبھی بھی ان سے کچھ بن پڑا ویا بمقابلہ مخالفین کبھی عہدہ برا ہو سکتے ہیں؟ اور جب کوئی مقابلہ پر آ کھڑا ہوا تو حیلہ حوالہ۔ شرائط پیچیدہ وعذرات لاطائل سے اپنی جان چھڑا کر اپنے گھر میں بیٹھ کر مضامین تراش کر اپنی فتح کے خلاف واقعہ اشتہارات شائع کرنے پر زور آزمائی کرنے کے سوا مرزاقادیانی نے کبھی اور کچھ کیا ہے؟ ہرگز نہیں جیسا کہ مرزاقادیانی کے عملدرآمد وکارروائی مباحثہ لدھیانہ، دہلی، سیالکوٹ وغیرہ سے عیاں ہے۔

۳...... ان دنوں میں بھی نہ معلوم کسی کی صلاح ومشورہ پر دیا۔ خود ہی یہ خیال کر کے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب چشتی سجادہ نشین گولڑوہ گو عالم وفاضل ہیں۔ لیکن معمور الاوقات ومصروفیت ذکر اللہ کے سبب مقابلہ منظور نہ کریں گے۔ مرزاقادیانی نے ان کے واسطے خصوصاً مع ۸۵ کس دیگر علماء وفضلاء ومولویان وغیرہ کے مقابلہ کے واسطے ۲۰؍جولائی ۱۹۰۰ء کو ۱۴صفحہ کا اشتہار دے دیا اس میں اوّل ہی صفحہ پر ان کو علم قرآن وحدیث سے بے بہرہ بالکل پست ومحدود خیالات والے کہہ کر لکھا کہ وہ اپنے تمام ذخیرہ لغویات میں ایک بھی ایسی بات پیش نہیں کر سکے جس کے اندر کچھ روشنی ہو۔ پھر کہا کہ کسی حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جانا یا کسی آخری زمانہ میں مع جسم عنصری نازل ہونا ثابت نہیں۔ اگر لکھا ہے تو کیوں ایسی حدیث پیش نہیں کرتے۔

پھر شرائط مقرر کیں کہ بحث لاہور میں ہو۔ مولوی عبداللہ پروفیسر، مولوی عبدالجبار غزنوی، مولوی محمد حسین شہادت کے لئے مجھے منظور ہے کہ منتخب ہوں۔ دوسرے مولوی مقابلہ

والے چالیس سے کم نہ ہوں۔ اگر میں حاضر نہ ہوا تب بھی کاذب سمجھا جاؤں گا۔ وغیرہ!

پیر صاحب موصوف بحث مباحثہ ومقابلہ کے شائق ومذاق والے تو نہ تھے۔ مگر قدرت الٰہی وتحریک ربانی سے ایسے آمادہ ہوئے کہ حسب اشتہار مرزا قادیانی اوّل اشتہار منظوری مقابلہ وشرائط مرزا قادیانی شائع کرکرا کر بروز جمعہ ۲۴/اگست ۱۹۰۰ء کو مع کثیر جماعت علماء وفضلاء ومولویان کے جن کے نام اکثر مرزا قادیانی کے اشتہار میں درج تھے۔ معہ ابنوہ کثیر مخلوق اللہ کے لاہور آپہنچے۔ مولوی عبدالجبار، مولوی عبداللہ ٹونکی، پروفیسر بھی آموجود ہوئے۔ بعد انتظار مرزا قادیانی کے ایک بڑا بھاری جلسہ علماء وفضلاء ووکلاء ورؤساء ودیگر باشندگان شہر کا اور جو بیرونجات سے آئے ہوئے تھے۔ شاہی جامع مسجد لاہور میں ہوا۔ افسوس کہ اس موقعہ پر مرزا قادیانی لاہور نہ آئے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب لاہور میں مقیم رہے اور مرزا قادیانی کے مریدین اس اثناء میں پیر صاحب کے انکار وفرار کے اشتہارات گلی کوچوں وبازاروں میں چسپاں کرتے رہے اور آخر جب پیر صاحب ۲۹/تاریخ کو بعد انتظار لاہور سے واپس چلے گئے تو مرزا قادیانی کا ایک اشتہار زرد رنگ (علامت زرد روئی وہزیمت) بلا تاریخ نکلا کہ پیر صاحب نے ہمارا طریق فیصلہ منظور نہیں کیا اور چال بازی کی۔

۴...... چونکہ مرزا قادیانی فن حیل میں بڑے استاد، مشاق، تجربہ کار ہیں۔ لہٰذا ایک اور اشتہار بہ سرخی ''آخری حیلہ'' شائع کیا۔ اس کی تاریخ طبع قادیان ۲۸/اگست ۱۹۰۰ء ہے۔ لیکن وہ لاہور میں پیر صاحب کی تشریف بری کے کئی روز بعد تقسیم ہوا۔ اس میں مرزا قادیانی نے اس امر کی بہت شکایت کی ہے کہ پیر صاحب نے جوابی اشتہار میں پہلے نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے رو سے مباحثہ ہونا کیوں لکھا ہے۔؟

تعجب ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ اعتراض وشکایت کرتے وقت یہ نہیں سوچا کہ ہم نے خود ہی تو اوّل ان کو علم قرآن وحدیث سے بے بہرہ محدود وخیالات ولغویات وغیرہ کے ذخیرہ والا کہہ کر حدیث رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا ان سے مطالبہ کیا ہے کہ پیش کریں۔ پس اگر پیر صاحب نے مرزا قادیانی کی غلط بیانی ثابت کرنے کو اپنا علم قرآن وحدیث وبلندی خیالات، ذخیرہ معارف کا ثبوت دینے وآیات قرآن مجید وحدیث دربارہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پیش کرنے کے لئے اوّل نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کی رو سے مباحثہ ہونا لکھ دیا تو کیا بے جا کیا؟ بلکہ انہوں نے عین مرزا قادیانی کے الفاظ ومطالبہ کی موافقت کی۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی یہ شکایت صحیح نہیں۔ علاوہ ازیں پیر صاحب کی طرف سے اشتہار ۲۱/اگست ۱۹۰۰ء میں کل شرائط مقررہ

مرزا قادیانی منظور ہوکر ۲۵/اگست کو جانبین کا لاہور میں پہنچ جانا قرار پاچکا تھا۔ جس کے بعد مرزا قادیانی کا کوئی عذر وحیلہ باقی نہ تھا۔ اگر مرزا قادیانی یہ عذر کریں کہ پیر صاحب نے اپنی شرط چھوڑ کر ہماری ہی کل شرائط منظور کرنے کا اشتہار اپنے نام سے نہیں دیا۔ تو اس کا جواب ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی پیر صاحب کے اشتہار منظوری مباحثہ کے جواب میں اپنے نام سے کب مشتہر کیا تھا کہ ہم اپنے ہی مخصوصہ شرائط پر مقابلہ کریں گے اور پہلے جو ہم نے پیر صاحب کے علم واحادیث رفع ونزول کا مطالبہ کیا تھا۔ اس کو اب ہم واپس لیتے ہیں۔ پھر اگر مرزا قادیانی کہیں کہ ہمارے مرید کا اشتہار ہمارا ہی اشتہار ہے۔ اس میں شرط تقریر زبانی سے انکار درج ہے تو مرزا قادیانی انصاف کریں کہ پھر پیر صاحب کے مرید حکیم سلطان محمود صاحب کا اشتہار جس میں لکھا ہے کہ: ''اگر مرزا قادیانی کی خرق عادت وتائید آسمانی کا انحصار صرف بحث تحریری میں ہی ہے اور مرزا قادیانی کی الٰہی وآسمانی طاقت مباحثہ تقریری کے وقت ان کو جواب دے جاتی ہے۔ (اگرچہ تمام انبیاء مرسلین ومامورین علیہ السلام کی تقریر زبانی ہی سنت ہی ہے) اور مرزا قادیانی کی علمی وعملی کمزوریاں ان کو اپنی گھڑی ہوئی شرطوں کے احاطہ سے باہر نہیں نکلنے دیتیں اور اسی پر ضد ہے تو تمہاری سب شرطیں بعینہ منظور ہیں۔''

وہ اشتہار کیوں پیر صاحب کا اشتہار نہ مانا جاوے؟ مرزا قادیانی کے مرید کا اشتہار معتبر وحجت ہو اور پیر صاحب کے مرید کا اشتہار قابل التفات نہ ہو۔ یہ کیسا انصاف ہے۔ (نور الابصار کے ص۴ پر مرزا قادیانی کے سربرآوردہ مرید نے اپنے اظہار فضیلت میں پیر صاحب کو جن کے مقابلہ پر آنے سے ان کے امام صاحب تو حیلے حوالے ہی کرتے رہے۔ لیکن یہ صاحب لکھتے ہیں کہ: ''میں مناظرہ تحریری کے لئے مستعد وآمادہ ہوں۔ اگرچہ آپ کو (پیر صاحب کو) اپنا مخاطب صحیح نہیں سمجھتا۔'' مگر کیا کیجئے ؎

باہمہ مرد مان بباید ساخت
چہ تو ان کرد مرد مان ایند

سبحان اللہ واللہ اکبر یہ تعلّی وتفاخر وانا خیر منہ کہنے والی نسبت ووحدت کسی اہل اللہ مخلص مصروف الذکر طالب رضا الٰہی میں نہ دیکھی، سنی اور مرزا قادیانی کے تمام خاص وعام مریدین میں اس کے سوا کچھ اور ہے ہی نہیں)

۵...... مرزا قادیانی نے اشتہار میں لکھا ہے کہ میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور ایسا ہی لاہور میں اکثر سفلہ وکمینہ طبع

لوگ گلی کوچوں میں گالیاں دیتے پھرتے ہیں۔ مخالف مولوی وعظ کررہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ بعض کارڈ گندی گالیوں کے مجھے پہنچے ہیں جو چوہڑوں چماروں کی گندی گالیوں سے زیادہ ہیں۔ وغیرہ۔

اس میں اکثر حصہ تو خلاف واقع وپراز مبالغہ ہے۔ جس کا کچھ وجود نہیں اور پھر تعجب ہے کہ مرزاقادیانی باوجود اللہ تعالیٰ کو اپنا حافظ، ناصر حمایتی ومددگار جاننے اور نصرت الٰہیہ کی از بس زبانی دعویدار ہونے اور قرآن مجید کی آیات ''واللہ یعصمک من الناس '' (اور اللہ تعالیٰ جھ کو لوگوں کے شر سے مفوظ رکھے گا) ''ومکروا ومکراللہ واللہ خیر الماکرین '' (اورانہوں نے داؤ (تدبیر) کیا اور اللہ تعالیٰ نے داؤ کیا اور اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر (داؤ) کرنے والا ہے) وغیرہ کے عامل ومعارف دانی کے مدعی ہونے کے پھر موقعہ وقت پر کیسے کرجاتے اور اپنا پردہ فاش کرتے ہیں۔ اگر مرزاقادیانی صادق ہوتے تو ان ارشادات قرآن مجید سے اعراض کر کے ایسے خائف ولرزاں کیوں ہوتے؟ اور اگر شیخ سعدی کے اقوال ؎

دو چیز تیرۂ عقل ست دم فروبستن
بوقت گفتن وگفتن بوقت خاموشی

نیز مشتے کہ بعداز جنگ یاد آید برکلۂ خود باید زد

پر ہی فکر کرتے تو ایسے لاطائل بے بنیاد نامقبول بے ہنگام عذرات نہ گھڑتے۔ لیکن اگر ایسا نہ کرتے تو لوگوں پر ان کے کذب کی زیادہ حقیقت کیونکر کھلتی اور عاجز کے الہام (جو ۲۰/اگست ۱۹۰۰ء جمعہ کو جو قبل از استماع خبر آمد پیر صاحب ہوئے) ''رفعت شان رفت برواج فلک'' جو حق پیر صاحب ہوا اور بعدہ الہام ''کالعھن المنفوش '' (مثل ان دھنی ہوئی کی) جو حق مرزاقادیانی ہوا ان ہردو کی حقیقت وصداقت کیونکر ظاہر ہوتی؟

۶...... اس اشتہار میں مرزاقادیانی نے کہا ہے کہ میں دوامر کا خواہشمند ہوں جن پر میرا لاہور پہنچا موقوف ہے۔

ایک...... پیر صاحب بغیر شرط زیادہ لکھنے کے اپنے نام سے اشتہار مصدقہ پانچ معزز ومشہور ارکان لاہور شائع کریں۔

دوم...... میرے لاہور پہنچنے کے لئے تین رئیس ایک تحریر بالاتفاق اس ذمہ داری کی شائع کریں کہ پیر مہر علی شاہ کے مریدوں ہم عقیدوں (جو قریباً تمام مسلمان مرزاقادیانی کے مخالفین ہیں) وہم جنس مولویوں کی طرف سے کوئی گالی یا کوئی وحشیانہ حرکت ظہور میں نہ آئے گی۔

سبحان اللہ! یہ خوب انصاف ہے کہ خود بدولت مرزا قادیانی تو کسی کی ایک شرط بھی ہرگز قبول نہ کریں اور آپ شرائط پر شرائط بڑھاتے جائیں اور وہ بھی ایسے ناممکن العمل کہ کبھی ہو نہ سکیں۔ بھلا تین رئیس تمام دنیا کے مسلمانان وغیرہ مخالفین مرزا قادیانی کے الفاظ وحرکت کے کیونکر ذمہ دار ہوسکتے ہیں؟ اور ان کو غرض ہی کیا ہے کہ اس دردسری میں مبتلا ہوں؟ باوجودیکہ وہ مرزا قادیانی کی چال تدابیر وحیلہ حوالہ سے بھی بخوبی ماہر وواقف ہوں۔ جب مرزا قادیانی لاہور میں آنے سے ایسے ہراساں وترساں تھے تو اوّل تو خود ہی اشتہار دے کر انہوں نے اپنی جان کو اس خلجان میں کیوں ڈالا؟

افسوس مرزا قادیانی پر عادت حیلہ سازی نے ایسا غلبہ کیا ہے کہ پیچدار حیلہ بہانوں کے سوا بات ہی نہیں کرتے اور سیدھا راستہ سے یوں نہیں فرماتے کہ ''**وقذف فی قلوبھم الرعب**'' (اور ڈال دیا ان کے دلوں میں پہلے سے (خوف) کو) والا معاملہ ہمارے ساتھ ہوا۔ اس لئے ہم لاہور نہیں آسکے۔

۷...... کسی دوسرے کی گالیوں کی شکایت مرزا قادیانی کس طرح زبان پر لاسکتے ہیں؟ ذرا اپنی بدزبانی سب وشتم لعن وطعن کو مغلظات مرزا نامی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

اور پھر مرید خاص واحد العین صاحب کی زبان درازی کو جس سے کوئی بھی نہیں بچ سکتا۔ پھر اسی مرید صاحب جس کو فاضل جلیل القدر مولوی سید محدث اور فقیہ زرد اشتہار میں کہہ کر لکھا ہے کہ ان کے ساتھ بحث کرنا پیر صاحب کے لئے فخر تھا۔ ذرا ان کی تحریروں کو بھی غور سے دیکھیں کہ ماشاء اللہ خوبی قسمت سے باوجود ضعیف العمری سید کہلانے وغیرہ اوصاف عطیہ مرزا قادیانی وفیض صحبت زبانی امام الزمان کے اب تک تمسخر ہنسی ودوسرے مؤمنین کو برا بھلا کہنے ولکھنے سے سیر ہوکر انابت الی اللہ وخشیت الٰہی کی فکر اپنے پاس بھٹکنے ہی نہیں دیتی۔ جب کل جماعت کی زبان درازی وتبرابازی کی یہ نوبت ہو تو پھر مرزا قادیانی کو دوسروں کی شکایت کرنا کب زیبا ہے؟ اور پھر طرفہ یہ کہ اب شکایت کرتے وقت بھی اپنی اس بدگوئی کی عادت سے نہیں چوکے۔

۸...... پھر کہا ہے کہ اس فتنہ واشتعال کے وقت بجز شہر کے رئیسوں کی پوری طور کی ذمہ داری کے لاہور میں قدم رکھنا گویا آگ میں قدم رکھنا ہے۔ کیا شرع وعقل فتوے دے سکتی ہے کہ پرجوش ومشتعل لوگوں کے مجمع میں بغیر کسی پوری قانونی بندوبست کے جانا مضائقہ نہیں؟ مرزا قادیانی یہ تو فرماویں کہ اس مجمع کا باعث ومحرک سوائے خود بدولت کے اور کون ہے؟ خود ہی تو تمام دنیا کو مقابلہ

کے واسطے بلاتے دعوت کرتے واشتہار دیتے ہیں اور جب بتعمیل حکم خود بدولت وہ لوگ آن کر جمع ہوں تو پھر گھبرا کر کہتے ہیں کہ ایسے مجمع میں جانا گویا آگ میں قدم رکھنا ہے۔ ذرا اس کو بھی غور کرو کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادے ومرسل تو سچ مچ دیکھتی آگ میں بھی ڈال دیئے گئے اور وہ نار، ان کے لئے بحکم حافظ حقیقی برداً وسلاماً ہوگئی۔ جیسا کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معاملہ ہوا۔ پھر مرزا قادیانی کیسے مرسل من اللہ ہونے کے دعویدار ہیں کہ اپنی ہی سلگائی ہوئی وہمی آگ سے ایسے خائف وبدحواس ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خیر الحافظین وخیر الناصرین کی حفاظت ونصرت وتوکل کو بالائے طاق رکھ کر اس سے ایسی بے تعلقی ظاہر کرتے ہیں کہ گویا آپ کو اس ذات پاک ''**لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم**'' (نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اور آسمان وزمین کی حفاظت اس پر گراں نہیں اور وہ عالی شان عظمت والا ہے) موصوف وارحم الراحمین کی حفاظت پر اعتماد نہیں دیا۔ اس حی وقیوم کی خبر ہی نہیں۔

۹...... اخیر پر مرزا قادیانی نے سہل طریق فیصلہ یہ لکھا ہے کہ بعد ذمہ داری رئیسان لاہور کے مجمع عام میں جس میں ہر سہ رئیس موصوفین بھی ہوں۔ تین گھنٹہ اپنے دعویٰ کے دلائل میں سناؤں پھر پیر مہر علی شاہ صاحب قرآن وحدیث سے نزول مسیح کا ثبوت دیں۔ اس کا جواب ظاہر ہے کہ پیر صاحب تو فقط اسی غرض سے ہی حسب اشتہار مرزا قادیانی لاہور آئے تھے اگر مرزا قادیانی بھی ذرہ حوصلہ کر کے اللہ تعالیٰ کے حافظ حقیقی وناصر تحقیقی ہونے کا یقین رکھ کر آجاتے تو اس کا فیصلہ ہو جاتا۔ مگر پیر صاحب کے سفر دور ودراز کر کے مع علماء آنے پر آپ کے ہراساں ہو کر پہلو تہی کرنے اور ادھر رخ بھی نہ کرنے سے یہ تصفیہ رہ گیا اور مرزا قادیانی کے دعاوی کی نسبت ایک بین وآسمانی نشان ظاہر ہو گیا۔ یعنی وہی جو مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ اگر میں حاضر نہ ہوا تب بھی کاذب سمجھا جاؤں گا۔

۱۰...... مرزا قادیانی کے اس سہل طریق سے بھی سہل طریق شیخ عبدالرحمٰن بازار کشمیری لاہور کے اشتہار میں لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ: ''مرزا قادیانی لاہور میں مسجد شاہی میں محراب ومنبر کے سامنے کھڑے ہو کر علماء اسلام کے روبرو ویسی ہی قسم کھاویں جو مرزا قادیانی نے علماء محکمین کے واسطے تجویز کی ہے۔ پھر آخر میں کہیں الٰہی اگر میں جھوٹا ہوں اور اس منصوبے سے بالکل بری وبے لوث نہیں ہوں تو سال بھر کے عرصہ کے اندر مجھ پر کوئی عذاب نازل کر کہ اہل اسلام کے لئے حجت قائم ہو جاوے اور کوئی میرے دام فریب میں نہ پھنسے۔''

پھر اس قسم کے بعد اگر ان پر ایک سال خیریت سے گذر گیا اور مرزا قادیانی اور ان کی جماعت پر کوئی بلا نازل نہ ہوئی تو ہم (مشتہر اشتہار) ہزار روپیہ نقد دیں گے اور یہ ایسا فیصلہ ہے کہ مرزا قادیانی ہی کا تجویز کردہ ہے کوئی اس پر بحث بھی نہیں کر سکتا۔ مرزا قادیانی اسی طرح اپنے مخالفین کو قسم کھانے کے لئے بلایا کرتے اور سال کی میعاد لگایا کرتے ہیں۔ اس تدبیر پر اگر مرزا قادیانی عمل کریں تو وہ جو آسمانی گواہی ونشان کے تین سال میں ظہور کا مرزا قادیانی نے اشتہار ۵ر نومبر ۱۸۹۹ء دیا ہوا ہے۔ جس کی میعاد دسمبر ۱۹۰۲ء تک ہے۔ اس کا بھی اس طرح ایک ہی سال میں فیصلہ ہوسکتا ہے۔

۱۱…… حفاظت کے لئے مخلوق کی ذمہ داری لینے اور اس پر بھروسہ کرنے کے جابجا اگر مرزا قادیانی خیرالحافظین وخیرالناصرین کی حفاظت وحمایت پر اعتماد کریں تو اسلامی طریق وعملدرآمد کے موافق ومطابق ہے۔ بیچاری مخلوق جب خود فانی ہے اور اپنے نفع ونقصان کی مالک نہیں تو پھر وہ کسی دوسرے کے نفع ونقصان کی کیونکر ضامن وذمہ دار ہوسکتی ہے؟ یہ مرزا قادیانی کی کشتی میں کھڑا ہونے کے حالات ہیں۔ جن سے ان کے دعویٰ کا صدق یا کذب نصف النہار کی طرح روشن ہے۔

۱۲…… کیا خوب وعمدہ ہوا گر مرزا قادیانی کا میدان کشتی میں کھڑا ہونا مخلصانہ طلب رضائے الٰہی کی خاطر۔ ارشاد: ''**واخفض جناحک للمؤمنین**'' (مسلمانوں کے لئے اپنا بازو پست کر یعنی تواضع سے پیش آ) ''**ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن**'' (اپنے رب کے راستہ کی طرف عقل اور عمدہ نصیحت سے بلا اور ایسے طور سے بحث کو جو نہایت پسندیدہ ہو) وغیرہ احکام کے مطابق ہو اور باعث بہبودی ومنفعت خلق اللہ ہو کر وہ کشتی قابل تحسین ہو۔ لیکن یہ تب ہوسکتا ہے جب مرزا قادیانی موجودہ پہلو تفاخر تعلّی کبر وپندار والا بدل کر توبہ واستغفار کے بعد اطاعت اللہ تعالیٰ اور اطاعت رسول اللہ ﷺ والا طریق اختیار فرماویں۔

۱۳…… یہ امر تو مرزا قادیانی کو معلوم ہونا چاہئے کہ کشتی میں بہادری اسی کا نام نہیں کہ ہر ایک کو ہر امر میں جس طرح ہوسکے اپنے مقابلہ میں اپنے گھر بیٹھ کر ہیچ پوچ حقیر ولاشئے سمجھ ٹھہرا کر خواہ مخواہ ہر ایک پہلو سے بزبان خود اپنی ہی فضیلت شیخی اور فوقیت بیان کئے جائیں۔ جیسے مرزا قادیانی کی عادت ہے اور جس کا مظہر رسالہ ضرورۃ الامام ہے۔ تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کو

بایں دعاوی معرفت انا خیر منہ والی مہلک مرض ونسبت سے بچنے وآبادی ومقبول نسبت ’’ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین ‘‘(اے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو معاف نہیں فرمائے گا اور رحم نہ کرے گا تو ہم برباد ہوجاویں گے) والی نسبت حاصل کرنے کا کبھی فکروخیال نہیں آتا۔ ہمیشہ اپنی مشخیت ولاثانیت وبے نظیری ظاہروثابت کرنے کی تدابیر ودھن میں مستغرق رہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہدایت کرے اور توفیق توبہ عطاء فرماوے۔ آمین!

۱۴...... عاجز کو تو سردست مقابلہ وکشتی کے میدانوں سے پرہیز کرنے کے لئے نصحاً وتعلیماً الہام ہوتا ہے۔

بادوستان تلطف بادشمنان مدارا

آئندہ جیسا ہوگا اس کی تعمیل کو توفیقہ واحسانہ حاضر ہے وماتوفیقی الاباللہ العلی العظیم!

۱۵...... مرنے کے بعد شرمندہ ہونے کی بھی عمدہ وعجیب دھمکی ہے۔ اوّل مرزاقادیانی کا اپنے دعاوی میں صادق ہونا تو ثابت ہو۔ پھر یہ امر بھی قابل غور ولحاظ ہوسکتا ہے اور مرزاقادیانی غور کریں کہ جن لوگوں نے یہاں ان کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ قبول وسکوت تو بجائے خود از دست خوب عمدہ طرح سے مقابلہ کیا۔ مقدمات کئے اور مخالفت میں تحریراً وتقریراً کسی طرح کوتاہی نہیں کی۔ جیسے مولوی محمد حسین صاب جن کو مرزاقادیانی منذر الہاموں سے ڈراتے ودھمکاتے بھی رہے۔ قاضی سلیمان صاحب، مولوی اسماعیل صاحب، مولانا عبداللہ صاحب امروہی، منشی سعد اللہ صاحب، مولوی محمد بشیر، شیخ حسین صاحب مصنف فتح الربانی، مولوی صوفی عبدالحق صاحب غزنوی، قاضی فضل احمد صاحب، مولوی عبداللہ صاحب، پیر مہر علی شاہ صاحب مصنف شمس الہدایہ، سید حسین شاہ صاحب ہزاروی، مصنف منور الایمان، سلطان محمود خان صاحب، مشتہر اشتہار واجب الاظہار مولوی محمد شفیق صاحب، مولوی محمد غازی صاحب، مولوی غلام احمد صاحب، مصنف مسیلمہ قادیانی کا مکر شیطانی، مولوی محمد صاحب کیچ مکرانی، ملامحمد بخش صاحب وغیرہ تو کیا یہ لوگ بیان شرمندہ ہوئے ہیں۔ اسی طرح دوسرے قبول نہ کرنے والے مرنے کے بعد شرمندہ ہوں گے یا اس سے بھی زیادہ؟ پھر جن لوگوں کو مرزاقادیانی نے ایسا ہی دھمکایا اور ایسی خبریں سنائیں ان کا اب تک کیا بگڑا ہے اور کیا شرمندہ ہوئے ہیں؟ مرزاقادیانی اس کے سمجھانے میں ایسا شرعی طریق اختیار کریں کہ مخلوق الٰہی سمجھ کر ایسے لوگوں کے حال سے عبرت پکڑ کر خود بدولت کی غلامی میں داخل ہونے کی فکر کریں۔

۱۶...... جب مرزا قادیانی کی دنیوی وزمینی پیش گوئیوں کا یہ حال ہے جیسا مختصراس میں عرض ہوا ہے تو آسمانی وعقبےٰ کے حالات کی خبروں کا اسی پر قیاس ہوسکتا ہے۔ بقول ؎

تو براوج فلک چہ دانی چیست　　چون ندانی کہ درسرایت کیست

بلکہ عاجز کو تو الہاماً یہی بشارت ملتی ہے کہ جو کوئی مرزا قادیانی کے دعاوی کا انکار بایں الفاظ کرے ؎

عیسے نتوان گفت بتصدیق خرچند　　صلوات برآن کس کہ ہمیں درد بگوید

تو اس کے واسطے سرخ روئی ہے۔ جیسے الہام: ''قل بفضل اللہ ورحمتہ فلیفرحوا'' (تو کہہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے چاہئے کہ خوش ہوں) سے ظاہر ہے۔

۱۷...... حجت الٰہی اگر ثابت ہو تو پھر جو نمانی بدبخت ہے مگر یہاں تو سراپا ؎

برعکس نہادہ نام زنگی کافور

والا معاملہ ہی ہے وبس۔

فصل نمبر:۱۱۴...... ''اے عزیز کوئی کام دنیا کا ہو یا دین کا بغیر لیاقت کے نہیں ہوسکتا۔ مجھے یاد ہے کہ انگریز حاکم کے پاس ایک خاندانی شخص پیش کیا گیا کہ اس کو تحصیلدار بنادیا جائے اور جس کو پیش کیا وہ محض جاہل تھا اردو بھی نہیں آتی تھی۔ اس انگریز نے کہا کہ اگر میں اس کو تحصیلدار بنادوں تو اس کی جگہ مقدمات کون فیصلہ کرے گا۔ میں اس کو بجز پانچ روپیہ مذکوری اور کوئی نوکری نہیں دے سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔''اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ'' (اللہ تعالیٰ اپنی پیغمبری کی جگہ کو خوب جانتا ہے)'' (ضرورۃ الامام ص۳۱، خزائن ج۱۳ص۵۰۲)

جواب...... لیاقت کی نسبت اوّل عرض ہوچکا ہے مرزا قادیانی اس پر بار بار زور دیتے ہیں۔ یہ تو فرماویں کہ کل لیاقت اس شہنشاہ عالی جاہ مالک الملک حی وقیوم خالق السموات والارض وھو علیٰ کل شئ قدیر ''وان من شئ الا عندنا خزآئنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم'' (اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے ہاں سب کے خزانے ہیں اور نہیں مگر ہم ان کو اندازہ معلوم (مقرر) کے ساتھ بھیجتے رہتے ہیں) فرمانے والے کے خزانہ عامرہ سے خرچ ہوچکی ہے اور اب اور کسی کو کچھ نہیں مل سکتی؟ معاذ اللہ، معاذ اللہ! وہ ذات پاک ایسے بخیلانہ وبے ادبانہ خیال ''یداللہ مغلولۃ'' (اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بند نہیں) سے پاک ومنزہ واعلیٰ وارفع ہے۔''بل یداہ مبسوطتان'' اس کی شان دائمی ہے اور ہمیشہ ابدالآباد تک رہے گی اور عاجز کو الہام بھی ہوچکا

ہے۔’’بل یداہ مبسوطتان یفعل کیف یشاء‘‘(بلکہ دونوں ہاتھ اس کے کھلے ہیں۔کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور خرچ کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے)

۲...... مرزاقادیانی نے جو انگریز حاکم ونا خواندہ خاندانی شخص کے تحصیلدار یا مذکوری بنانے کی مثل تراشی ہے۔اوّل تو اس کو بحث مانحن فیہ سے کچھ تعلق نہیں۔علاوہ بران دنیوی حاکموں کی بھی کئی ایسی مثالیں ونظیریں موجود ہیں کہ ادنیٰ اردلیون اور جس پراسیون وغیرہ سے تحصیلدار کیا ڈپٹی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جج بنائے گئے۔کئی ڈپٹی ناخواندہ جو محض دستخط ہی کر سکتے تھے دیکھنے میں آئے ہیں۔بلکہ اب بھی آنریری مجسٹریٹوں میں جن کی مجسٹریٹی کی ماتحت کئی گاؤں ہیں بحالت ناخواندگی مقدمات فیصل کر رہے ہیں۔جس سے مرزاقادیانی کی تراشیدہ مثال نیست ونابود کالعدم ہو جاتی ہے۔

۳...... یہاں کے حاکم چونکہ خود اوّل حصول علم ولیاقت کے واسطے مصیبت ومحنت برداشت کر کے مغز زنی ومشقت کی تکلیف شب وروز اٹھا کے پھر کسی حکومت کے حاصل کرنے میں بارادہ الٰہی کامیاب ہوتے ہیں۔لہٰذا وہ اگر کسی ناخواندہ ونالیاقت شخص سے کچھ کام نہ لے سکیں تو کچھ عجب نہیں۔لیکن جو حاکم ہمہ قدرت ہمہ علم احکم الحاکمین ارحم الرحمین واہب العطیات منزل البرکات ایسا ہو جس کی شان’’وہو علیٰ کل شئ قدیر. واللہ عزیز حکیم ان ربک ہو القوی العزیز. وما ذلک علیٰ بعزیز‘‘(اور وہ ہر شئے پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔تحقیق رب تیرا وہ قوی غالب اور یہ اللہ تعالیٰ پر مشکل نہیں)’’وان الفضل بیداللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم واللہ یختص برحمتہ من یشاء‘‘(اور فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔واللہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کرتا ہے)وغیرہ وغیرہ جو جس کے سہارے وفضل پر ان سب حاکموں بلکہ کل مخلوقات کی کامیابی کا حصر ہے اور جو ناخواندہ واونٹ بکری چرانے والوں کو ایک ان میں امر کن سے کل لیاقتیں وفضیلتیں بخش کر تحصیلدار وڈپٹی کیا تمام دنیا کی بادشاہت بلکہ اس کے ساتھ ہی عاقبت کی بادشاہت بھی بخشتا رہا ہو اس کو کیا ضرور ہے کہ کسی کی ناخواندگی ونالیاقتی کا اپنے کاروبار چلانے میں فکر کرے۔کیا جس طرح پہلے وہ قادر قدیر ان ناخواندہ اونٹ بکری چرانے والوں سے اپنے اہم وارفع دینی ودنیوی خدمت لیتا رہا ہے تو اب اس سے ادنیٰ درجہ کی خدمت بھی کسی سے نہیں لے سکتا؟ یا معاذ اللہ اس کے اختیارات محدود ہو گئے۔چھن گئے یا اس نے اقرار کر

لیا اور اعلان دے دیا کہ اب کسی قسم کی بخشش وعطاء کسی پر نہیں کروں گا؟ معاذ اللہ معاذ اللہ! افسوس کہ ایسے محسن مالک الملک لایزال بااختیار کی تشبیہ کیسی بے اختیار حاکم سے دی گئی اور بمقابلہ ارشاد قرآن مجید ''فلا تضربوا اللہ الامثال'' (پس نہ بیان کرو اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں) کیسی لغو وردی مثال گھڑی اور تراشی گئی۔

۴...... سچ ہے جب اللہ تعالیٰ قہار کا غضب آتا ہے تو ناک کان کاٹ کر صورت ہی مسخ نہیں کرتا بلکہ دل کو مسخ کر دیتا ہے۔ جس سے مغضوب علیہ اس کی ذات وصفات کا انکار کرنے لگتا ہے۔ سو مرزا قادیانی فکر وغور کریں کہ کہیں صفت خالقیت مرغی کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ کہیں اس کے اختیارات حکومت کو محدود کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ قرآن مجید کی غلطیاں نکالنے لگتے۔ کہیں اس کی آیتوں وعبارت کو الٹ پلٹ کرتے ہیں تو کیا اس سے توبہ توبہ انجام کار یہ خوف معلوم نہیں ہوتا کہ کہیں اس قادر قیوم واجب الوجود کو آخرہستی سے جواب دینے پر آمادہ ہوں۔ جیسا کہ اکثر خود بین متکبرین شیخی خوروں کا حاصل ہوا۔ ''اللہم انی اعوذبک بوجھک الکریم وباسمک العظیم'' (اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ وسیلہ ہو اور تیرے بزرگ اور نام تیرے عظمت والے کے)

۵...... مرزا قادیانی تو بدعویٰ علم وفضل ''اللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ'' کو بصیغہ مضارع تحریر فرماتے ہیں۔ لیکن عاجز اس کو بصیغہ افعل التفضیل ''اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ'' جیسا کہ قرآن مجید سورۂ انعام الجزء الثامن ربع اوّل میں ہے پڑھتا، جانتا اور اس پر کامل ایمان رکھتا ہے۔ مرزا قادیانی اپنی نسبت تو اس آیت شریفہ کو لے لیتے ہیں۔ لیکن دوسروں نے کیا گناہ کیا ہے کہ ان کے واسطے بغیر کسی وجہ کے اس کو محال خیال فرماتے ہیں؟

فصل نمبر:۱۱۵...... ''کیا جس کے پاس ہزاروں دشمن دوست سوالات واعتراضات لے کر آتے ہیں اور نیابت نبوت اس کے سپرد ہوتی ہے اس کی یہی شان چاہئے کہ صرف چند الہامی فقرے اس کی بغل میں ہوں اور وہ بھی بے ثبوت، کیا قوم اور مخالف قوم اس سے تسلی پکڑ سکتے ہیں؟''

(ضرورت الامام ص۳۱، خزائن ج۱۳ ص۵۰۲)

جواب...... بعد الہامی دعا ''اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا ببعتنابہ'' (یا اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو حق ہی دکھلا اور اس کی تابعداری نصیب فرما اور باطل کو باطل ہی دکھلا اور اس سے پرہیز نصیب فرما) کے عرض ہے کہ اوّل ہم بزعم خود مرزا قادیانی کی منطقی

وفلسفیانہ دلائل کو بمقابلہ معترضین اسلام وانگریزی طالب علمان کے بڑا کام سمجھتے تھے۔ سوالحمدللہ کہ اس حکیم علیم نے اس تعجب وغلطی کو دور فرمایا۔ الہام ہوا: ''اجعلتم سقایة الحاج وعمارة المسجد کمن اٰمن باللہ والیوم الاٰخر'' (کیا تم نے حاجیوں کے پانی پلانے کو اور مسجد کی آبادی کو اس شخص کے برابر بنالیا جو اللہ تعالیٰ اور دن آخرت کے ساتھ ایمان لاوے) جس سے صاف وصراحتاً ظاہر ہوگیا کہ جھگڑالو اور معترضین کو جواب دینے ان کے جوش اعتراض کو اب دلائل سے فروکرنا اور ضعیف اور بداعتقادوں کی بوسیدہ عمارت کی خود تراشیدہ اوزاروں سے پچکاری کرنا جو امام فن مناظرہ اور سرسید وغیرہ بھی کرتے رہے یا یوں کہو کہ اپنی ہی مسجد علیحدہ بنانا (کیونکہ یہاں الہام میں لفظ ''الحرام'' مسجد کے ساتھ نہیں فرمایا) یہ سب کچھ ایمان باللہ وبالیوم الآخر والوں سے کبھی برابری نہیں کرسکتا اور یہ الہام بھی ہوا ؎

گر باستدلال کار دین بدی فخر رازی رازدار دین بدے

''سبحان اللہ والحمدللہ الذی ھدٰنا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللہ'' (پاک ہے اللہ تعالیٰ اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو اس کا رستہ دکھایا اور اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم کس طرح پر ہدایت پاسکتے) یہ شکر یہ ہدایت بھی الہامی تعلیم ہے۔ اسی آیت کریمہ: ''اجعلتم سقایة الحاج'' کے بعد اللہ جل جلالہ خود بھی فرماتا ہے: ''لا یستون عند اللہ'' (اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں) اور ''امن باللہ والیوم الآخر'' والوں کا مقابلہ دوسروں کے تو لطف وکرم سے کئی جگہ تعریف سے ذکر فرمایا۔ جیسا: ''ان الذین قالوا ربنا ثم استقاموا'' (تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر مستقیم رہے) ''تلک الدار الاٰخرة نجعلھا للذین لا یریدون علوا فی الارض ولا فساداً'' (یہ آخرت کا گھر ہے۔ جس کو ہم نے ان لوگوں کے لئے کر رکھا ہے جو دنیا میں کسی طرح کی شیخی نہیں کرنا چاہتے اور نہ فساد) ''قد افلح من تزکیٰ وذکر اسم ربہ فصلّٰی بل تؤثرون الحیٰوة الدنیا والاٰخرة وابقٰی'' (بے شک مراد کو پہنچا وہ جو پاک صاف ہوا اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا۔ بلکہ تم دنیا کی زندگی کو مقدم کررکھتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں بہتر اور زیادہ پائیدار ہے) ''فما اوتیتم من شئ فمتاع الحیٰوة الدنیا وما عند اللہ خیر وابقٰی للذین اٰمنوا وعلیٰ ربھم یتوکلون'' (اور جو کچھ بھی ہم کو دیا گیا ہے دنیا کی زندگی کا سازوسامان ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ کہیں بہتر اور پائیدار ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں) لہٰذا اب

عاجز رووقدح بحث مباحثہ وخشک تقاریر والوں کو بمقابلہ کمن امن باللہ والیوم الآخر والوں کے ہرگز ترجیح ووقعت نہیں دے سکتا۔

۳...... پھر مرزا قادیانی ایمان وانصاف سے غور فرماویں کہ انہوں نے معترضین کے کیا کیا اعتراضات دور کئے ہیں؟ مباحثہ عیسائیان میں، پھر سراج دین کے جو اعتراضات دور کرانے کے لئے عرصہ تک قادیان مرزا قادیانی کی صحبت میں رہا اور پھر عام علماء ومولویان کے جو مرزا قادیانی کے نئے تراشیدہ مسائل وعقائد پر بدلائل قرآن مجید وحدیث شریف اعتراضات کرتے ہی کہاں دور کئے ہیں۔

۴...... نیابت نبوت کی ذیل میں مرزا قادیانی مسائل ذیل پر غور سے توجہ فرماویں:

(۱) قرآن مجید میں ارشاد ہے: ''**والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین. فاصفح الصفح الجمیل. ولیعفوا ولیصفحوا. الا تحبون ان یغفر اللہ لکم**''

''**ولمن صبر وغفران ذلک لمن عزم الامور**'' (اور جو شخص کہ صبر کرے اور بخشے تحقیق یہ ہمت کے کام ہیں)

(یہ آیت عاجز کو بھی کئی بار الہام ہو چکی ہے) وغیرہ! رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو عاجز کو بھی الہام ہوا ہے: ''**الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء**'' (رحم کرنے والوں پر رحمان رحمت کرتا ہے تم ان پر جو زمین میں ہوں رحم کرو تم پر وہ رحم کرے گا جو آسمان میں ہے) ''**ان اللہ تعالیٰ رفیق یحب الرفق**'' (بے شک اللہ تعالیٰ رفیق ہے دوست رکھتا ہے رفق کو) ''**رفع القلم عن ثلثه عن النائم حتیٰ یستیقظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المعتوة حتیٰ یعقل**'' (قلم تین آدمیوں سے اٹھائی گئی سونے والے سے یہاں تک کہ جاگے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہو اور دیوانہ سے یہاں تک کہ ہوش میں آئے) اور یہاں مرزا قادیانی بدعویٰ مسیحیت ونیابت نبوۃ ایسے بے صبر ومشدد وسخت گیر کہ ایک خفیف کلمہ خواب کو (کہ مرزا قادیانی بیعت نہ کریں) جس پر بموجب حدیث شریف موصوفہ کچھ مواخذہ نہیں ہوسکتا۔ اس کو خود بدولت نے ایسا سخت پکڑا اور ایسا جوش کیا کہ ایک کتاب تحریر فرما کر شائع کردی یہ کیسی نیابت ہوئی؟

(۲) رسول اللہ ﷺ نے بارہا احادیث شریف میں لعن طعن سب وشتم سے منع فرمایا کہ یہ مؤمن کی شان نہیں ہے۔ جیسا پہلے ذکر ہوا اور مرزا قادیانی کی کتب میں لعن وطعن وسب وشتم کا حد

وحساب نہیں۔ بعض جگہ ہزار تک لعنتیں پوری کر کے تحریر فرمائی ہیں اور نہ صرف مخالفین اسلام کو بلکہ عوام وخاص مسلمانان کلمہ گویان، اہل قبلہ، پابند صوم وصلوٰۃ، حج وزکوٰۃ، ذاکرین اللہ عزوجل، مولویان وفقراء وسجادہ نشینان خادمان اسلام معلمان قرآن مجید وحدیث شریف کو بھی نہیں چھوڑا۔ حالانکہ حدیث شریف میں ہے: ’’المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ‘‘ (مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچیں) یہ کیسی نیابت نبوت ہے؟ ’’نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا‘‘ (ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفسوں کی شرارت اور برے عملوں سے پناہ مانگتے ہیں)

(۳) ایسا ہی مرزا قادیانی اپنے دعاوی کے انکار کے سبب سب کو ہلاکت وعذاب کی وعید سناتے رہتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے: ’’اذا قال الرجل ہلک الناس فھوا ھلکھم عن ابی ھریرۃ قال قیل یا رسول اللہ ادع علی المشرکین قال انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمۃ‘‘ (جب آدمی کہے کہ لوگ ہلاک ہوگئے تو وہ سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔ جب کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ مشرکوں کے لئے بددعا کرو تو فرمایا کہ تحقیق میں لعنت کرنے والا نہیں۔ میں تو رحمت بھیجا گیا ہوں) اس کے برعکس مرزا قادیانی کا جو عمل ہے وہ اظہر من الشّمس ہے۔

(۴) آیات المنافقین میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اذا اوتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر/خلف واذا خاصم فجر لطیع المومن علی کلھا الا الخیانۃ والکذب‘‘ (جب امانت دیا جو خیانت کرے اور جب بات کرے جھوٹ بول اور جب معاہدہ کرے۔ غدر یا خلاف کرے اور جب جھگڑا کرے فجور کرے۔ مومن خیانت اور جھوٹ کے سوا تمام خصلتوں پر مطبوع ہوتا ہے) اب مرزا قادیانی غور فرماویں کہ ’’اذا اوتمن خان‘‘ میں جو روپیہ سراج منیر چودہ سو روپیہ کی لاگت والی براہین کی قیمت میں آیا۔ اس کو دوسری جگہ اپنی خانگی ونفسانی حاجات میں خرچ کرنا داخل ہے یا نہ؟

رسالہ سراج منیر کے چندہ دینے والے وبراہین کے خریدار کئی تو مر گئے اور بہت باقی بھی ہیں جو حسب وعدہائے مرزا قادیانی ہر دو کتب کے منتظر وامیدوار ہیں۔ نیز وہ روپیہ جو مرزا قادیانی کے حساب میں آپ کو کہہ کر بایں غرض جمع کیا گیا تھا کہ جب رسالہ موعودہ برائے مسٹر الگزانڈر روب امریکہ والا تیار ہوگا تو اس روپیہ سے ترجمہ کرایا جائے گا۔

سو وہ رسالہ تو وعدہ وعید میں نابود ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی وہ روپیہ بھی خرد برد ہوا۔ پھر

جو روپیہ مسجد کے واسطے جمع ہوا وہ کہاں گیا؟ براہین کی نسبت شاید یہ عذر پیش کریں کہ ہم نے واپسی روپیہ کا اشتہار دے دیا ہے۔ اس لئے بری الذمہ ہوگئے۔ لیکن اس میں یہ عرض ہے کہ:

اوّلاً...... تو پہلے سے ایسی کوئی شرط نہ تھی۔

ثانیاً...... وہ اشتہار سب روپیہ دہندگان کے پاس کہاں بھیجا گیا ہے؟ فقط اپنے مریدین میں ہی اس کی اشاعت کافی سمجھی گئی تھی۔

ثالثاً...... اس اشتہار میں بھی ایسا فن حکمت وچالاکی کی کہ بیچارے مظلوم شرم ولحاظ خلق سے مطالبہ روپیہ کی جرأت نہ کریں اور اگر کریں بھی تو مرزا قادیانی کے کسی معتبر کا سرٹیفکیٹ پیش کریں۔

ایک آشنا نے مجھ سے پوچھا کہ بقیہ براہین خدا جانے کب آوے؟ میں نے جواب دیا کہ اس کی بظاہر کوئی امید نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی اس کی قیمت واپس کرنے کا اشتہار دے چکے ہیں۔ وہ بولا کہ ہم کو تو خبر ہی نہیں ہوئی۔ بھلا اب روپیہ مل جاوے گا؟ میں نے کہا ہاں! اگر آپ روپیہ دینے کا سرٹیفکیٹ دے دیں۔ تب اس نے کہا کہ جس کی معرفت ہم نے روپیہ دے کر کتاب منگوائی ہے وہ تو مر گیا۔ فقط اسی پر دوسرے بیچارے خریداروں کا قیاس کر لینا چاہئے۔ پھر جن لوگوں نے براہین کے واسطے سینکڑوں روپیہ دیئے تھے۔ وہ اشتہار ان کے پاس بھی نہیں پہنچا۔ اگر مرزا قادیانی کی نیت بخیر ہوتی تو جیسا کہ عاجز کو ایک دفعہ فرمایا لکھا تھا کہ ہم نے روپیہ دہندگان کے نام وپتہ کی کتاب کھولی ہوئی ہے۔ تو اس کو قائم رکھتے اور اس کے موافق سب کو روپیہ واپس دیتے۔ اگر کوئی لینے سے انکار کرتا تو پھر آپ کا مال تھا۔ ویا اوّل روپیہ دہندگان وخریداران کو حسب ضابطہ رسید ہی دی ہوتی تا اس کو پیش کر کے روپیہ وصول کر سکتے۔ یہ حق العباد تھا۔ اس بارہ میں جس قدر سعی واہتمام ہوتا۔ ثواب وعبادت میں داخل تھا۔ خیر یہ تو براہین کے روپیہ کا حال ہوا۔ باقی سراج منیر ومسٹر الگزنڈر روب والے روپیہ کا کیا عذر ہے؟ علی ہذا القیاس اور بہت رقوم جو کہیں کی کہیں خرچ ہوئیں۔ یہ سب کیوں ’’اذا اوتمن خان‘‘ میں داخل نہیں؟

(۵) ’’اذا عاھد غدر/ خلف‘‘ میں جو وعدے نسبت براہین احمدیہ جلد اوّل اعلان سرورق جلد اوّل ودوم میں کہ ضخامت سوجزو سے زیادہ ہوگی۔ قیمت اوّل پانچ پھر دس پھر پچیس اور اقرار کہ اس کی طبع میں آئندہ کبھی توقف نہیں ہوگی۔ جلد سوم کے سرورق پر فرمایا کہ اب کتاب تین سو جز تک پہنچ گئی ہے۔

اور اخیر صفحہ پر اس کے قیمت ایک سو روپیہ قرار دے کر فرمایا کہ اگر اس کے عوض ۱۰ یا ۲۵ روپیہ بھی مسلمان پیشگی نہ دیں تو پھر گویا کام کے انجام سے خود مانع ہوں گے۔ (اس فقرہ کی تحریر

سے مرزا قادیانی کے اپنے رئیس اعظم صاحب جائیداد ہونے اور ہزار ہا روپیوں کے اشتہارات دینے کی حقیقت وماہیت بھی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ جو کچھ ہے پیشگی ملے) جلد چہارم میں آخرکار فرمادیا کہ اب اس کا متولی ظاہراً وباطناً رب العالمین ہے اور کچھ معلوم نہیں کہ کس اندازہ ومقاصد تک اس کو پہنچاوے گا اور سچ تو یہ ہے کہ جس قدر اس نے جلد چہارم تک انوار حقیقت اسلام ظاہر کئے ہیں۔ اتمام حجت کے لئے کافی ہیں۔ زندگی کا اعتبار نہیں وغیرہ۔

افسوس راستی موجب رضائے خداست پر جس کا عاجز کو الہاماً ارشاد ہوا ہے۔ خیال کر کے یہ نہ فرمایا کہ اب مصالحہ اندوختہ ختم ہو چکا ہے اور جو ہم نے تین سو دلائل کا قید تحریر میں آ کر تیار ہونا لکھا تھا غلط تھا۔ اس لئے آئندہ تولیت سے دست بردار ہوتے ہیں اور روپیہ وصول شدہ حق العباد کی عباد اللہ سے معافی چاہتے ہیں۔ پھر وعدہ طبع رسالہ سراج منیر جس کا چودہ سو روپیہ کے صرف سے طبع کا اعلان ۱۳۰۴ھ میں سرورق شحنہ حق پر ہوا تھا۔ جس کے لئے کئی مقامات سے خاطر خواہ چندہ آ گیا تھا اور جس کی نسبت خاکسار نے جب مرزا قادیانی انبالہ میں تشریف رکھتے تھے۔ بذریعہ خط وعدہ خلافی کی شکایت کی تھی تو مرزا قادیانی اس پر درہم برہم ہو کر خفا ہوئے تھے۔ یہ ۱۸۸۶ء کا ذکر ہے۔ جب سرمہ چشم آریہ چھپا تا اور اس کے سرورق پر اس کی قیمت ۱۲ عام سے اور خاص ذی استطاعت سے جو بطور امداد دین اس شرط وعدہ پر مقرر کی کہ سراج منیر اور براہین کے لئے اسی قسم سے سرمایہ جمع ہو کر اس کے بعد رسالہ سراج منیر پھر اس کے بعد پنجم حصہ براہین احمدیہ چھپنا شروع ہوگا۔ پھر وعدہ اجراء رسالہ ماہواری قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ آخر جون ۱۸۸۷ء کی بیس تاریخ سے ماہ بماہ نکلا کرے گا۔

نیز رسالہ تجدید دین یا اشعۃ القرآن۔ پھر ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء جس کو سات برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ نشان آسمانی کے ص۴۲،۴۳ میں ضروری گزارش باہمت دوستوں کی خدمت میں امداد کے لئے کی اور اس کی سرخی ''اے مردان بکوشید وبرائے حق بجوشید'' لکھ کر فرمایا کہ پختہ ارادہ وخواہش ہے کہ اس رسالہ (نشان آسمانی وشہادۃ الملہمین) کے چھپنے کے بعد رسالہ دافع الوساوس طبع کرا کر شائع کیا جاوے۔ سو آئینہ کمالات اسلام کا دوسرا نام دافع الوساوس رکھ کر مرزا قادیانی اس سے تو بری الذمہ ہوگئے۔

اور بعد اس کے بلاتوقف رسالہ حیات النبی وممات المسیح جو یورپ وامریکہ کے ملکوں میں بھی بھیجا جاوے گا۔ شائع اور اس کے بعد بلاتوقف حصہ پنجم براہین احمدیہ جس کا دوسرا نام ضرورت قرآن رکھا گیا ہے۔ ایک مستقل کتاب کے طور پر (یہ مطلب ہے کہ اس کی قیمت علیحدہ

ہوگی۔ براہین کی قیمت دینے والے اس پر اپنا حق قائم نہ سمجھیں) چھپنا شروع ہو۔لیکن اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے یہ احسن انتظام خیال کرتا ہوں کہ ہرایک رسالہ جو میری طرف سے شائع ہو میرے ذی مقدرت دوست اس کی خریداری سے مجھ کو بدل وجان مدد دیں۔ پھر فرمایا اگر میری جماعت میں ایسے احباب ہوں جوان پر بوجہ املاک واموال وزیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہوتو ان کو سمجھنا چاہئے کہ اس وقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بے کس کوئی بھی نہیں اور زکوٰۃ نہ دینے میں جس قدر تہدید شروع وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکر زکوٰۃ کافر ہو جائے۔ پس فرض ہے جو اسی راہ میں اعانت اسلام میں زکوٰۃ دی جائے۔ زکوٰۃ میں کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں اور میری تالیفات بجز ان رسائل کے اور بھی ہیں جو نہایت مفید ہیں۔ جیسے رسالہ احکام القرآن، اربعین، علامات المقربین اور سراج منیر اور تفسیر کتاب عزیز۔ لیکن چونکہ کتاب براہین احمدیہ کا کام ازبس ضروری ہے۔ اس لئے بہ شرط فرصت کوشش کی جائے گی کہ یہ رسائل بھی درمیان طبع ہوکر شائع ہوجائیں۔ آئندہ ہرایک امراللہ جل شانہ کے اختیار میں ہے۔ کیفیت جلسہ ۲۷/دسمبر ۱۸۹۲ء کے ص۲۴ پر درخواست چندہ (قابل توجہ احباب) میں کہا کہ تین قسم کی جمعیت کی ہمیں سخت ضرورت ہے۔ جس پر ہمارے کام اشاعت حقانی معارف دین کا سارا مدار ہے۔ اول دو پریس، دوم ایک خوشخط کاپی نویس۔ سوم کاغذات ان تینوں مصارف کے لئے۔ ماہواری کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ ہرایک دوست بہت جلد بلاتوقف اس میں شریک ہو اور چندہ ہمیشہ ماہواری تاریخ مقررہ پر پہنچ جانا چاہئے۔ یہ تجویز ہوئی ہے کہ بقیہ براہین اور ایک اخبار جاری ہو اور آئندہ حسب ضرورت وقتاً فوقتاً رسائل نکلتے رہیں۔ اب مرزا قادیانی نے عذرداری ٹکس میں سالانہ آمدنی کا جس کے ۳۳۳ سے کچھ زیادہ ماہوار ہوئے اقبال کیا اور اوسط سالانہ آمدنی جو چار ہزار قبول کی ہے اس کی ماہوار اوسط بھی ۳۳۳ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی اپنی زمین وباغ وغیرہ کی آمدنی علیحدہ ہے۔ پریس بھی کئی موجود ہیں۔ خوشخط کاپی نویس مریدین حاضر۔ لیکن بقیہ براہین وغیرہ کا اب تک نام ونشان ندارد ہے۔ دوسری جو کتاب نکلتی ہے اس کی قیمت بھی اس قدر بڑھ کر ہوتی ہے کہ لاگت سے تگنا چوگنا منافع ہو۔ اب فرماویں کہ یہ سب وعدے اس وعید ''اذا عاهدا خلف ''میں کیوں داخل نہیں؟ واضح رہے کہ یہ فقط وہ وعدے ہیں جو تحریراً پبلک تک پہنچ چکے ہیں۔ زبانی وپرائیویٹ وعدے علیحدہ رہے۔

(۶) ''اذا حدث کذب ''میں مرزا قادیانی کا اپنے انکاری ومخالف کو خواہ اس بیچارہ کا اخلاص ونیک نیتی پر ہی مدار ہو۔ بے ایمان وحرامزادہ صراحتاً یا پیچیدہ الفاظ میں کہنا کیوں داخل

نہیں؟ کیونکہ تشخیص ایمان جو دلی حالی ہے اور تشخیص نطفہ یہ ہر دو غیبی امور ہیں جن پر محیط ہونا سوائے عالم الغیب کے ناممکن ہے۔ نیز اپنی پیش گوئیوں کے عدم ظہور پر خلاف واقع دلائل وعذرات پیش کرنا۔ اپنے مضمون وخطوط دوسروں کے نام سے لکھوانا اپنے مریدوں کی تعداد بڑھا کر کچھ کا کچھ بتلانا پھر ایک طرف تو مسلمانوں کو دم دینا کہ ہمارا سب کام حمایت اسلام کے لئے لوجہ اللہ ہے۔ دوسری طرف گورنمنٹ کو پٹی دینا کہ ہماری سب کارروائی گورنمنٹ کی خیرخواہی وخدمت کے لئے ہے۔ ان دو باتوں میں ایک قول ضرور کذب ہے۔ اگرچہ قاضی فضل احمد صاحب نے جن پر خفیہ خفیہ پنشنرنی کرنے وایذارسانی کے واسطے مرزاقادیانی نے کوئی منصوبہ ودقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی میں اپنی تحقیق سے اصل حال ظاہر کر کے گورنمنٹ سے اس کا صلہ بھی پایا ہے۔ پھر ادھر تو اعلان دینا کہ میں کسر صلیب کے لئے مامور ہوں اور کسر صلیب کر رہا ہوں۔ ادھر اسی صلیبی گورنمنٹ کو بذریعہ اشتہارات جتلانا کہ میں قیام سلطنت کے واسطے دعائیں کرتا ہوں اور میری وجہ سے یہ سلطنت قائم ہے۔ اس میں بھی ایک تو ضرور کذب ہے۔ کیونکہ اجتماع ضدین محال ہے۔ پھر کسی کی گرفت وصحیح اعتراض پر حیلہ وبہانہ بتا کر ٹالنا جیسا منشی فضل حق صاحب المعروف بابو میران بخش سے عندالمطالبہ سراج منیر کے مرزاقادیانی نے عاجز کے مکان پر کیا تھا۔ وغیرہ مثل ذلک!

یہ سب کیوں کذب میں داخل نہیں؟ وعلیٰ ہذا القیاس ذوالوجوہ! میں نے دو بلکہ سہ رخی باتیں کرنا جن کی مثالیں بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ پھر باوجود عدم استطاعت وعدم قدرت کے ہزار ہا روپیہ کے اشتہار دینا کذب نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر اخبار الحکم جو مرزاقادیانی مقاصد مذہب کی اشاعت کا آلہ ہے اور جس میں جہاں تک ظاہر معلوم ہے مرزاقادیانی کی ہدایت واجازت سے مضامین شائع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے سامنے مولوی عبدالکریم نے شاید مولوی عبدالقادر والے خط کے چھاپنے کی بھی اجازت مانگی تھی۔ لیکن عدالت میں مرزاقادیانی نے اس سے اپنی بے تعلقی وبرأت بیان فرمائی۔ غرضیکہ اسی طرح کی اور بہت سی باتیں اگر کذب نہیں تو پھر نہ معلوم مرزاقادیانی کی لغت وسمجھ میں کذب کے کیا معنی ہیں؟

(۷) ''اذا خاصم فجر'' میں مرزاقادیانی کی درفشانی مندرجہ صفحہ ۱۴۴ الغایت ۱۴۶ مع دشنامہائے ذیل کے کیوں داخل نہیں؟ شیطان، دیو گمراہ، فرعون، شقی، ملعون، حرامزادہ، نیم ملا، بدسرشت، ظالم، کاذب، خبیث القلب، ولد الحرام، کورچشم، خنازیر، دیوانہ، درندہ، ذریت شیطان، غزنی کے ناپاک سکھو (سبحان اللہ یہ تو مرزاقادیانی کی قرآن مجید وحقائق معارف دانی

آیت مبارکہ ’’کان ابوھما صالحا ‘‘ کا نہایت ہی عمدہ نمونہ ہے) وغیرہ بلکہ ان سب سے بڑھ کر ارشاد ’’لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ ‘‘ (تم ان لوگوں کو گالیاں نہ دو جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں) نظر انداز کر کے غیر مذاہب والوں کے معبودوں کی بھی خوب خبر لی ہے اور نومسلمانوں کو جنہوں نے خالصتاً اللہ اپنے خویش واقارب واموال ونعماء دنیا کو چھوڑ کر اسلام قبول کیا ان کے اظہار عیب کے لئے ہندوزادہ استعمال کرتے ہیں تو اب اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر ذرہ انصاف سے فرماویں کہ جو شخص ایسی گالیوں وناشائستہ الفاظ کا فوارہ وگنجینہ ہو اس کو رحمت للعالمین کہنا چاہیے یا زحمۃ للعالمین؟

اور ایسے مشتہر متکلم ومعلم دشناموں کو سوائے امام الفاسقین، والفاجرین کے اور کیا کہنا چاہئے؟ عاجز کے شیخ حضرت سید عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ جو بلادعویٰ متبع وجان نثار سنت آنحضرت ﷺ تھے وہ اپنے دشمنوں وایذارسانوں کے واسطے بھی دلی خیر خواہی سے دعا فرماتے۔ اگر کوئی کہتا کہ ’’فلاں مولوی درحق شما این طور بدمیگوید‘‘ تو حسن ظن سے جواب دیتے کہ ’’برائے خدا میگوید دعا کنید کہ اللہ تعالیٰ حق ظاہر کند‘‘ اور ایک مرزاقادیانی فضائل وکمالات بے نہایت کے دعویدار ہیں جن کے حال کی گواہی کے واسطے الفاظ مرقوم الصدر کافی ہیں۔

(۸) فراہمی ومحبت مال ومتاع الدنیا وطول اہل میں جو مرزاقادیانی کا عمل اس کتاب کے میں ذکر ہوا وہ بھی ملاحظہ فرماویں کہ یہ کیسی نبوت ہے؟

(۹) اعظم رکن اسلام یعنی حج کی نسبت جو احکام اس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پہنچائے اور جو اس کے مقابلہ پر مرزاقادیانی کا عملدرآمد ہوا وہ بھی اس کتاب میں درج ہوچکا ہے۔ خود بدولت بھی باوجود استطاعت مال وجائیداد ہزارہا روپیہ کی کبھی اس کی تیاری نہیں فرماتے اور دوسرے طالبان رضائے الٰہی نے جب کبھی مستعد ہوکر اس کے لئے صلاح ومشورہ طلب کیا تو ان کو بھی مانع ہی ہوئے تو یہ بھی خوف نیابت نبوت ہے۔

(۱۰) اوصاف لیلۃ القدر وصفات ملائکہ اور ان کے نزول کی کیفیت جو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان فرمائی اور جو کچھ اس کے مخالف مرزاقادیانی نے تحریر فرمایا وہ اس کتاب میں قابل ملاحظہ ہو۔

(۱۱) قرآن مجید کی عبارت وتفسیر میں جناب کے تصرف وتحلیل حرام وتحریم حلال کا بھی کچھ بیان اس کتاب میں حوالہ قلم ہوا ہے۔

(۱۲) دعا جو مخ العبادۃ ہے اس کو توجہ الیٰ اللہ کو مرزاقادیانی کا بیچنا یعنی ان کا مول لے کر اپنے

اوقات صافیہ کو وقف کرنا، یا روزہ جو خاص الٰہی عبادت ہے۔ وہ کسی دنیوی یا مالی غرض کے واسطے رکھ کر مراقب ہونا، ان کی نظیریں اور اس بارہ میں قرآنی حکم بھی اس کتاب میں ہدیہ ناظرین ہے۔

(۱۳) زکوٰۃ، رسول اللہ ﷺ نے تو اس کے مصارف کا حکم قرآن مجید ''انما الصدقت للفقرآء والمسٰکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل الله وابن السبیل فریضة من الله والله علیم حکیم ''(سو اس کے نہیں کہ خیرات فقیروں کا حق ہے اور مسکینوں کا اور کارکنوں کا جو اس پر (وصولی کے واسطے) مقرر ہیں اور ان لوگوں کا جن کے دلوں کو پرچانا منظور ہے اور گردنوں میں (یعنی غلاموں کے چھڑانے میں) اور قرض داروں میں اور خدا کی راہ میں اور مسافروں میں مقرر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حکمت والا ہے) پہنچا کر اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر تمام صدقات وزکوٰۃ کے مال کو کثافت ومیل قرار دے کر حرام فرمایا اور ہاں یہ نیابت واتباع ہوا کہ مرزا قادیانی نے دین اسلام کو یتیم غریب وبے کس قرار دے کر اور اس کو اپنے جسم میں مجسم کر کے ان صدقات کا خود بدولت کو محل ومصرف ومستحق ٹھہرا دیا۔ جیسا ابھی ذکر ہوا ہے۔ اگرچہ اسلامی امام وحاکم جو بیت المال کا امین ہو وہ صدقات زکوٰۃ وغیرہ فراہم کر کے اپنی تجویز سے ان کو صرف کرنے کا مجاز ہے۔ لیکن یہاں امانت صدق راستی ودیگر لوازم شرط وعلامات امامت کہاں ہیں؟ جو روپیہ وعدہائے گوناگوں کر کے لیا گیا۔ اس کا تو پتہ کہیں نہیں۔ اگر بیت المال سپرد واختیار میں ہو تو اس کا کیا حال ہو؟

(۱۴) قرآن مجید میں اللہ پاک نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ جیسا ''لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة واطیعوا الله واطیعوا الرسول ''(تحقیق تم کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں عمدہ نمونہ ہے اور تابعداری کرو اللہ اور رسول کی) وغیرہ!

اور رسول اللہ ﷺ نے نصیحت وتاکید فرمائی کہ اپنے حق میں کبھی بددعا نہ کرو۔ جیسا حضرت جابرؓ کی حدیث شریف میں ہے: ''قال رسول الله ﷺ لا تدعوا علیٰ انفسکم ولا تدعوا علی اولادکم ولا تدعوا علی اموالکم لا توافقوا من الله ساعة یسال فیها عطاء فیستجیب لکم (مسلم) ''(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی جانوں اور اولاد اور مالوں پر بددعا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے کسی ایسی ساعت میں نہ مانگ بیٹھو کہ اس میں جو مانگا جاوے تم کو مل جاوے) اب مرزا قادیانی فرماویں کہ اس نصیحت وتاکید کے مخالف خود

بدولت نے کس حکم کے موافق اپنی کتاب حقیقت مہدی میں یہ دعا مانگی ہے؟

گر تو دید استی کہ ہستم بد گہر | گرتو می بینی مرا درفسق و شر
شاد کن این زمرۂ اغیار را | پارہ پارہ کن من بدکار را
دشمنم باش وتباہ کن کار من | آتش افشان بردر و دیوار من

شاید مرزا قادیانی کہیں کہ ہم نے اگر کا لفظ شرطیہ لگا دیا ہے اور اپنی صداقت کے بھروسہ اور اس کو ثابت کرنے کے واسطے ایسا کہا ہے تو اس میں سوال یہ ہے کہ آپ کو تو دعویٰ نیابت نبوت ہے۔ لہٰذا اس امر میں منیب ﷺ کی کوئی نظیر دیا کوئی حکم اپنے حق میں ایسی بددعا کرنے کا بیان فرماویں۔ تعجب اور افسوس کہ پیغمبر ﷺ تو فرماویں کہ اپنی جان اپنی اولاد و مال کے واسطے بددعا مت کرو۔ بلکہ اپنے دین ودعا کی بہتری فلاح وعافیت اور اللہ جل جلالہ سے فضل کا سوال کرو۔ جیسا کہ اللہ جل جلالہ نے خود قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ''واسئلوا اللہ من فضلہ ان اللہ کان بکل شئ علیماً'' (اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔ تحقیق اللہ ہر شئے کو جانتا ہے) اور ''ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار'' (اے ہمارے رب ہم کو دنیا اور آخرت میں نیکی عطاء فرما اور عذاب دوزخ سے بچا) وغیرہ۔ بہت دعائیں تعلیم فرمائیں اور حدیث شریف میں بھی بہت ادعیہ مروی ہیں۔ چنانچہ ''اللہم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی۔ اللہم انی اسالک الھدیٰ والتقٰے والعفاف والغنی'' (یا اللہ مجھے بخش اور رحم کر اور ہدایت کر اور عافیت دے اور رزق دے۔ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت اور تقویٰ اور پارسائی اور تونگری مانگتا ہوں) اور صبح وشام فرماتے: ''اللہم انی اسالک لعافیۃ فی الدنیا والاٰخرۃ۔ اللہم انی اسالک العفو والعافیۃ فی دینی ودنیای واھلی ومالی۔ اللہم استر عوراتی واٰمن روعاتی'' (اے اللہ تحقیق میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت مانگتا ہوں۔ یا اللہ تعالیٰ میں تجھ سے معافی اور عافیت اپنے دین اور دنیا اور اہل اور مال میں مانگتا ہوں۔ اے اللہ میرے عیب ڈھانپ اور مجھے خوفوں سے بے خوف کر)

یہ دعا عاجز کو الہاماً بھی تعلیم ہوئی ہے: ''اللہم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی واعوذ بعظمتک ان اغتال من تحتی یعنی الخسف'' (اے اللہ مجھے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر سے محفوظ رکھ اور میں تیری عظمت کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اپنے نیچے دھنسایا جاؤں یعنی خسف میں) اور عند الکرب فرماتے: ''لا الہ الا اللہ العلی العظیم الحلیم لا الہ الا اللہ رب العرش العظیم

لا الہ الا اللہ رب السمٰوات والارض ورب العرش الکریم ’’(نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ غالب بزرگ حلم والے کے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ مالک عرش بزرگ کے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور رب ہے عرش بزرگ کا) اور زوال نعمت وعافیت سے پناہ مانگتے فرماتے:’’اللھم انی اعوذبک من زوال نعمتک وتحول عافیتک وفجاء ۃ نقمتک وجمیع سخطک وغیرہ ‘‘(اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیری نعمت کے جانے سے اور تیری عافیت کے پھرنے سے اور تیرے ناگہانی عتاب سے اور تیرے ہر طرح کے غصے سے) بہت ہیں اور مرزا قادیانی ان سب احکام وہدایات کی مخالفت کر کے ان بے نصیب مخالفین اسلام ابوجہل وغیرہ کے اقوال کی پیروی واتباع کریں۔ جس کا ذکر قرآن مجید پارہ ۹ رکوع ۱۸ میں اس طرح ہے:’’واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء اوائتنا بعذاب الیم ‘‘(اور جب کافروں نے دعائیں مانگیں کہ اے اللہ اگر یہ (دین) حق ہے تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا کوئی اور عذاب دردناک نازل کر) اور پارہ ۲۳ رکوع ۱۱ میں:’’وقالوا ربنا عجل لنا قطنا قبل یوم الحساب ‘‘(اور انہوں نے کہا اے رب ہمارے جلدی ہمارے عذاب کا حصہ روز حساب سے پہلے ہم کو دے)

غور فرمایئے! یہ کیسی نیابت نبوت ہوئی؟ مومن تو ہمیشہ اللہ جل جلالہ کے فضل وکرم کے حاجت مند ہیں اور’’ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ‘‘ ورد کرتے ہیں۔ مقولہ مولوی صاحب ؎

یا کریم العفو حی لم یزل   یا کثیر الخیر شاہ بے بدل
آتنا فی دار دنیانا حسن   آتنا فی دار عقبانا حسن

مرزا قادیانی کی اس دلیری وجرأت سے اپنے لئے بددعا کرنے کی اصلیت یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے یہ سمجھ کر اتنی مدت دشمنوں کے لئے بتضرع وزاری مضطربانہ تنہا وبمعیت مریدین مل کر بددعا کرنے کا کیا نتیجہ ہوا۔ جواب اس ظاہرداری کی دعا کا کچھ خوف واندیشہ ہو؟ ورنہ ایسی دلیری کسی مسلمان سے کب ہوسکتی ہے۔ خصوصاً جب شرائط استحقاق عذاب اعنی فسق وشر ایذا دہی مخلوق اللہ غبن حق العباد اور ہر ایک سے دنگہ وفساد وغیرہ بھی موجود ہوں؟ کیونکہ احکام رب عزیز ملک العلام وشریعت غرا رسول خیر الانام ﷺ کی مخالفت سے بڑھ کر اور کیا فسق وشر وغیرہ ہوسکتا ہے؟ بلکہ ایسی بے باکی تو فقط وہی شخص کرسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سمیع بصیر وحاضر ناظر

ہونے پر ایمان نہ رکھتا ہو اور اللہ جل شانہ کی قدرت اجابت وتکوین کا قائل ومعتقد نہ ہو اور اس کو علیٰ کل شئ قدیر نہ جانتا ہو۔

(۱۵) تصویر مرزا قادیانی نے ترمیم وتنسیخ مسائل شرعیہ خود بدولت کی مع جماعت مریدین طرح طرح کی تصویر وفوٹو اتروائی ہے اور اس کو مباح فرمایا ہے۔ اس مسئلہ کو بھی نصوص بینہ قطعی الادلالت سے نہ مجرد اپنی رائے سے مسلمانوں کو سمجھاویں۔ کیونکہ اس امر میں شروع اسلام سے آج تک کسی مؤمن متقی ولی اللہ ومجدد وامام نے ایسی جرأت خلاف صریح احکام رسول اللہ ﷺ نہیں کی۔ لہٰذا یہ عمل بدیہی طور پر غیر سبیل المومنین میں داخل ہے۔

دوم...... زیادہ افسوس یہ کہ مرزا قادیانی کے اخص مریدین بڑے فخر سے اخبار میں بایں الفاظ ان تصاویر کی اشاعت وفروخت کے لئے اشتہار دیں ''قربان تیرے اے ہمارے مجدد اس اختلاف کا قضیہ بھی چکا دیا۔ تصویر کی بحث لفظ پرستوں معنی ناشناسوں میں دیر سے چلی آتی تھی۔ خلیفۃ اللہ نے جو مصداق ماینطق عن الھویٰ ہے اپنے عمل سے اس راہ کو صاف کر دیا۔'' (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

اور مرزا قادیانی خوشی سے اس کو پسند وقبول کر کے خاموش ہو رہیں اور یہ خیال نہ کریں کہ یہ ناعاقبت اندیشانہ جملہ ''لفظ پرست اور معنی ناشناس'' کا فقرہ کہاں صدر اسلام سید الاولین والآخرین ﷺ وصحابہ کبار وائمہ اہل بیت تابعین تب تابعین وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تک پہنچتا ہے؟ ''انما اشکوا بثی وحزنی الیٰ اللہ'' (جو پریشانی مجھ کو ہے اس کی فریاد خدا تعالیٰ ہی سے کرتا ہوں)

سوم...... اگر اسلام میں تصویر جائز ہوتی یا اس کا رواج ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو عاشقان ودلدارگان رسول مقبول ﷺ تھے کوئی بھی اس سید الاولین والآخرین کی تصویر سے خالی نہ رہتا اور ایسا ہی کون سا اسلامی خاندان وگھر ہوتا جس میں آنحضرت ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واہل بیت عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تصاویر موجود نہ ہوتیں؟ اللہ تعالیٰ خیر الفاتحین اس کا فیصلہ کرنے والا ہے۔

چہارم...... بعض اشخاص جواز تصویر میں بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں سلیمان علیہ السلام کے واسطے آیا ہے: ''یعلمون لہ مایشاء من محاریب وتماثیل'' (بناتے اس کے لئے جو کچھ وہ چاہتا اونچی شاندار عمارتیں اور مورتیں) اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگرچہ تفسیر معالم میں اس کے متعلق لکھا ہے: ''ای صورا من محاس صفر وشبہ وزجاج ورخام وقیل کانوا

یصورون السباع والطیور وقیل کانوا یتخذون صور الملائکة والانبیاء والصالحین فی المسجد لیراها الناس فیزدادوا عبادة لعلها کانت مباحة فی شریعتهم کما ان عیسیٰ علیه السلام کان یتخذ صورا من الطین فینفخ فیها فیکون طیراً باذن الله ’’(یعنی تانبے اور پیتل اور کانسی اور کچ اور پتھر کی صورتیں بناتے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ درندوں اور پرندوں کی تصویریں بناتے تھے اور بعض نے کہا کہ وہ فرشتوں اور نبیوں اور صالح بندوں کی تصویریں مسجدوں میں بناتے تھے تاکہ لوگ ان کو دیکھ کر عبادت میں بڑھیں اور شاید یہ ان کی شریعت میں مباح تھا۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام مٹی کی تصویر بنا کر اس میں پھونکتے تھے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا تھا) اور تفسیر جامع البیان میں ہے: ’’وتماثیل صور الملائکة والانبیاء واتخاذها مباح فی شریعتهم ‘‘(اور تماثیل فرشتوں اور نبیوں کی تصویریں تھیں اور ان کا بنانا ان کی شریعت میں مباح تھا) اور اکلیل فی استنباط التنزیل میں ہے:’’وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسبات قال ابن الفرس احتجت به فرقة فی جواز التصویر وهو ممنوع فانه لنسخ فی شرعنا‘‘(اور تصویریں اور لگن جیسے تالاب اور رنگین جو ایک ہی جگہ پر جمی رہیں۔ ابن فرس نے کہا ہے کہ ایک فقہ نے اس سے جواز تصویر کی دلیل پکڑی ہے اور یہ دلیل صحیح نہیں اس لئے کہ ہماری شرع میں منسوخ ہے) غور وتدبر کرنا چاہئے کہ تفسیر معالم میں بھی بلاسند قیل کہہ کر تصویر سباع وطیور اور پھر قیل کہہ کر صور ملائکہ وانبیاء وصالحین کہہ کر آخر کہا کہ یہ شاید ان کی شریعت میں مباح تھا۔ جیسا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مٹی کی صورت بنا کر اس میں نفخ کرتے اور وہ باذن اللہ طیر ہو جاتا۔ ایسا ہی جامع البیان میں ہے کہ یہ ان کی شریعت میں مباح تھا اور اکلیل میں بھی ابن الفرس سے ایک مجہول الاسم فرقہ کا جواز تصویر میں حجت پکڑنا بیان کر کے فرمادیا کہ یہ منع ہے۔ کیونکہ ہماری شریعت میں منسوخ ہے۔

سو دیکھئے کہ ان تفاسیر میں بھی کسی نے اس کو جائز نہیں کہا تاکہ جواز تصویر پر یہ دلیل ہو سکے۔

پنجم...... پھر کوئی کہتا ہے تصویر وہ ہے جس کا سایہ پڑے اور ہاتھ سے بنائی ہوئی یا کھینچی ہوئی ہو عکسی تصویر تصویر میں داخل نہیں۔ اچھا صاحب فرمائیے کہ پیغمبر صاحب ﷺ جو پردہ پر تصویر بنانے سے ناراض ہوئے تھے ان تصویروں کا سایہ کہاں پڑتا تھا؟ پھر اگر کوئی ہاتھ سے نہ بناوے کسی آلہ سے بناوے تو وہ تصویر نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کو کیا کہیں گے؟ اس طرح تو اگر کسی کفر شرک بدعت توہین اسلام وفسق وفجور کی بھری ہوئی کتاب کا عکس لیا جاوے تو کیا وہ بھی آپ کے نزدیک واجب

العمل جائز ومباح ہوگا؟ کیا بے جان آلون کلون واوزارون کے عملدرآمد کو بھی شرعی حلت وحرمت میں دخل ہے؟ اگر ہے تو اس بناء پر تو جو حرام چیز تو ایجاد آلون اور کلون کے ذریعہ سے بنائی یا پکائی جاوے یا کچھ اور گناہ کا کام کیا جاوے وہ بھی جائز وحلال ہو سکتے ہیں اور اس کے برعکس تاثیر سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ عکسی یا دیگر مطبوعہ کتابیں وکلون کا بنا ہوا پارچہ بھی حرام ہو جاوے اور ظاہر ہے کہ ان امور وہمیہ کو احکام شرعیہ سے کچھ تعلق نہیں۔

ششم…… تصویر کے وعید تو عکسی ہونے کی وجہ سے اور کامل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عکسی تصویر دستی تصویر سے بہت زیادہ صحیح ومکمل ہوتی ہے اور احادیث مطلق شبیہ تصویر جاندار کا ذکر ہے۔ جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ درخت وغیرہ غیر ذی روح ہو تو مضائقہ نہیں۔ غرض احکام شریعت حیلہ حوالہ سے نیست ونابود نہیں ہوسکتی۔

ہفتم…… مرزاقادیانی کے مریدین مرزاقادیانی کی تصویر کی حمایت میں طرح طرح کی باتیں ودلیلیں بناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ روپیہ واشرفی پر تصویر ہوتی ہے۔ اگر تصویر سے کراہت ہے تو اس کو لوگ کیوں گھر میں رکھتے ہیں؟ آئینہ دیکھتے وقت تصویر سامنے آجاتی ہے۔ اس کو بھی نہ دیکھو۔ پانی میں شکل نظر آجاتی ہے۔ اس میں بھی نظر نہ ڈالو۔ انسان کے سامنے جو چیز ہو اس کی تصویر اس کی آنکھوں میں موجود ہو جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

غرض نہی وکراہت تصویر جو آنحضرت ﷺ کی صحیح احادیث میں ہے۔ اس کو خفیف کرنے ومٹانے کی خاطر یہ سب حیلے حوالے پیش کرتے ہیں اور ان عقل کے پتلوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ احکام شرعیہ کے مقابل ان خانہ ساز وسوسون کو مسلمان کب سنتے ہیں؟ پھر یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ یہ سب امور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سید الاولین والآخرین کے وقت موجود تھے۔ آپ آئینہ بھی دیکھتے۔ پانی میں بھی نظر فرماتے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونے سے عکس بھی آنکھوں میں پڑتا اور باینہمہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب کبھی تصویر ہوئی دیا اس کا ذکر ہوتو آپ نے نفرت وکراہت ہی فرمائی اور ان کے دور کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ احادیث میں مفصل ذکر ہے اور یہی آپ کے خلفاء راشدین متبعین کا حال رہا۔ چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ملک شام میں ایک نصاریٰ نے دعوت کر کے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ ہم تمہارے کنسیون گرجاؤں میں تصویروں کے سبب جو وہاں ہوتے ہیں داخل نہیں ہوتے۔

لہٰذا مسلمان تو اسی طریق پر چلیں گے جس چیز سے آپ نے کراہت فرمائی اور منع فرمایا۔ اس سے کراہت کر کے باز رہیں گے اور جس کو آپ نے پسند فرمایا اس کو مرغوب ومحبوب

رکھیں گے۔ اپنے نفس کی خاطر اور اس کی پسندیدگی کے لئے بمقابلہ احکام شرعیہ حیلہ حوالہ کرنے والے کو وہ باغی وسرکش اسلام سمجھتے ہیں۔ باقی رہا پیسہ روپیہ واشرفی پر تصویر کا ہونا۔ سو مسلمانوں کا اس سے کچھ تعلق وواسطہ نہیں اور نہ اس میں ان کی کچھ مداخلت واختیار ومشورہ ہے۔ ان سے اگر کوئی پوچھے تو وہ ہرگز سکون پر تصویر بنانے کی اجازت نہ دیں اور یہی کہیں کہ تصویر کی کوئی ضرورت نہیں۔ لاکھ ہائے کروڑ ہائے سکے بغیر کسی تصویر کے چل چکے ورائج رہے ہیں اور ان پر تصویر کے نہ ہونے سے کبھی کچھ جرح بھی نہیں ہوا۔ اب بھی نوٹ کروڑ ہائے روپیہ کے چل رہے ہیں اور ان پر کوئی کسی قسم کی تصویر نہیں۔ علاوہ ازیں ہر ایک قوم وملت اپنے اپنے مذاق وطریق پر ہے۔ علیٰ الخصوص حکمران وقت اپنے ہی طریق ومذاق کے موافق کاروبار سلطنت چلاتا ہے۔ اس کو ہر امر میں رعایا میں سے کسی کی پسندیدگی وغیرہ پسندیدگی کی پرواہ کہاں ہوتی ہے؟ اور پرواہ ہو بھی تو مختلف المذاہب فرقوں مختلف الرائے ومشورہ کی مطابقت کیونکر ہوسکتی ہے؟ (حالانکہ سرکار انگریزی تواضع قانون کے وقت استفسار رائے رعایا بھی کر لیتی ہے۔ جس کی دوسری سلطنت والے کچھ پرواہ نہیں کرتے) سو چونکہ مسلمانوں کا سکہ مروجہ کی ضرب میں کچھ تعلق ومداخلت نہیں جیسا ہو۔ مثل دیگر رعایا مختلف المذاہب کے وہ بھی اس سے کام چلاتے ہیں اور یہ امر قدرتی واضطراری ہے۔ جیسا کہ ایک دوسرے کی تصویر آنکھوں میں بلاارادہ ضرور آجاتی ہے اور اس پر کسی کا کچھ اختیار نہیں بنا۔ علیہ شرع اسلامی کے رو سے اس پر بظاہر کچھ اعتراض نہیں ہوسکتا۔

ہاں! امور دینی واختیاری میں وہ ضرور ''**ما اتاکم الرسول فخذوہ وماھناکم عنه فانتھوا**'' (جو چیز دے تم کو رسول اس کو لے لو اور جس سے روکے اس سے باز رہو) پر بہرحال عمل کریں گے اور ایک امر منہی عنہ کو ہرگز حیلہ وحوالہ سے خلاف حکم شرع جائز نہ بنائیں گے۔

ہشتم...... پھر صحیح بخاری ومسلم میں کس کثرت وزور سے کراہیۃ وممانعت تصویر میں احادیث وارد ہیں۔ ''**عن عائشة ان النبی ﷺ لم یکن یترک فی بیته شیئا فیه تصالیب (ای تصاویر) الا نقضه (بخاری)**'' (عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں ایسی شئے جس میں تصویریں ہوں بے توڑی نہیں چھوڑتے تھے) ''**وعنها ان النبی ﷺ قال اشد الناس عذابا یوم القیمة الذین یضاھون بخلق الله متفق علیه**'' (اور اسی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سخت معذب لوگوں میں قیامت کے دن وہ ہیں کہ اللہ کی پیدائش کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں) ''**وعن عبدالله بن مسعود قال سمعت رسول الله ﷺ یقول اشد الناس عذابا عند الله المصورون متفق علیه**'' (عبداللہ بن مسعودؓ سے

روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ لوگوں میں سخت عذاب والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مصور ہیں)

صحیحین میں رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ کی آخری بیماری میں ملک حبش کے ایک گرجا کا آپ کے پاس ذکر ہوا اور اس کی زینت وتصاویر کا جو اس میں رکھی تھیں بیان ہوا تو آپ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ یہ لوگ جب ان کی قوم میں کوئی مرد صالح مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنالیتے اور اس میں وہ تصویریں کھینچ لیتے وہ لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب خلقت سے بدتر ہیں۔'' وعن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول کل مصور فی النار یجعل بصورة صورها نفسا فیعذبه فی جهنم قال ابن عباس فان کنت لا بدفاعلا فاصنع الشجر ومالاروح فیه متفق علیه '' (اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مصور آگ دوزخ میں ہوگا۔ اس کے لئے ہر صورت کے عوض جو اس نے بنائی ہے ایک نفس بنایا جائے گا پس وہ اس کو دوزخ میں عذاب دے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو ضرور تا بناوے تو درخت اور اس سے کی تصویر بنائے جس میں روح نہ ہو)

نہم...... مرزا قادیانی ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جلیل القدر صحابی کہہ کر انی متوفیک کے معنی ممیتک اپنے مفید مطلب سمجھ کر پیش فرمایا کرتے ہیں۔ اس لئے اب بھی تصویر کھنچواتے وقت ان کی روایت کی ہوئی حدیث شریف پر کچھ تو خیال فرمایا ہوتا۔

اور یہ جو حدیث ہے:'' وعنها انها کانت قد اتخذت علی سهوة لها ستر افیه تماثیل فهتکم النبی ﷺ فاتخذت منه نمرقتین فکانتا فی البیت بجلس علیهما متفق علیه '' (عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے اپنے گھر کے طاقچہ پر ایک پردہ جس میں تصویریں تھیں لگایا ہوا تھا۔ پس نبی ﷺ نے اس کو پھاڑ دیا۔ پس اس کے دو بسترے بنائے پس وہ گھر میں تھے۔ ان پر بیٹھا کرتے) سو اس کے جواب وبیان میں اوّل تو اس میں کلمہ فهتكته قابل غور ہے۔ جیسا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ معنی'' هتکه قطعه واتلف الصورة التی فیه '' (ہتکہ کے معنی اس کو قطع کر دیا اور وہ صورتیں جو اس میں تھیں تلف کر دیں) دوم حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے:'' قال رسول اللہ ﷺ اتانی جبرئیل علیه السلام قال اتیتک البارحة فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انه کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت قرام سترفیه تماثیل وکان فی البیت کلب فمر برأس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کهیئة الشجرة ومر بالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین

مبنوذتین (ای مطروحتین) توطان (مفروشتین پامال کردہ شوند) ومر بالکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ ﷺ‘‘(فرمایا حضرت ﷺ نے میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ میں آپ کے پاس گذشتہ رات کو آیا تھا مگر مجھے گھر کے اندر داخل ہونے سے اس بات نے روکا کہ دروازہ پر تصویریں تھیں اور گھر میں ایک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں اور گھر میں کتا تھا۔ پس ان تصویروں کو جو دروازہ پر ہیں حکم قطع کرنے کا دے۔ پس ان کی صورت درختوں کی صورت ہو جاوے گی اور پردے کی بابت حکم دے کہ اس کو قطع کر کے دو تکئے پھینکے ہوئے بنائے جاویں جو بچھائے جاویں اور پاؤں میں ملے جاویں اور کتے کے نکالنے کا حکم دے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا) جس کا مضمون احادیث مذکورہ کے مطابق وموافق ہے۔

سوم...... اس کراہت وناراضی رسول اللہ ﷺ پر خیال کریں جس کا اس حدیث میں ذکر ہے۔

’’وعنها انها اشترت نمرقة فيها تصاوير فلما راٰها رسول اللہ ﷺ قام على الباب فلم يدخل فعرفت فى وجهه الكراهية قالت فقلت يا رسول اللہ اتوب الىٰ اللہ والىٰ رسوله ماذا اذنبت فقال رسول اللہ ﷺ ما مال هده النمرقة قالت قلت اشتريتها لک لتقعد عليها وتوسدها فقال رسول اللہ ﷺ ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم القيمة يقال لهم احيوا ما خلقتم وقال ان البيت الذى فيه الصورة لا تدخل الملائكة متفق عليه‘‘(اور عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک نمرقہ یعنی تکیہ یا بچھونا خریدا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دیکھا تو دروازہ پر کھڑے ہوئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ پس میں نے آپ کے چہرہ میں کراہت پا کر کہا یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ نمرقہ کیا ہے۔ عائشہ ؓ کہتی ہے کہ میں نے کہا اس کو آپ کی خاطر خرید کیا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور تکیہ لگائیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان صورتوں کے اصحاب قیامت کے دن عذاب کئے جاویں گے۔ ان سے کہا جاوے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اس کو زندہ کرو اور فرمایا کہ جس گھر میں صورت ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے) وغیرہ! بہت احادیث ہیں جن کے مقابلہ پر کسی دوسرے کے قول وفعل ورائے کی کیا حقیقت ووقعت ہو سکتی ہے؟ جس نے وہ احادیث دیکھنی ہوں وہ کتب احادیث میں دیکھ لے۔ رسول اللہ ﷺ تو تصاویر کے مٹانے کا حکم وتاکید کریں اور مرزا قادیانی اس کو بناویں اور دنیا میں پھیلا کر مع مریدین راضی ہوں۔ یہ عجب اسلام ہے۔

دہم …… پھر مرزا قادیانی کا اپنا قاعدہ تعامل بھی یہاں نسیا منسیا وگاؤ خوردہو گیا۔ مقام غور ہے کہ اس تصویر کا اسلام میں کبھی بھی تعامل ورواج ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا یہ نیا بت ہے کہ باوجود اس قدر نفرت بیزاری وممانعت آنحضرت ﷺ کے آپ اپنے صاحبزادہ کو گود میں لے کر مع جماعت کے تصویر اتروادیں؟ پھر جب مرزا قادیانی کے مسیح علیہ السلام کے معجزات کو جس کا قرآن مجید میں شرح وبسط سے ذکر ہے۔ مسمریزم، عمل الترب، شعبدہ کہہ کر مکروہ قابل نفرت سمجھنے پر اعتراض ہوئے تو مرزا قادیانی نے فرمایا کہ یہ عمل شریعت محمدی ﷺ میں نہ ہونے کے سبب ہم نے اس کو مکروہ وغیرہ کہا ہے۔ تو پھر فرماویں کہ اب یہ امر کیونکر مباح وجائز ہو گیا؟ اوّل تو اس امر کے ہونے کی دوسری شریعتوں میں کوئی دلیل وسند نہیں اور بفرض محال اگر مان بھی لی کہ کسی نبی وپیغامبر علیہ السلام کے وقت کوئی فعل جائز ومباح رہا تب بھی مسلمانوں ومومنوں کو بموجودگی احکام قرآن مجید ’’**ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه وهو فی الاٰخرة من الخاسرین**‘‘(جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہتا ہے تو اس کا وہ دین مقبول نہیں اور وہ آخرت میں زیانکاروں سے ہوگا)’’**کیف یهدی الله قوما کفروا بعد ایمانهم وشهدوا ان الرسول حق وجاء تهم البینٰت والله لا یهدی القوم الظالمین**‘‘(اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کیوں ہدایت دینے لگا جو ایمان لائے پیچھے مگر کفر کرتے اور اقرار کر چکے تھے کہ رسول برحق ہے اوران کے پاس اس کے کھلے ثبوت بھی آچکے اور اللہ تعالیٰ ہٹ دھرم کو ہدایت نہیں دیا کرتا)’’**ما اٰتکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا واتقوا الله ان الله شدید العقاب**‘‘(جو تمہارے پیارے رسول لاوے اس کو لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے)’’**من یطع الرسول فقد اطاع الله**‘‘(جو رسول کی تابعداری کرے۔ پس تحقیق تابعداری کی اس نے اللہ کی) وغیرہ کے سوائے شریعت قرآنی واسلامی واتباع سید الاولین والآخرین ﷺ کسی اور کے فعل وشریعت سے کیا غرض؟ ہاں! مرزا قادیانی نے احکام اسلامی کی ترمیم وتنسیخ پر کمر باندھ کر بیڑا اٹھایا ہے۔ سو دیکھئے انجام کار آپ کو اس کا کیا صلہ وانعام ملتا ہے؟ مولوی صاحب کا مقولہ مدنظر فرماویں۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مرترا

(مرزا قادیانی کو اس قدر مہلت ملنے واس پران کے فخر کرنے کے جواب میں یہ شعر عاجز کو الہام بھی ہو چکا ہے)۔

حلم حق از تو مواساہا کند
چونتواز حد بگذری رسوا کند

یازدہم...... عاجز چونکہ کوئی عالم ومولوی نہیں لہٰذا علمی بحث کو علماء کا حصہ جان کر اس بارہ میں صرف اتنا ہی ظاہر ظاہر مسئلہ عرض کیا ہے۔ جس قدر معلوم تھا اور علاوہ ان سب دلائل کے اس بارہ میں عاجز کو یہ الہام ہوئے ہیں۔ ’’**لقد علمنا المستقدمین والمستغفرین**‘‘ ہم جانتے ہیں کہ وہ مستقدمین طلب سبقت کرنے والے وخواہان مغفرت تھے۔

یہ تو ان مؤمنین صالحین گذشتگان کی تعریف ہے جن کو مرزا قادیانی کی جماعت نے (غالباً آپ کے ایما منظوری وحکم سے) طعن کر کے لفظ پرست معنی ناشناس کہہ کر بے ادبی کی ہے۔ پھر الہام ’’**قتل الخراصون ما اکفرہ من ای شئ خلقہ ثم السبیل یسّرہ ثم اماتہ فاقبرہ**‘‘ ہلاک ہوئے اٹک کرنے والے (یعنی جو اٹکل سے اس کو مباح کرتے ہیں) کیا کفر کیا ہے۔ کیا نہیں جانتا کہ کس چیز سے پیدا کیا اس کو پھر راستہ سہل کیا اس کو پھر مارا اور قبر میں داخل کیا اس کو۔

گویا یہ کائنات ہے تو کس شیخی پر تصویر کھنچوا کر اپنی بزرگی ویادگار قائم کرنا اور بقاء کا طالب ہوتا ہے؟ اس کے بعد الہام ہوا: ’’**فلا ربک لا یؤمنون حتیٰ یحکّموک فیما شجر بینھم**‘‘ قسم تیرے رب کی یہ ہرگز مؤمن نہیں ہوسکتے۔ یہاں تک کہ حکم نہ بناویں تجھ کو (رسول اللہ ﷺ کو) اپنے قضیوں میں۔

یہ اپنے عمل سے راہ صاف کرنے وقضیہ چکانے والوں وغیرہ کے واسطے وعید ہے جو رسول اللہ ﷺ کو حکم اور ان کے فیصلہ کو قطعی نہ مانیں اور اپنی رائے یا عمل وغیرہ سے اس میں ترمیم وتنسیخ کریں۔ وہ ہرگز ہرگز ایمان والے نہیں ہیں۔ مرزا قادیانی ومریدین اس پر بہت غور کریں۔

تاثیر کواکب

۱۶...... صحیحین میں ہے کہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے بارش کے بعد نماز صبح پڑھائی تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے رب تعالیٰ نے کیا فرمایا ہے۔ وہ بولے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اچھا جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی مجھ پر ایمان لاتا ہے اور کوئی کافر ہوتا ہے۔ پس جس نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے بارش ہوئی وہ تو مجھ پر ایمان لانے والا اور ستاروں سے منکر ہے اور جس نے کہا کہ بارش فلاں فلاں سبب سے ہوئی وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان

لانے والا ہے۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اپنی برکت نازل فرماتا ہے تو ایک فریق اس سے کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرماتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ستارے کے فلاں فلاں سبب سے ہوئی۔ ان احکام کے مخالف مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ تمام سیارات کائنات الارض کی تکمیل وتربیت کے لئے ہمیشہ مشغول ہیں۔ تمام نباتات وجمادات وحیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے۔ وغیرہ!

۵...... اب مرزا قادیانی اپنے دعویٰ نیابت نبوت کو اور دوسری طرف اپنے عملدرآمد کو جو حرف بحرف اور لفظ بلفظ مخالف وہدایات رسول اللہ ﷺ ہے دیکھیں اور انصاف سے سوچیں کہ یہ نیابت نبوت ہے و یا سراسر مخالفت وبغاوت ومقابلہ نبوت ہے اور جب منیب کے ہر حکم وہدایت کے سب کچھ خلاف ہی کیا جاوے تو اس کو نیابت کیونکر کہہ سکتے ہیں؟

۶...... صرف چند الہامی فقرے اس کی بغل میں ہوں اور وہ بھی بے ثبوت۔ تعجب وافسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو طریق سلف صالحین کبراء امت، طالبان رضاء الٰہی کا، اعنی الہامات وکشوف پر غرّہ ہونا۔ ان کو ذریعہ معاش وخوش گذرانی دنیا وشہرت وفضیلت خود نہ بنانا۔ بلکہ جو الہام وکشف مخالف احکام کتاب وسنت ہو اس کو بے ثبوت وشیطانی وسوسہ سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا وغیرہ پسند خاطر نہیں۔ اس لئے الہامات کو پوشیدہ بغل میں رکھنے کو عیب جان کر کراہت کرتے ہیں۔ بیچارے کیا کریں۔ ریا، سمع وآفات شہرت جن کا ذکر قرآن مجید وحدیث شریف میں مفصل ہے۔ ان سے واقف نہیں۔ کیونکہ ایسے امور کا سیکھنا وحاصل کرنا ابتدا ہی سے خیال ''ہمچو من دگرے نیست'' متمکن ہونے کے سبب ان کو نصیب نہیں ہوا۔ پھر مرزا قادیانی کے ایسے فقرات مؤمنین منیبین کی توہین وتحقیر کے جواب میں عاجز کو جو الہام ہوا ہے: ''**کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم** '' (بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے) مرزا قادیانی اس پر بھی غور وتامل فرماویں۔ عاجز تو خاکسار بے ذرہ مقدار ہے اور کسی قسم کا دعویدار نہیں۔ لیکن ''**ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعاً وکرھاً والیہ یرجعون** '' (جو آسمان وزمین میں ہیں چاروناچار اسی کے حکم بردار ہیں) ''**وللہ لیسجد من فی السموات والارض طوعاً وکرھاً وظلالھم بالغدو والاٰصال** '' (اور جس قدر مخلوقات آسمان وزمین میں ہیں چار وناچار (سب) اللہ تعالیٰ ہی کے آگے سر بسجود ہیں اور (اسی طرح) صبح وشام ان کے سائے) کے فرمانے والے مالک کی طرف جس کے ارادہ ومشیت سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے خیال فرما کر عاجز مخلوق کی توہین وتحقیر سے باز آ کر ''**التعظیم لامر اللہ والشفقۃ لخلق اللہ**'' پر متوجہ ہوں۔

۷...... مرزا قادیانی کا فقرہ کہ: ’’کیا قوم اور مخالف قوم اس سے تسلی پکڑ سکتے ہیں۔‘‘ کے جواب میں عرض ہے کہ دوسرے عاجزوں اوران کے الہامات کی تو مرزا قادیانی کے سامنے کچھ حقیقت نہیں اور نہ ہی ان کو کسی قسم کا دعویٰ ہے۔ لیکن خود مرزا قادیانی کے الہامات وکارروائی سے قوم ومخالف قوم نے جو اطمینان وتسلی حاصل کی ہے اس کا بھی تو کچھ ثبوت وپتہ ونشان ہونا چاہئے۔ تاکہ عوام مخلوق الٰہی کو معلوم ہو۔ نہ یہ کہ وہ تسلی صرف قادیان میں وہ بھی فقط مرزا قادیانی کے مقبوضات کی چاردیواری میں ہی محدود ومحفوظ رہے۔

فصل نمبر:۱۱۶...... ’’اب میں اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور اگر اس میں کوئی گراں لفظ ہو تو ہر ایک صاحب اور نیز اپنے دوست ملہم صاحب سے معافی مانگتا ہوں۔ کیونکہ میں نے سراسر نیک نیتی سے چند سطریں لکھی ہیں اور میں اس عزیز دوست سے بدل وجان محبت رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا ان کے ساتھ ہو۔ فقط!‘‘ (ضرورۃ الامام ص آخری، خزائن ج۱۳ ص۵۰۲)

جواب...... غنیمت ہے کہ مرزا قادیانی نے اس بے ضرورت مضمون کو ختم کرنا چاہا۔ اگرچہ عادت مستمرہ کے باعث اس زبانی ارادہ کو پورا نہیں کر سکے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے اس رسالہ کے بعد بھی اسی مضمون کے خطوط واشتہارات وغیرہ شائع کرتے رہنے اور اپنے مریدین سے بھی کراتے رہنے سے ظاہر ہے اور اس میں مرزا قادیانی ایک طرح سے معذور بھی ہیں۔ کیونکہ سوائے اس کے ان کو اور کوئی کام وشغل بھی نہیں ہے اور سارے کاروبار وسلسلہ معاش وغیرہ کا مدار بھی اسی کارروائی پر منحصر ہوا۔ ذکر، فکر، مراقبہ، استغراق جانتے ہی نہیں کہ کیا شئے ہے؟ قلب نہ چلے تو کیا زبان وہاتھ بھی نہ چلاویں؟ پھر کریں تو کیا کریں؟

۲...... زبانی معافی کا لفظ بولنا اور ایسا ہی واپس لینے کا لفظ کہنا انگریزی فیشن تو ضرور ہے جس کے ساتھ اگر دلی ارادہ واخلاص نیت نہ ہو تو اہل اسلام کے نزدیک محض فضول وبے فائدہ بلکہ گناہ ہے۔ لہٰذا اسلام میں یہی ہدایت ہے کہ اوّل ہی حزم واحتیاط کر کے زبان سے اسی قدر نکالے جس کا شریعت میں حکم واجازت ہے اور جس کی تعمیل وپابندی پر قادر ہو تاکہ آخر پر بناوٹی ومصنوعی معافی مانگنے ویا الفاظ واپس لینے کی ضرورت ہی نہ پڑے اور اگر نادانستہ ونادیدہ کچھ سرزد ہو جائے تو اس کے لئے معافی وتوبہ واستغفار کا تدارک کرے۔ نہ یہ کہ اوّل برا بھلا کہتے کہتے بس نہ کرے اور جب نامۂ اعمال خوب پر ہو جاوے تو بعد میں منافقانہ۔ معافی مانگنا بھی زبان سے نکال دے۔

۳...... مرزا قادیانی یقین کریں کہ عاجز نے بھی جو کچھ لکھا ہے خیرخواہی ونصیحت، خدمت دینی

واظہار حق کی خاطر ہی لکھا ہے (اور نیت کا حال تو عالم الغیب ہی خوب جانتا ہے) اور وہ بھی اوّل بوجہ مرزا قادیانی کی پتنگ اندازی جس کی ڈور کو عاجز نے بعصائے موسیٰ علیہ السلام کھینچ کر بلندی سے پست کیا۔ جس کا ذکر ص۷۶ پر ہوا اور دوم بباعث بے حد و بے نہایت اصرار وتاکید مرزا قادیانی کے بہ مشیت قادر مختار طوعاً وکرہاً حوالہ قلم ہوا ؎

رشتۂ درگرد نم افگندہ دوست
میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

ورنہ مرزا قادیانی کو خوب معلوم ہے کہ عاجز کبھی ایسے شغل وبحث مباحثہ میں مشغول ومصروف نہیں ہوا اور نہ کبھی محض بفضل وکرم مولیٰ کریم ورحیم اپنی شہرت ناموری کی خواہش میں مبتلا ہوا۔ ’’فالحمدﷲ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما یحب ربنا ویرضیٰ‘‘ بلکہ حق الامر یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی عاجز کی عادت، سکوت، نفرت بحث مباحثہ مخالفت شہرت ورغبت گمنامی وکسمپرسی وغیرہ پر قیاس کر کے اس قدر زور دے دیا۔ کیونکہ ان کو معاملات وتجربہ سے کامل یقین تھا کہ عاجز غلبہ فطرت کے باعث خلاف عادت ہرگز نہیں کرے گا۔ بلکہ نام کے مشتہر ہونے کے ڈر سے گھبرا کر ہماری خوشامد کرے گا۔ جس سے ہم کو لوگوں میں اپنی فوقیت وفضیلت جتلانے کا موقع ہاتھ آئے گا اور اﷲتعالیٰ جل جلالہ کی قدرت ’’یخرج الحی من المیت‘‘ سے بے خبر ہو کر اس طرف مرزا قادیانی کا خیال ہی نہ دوڑا کہ ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علو وغرور توڑنے کو قادر مطلق نے نالائق ہیچمدان سے یہ تحریر اظہار حق وخدمت دین میں کرالی۔

۴…… مرزا قادیانی کی آخری ’’دعا کہ خدا ان کے ساتھ ہو۔‘‘ اس کے لئے عاجز آمین ثم آمین ثم آمین کہتا ہے اور مرزا قادیانی کے اظہار محبت کے عوض بتعمیل ارشاد ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کی دعا کرتا ہے کہ نواب ورحیم مرزا قادیانی کو بھی انابت توبہ واستغفار کی توفیق بخشے۔ گو اس امر کے لئے بہت سعی وکوشش اوّل بذمہ مرزا قادیانی ہے۔

فصل نمبر:۱۱۷…… ’’جب یہ تحریر قریب الاختتام پہنچی تو اس وقت جو الہامات ہوئے وہ یہ ہیں: ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً.

الیوم یئسوا الکافرون عن دینکم کما یئس الکفار من اصحاب القبور. تبارک الذی جاء بہ موسیٰ‘‘ چندبار’’قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لا یاتون ولو کان بعضھم لبعض ظھیراً‘‘ بارہا جس کا مطلب یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے لئے وہ طریق ہدایت جو اس کتاب کے ذریعہ ظاہر کرتا منظور تھا، کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے واسطے اس دین اسلام کو جو تم نے قرآن مجید وحدیث شریف سے نقل کیا ہے پسند کیا۔ آج کافر لوگ یعنی منکرین تمہارے طریق سے ایسے ناامید ہو گئے جیسے کفار اہل قبر یعنی مردوں سے ہوتے ہیں۔ مبارک ہے وہ چیز جس کے ساتھ موسیٰ آیا۔ موسیٰ عاجز کا الہامی نام ہے جس کی تعریف تشریحات وتمثیل’’لکل فرعون موسیٰ‘‘ میں گذر چکی ہے اور مبارک چیز اس کتاب کا نام ہے بوجہ اس کے قرآن مجید وحدیث شرعی کی ہدایات کے موافق ہونے کے۔ پھر اس کے مقابلہ کی ناکامی کا ذکر ہے کہ اگر انس وجن جمع ہو کر ایک دوسرے کی مدد کریں تو اس مجموعہ یا پڑھنے کی چیز کا (جو قرآن کے لغوی معنے ہیں) بباعث موافق ومطابق تعلیم حقہ قرآن مجید وحدیث شریف ہونے کی مثل اس کے ہرگز نہ لاسکیں گے۔ کیونکہ یہ کلام معجز نظام یعنی آیات قرآن رب رحیم واحادیث نبی کریم ﷺ کی نقل ہے۔ بمقابلہ نفسانی وخودتراشیدہ بےسند تحریر کے۔

۲...... پھر بعد اختتام کے یہ الہام ہوئے۔’’واللہ یختص برحمتہ من یشاء. اللھم اخرجنی مخرج صدق. یا ایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذر البیع‘‘ (اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے اذان دی جائے تو یاد الٰہی کی طرف لپکو اور اس وقت بیع (کسب معاش) چھوڑ دو)’’لمن شاء منکم ان یستقیم. لیمیز اللہ الخبیث من الطیب. ترکت فیکم ملۃ حسنۃ. الم ترکیف فعل رب باصحاب الفیل. جعلناہ ھباء منثورا. فما ربحت تجارتھم‘‘ امید رکھ ہر طرح کی داور غفار سے۔’’سلام علیکم کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ‘‘ جن کا خلاصہ ومدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے اختصاص رحمت سے یہ کام کرایا۔ ورنہ عاجز ورفیق ناچیز بے بضاعۃ کی کیا حیثیت وحقیقت تھی۔ پھر موجودہ حالت اشغال دنیوی سے فراغت ہو کر ساعی الیٰ ذکر اللہ عزوجل ہونے کی جز ہے۔ جس کا ظہور انشاء اللہ العزیز وقت مقدر پر ہوگا۔ اذاں بعد کتاب کی تعریف ہے کہ صراط مستقیم کے خواہاں کے لئے موجب ہدایت ہے تو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ خبیث وطیب میں فرق کر دے۔ عاجز کے بعد ملۃ حسنۃ یعنی عمدہ طریق ہے۔ پھر معاندین کی طرف اشارہ

ہے کہ یہ جو فیل کی طرح مست وسرشار ہیں ان کا وہی حال ہوگا جو اصحاب فیل کا ہوا۔ ہم نے اس کو بکھری ہوئی دھول کر دیا۔ پس ان کی تجارت سودمند نہ ہوئی۔ ان سب کے بعد سلامتی ورحمت کی خوشخبری ہے۔ ’’**فالحمدﷲ ولا حول ولا قوۃ الا باﷲ**‘‘

۳...... مرزا قادیانی نے اوّل تو عاجز کے حق میں بہت الفاظ مدح ’’بے شر انسان نیک بخت متقی پرہیزگار وغیرہ تحریر فرمائے۔ اس کے بعد پھر طرح طرح سے خبر لینی شروع کی اور مریدان سے بھی تبرا بازی کرانے لگے۔ لیکن الحمدﷲ علیٰ احسانہ کہ اﷲتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ان امور کے خیالات سے عاجز کو مستغنی فرمایا ہے اور اس بارہ میں الہام ہو چکا ہے۔ ’’**یانار کونی برداً وسلاماً**‘‘ (اے آگ ٹھنڈک وسلامتی بن جا)‘‘

’’**فالحمدﷲ علیٰ ذالک**‘‘ بلکہ حق تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی سخت وسست کہنے میں جس قدر عاجز کی نقص نمائی وعیوب شماری بعد تحریری اظہار اوصاف کے فرماویں گے وہ ہرگز ہرگز پوری نہ کر سکیں گے۔ بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ جس کی میں تہہ دل سے تصدیق کرتا ہوں ؎

بترزانم کہ خواہی گفت آنی
کہ دانم عیب خود چون من ندانی

ہاں! فریب ومکر نفس وشیطان عدو مبین کے دھوکہ کے باعث اﷲتعالیٰ رحیم وکریم کی مہلت حلم ودرگذر سے غرا ہونے کی حالت کا بموجب ارشاد: ’’**ولا یأمن مکر اﷲ الا قوم الکفرون**‘‘ (اﷲتعالیٰ کی تدبیر سے کافروں کے سوا اور کوئی بے خوف نہیں ہوتا) جس کا عاجز کو الہام بھی ہو چکا ہے۔ ضرور ڈر وخوف رہتا ہے۔ جس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ’’**ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب**‘‘ (اے ہمارے پروردگار ہم کو راہ راست پر لائے پیچھے ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے ہم کو رحمت عطاء فرما بے شک تو بڑا دینے والا ہے) ’’**اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا واثرنا علینا وارضنا عنک وارض عنا اٰمین ثم اٰمین**‘‘ (اے اﷲ زیادہ کر ہم کو اور کم نہ کر اور عزت دے ہمیں اور اہانت نہ کر اور عطاء فرما اور محروم نہ رکھ اور ہمیں ترجیح دے اور راضی ہو ہم سے امین ثم آمین)

یہ آخری دعا الہام بھی ہوئی ہے: ’’**اللھم لا تجعلنا من الذین ومع الذین ما اغنیٰ عنھم سمعھم ولا ابصارھم ولا افئدتھم من شئ اذ کانوا یحجدون باٰیات**

اللہ وحاق بھم ما کانوا بہ یستھزؤن اٰمین ’’(اے اللہ نہ کر ہم کو ان لوگوں میں اور ان لوگوں کے ساتھ کہ جن کے کانوں اور آنکھوں اور دلوں نے کچھ فائدہ نہ دیا اور کفایت کیا جب کہ انہوں نے اللہ کی نشانیوں سے انکار کیا اور گھیر لیا ان کو اس شئے کے عذاب نے جس کے ساتھ ہنسی کرتے تھے)‘‘ ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر. ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا واغفرلنا ربنا الیک انت العزیز الحکیم ’’(اے ہمارے رب تجھ پر توکل کیا ہم نے اور تیری طرف رجوع کیا ہم نے اور تیری طرف ہی پھرنا ہے)

اور اس عاجز ناچیز عبد ذلیل کو توفیق رفیق بخش کہ اپنے عہد کو جو الہاماً میرے دل وزبان سے بار بار لیا گیا ہے۔ دل وجان سے کما حقہ پورا کرے۔

مرا عہد یست باجاناں کہ تا جان در بدن دارم
ہوا خواہاں خویش راچو جان خویشتن دارم

’’ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار‘‘

’’واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبینا رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین. آمین‘‘

شکر ہے ختم اب یہ باب ہوا ۔۔۔ جس سے واقصر حق کا باب ہوا
محیی مردہ کی ہے قدرت یہ ۔۔۔ مردہ جو لائق جواب ہوا
باعث اتباع آنحضرتﷺ ۔۔۔ فضل رحمان اور وہاب ہوا
بھیجو صلوٰۃ آں رسولﷺ پہ سب ۔۔۔ ہر بشر جس سے فیضیاب ہوا

قطعہ تاریخ مؤلفہ محبؒ مخلص

عجب مرزا دریں وقت از ضلال وجہل شد گمراہ ۔۔۔ کہ از تعلیم او بعضے ز دیں خارج شدہ ناگاہ
گہے عیسیٰ گہے مہدی گہے پیغمبر ثانے ۔۔۔ بہر نوعی بعالم خویشتن را میدہد افواہ
بزیر جامہ اسلام میدارد تن الحاد ۔۔۔ کسے کو رفت دنبالش بیفتاد آخر اندر چاہ
مسلمانے برائے انتباہ میرزا آخر ۔۔۔ رقم کردہ کتابے محکم ومبسوط باشباہ
چو کردم خوض بہر مصرعہ تاریخ ایں گفتم ۔۔۔ چہ خوش آمد ز عبدالحق رد دشمن حق واہ

۱۸۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

باب سوم

متعلق خط مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی ملحقہ رسالہ کا جواب

۱...... یہ خط جو رسالہ ضرورۃ الامام کے ساتھ ملحق ہے عاجز خاکسار کے نام نہیں اور نہ عاجز اس میں مخاطب ہے۔ وہ خط مرزا قادیانی کے مرید نے اپنے ایک دوست کے نام لکھا ہے۔ اس میں اپنے والدین بھائیوں وغیرہ سے علیحدہ ہوکر امام الزمان کی شناخت کے سبب مہینوں سے قادیان میں دھونی[۱] رمائے بیٹھنا، کچھ اپنے اوصاف متقیانہ زندگی، معائب سے بری ہونا، کتاب اللہ کے معارف اسرار سے بہرہ مند ہونا، پڑھنا پڑھانا۔ ایک معتدبہ جماعت میں مشار الیہ ہونا۔ کتب تفاسیر وتصوف کو پڑھنا وغیرہ۔ پھر کچھ اپنے خیالی امام الزمان کی مدح وثناء بیان کر کے بالآخر اپنی نیکی سے بھری ہوئی صحبتوں کو ان کی نیک دل اور پاک تیاری کو یاد دلا کر اپنے مکتوب الیہ صاحب کی ضمیر روشن اور فطرت مستقیمہ کی خدمت میں سوچنے اور وقت بہت نازک ہونے کی اپیل کی ہے اور اخیر پر ہاتھ میں ہاتھ دینے (بیعت) میں توقف کرنے سے خوفناک تبدیلی پیدا ہونے کا خوف ظاہر کر کے کہا ہے کہ: ’’دنیا کا خوف چھوڑ دو اور خدا کے لئے سب کچھ کہہ دو کہ یقیناً سب کچھ مل جائے گا۔‘‘ گو عاجز کا اس خط سے کچھ تعلق تو نہیں۔ لیکن چونکہ مرزا قادیانی نے مناسبت کی وجہ سے اس کو اپنے رسالہ کے ساتھ ملحق فرمایا ہے۔ لہٰذا اس کے ضمن میں کچھ اس کی حقیقت ظاہر کرنا بھی مناسب ہے۔ سو مختصر عرض ہے۔

۲...... کہ گو عاجز تو کاتب صاحب کے حالات سے واقف نہیں۔ مرزا قادیانی کے طفیل ہی ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ تاہم وہ ایسے مشہور ومعروف ہیں کہ بہت لوگ ان سے ان کے خاندان سے اور ان کے ابتدائی حالات سے جب کہ ان کا سیالکوٹ مشن سکول سے اور پھر سرسید بالقابہ وغیرہ سے تعلق تھا۔ خوب واقف ہیں اور اب تو وہ مولوی صاحب کہلاتے ہیں۔ قادیان میں

[۱] ایسے الفاظ اکثر مشرک بت پرست ہندو نہاد ہو بولتے ہیں۔ قرآنی شرعی اسلامی مذاق والے ان مشرکوں کی تقلید ہرگز نہیں کرتے۔ لیکن حق یہ ہے کہ ان کا یہ کام ہی ایسا ہے جو فی الواقع انہی الفاظ میں ادا ہونے کے لائق ہے۔

مرزا قادیانی کے یہاں جیسا ان کا قدر ومنزلت ہی ویسا کسی اور کا نہیں۔ مرزا قادیانی وجماعت کے پیش امام وہ ہیں۔ اخبار الحکم وغیرہ جس میں اکثر انہی کے اپنے مضامین ہوتے ہیں اس میں مشتہر کیا جاتا ہے کہ ان کی دعا: ’’واجعلنا للمتقین اماما‘‘ (اور ہم کو متقیوں کے واسطے امام بنا) قبول ہوگئی۔ گویا وہ امام المتقین ہوگئے۔ مرزا قادیانی کے احکام وخطوط نویس وہ ہیں۔ مدحیہ مضامین نویس جو الحکم وغیرہ میں دربارہ تعریف وتوصیف امام الزمان وجماعت نکلتے ہیں وہ ہیں اور پھر مجلس میں مرزا قادیانی کے حقائق ومعارف کی داد دے کر مدح وثناء کا بھاری کام بھی انہوں نے سنبھال رکھا ہے۔ جیسا اخبار الحکم مورخہ ۳۰/جون ۱۸۹۹ء میں فرمایا: ’’اے میرے مرشد میرے آقا مسیح موعود اللہ تعالیٰ کا سلام تجھ پر ہو۔ اے احمد، اے مسیح، اے مہدی، اے آدم، اے نوح، اے ابراہیم، اے یوسف، اے موسیٰ، اے عیسیٰ، اے فاروق خدا کی رحمت تجھ پر ہو۔‘‘

۳...... بظاہر مولوی صاحب پر بہت کام ومحنت ہے اور ان میں ان کا بہت دماغ خرچ ہوتا ہے۔ باوجودیکہ ضعف بصارت ضعف دماغ اور جسم وزنی ہو جانے سے قیام ورفتار میں تکلیف کی شکایت بھی مزید براں ہے۔ لیکن مولوی صاحب کے جوش تقریر وعشق گویائی کو یہ[1] امور مانع نہیں ہیں۔ ادھر مرزا قادیانی وجماعت کی طرف سے بھی مولوی صاحب کی خدمت تواضع غور وپرداخت میں کسی قسم کی کمی وکوتاہی نہیں۔ الائچی تک اگر آدھی رات کو وہ مانگیں تو مرزا قادیانی خود اپنے ہاتھ سے اسی وقت حاضر کرتے ہیں۔ جیسا کہ عاجز کی روبرو خود مولوی صاحب نے بیان کیا تھا۔ باوجودیکہ خدمتگار بھی ان کی خدمت کو ہر وقت موجود رہتے ہیں اور مرزا قادیانی سے بھی بڑھ کر ان کا حکم مانا جاتا ہے اور یہ شاید اس لئے بھی ہو کہ علاوہ رونق مجلس مداح وغیرہ ہونے کے امام، امام الزمان بھی تو ہیں اور دیگر ادویہ مقوی دماغ واعصاب مثل کولو۔ مرکب فولاد، کونین وکچلہ تریاق الٰہی وغیرہ کا کچھ حد وحساب نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو خود بھی اکثر ان کا استعمال رہتا ہے اور مولوی صاحب بھی ہر وقت حاجت مند پاس ہی ہوتے ہیں۔

۴...... چنانچہ عاجز کے سامنے کا ذکر ہے کہ مرزا قادیانی نے جب عاجز کے رفیق السفر سے فرمایا کہ یہ انگریزی دواء کولو، مقوی اعصاب وغیرہ ہونے کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ تم بھی پی کر

[1] بیچارے کیا کریں۔ مصروفیت ذکر اللہ کی تعلیم ونسبت نہیں۔ احادیث فضیلت صحت وترک مرأواہل اللہ کے اقوال ؎

دل زپر گفتن بمیرد در بدن
گرچہ گفتارش بود در عدن

کا مذاق وپرواہ نہیں۔

دیکھو۔اس پر رفیق نے کچھ ذرا تأمل کیا تو مولوی صاحب نے فوراً فرمایا کہ مجھے دو جس کو ضعف اعصاب وغیرہ کے سبب بہت حاجت ہے۔اس پر مرزا قادیانی نے وہ دوا ان کو پلا دی۔لاہور میں واپس آ کر عاجز نے اس دوا کے خواص کی بابت اپنے ایک دوست انگریزی دوافروش سے تفتیش کی تو اس نے کہا کہ:''تم اس کو کیوں پوچھتے ہو اس میں تو شیری شراب ہوتی ہے۔''فقط!

۵...... ایسا ہی مرزا قادیانی کے عقیدت مند مریدین وجماعت بھی ان کی خدمت میں قاصر نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی خدمت کے ساتھ ہی مولوی صاحب کی بھی خدمت کرتے ہیں۔مثلاً مرزا قادیانی کے واسطے جب پارچات پوشیدنی تیار ہوتے ہیں تو ان کے ہمراہ مولوی صاحب کے واسطے بھی ساتھ ہی ساتھ بنتے ہیں وغیرہ!

اور شاید انہیں خدمات پر قیاس کر کے مولوی صاحب نے اپنے دوست کو لکھا ہے کہ دنیا کا خوف چھوڑ دو اور خدا کے لئے سب کچھ کہہ دو کہ یقیناً سب کچھ مل جاوے گا۔کیونکہ مولوی صاحب کا ذاتی تجربہ ہے۔مگر یہ معلوم نہیں کہ آیا اس دوست کے موجودہ حالت ویسی ہیں جیسی کہ مولوی صاحب کی دھونی زمانے سے پہلے تھی ویا کچھ فرق ہے؟اگر ویسی ہی ہو اور ان کو یقین بھی ہو کہ مولوی صاحب کی طرح ان کی قدر بھی تابزیست ویسی ہی ہوگی تو تو یہ دعوت قابل قبول ہے۔بشرطیکہ خوف خدا مانع نہ ہو۔

۶...... مرزا قادیانی جس طرح دلسوزی سے ویا کسی اور غرض سے مخلوق الٰہی پر شفقت ومہربانی کر کے ان کو اپنی بیعت وغلامی میں داخل ہونے کے لئے وقتاً فوقتاً دعوت کرتے اور دن رات اسی فکر میں رہتے ہیں۔اس طرح مولوی صاحب نے بھی اپنے دوست مکتوب الیہ کو اپنے ساتھ ہمدرد بننے اور مرزا قادیان کی بیعت وجماعت میں داخل ہو کر زندہ ایمان وگناہ سوز آگ حاصل کرنے کو دعوۃ کی اور رغبت دلائی ہے اور حق یہی ہے کہ اگر ایسا ایمان حاصل ہو جاوے تو اور کیا چاہئے؟لیکن مولوی صاحب کو اب جو نعمت وحالت میسر ہے ظاہر ہے کہ ان کو اپنے گھر سیالکوٹ میں جہاں وہ بہت قلیل تنخواہ پر مشنری پادریوں کے کئی برسوں تک مخالف اسلام مدرسہ میں ملازم رہے وہاں یہ حالت آسودگی وخاطر تواضع کبھی ان کو خواب میں بھی نہ آئی ہوگی اور ایسی حالت میں ہو کر جو کچھ دوسروں پر اثر ہو سکتا ہے وہ تو ہوا ہی ہوگا۔لیکن حق تو یہ ہے کہ اگر مولوی صاحب اس حالت میں ہو کر جو پسند ومعمول بہ ہادی جن وانس تھی جو حالت سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر بن خطابؓ کی تھی۔جو حالت مہاجرین اصحاب صفہ وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بحالت حاضری خدمت اقدس ﷺ تھی۔یعنی اصحاب صفہ وغیرہ کے بدن پر سوائے ستر عورت کوئی پارچہ

نہیں۔ کوئی مسکن نہیں۔ کھانے پینے کا کچھ اہتمام نہیں۔ روزے شروع ہیں تو بس نہیں۔ نماز قرآن ذکر اللہ غرض سوائے عبادات وحصول رضائے رب العالمین اور کوئی شغل وشی مدنظر نہیں۔ جیسا ابوسعید الخدریؓ فرماتے ہیں: ’’قال جلست فی عصابة من ضعفاء المهاجرین وان بعضهم لیستتر ببعض من العری‘‘ (کہا میں مہاجرین ضعفا کی ایک جماعت میں بیٹھا اور ان کا بعض عریانی کے سبب بعض کی اوٹ لیتا اور چھپتا) اور سرور عالم ﷺ نے ان کو فرمایا: ’’ابشروا یا معشر صعا لیک المهاجرین بالنور التام یوم القیامة تدخلون الجنة قبل اغنیاء الناس بنصف یوم وذلک خمسماة سنة‘‘ (اے مہاجر فقیروں کے گروہ تم قیامت کے دن نور تام سے خوش ہو۔ تم بہشت میں دولت مند لوگوں سے آدھا دن پہلے داخل ہوگے اور وہ آدھا دن پانچ سو سال ہے) ’’عن ابی هریرةؓ لقد رایت سبعین من اصحاب الصفه ما منهم رجل علیه رداء اما ازا روا ماکساء قدر بطوا فی اعناقهم فمنها ما یبلغ نصف الساقین ومنها ما یبلغ الکعبین فیجمعه بیده کراهة ان تریٰ عورته‘‘ (ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر آدمیوں کو دیکھا کہ ان میں سے ایک کے لئے بھی چادر نہ تھی یا تہہ بند تھا اور یا لوئی جس کو اپنی گردنوں پر باندھا ہوا تھا بعض کے تو نصف پنڈلی تک پہنچتی اور بعض کے ٹخنوں تک اور وہ اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ رکھتے تاکہ شرم گاہ ظاہر نہ ہو) کھانے کا یہ حال: ’’اذا اصابهم جوع فاعطاهم رسول اللہ ﷺ تمرة تمرة‘‘ (جب ان کو بھوک لگتی تو رسول اللہ ﷺ ایک ایک کھجور دیتے) ابن عمرؓ فرماتے ہیں: ’’ما شبعنا من تمر حتی تحنا خیبر‘‘ (اور ہم کھجوروں سے خیبر کے فتح ہونے تک سیر نہیں ہوئے) ’’عن ابی طلحةؓ قال شکونا الیٰ رسول اللہ ﷺ الجوع فرفعنا عن بطوننا عن حجرٍ حجرٍ فرفع رسول اللہ عن بطنه حجرین‘‘ (ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹوں سے ایک ایک پتھر اٹھایا تو رسول اللہ ﷺ نے دو پتھر اٹھائے)

پھر حضرت سرور عالم ﷺ صحابہ کو تاکید فرماتے: ’’ایاکم والتنعم فان عباداللہ لیسوا بالمتنعمین‘‘ (تم اپنے آپ کو تنعم (خوش گذرانی) سے بچاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بندے متنعم نہیں ہوتے) صحابہ سے سوال کسی سے نہ کرنے کی بیعت لیتے اور ’’لا حول ولا قوة الا باللہ‘‘ کثرت سے پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ اخفاء حاجت وبھوک کے واسطے تعلیم فرماتے: ’’عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من جاع اواحتاج فکتمه الناس کان

حقا علی اللہ عزوجل ان یرزقہ رزق سنة من حلال ‘‘(ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھوکا یا محتاج ہوا اور وہ اس کو لوگوں سے چھپاوے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو ایک برس بھر رزق حلال دے)’’قال رسول اللہﷺ ان اللہ یحب عبدہ المومن الفقیر المتعفف ابا العیال ‘‘(رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے مومن فقیر سوال سے بچنے والے عیال دار کو دوست رکھتا ہے) مال وزیور کا تو کیا ذکر بلکہ ذکر ہے: ’’عن ابی امامة ان رجلا من اھل الصفة توفی وترک دینار افقال رسول اللہﷺ کیة‘‘ (ایک آدمی اہل صفہ سے فوت ہوا اور ایک دینا چھوڑے تو رسول اللہﷺ نے فرمایا ایک داغ ہے۔ پھر دوسرا دنیا چھوڑ کر فوت ہوا تو فرمایا دو داغ ہیں)’’قال ثم توفی اٰخر فترک دینارین فقال رسول اللہﷺ کیتان ‘‘(کسی نے کہا ہے کہ یہ اس لئے فرمایا کہ ظاہری دعویٰ وحالت فقر کے خلاف ایک دو دینار بھی کیوں باقی چھوڑے؟) اور زہد کے واسطے فرمایا:’’ازھد فی الدنیا یحبک اللہ وازھد فیما عند الناس یحبک الناس ‘‘(دنیا میں بے رغبتی اختیار کر اللہ تعالیٰ تجھے دوست رکھے گا اور اس شئے میں جو لوگوں کے پاس سے بے رغبتی کر تجھے لوگ دوست رکھیں گے)

شمولوی صاحب کو سید عبداللہ صاحب غزنویؒ کی صحبت کیمیا خاصیت نصیب ہوتی۔ تا ان سب احکام کے عملی نمونہ ان کے اصحاب ودرویشوں میں آنکھوں سے دیکھتے۔ غرض یہی حالات ہیں جن کی تاثیرات نے تمام دنیا پر اثر ڈال کر منوا دیا تھا کہ یہ روحانیت اور للّٰہیت کا ذائقہ ہے جس کے آگے سب ذائقہ وعیش ہیچ وگرد ہیں ۔

ای خنک آنرا کزین ملکت بجست
کہ اجل این ملک را ویران گرست

اور صحابہ کرامؓ پر اس حالت زہد کا یہاں تک اثر تھا کہ سلطنت وحکمرانی کی حالت میں بھی وہ اثر زائل وکم نہ ہوا۔ کیونکہ ان کو صحبت بابرکت کیمیا خاصیت سید الزاہدینﷺ میں یہ مسئلہ ذہن نشین ہو چکا تھا ۔

ابنیار اکار عقبی اختیار
جاہلان را کار دنیا اختیار

سو اگر مولوی صاحب بھی زیادہ نہیں دو تین برس ہی اس حالت میں گزار کر اور اس رنگ سے رنگین ہو کر دوسروں کو دعوت فرماتے تو لوگوں پر ان کا صدق واخلاص ظاہر ہو جاتا اور پھر

لوگ بھی امید کہ خودبخود ایسے گرویدہ ہوتے کہ بن بلائے ایمان وروحانی ذائقہ کی چاشنی دیکھ کر دوڑے چلے آتے۔ لیکن جہاں ان حالات وامور کا نام ونشان بھی نہ ہو تو وہاں مولوی صاحب یہ رنگ کہاں سے لاویں؟ اور اب جس حالت افسری وکمانیری میں مولوی صاحب فی الحال وہاں رونق افروز اور زیب محفل ہیں اور دیگر احباب کو بھی ایسی حالت کے واسطے دعوت کرتے ہیں تو ایسی حالت کے واسطے طالبان رضا الٰہی ودارالآخرۃ جن کی نظر میں آسودگی دنیا کی کچھ حقیقت نہیں رکھتی کم راغب ہوں گے بلکہ نہیں ہوں گے۔ ہاں! عاشقان خوش گذرانی جیسا کہ عام کا حال ہے۔ بے شک ایسی زندگی کو جس میں سوائے تحریری وتقریری مدح سرائے بسورنے ودادو دینے کے اور کوئی تکلیف اور کسی قسم کے کھانے پینے وغیرہ کا فکر نہ ہو۔ کیوں ناپسند کرنے لگے؟ بلکہ اغلب ہے کہ فریفتہ ہوں ؎

مال دنیا دام مرغان ضعیف
ملک عقبیٰ دام مرغان شریف
چش کودک ہیچو خردر آخرست
چشم عاقل درحساب آخرست

۷…… بہرحال اگرچہ مولوی صاحب کے مدارات وخاطر تواضع بھی بہت ہوتی ہے پر مولوی صاحب نے بھی جو کام مرزاقادیانی کی حمایت میں تقویٰ وخشیت اللہ کو بالائے طاق رکھ کر مسلمانوں کو برا بھلا کہنے وگالیاں نکالنے، تبرہ بازی کرنے کا اپنے ذمہ لیا ہوا ہے وہ بھی کچھ کم نہیں اور یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کہ ترازو میں کون سا پلہ بھاری نکلے؟ خیر چونکہ عاجز کا ان امور سے کچھ تعلق نہیں۔ لہٰذا ارشاد: ''ولا تزروازرۃ وزر اخریٰ''(کوئی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا) کو جو خاکسار کو ایک موقع پر الہام بھی ہوا تھا۔ مدنظر رکھ کر اس مضمون کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ لیکن ایک سوال عاجز کے دل میں بار بار کھٹکتا ہے۔ بنابراں معافی مانگ کر دریافت کرتا ہے۔ بایں التجاء کہ اس کا جواب ایمان ووجدان صحیحہ کے موافق عطاء فرماویں اور وہ یہ ہے۔

۸…… مرزاقادیانی کی مولوی صاحب پر کمال درجہ کی نظر عنایت اور محبت ہے اور دوسری طرف مولوی صاحب بھی بظاہر ایسے گرویدہ ومفتون ہیں کہ گویا فنافی الشیخ ہو چکے ہیں۔ خدمات بھی بہت ان کے سپرد ہیں۔ جس کو بظاہر وہ نہایت محنت وخوشی سے اپنا کام سمجھ کر بجالاتے ہیں اور خدمات اکثر تو دماغی ونظری ہیں۔ جیسے خطوط ومضمون نویسی تقریر وعظ وغیرہ اور بعض خدمات جسمی ہیں۔ جیسے امامت وخطبہ وغیرہ جو کھڑے ہو کر کرنے پڑتے ہیں اور ان ہی امور کے لئے مولوی

صاحب شکایت کیا کرتے ہیں۔ یعنی ضعف دماغ ضعف بصارت اور ضعف زیرین حصہ جسم کی سو ضعف دماغ کے واسطے ادویہ اور ضعف ونقص بصارت کے واسطے چشمہ کا گو استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس سے اصلی نقص دور نہیں ہوسکتا۔ ایسا ہی ضعف ونقص زیرین حصہ جسم کا حال ہے کہ اس کی شکایت بھی کسی لاٹھی وعصاء وغیرہ کی استعمال سے بکلی رفع ہونے والی نہیں۔ پس یہ ہر دو نقص روحانی طور پر شافی مطلق اللہ جل جلالہ کے فضل ہی سے دور ہوسکتے ہیں۔

۹...... مرزاقادیانی کو مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام، مہدی، مجدد، محدث وغیرہ ہونے کے علاوہ اقتداری معجزات نصرت الیہ واستجابت دعوات کا ایسا دعویٰ ہے کہ بموجب ان کے اپنے قول کے تیس ہزار سے زیادہ تو ان کی دعائیں قبول ہوچکی ہیں اور ان کی محبت وفا عزم لاینفک سے بھری ہوئی دعاؤں سے ملا اعلیٰ میں شور پڑ جاتا ہے۔ محویت کے تضرعات سے آسمانوں میں ایک دردناک غلغلہ پیدا ہوکر ملائک میں اضطراب ڈالتا ہے۔ ان کے اقبال علی اللہ کی حرارت یعنی خداتعالیٰ کی طرف سخت توجہ کی گرمی آسمان پر کچھ بنانا شروع کر دیتی ہے اور تقدیریں بدلتی ہیں۔ الٰہی ارادے اور رنگ پکڑتے ہیں اور اخیر پر صفحہ۱۲ ضرورۃ الامام میں فرمایا کہ ؎

این دعائے شیخ نے چون ہر دعاست
فانی است ودست اودست خداست

گویا کہ اپنے سے فانی ہوکر اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ کے آگے دعا کرتے ہیں تو ایسی حالت میں قبولیت میں کیا شک ہوسکتا ہے؟

۱۰...... ادھر مولوی صاحب نے اپنے مضمون دعا مشتہرہ اخبار الحکم ۱۷؍اگست ۱۸۹۹ء میں لکھا ہے کہ: ''دعا مضطر کی قبول ہوتی ہے۔'' لوگوں کو نصیحت کر کے کہا ہے کہ قبولیت دعا کی شرائط کے حصول اور اسباب معینہ معلومہ کے جمع آوری کا نشان کسی شخص میں یہ ہے کہ اس کو خداتعالیٰ سے توفیق مل جاوے کہ وہ خلیفۃ اللہ لسان اللہ علیہ السلام کے زیرنظر رہے۔ یہاں تک کہ خود خداوند کریم اس داعی کی توجہ اس کی طرف پھیر دے۔ وغیرہ!

پھر مرزاقادیانی کا فرمان بیان کیا ہے کہ دعا نہایت نازک امر ہے۔ اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی وداعی میں ایسا رابطہ مستحکم ہو جاوے کہ اس کا درد اس کا درد ہو جاوے۔ وغیرہ!

غرض مولوی صاحب تو خود ان امور کے عالم وواقف ہیں اور مرزاقادیانی کے زیرنظر بھی ایسے کہ دوسرا کوئی نہیں ہے اور رابطہ بھی مرزاقادیانی سے ایسا محکم کہ کسی اور کا ایسا نہیں اور کام بھی وہ مرزاقادیانی کی تائید کا بقول مرزاقادیانی دن رات دینی خدمت ہی کرتے ہیں۔ جس کے

واسطے مرزا قادیانی اپنے اندر تحریک پاتے ہیں۔ گویا سب امور مہیا وموجود ہیں۔

۱۱...... پھر آئینہ کمالات اسلام میں مرزا قادیانی نے اقتداری معجزات کے بیان میں رسول اللہ ﷺ کے دوسرے معجزوں کے ساتھ ایک یہ معجزہ بھی بیان فرمایا ہے کہ آپ نے بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جاپڑے تھے۔ اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا اور بھی بہت کام اپنی ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔

پھر مرزا قادیانی نے لکھا ہے اور ہمارے ہادی ومقتدا ﷺ نے یہ اقتداری خوارق نہ صرف آپ ہی دکھلائے۔ بلکہ ان خوارق کا ایک لمبا سلسلہ روز قیامت تک اپنی امت میں چھوڑ دیا۔ جو ہمیشہ اور ہر زمانہ میں حسب ضرورت زمانہ ظہور میں آتا رہے اور اس دنیا کے آخری دنوں تک اسی طرح ظاہر ہوتا رہے گا اور الٰہی طاقت کا پرتوہ[1] جس قدر اس امت کی مقدس روحوں پر پڑا ہے اس کی نظیر دوسری امتوں میں ملنی مشکل ہے۔

اور اس میں کچھ کلام نہیں کہ مرزا قادیانی کو تمام امت سے بلکہ بعض انبیاء علیہم السلام سے بھی اعلیٰ افضل وبرتر ہونے کا دعویٰ ہے اور اس لئے الٰہی طاقت کا پرتوہ بھی ان میں سب سے بڑھ کر ہونا بموجب ان کی اپنی قرارداد کے ضروری ہوا۔ پھر مرزا قادیانی نے فرمایا کہ: ’’اب ان تحریرات سے ہماری غرض اس قدر ہے کہ لقاء کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کے تموج کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایسے شخص کی گہری صحبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ اقتداری خوارق مشاہدہ کرے گا۔ کیونکہ اس تموج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلی طور پر انسان میں آجاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے اور بسا اوقات وہ بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس پر کوئی وبال نازل ہو جاتا ہے اور کسی کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مورد رحم ہو جاتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کا کن دائمی طور پر نتیجہ مقصود کو بلا تخلف پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی اس کا کن بھی اس تموج کی حالت میں خطا نہیں جاتا۔‘‘

اور جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ان خوارق کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ یہ شخص شدت

[1] مرزا قادیانی الٰہی طاقت کا پرتوہ اور تموج کی حالت میں کن خطا نہ جانا امتیوں اور خود بدولت کے واسطے تو ثابت کرتے ہیں۔ لیکن نبی الوالعزم مسیح علیہ السلام کے واسطے ان کو محال جانتے ہیں۔ یہ عجیب سمجھ وعقل ہے۔

اتصال کی وجہ سے خداعزوجل کے رنگ سے ظلی طور پر رنگین ہو جاتا ہے اور تجلیات الٰہیہ اس پر دائمی قبضہ کر لیتی ہیں اور محبوب حقیقی حجب حائلہ کو درمیان سے اٹھا کر نہایت شدید قرب کی وجہ سے ہم آغوش ہو جاتا ہے اور جیسا کہ وہ خود مبارک ہے ایسا ہی اس کے اقوال وافعال وحرکات وسکنات اور خوارک وپوشاک اور مکان وزمان اور اس کے جمیع لوازم میں برکت رکھ دیتا ہے۔ تب ہر ایک چیز جو اس سے مس کرتی ہے بغیر اس کے جو یہ دعا کرے برکت پاتی ہے۔ اس کے مکان میں برکت اس کے دروازوں کے آستانے برکت سے بھرے ہوئے اس کے گھر کے دروازوں پر برکت برستی ہے جو ہر دم اس کو مشاہدہ ہوتی ہے اور اس کو خوشبو آتی ہے۔ جب یہ سفر کرے تو خدا تعالیٰ مع اپنے تمام برکتوں کے اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جب یہ گھر میں آوے تو ایک دریا نور کا ساتھ لاتا ہے۔ غرض یہ ایک عجیب انسان ہوتا ہے جس کی کنہ بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

۱۲...... اب ظاہر ہے کہ ان سب مراتب وحالات ودرجات کا مصداق مرزا قادیانی خود بدولت ہی کو قرار دیتے ہیں اور کسی دوسرے کو اپنے برابر یا ان مراتب میں حصہ پانے والا نہیں سمجھتے۔ ادھر مولوی صاحب کی صحت گویا ان کی اپنی صحت ہے اور خدانخواستہ مولوی صاحب کی صحت کی بظاہر کچھ بہت ردی حالت بھی نہیں۔ کوئی چیز بالکل مفقود نہیں جو از سر نو پیدا کرنی پڑے۔ اگرچہ بدعویٰ اعجاز متذکرہ بالا مرزا قادیانی کے کسی چیز کا از سر نو پیدا کرنا بھی کچھ مشکل نہیں معلوم ہوتا۔ مولوی صاحب کی صرف ایک آنکھ میں نقص بصارت اور ایسا ہی کچھ خلل فقط ایک ٹانگ میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک طرفۃ العین میں دور ہو سکتا ہے۔ اس لئے سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے یہاں جو ان اقتداری حالات کرامات وبرکات کا دریا بلکہ سمندر موجزن ہے تو کیا وجہ کہ محبت ووفا عزم لاینفک سے بھری ہوئی۔ ملاء اعلیٰ میں شور ڈالنے والے دعاؤں آسمانوں میں دردناک غلغلہ ملائک میں اضطراب ڈالنے والی تضرعات اور تقدیریں بدلنے والی اور ارادہ الٰہی کو دوسرے رنگ میں کرنے والی اقبال علی اللہ کی حرارت اور ؎

ایں دعائے شیخ نے چون ہر دعا ست
فانی است ودست اودست خداست

اور کن جو تموج ومد کی حالت میں خطا نہ جانے والا جیسا کہ خدا تعالیٰ کا کن دائمی طور پر نتیجہ مقصودہ کو بلاتخلف پیدا کرتا ہے تو ان سب کے فیض وبرکت سے مولوی صاحب بیچارے باوجود اس قدر قرب محبت عزیز منظور نظر حاضر باش دستور معظم نائب بلکہ بحالت نماز امام اور دن

رات دینی خدمات میں مستغرق ومصروف ہونے کے کیوں محروم رہیں؟ اور ان شکایات مرقوم الصدر سے بتوجہ وبموجودگی ایسے امام الزمان عظیم الشان کے جس کے نشان ومعجزات بموجب ان کے دعاوی کے سیدنا مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی کئی درجہ زیادہ بڑھ کر ہوں۔ جیسا مرزاقادیانی نے خودلکھا ہے کہ: ’’مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مرگئے۔ مگر جوشخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔‘‘ (ازالہ ص۲)

پھر ایک ہزار روپیہ انعام دینے والے اشتہار ۱۴؍جنوری ۱۸۹۷ء میں لکھا کہ: ’’میرا یہ بھی دعویٰ ہے کہ یسوع کی پیش گوئیوں کی نسبت میری پیش گوئیاں اور میری نشان زیادہ ثابت ہیں۔‘‘ پس ایسے دعویدار امام الزمان کی صحبت میں مولوی صاحب کیوں شفایاب نہ ہوں؟ اور اس برکت وفیض سے ان کو محروم رکھنا مرزاقادیانی کیوں پسند فرماویں؟

۱۳...... حسب ارشاد مرزاقادیانی کہ: ’’اس کا رحم خداتعالیٰ کا رحم اور اس کا غضب خداتعالیٰ کا غضب ہوجاتا ہے اور بغیر دعا کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہوجائے تو وہ پیدا ہوجاتی ہے۔‘‘

تو مرزاقادیانی کو بلحاظ ان کی خدمات ومحبت کی بلا درخواست ان کے ان پر نظر رحم چاہئے تھی تاکہ یہ نقص بصارت خلل زیریں حصہ جسم دور ہوکر مرزاقادیانی کی ظاہری باطنی اتباع ونیابت نبوۃ کا جس کے مرزاقادیانی دعویدار ہیں۔ نیز مشابہت معجزہ رسول اللہﷺ کا بین نشان ہوتا۔ جس کی نسبت ابھی مرزاقادیانی نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک صحابی کی آنکھ کے ڈیلے باہر جاپڑے ہوئے۔ اپنے ہاتھ مبارک سے درست کر دیئے تھے اور دوسرا معجزہ متعلق درستی ٹانگ جو مرزاقادیانی نے نہیں لکھا وہ مناسبت کی وجہ سے عاجز عرض کرتا ہے کہ رسول اللہﷺ کے ہاتھ مبارک سے ایسا کئی مرتبہ ہوا ہے۔ چنانچہ محمد بن مسلمۃؓ جب رسول اللہﷺ کے ایک کام پر گئے اور گر پڑنے سے ان کا پاؤں ٹوٹ گیا تو آپﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ بالکل صحیح درست ہوگیا۔ اسی طرح عبداللہ بن عتیک کی پنڈلی ٹوٹ گئی تو آپ کے ہاتھ مبارک لگانے سے بالکل شکایت نہ رہی۔ ایسا ہی سلمۃ بن الاکوع کی ساق کو ایسی ضرب لگی کہ لوگوں نے کہا کہ مرگیا۔ لیکن آپ کے دم کرنے سے وہ بالکل تندرست اور صحیح ہوگئے۔

۱۴...... اور اگر مرزاقادیانی کی بوجہ استغراق واقبال علے اللہ مولوی صاحب کی ان تکالیف پر نظر ہی نہیں پڑی اور اس طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔ (جس کا ایک ہی مکان میں دن رات باہم سکونت کے لحاظ سے ہرگز باور نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مرزاقادیانی ادویات بہم پہنچانے کی تکلیف کے علاوہ بعض اوقات اپنے مضامین پڑھ کر جلسوں میں سنانے کے واسطے ان کے لئے دعائیں بھی کیا

کرتے ہیں) تو کیا مولوی صاحب بھی ایسے راضی برضائے الٰہی ہیں کہ اس اپنی صحت ورفع نقص کے واسطے جو اگر دور ہو جاوے تو دینی کام بہ نسبت حالت موجودہ کے زیادہ کر کے زیادہ ثواب کے مستحق ہوں۔ وہ خود بھی کبھی اس کے خواہشمند ومستدعی نہیں ہوئے؟ نہایت تعجب ہے کیونکہ مومن کامل تو دینی خدمات وحصول ثواب وترقی درجات سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ پس اگر یہ امر یعنی رفع نقص بتوجہ مدعی مسیحیت امام الزمانی گو اب تک نہیں ہوا۔ لیکن اب بھی ہو جاوے تو نہایت خوشی ومسرت کا باعث ہو اور مرزاقادیانی کو بھی بہ ہمراہی دیگر کرامات خود بدولت کے ان کو مشتہر کرنے کا موقع حاصل ہو اور رجوع خلق اللہ بھی جس کے واسطے مرزاقادیانی ہر دم فکر تردد تدابیر وانتظامات کرنے کی تکالیف اٹھاتے ہیں۔ اس سے بھی مخلصی ہو جاوے اور خود بخود لوگ دوڑتے آویں اور ادھر مولوی صاحب بھی مدامی تکالیف استعمال وخرچ ادویہ وحاجت عینک (جس کو اصلی حالت کے اخفاء کے لئے تصویر کشی کے وقت بھی علیحدہ نہیں کر سکے) استعمال عصاء سے نجات مخلصی پاویں۔

۱۵...... ہاں! مولوی صاحب کا مواحدانہ مضمون دعا مندرجہ الحکم ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء بھی بہت غور طلب وقابل داد ہے۔ جہاں انہوں نے مرزاقادیانی کے مضمون بلند پروازی مندرجہ آئینہ کمالات اسلام کے مقابلہ پر بلکہ صریح صریح اس پر پانی پھیر کر اس کی تردید وردمی فرمایا ہے کہ بھائیو! کبھی نفس وشیطان کے دھوکے سے مطمئن نہ بیٹھو۔ جب تک اپنے اندر خالص ایمان کی چمک نہ دیکھو۔ جس میں کسی دنیوی غرض کی آمیزش نہ ہو۔ خداتعالیٰ کے فرستادوں کا کام ہے صراط مستقیم دکھا دینا اپنے قول سے اپنے فعل سے یہ کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ اولیاء اللہ کا کام ہے کہ ان کے متوسلین وخدام پر آسمان سے جو قضاء قدر نازل ہوتی ہیں وہ انہیں ٹال دیا کرتے ہیں۔

جواب...... مولوی صاحب یہ معلوم ہوا مرزاقادیانی کے کمالات ودعاوی سے جو اوپر درج ہیں جن میں لکھا ہے کہ ان کی دعاؤں سے تقدیریں بدلتی الٰہی ارادے اور رنگ پکڑتے ہیں اور ان کا کن کبھی خطا نہیں جاتا وغیرہ جس پر ان کے مریدین نے ایسے خطوط دھڑا دھڑ بھیجنے شروع کر دیئے کہ دعویٰ تو یہی اور کچھ ہونا ہوانا ندارد۔

اور پھر ایسے خطوط کی کثرت پر آپ کو ان کی تسلی وتسکین کی خاطر یہ چوتھا سرکلر خط لکھنے کی تکلیف اٹھانی پڑی نہ مرزاقادیانی ایسی بلند پروازی کے دعویٰ کرتے نہ مریدان کو دعا قبول نہ ہونے کی شکایت لکھتے نہ آپ کو اس تحریر کی تکلیف کرنی پڑتی۔

۱۶...... مولوی صاحب اور نعوذ باللہ! خدا ان کے کسی منتر جنتر یا کسی عمل وظیفہ کا مسخر ومنقاد ہوتا ہے؟ کہ جو چاہیں اور جب چاہیں اس سے کرالیں؟ یہ مشرکانہ عقائد ہیں جو خداتعالیٰ کی صفات

کاملہ کی عدم واقفیت سے دنیا میں پھیلے ہیں۔

جواب...... مولوی صاحب یہ جناب کے امام صاحب ہی نے تو فرمایا ہے کہ وہ اقتداری طور پر بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو پیدا ہو جاتی ہے اور آپ ان کے کلمات طیبات کو کاٹ کر ان کی تردید ورد میں فرما رہے ہیں کہ ’’خدا تعالیٰ کسی منتر جنتر و یا کسی وظیفہ کا مسخر منقاد نہیں اور یہ مشرکانہ عقائد ہیں جو خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کی عدم واقفیت سے پھیلے ہیں۔‘‘ کیا آپ اپنے مرشد امام صاحب کو ایسے مشرکانہ عقائد والا اور ناواقف صفات الٰہی خیال فرماتے ہیں؟ اخبار الحکم ۲۴/اکتوبر ۱۸۹۹ء میں آپ خود مرزا قادیانی کی حمایت میں فرما چکے ہیں کہ ’’سیاہ ہو وہ منہ جس میں اس کا شکوہ اور گلہ ہو اور کٹ جائے وہ جیپ جو اس کے عیب چینی کرتی ہو۔‘‘

تو آپ فرماویں کہ اب کس منہ اور کس جیپ سے بذات خود بے باکانہ یہ عیب چینی کر رہے ہیں؟ ہوش فرمایئے۔

۱۷...... مولوی صاحب! افسوس بہت حصہ مسلمانوں کا مشرکین اور کفار کی تقلید پر اپنے بزرگوں کی نسبت ایسا ہی خیال کرتا ہے اور اس بناء پر میں دیکھتا ہوں کہ اکثر خطوط میں حضرت مسیح علیہ السلام سے اسی قسم کی درخواستیں کی جاتی ہیں اور بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ کاش وہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو پڑھیں اور قرآن کریم میں تدبر کریں؟

جواب...... یہ سب کچھ آپ کے امام صاحب کی مہربانی ہے کہ اس قدر طول طویل مبالغہ سے فضائل ومراتب کمالات خود بدولت لکھ کر انیس بیس برس کی محنت جانفشانی وعرق ریزی واشتہار بازی سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور آپ ان کو مشرکانہ عقائد کہہ کر اس پہلے خیال وعقائد سے جس پر مرزا قادیانی نے اتنی عرصہ کی جانکاہی سے بہزار محنت جمایا تھا۔ مرزا قادیانی کے پاس بیٹھ کر اکھاڑنے کے سعی فرما رہے ہیں۔ گویا ’’**یحزبون بیوتھم بایدیھم**‘‘ پر عمل کر رہے ہیں۔ غور فرمایئے!

۱۸...... اس موحدانہ تحریر مولوی صاحب سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب استدعاء کو مشرکانہ عقیدہ وصفات کاملہ باری تعالیٰ کی واقفیت کے مخالف سمجھ کر اپنی صحت کی نسبت مرزا قادیانی سے مستدعی دعا نہیں ہوئے اور یہ دو امر سے خالی نہیں۔ یا تو انہوں نے اپنے مرشد مرزا قادیانی کے کلمات ودعاوی کو جو انہوں نے درباره اقتداری کرامات وحالات ومراتب بیان فرمائے ہیں ان کو مجرد زبانی لاف وگزاف سمجھ کر راست وصحیح نہیں مانا۔ یا کم سے کم اپنے امام صاحب کی عملی حالت میں ان اوصاف کا مفقود ہونا مشاہدہ کر کے ان سے اتفاق نہیں کیا اور آخر الامر اس طرح نرمی سے

موقع وقت میسر آنے پر بغل میں بیٹھ کر حکمت سے رد کر کے ان سب کو ملیا میٹ کر دیا۔ بہر حال مولوی صاحب کا یہ کام جو کچھ بلا لیاقت خداداد انہوں نے کیا ہے بہر صورت قابل داد وتعریف ہے۔ کیونکہ یہ تعلیم اسلام وقرآن مجید کے موافق ہے اور اس میں معنوی طور پر عاجز کے الہام: ’’کانتا رتقا ففتقنهما‘‘ (وہ دونوں ملے ہوئے تھے۔ پس ہم نے ان دونوں کو پھاڑ دیا) کی تصدیق بھی مولوی صاحب نے عملی طور پر کر دی۔ جس کے عوض اللہ تعالیٰ ان کو جزاء خیر دے۔

۱۹...... عاجز کے اس الہام کی تصدیق مولوی صاحب نے سیرت مسیح مطبوعہ جولائی ۱۹۰۰ء میں بھی کی ہے۔ چنانچہ ص۱۰۰ پر لکھا ہے کہ: ’’میری روح تو کانپ اٹھتی ہے جب اپنے رسول اللہ کی نسبت یہ تجویز کروں کہ اس کو خدا تعالیٰ نے قبر میں مدفون کرایا اور اسرائیلی نبی کو آسمان پر چڑھایا۔ خاتم النّبیین کو اللہ تعالیٰ نے ایک تاریک وپرخوف غار ثور میں جگہ دی اور مسیح کو ایسی عزت دی کہ اسے آسمان پر چڑھا کر اپنے داہنے ہاتھ بیٹھایا۔ حاشا وکلا کہ میں کسی اسرائیلی نبی کو اپنے نبی پر کسی امر کی فضیلت میں ترجیح دوں۔ ص۱۰۱ پر کہا ہے کہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ ایسے کامل مکمل کی نسبت کوئی ایسی بات روا رکھی جائے جس میں ان کی کسر شان ہو یا جس میں کسی اسرائیلی نبی کو ان پر ترجیح ہو۔‘‘

مولوی صاحب نے کئی الفاظ میں اسی مضمون کو لکھا ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ وہ اوپر آسمان پر چڑھنے کو عزت فضیلت اور باعث پیار خداوند تعالیٰ جانتے ہیں اور زمین پر قبر میں ہونے کو کسر شان ومنافی فضیلت مانتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے واسطے ان امور کو روا رکھنا غیرت مند مسلمانوں کا کام نہیں سمجھتے۔ بلکہ شرم کی بات کہتے ہیں۔ یہ تو مولوی صاحب کی فلاسفی ہے۔ دوسری طرف مولوی صاحب کے مرشد وامام مرزا قادیانی اپنے اشتہار ۲۵؍مئی ۱۹۰۰ء میں فرماتے ہیں کہ: ’’جسمانی طور پر کسی کا آسمان پر جا بیٹھنا نجات کے مسئلہ سے کچھ بھی تعلق اس کو نہیں اور نہ کوئی قرب الٰہی اس سے ثابت ہوتا ہے۔ آج کل تو ثابت کیا گیا ہے کہ آسمان پر مجسم مخلوق رہتے ہیں۔ جیسے زمین پر تو کیا آسمان پر رہنے سے وہ سب نجات یافتہ ہیں؟‘‘

دیکھ لیجئے! یہاں بھی مولوی صاحب نے اپنے مرشد وامام کے مخالف ہی قلم چلائی ہے۔ وہ آسمان پر جانے کو فضیلت عزت وپیار خداوند تعالیٰ کا باعث کہتے ہیں اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ کوئی قرب الٰہی اس سے ثابت نہیں ہوتا اور فی الحقیقت حق بھی یہی ہے کہ مجرد اوپر اور اونچا اور آسمان پر ہونے سے کوئی فضیلت عزت وترجیح نہیں ہوسکتی۔ دیکھئے! جملہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زمین پر ہوئے اور ملائکہ ان سے اونچے آسمان پر تو کیا کل آسمانی ملائکہ کو مولوی صاحب

سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل وبرتر مانیں گے؟ پھر اپنے اپنے وقت پر جو سب انبیاء علیہم السلام زمین پر رہ کر چل پھر کر دعوت مخلوق واعلاء کلمۃ اللہ کرتے رہے اور پرند وطیور چیل وکوّے وباز وغیرہ ان کے سروں پر اون سے اونچی ہوا میں اڑتے رہے تو کیا مولوی صاحب اپنے تراشیدہ فلاسفی کے موافق ان کو ترجیح دے کر اللہ تعالیٰ کے مقرب مانیں گے؟ بظاہر تو امید نہیں۔ پھر جو لوگ بیلوں میں اڑ کر باقی سب انسان سے اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ کیا یہ بھی بموجب قاعدہ مولوی صاحب کے انبیاء علیہم السلام سے افضل مانے جانے کے لائق ہوسکتے ہیں؟ معاذ اللہ!

مولوی صاحب کے فہم وعقل سے تو اس دوکاندار کا فہم وعقل بڑھ کر ہوا۔ جس سے ایک پادری صاحب نے سوال کیا کہ اوپر والا بڑھ کر ہے یا نیچے والا؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو روز بھی دیکھتے وجانتے ہیں کہ ترازو کا ہلکا وسبک پلہ (طرف) اوپر کو اونچا جاتا ہے اور جو طرف وزن وقیمت میں دوسرے سے زیادہ ہوتا ہے وہی نیچے کو رہتا ہے۔ لہٰذا نیچے والا ہی بڑھ کر ہے۔

۲۰...... مولوی صاحب کو معلوم ہے کہ غار ثور میں جانا کچھ کسر شان نہیں ہے۔ وہ تو صریح ظہور قدرت قادر قدیر کا ایک موقعہ ونظارہ تھا۔ اللہ جل جلالہ نے لوگوں کو دکھلا دیا کہ وہ اپنے برگزیدہ رسولوں وبندوں کی اسی طرح حمایت وحفاظت فرماتا ہے۔ چاہے تو زمین پر ہی رکھے اور دشمن قریب تر پہنچ کر بھی کوئی دست درازی نہ کرسکیں اور اگر چاہے تو ایسے نازک وقت میں اپنے بندے کو مخالفین سے بچا کر باامن امان آسمان پر پہنچادے۔ اس کے نزدیک کوئی شئے مشکل وانہونی نہیں۔ مسیح علیہ السلام کے آسمان پر لے جانے کا اور رسول اللہ ﷺ کو اسی جگہ زمین پر رکھ کر بچا لینے کا یہ ہر دو کرشمے اپنے قدرت کاملہ کے دکھا دیئے۔ مسیح علیہ السلام کو عرش پر داہنے ہاتھ پر بٹھانے کا مسئلہ تو مولوی صاحب نے نئے مسیح پر ایمان لانے کے سبب سے لکھا ہوگا۔ مسلمان تو چند عرصہ مقررہ تک مسیح علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا مانتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ بموجب احادیث شریفہ کے وہ آخر نازل ہوکر زمین پر فوت اور مثل دیگر انبیاء علیہم السلام زمین میں دفن ہوں گے۔ نہ معلوم مولوی صاحب کی روح مسیح علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور چند عرصہ تک وہاں رہنے سے کیوں کانپتی ہے؟ اور خود غیور مسلمان اور شرم والے اور اپنے مرشد وامام کو جن کے نزدیک آج کل آسمان پر بھی مجسم مخلوق کا مثل زمین کے رہنا ثابت ہے اس کو کیوں غیرت وشرم سے معرّا بناتے ہیں؟

۲۱...... تعجب یہ امر ہے کہ مولوی صاحب کبھی تو مسائل اسلام کے موافق جیسا کہ ان کا مضمون دعا ہے اور کبھی اسلام کے مخالف غیر سبیل المؤمنین جیسا کہ یہ مضمون ہے بلاتامل لکھ دیتے ہیں اور

تحریر کے وقت ایسی جرأت ودلیری ظاہر کرتے ہیں کہ اپنے مسلمہ ومقبولہ مرشد وامام کی مخالفت کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ مضمون پورا کر دیتے ہیں۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ امید ہے کہ یہ تو مولوی صاحب کو معلوم ہوگا کہ حدیث شریف میں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ’’دجال کانا ہوگا پھر اس کی خودستائی کہ اس نے کہا میں زمین کی چالیس رات میں سیر کروں گا۔ سوائے مکہ شریف وطیبہ (مدینہ منورہ) کے کوئی جگہ نہ چھوڑوں گا۔ اگر میں تیرا اونٹ تیرا باپ تیرا بھائی مرا ہوزندہ کردوں تب بھی تو مجھ کو رب نہ مانے گا؟‘‘ وغیرہ!

کبھی کچھ کبھی کچھ کرنے کا ذکر فرمایا۔ جس سے ظاہر ہے کہ کانا پن خودستائی اپنی تعریف کرنا وغیرہ بھی دجالی اوصاف ہیں۔ ادھر مولوی صاحب کو صانع حکیم وقدیر کی قدرت سے تشبیہ بھی وہ ہی ملی ہے۔ خودستائی میں بھی اپنے آپ کو زکی الحس ہر بات میں کچھ سمجھنے وماننے والا۔ تیز حس نکتہ رس جودت زادل ہر امر میں ڈوبنے والا اور اسکی تہ سے کام کی بات نکالنے والا۔ نہ کبھی دل کو دھوکا دیا اور نہ دل نے حقیقت کے خلاف روپ بدلا۔ منازل سلوک طے کردہ وغیرہ کہنا۔

اور مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ کہنا کہ یسوع مسیح کا نہایت ناقص نمونہ اخلاق میں، اعمال میں، معاشرت میں، سیاست میں، غرض زندگی کے ہر شعبہ میں۔ معاذ اللہ، معاذ اللہ!

اور پھر تحریر میں کبھی کچھ کبھی کچھ۔ پھر جس کو امام ومرشد ماننا اسی کے مضامین وتحریر کو مشرکانہ عقائد اور اس کو ناواقف صفات الٰہی، غیرت وشرم سے عاری کہنا وغیرہ۔ تو اب حل طلب یہ امر ہے کہ یہ مشابہت دجالی اور یہ سب امور مولوی صاحب سے اضطراراً سرزد ہوتے ہیں۔ ویا مولوی صاحب مشابہت واحد العینی کے سبب قصداً وعمداً یہ سب امور کرتے ہیں؟

۲۲...... بالآخر یہ استفتاء بھی قابل حل باقی ہے کہ جن لوگوں نے مرزا قادیانی کو اب تک امام نہیں مانا اور اس امر میں کوشش وسعی کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ظاہر فرماوے۔ وہ تو ہر طرح سے انشاء اللہ العزیز مامون وبے خوف ہیں اور ان کے ذمہ کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ لیکن جو شخص مرزا قادیانی کو امام برحق ومرشد صادق مع ان کے کل دعاوی کے قبول کر کے پھر اس امام مسلمہ ومقبولہ سے مرتد وباغی ہوکر اس کی مخالفت کرے اس کے مضامین وتحریر کو مشرکانہ عقائد بناوے اور اس کو ناواقف صفات الٰہی وشرم وغیرت سے خالی ٹھہراوے جیسا کہ مولوی صاحب نے کیا ہے تو ایسے مرتد وباغی وسرکش امام کے حق میں بموجب شرع شریف اسلامی کے کیا فتویٰ وکیا حکم ہے؟ ’’بینوا وتوجروا. واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واکمل. فالحمدللہ اولاً وآخراً وظاھراً وباطناً والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید محمد العرب والعجم وعلیٰ اٰلہ

واصحابه واهل بيته اجمعين برحمتک يا ارحم الرحمين اٰمين اٰمين“

نظم

الٰهی انت خالق کل شیٔ ۔۔۔ الٰهی انت مالک کل شیٔ
الٰهی انت ربی ذوالجلال ۔۔۔ الٰهی انت ذوالفضل الکمال
الٰهی انت ربی انت محسن ۔۔۔ فاحسن ثم احسن ثم احسن
الٰهی انت لی نعم الوکیل ۔۔۔ الٰهی انت لی نعم الکفیل
الٰهی هب لنا من عندک الخیر ۔۔۔ الٰهی نجنا عن سطوة الغیر
الٰهی اغننا عمن سواک ۔۔۔ الٰهی نجنا ممن سواک
الٰہی کب تیری حمد و ثنا ہو ۔۔۔ الٰہی شکر تیرا کب ادا ہو
تیرا احسان جب بے انتہاء ہو ۔۔۔ تو عاجز اس سے کب عہدہ برا ہو
صلوٰۃ اس رحمت للعالمین پر ۔۔۔ سلام بے حد و بے انتہاء ہو
جزاء خیر اللہ اس کو دیوے ۔۔۔ اور اس کے دین کا حامی خود خدا ہو
الٰهی انت شافی الرجل والعین ۔۔۔ الٰهی انت ماحی الشین والمین
الٰهی انت ستار العیوب ۔۔۔ الٰهی انت غفار الذنوب
الٰہی کر تو اس نسخہ کو ایسا ۔۔۔ کہ سب امراض کی اس میں دوا ہو
پڑھے اخلاص نیت سے جو اس کو ۔۔۔ الٰہی اس کا تو خود رہنما ہو
جو ہو محتاج عینک کا ہمیشہ ۔۔۔ وہ استعمال عینک سے رہا ہو
رہے کچھ نقص آنکھوں میں نہ اس کے ۔۔۔ یہ نسخہ اس کے حق میں کیمیا ہو
پڑھے جو درد مند لنگ اس کو ۔۔۔ اسے لنگر ایں سے بالکل شفا ہو
رہی لاٹھی اٹھانے کی نہ حاجت ۔۔۔ عصا موسیٰ ہی بس اس کی دوا ہو
الٰہی کر دعا عاجز کی قبول ۔۔۔ تمامی درد مندوں کو شفا ہو
تیری توحید سب دنیا سمجھ لے ۔۔۔ تیرا دین فرش سے تا آسماں ہو
رہائی سارے بے دینی سے پاویں ۔۔۔ تیرا قرآن ان کا رہنما ہو
طریق سرور عالم کو مانیں ۔۔۔ حدیث مصطفیٰ ان کی غذا ہو
الٰہی بخش اور راضی ہو ہم سے ۔۔۔ رضا تیری ہمارا مدعا ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

باب چہارم ...... متعلق معافی انکم ٹیکس وتازہ نشان ملحقہ رسالہ

۱...... اس سے بھی عاجز کا کچھ تعلق نہیں۔ مرزاقادیانی نے اس میں طرح طرح سے لکھا ہے کہ نادان دشمنوں اور حاسدوں نے بہت زور لگایا۔ لیکن آخران کو شکست اور ہم کو فتح ہوئی۔ سو جنہوں نے مرزاقادیانی کی مخالفت کی ہوگی وہ جانیں اوران کا کام۔ کسوف وخسوف وعبداللہ آتھم وغیرہ پیش گوئیوں کی نسبت جو مرزاقادیانی نے اس میں لکھا ہے ان کا ذکر دوسری جگہ ہو چکا ہے۔ مرزاقادیانی ہر امر کو کیسا ہی روی وفضول کیوں نہ ہو اپنی صداقت کا نشان گردان لیتے ہیں۔ اس میں بھی کسی کا کیا حرج ہے۔ بشرطیکہ ادلہ شرعیہ سے ثابت ہو جاوے۔

۲...... اس کے متعلق صرف اس قدر عرض ہے کہ مرزاقادیانی نے تو معافی ٹیکس میں بہت سعی وکوشش کی۔ عذرداری کی۔ وکیل مختار مقرر فرما کر مقدمہ کی پیروی کی۔ تاکہ...... روپیہ کا نقصان نہ ہو اور آئندہ اس کا راستہ نہ پڑ جاوے۔ گویا باوجود دعویٰ خیرخواہی وخدمت گورنمنٹ مفت کی آمدنی میں سے چند روپے دینے بھی گوارا نہیں ہوئے۔ اخیر پر حسب ضابطہ عدالت مرزاقادیانی ان کے مریدین گواہان کے حلفی بیان کے اعتبار پر بجائے ۲۷۰۰ سالانہ آمدنی کے تخمیناً ۵۴۰۰ آمدنی مقبولہ مرزاقادیانی کا مصرف مذہبی امور قرار پاکر ٹیکس معاف ہوا۔

۳...... اسی طرح ہر سال تشخیص آمدنی ہوکر ٹیکس لگتا ہے تو ہزارہا لوگ عذرداری کرتے ہیں جو حسب ضابطہ تحقیقات ہوکر بغیر کسی وکیل ومختار کرنے کے ہزارہا لوگوں کے ٹیکس معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اگر فقط پنجاب ہی کا تخمینہ کیا جاوے تو قیاس کیا جاتا ہے کہ مردمان معاف شدگان کی تعداد تخمیناً ۵۰۰۰ ہزار کس سالانہ سے کیا کم ہوتی ہوگی تو گویا اس صورت میں بھی مرزاقادیانی پانچ ہزار میں ایک ہوئے اور پھر بہت ان میں سے صاحب کلکٹر کو اسی وقت کہہ دیتے ہیں کہ آپ ٹیکس تو لگاتے ہیں مگر یہ قائم نہیں رہے گا۔ لیکن چونکہ وہ بیچارے گمنام اپنی کرامتوں کے دعویدار نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض اللہ تعالیٰ کے بھی قائل نہیں ہوتے تو معافی ٹیکس ان کے نزدیک ایک معمولی بات ہوتی ہے۔ نہ کوئی خاص اور تازہ نشان جس پر وہ غرہ ہوکر اشتہار طبع کراکر مشتہر کریں اور اس بہانہ سے اپنے مخالفوں کی بھی مرزاقادیانی کی طرح خوب برا بھلا کہہ کر خبر لیں۔

۴...... تعجب امر اس میں مرزاقادیانی کا اپنا حلفی بیان ہے جس میں فرمایا کہ اپنا باغ

بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ اپنی اہلیہ کے پاس گروی رکھ کر چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول کیا۔

اس میں صرف یہی تعجب ہے کہ وقت نکاح جو کچھ زیور تھا وہ تو اس قدر نہ تھا۔ بہرحال جو کچھ بنا اور آیا اس کے بعد ہی بنا۔ لیکن جب کل آمدنی مریدین کی بلکہ ان کی اپنی بھی حسب بیان مرزاقادیانی مہمان خانہ، مطبع، مدرسہ، سالانہ جلسوں وخط کتابت میں صرف ہو جاتی ہے تو پھر اتنی بچت کیونکر ہوئی کہ اس کا اس قدر زیور بنایا گیا؟ اگر مرزاقادیانی فرماویں کہ ہماری اپنے دیگر املاکی آمدنی سے بنایا گیا تو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ:

اوّل...... تو مرزاقادیانی نے اپنی ذاتی آمدنی باغ وزمین وتعلقہ داری کی جو حلفاً اسی مثل میں لکھا ہی ہے وہ اسی قدر ہے جو ان کے خرچ کے لئے کافی ہے۔ اس قدر وافر نہیں کہ اس سے ہر روز طرح طرح کے زیور تیار ہو سکیں۔

دوم...... عاجز کو سلسلہ خط وکتابت میں مرزاقادیانی کے حاجت مندانہ مضامین پڑھ کر ہمیشہ آپ کے خطاب رئیس اعظم کے نسبت تردد وشک ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ آخرکار وہ شک مبدل بہ یقین ہوگیا۔ چنانچہ ۱۸۸۴ء میں عاجز کے نام ڈیرہ غازیخان جو الہامی تعریفوں کا خط لکھ کر فرمایا تھا کہ یہ تعریفیں اس کے واسطے ہیں جو ۵۰۰ قرض دیوے اور اگر ایک سے نہ ہو سکے تو دو مل کر دیویں۔ اس امر کا کافی ثبوت ہے۔ اس پر عاجز کا دل تو بہت للچایا کہ ان تعریفوں کا مصداق بنے۔ لیکن روپیہ نہ ہونے کے باعث اس نعمت کے حصول سے محروم رہا اور ایک اور دوست نے اس میں سبقت کی پر وصولی روپیہ کے لئے اس کو خریدار کتب خود ہی بکمال ہمت وکوشش بہم پہنچانے پڑے اور پیشگی قیمت کتب وصول کر کے وہ رقم قرضہ میں مجرا کرتا رہا اور آخرکار فیاض دل ومخیّر مردمان کے کیسہ سے باقی ماندہ قرضہ بمشکل وصول ہوا۔ پھر جب مرزاقادیانی نے صدقات کا مطالبہ شروع کر دیا تو سارا معاملہ ہی صاف ہوگیا۔ اس کے بعد اگر کوئی دوسری آمدنی کی صورت ہوگئی ہو تو اس کی سبیل صاف ظاہر ہے اور جب بقول مرزاقادیانی سب آمدنی دینی امور میں خرچ ہو جاتی رہی تو پھر اس میں سے اس قدر بچت ہو کر زیور بنا لیا بھی عمدہ دنیوی دور اندیشی وکفایت شعاری کا نمونہ قابل داد ہے۔

۵...... پھر سوال ہو سکتا ہے کہ زمین وباغ بذریعہ رجسٹری رہن کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ مرزاقادیانی کی اہلیہ کا م فرزندان مرزاقادیانی کی بیعت میں داخل ہونے کا اشتہار الحکم میں ہو چکا ہے۔ سو اگر صدق دل سے وہ داخل زمرۂ مریدین ہوئے ہیں تو جو کچھ ان کا مال ہے وہ مثل

دیگر مریدین کے مال کے مرزا قادیانی ہی کا مال ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی ان کے نفوس کے مع لوازم مالک ہو چکے ہیں۔ جیسا مرزا قادیانی نے بیعت کی تشریح میں بیان کیا ہے۔ اس لئے بھی رجسٹری وغیرہ کی حاجت نہ تھی۔ رجسٹری وغیرہ تو وہاں ہوتی ہے۔ جہاں بدگمانی وایک دوسرے پر بدظنی و بے اعتباری ہو۔ یہ مسئلہ بھی قابل تشریح ہے اور اگر اہل بیت کے جماعت مریدین میں داخل ہونے سے پہلے رجسٹری کی گئی۔ تب بھی ان کو بیعت سے کچھ عرصہ پہلے حسن ظنی تو ضرور مرزا قادیانی پر ہوگی اور مرزا قادیانی کے کمالات وراستی کے ضرور کچھ عرصہ پہلے ہی سے قائل ہوں گے۔ لہٰذا پھر بھی ان کو بے اعتباری کر کے رجسٹری کی ضرورت نہ تھی۔ صرف اسلامی حکم قرآن مجید کے مطابق ''فکاتبوھم'' پر عمل کر لیتے۔ قیمت اسٹام وفیس رجسٹری وغیرہ کے فضول خرچ کا متحمل ہونا کیا ضرور تھا؟ کیونکہ غریب دوستوں سے جب روپیہ ضرورت پر لیتے رہے ہیں تو کبھی رجسٹری تو کہاں سادہ نوشت خواند کی بھی نوبت نہیں آئی تو پھر خود گھر ہی میں ایسی اور یہاں تک نوبت کیوں پہنچی؟

٦...... یہ بھی قابل غور ہے کہ اس قدر جائیداد، زیور، روپیہ، عملدر آمد رجسٹری اور یہ میعاد تیس سالہ مسیح موعود ومہدی مسعود مجدد وامام الزمانی بلکہ افضلیت بر بعض انبیاء علیہم السلام کے دعویدار کے واسطے جس کو دعویٰ ظاہری وباطنی پیروی ومشابہت رسول اللہ ﷺ کا ہوا زروئے شرع محمدی قرآن مجید وحدیث شریف کے یہ سب امور کہاں تک اس سے مناسبت وموافقت رکھتے ہیں وبس؟

قطعہ تاریخ تالیف کتاب از یک رفیق مخلص

ملہم الہام ہوتے ہیں سبھی | کوئی صادق اور کوئی مفتری
ہاں الٰہی بخش کے الہام کو | میں نے پوچھا دل سے کیا ہے واقعی
یہ کہا پھر اس نے مجھے در جواب | یہ ہوا ہے مجھ کو القا سن ابھی
جس قدر الہام ہوتے ہیں اسے | سب کے سب ہیں حسب ارشاد نبی
وہ بھی سچا او سچی وہ بھی ہے | جو کتاب رد کاذب ہے لکھی
قلب شیطان چیر کر تم یہ کہو | واقف الہام غیبی ہے یہی

۱۳۱۷ھ

ایضاً

خجل ہوتا ہے جو اہل دغا ہے | کہ جس کے کام میں مکر و ریا ہے
معزز ہے وہی دنیا میں یارو | عمل میں جس کے کچھ بوئے وفا ہے

الٰہی بخش پر بخشش الٰہی — کہ جس کی شکل بانور و ضیا ہے
لکھی اس نے کتاب رد کاذب — مطالعہ میں نے بھی اس کا کیا ہے
لکھا ہے اس نے جو کچھ حال مرزا — سراسر واقعی ہے اور بجا ہے
جو سال عیسوی کا ذکر آیا — کہا دل نے کہ تجھ کو فکر کیا ہے
لب یوسف سے اٹھتی ہے صدا یہ — الٰہی بخش پر لطف خدا ہے

۱۸۹۹ء

نظم

خدا خود حافظ دین محمدؐ — خدا خود ناصر دین محمدؐ
نجات اخروی کے جو ہیں طالب — انہیں کافی ہے یہ دین محمدؐ
فلاح دین دنیا اس نے پائی — ہوا ہے جس کا دین دین محمدؐ
اندھیرا کفر و شرک و ظلم کھویا — ہے پر نور و ضیا دین محمدؐ
مہیا اس میں ہے سامان بخشش — ہے رحمت سربسر دین محمدؐ
نہیں ابہام اور اجمال اس میں — مفصل دین ہے دین محمدؐ
ہیں بیّن اور دلائل اس کے روشن — نہیں کچھ بھی خفا دین محمدؐ
نہیں ہے اس میں جبر اکراہ و تنگی — سراسر سہل ہے دین محمدؐ
مسائل اس کے فطرت کے موافق — سراپا حق ہے یہ دین محمدؐ
نہیں ہے کوئی دین اس کے برابر — عجب یہ دین ہے دین محمدؐ
دلائل سے ہوا ہے سب پہ غالب — الٰہی دین ہے دین محمدؐ
ہیں احکام اس کے سب مضبوط و محکم — ہے بے خوف و خطر دین محمدؐ
علوم نحو تصریف و معانی — ہیں سب یہ خادم دین محمدؐ
خلاف حکم قرآن و پیمبر — کہے جو کب ہے وہ دین محمدؐ
خدا اس کو نہیں کرتا برومند — کرے تحریف جو دین محمدؐ
کرے رد و بدل جو اس میں ذرہ — وہی ہے دشمن دین محمدؐ
کرے گا کیا کوئی ترمیم و تنسیخ — خدا حافظ جو ہے دین محمدؐ
نہ منطق سے غرض نہ فلسفہ سے — ہمیں کافی ہے بس دین محمدؐ

ہوا امداد غیبی سے یہ تیار
بنا یہ مظہر دین محمدؐ
ہوا اس سے عیاں یہ دین قیم
ہوا اس میں بیان دین محمدؐ
زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں ہے
کہ ظاہر ہو گیا دین محمدؐ
اگر تاریخ ہجری لکھنی چاہو
کہ ہے اس میں بیان دین محمدؐ
الف اللہ کا لے کر کے لکھ دو
عجائب پر فضا دین محمدؐ
نکالو ہول کا دل اور لکھ دو
زمین سے عرش تک دین محمدؐ
مٹا کر حسد کا سر اور لکھ دے
سراپا فیض ہے دین محمدؐ
مٹا کر زندقہ کے سر کو لکھ دو
کہ ظاہر ہو گیا دین محمدؐ

....

لک الحمد لک الحمد اے خدایا
رکھو فضل و کرم کا ہم پہ سایہ
بلندی کبریائی و تعلّی
تیری ہی شان ہے میرے خدایا
ہم عاجز ناتواں بندے ہیں تیرے
تو ہی آقا ہے اور مالک خدایا
ادائے شکر کی طاقت کہاں سے
یہ مشت خاک اور کیا اس کا پایا
ثنا کب ہو سکی اس ناتواں سے
جب اس ہادی نے لا احصی سکھایا
رسول اللہ کی امت بنا کر
صراط مستقیم پر چلایا
نبی تیرا ہماری طرف آیا
تیرا قرآن اور احکام لایا
صلوٰۃ اس پر سلام اس پر ہمیشہ
تو اپنے فضل سے بھیج اے خدایا
ہے قرآن سر بسر نور و ہدایت
سراپا حق ہے جو اس میں بتایا
ہمارے سر پہ اور آنکھوں پہ یا رب
تیرا پیغام جو اس نے سنایا
نہیں رد و بدل کی اس میں حاجت
جسے اللہ نے اکمل بنایا
عصائے موسوی ہے قدرت حق
کہ جس نے سحر کے سانپوں کو کھایا
عصاء موسوی نے اذن حق سے
وہاں فرعون کو نیچا دکھایا
عصائے موسوی نے اذن حق سے
وہاں توحید کا ڈنکا بجایا
عصاء موسوی نے اذن حق سے
وہاں سب ساحروں کو راہ دکھایا
دکھا دے اب بھی راہ فرونیوں کو
نہیں تجھ بن کوئی ہادی خدایا
تو ہی قادر ہے ہیں یہ کام تیرے
تکبر کب کسی کا تجھ کو بھایا

دیا تو نے میرے دست یمین میں | تیری امداد ہے میں نے چلایا
ہے اب یہ ہاتھ عاجز ناتواں میں | مدد خود کیجیو میرے خدایا
کہاں عاجز کہاں اس کو لیاقت | کہاں یہ کام جو تو نے کرایا
نہ کچھ کرنے کی طاقت اور لیاقت | تیرے فضل و کرم نے ہی کرایا
کہاں ہمت تھی عاجز ناتواں میں | تیری امداد نے یہ سب کرایا
نہ کچھ جرأت نہ عادت نے فضیلت | تیری توفیق نے یہ کر دکھایا
بھلا مرزا کو ہم کب چھوڑتے تھے | الٰہی تیری بخشش نے چھوڑایا
الٰہی بخش دے اس کو کہ جس نے | حق و باطل علیحدہ کر دکھایا
الٰہی بخش عبدالحق کو جس نے | ہے اس دھوکہ کی ٹٹی کو جلایا
کہ جس کی آڑ میں اپنی امامت | ضرورۃ نام رکھ مرزا تھا لایا
قصور علم و فہم و غلطیوں کو | کرم سے بخش دے سب کو خدایا
ضلالت کے گڑھے پر جا کھڑے تھے | تیرے فضل و کرم ہی نے ہٹایا
یہی تاریخ تالیف اس کی لکھ دے | خدا حافظ حقیقی نے بچایا

۱۸۹۹ء

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی محمد سید رسولہ وانبیائہ وعلیٰ الہ واصحابہ وانصارہ واشیاعہ وخلفائہ صلوٰۃ وسلاما نشوجب بھما شفاعتہ اٰمین

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطأنا ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفرلنا وارحمنا انت مولینا وانصرنا علی القوم الکفرین. آمین ثم آمین ثم آمین!

تمت

قطعہ تاریخ از مولوی عبدالحکیم صاحب صحیح انصاری پریس دہلی۔ الٰہی بخش نیک و پاک باطن۔ مرتب کرد چوں تنسیخ باطل حکیم از روئے ثابت سال بنوشت۔ چہ زیبا نسخہ تردید جاہل

قطعہ تاریک از خاکسار محمد عبداللطیف احقر خلف مولوی عبدالمجید صاحب مطبع انصاری دہلی۔ چھپ گئے جب یہ سب الہام۔ باخدا منشی صاحب نے کہا احقر نے مصرعہ تاریخ۔ زرٹوٹے مسیح کاذب کے۔

مشاہیر کے خطباتِ ختم نبوت

مرتب

مناظرِ ختم نبوت

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com